وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

صحیح البخاری

مؤلّفه

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

ترجمه

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ﷺ

شرح

مرکزی ٹیم

جلد چهار دهم

اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ

ISLAM
INTERNATIONAL
PUBLICATIONS LTD

صحیح بخاری

اردو ترجمہ از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ
شرح از مرکزی ٹیم
(جلد چہاردہم)

Sahih Bukhari
with Urdu Translation and Commentary – Volume 14

First edition published in Eleven Parts (1–11)
First two parts published by Nazarat Taleef-o-Tasneef Qadian in 1930s.
Part 3–15 published by Idaratul-Musannifeen Rabwah between 1960–1976.

Second revised edition (with new typesetting), Volumes (1–11)
First 11 Volumes published, 2005–2017
Reprinted in Qadian, India 2006, 2016
Reprinted in Turkey, 2019

Present edition (Volume 12-16) printed in Turkey, 2023
with Urdu translation By Hazrat Syed Zainul-Abideen Waliyyullah Shah
& commentary by central committee

© **Islam International Publications Ltd.**

Published by:
Islam International Publications Ltd
Unit 3, Bourne Mill Business Park,
Guildford Road, Farnham, Surrey UK, GU9 9PS

Printed in Turkey at:
Levent Offset

For further information, please visit www.alislam.org

ISBN: 978-1-84880-206-3 (Set Vol. 12-16)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ (الحشر:۸)

(ترجمہ: اور رسول جو تمہیں عطا کرے تو اسے لے لو اور جس سے تمہیں روکے اُس سے رُک جاؤ۔)

حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کل انسانیت کے لئے اسوہ حسنہ ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے محدثین کے ذریعہ ہمارے پاک نبی ﷺ کے اقوال کو جمع کرنے اور ان کی تدوین و اشاعت کے اسباب بھی پیدا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ ”قرآن شریف کی اور احادیث کی جو پیغمبر خدا سے ثابت ہیں اِتّباع کریں۔ ضعیف سے ضعیف حدیث بھی بشرطیکہ وہ قرآن شریف کے مخالف نہ ہو ہم واجب العمل سمجھتے ہیں اور بخاری اور مسلم کو بعد کتاب اللہ اصحّ الکتب مانتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۰۸،۱۰۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری کے ترجمہ و شرح کے کام کو شروع کیا۔ آپ کی وفات کے بعد یہ پراجیکٹ ادارۃ المصنفین اور پھر نظارت اشاعت کے زیر انتظام جاری رہا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر ’صحیح البخاری۔ ترجمہ و شرح‘ کی گیارہ جلدوں کی انگلستان سے طباعت ہو چکی ہے اور اب بقیہ جلد بارہ تا سولہ کی طباعت کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت رسول کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور پاک تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

منیر الدین شمس

ایڈیشنل وکیل التصنیف

جنوری ۲۰۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ بخاری ترجمہ و شرح کی چودھویں جلد طبع ہو گئی ہے۔ یہ جلد کتاب المرضیٰ، کتاب الطبّ، کتاب اللباس، کتاب الأدب اور کتاب الاستئذان پر مشتمل ہے۔اس جلد میں جماعتی لٹریچر میں سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاءِ سلسلہ نیز حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور علماءِ سلسلہ کے رشحاتِ قلم کا بہترین انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طب کے متعلق بعض محققانہ تحریرات بھی پہلی دفعہ اس جلد کی زینت بن رہی ہیں، نیز جذام پر نہایت مفید مضمون شاملِ شرح کیا گیا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہؐ کی یہ تشریحات جن کا انتخاب سلسلہ کے لٹریچر سے کیا گیا ہے احباب کے ازدیادِ ایمان و معرفت کا باعث بنیں گی۔ انشاءاللہ

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کے مقدس نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر کروڑوں درود و سلام کے بعد اپنے جان سے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ممنونِ احسان ہیں جن کی دعائیں، توجہ اور رہنمائی قدم قدم پر مرکزی ٹیم کے لئے خضرِ راہ رہی۔ اللہ تعالیٰ معاونت کرنے والے تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرس

۷۵- کِتَابُ الْمَرْضَی

بَاب ۱: مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ	جو (احادیث) بیماری کے کفارہ کے متعلق آئی ہیں...	۲
بَاب ۲: شِدَّةُ الْمَرَضِ	بیماری کی سختی	۶
بَاب ۳: أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ	لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر جن کی آزمائش کی جاتی ہے وہ انبیاء ہیں، پھر اسی طرح جتنا اعلیٰ درجہ کا آدمی ہوگا اتنی ہی زیادہ اس کی آزمائش ہوگی۔...	۱۰
بَاب ٤: وُجُوبُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ	بیمار کی عیادت کرنا ضروری ہے	۱۳
بَاب ٥: عِيَادَةُ الْمُغْمَى عَلَيْهِ	جو آدمی بے ہوش ہو جائے اس کو دیکھنے جانا	۱۸
بَاب ٦: فَضْلُ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيحِ	جسے ریاح کے رُک جانے سے مرگی پڑا کرتی تھی اس کی خوبی	۱۸
بَاب ۷: فَضْلُ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ	جس شخص کی بینائی جاتی رہی اس کی خوبی	۱۹
بَاب ۸: عِيَادَةُ النِّسَاءِ الرِّجَالَ	عورتوں کا مردوں کی بیمار پرسی کرنا	۲۱
بَاب ۹: عِيَادَةُ الصِّبْيَانِ	بچوں کی عیادت کرنا	۲۳
بَاب ۱۰: عِيَادَةُ الْأَعْرَابِ	گنواروں کی عیادت کرنا	۲۵
بَاب ۱۱: عِيَادَةُ الْمُشْرِكِ	مشرکوں کی عیادت کرنا	۲۶
بَاب ۱۲: إِذَا عَادَ مَرِيضًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً	اگر کسی بیمار کی عیادت کو جائے اور نماز کا وقت ہو گیا ہو پھر وہ ان کو باجماعت نماز پڑھائے	۲۸
بَاب ۱۳: وَضْعُ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيضِ	بیمار پر ہاتھ رکھنا	۳۰
بَاب ۱٤: مَا يُقَالُ لِلْمَرِيضِ وَمَا يُجِيبُ	بیمار کو کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے	۳۳

بَاب۱۵: عِيَادَةُ الْمَرِيضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ	بیمار کی عیادت کو سوار ہو کر یا پیدل چل کر یا گدھے پر کسی کے پیچھے بیٹھ کر جانا	۳۵
بَاب۱۶: مَا رُخِّصَ لِلْمَرِيْضِ أَنْ يَّقُوْلَ إِنِّي وَجِعٌ أَوْ وَا رَأْسَاهْ أَوْ اشْتَدَّ بِي الْوَجَعُ	بیمار کا کہنا کہ میں بیمار ہوں یا کہنا ہائے میرا سر یا یہ کہ بیماری سے مجھے سخت تکلیف ہے	۳۹
بَاب۱۷: قَوْلُ الْمَرِيضِ قُومُوا عَنِّي	بیمار کا کہنا مجھ سے اُٹھ کر چلے جاؤ	۴۲
بَاب۱۸: مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ الْمَرِيضِ لِيُدْعَى لَهُ ...	جو بیمار بچے کو اس غرض کے لئے لے جائے کہ اس کے لئے دعا کی جائے	۴۵
بَاب۱۹: تَمَنِّي الْمَرِيضِ الْمَوْتَ	بیمار کا موت کی آرزو کرنا	۴۶
بَاب۲۰: دُعَاءُ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ	عیادت کرنے والے کا بیمار کے لیے دعا کرنا	۴۸
بَاب۲۱: وُضُوءُ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ	عیادت کرنے والے کا بیمار کے لیے وضو کرنا...	۵۰
بَاب۲۲: مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمَّى	جس نے وبا اور بخار کے ہٹائے جانے کی دعا کی ...	۵۰

۷۶- كِتَابُ الطِّبِّ

بَاب۱: مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً	اللہ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر ضرور اس کی دوا بھی پیدا کی	۵۷
بَاب۲: هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ وَالْمَرْأَةُ الرَّجُلَ...	کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج معالجہ کرے	۵۹
بَاب۳: الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ	تین چیزوں میں شفا ہے	۶۰
بَاب٤: الدَّوَاءُ بِالْعَسَلِ	شہد سے علاج کرنا	۶۴
بَاب٥: الدَّوَاءُ بِأَلْبَانِ الْإِبِلِ	اونٹنیوں کے دودھ سے علاج کرنا	۶۹
بَاب٦: الدَّوَاءُ بِأَبْوَالِ الْإِبِلِ	اونٹوں کے پیشاب سے علاج کرنا	۷۱
بَاب۷: الْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ.....	کلونجی.....	۷۵
بَاب۸: التَّلْبِينَةُ لِلْمَرِيضِ.....	بیمار کو تلبینہ کھلانا	۷۷
بَاب۹: السَّعُوطُ.....	ناک میں دوائی ڈالنا	۷۸
بَاب۱۰: السَّعُوطُ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ.....	قسطِ ہندی (یعنی کُوٹ) اور قسطِ بحری (یعنی جو سمندر سے نکلتا ہے) کو ناک میں لینا	۷۹

بَاب ۱۱: أَيَّ سَاعَةٍ يَحْتَجِمُ	کس وقت پچھنے لگوائے	۸۱
بَاب ۱۲: الْحَجْمُ فِي السَّفَرِ وَالْإِحْرَامِ	سفر میں یا احرام میں پچھنے لگانا	۸۲
بَاب ۱۳: الْحِجَامَةُ مِنَ الدَّاءِ	بیماری کی وجہ سے پچھنے لگوانا	۸۲
بَاب ۱۴: الْحِجَامَةُ عَلَى الرَّأْسِ	سر پر پچھنے لگانا	۸۴
بَاب ۱۵: الْحِجَامَةُ مِنَ الشَّقِيقَةِ وَالصُّدَاعِ	آدھے یا سارے سر کے درد کی وجہ سے پچھنے لگوانا	۸۵
بَاب ۱۶: الْحَلْقُ مِنَ الْأَذَى	تکلیف کی وجہ سے سر منڈوانا	۸۶
بَاب ۱۷: مَنِ اكْتَوَى أَوْ كَوَى غَيْرَهُ وَفَضْلُ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ	جس نے خود داغ لگوایا یا دوسرے کو داغ لگایا اور اس شخص کی خوبی جو داغ نہ لگوائے	۸۷
بَاب ۱۸: الْإِثْمِدُ وَالْكُحْلُ مِنَ الرَّمَدِ	آنکھ کے دُکھنے کی وجہ سے اصفہانی سرمہ یا عام سرمہ لگانا	۹۱
بَاب ۱۹: الْجُذَامُ	جذام	۹۲
بَاب ۲۰: الْمَنُّ شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ	من یعنی کھمبی آنکھ کا علاج ہے	۱۰۰
بَاب ۲۱: اللَّدُودُ	حلق میں دوا ڈالنا	۱۰۴
باب ۲۲		۱۰۷
بَاب ۲۳: الْعُذْرَةُ	کوا گر جانا	۱۰۹
بَاب ۲۴: دَوَاءُ الْمَبْطُونِ	جسے دست آرہے ہوں اس کا علاج	۱۱۰
بَاب ۲۵: لَا صَفَرَ وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ	صفر (توہم کی) کوئی چیز نہیں بلکہ وہ ایک بیماری ہے جو پیٹ میں ہوتی ہے	۱۱۲
بَاب ۲۶: ذَاتُ الْجَنْبِ	ذات الجنب	۱۱۲
بَاب ۲۷: حَرْقُ الْحَصِيرِ لِيُسَدَّ بِهِ الدَّمُ	بوری جلانا تا اس سے خون بند کیا جائے	۱۱۵
بَاب ۲۸: الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ	بخار بھی جہنم کی بھاپ ہے	۱۱۸
بَاب ۲۹: مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لَا تُلَايِمُهُ	جو ایسے ملک سے نکل جائے جو اسے موافق نہ ہو	۱۲۰
بَاب ۳۰: مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُونِ	طاعون کے متعلق جو بیان کیا جاتا ہے	۱۲۸
بَاب ۳۱: أَجْرُ الصَّابِرِ عَلَى الطَّاعُونِ	طاعون میں صبر کرنے والے کا ثواب	۱۳۴

بَاب ۳۲: الرُّقَى بِالْقُرْآنِ وَالْمُعَوِّذَاتِ	.....	قرآن اور معوذات سے دم کرنا	۱۳۶
بَاب ۳۳: الرُّقَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ	.....	سورۃ فاتحہ سے دم کرنا	۱۳۷
بَاب ۳٤: الشُّرُوطُ فِي الرُّقْيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ	.....	سورۃ فاتحہ سے دم کرنے میں کوئی شرط رکھنا	۱۳۸
بَاب ۳۵: رُقْيَةُ الْعَيْنِ	.....	نظر لگنے پر دَم کرنا	۱۴۱
بَاب ۳٦: الْعَيْنُ حَقٌّ	.....	نظر لگ جانا سچ ہے	۱۴۲
بَاب ۳۷: رُقْيَةُ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ	.....	سانپ اور بچھو کا دم	۱۴۴
بَاب ۳۸: رُقْيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	.....	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دم کرنا	۱۴۵
بَاب ۳۹: النَّفْثُ فِي الرُّقْيَةِ	.....	دم کرتے وقت پھونک مارنا	۱۵۰
بَاب ٤۰: مَسْحُ الرَّاقِي الْوَجَعَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى	.....	دم پڑھنے والے کا درد کے مقام پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرنا	۱۵۳
بَاب ٤۱: الْمَرْأَةُ تَرْقِي الرَّجُلَ	.....	ایسی عورت کے متعلق جو مرد کو دم کرے	۱۵۴
بَاب ٤۲: مَنْ لَمْ يَرْقِ	.....	جو دم نہ کرے	۱۵۵
بَاب ٤۳: الطِّيَرَةُ	.....	شگون لینا	۱۵٦
بَاب ٤٤: الْفَأْلُ	.....	فال لینا	۱٦۰
بَاب ٤۵: لَاهَامَةَ	.....	نہ کوئی ایسا الو ہوتا ہے جس میں مردے کی روح جنم لیتی ہے	۱٦۱
بَاب ٤٦: الْكِهَانَةُ	.....	رمالی	۱٦۲
بَاب ٤۷: السِّحْرُ	.....	سحر (جادو)	۱٦٦
بَاب ٤۸: الشِّرْكُ وَالسِّحْرُ مِنَ الْمُوبِقَاتِ	.....	شرک اور جادو تباہ کن باتوں میں سے ہے	۱۸۳
بَاب ٤۹: هَلْ يَسْتَخْرِجُ السِّحْرَ	.....	کیا جادو (کا سامان) نکلوائے	۱۸۳
بَاب ۵۰: السِّحْرُ	.....	جادو	۱۸۵
بَاب ۵۱: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا	.....	بعض تقریریں بھی جادو ہوتی ہیں	۱۸۷
بَاب ۵۲: الدَّوَاءُ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ	.....	عجوہ کھجور سے جادو کا علاج کرنا	۱۸۸
بَاب ۵۳: لَا هَامَةَ	.....	ایسا کوئی الو نہیں جس میں مردے کی روح نے جنم لیا ہو	۱۹۰

بَاب٥٤: لَا عَدْوَى ..... چھونے سے کوئی بیماری نہیں ہوتی ۱۹۱

بَاب٥٥: مَا يُذْكَرُ فِي سُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زہر دینے کے متعلق بیان کیا جاتا ہے ۱۹۴

بَاب٥٦: شُرْبُ السُّمِّ وَالدَّوَاءُ بِهِ وَمَا يُخَافُ مِنْهُ وَالْخَبِيثُ ..... زہر پینا اور اس سے علاج معالجہ کرنا نیز اس سے جو بعد کے نقصان کا ڈر ہو اور جو ناپاک ہو ۱۹۸

بَاب٥٧: أَلْبَانُ الْأُتُنِ ..... گدھی کا دودھ (پینا) ۲۰۰

بَاب٥٨: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الْإِنَاءِ ..... اگر برتن میں مکھی گر پڑے ۲۰۱

٧٧ - كِتَابُ اللِّبَاسِ

بَاب١: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللهِ ..... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تو کہہ اللہ کی زینت کس نے حرام کی ۲۰۵

بَاب٢: مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءَ ..... جس نے اپنے تہ بند کو بغیر کسی قسم کے تکبر کے گھسیٹا ۲۰۸

بَاب٣: اَلتَّشَمُّرُ فِي الثِّيَابِ ..... کپڑوں کو اوپر چڑھانا ۲۱۰

بَاب٤: مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ ..... جو (کپڑا) ٹخنوں سے نیچے ہوا تو وہ آگ میں گیا ۲۱۱

بَاب٥: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ ..... جس نے تکبر سے اپنے کپڑے کو گھسیٹا ۲۱۲

بَاب٦: الْإِزَارُ الْمُهَدَّبُ ..... حاشیہ دار تہ بند (پہننا) ۲۱۵

بَاب٧: الْأَرْدِيَةُ ..... چادریں (اُوڑھنا) ۲۱۷

بَاب٨: لُبْسُ الْقَمِيصِ ..... قمیص پہننا ۲۱۸

بَاب٩: جَيْبُ الْقَمِيصِ مِنْ عِنْدِ الصَّدْرِ وَغَيْرِهِ ..... سینے وغیرہ کے قریب قمیص میں گریبان رکھنا ۲۲۰

بَاب١٠: مَنْ لَبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِي السَّفَرِ ..... سفر میں جس نے تنگ آستینوں کا چوغہ پہنا ۲۲۲

بَاب١١: لُبْسُ جُبَّةِ الصُّوفِ فِي الْغَزْوِ ..... لڑائی میں اون کا چوغہ پہننا ۲۲۳

بَاب١٢: الْقَبَاءُ وَفَرُّوجُ حَرِيرٍ وَهُوَ الْقَبَاءُ ..... قباء اور ریشمی فروج اور یہ بھی قباء ہی ہوتی ہے ۲۲۴

بَاب١٣: الْبَرَانِسُ ..... کنٹوپ ۲۲۶

بَاب ١٤ : السَّرَاوِيلُ	پاجامے	۲۲۷
بَاب ١٥ : الْعَمَائِمُ	پگڑیاں (پہننا)	۲۲۹
بَاب ١٦ : التَّقَنُّعُ	سر پر کپڑا ڈال کر منہ کو ڈھانپنا	۲۳۰
بَاب ١٧ : الْمِغْفَرُ	خود (پہننا)	۲۳۵
بَاب ١٨ : الْبُرُودُ وَالْحِبَرُ وَالشَّمْلَةُ	چادریں، یمنی چادریں اور عام اوڑھنے والی چادریں	۲۳۵
بَاب ١٩ : الْأَكْسِيَةُ وَالْخَمَائِصُ	عام چادریں اور اونی حاشیہ دار چادریں	۲۴۰
بَاب ٢٠ : اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ	ایک ہی کپڑے کو اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ پاؤں باہر نہ نکل سکیں	۲۴۳
بَاب ٢١ : الِاحْتِبَاءُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ	ایک ہی کپڑے میں گوٹھ مارنا	۲۴۴
بَاب ٢٢ : الْخَمِيصَةُ السَّوْدَاءُ	سیاہ اونی نقش دار چادر	۲۴۶
بَاب ٢٣ : الثِّيَابُ الْخُضْرُ	سبز رنگ کے کپڑے (پہننا)	۲۴۸
بَاب ٢٤ : الثِّيَابُ الْبِيضُ	سفید کپڑے (پہننا)	۲۵۰
بَاب ٢٥ : لُبْسُ الْحَرِيرِ وَافْتِرَاشُهُ لِلرِّجَالِ	مردوں کا ریشمی کپڑے پہننا اور اُن کے لئے اسے بچھانا	۲۵۲
بَاب ٢٦ : مَسُّ الْحَرِيرِ مِنْ غَيْرِ لُبْسٍ	ریشم چھونا بغیر اس کے کہ پہنے	۲۵۷
بَاب ٢٧ : افْتِرَاشُ الْحَرِيرِ	ریشمی کپڑا بچھانا	۲۵۸
بَاب ٢٨ : لُبْسُ الْقَسِّيِّ	قسی (ریشم) پہننا	۲۵۹
بَاب ٢٩ : مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيرِ لِلْحِكَّةِ	خارش کی وجہ سے مردوں کو ریشم پہننے کی اجازت کے بارہ میں	۲۶۰
بَاب ٣٠ : الْحَرِيرُ لِلنِّسَاءِ	عورتوں کے لئے ریشمی کپڑا پہننا	۲۶۱
بَاب ٣١ : مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَجَوَّزُ مِنَ اللِّبَاسِ وَالْبُسْطِ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو مختصر لباس اور بچھونا رکھتے	۲۶۳
بَاب ٣٢ : مَا يُدْعَى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا	جو شخص نیا کپڑا پہنے اس کے لئے کیا دعا کی جائے	۲۶۷
بَاب ٣٣ : النَّهْيُ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ	مردوں کے لئے زعفران استعمال کرنا	۲۶۸

بَاب ٣٤: الثَّوْبُ الْمُزَعْفَرُ	زعفران سے رنگا کپڑا	٢٦٩
بَاب ٣٥: الثَّوْبُ الْأَحْمَرُ	سرخ رنگ کا کپڑا	٢٧٠
باب ٣٦: الْمِيثَرَةُ الْحَمْرَاءُ	سرخ زین پوش	٢٧٠
بَاب ٣٧: النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ وَغَيْرِهَا	صاف چمڑے وغیرہ کی جوتیاں	٢٧١
بَاب ٣٨: يَبْدَأُ بِالنَّعْلِ الْيُمْنَى	دائیں جوتی کو پہلے پہنے	٢٧٤
بَاب ٣٩: لَا يَمْشِي فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ	ایک جوتے میں نہ چلے	٢٧٥
بَاب ٤٠: يَنْزِعُ نَعْلَهُ الْيُسْرَى	پہلے بایاں جوتا اتارے	٢٧٥
بَاب ٤١: قِبَالَانِ فِي نَعْلٍ	ہر ایک چپل میں دو دو تسمے	٢٧٦
بَاب ٤٢: الْقُبَّةُ الْحَمْرَاءُ مِنْ أَدَمٍ	لال چمڑے کا بڑا خیمہ	٢٧٦
بَاب ٤٣: الْجُلُوسُ عَلَى الْحَصِيرِ وَنَحْوِهِ	بوری وغیرہ پر بیٹھنا	٢٧٧
بَاب ٤٤: الْمُزَرَّرُ بِالذَّهَبِ	جس کپڑے کو سونے کے بٹن لگے ہوں	٢٧٨
بَاب ٤٥: خَوَاتِيمُ الذَّهَبِ	سونے کی انگوٹھیاں	٢٧٩
بَاب ٤٦: خَاتَمُ الْفِضَّةِ	چاندی کی انگوٹھی	٢٨٢
بَاب ٤٧:		٢٨٤
بَاب ٤٨: فَصُّ الْخَاتَمِ	انگوٹھی کا نگینہ	٢٧٩
بَاب ٤٩: خَاتَمُ الْحَدِيدِ	لوہے کی انگوٹھی	٢٨٦
بَاب ٥٠: نَقْشُ الْخَاتَمِ	انگوٹھی کا نقش	٢٨٨
باب ٥١: الْخَاتَمُ فِي الْخِنْصَرِ	چھنگلی میں انگوٹھی پہننا	٢٨٩
بَاب ٥٢: اتِّخَاذُ الْخَاتَمِ لِيُخْتَمَ بِهِ الشَّيْءُ	انگوٹھی بنوانا اس لئے کہ اُس سے کسی چیز پر مہر لگائی جائے	٢٩٠
بَاب ٥٣: مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتَمِ فِي بَطْنِ كَفِّهِ	جس نے انگوٹھی کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی طرف رکھا	٢٩٢
بَاب ٥٤: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْقُشُ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِهِ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ آپؐ کے نقش جیسا کوئی نقش کندہ نہ کرائے	٢٩٢
بَاب ٥٥: هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ	کیا انگوٹھی کا نقش تین سطروں پر کرایا جائے	٢٩٣

بَاب ٥٦: الْخَاتَمُ لِلنِّسَاءِ		عورتوں کا انگوٹھی پہننا	۲۹۴
بَاب ٥٧: الْقَلَائِدُ وَالسِّخَابُ لِلنِّسَاءِ		عورتوں کے لئے زیور کے ہار اور قرنفل وغیرہ کے ہار	۲۹۵
بَاب ٥٨: اسْتِعَارَةُ الْقَلَائِدِ		ہار مستعار لینا	۲۹۵
بَاب ٥٩: الْقُرْطُ لِلنِّسَاءِ		عورتوں کے لیے بالیاں پہننے کا بیان	۲۹۶
بَاب ٦٠: السِّخَابُ لِلصِّبْيَانِ		بچوں کو قرنفل وغیرہ کے ہار پہنانا	۲۹۷
بَاب ٦١: الْمُتَشَبِّهُونَ بِالنِّسَاءِ		جو مرد عورتوں کی طرح بنیں	۲۹۸
بَاب ٦٢: إِخْرَاجُ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الْبُيُوتِ		گھروں سے ان مردوں کو نکالنا جو عورتوں کی طرح بنتے ہوں	۲۹۹
بَاب ٦٣: قَصُّ الشَّارِبِ		مونچھوں کا چھوٹا کرنا	۳۰۱
بَاب ٦٤: تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ		ناخنوں کا اُتارنا	۳۰۲
بَاب ٦٥: إِعْفَاءُ اللِّحَى		داڑھی کو بڑھنے دینا	۳۰۳
بَاب ٦٦: مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ		بڑھاپے کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے	۳۰۷
بَاب ٦٧: الْخِضَابُ		خضاب (لگانا)	۳۰۹
بَاب ٦٨: الْجَعْدُ		گھنگھریالے بال	۳۱۱
بَاب ٦٩: التَّلْبِيدُ		بالوں کا جمانا	۳۱۶
بَاب ٧٠: الْفَرْقُ		مانگ نکالنا	۳۱۸
بَاب ٧١: الذَّوَائِبُ		پیشانی کے بال	۳۱۹
بَاب ٧٢: الْقَزَعُ		درمیان سے سر کے بالوں کو منڈوا کر ادھر ادھر سے بالوں کو چھوڑنا	۳۲۰
بَاب ٧٣: تَطْيِيبُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا		عورت کا اپنے خاوند کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگانا	۳۲۲
بَاب ٧٤: الطِّيبُ فِي الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ		سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا	۳۲۳
بَاب ٧٥: الِامْتِشَاطُ		کنگھی کرنا	۳۲۴
بَاب ٧٦: تَرْجِيلُ الْحَائِضِ زَوْجَهَا		حائضہ عورت کا اپنے خاوند کو کنگھی کرنا	۳۲۴
بَاب ٧٧: التَّرْجِيلُ وَالتَّيَمُّنُ فِيهِ		بالوں میں کنگھی کرنا اور اس میں دائیں طرف سے شروع کرنا	۳۲۵

بَاب ۷۸: مَا يُذْكَرُ فِي الْمِسْكِ	مشک کے متعلق جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے	۳۲۵
بَاب ۷۹: مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطِّيْبِ	خوشبو لگانا جو پسندیدہ ہے	۳۲۶
بَاب ۸۰: مَنْ لَمْ يَرُدَّ الطِّيْبَ	جو خوشبو کو رد نہ کرے	۳۲۶
بَاب ۸۱: اَلذَّرِيْرَةُ	ذریرہ خوشبو	۳۲۷
بَاب ۸۲: اَلْمُتَفَلِّجَاتُ لِلْحُسْنِ	خوبصورتی کے لئے جو عورتیں دانت کشادہ کراتی ہیں	۳۲۷
بَاب ۸۳: وَصْلُ الشَّعَرِ	بالوں میں پیوند لگانا	۳۲۹
بَاب ۸۴: اَلْمُتَنَمِّصَاتُ	چہرے پر سے روئیں نکالنے والیاں	۳۳۳
بَاب ۸۵: اَلْمَوْصُوْلَةُ	جس عورت کے بالوں میں چٹلا لگایا جائے	۳۳۳
بَاب ۸۶: اَلْوَاشِمَةُ	گودنے والی عورت	۳۳۵
بَاب ۸۷: اَلْمُسْتَوْشِمَةُ	گدوانے والی	۳۳۷
بَاب ۸۸: اَلتَّصَاوِيْرُ	مورتیاں (بنانا یا رکھنا)	۳۳۸
بَاب ۸۹: عَذَابُ الْمُصَوِّرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ	مورتیاں بنانے والوں کو قیامت کے دن سزا	۳۴۱
بَاب ۹۰: نَقْضُ الصُّوَرِ	مورتیوں کو توڑ ڈالنا	۳۴۲
بَاب ۹۱: مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيْرِ	مورتوں کا روندا جانا	۳۴۳
بَاب ۹۲: مَنْ كَرِهَ الْقُعُوْدَ عَلَى الصُّوَرِ	جس نے مورت پر بیٹھنا ناپسند کیا	۳۴۴
بَاب ۹۳: كَرَاهِيَةُ الصَّلَاةِ فِي التَّصَاوِيْرِ	جہاں مورتیں ہوں وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے	۳۴۶
بَاب ۹۴: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا	ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے	۳۴۷
بَاب ۹۵: مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ	جو ایسے گھر میں داخل نہ ہو جس میں مورت ہو	۳۴۷
بَاب ۹۶: مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ	جس نے مورت بنانے والے کو لعنتی قرار دیا	۳۴۸
بَاب ۹۷: مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا	جس نے کوئی مورت بنائی قیامت کے دن اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے	۳۴۹
بَاب ۹۸: اَلِارْتِدَافُ عَلَى الدَّابَّةِ	جانور پر (کسی کو اپنے) پیچھے بٹھانا	۳۵۰
بَاب ۹۹: اَلثَّلَاثَةُ عَلَى الدَّابَّةِ	ایک جانور پر تین آدمیوں کا سوار ہونا	۳۵۰

بَاب ۱۰۰ : حَمْلُ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ.....	جانور کے مالک کا کسی دوسرے کو اپنے آگے سوار کرلینا	۳۵۱
بَاب ۱۰۱ : إِرْدَافُ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ	ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے پیچھے سواری پر بیٹھنا.....	۳۵۱
بَاب ۱۰۲ : إِرْدَافُ الْمَرْأَةِ خَلْفَ الرَّجُلِ ذَا مَحْرَمٍ ...	عورت کا محرم کے پیچھے سواری پر بیٹھنا	۳۵۳
بَاب ۱۰۳ : الِاسْتِلْقَاءُ وَوَضْعُ الرِّجْلِ عَلَى الْأُخْرَى...	چت لیٹنا اور ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا	۳۵۴

۷۸ - كِتَابُ الأَدَبِ

بَاب ۱ : الْبِرُّ وَالصِّلَةُ	نیکی کرنا اور بھلائی کرنا	۳۵۵
بَاب ۲ : مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ	لوگوں میں سب سے بڑھ کر کس کا حق ہے کہ اس کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آیا جائے	۳۵۶
بَاب ۳ : لَا يُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ	ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد کو نہ جائے	۳۵۹
بَاب ٤ : لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ	کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی نہ دے.....	۳۶۰
بَاب ٥ : إِجَابَةُ دُعَاءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ	جس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا اُس کی دعا کی قبولیت	۳۶۱
بَاب ٦ : عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ	والدین کی نافرمانی کرنا بہت بڑے گناہوں میں سے ہے.....	۳۶۴
بَاب ۷ : صِلَةُ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ.....	مشرک باپ سے نیک سلوک کرنا	۳۶۶
بَاب ۸ : صِلَةُ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا	عورت کا اپنی ماں سے سلوک کرنا.....	۳۶۷
بَاب ۹ : صِلَةُ الْأَخِ الْمُشْرِكِ	مشرک بھائی سے سلوک کرنا	۳۷۰
بَاب ۱۰ : فَضْلُ صِلَةِ الرَّحِمِ	صلہ رحمی کی فضیلت	۳۷۱
بَاب ۱۱ : إِثْمُ الْقَاطِعِ	قطع رحمی کرنے والے پر گناہ	۳۷۲
بَاب ۱۲ : مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ ...	جس کو صلہ رحمی کی وجہ سے رزق میں کشائش دی گئی	۳۷۲
بَاب ۱۳ : مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللهُ	جس نے صلہ رحمی کی اللہ اس سے ناطہ جوڑے گا.....	۳۷۳

بَاب ۱۴ : تُبَلُّ الرَّحِمُ بِبَلَالِهَا	صلہ رحمی کرے جو صلہ رحمی کا حق ہے	۳۷۶
بَاب ۱۵ : لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ	صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو صرف بدلہ ہی ادا کرے	۳۷۹
بَاب ۱۶ : مَنْ وَّصَلَ رَحِمَهُ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ	جس نے شرک کی حالت میں صلہ رحمی کی اور پھر وہ مسلمان ہو گیا	۳۸۰
بَاب ۱۷ : مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةَ غَيْرِهِ حَتَّى تَلْعَبَ بِهِ	جس نے دوسروں کے بچوں کو اپنے سے کھیلنے دیا	۳۸۲
بَاب ۱۸ : رَحْمَةُ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلُهُ وَمُعَانَقَتُهُ	بچہ پر شفقت کرنا، اس کو بوسہ دینا اور اس کو گلے لگانا	۳۸۴
بَاب ۱۹ : جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ	اللہ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں	۳۸۹
بَاب ۲۰ : قَتْلُ الْوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَّأْكُلَ مَعَهُ	بچے کو مار ڈالنا اس اندیشہ سے کہ کہیں وہ اس کے ساتھ نہ کھائے	۳۸۹
بَاب ۲۱ : وَضْعُ الصَّبِيِّ فِي الْحِجْرِ	بچے کو گود میں رکھنا	۳۹۳
بَاب ۲۲ : وَضْعُ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ	بچے کو ران پر بٹھانا	۳۹۴
بَاب ۲۳ : حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ	دوستی کے زمانے کو اچھی طرح یاد رکھنا بھی ایمان سے ہی ہوتا ہے	۳۹۵
بَاب ۲۴ : فَضْلُ مَنْ يَّعُولُ يَتِيمًا	اس شخص کی فضیلت جو ایک یتیم کی پرورش کرے	۳۹۹
بَاب ۲۵ : السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ	بیواؤں کے لئے کمانے والا	۴۰۱
بَاب ۲۶ : السَّاعِي عَلَى الْمِسْكِينِ	مسکین کے لئے کمانے والا	۴۰۳
بَاب ۲۷ : رَحْمَةُ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ	لوگوں اور جانوروں پر رحم کرنا	۴۰۵
بَاب ۲۸ : الْوَصَاةُ بِالْجَارِ	ہمسایہ (سے سلوک کرنے) کے متعلق تاکید	۴۱۰
بَاب ۲۹ : إِثْمُ مَنْ لَّا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ	اس شخص کا گناہ جس کا ہمسایہ اس کے شر سے امن میں نہ رہے	۴۱۱
بَاب ۳۰ : لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا	کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے	۴۱۲
بَاب ۳۱ : مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ	جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے پڑوسی کو مت ستائے	۴۱۲

بَاب۳۲: حَقُّ الْجِوَارِ فِي قُرْبِ الْأَبْوَابِ.....	پڑوسی کا حق دروازوں کے قریب ہونے کے مطابق.....	۴۱۳
بَاب۳۳: كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ	ہر بھلی بات صدقہ ہے	۴۱۵
بَاب۳۴: طِيبُ الْكَلَامِ	خوش کلامی	۴۱۶
بَاب۳۵: الرِّفْقُ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ.....	ہر معاملے میں نرمی اختیار کرنا	۴۱۷
بَاب۳۶: تَعَاوُنُ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.....	مؤمنوں کا ایک دوسرے سے تعاون کرنا.....	۴۱۸
بَاب۳۷: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً.....	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جس نے ایسی شفاعت کی جو اچھی شفاعت ہو	۴۲۱
بَاب۳۸: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بدخلق تھے	۴۲۲
بَاب۳۹: حُسْنُ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ.....	خوش خلقی اور سخاوت	۴۲۶
بَاب۴۰: كَيْفَ يَكُونُ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ	آدمی اپنے گھر والوں میں کیسا ہو	۴۳۲
بَاب۴۱: الْمِقَةُ مِنَ اللهِ تَعَالَى.....	دلوں کی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے ...	۴۳۴
بَاب۴۲: الْحُبُّ فِي اللهِ	اللہ کے لئے محبت کرنا	۴۳۶
بَاب۴۳: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے مؤمنو! کوئی قوم کسی قوم سے اُسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے	۴۳۹
بَاب۴۴: مَا يُنْهَى عَنِ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ.....	گالی دینے اور لعنت کرنے سے جو روکا جائے.....	۴۴۲
بَاب۴۵: مَا يَجُوزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ نَحْوَ قَوْلِهِمُ الطَّوِيلُ وَالْقَصِيرُ.....	جو لوگوں کے متعلق ذکر کرنا جائز ہے جیسے لوگوں کا یہ کہنا کہ وہ لمبا ہے یا پست قد	۴۴۷
بَاب۴۶: الْغِيبَةُ	غیبت کرنا.....	۴۴۹
بَاب۴۷: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: انصار کے بہتر گھرانے ...	۴۵۴
بَاب۴۸: مَا يَجُوزُ مِنِ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ.....	فسادیوں اور مشتبہ لوگوں کی غیبت کرنا جو جائز ہے ...	۴۵۵
بَاب۴۹: النَّمِيمَةُ مِنَ الْكَبَائِرِ	چغل خوری کبیرہ گناہوں سے ہے	۴۵۷

بَاب ٥٠: مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ	چغل خوری جو مکروہ ہے	۴۵۹
بَاب ٥١: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جھوٹی بات سے بچتے رہو	۴۶۲
بَاب ٥٢: مَا قِيلَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ	دورُخے کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے	۴۶۴
بَاب ٥٣: مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا يُقَالُ فِيهِ	جس نے اپنے ساتھی کو ایسی بات بتائی جو اس کے متعلق کہی جاتی ہو	۴۶۶
بَاب ٥٤: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ	تعریف میں مبالغہ کرنا جو مکروہ ہے	۴۷۰
بَاب ٥٥: مَنْ أَثْنَى عَلَى أَخِيهِ بِمَا يَعْلَمُ	جس نے اپنے بھائی کی وہ تعریف کی جو وہ جانتا ہے	۴۷۲
بَاب ٥٦: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اللہ حکم دیتا ہے کہ تم عدل اور احسان کرو	۴۷۴
بَاب ٥٧: مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ	آپس میں حسد کرنے اور ایک دوسرے سے ملاقات ترک کرنے سے جو روکا جائے	۴۷۷
بَاب ٥٨: يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ	اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہو	۴۸۰
بَاب ٥٩: مَا يَجُوْزُ مِنَ الظَّنِّ	گمان کیا ہوتا ہے	۴۸۲
بَاب ٦٠: سَتْرُ الْمُؤْمِنِ عَلَى نَفْسِهِ	مومن کا اپنی پردہ پوشی کرنا	۴۸۵
بَاب ٦١: الْكِبْرُ	تکبر	۴۸۹
بَاب ٦٢: الْهِجْرَةُ	ملاقات ترک کرنا	۴۹۱
بَاب ٦٣: مَا يَجُوزُ مِنَ الْهِجْرَانِ لِمَنْ عَصَى	جس نے معصیت کی ہو اس کی ملاقات کو ترک کرنا جو جائز ہے	۴۹۵
بَاب ٦٤: هَلْ يَزُورُ صَاحِبَهُ كُلَّ يَوْمٍ	کیا اپنے ساتھی سے ملنے ہر روز (ایک دفعہ) جائے	۴۹۸
بَاب ٦٥: الزِّيَارَةُ	ملاقات کے لئے جانا	۴۹۹
بَاب ٦٦: مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُودِ	جس نے نمائندوں کے ملنے کے لئے اپنے تئیں آراستہ کیا	۵۰۰
بَاب ٦٧: الْإِخَاءُ وَالْحِلْفُ	بھائی چارہ اور (دوستی کا) عہد و پیمان	۵۰۱
بَاب ٦٨: التَّبَسُّمُ وَالضَّحِكُ	مسکرانا اور ہنسنا	۵۰۴

بَاب ٦٩: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے لوگو! جو ایمان لائے اللہ سے ڈرو	۵۱۳
بَاب ٧٠: الْهَدْيُ الصَّالِحُ	اچھے چال چلن کے متعلق	۵۱۶
بَاب ٧١: الصَّبْرُ فِي الْأَذَى	تکلیف پر صبر کرنا	۵۱۸
بَاب ٧٢: مَنْ لَّمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ	جو ناراضگی کے اظہار کے وقت لوگوں سے مخاطب نہ ہو	۵۲۲
بَاب ٧٣: مَنْ أَكْفَرَ أَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيلٍ	جس نے اپنے بھائی کو بغیر کسی وجہ کے کافر ٹھہرایا	۵۲۴
بَاب ٧٤: مَنْ لَّمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ مُتَأَوِّلًا أَوْ جَاهِلًا	جس نے اس شخص کو کافر نہ ٹھہرایا جس نے کسی کو معقول وجہ سے یا نادانستہ کافر کہا	۵۲۷
بَاب ٧٥: مَا يَجُوزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِّدَّةِ	ناراض ہونا اور سختی کرنا جو جائز ہے	۵۳۰
بَاب ٧٦: الْحَذَرُ مِنَ الْغَضَبِ	غصے سے بچنا	۵۳۴
بَاب ٧٧: الْحَيَاءُ	حیا	۵۳۸
بَاب ٧٨: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ	جب تم بے حیا ہو تو پھر جو چاہو کرو	۵۴۱
بَاب ٧٩: مَا لَا يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّينِ	دین کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے حق بات (کے پوچھنے) سے جو نہ شرمائے	۵۴۳
بَاب ٨٠: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: آسانی کیا کرو اور مشکلات میں نہ ڈالو	۵۴۵
بَاب ٨١: اَلِانْبِسَاطُ إِلَى النَّاسِ	لوگوں سے کھل کر باتیں کرنا	۵۴۹
بَاب ٨٢: الْمُدَارَاةُ مَعَ النَّاسِ	لوگوں کے ساتھ خاطر مدارات سے پیش آنا	۵۵۰
بَاب ٨٣: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ	مؤمن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا	۵۵۳
بَاب ٨٤: حَقُّ الضَّيْفِ	مہمان کا حق	۵۵۴
بَاب ٨٥: إِكْرَامُ الضَّيْفِ وَخِدْمَتُهُ إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ	مہمان کے ساتھ عزت سے پیش آنا اور خود اس کی خدمت کرنا	۵۵۸
بَاب ٨٦: صُنْعُ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفُ لِلضَّيْفِ	مہمان کے لئے کھانا تیار کرنا اور تکلیف برداشت کرنا	۵۶۴

بَاب۸۷: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْجَزَعِ عِنْدَ الضَّيْفِ	مہمان کے سامنے ناراضگی اور گھبراہٹ کا اظہار کرنا جو ناپسندیدہ ہے	۵۶۶
بَاب۸۸: قَوْلُ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهِ وَاللهِ لَا آكُلُ	مہمان کا اپنے میزبان سے کہنا: میں نہیں کھاؤں گا	۵۶۸
بَاب۸۹: إِكْرَامُ الْكَبِيرِ	بڑے کی تعظیم کرنا	۵۷۰
بَاب۹۰: مَا يَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَاءِ	شعر اور رجز اور حدی کہنا جو جائز ہے	۵۷۳
بَاب۹۱: هِجَاءُ الْمُشْرِكِينَ	مشرکوں کی ہجو کرنا	۵۸۰
بَاب۹۲: مَا يُكْرَهُ أَنْ يَكُونَ الْغَالِبَ عَلَى الْإِنْسَانِ الشِّعْرُ	جو مکروہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان پر شاعری اس قدر غالب ہو جائے	۵۸۳
بَاب۹۳: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِبَتْ يَمِينُكِ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلمات فرمانا: تیرا بھلا ہو	۵۸۷
بَاب۹۴: مَا جَاءَ فِي زَعَمُوا	زَعَمُوا لفظ کے متعلق جو کچھ حدیثوں میں آیا ہے	۵۸۹
بَاب۹۵: مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ	آدمی کے "وَيْلَكَ" (یعنی وائے افسوس) کہنے کے متعلق جو آیا ہے	۵۹۱
بَاب۹۶: عَلَامَةُ الْحُبِّ فِي اللهِ	اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی علامت	۵۹۷
بَاب۹۷: قَوْلُ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ اخْسَأْ	کسی آدمی کا کسی آدمی سے یہ کہنا چل دور ہو	۶۰۱
بَاب۹۸: قَوْلُ الرَّجُلِ مَرْحَبًا	آدمی کا مرحبا کہنا	۶۰۴
بَاب۹۹: مَا يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ	لوگوں کو ان کے باپوں کے نام لے کر جو پکارا جائے	۶۰۶
بَاب۱۰۰: لَا يَقُلْ خَبُثَتْ نَفْسِي	(طبیعت کی خرابی کے لئے) خَبُثَتْ نَفْسِي (میرا نفس گندہ ہو گیا ہے) مت کہو	۶۰۸
بَاب۱۰۱: لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ	زمانے کو گالی مت دو	۶۰۹
بَاب۱۰۲: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: کرم تو مؤمن کا دل ہے	۶۱۱
بَاب۱۰۳: قَوْلُ الرَّجُلِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي	آدمی کا یوں کہنا: میرے ماں باپ تم پر قربان	۶۱۳
بَاب۱۰۴: قَوْلُ الرَّجُلِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاكَ	آدمی کا یوں کہنا: اللہ مجھے تمہارے قربان کرے	۶۱۳

بَاب ۱۰۵: أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	اللہ عزوجل کو جو نام نہایت ہی پیارے ہیں.....	۶۱۵
بَاب ۱۰۶: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: تم میرے نام پر نام رکھو	۶۱۵
بَاب ۱۰۷: اسْمُ الْحَزْنِ	حَزن نام رکھنا.....	۶۱۷
بَاب ۱۰۸: تَحْوِيلُ الِاسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ...	ایک نام کا دوسرے نام میں جو اُس سے اچھا ہو تبدیل کرنا	۶۱۸
بَاب ۱۰۹: مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ	جس نے انبیاء کے ناموں پر نام رکھا.....	۶۲۰
بَاب ۱۱۰: تَسْمِيَةُ الْوَلِيدِ.....	ولید نام رکھنا	۶۲۳
بَاب ۱۱۱: مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَنَقَصَ مِنِ اسْمِهِ حَرْفًا	جس نے اپنے ساتھی کو بلایا اور اس کے نام سے کوئی حرف کم کر دیا.....	۶۲۳
بَاب ۱۱۲: الْكُنْيَةُ لِلصَّبِيِّ.....	بچے کی کنیت رکھنا.....	۶۲۵
بَاب ۱۱۳: التَّكَنِّي بِأَبِي تُرَابٍ	ابوتراب کنیت رکھنا	۶۲۵
بَاب ۱۱۴: أَبْغَضُ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ	جو نام اللہ کو نہایت ہی ناپسند ہیں.....	۶۲۶
بَاب ۱۱۵: كُنْيَةُ الْمُشْرِكِ.....	مشرک کی کنیت رکھنا.....	۶۲۷
بَاب ۱۱۶: الْمَعَارِيضُ.....	تعریض کے طور پر جو باتیں کی جاتی ہیں	۶۳۱
بَاب ۱۱۷: قَوْلُ الرَّجُلِ لِلشَّيْءِ لَيْسَ بِشَيْءٍ	آدمی کا کسی چیز کے متعلق یہ کہنا کہ یہ کچھ نہیں	۶۳۴
بَاب ۱۱۸: رَفْعُ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ	آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا	۶۳۵
بَاب ۱۱۹: مَنْ نَكَتَ الْعُودَ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ.....	جس نے پانی اور کیچڑ میں لکڑی ماری	۶۳۶
بَاب ۱۲۰: الرَّجُلُ يَنْكُتُ الشَّيْءَ بِيَدِهِ فِي الْأَرْضِ	آدمی زمین کو کسی چیز سے کریدے جو اُس کے ہاتھ میں ہو.....	۶۳۷
بَاب ۱۲۱: التَّكْبِيرُ وَالتَّسْبِيحُ عِنْدَ التَّعَجُّبِ.....	تعجب کے وقت اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہنا	۶۳۸
بَاب ۱۲۲: النَّهْيُ عَنِ الْخَذْفِ	ٹھیکریاں پھینکنے سے روکنا	۶۴۰
بَاب ۱۲۳: الْحَمْدُ لِلْعَاطِسِ	چھینکنے والے کا الحمد للہ کہنا	۶۴۱
بَاب ۱۲۴: تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللهَ	جب چھینک مارنے والا اللہ کی حمد کرے تو اسے جواب دینا.....	۶۴۱

بَاب ۱۲۵: مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ	چھینک کو اچھا سمجھا جائے	۶۴۲
بَاب ۱۲۶: إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ	جب کوئی چھینک مارے تو اُسے کیونکر جواب دیا جائے	۶۴۳
بَاب ۱۲۷: لَا يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ	چھینکنے والے کو جواب نہ دیا جائے	۶۴۳
بَاب ۱۲۸: إِذَا تَثَاءَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ	جب جمائی لے تو اپنے ہاتھ کو اپنے منہ پر رکھ لے	۶۴۶

۷۹ - كِتَابُ الِاسْتِئْذَانِ

بَاب: بَدْءُ السَّلَامِ	پہلے سلام کہنا	۶۵۱
بَاب ۲: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے وہ جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں مت جاؤ	۶۵۳
بَاب ۳: السَّلَامُ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى	السلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے	۶۵۷
بَاب ٤: تَسْلِيمُ الْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ	تھوڑوں کا بہتوں کو سلام کرنا	۶۶۱
بَاب ۵: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي	سوار کا پیدل کو سلام کرنا	۶۶۱
بَاب ٦: يُسَلِّمُ الْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ	چلنے والے کا بیٹھے ہوئے کو سلام کرنا	۶۶۲
بَاب ۷: يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ	چھوٹے کا بڑے کو سلام کرنا	۶۶۲
بَاب ۸: إِفْشَاءُ السَّلَامِ	السلام علیکم کو رواج دینا	۶۶۳
بَاب ۹: السَّلَامُ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ	جسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو اسے سلام کہنا	۶۶۶
بَاب ۱۰: آيَةُ الْحِجَابِ	پردے کا حکم	۶۶۹
بَاب ۱۱: الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ	اندر آنے کی اجازت مانگنا اس لئے ہے کہ نظر نہ پڑے	۶۷۳
بَاب ۱۲: زِنَا الْجَوَارِحِ دُونَ الْفَرْجِ	شرمگاہ کے علاوہ اور اعضا کا بھی زنا ہوتا ہے	۶۷۵
بَاب ۱۳: التَّسْلِيمُ وَالِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثًا	تین بار سلام کہنا اور تین بار اجازت مانگنا	۶۷۶
بَاب ۱٤: إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ	جب آدمی کو بلایا جائے اور وہ آئے، کیا وہ اجازت مانگے	۶۷۹
بَاب ۱۵: التَّسْلِيمُ عَلَى الصِّبْيَانِ	بچوں کو سلام کہنا	۶۸۰

بَاب ١٦: تَسْلِيمُ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ	مردوں کا عورتوں کو سلام کہنا اور عورتوں کا مردوں کو	٦٨٠
بَاب ١٧: إِذَا قَالَ مَنْ ذَا فَقَالَ أَنَا	اگر کوئی پوچھے کون ہے تو جواب دے میں ہوں	٦٨١
بَاب ١٨: مَنْ رَدَّ فَقَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ	جس نے جواب دیا اور یوں کہا: عَلَيْكَ السَّلَامُ	٦٨٢
بَاب ١٩: إِذَا قَالَ فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ	اگر کوئی یوں کہے: فلاں تمہیں سلام کہتا ہے	٦٨٤
بَاب ٢٠: التَّسْلِيمُ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ	ایسی مجلس میں جا کر السلام علیکم کہنا جس میں مسلمان اور مشرک ملے جلے ہوں	٦٨٤
بَاب ٢١: مَنْ لَّمْ يُسَلِّمْ عَلَى مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا	جو اُس شخص کو السلام علیکم نہ کہے جس نے کوئی گناہ کیا ہو	٦٨٧
بَاب ٢٢: كَيْفَ الرَّدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ بِالسَّلَامِ	ذمی کو سلام کا جواب کیونکر دیا جائے	٦٨٨
بَاب ٢٣: مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ مَنْ يُحْذَرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ	جس شخص سے مسلمانوں کو اندیشہ ہو اس کے خط کو جس نے دیکھا	٦٩٠
بَاب ٢٤: كَيْفَ يُكْتَبُ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ	اہل کتاب کی طرف خط کیسے لکھا جائے	٦٩٤
بَاب ٢٥: بِمَنْ يُبْدَأُ فِي الْكِتَابِ	خط لکھتے وقت کس سے ابتداء کی جائے	٦٩٤
بَاب ٢٦: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: اپنے سردار کے استقبال کے لئے اُٹھو	٦٩٥
بَاب ٢٧: الْمُصَافَحَةُ	مصافحہ کرنا	٦٩٦
بَاب ٢٨: الْأَخْذُ بِالْيَدِ	دونوں ہاتھوں کو پکڑنا	٦٩٧
بَاب ٢٩: الْمُعَانَقَةُ	ایک دوسرے کو گلے لگا کر ملنا	٦٩٨
بَاب ٣٠: مَنْ أَجَابَ بِلَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ	جس نے بلانے پر یوں جواب دیا: میں حاضر ہوں اور آپ کی خدمت میں ہوں	٦٩٩
بَاب ٣١: لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهِ	کوئی شخص کسی شخص کو اس کی جگہ سے نہ اُٹھائے	٧٠٢
بَاب ٣٢: إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجْلِسِ فَافْسَحُوْا	(اللہ تعالیٰ کا فرمانا:) جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھو	٧٠٥
بَاب ٣٣: مَنْ قَامَ مِنْ مَّجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ	جو شخص اپنی جگہ سے یا گھر سے اُٹھ کر چلا جائے	٧٠٨

بَاب ٣٤: الِاحْتِبَاءُ بِالْيَدِ	ہاتھوں سے گوٹھ مار کر بیٹھنا	۷۰۹
بَاب ٣٥: مَنِ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ	جو اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھے	۷۱۰
بَاب ٣٦: مَنْ أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ	جو شخص کسی ضرورت سے یا غرض سے اپنی رفتار کو تیز کرے	۷۱۱
بَاب ٣٧: السَّرِيرُ	تخت	۷۱۱
بَاب ٣٨: مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وِسَادَةٌ	جس کے لئے گدّا رکھا گیا	۷۱۱
بَاب ٣٩: الْقَائِلَةُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ	جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا	۷۱۴
بَاب ٤٠: الْقَائِلَةُ فِي الْمَسْجِدِ	مسجد میں قیلولہ کرنا	۷۱۴
بَاب ٤١: مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ	جو کسی قوم کو ملنے جائے اور انہی کے پاس قیلولہ کرے	۷۱۵
بَاب ٤٢: الْجُلُوسُ كَيْفَمَا تَيَسَّرَ	جیسے بھی آسانی ہو بیٹھنا	۷۱۷
بَاب ٤٣: مَنْ نَاجَى بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ	جو لوگوں کے سامنے راز داری سے بات کرے	۷۱۸
بَاب ٤٤: الِاسْتِلْقَاءُ	چت لیٹنا	۷۲۰
بَاب ٤٥: لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ	تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں	۷۲۰
بَاب ٤٦: حِفْظُ السِّرِّ	راز کو محفوظ رکھنا	۷۲۲
بَاب ٤٧: إِذَا كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ	جب تین سے زیادہ آدمی ہوں تو پوشیدگی میں بات کرنے اور سرگوشی کرنے میں کوئی حرج نہیں	۷۲۲
بَاب ٤٨: طُولُ النَّجْوَى	دیر تک سرگوشی کرنا	۷۲۳
بَاب ٤٩: لَا تُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ	سوتے وقت گھر میں آگ نہ رہنے دی جائے	۷۲۴
بَاب ٥٠: غَلْقُ الْأَبْوَابِ بِاللَّيْلِ	رات کو دروازے بند کرنا	۷۲۵
بَاب ٥١: الْخِتَانُ بَعْدَ الْكِبَرِ	بڑھاپے کے بعد ختنہ کروانا	۷۲۶
بَاب ٥٢: كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ	ہر مشغلہ باطل ہے	۷۲۷
بَاب ٥٣: مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ	عمارت بنانے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں	۷۲۹

کتابیات ۷۳۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۵- کِتَابُ الْمَرْضٰی

کتاب المرضٰی ۱۲۲ ابواب اور ۳۸ روایات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں امام بخاری نے بیماری، اس کے اسباب اور نتائج سے متعلق احادیث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ و صحابہ کے واقعات بیان کیے ہیں۔ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں: مَرْضٰی مَرِیْض کی جمع ہے اور مرض کے معنی ہیں جسم کا اپنی طبعی حالت سے نکلنا اور اس کو ایسی حالت سے تعبیر کیا جاتا ہے جس میں مریض کے افعال سلامت روی سے صادر نہ ہوں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۱ صفحہ ۲۰۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بیماری اس حالت کا نام ہے جب حالتِ بدن مجری طبیعت پر نہ رہے اور صحت وہ حالت ہے کہ امورِ طبیعہ اپنی اصلی حالت پر قائم ہوں۔ اور جیسے کسی ہاتھ پاؤں یا کسی عضو کے اپنے مقامِ خاص سے ذرا اِدھر اُدھر کھسک جانے سے درد شروع ہو جاتا ہے اور وہ عضو نکما ہو جاتا ہے اور اگر چندے اسی حالت پر رہے، تو پھر نہ خود بالکل بیکار ہو جاتا ہے بلکہ دوسرے اعضاء پر بھی اپنا برا اثر ڈالنے لگتا ہے۔ بعینہٖ یہی حالت روحانی ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے سامنے سے جو اس کی زندگی کا اصل موجب مایۂ حیات ہے، ہٹ جاتا ہے اور فطرتی دین کو چھوڑ بیٹھتا ہے، تو عذاب شروع ہو جاتا ہے اور اگر قلب مردہ نہ ہو گیا ہو اور اس میں احساس کا مادہ باقی ہو تو وہ اس عذاب کو خوب محسوس کرتا ہے اور اگر اس بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح نہ کی جاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ پھر ساری روحانی قوتیں رفتہ رفتہ نکمی اور بیکار ہو جائیں اور ایک شدید عذاب شروع ہو جاوے۔ پس اب کیسی صفائی کے ساتھ یہ امر سمجھ میں آجاتا ہے کہ کوئی عذاب باہر سے نہیں آتا بلکہ خود انسان کے اندر ہی سے نکلتا ہے۔ ہم کو اس سے انکار نہیں کہ عذاب خدا کا فعل ہے۔ بے شک اس کا فعل ہے مگر اسی طرح جیسے کوئی زہر کھائے تو خدا اُسے ہلاک کر دے۔ پس خدا کا فعل انسان کے اپنے فعل کے بعد ہوتا ہے اسی کی طرف اللہ جلّشانہ اشارہ فرماتا ہے: نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ○ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ○ (الھمزۃ: ۸،۷) یعنی خدا کا عذاب وہ آگ ہے جس کو خدا بھڑکاتا ہے اور اس کا شعلہ انسان کے دل سے ہی اٹھتا ہے۔ اس کا مطلب صاف لفظوں میں یہی ہے کہ عذاب کا اصل بیج اپنے وجود ہی کی ناپاکی ہے۔ جو عذاب کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۰)

بَاب ١ : مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ

جو (احادیث) بیماری کے کفارہ کے متعلق آئی ہیں

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ. (النساء: ١٢٤)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جو بھی برا عمل کرے گا اسے اس کی جزا دی جائے گی۔

٥٦٤٠: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا.

۵۶۴۰: ابوالیمان حکم بن نافع نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مصیبت بھی کسی مسلمان کو پہنچتی ہے تو ضرور ہی اللہ اس کی وجہ سے اس کے گناہ دور کر دیتا ہے یہاں تک کہ ایک کانٹے کی وجہ سے بھی جو اسے چبھ جاتا ہے۔

٥٦٤١-٥٦٤٢: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ – حَتَّى

۵۶۴۱-۵۶۴۲: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے مجھے بتایا کہ عبدالملک بن عمرو نے ہم سے بیان کیا۔ زُہیر بن محمد نے ہمیں بتایا۔ زُہیر نے محمد بن عمرو بن حلحلہ سے، محمد نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے، ان دونوں نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: مسلمان کو کوئی ایسی تکلیف نہیں پہنچتی اور نہ بیماری اور نہ غم اور نہ رنج اور نہ کوئی دکھ اور نہ کوئی ملال یہاں تک کہ وہ کانٹا بھی جو اسے چبھ جاتا ہے مگر ضرور ہے کہ اللہ اس کی وجہ سے

الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا- إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ.

اس کی غلطیوں کا ازالہ کر دیتا ہے۔

٥٦٤٣: حَدَّثَنِي مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيحُ مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا مَرَّةً وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالْأَرْزَةِ لَا تَزَالُ حَتَّى يَكُونَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً. وَقَالَ زَكَرِيَّاءُ حَدَّثَنِي سَعْدٌ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۶۴۳: مسدد نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے سعد (بن ابراہیم) سے، سعد نے عبداللہ بن کعب سے، عبداللہ نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: مؤمن کی مثال اس نرم و نازک پودے کی طرح ہے کہ جسے ہوا کبھی ادھر جھکاتی ہے اور کبھی ادھر جھکاتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے جو کبھی جھکتا نہیں یہاں تک کہ پھر ایک ہی دفعہ میں اکھڑ جاتا ہے۔ اور زکریا (بن ابی زائدہ) نے کہا کہ مجھ سے سعد (بن ابراہیم) نے بیان کیا کہ مجھے (عبداللہ) بن کعب نے بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ حضرت کعبؓ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

٥٦٤٤: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۵۶۴۴: ابراہیم بن منذر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا محمد بن فلیح نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا۔ انہوں نے ہلال بن علی سے جو بنو عامر بن لوئی میں سے تھے۔ ہلال نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَالْفَاجِرُ كَالْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ.

انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کی مثال اس ہرے بھرے نرم پودے کی سی ہے کہ جسے جس طرف سے بھی ہوا آئے اس کو جھکا دے اور پھر ویسے کا ویسا سیدھا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی وہ ابتلا میں جھک جاتا ہے اور فاجر اس شمشاد کی طرح ہے جو سخت سیدھا کھڑا ہے یہاں تک کہ اللہ جب چاہتا ہے اسے توڑ ڈالتا ہے۔

طرفہ: ۷۴۶۶۔

۵۶۴۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ أَبَا الْحُبَابِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ.

۵۶۴۵: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے روایت کی۔ محمد نے کہا میں نے سعید بن یسار ابوالحباب سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جس کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔

تشریح: مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ: جو (احادیث) بیماری کے کفارہ کے متعلق آئی ہیں۔ امام بخاری عنوانِ باب میں آیت مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○ (النساء: ۱۲۴) جو شخص کوئی بدی کرے گا اسے اس کے مطابق بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کے سوا نہ کسی کو اپنا دوست پائے گا اور نہ مددگار۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کو بیان فرمایا ہے کہ ہر کام کا نتیجہ ضرور نکلتا ہے چاہے وہ اس دنیا میں ہو یا آخرت میں۔ حدیث میں آتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے حوالے سے عرض کیا: یارسول اللہ! ہر بُرا عمل جو ہم سے ہوا اُس کی ہمیں سزا ملے گی تو نجات کیسے ہو گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر اللہ آپ کو معاف فرمائے کیا آپ بیمار نہیں ہوتے، کیا آپ کو تھکان نہیں ہوتی، کیا

آپ کو غم نہیں پہنچتا، کیا آپ کو تکلیف نہیں پہنچتی؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا یہی وہ بدلہ ہے جو تم لوگوں کو ملتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق، جزء اول صفحہ ۱۱) بیماریاں بھی انسان کے لیے ابتلاء اور آزمائش کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ زیر باب روایت نمبر ۵۶۴۳ اور ۵۶۴۴ میں اس فرق کو بیان کیا گیا ہے کہ مومن ایک نرم پودے کی طرح تکلیف میں خدا کے حضور جھکتا ہے جس سے وہ بیماری اور تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن کر اس کے لیے رحمت بن جاتی ہے جبکہ غیر مومن صنوبر کے درخت کی طرح اپنی اکڑ اور تکبر میں کھڑا رہتا ہے نتیجۃً بیماری اس کے لیے اس دنیا میں بھی تباہی اور بربادی کا ذریعہ بنتی ہے اور آخرت میں بھی وہ اس تکبر کی سزا پاتا ہے۔ اس مثال میں ایک مومن کی انفرادی اور اجتماعی ترقی کا بھی بیان ہے کہ ابتلاؤں میں مومن کی کشتی نشیب و فراز سے گزرتی بالآخر فتح و ظفر کے کنارے جا لگتی ہے۔ پس مومن پر بیماریاں، تکالیف، مصائب اور غم و اندوہ اس لیے آتے ہیں کہ وہ تکالیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں اور اُسے آخرت کے عذاب سے بچایا جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”مومن کو اس دنیا میں جو تکلیفیں پہنچتی ہیں وہ درحقیقت اگلے جہان کی دوزخ کا ایک حصہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَلْحُمّٰی حَظُّ الْمُؤْمِنِ مِنَ النَّارِ۔ بخار دوزخ میں سے مومن کا حصہ ہے یعنی مومن اگلے جہان کی دوزخ میں تو نہیں ڈالا جاتا لیکن جب یہاں اسے بخار چڑھ جاتا ہے یا اور بیماریاں آ جاتی ہیں تو اسے بھی اس آگ سے ایک حصہ مل جاتا ہے۔ گویا کافر اگلے جہاں میں مرنے کے بعد آگ کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور مومن اسی دنیا میں مختلف تکالیف سے حصہ لے کر جو درحقیقت دوزخ کا ہی ایک حصہ ہیں اگلے جہان میں جنت میں چلا جائے گا۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ مریم زیر آیت وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا... جلد ۵ صفحہ ۳۳۷، ۳۳۸)

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ: ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہے، اللہ جس کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔ مصائب، تکالیف، بیماریاں ایک مومن پر اس لیے بھی آتی ہیں کہ صبر و رضا، استقامت اور تعلق باللہ کا نمونہ دکھایا جائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”یہ مصائب گناہ کا کفارہ ہوتے ہیں۔ کرب اور گھبراہٹ کی کوئی بات نہیں۔ خدا داری چہ غم داری۔ خدا تعالیٰ پر پورا ایمان اور بھروسہ ہو تو پھر انسان کو تنور میں ڈال دیا جاوے اُسے کوئی غم نہیں ہوتا۔ تکالیف کا بھی ایک وقت ہوتا ہے۔ اس کے بعد

پھر راحت ہے۔ جیسا بچہ پیدا ہونے کے وقت عورت کو تکلیف ہے بلکہ ساتھ والے بھی روتے ہیں۔ لیکن جب بچہ پیدا ہو گیا تو پھر سب کو خوشی ہے۔ ایسا ہی مومن پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تکلیف اور دکھ کا وقت آتا ہے تا کہ وہ آزمایا جائے اور صبر اور استقامت کا اجر پائے۔ اصل میں تکالیف کے دن ہی مبارک دن ہوتے ہیں۔ انبیاء تکالیف کے ساتھ موافقت کرتے ہیں۔ ہر ایک شخص پر نوبت بہ نوبت یہ دن آتے ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس کا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ اصلی ہے یا نہیں۔ مولوی رومی نے خوب فرمایا ہے:

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است زیر آں گنج کرم بنہادہ است[1]

حدیث میں آیا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی سے پیار کرتا ہے تو اُسے کچھ دکھ دیتا ہے۔ انبیاء کے معجزات انہی مصائب کے زمانہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا اپریشن ہے جو ہر صادق کے واسطے ضروری ہے۔" (ملفوظات جلد ۴، صفحہ ۳۸۳، ۳۸۴)

بَاب ۲ : شِدَّةُ الْمَرَضِ

بیماری کی سختی

٥٦٤٦ : حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۶۴۶: قبیصہ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے روایت کی۔ نیز بشر بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہمیں خبر دی۔ شعبہ نے اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی آپ بیان کرتی ہیں: میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اسے تکلیف پہنچی ہو۔

---

[1] ہر وہ تکلیف جو حق تعالیٰ نے اس قوم کو دی ہے، اُس کے نیچے کرم کا خزانہ رکھ دیا ہے۔

٥٦٤٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَهُوَ يُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا وَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا قُلْتُ إِنَّ ذَاكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّ اللهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ.

۵۶۴۷: محمد بن یوسف (فریابی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم تیمی سے، ابراہیم نے حارث بن سوید سے، حارث نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نبی ﷺ کے پاس آپؐ کی بیماری میں آیا اور آپؐ کو نہایت سخت بخار چڑھا ہوا تھا اور میں نے کہا: آپؐ کو تو نہایت سخت بخار چڑھا ہوا ہے۔ میں نے کہا: یہ اس لئے ہے کہ آپؐ کو دہرا ثواب ہو۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں کوئی بھی ایسا مسلمان نہیں کہ جس کو کوئی تکلیف پہنچے مگر ضرور ہی اللہ اس سے اس کے قصوروں کو جھاڑ دے گا جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

أطرافه: ٥٦٤٨، ٥٦٦٠، ٥٦٦١، ٥٦٦٧۔

تشریح: شِدَّةُ الْمَرَضِ: بیماری کی سختی۔ زیرِ باب روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی انتہائی تکلیف کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ امر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بلاشبہ انبیاء خدا کے مقرب اور سب سے پیارے وجود ہوتے ہیں اور ان کی حفاظت خدا تعالیٰ معجزانہ رنگ میں فرماتا ہے اور ہمارے سید و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا تو خدا تعالیٰ نے خاص وعدہ فرمایا ہے تاہم انبیاء اپنے تمام تر کمالات کے باوجود بشر ہوتے ہیں اور بشری لوازم اور تقاضے ان کے ساتھ لگے ہوتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”ہر نبی کی دوہری حیثیت ہوتی ہے۔ ایک پہلو کے لحاظ سے وہ خدا کا نبی اور رسول ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ خدا کے کلام سے مشرف ہوتا ہے اور دینی امور میں اپنے متبعین کا استاد قرار پاتا اور ان کے لئے اُسوہ بنتا ہے۔ اور دوسرے اس پہلو کے لحاظ سے وہ انسانوں میں سے ایک انسان ہوتا ہے اور تمام ان بشری لوازمات اور طبعی خطرات کے تابع ہوتا ہے جو دوسرے انسانوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے

فرماتا ہے کہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ۔ ”یعنی اے رسول تو لوگوں سے کہہ دے کہ میں تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں (اور تمام ان قوانین کے تابع ہوں جو دوسرے انسانوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں) ہاں میں یقیناً خدا کا ایک رسول بھی ہوں اور خدا کی طرف سے مخلوقِ خدا کی ہدایت کے لئے وحی و الہام سے نوازا گیا ہوں۔“ اس لطیف آیت میں انبیاء کی دوہری حیثیت کو نہایت عمدہ طریق پر بیان کیا گیا ہے۔ یعنی انہیں ایک جہت سے دوسرے انسانوں سے ممتاز کیا گیا ہے اور دوسری جہت سے ان کو دوسرے انسانوں کی صف سے باہر نہیں نکلنے دیا گیا۔ پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ انبیاء بشری لوازمات اور انسان کے طبعی خطرات سے بالا ہوتے ہیں وہ جھوٹا ہے۔ یقیناً انبیاء بھی اُسی طرح بیمار ہوتے ہیں جس طرح کہ دوسرے انسان بیمار ہوتے ہیں۔ وہ ملیریا بخار، ٹائیفائڈ (ضمناً یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں تک ظاہری علامات مندرجہ حدیث و تاریخ سے پتہ چلتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض ٹائیفائڈ سے فوت ہوئے تھے) سِل، دق، دمہ، نزلہ، کھانسی، نقرس، دورانِ سر، پھوڑے پھنسیاں، آنکھوں کا آشوب، جسم کے درد، جگر کی بیماری، اسہال کی بیماری، انتڑیوں کی بیماری، گردے کی بیماری، پیشاب کی بیماری، دانتوں کی تکلیف، اعصابی تکلیف، ذکاوتِ حِس، گھبراہٹ اور بے چینی، دماغی کوفت، نسیان، حوادث کے نتیجہ میں چوٹیں اور زخم، لڑائی کی ضربات وغیرہ وغیرہ سب کی زد میں آسکتے ہیں اور آتے رہے ہیں۔ سوائے اس کے کسی خاص نبی کو خدا کی طرف سے استثنائی طور پر کسی خاص بیماری سے حفاظت کا وعدہ ہو۔“ (مضامینِ بشیر، جلد ۳، صفحہ ۶۵۱)

نیز حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

”جنون اور جذام وغیرہ... کی بیماریوں کے متعلق قرآنِ مجید واضح طور پر نبیوں کے بارے میں نفی فرماتا ہے... خدا تعالیٰ قرآن مجید میں تمام رسولوں کے بارے میں اصولی طور پر فرماتا ہے: كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○ (الذاریات: ۵۳) اور دوسری جگہ مخصوص طور پر آنحضرت

ﷺ کے متعلق فرماتا ہے: وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ○ (التکویر: ۲۳) اور ایک اور جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلق میں مخالفوں کی شرارت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ○ (الشعراء: ۲۸) یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی رسول بھی تیرے زمانہ سے پہلے ایسا نہیں آیا جسے دشمنوں نے ساحر یا مجنون کہہ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش نہ کی ہو..... اور اے عرب کے لوگو! کیا تم آنکھیں رکھتے ہوئے دیکھتے نہیں کہ ہمارا یہ رسول خدا کے فضل سے دیوانہ نہیں ہے ...اور حضرت موسیٰؑ کے مخالفوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ ازراہِ شرارت یہ افتراء باندھا کرتے تھے کہ یہ شخص جو رسالت کا مدعی بنتا ہے یہ تو مجنون ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح اور بہت سے مقامات پر قرآن مجید میں نبوت اور جنون کو متضاد بیان کر کے اس کی زوردار نفی کی گئی ہے ...یہی اصول مرگی جیسے مرض پر چسپاں ہوتا ہے۔ جس میں بعض اوقات ایک حد تک جنون سے ملتی جلتی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے جب ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ ایک کریہہ المنظر شیطان سیرت جانور آپ کی طرف آرہا ہے اور آپ کے دل میں ڈالا گیا کہ یہ صرع یعنی مرگی کا مرض ہے تو آپ نے خدائی القاء کے ماتحت بڑے جوش اور نفرت کے ساتھ فرمایا کہ: ”دور ہو تیرا مجھ میں حصہ نہیں“ (تذکرہ صفحہ ۶۸۵ و صفحہ ۱۴)... اب رہیں جذام وغیرہ قسم کے امراض جن میں انسان کا جسم بہت گھناؤنی شکل اختیار کر لیتا ہے جسے لوگ دیکھ کر دور بھاگتے ہیں ...قرآن ہمارے آقا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (اٰل عمران: ۱۶۰) ”یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خدائی رحمت کا حصہ ہے کہ تو اپنے اصحاب کے لئے دل کا نرم بنایا گیا ہے ورنہ اگر تو کرخت اور دل کا سخت ہوتا تو یہ لوگ جو اب تیرے قدموں کے ساتھ چمٹے بیٹھے ہیں تجھ سے ہٹ کر پرے چلے جاتے۔“ اس آیت کریمہ میں یہ لطیف اصول بیان کیا گیا ہے کہ نبیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے دُرشت اور کرخت اخلاق سے

بچاتا ہے کہ لوگ ان کے اخلاق کی وجہ سے ان سے دور بھاگیں۔ تو جب اخلاق کے متعلق جو نسبتاً مخفی چیز ہے یہ خدائی سنت ہے تو جسم کی گھناؤنی بیماریاں جو کہ دمہ کو نظر آنے والی چیز ہیں ان کے متعلق بدرجہ اولیٰ یہ سمجھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو ان سے محفوظ رکھتا ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ایک مامور من اللہ کے ذکر کی ذیل میں ایک لحاظ سے زیادہ صراحت کے ساتھ فرماتا ہے کہ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ (البقرۃ:۲۴۸) "یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے علمی قوتوں اور جسمانی محاسن دونوں میں امتیاز بخشا تھا" اس آیت میں بھی یہی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اصلاحِ خلق کے لئے کھڑا کرتا ہے انہیں جسمانی محاسن سے بھی نوازتا ہے اور عقلاً بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ ورنہ کئی لوگ ایک لُولے لنگڑے اور کریہہ المنظر انسان کی اقتداء قبول کرنے سے طبعاً گھبرائیں اور حق کی اشاعت میں روک پیدا ہو جائے۔ اسی اصول پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ گو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل چیز ایمان اور تقویٰ ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات:۱۴) مگر باوجود اس کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ عوام الناس کو ٹھوکر سے بچانے کے لئے خدا کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنے رسولوں کو عرفِ عام میں معزز سمجھے جانے والی قوموں میں سے مبعوث فرماتا ہے تا کہ کسی کو انگشت نمائی کا موقع نہ ملے اور صداقت سے روگردانی کا بہانہ نہ پیدا ہو جائے۔ پس یہ بات اصولاً درست ہے کہ ایک نبی کو کسی قسم کی گھناؤنی بیماری جذام وغیرہ کی قسم کی نہیں ہوا کرتی۔" (مضامین بشیر جلد ۳، صفحہ ۶۵۴ تا ۶۵۷)

بَاب ۳: أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ

لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر جن کی آزمائش کی جاتی ہے وہ انبیاء ہیں۔ پھر اسی طرح جتنا اعلیٰ درجے کا آدمی ہو گا اتنی ہی زیادہ اس کی آزمائش ہو گی

۵۶۴۸: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

۵۶۴۸: عبدان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو حمزہ (محمد بن میمون) سے، ابو حمزہ نے اعمش سے، اعمش

التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ تُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا قَالَ أَجَلْ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قُلْتُ ذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ ذَلِكَ كَذَلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى – شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا – إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

نے ابراہیم تیمی سے، ابراہیم نے حارث بن سوید سے، حارث نے حضرت عبداللہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپؐ کو بخار چڑھا ہوا تھا میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ کو تو نہایت سخت بخار چڑھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں مجھے اتنا ہی بخار چڑھتا ہے جتنا کہ تم میں سے دو آدمیوں کو بخار چڑھتا ہے۔ میں نے کہا: یہ اس لئے کہ آپؐ کو دہرا ثواب ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں یہ اس طرح ہی ہے کوئی بھی مسلمان نہیں جس کو تکلیف پہنچتی ہو کانٹے کی یا اس سے بھی کم تو اللہ ضرور اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو دور کر دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے۔

أطرافه: ٥٦٤٧، ٥٦٦٠، ٥٦٦١، ٥٦٦٧۔

تشریح: أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ: لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر جن کی آزمائش کی جاتی ہے وہ انبیاء ہیں۔ انبیاء پر ابتلاء ان کے تعلق باللہ کو ظاہر کرنے کے لیے آتے ہیں۔ اُن کی استقامت سے پتا چلتا ہے کہ وہ مشکلات میں بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق کو نہیں توڑتے۔ نیز ان ابتلاؤں سے وہ قربِ الٰہی کی منازل میں آگے سے آگے بڑھتے جاتے ہیں اور یہی ابتلاء ان کے لیے بڑے بڑے نشانات اور معجزات دکھانے کا باعث بنتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

> ”ابتلاء میں اس لئے بھی ڈالا جاتا ہے تا لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ فلاں کا ایمان کیسا ہے ورنہ یوں دوسروں کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں کا ایمان پختہ ہے یا نہیں۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی انسان جتنا بڑا ہو اس پر اتنے ہی بڑے ابتلاء آتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ابتلاء نبیوں کو آتے ہیں... جب انہیں متواتر تکالیف دی جاتی ہیں تو لوگ دیکھ لیتے ہیں کہ ان کا کیسا پختہ ایمان ہے۔ کہتے ہیں اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ اور سب سے بڑی کرامت یہ

ہے کہ دشمن بھی خوبی کو مان لے اور اس کا انکار نہ کر سکے ۔ پس اخلاق اور رُوحانیت کی پختگی کے لئے ابتلاؤں کا آنا اور ان کے آنے پر صبر و رضا کا مقام اختیار کرنا ایمان کی تکمیل کے لئے نہایت ضروری ہوتا ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ العنکبوت زیر آیت اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا...، جلد ۷ صفحہ ۵۸۴، ۵۸۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انبیاء اور راستبازوں پر بھی بعض اوقات بلائیں آجاتی ہیں اور مصائب اور شدائد میں ڈالے جاتے ہیں لیکن یہ گمان کرنا کہ وہ مصائب اور بلائیں کسی گناہ کی وجہ سے آتی ہیں خطرناک غلطی اور گناہ ہے۔ ان بلاؤں میں جو خدا کے راستبازوں اور پیارے بندوں پر آتی ہیں اور ان بلاؤں میں جو خدا تعالیٰ کے نافرمانوں اور خطاکاروں پر آتی ہیں زمین آسمان کا فرق ہے اس لیے کہ ان کے اسباب بھی مختلف ہیں۔ نبیوں اور راستبازوں پر جو بلائیں آتی ہیں اُن میں ان کو ایک صبرِ جمیل دیا جاتا ہے جس سے وہ بلا اور مصیبت ان کے لیے مُدرِکُ الحَلَاوت ہو جاتی ہیں۔ وہ اس سے لذت اُٹھاتے ہیں اور روحانی ترقیوں کے لیے ایک ذریعہ ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کے درجات کی ترقی کے لیے ایسی بلاؤں کا آنا ضروری ہے جو ترقیات کے لیے زینہ کا کام دیتی ہیں۔ جو شخص ان بلاؤں میں نہیں پڑتا اور ان مصیبتوں کو نہیں اُٹھاتا وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کرسکتا۔ دنیا کے عام نظام میں بھی تکالیف اور مشقتوں کا ایک سلسلہ ہے جس میں سے ہر ایسے شخص کو جو ترقی کا خواہاں ہے گذرنا پڑتا ہے لیکن ان تکالیف اور شاقہ محنتوں میں باوجود تکالیف کے ایک لذت ہوتی ہے جو اُسے کشاں کشاں آگے لیے جاتی ہے۔ برخلاف اس کے وہ مصیبت اور تکالیف جو انسان کی اپنی بدکرداری کی وجہ سے اس پر آتی ہیں۔ وہ مصیبت ہوتی ہے جس میں ایک درد اور سوزش ہوتی ہے جو اس کی زندگی اس کے لیے وبالِ جان کر دیتی ہے وہ موت کو ترجیح دیتا ہے مگر نہیں جانتا کہ یہ سلسلہ مرکر بھی ختم نہیں ہوگا۔ غرض ان بلاؤں کے نزول میں ہمیشہ سے قانونِ قدرت یہی ہے کہ جو بلائیں شامتِ اعمال کی وجہ سے آتی ہیں وہ الگ ہیں اور خدا کے راستبازوں

اور پیغمبروں پر جو بلائیں آتی ہیں وہ ان کی ترقی درجات کے لیے ہوتی ہیں۔ بعض جاہل جو اس راز کو نہیں سمجھتے وہ جب بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اس بلا سے فائدہ اُٹھاویں اور کم از کم آئندہ کے لیے مفید سبق حاصل کریں اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کریں کہہ دیتے ہیں کہ اگر ہم پر مصیبت آئی تو کیا ہوا نبیوں اور پیغمبروں پر بھی تو آجاتی ہیں، حالانکہ ان بلاؤں کو انبیاء کی مشکلات اور مصائب سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ جہالت بھی کیسی بُری مرض ہے کہ انسان اس میں قیاس مع الفارق کر بیٹھتا ہے۔ یہ بڑا دھوکہ واقع ہوتا ہے جو انسان تمام انبیاء کی مشکلات کو عام لوگوں کی بلاؤں پر حمل کر لیتا ہے۔ پس خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے انبیاء اور دوسرے اخیار و ابرار کی بلائیں محبت کی راہ سے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کو ترقی دیتا جاتا ہے اور یہ بلائیں وسائل ترقی میں سے ہیں، لیکن جب مفسدوں پر آتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کو اس عذاب سے تباہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ بلائیں ان کے استیصال اور نیست و نابود کرنے کا ذریعہ ہو جاتی ہیں۔ یہ ایسا فرق ہے کہ دلائل کا محتاج نہیں ہے۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸)

بَاب ٤ : وُجُوبُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ

بیمار کی عیادت کرنا ضروری ہے

٥٦٤٩ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ.

۵۶۴۹: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ (وضاح یشکری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھوکے کو کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو اور گرفتارِ بلا کو چھڑاؤ۔

أطرافُه: ٣٠٤٦، ٥١٧٤، ٥٣٧٣، ٧١٧٣۔

۵۶۵۰: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَتْبَعَ الْجَنَائِزَ وَنَعُودَ الْمَرِيضَ وَنُفْشِيَ السَّلَامَ.

۵۶۵۰: حفص بن عمر (حوضی) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اشعث بن سلیم نے مجھے خبر دی، اشعث نے کہا: میں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے سنا۔ معاویہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے تھے انہوں نے کہا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتیں کرنے کا حکم دیا اور سات سے ہی روکا۔ ہمیں سونے کی انگوٹھی، حریر اور دیباج اور استبرق پہننے اور قسی اور ریشمی زین پوش کے استعمال کرنے سے روکا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم جنازوں کے ساتھ جائیں، بیمار کی عیادت کریں اور ہر کس وناکس کو سلامتی کی دعا دیں۔

أطرافه: ۱۲۳۹، ۲۴۴۵، ۵۱۷۵، ۵۶۳۵، ۵۸۳۸، ۵۸۴۹، ۵۸۶۳، ۶۲۲۲، ۶۲۳۵، ۶۶۵۴۔

تشریح: وُجُوبُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ: بیمار کی عیادت کرنا ضروری ہے۔ مریض کی عیادت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب قرار دیا ہے۔ زیر باب احادیث میں بھوکوں کو کھانا کھلانے، بیمار کی عیادت کرنے، جنازوں کے ساتھ جانے، سلام کو عام کرنے اور قیدیوں کو رہائی دلانے کے ساتھ سونے کی انگوٹھیاں پہننے اور ریشم کی مختلف اقسام کے اعلیٰ لباس پہننے سے منع کیا گیا ہے۔ ان دو باتوں کو اکٹھا بیان کر کے معاشرے میں طبقاتی تقسیم کو پیدا ہونے سے روکا گیا ہے جو اگر پیدا ہو جائے تو بالآخر معاشرے کی شکست وریخت پر منتج ہوتی ہے۔ اس خلیج کو ختم کرنے کے لیے ایک دوسرے کی خوشی غمی میں شریک ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے معاشرے میں باہم محبت و اخوت کے رشتے مضبوط ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کر کے ایک مومن اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ میں اور میرا بھائی ایک وجود ہیں، اس کی تکلیف میری تکلیف ہے، اور اس کی خوشی میری خوشی ہے۔ اور جو لوگ ایک دوسرے کی تکالیف میں ان کے پرسانِ حال بنتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا بہت پسند آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللهِ (مسند البزار، مسند ابی حمزہ انس بن مالك، جزء ۱۳ صفحہ ۳۳۲) یعنی مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ پس جو شخص اللہ کے عیال یعنی اس کے بندوں کی خبر گیری اور خیر خواہی

کرے گا خدا تعالیٰ اس سے خوش ہو گا۔ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے بندوں کی خوشنودی مل کر اس انسان کے لیے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی لازوال جنت کا پیش خیمہ بنے گی۔ عیادت سے مریض کو کس قدر فائدہ پہنچتا ہے، سائنسی تجارب سے بھی یہ امر ثابت ہو رہا ہے۔ مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: "پچھلے پندرہ بیس سالوں سے ماہر نفسیات اور اطباء اس بات پر خصوصیت سے توجہ دے رہے ہیں کہ مریض کے علاج میں (Empathy) یعنی ہمدردی، ہم احساس ہونا یا ہم گداز ہونا مریض کی شفا یابی میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مختلف تجربات سے یہ بات واضح طور پر منظر عام پر آئی ہے کہ عیادت اور عزیز رشتہ داروں کی طرف سے ہمدردی مریض کی جلد صحت یابی کا باعث بنتی ہے۔[1] Neuroscientists نے عملاً ثابت کیا ہے کہ Empathy مریض اور معالج دونوں کے دماغ میں Neurotransmitters پیدا کرتا ہے جو صحت اور بیماری میں جلد شفا کا باعث ہوتا ہے۔ یہی زریں ہدایت آپؐ نے فرمائی کہ بیمار کی عیادت کریں۔ آپؐ کے دل میں انسانیت کی ہمدردی اور درد اس قدر بھرا ہوا تھا کہ آپؐ نے مشرکوں (یہودیوں) گنواروں اور بچوں تک کی عیادت کی۔ ایک دفعہ بچہ اٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھا گیا۔ اس کا سانس اٹک رہا تھا۔ یہ حال دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی یہ گواہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں سے بہترین عیادت کرنے والے تھے۔[2] پس

---

(1) Decety J, Aikaterini F., Why empathy has a beneficial impact on others in medicine: Unifying theories. Front. Behave. Neurosci., 14 January 2015. https://doi.org/10.3389/fnbeh.2014.00457.

Cynthia Wensley, Mari. B, Mckillop A. etc: A framework of comfort for practice - An integrative review identifying the multiple influences on patients' experience of comfort in healthcare settings,
International Journal for Qualify Health Care, volume: 29 Issue: 2, April 2017. 151-162. https://doi.org/10.1093/intqhc/mzw158.

Jean Decety. Empathy in Medicine: What It Is, and How Much We Really Need It, The American Journal of Medicine, review volume: 133, Issue 5, P561-566,1st May 2020.Doi:https://doi.org/10.1016/J.amjmed2019.12.012

[2] (سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب عدد التکبیر علی الجنازۃ)

اس سے ظاہر ہے کہ آپؐ اپنوں سے بھی بڑھ کر ہمدردی کے ساتھ مریض کی عیادت کیا کرتے تھے۔ چھوٹی موٹی تکلیفیں تو انسان کو لگی رہتی ہیں اُس میں بھی آپؐ پوچھا کرتے تھے جب کسی سے رابطہ ہوتا۔ لیکن اگر دو تین دن سے زیادہ کوئی بیمار ہوتا اور آپؐ کے علم میں یہ بات آتی تو آپؐ فوراً اُس کی عیادت کے لئے جاتے اور اس کے لئے دعا کرتے۔ چنانچہ اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے تین دن سے زائد بیمار رہنے کی صورت میں اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔[1] جیسا کہ پہلی روایت میں آتا ہے کہ آپؐ سے بڑھ کر کوئی عیادت کرنے والا نہیں تھا۔ جب آپؐ اتنے پیار اور محبت سے مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے ہوں گے تو مریض کی آدھی بیماری تو اس وقت خود ہی دور ہو جاتی ہو گی۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر ڈاکٹر مریض کو توجہ سے دیکھ لے، اس کی بات غور سے سن لے تو اس مریض کی آدھی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ اور وہی ڈاکٹر ان کو پسند آتے ہیں جو اس طرح ان کو توجہ سے دیکھ بھی رہے ہوں اور ان کی باتیں بھی سن رہے ہوں۔ تو جو سب طبیبوں سے بڑھ کر اور سب ڈاکٹروں سے بڑھ کر طبیب ہے اس کے آنے سے یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مریض بہتری محسوس نہ کر رہا ہو۔ جو انتہائی توجہ سے مریض کی بات کو بھی سنتا تھا اس کے لئے دعا بھی کرتا تھا۔"

(خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵/ اپریل ۲۰۰۵، جلد ۳ صفحہ ۲۳۳، ۲۳۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دنیا میں بہترین ذریعہ کسی کی محبت حاصل کرنے کا یہ ہوتا ہے کہ اُس کے کسی عزیز سے محبت کی جائے۔ ریلوے سفر میں روزانہ یہ نظارہ نظر آتا ہے پاس بیٹھے ہوئے دوست کے بچہ کو ذرا پچکار دیں یا اُسے کھانے کیلئے کوئی چیز دے دیں تو تھوڑی دیر کے بعد ہی اس کا باپ اس سے محبت سے باتیں کرنے لگ جاتا ہے کہ گویا وہ اس کا

[1] (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عیادۃ المریض)

بہت پرانا دوست ہے۔ تو فرماتا ہے: اٰتُوا الزَّکٰوۃَ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو اس کا پائیدار ذریعہ یہ ہے کہ اُس کے بندوں کی خدمت کرو اور انہیں آرام پہنچانے کے لئے حتّی المقدور اپنے تمام ذرائع عمل میں لاؤ۔ جب تم ایسا کرو گے تو خدا کہے گا کہ چونکہ یہ میرے پیاروں کی خدمت کرتا ہے اس لئے اِسے بھی میرے پیاروں میں داخل کر لیا جائے۔ اِس کی تشریح بعض احادیث سے اس طرح معلوم ہوتی ہے (گو انجیل میں بھی اِس کا ذکر آتا ہے) کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض لوگوں سے کہے گا کہ دیکھو! مَیں بیمار تھا مگر تم لوگ میری عیادت کیلئے نہ آئے۔ تب بندے کہیں گے اے ہمارے رب! تو کس طرح بیمار ہو سکتا تھا تو تو ہر قسم کے نقائص سے منزہ ہے۔ تیرا کام تو لوگوں کی بیماریوں کو دُور کرنا ہے تُو خود کس طرح بیمار ہو سکتا تھا؟ اِس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب میرے بندوں میں سے بعض لوگ بیمار تھے اور تم اُن کی عیادت کے لئے نہ گئے تو گویا میں ہی بیمار تھا مگر تم نے میری عیادت نہ کی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں سے فرمائے گا کہ ایک دن میں سخت بھوکا تھا مگر تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔...اِس حدیث سے اٰتُوا الزَّکٰوۃَ کا مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ یعنی میرے پیاروں سے پیار کرو۔ جب تم ایسا کرو گے تو میرا رنگ تم پر چڑھ جائے گا اور تم بھی میری صفات اپنے اندر جذب کر سکو گے۔" (اُسوۂ حسنہ، انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۶۲، ۶۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہو گا؟ کبھی نہیں، حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی، مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے

کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے۔ کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۴، صفحہ ۲۱۵، ۲۱۶)

بَاب ۵: عِيَادَةُ الْمُغْمَى عَلَيْهِ

جو آدمی بے ہوش ہو جائے اس کو دیکھنے جانا

۵۶۵۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ مَرِضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِي أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوءَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ.

۵۶۵۱: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے محمد بن منکدر سے، محمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے میں ایک بار بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ میری عیادت کے لیے پیدل تشریف لائے اور انہوں نے مجھے بے ہوش پایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ پھر اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا اور مجھے ہوش آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میں نے کہا: یارسول اللہ! میں اپنی جائیداد کے متعلق کیا (وصیت) کروں؟ میں اپنی جائیداد کے متعلق کیا فیصلہ کروں؟ آپؐ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا تاوقتیکہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔

أطرافه: ۱۹۴، ۴۵۷۷، ۵۶۶۴، ۵۶۷۶، ۶۷۲۳، ۶۷۴۳، ۷۳۰۹۔

بَاب ۶: فَضْلُ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيحِ

جسے ریاح کے رُک جانے سے مرگی پڑا کرتی تھی اس کی فضیلت

۵۶۵۲: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى

۵۶۵۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان)

عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللهَ لِي قَالَ إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُعَافِيَكِ فَقَالَتْ أَصْبِرُ فَقَالَتْ إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللهَ لِي أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا. حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ رَأَى أُمَّ زُفَرَ تِلْكَ الْمَرْأَةَ الطَوِيلَةَ السَوْدَاءَ عَلَى سِتْرِ الْكَعْبَةِ.

نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمران ابی بکر سے، عمران نے کہا مجھے عطاء بن ابی رباح نے بتایا۔ عطاء نے کہا مجھے حضرت ابن عباسؓ نے کہا: کیا میں تمہیں ایسی عورت نہ دکھلاؤں جو جنتیوں میں سے ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں ضرور۔ انہوں نے کہا: یہ جو سانولی عورت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی: مجھے مرگی پڑتی ہے اور میں ننگی ہو جاتی ہوں اس لئے آپؐ اللہ سے میرے لئے دعا کریں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہیں جنت ملے گی اور اگر چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو اچھا کر دے۔ وہ کہنے لگی: میں صبر کرتی ہوں۔ اس نے کہا: میں ننگی ہو جاتی ہوں۔ آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ میں ننگی نہ ہوا کروں۔ آپؐ نے اس کے لئے دعا کی۔ محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ مخلد (بن یزید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن جریج سے، (ابن جریج نے کہا) مجھے عطاء (بن ابی رباح) نے بتایا۔ عطاء نے حضرت اُم زُفرؓ کو کعبہ کے پردے کے پاس دیکھا۔ وہ ایک لمبی کالی عورت تھیں۔

بَاب ۷: فَضْلُ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ

جس شخص کی بینائی جاتی رہی اس کی خوبی

۵۶۵۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ

۵۶۵۳: عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے ہمیں بتایا کہ لیث نے ہم سے بیان کیا۔ لیث نے کہا (یزید بن

عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيدُ عَيْنَيْهِ. تَابَعَهُ أَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ وَأَبُو ظِلَالٍ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عبداللہ) بن ہاد نے مجھے بتایا۔ عبداللہ نے عمرو سے جو مطلب (بن عبداللہ بن حنطب) کے غلام تھے۔ عمرو نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت انسؓ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: اللہ نے فرمایا ہے۔ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں سے آزماؤں۔ اور پھر وہ صبر کرے تو میں ان کے بدلے اس کو جنت دوں گا۔ آپؐ کی مراد اس کی دو آنکھیں ہیں۔ (عمرو کی طرح) اس حدیث کو اشعث بن جابر اور ابو ظلال بن ہلال نے بھی حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

تشریح: ابواب نمبر ۶ اور ۷ میں مرگی اور نابینا پن کی تکالیف پر صبر کے نتیجے میں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ آخرت پر ایمان اور یقین ہی انسان کو حقیقی راحت پہنچا سکتا ہے اس پر ایمان کے نہ ہونے کی وجہ سے ہر سال دنیا میں لاکھوں انسان بیماریوں و دیگر تکالیف کی شدت اور مایوسی کی وجہ سے خودکشیاں کر لیتے ہیں۔ درحقیقت ان سب لوگوں کو رحمۃ للعالمین نے عظیم الشان خوشخبری عطا فرمائی کہ اگر تم ان تکالیف پر صبر کرو گے اور راضی برضا رہو گے تو دائمی جنت کے وارث بنو گے آپ کا یہ ایک احسان ہی آپ کے محسنِ حقیقی اور منجی ہونے کا بھاری ثبوت ہے۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد۔

بیماری کی تکلیف پر صبر کرنا اور اس کا اجر ملنا انسان کو بیماری کے علاج سے نہیں روکتا بلکہ انسان کا جسم اور اس عطا کردہ تمام طاقتیں اور استعدادیں انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جس کی حفاظت کرنا اور اس کی ضروریات پوری کرنا انسان پر فرض ہے۔ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ (الصحیح البخاری، کِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَنْ أَقْسَمَ عَلَى أَخِيهِ لِيُفْطِرَ فِي التَّطَوُّعِ) تیرے ربّ کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے نفس کا بھی اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اس لئے ہر حق والے کو اُس کا حق دے۔ بیماری بے شک مومن کے درجات کی بلندی کا باعث ہے مگر اُس کے علاج کے لیے پوری جدوجہد کرنا لازم ہے۔ اس فلسفہ کو پورے طور پر نہ سمجھنے کے نتیجے میں ایک کم علم اور سست

انسان اپنے علاج سے غفلت کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ اپنی بری حالت پر راضی ہو سکتا ہے۔ یہ رویہ بھی ایک قسم کی انتہا پسندی کے مترادف ہے جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

بَاب ۸: عِيَادَةُ النِّسَاءِ الرِّجَالَ

عورتوں کا مردوں کی بیمار پرسی کرنا

وَعَادَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ مِنَ الْأَنْصَارِ.

اور حضرت اُم درداءؓ نے ایک شخص کی بیمار پرسی کی جو اُن انصار میں سے تھا جو مسجد میں رہتے تھے

۵۶۵۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا قُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

۵۶۵۴: قتیبہ (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپ بیان کرتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو بخار ہو گیا۔ آپ بیان کرتی ہیں۔ میں ان کے پاس گئی۔ میں نے کہا: ابا اب آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ اور بلالؓ تم اپنے تئیں کیسا پاتے ہو؟ کہتی تھیں اور حضرت ابو بکرؓ کی یہ عادت تھی کہ جب ان کو بخار ہوتا تو وہ یہ شعر پڑھتے:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

ہر آدمی کو جب وہ اپنے گھر والوں میں صبح اٹھتا ہے (تو اس کو سلامتی کی دعا دی جاتی ہے) حالانکہ موت اس کی جوتی کے تسمے سے قریب ہوتی ہے۔

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَتْ عَنْهُ يَقُولُ

اور بلالؓ کی عادت تھی کہ جب اُن کا بخار اُتر جاتا تو وہ یہ شعر پڑھتے:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

کاش مجھے معلوم ہو کہ کیا میں وادی (مکہ) میں ایک رات بسر کروں گا جبکہ میرے آس پاس اذخر اور جلیل گھاس ہوں گے اور آیا میں کسی دن مجنہ کے پانی پر بھی پہنچوں گا اور آیا کبھی مجھے شامہ اور طفیل پہاڑ دکھائی دیں گے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللَّهُمَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ کو ان کا یہ حال بتایا۔ آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں مکہ کی محبت کی طرح مدینہ کی محبت عطا کر یا اس سے بھی بڑھ کر۔ اے اللہ! اس کو صحت افزا بنا دے اور ہمارے لئے اس کے مد اور صاع میں برکت دے اور اس کے بخار کو یہاں سے لے جا کر جحفہ میں ڈال دے۔

أطرافه: ۱۸۸۹، ۳۹۲۶، ۵۶۷۷، ۶۳۷۲۔

تشریح: عِيَادَةُ النِّسَاءِ الرِّجَالَ: عورتوں کا مردوں کی بیمار پرسی کرنا۔ بیماری، وفات یا دیگر ایسے مواقع پر اسلام عورتوں کو مردوں کی اور مردوں کو عورتوں کی خدمت، تیمارداری اور مدد کرنے کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ بعض صورتوں میں اس کو لازمی قرار دیتا ہے۔ اس لیے عورت ڈاکٹر مرد مریض کا اور مرد ڈاکٹر عورت مریضہ کا علاج معالجہ کرسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگوں میں شامل ہونے والی خواتین زخمیوں کا علاج معالجہ کرتیں، مقتولوں کو مدینہ لے کر آتیں اور ضرورت مندوں کی دیگر تمام ضروریات پوری کرتیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ انسانی جان کی خدمت اور حفاظت اسلام کے نزدیک نہایت اہم ہے اور اس میں مرد عورت کا فرق مانع نہیں ہوسکتا۔

وَعَادَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ رَجُلًا: امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الادب المفرد میں اس واقعہ کو سند کے ساتھ درج کیا ہے۔ حارث بن عبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُمّ درداء کو مسجد میں ایک انصاری شخص کی تیمارداری کرتے دیکھا۔[1]

---

[1] (الأدب المفرد للبخاری، باب عیادۃ النساء الرجل المریض، روایت نمبر ۵۳۰)

اُمّ درداء حضرت ابو درداءؓ کی دو بیویوں کی کنیت ہے۔ بڑی زوجہ کو اُمّ درداء کبریٰ کہتے ہیں وہ صحابیہ تھیں اور ان کا نام خَیرہ تھا۔ اُمّ درداء صغریٰ یعنی چھوٹی زوجہ کا نام ہُجَیمہ تھا اور وہ تابعیہ تھیں۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک یہاں اُمّ درداء صغریٰ مراد ہیں، کیونکہ اُمّ درداء کبریٰ کی وفات تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت میں حضرت ابو درداءؓ کی وفات سے قبل ہو چکی تھی اس لیے حارث بن عبید اُن سے نہیں ملے۔ اُمّ درداء صغریٰ عبد الملک بن مروان کے دَورِ حکومت کے آخر تک زندہ رہیں وہ ایک فقیہہ تھیں۔ ان کی وفات حضرت اُمّ درداء کبریٰ سے تقریباً پچاس سال بعد سن ۸۱ ہجری میں ہوئی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۱۴۶)

شَامَةٌ وَطَفِيلٌ: شامہ اور طفیل مکہ کے دو پہاڑ ہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک یہ دو پہاڑ ہیں جبکہ خطابی کے نزدیک یہ دو چشمے ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۱۴۶)

وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ: اس کے بخار کو یہاں سے لے جا کر جحفہ میں ڈال دے۔ جحفہ بخار کی آماجگاہ تھا وہاں کا ایک چشمہ عَيْنُ الْحُمّٰى کے نام سے معروف تھا۔ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں کہ جُحفہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ اس کا ایک نام مہیعہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ نیز لکھتے ہیں کہ مَجَنَّہ ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے اور زمانہ جاہلیت میں وہاں بازار تھا۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۱ صفحہ ۲۱۷)

بَاب ۹: عِيَادَةُ الصِّبْيَانِ

بچوں کی عیادت کرنا

۵۶۵۵: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ ابْنَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدٌ وَأُبَيٌّ نَحْسِبُ[1] أَنَّ ابْنَتِي قَدْ حُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ

۵۶۵۵: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا۔ عاصم نے مجھے خبر دی۔ عاصم نے کہا میں نے ابو عثمان (نہدی) سے سنا۔ وہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی نے آپؐ کو بلا بھیجا اور اس وقت وہ اور حضرت سعدؓ اور حضرت اُبیؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ وہ سمجھتی تھی کہ میری بیٹی کی موت کا وقت آن پہنچا ہے۔ آپؐ ہمارے پاس آئیں۔

---

[1] ایک نسخہ کے مطابق اس جگہ نَحْسِبُ کی بجائے لفظ تَحْسِبُ ہے۔ (الصحیح البخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، کتاب المرضیٰ باب عیادۃ الصبیان، جلد ۲ صفحہ ۸۴۴، حاشیہ نمبر ۱۲)

إِلَيْهَا السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى فَلْتَحْتَسِبْ وَلْتَصْبِرْ فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَرُفِعَ الصَّبِيُّ فِي حَجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ وَلَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الرُّحَمَاءَ.

آپؐ نے ان کو سلام کہلا بھیجا اور یہ کہ آپؐ فرماتے ہیں: اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا اور جو اس نے دیا اور ہر شے کی اس کے ہاں ایک میعاد مقرر ہے اس لئے وہ اس کی رضامندی کو چاہے اور صبر کرے تو انہوں نے آپؐ کو قسم دے کر بلا بھیجا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر گئے اور ہم بھی گئے اور بچہ اٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھا گیا اور اس کا سانس اٹک رہا تھا۔ یہ حال دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعدؓ نے آپؐ سے کہا: یارسول اللہ! یہ کیا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں میں سے جن کے دلوں میں چاہا ڈال دی اور اللہ اپنے بندوں میں سے انہی پر رحم کرتا ہے جو رحم دل ہوتے ہیں۔

أطرافه: ١٢٨٤، ٦٦٠٢، ٦٦٥٥، ٧٣٧٧، ٧٤٤٨۔

تشریح: عِيَادَةُ الصِّبْيَانِ: بچوں کی عیادت کرنا۔ مریض مریض ہی ہے چاہے وہ عمر کے کسی حصے میں ہو یا اس کا تعلق کسی انسانی طبقے سے ہو۔ اس کی عیادت کرنا اسلامی اخلاق میں سے ایک بڑا خلق ہے۔ اس سے جہاں مریض کو تسلی ملتی ہے وہاں اس کے عزیز و اقارب کو بھی عیادت کرنے والوں کی آمد سے حوصلہ ملتا ہے۔ اور پھر بعض رشتے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی موجودگی باعثِ تسکین ہوتی ہے اور اُن کی عدم موجودگی انسان کی تکلیف کو بڑھا دیتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اُسوہ کا یہ پہلو آپ کی زندگی میں بہت نمایاں نظر آتا ہے۔ اس کی ایک مثال زیر باب حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ جب آپ اپنے نواسے کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت بھی گئی۔ اس موقع پر آپ نے صبر کا یہ درس بھی دیا کہ صبر اس بات کا نام نہیں ہے کہ انسان کسی عزیز کی تکلیف پر بے چین نہ ہو اور اس کا یہ اضطراب آنسوؤں کی شکل میں دکھائی نہ دے۔ بلکہ جس بات سے روکا گیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ جزع فزع نہ ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ آپ کا ایک نواسہ بیمار ہوا اُس کے دیکھنے کیلئے آپ کی صاحبزادی نے

آپ کو بلایا اس کی حالت اس وقت سخت تکلیف کی تھی اور زندگی کی آخری گھڑیوں کو نہایت اضطراب اور دکھ کے ساتھ وہ طے کر رہا تھا۔ آپ نے اسے ہاتھوں میں لیا اور اس کے اضطراب کو دیکھا آنکھیں فرط محبت اور وفورِ رحمت سے پرنم ہوگئیں۔ ایک شخص جو اس حقیقت سے ناواقف تھا کہ نبی کے لئے یہی ضروری نہیں کہ ہمیں خدا کی باتیں سکھائے بلکہ اس کا یہ بھی کام ہے کہ وہ ہمارے لئے کامل نمونہ ہو انسانیت کا، مکمل نقشہ ہو بشریت کا۔ اس امر کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور بے اختیار ہو کر بولا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ہمیں صبر کا سبق دیتے ہیں اور آج خود آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا تمہارا دل شاید رحم سے خالی ہو گا مجھے تو اللہ تعالیٰ نے رحم دل بنایا ہے۔ کیا لطیف سبق ایک ہی فقرہ میں دے دیا کہ اولاد کی محبت اور ان کی تکلیف کا احساس تو انسانیت کے اعلیٰ جذبات میں سے ہے خدا کا نبی ان جذبات سے خالی کیوں کر ہو سکتا ہے وہ دوسروں کے لئے اس میں بھی نمونہ ہے جس طرح اور اعلیٰ درجہ کے اخلاق میں نمونہ ہے۔"

(رسول کریم ﷺ ایک انسان کی حیثیت میں، انوار العلوم، جلد ۱۰ صفحہ ۵۴۷)

بَاب ۱۰ : عِيَادَةُ الْأَعْرَابِ

بادیہ نشینوں کی عیادت کرنا

۵۶۵۶: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ فَقَالَ لَهُ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ

۵۶۵۶: معلی بن اسد نے ہمیں بتایا کہ عبد العزیز بن مختار نے ہم سے بیان کیا کہ خالد (حذاء) نے ہم سے بیان کیا۔ خالد نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کو گئے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کسی بیمار کے ہاں اس کی عیادت کرنے کو جاتے تو آپؐ اس سے کہتے: فکر کی بات نہیں ان شاء اللہ

شَاءَ اللّٰهُ قَالَ قُلْتَ طَهُورٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ أَوْ تَثُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ الْقُبُورَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

یہ بیماری (اس کے) پاک ہونے کا موجب ہوگی۔ اس گنوار نے کہا: آپؐ نے کہا پاک ہونے کا موجب ہوگی ہرگز نہیں یہ تو ایسا تپ ہے جو سخت جوش مار رہا ہے یا (کہا) ایک بہت بوڑھے شخص پر شدت سے حملہ کر رہا ہے کہ اس کو قبریں ہی دکھا کر چھوڑے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا پھر ایسا ہی سہی۔

أطرافه: ٣٦١٦، ٥٦٦٢، ٧٤٧٠۔

بَاب ١١: عِيَادَةُ الْمُشْرِكِ

مشرکوں کی عیادت کرنا

٥٦٥٧: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ غُلَامًا لِيَهُودَ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَالَ أَسْلِمْ فَأَسْلَمَ.

۵۶۵۷: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہودیوں کا ایک لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا اور وہ بیمار ہوگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اس کی عیادت کرنے کے لئے آئے آپؐ نے فرمایا: اسلام قبول کرلو اور وہ مسلمان ہوگیا۔

طرفه: ١٣٥٦۔

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا حُضِرَ أَبُو طَالِبٍ جَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور سعید بن مسیب نے اپنے باپ سے نقل کیا۔ جب ابوطالب فوت ہونے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے۔

تشریح: عِيَادَةُ الْمُشْرِكِ: مشرکوں کی عیادت کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں انسانیت کی ہمدردی اور درد اس قدر بھرا ہوا تھا کہ آپ انسانوں کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی بیماریوں کو

دیکھ کر بے چین ہو جاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ (الشعراء:۴) شاید تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں نہیں مومن ہوتے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں:

"جذبات واحساسات کا رشتہ نہایت نازک ہوتا ہے اور فاتح اور غالب اقوام عموماً اس معاملہ میں بہت بے اعتنائی دکھاتی ہیں کیونکہ اس کا دارومدار کسی قانون پر نہیں ہوتا بلکہ صرف اس روح پر ہوتا ہے جو قلوب میں مخفی ہوتی ہے اور جس پر کوئی مادی قانون حکومت نہیں کر سکتا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ اپنے غلبہ اور حکومت کے زمانہ میں بھی غیر مسلموں کے احساسات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ مدینہ میں ایک یہودی نوجوان بیمار ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپؐ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس کی حالت کو نازک پا کر آپؐ نے اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ وہ آپؐ کی تبلیغ سے متاثر ہوا مگر چونکہ اس کا باپ زندہ تھا اور اس وقت پاس ہی کھڑا تھا۔ وہ ایک سوالی کی ہیئت بنا کر باپ کی طرف دیکھنے لگ گیا۔ باپ نے کہا "بیٹے! (اگر تمہیں تسلی ہے تو بے شک) ابو القاسم[1] کی بات مان لو۔" لڑکے نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا "خدا کا شکر ہے کہ ایک روح آگ کے عذاب سے نجات پا گئی۔[2]"

(سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے، صفحہ ۷۴۰، ۷۴۱)

اسی طرح کا ایک واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق اور بروز کامل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی آتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک عورت اپنے بیمار بچہ کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئی اور کہنے لگی میرا بچہ عیسائی ہو گیا ہے آپ اس کا علاج کریں لیکن جو بات وہ اصرار کے ساتھ کہتی تھی وہ یہ تھی کہ آپ اس سے ایک دفعہ کلمہ پڑھوا دیں پھر بے شک یہ مر جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس لڑکے کو چونکہ

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت تھی۔

[2] بخاری ابواب الجنائز باب اذا اسلم الصبی

وہ بیمار تھا حضرت خلیفہ اوّلؓ کے پاس بھیجا تا آپ اس کی بیماری کا علاج بھی کریں اور کچھ تبلیغ بھی کریں لیکن وہ لڑکا بھی بڑا پختہ تھا، وہ کلمہ پڑھنے سے بچنے کی خاطر ایک رات بھاگ کر چلا گیا۔ رات کو ہی اس کی ماں کو بھی پتہ چل گیا وہ بھی اس کے پیچھے دَوڑ پڑی اور بٹالہ کے نزدیک سے اسے پکڑ کر پھر واپس لائی۔ آخر خدا نے اس کی سنی اس کا بیٹا ایمان لے آیا۔ بعد میں گو وہ فوت بھی جلد ہو گیا مگر اس عورت نے کہا اَب میرے دل کو ٹھنڈک پڑ گئی ہے موت سے پہلے اس نے کلمہ تو پڑھ لیا ہے۔"

(تربیتِ اولاد کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو، انوار العلوم جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۹)

بَاب ۱۲ : إِذَا عَادَ مَرِيضًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً

اگر کسی بیمار کی عیادت کو جائے اور نماز کا وقت ہو گیا ہو پھر وہ ان کو باجماعت نماز پڑھائے

۵۶۵۸: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُودُونَهُ فِي مَرَضِهِ فَصَلَّى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوا يُصَلُّونَ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ اجْلِسُوا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ إِنَّ الْإِمَامَ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِنْ صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ هَذَا الْحَدِيثُ مَنْسُوخٌ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ مَا صَلَّى صَلَّى

۵۶۵۸: محمد بن مثنیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ ہشام (بن عروہ) نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا میرے باپ نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ آپؐ کی بیماری میں آپؐ کی عیادت کرنے کے لئے آئے اور آپؐ نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی اور وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ آپؐ نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: امام تو اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو، جب وہ سر اُٹھائے تم بھی سر اُٹھاؤ، اگر وہ بیٹھے ہوئے نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

قَاعِدًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامٌ.

ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا۔ حمیدی کہتے تھے: یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز جو پڑھائی تو وہ آپؐ نے بیٹھ کر پڑھائی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔

أطرافه: ٦٨٨، ١١١٣، ١٢٣٦۔

تشریح: إِذَا عَادَ مَرِيضًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً: اگر کسی بیمار کی عیادت کو جائے اور نماز کا وقت ہو گیا ہو پھر وہ ان کو باجماعت نماز پڑھائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نماز کے متعلق فرماتا ہے: حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○ (البقرۃ: ۲۳۹) تم (تمام) نمازوں کا اور (خصوصاً) درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو۔ اور اللہ کے لیے فرماں بردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز کے متعلق اصل حکم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری و دیگر استثنائی صورتوں کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی راہنمائی فرمائی۔ اس لیے آپ نے بیماری کے دوران بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ ایک دفعہ آپ نے صحابہ کو جو آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، فرمایا کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ مگر آپ نے اپنی آخری بیماری میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ نے آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ جس سے ہمیشہ کے لیے یہ راہنمائی بھی مل گئی کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مختلف عمل ملتے ہوں تو ان میں آخری عمل قابل ترجیح ہے۔ اس واقعہ سے جہاں اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک باجماعت نماز کی کتنی بڑی اہمیت تھی کہ آپ نے بیماری میں بھی اس کا اہتمام فرمایا وہاں اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنا کتنی اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ جس کا آپ نے اپنے آخری مرض میں بھی خیال رکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنا بلکہ محض ایک رکعت نماز نصیب ہو جانا بڑی سعادت ہے کہ قرآن کریم جنگوں کے پر خطر حالات میں جبکہ دشمن سامنے صف آراء ہو آپ کی امامت میں نماز پڑھنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَ لْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ اور جب تو (خود) ان میں ہو اور تو انہیں نماز پڑھائے تو ان میں سے ایک حصہ جماعت (کو چاہیئے کہ) تیرے ساتھ کھڑے ہوں اور اپنے ہتھیار لے لیں۔ پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو وہ تمہارے پیچھے (حفاظت کے لئے) کھڑے ہو جائیں، پھر ایک اور حصہ جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی (آگے) آجائے اور تیرے ساتھ نماز پڑھے اور وہ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لئے رہیں۔ جو لوگ کافر ہیں وہ چاہتے ہیں کہ کاش تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے

سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو وہ یکدم ہی تم پر آپڑیں۔ اس صورت میں دشمن کے سامنے ایک دستہ کھڑا رہے اور ایک دستہ فوج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلیت میں آنے والے تمام برگزیدہ وجود جن میں اول نمبر پر حضرت ابو بکرؓ اور آخری دور میں امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد قیامت تک آنے والے آپ کے خلفاء ہیں جن کی اقتداء میں نصیب ہونے والی ایک نماز انسان کے بھاگ جگا سکتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر کوئی میرے پیچھے نماز ایک مرتبہ پڑھ لیوے تو وہ بخشا جاتا ہے۔ اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو لوگ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبة: ۱۱۹) کے مصداق ہو کر نماز کو آپ کے پیچھے ادا کرتے ہیں تو وہ بخشے جاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۷۸)

بَاب ۱۳: وَضْعُ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيضِ

بیمار پر ہاتھ رکھنا

۵۶۵۹: حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْجُعَيْدُ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ تَشَكَّيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوًا شَدِيدًا فَجَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي أَتْرُكُ مَالًا وَإِنِّي لَمْ أَتْرُكْ إِلَّا بِنْتًا وَاحِدَةً فَأُوصِي بِثُلُثَيْ مَالِي وَأَتْرُكُ الثُّلُثَ فَقَالَ لَا قُلْتُ فَأُوصِي بِالنِّصْفِ وَأَتْرُكُ النِّصْفَ قَالَ لَا قُلْتُ فَأُوصِي بِالثُّلُثِ وَأَتْرُكُ لَهَا

۵۶۵۹: مکی بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ جعید (بن عبدالرحمٰن) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عائشہ بنت سعد سے روایت کی کہ ان کے باپ حضرت سعد (بن ابی وقاصؓ) نے کہا کہ میں مکہ میں نہایت سخت بیمار ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میری عیادت کو آئے میں نے کہا: یا نبی اللہ! میں جائیداد چھوڑے جا رہا ہوں اور اپنی ایک ہی بیٹی کے سوا میں نے اپنا کوئی وارث نہیں چھوڑا تو کیا میں اپنی جائیداد کی دو تہائی کی وصیت کروں اور ایک تہائی رہنے دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: تو کیا آدھی جائیداد کی وصیت

الثُّلُثَيْنِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ [1] ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى وَجْهِي وَبَطْنِي ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَأَتْمِمْ لَهُ هِجْرَتَهُ فَمَا زِلْتُ أَجِدُ بَرْدَهُ عَلَى كَبِدِي فِيمَا يُخَالُ إِلَيَّ حَتَّى السَّاعَةِ.

کروں اور آدھی رہنے دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: تو پھر ایک تہائی کی وصیت کروں اور اس بچی کے لئے دو تہائی چھوڑوں؟ آپؐ نے فرمایا: ایک تہائی اور ایک تہائی بہت ہے۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا پھر اپنا ہاتھ میرے چہرے پر اور میرے پیٹ پر پھیرا اور دعا کی: اے اللہ! سعدؓ کو شفا دے اور اس کی ہجرت کو پورا فرما اور اب بھی جب مجھے خیال آتا ہے میں اپنے جگر پر آپؐ کے ہاتھ کی ٹھنڈک پاتا ہوں۔

أطرافه: ٥٦، ١٢٩٥، ٢٧٤٢، ٢٧٤٤، ٣٩٣٦، ٤٤٠٩، ٥٣٥٤، ٥٦٦٨، ٦٣٧٣، ٦٧٣٣۔

٥٦٦٠: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا فَمَسَسْتُهُ بِيَدِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ فَقُلْتُ ذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْ

۵۶۶۰: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا، کہا: جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم تیمی سے، ابراہیم نے حارث بن سوید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپؐ کو سخت بخار تھا تو میں نے آپؐ کو اپنے ہاتھ سے چھوا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپؐ کو تو نہایت سخت بخار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں مجھے اتنا بخار ہوتا ہے کہ جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے کہا: یہ اس لئے کہ آپؐ کو دہرا ثواب ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] کشمیہنی کی روایت کے مطابق اس جگہ لفظ جَبْهَتِي ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۱۵۰) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

فرمایا: کوئی بھی ایسا مسلمان نہیں جس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہو بیماری یا اس کے سوا کوئی اور تو ضرور ہی اللہ اس (کی بہتری) کے لئے اس کے گناہوں کو جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑتا ہے۔

أطرافه: ٥٦٤٧، ٥٦٤٨، ٥٦٦١، ٥٦٦٧۔

تشریح: وَضْعُ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيضِ: بیمار پر ہاتھ رکھنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو اُس کے پاس بیٹھتے اُس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے۔ آپؐ کے وجود کے فیض اور آپؐ کے ہاتھ کی برکت سے مریض کو سکون ملتا اور وہ شفایاب ہو جاتا۔

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: آج سائنس بھی اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ نہ صرف یہ کہ عیادت پر آج کل زور ہے بلکہ ماہرِ نفسیات اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ مریض پر ہاتھ رکھنا بھی علاج کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کو سائنسی اصطلاح میں Expressive touch کہا جاتا ہے۔ ایک مشہور ریسرچ نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے: "In many cases, touch is the most effective means of providing human comfort"[1]. جہاں مندرجہ بالا امور کی طرف نئی سائنسی تحقیق زور دے رہی ہے وہاں معالجین کا ایک ذی شعور طبقہ دعا کی اہمیت پر بھی زور دے رہا ہے۔ ایک سائنسی جریدہ میں Centered Prayer –God میں مریض کی صحت دعا کے ذریعہ سے ثابت کی گئی ہے۔[2] دل کی جراحی کے بعد دعا میں وہ طاقت بتائی گئی ہے کہ مریض کی Emotional health بہت جلد بحال ہو جاتی ہے۔[3] اور یہ بات بھی تحقیق سے ثابت ہوئی

(1) Stonehouse, DP: The use of touch in developing a therapeutic relationship, Expressive touch .University of Saltford, Manchester. Published Date 2017. http://usir.salford.ac-uk/46574/

(2) Karin Jors, Arndt B, Niels CH, et al: Evidence-Based Complementary and Alternative Medicine. Published online2015 Feb 26. http://dx.doi.org/10.1155/2015/927973.

Furlow, L.,&O'Quinn , J.L. (2002) Does Prayer Really Help? Journal of Christian Nursing, 19 (2), 31-34.

(3) Amy L. Ai, Steven FB, &Christopher P: The Use of Prayer by Coronary Artery Bypass Patients. The International Journal for the Psychology of Religion. Vol: 10, Issue:4, 2000 P:205-220, Published online 16 Nov 2009. https://doi.org/10.1207/S15327582IJPR.1004_01

ہے کہ درمیانی اور بڑی عمر کے دل کی جراحی کے مریض دعا کی برکت سے جلد صحت یاب ہو جاتے ہیں اور آئندہ زندگی ذہنی اور جسمانی سکون سے بسر کرتے ہیں۔[1] ایک اور اہم نکتہ مریض کے علاج کے حوالے سے یہ ہے کہ معالج مریض کو بیماری سے مایوس نہ کرے اور نہ ہی مریض اپنی بیماری سے مایوس ہو مغربی دنیا میں Medico-Legal الزامات کے خوف سے اکثر طبیب جان لیوا بیماریوں میں مریض کو مایوس کر دیتے ہیں یا پھر مریض اور لواحقین Internet وغیرہ پر پریشان کن معلومات حاصل کر کے مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں جو بعض اوقات خودکشی پر منتج ہو جاتی ہیں۔ ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا: "... تم میں سے کوئی موت کی آرزو ہرگز نہ کرے..." رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام احتیاطی تدابیر اور جُملہ اسباب بروئے کار لاتے مگر آپؐ کا اصل انحصار اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا اور یہی اصول طبیب اور مریض کو بھی اپنانا چاہیئے مریض اور طبیب کے تعلق میں ہمدردی (Empathy) اور بیمار پر ہاتھ رکھنا (Expressive touch) نہایت اہم ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام برگزیدہ وجودوں کی اس برکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایسا ہی اُنکے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے اُن کا پہنا ہوا کپڑا بھی متبرک ہو جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات کسی شخص کو چُھونا یا اُس کو ہاتھ لگانا، اُس کے امراض روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ ۱۹)

بَاب ١٤ : مَا يُقَالُ لِلْمَرِيضِ وَمَا يُجِيبُ

بیمار کو کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے

٥٦٦١ : حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ

۵۶۶۱: قبیصہ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا، کہا: سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم تیمی سے، ابراہیم نے حارث بن سوید سے، حارث نے حضرت عبداللہ

(1) Amy L. Ai. ,Ruth E. Dunkle, Christopher Peterson & Steven F. Bolling (1998) The Role of Private Prayer in Psychological Recovery Among Midlife and Aged Patients Following Cardiac Surgery. The Gerontologist,Vol 38, Pages: 591-601.

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ فَمَسَسْتُهُ وَهُوَ يُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا وَذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ.

(بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ کی بیماری میں آیا اور میں نے آپؐ کو چھوا۔ آپؐ کو تیز بخار تھا۔ میں نے کہا: آپؐ کو تو شدید بخار ہے اور یہ اس لئے کہ آپؐ کو دہرا ثواب ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں اور کوئی بھی ایسا مسلمان نہیں جس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہو مگر ضرور ہی اس سے اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

أطرافه: ٥٦٤٧، ٥٦٤٨، ٥٦٦٠، ٥٦٦٧۔

٥٦٦٢: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ يَعُودُهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللهُ فَقَالَ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ حَتَّى تُزِيرَهُ الْقُبُورَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

۵۶۶۲: اسحاق (بن شاہین واسطی) نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن عبد اللہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے خالد (حذاء) سے، خالد نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس اس کی عیادت کرنے کو گئے تو آپؐ نے فرمایا: فکر کی بات نہیں انشاء اللہ شفا ہو جائے گی۔ اس نے کہا: ہرگز نہیں بلکہ یہ تپ تو ایک بوڑھے پر ایسا جوش مار رہا ہے کہ اس کو قبریں ہی دکھا کر چھوڑے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا پھر ایسا ہی۔

أطرافه: ٣٦١٦، ٥٦٥٦، ٧٤٧٠۔

تشریح: مَا يُقَالُ لِلْمَرِيضِ وَمَا يُجِيبُ: بیمار کو کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"حضرت اُمّ عَلَاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مَیں بیمار تھی اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم عیادت کے لئے میرے ہاں تشریف لائے اور میری تسلی کے لئے فرمایا کہ اُمّ عَلَاء! بیماری کا ایک پہلو خوش کن بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مرض کی وجہ سے ایک مسلمان کی خطائیں اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح آگ سونے اور چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔[1] دیکھیں کس طرح سے مریضوں کو تسلی دیتے رہتے تھے۔ اس بات کو آپؐ اچھا نہیں سمجھتے تھے کہ بیماری کی وجہ سے بیماری کو کوسنے دیئے جائیں، بیماری کو برا بھلا کہا جائے کہ یہ کیا کم بخت بیماری آ گئی ہے، جس طرح بعضوں کو عادت ہوتی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ سائبؓ کے پاس گئے تو ان کو تکلیف میں دیکھا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اُمّ سائبؓ نے جواب دیا کہ بخار ہو گیا ہے، خدا اسے غارت کرے۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہرو، بخار کو گالیاں نہ دو کیونکہ یہ مومن کی خطائیں ویسے ہی دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی سونے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔[2] اللہ تعالیٰ سے شفا کی دعا ضرور کرنی چاہئے اور آپؐ خود بھی مریضوں کے لئے کیا کرتے تھے لیکن اس طرح کوسنے نہیں دینے چاہئیں۔ دعا اور صدقہ و خیرات سے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنی چاہئے۔ اور بیماری پر جو صبر کی تلقین تھی وہ صرف دوسروں کے لئے نہیں تھی بلکہ اگر خود بھی کبھی بیمار ہوتے تھے یا تکلیف میں ہوتے تھے تو سب سے بڑھ کر صبر دکھانے والے تھے۔"

(خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵، اپریل ۲۰۰۵، جلد ۳ صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹)

بَاب ۱۵ : عِيَادَةُ الْمَرِيضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ

بیمار کی عیادت کے لیے سوار ہو کر یا پیدل چل کر یا گدھے پر کسی کے پیچھے بیٹھ کر جانا

۵۶۶۳ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

۵۶۶۳: یحیٰ بن بکیر نے مجھ سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے،

---

[1] (ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب عیادۃ النساء)

[2] (الأدب المفرد للبخاری، باب عیادۃ المرضیٰ)

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَ حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللهِ وَفِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ قَالَ لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَقَفَ وَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجْلِسِنَا وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَّ

عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے روایت کی کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے ان کو خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھی اور پالان پر فَدک کی ایک چادر ڈالی گئی تھی اور آپؐ نے اُسامہؓ کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کو جارہے تھے۔ یہ بدر کی لڑائی سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپؐ گئے یہاں تک کہ ایک مجلس کے پاس سے گزرے کہ جس میں عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول بھی تھا اور یہ واقعہ عبداللہ (بن اُبَیّ) کے مسلمان ہونے سے پہلے کا ہے اور اس مجلس میں مسلمانوں مشرکوں، بت پرستوں اور یہودیوں میں سے ملے جلے لوگ تھے اور مجلس میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی تھے۔ جب اس مجلس کو سواری کی دھول نے ڈھانپ لیا تو عبداللہ بن اُبَیّ نے اپنی چادر سے اپنی ناک ڈھانپ لی کہنے لگا: تم ہم پر غبار نہ اڑاؤ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو السلام علیکم کہا اور ٹھہر گئے اور اُتر پڑے اور پھر ان کو اللہ کی طرف بلایا اور ان کے سامنے قرآن پڑھا۔ عبداللہ بن اُبَیّ نے یہ سن کر آپؐ سے کہا: بھلے آدمی اس سے اچھی اور کوئی بات نہیں جو تم کہتے ہو اگر یہ حق ہے تو پھر ہماری مجلس میں آکر ہمیں اس سے تکلیف نہ دیا کرو اور اپنے گھر کو لوٹ جاؤ اور ہم میں سے جو تمہارے پاس آئے اس کو یہ

الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ يُرِيدُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَلَقَدْ أَعْطَاكَ اللهُ مَا أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اجْتَمَعَ أَهْلُ هَذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُوهُ فَلَمَّا رَدَّ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذَلِكَ فَذَلِكَ الَّذِي فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ.

کہانی سنایا کرو۔ حضرت ابن رواحہؓ نے کہا: نہیں یارسول اللہ! بلکہ آپؐ ہماری مجلسوں میں آکر ہمیں یہ سنایا کریں کیونکہ ہم یہ باتیں پسند کرتے ہیں۔ اس پر مسلمان اور مشرک اور یہودی آپس میں سبّ و شتم کرنے لگے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جوش کو دباتے رہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہوگئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانور پر سوار ہوگئے اور حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس پہنچے آپؐ نے فرمایا: سعدؓ کیا تم نے نہیں سنا جو ابوحباب نے کہا؟ آپؐ کی مراد عبداللہ بن اُبَیّ سے تھی۔ حضرت سعدؓ نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ اس کو معاف کریں اور اس سے درگزر کریں اللہ نے آپؐ کو عطا کیا ہے اور کیا خوب عطا کیا ہے۔ اس بستی کے لوگوں نے اتفاق کرلیا تھا کہ اس کو تاج پہنائیں اور اس کی دستار بندی کریں۔ جب اللہ نے اس تجویز کو اس حق کی وجہ سے رد کردیا جو اس نے آپؐ کو دیا تو اس سے (غصے کے مارے) اس کا گلا گھٹ گیا۔ یہ وجہ ہے اس نے جو کیا آپؐ نے جو دیکھا۔

أطرافه: ۲۹۸۷، ٤٥٦٦، ٥٩٦٤، ٦٢٠٧، ٦٢٥٤۔

٥٦٦٤: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ

۵۶۶۴: عمرو بن عباس نے ہمیں بتایا کہ عبدالرحمٰن (بن مہدی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے محمد

جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنٍ.

سے جو منکدر کے بیٹے ہیں اُنہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میری عیادت کرنے کو آئے آپؐ نہ خچر پر سوار تھے اور نہ گھوڑے پر۔

أطرافه: ١٩٤، ٤٥٧٧، ٥٦٥١، ٥٦٧٦، ٦٧٢٣، ٦٧٤٣، ٧٣٠٩۔

تشریح: عِيَادَةُ الْمَرِيضِ...: بیمار کی عیادت کو ...جانا۔ باب ۵ سے ۱۵ تک ابواب میں مریضوں کی عیادت کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ عناوین ابواب سے ظاہر ہے۔ مثلاً جو آدمی بے ہوش ہو جائے اس کو دیکھنے جانا (باب ۵) مرگی کے مریض کی عیادت کرنا (باب ۶) عورتوں کا مردوں کی بیمار پرسی کرنا (باب ۸) بچوں کی عیادت کرنا (باب ۹) گنواروں کی عیادت کرنا (باب ۱۰) مشرکوں کی عیادت کرنا (باب ۱۱) اگر کسی بیمار کی عیادت کو جائے اور نماز کا وقت ہو گیا ہو اور پھر وہ ان کو باجماعت نماز پڑھائے (باب ۱۲) بیمار پر ہاتھ رکھنا اور اس کے لیے دعا کرنا (باب ۱۳) بیمار کو کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے (باب ۱۴) بیمار کی عیادت کو سوار ہو کر یا پیدل چل کر یا گدھے پر کسی کے پیچھے بیٹھ کر جانا (باب ۱۵)

مذکورہ ابواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف مریضوں کی عیادت کیلئے جانے کا ذکر ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ بیمار کی تکلیف کو محسوس فرماتے اور آپؐ کی ہمدردی اُن بیماروں کے لیے رحمت کا سامان بن جاتی۔ آپؐ اپنی لاتعداد مصروفیات کے باوجود بیمار کی تکلیف کے لیے خود چل کر تشریف لے جاتے، اپنے ساتھ صحابہ کو لے جاتے، مریض کی حالت کے مطابق اس کے لیے علاج تجویز فرماتے، اپنے تبرک سے اس کو برکت بخشتے، دردمندانہ دعاؤں سے اس کی تکلیف کو دور کرتے۔ بعض مریضوں کے لیے آپؐ نے مسجد نبوی میں خیمے لگوائے تاکہ ان کے علاج کی خود نگرانی فرما سکیں اور انہیں دیکھ کر ان کے لیے دعا ہوتی رہے۔ آپؐ کا یہ درد تمام انسانی طبقات کے لیے یکساں تھا۔ اپنے، غیر، مشرک، بدوی، مرد، عورتیں، بچے غرض کوئی بھی طبقہ آپؐ کے رحم سے محروم نہ تھا بلکہ آپؐ کے قلب صافی سے ان تمام تکلیف زدہ افراد کے لیے دعائیں ابر رحمت بن کر برستیں جو ان کی جسمانی، روحانی اور اخلاقی صحت کا موجب بنتیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ”جذب اور عقدِ ہمت ایک انسان کو اُس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آجاتا ہے اور ظلّ اللہ بنتا ہے۔ پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ میں کُل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپؐ مخلوق کی تکلیف دیکھ

نہیں سکتے تھے، چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (التوبۃ:۱۲۸) یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ اس پر سخت گراں ہیں اور اُسے ہر وقت اِس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۴۱)

بَاب ١٦

مَا رُخِّصَ لِلْمَرِيْضِ أَنْ يَّقُوْلَ إِنِّي وَجِعٌ أَوْ وَا رَأْسَاهْ أَوِ اشْتَدَّ بِي الْوَجَعُ

بیمار کا کہنا کہ میں بیمار ہوں یا کہنا ہائے میرا سر یا یہ کہ بیماری سے مجھے سخت تکلیف ہے

وَقَوْلُ أَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَام أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ. (الانبياء:٨٤)

اور حضرت ایوب علیہ السلام کا یہ دعا کرنا یعنی مجھے یہ دکھ لگ گیا ہے اور تو تمام رحم کرنے والوں میں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

٥٦٦٥ : حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَأَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ أَمَرَنِي بِالْفِدَاءِ.

۵۶۶۵: قبیصہ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (عبداللہ) بن ابی نجیح اور ایوب سے، انہوں نے مجاہد سے، مجاہد نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، عبدالرحمٰن نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور میں ہانڈی تلے آگ جلا رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تمہارے سر کی جوئیں تمہیں تکلیف دیتی ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں تو آپؐ نے حجام کو بلایا اور اس نے ان کا سر مونڈ ڈالا۔ پھر آپؐ نے مجھے فدیہ دینے کا حکم دیا۔

أطرافه: ١٨١٤، ١٨١٥، ١٨١٦، ١٨١٧، ١٨١٨، ٤١٥٩، ٤١٩٠، ٤١٩١، ٤٥١٧، ٥٧٠٣، ٦٧٠٨۔

٥٦٦٦: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَبُو زَكَرِيَّاءَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَا رَأْسَاهْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرَ لَكِ وَأَدْعُوَ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَا ثُكْلِيَاهْ وَاللهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَا رَأْسَاهْ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ.

طرفه: ۷۲۱۷۔

۵۶۶۶: یحییٰ بن یحییٰ ابوزکریا نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن بلال نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید (انصاری) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے قاسم بن محمد سے سنا وہ کہتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کہہ رہی تھیں: ہائے مرا سر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ایسی بات ہو جائے اور میں زندہ ہوں تو میں تمہارے لئے استغفار کروں گا اور تمہارے لئے دعا کروں گا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: ہائے میں گئی، اللہ کی قسم میں یہ گمان کرتی ہوں کہ آپؐ یہ چاہتے ہیں کہ میں مر جاؤں اگر یہ بات ہو گئی تو اسی شام آپؐ اپنی کسی بیوی کے ساتھ شادی منائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ ہائے میرا سر۔ مجھے تو یہی فکر تھی یا فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ ابو بکرؓ اور ان کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور وصیت کر دوں کہ کہیں کہنے والے نہ کہیں یا آرزو کرنے والے آرزو نہ کریں پھر میں نے سوچا۔ اللہ اس بات سے انکار کرے گا اور مؤمن نہیں مانیں گے یا (فرمایا:) اللہ نہیں مانے گا اور مؤمن اس سے انکار کریں گے۔

٥٦٦٧: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۵۶۶۷: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا کہ عبدالعزیز بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان (اعمش) نے ہم سے بیان کیا۔ سلیمان نے ابراہیم (بن یزید) تیمی سے، ابراہیم نے حارث بن سوید

قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسِسْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا قَالَ أَجَلْ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ لَكَ أَجْرَانِ قَالَ نَعَمْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

سے، حارث نے حضرت (عبداللہ) بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپؐ کو بخار تھا۔ میں نے آپؐ کو ہاتھ لگایا اور کہا: آپؐ کو سخت بخار ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں اتنا جتنا کہ تم میں سے دو آدمیوں کو بخار ہوتا ہے۔ میں نے کہا: آپؐ کو دو ثواب ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں کوئی بھی ایسا مسلمان نہیں کہ جسے کوئی تکلیف پہنچتی ہو بیماری یا اس کے سوا کوئی اور تو ضرور ہی اللہ اس کے گناہوں کو جھاڑ دے گا جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے۔

أطرافه: ٥٦٤٧، ٥٦٤٨، ٥٦٦٠، ٥٦٦١۔

٥٦٦٨: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي زَمَنَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً

٥٦٦٨: موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا کہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ زہری نے ہمیں خبر دی، انہوں نے عامر بن سعد (بن ابی وقاص) سے، عامر نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس میری اس بیماری میں عیادت کرنے کے لئے آئے کہ جس نے حجۃ الوداع کے زمانے میں مجھے سخت تکلیف دی تھی۔ میں نے کہا: میری بیماری جس حد تک پہنچ چکی ہے آپؐ دیکھ ہی رہے ہیں اور میں مالدار ہوں اور ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں۔ تو کیا میں اپنے مال کا دو تہائی صدقہ دے دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: نصف؟ آپؐ

يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَلَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ.

نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا۔ ایک تہائی؟ فرمایا۔ ایک تہائی بھی بہت ہے یہ کہ تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ جاؤ یہ بہتر ہے اس سے کہ تم ان کو محتاج چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تم جو بھی خرچ کرو گے تو ضرور تمہیں اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔

أطرافه: ٥٦، ١٢٩٥، ٢٧٤٢، ٢٧٤٤، ٣٩٣٦، ٤٤٠٩، ٥٣٥٤، ٥٦٥٩، ٦٣٧٣، ٦٧٣٣۔

بَاب ١٧: قَوْلُ الْمَرِيضِ قُومُوا عَنِّي

بیمار کا کہنا مجھ سے اُٹھ کر چلے جاؤ

٥٦٦٩: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ ح. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ

۵۶۶۹: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف صنعانی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر (بن راشد) سے روایت کی۔ نیز ہمیں عبداللہ بن محمد (مسندی) نے بتایا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں خبر دی، معمر نے زہری سے، زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، عبیداللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب ہوا اس وقت گھر میں کچھ آدمی تھے، ان میں حضرت عمر بن خطابؓ بھی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاؤ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں[1] تاکہ

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تو نہیں لکھتے تھے مگر آپؐ کے حکم سے جو لکھا جاتا تھا وہ آپؐ کا ہی کہلاتا تھا۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوا مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالِاخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تکلیف نے نڈھال کیا ہوا ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے۔ ہمارے لئے کتاب اللہ ہی کافی ہے۔ تو جو لوگ گھر میں تھے انہوں نے آپس میں اختلاف کیا اور جھگڑنے لگے۔ ان میں سے بعض کہتے تھے (قلم دوات کاغذ) قریب کرو تا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دیں کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو اور ان میں سے بعض وہ کہتے تھے جو حضرت عمرؓ نے کہا۔ جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے مقصد باتیں اور جھگڑا بہت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُٹھو چلے جاؤ۔ عبید اللہ نے کہا اور حضرت ابن عباسؓ کہا کرتے تھے: بڑی مصیبت ساری مصیبتوں کی مصیبت وہ بات تھی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اختلاف اور شور کی وجہ سے اس تحریر کے لکھنے سے روک دیا۔

أطرافه: ١١٤، ٣٠٥٣، ٣١٦٨، ٤٤٣١، ٤٤٣٢، ٧٣٦٦۔

تشریح: قَوْلُ الْمَرِيضِ قُومُوا عَنِّي: بیمار کا کہنا مجھ سے اُٹھ کر چلے جاؤ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس عیادت کرنے کے سلسلے میں شوروغل نہ کرو اور نہ مریض کے پاس زیادہ بیٹھو کیونکہ مریض کے پاس کم بیٹھنا سنت ہے۔[1] تو مریض کے کمرے میں شور شرابہ کرنا، بڑی دیر تک جمگھٹا لگا کر بیٹھ رہنا، یہ آپ ﷺ کے عمل کے خلاف تھا۔ مریض کی

[1] (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجنائز، الباب الاوّل، الفصل الثالث حدیث نمبر ۱۵۸۹)

عیادت کرنے کے بعد واپس آجانا چاہیئے۔ اور گھر کے جو افراد تیمار داری کر رہے ہیں انہیں کو وہاں رہنا چاہیئے۔ یا اگر ہسپتال میں ہیں تو ہسپتال کے انتظام کے تحت۔ بعض دفعہ عزیز رشتہ دار ہسپتالوں میں بھی اتنا رش کر دیتے ہیں کہ ساتھ کے دوسرے مریض بھی ان کے بچوں اور ان کے اپنے شور سے ڈسٹرب ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ایسی صورت میں بعض دفعہ ہسپتال کی انتظامیہ کو سختی بھی کرنی پڑتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں بہت زیادہ رَش کرنے کی عموماً عادت ہے۔ بعض اوقات مریض کے پاس زیادہ رش کرنے کی وجہ سے لوگوں کی سانسوں کی وجہ سے، مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں، فضا بھی اتنی صاف نہیں رہتی جس سے مریض کی تکلیف بڑھنے کا بھی امکان ہوتا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھیں ہمارے سامنے پہلے ہی یہ اسوہ رکھ دیا کہ مریض کی عیادت کرو، اس کو تسلی دو، اس کے لئے دعا کرو اور واپس آ جاؤ۔ وہاں بیٹھ کے مجلسیں نہ جماؤ۔ اسی طرح ان کے علاوہ مریض کے گھر والوں کو بھی جو تیمار داری کر رہے ہیں زیادہ رَش نہیں کرنا چاہیئے۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵، اپریل ۲۰۰۵، جلد ۳ صفحہ ۲۴۳، ۲۴۴)

هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ: لاؤ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں تا کہ تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

"شیعہ کہتے ہیں کہ یہ وصیت حضرت علیؓ کے حق خلافت سے متعلق مقصود بالذات تھی جو حضرت عمرؓ نے یہ کہہ کر کہ کیا کتاب اللہ ہمارے لئے کافی نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھنے نہیں دی۔ یہ امر واقعہ ہے جو اسی روایت میں مذکور ہے کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی بات پر حاضرین میں جھگڑا تھا جس سے ایک شور اُٹھا۔ کیا یہ احتمال نہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے محبوب آقا کی تکلیف کا احساس کر کے ایسا کیا۔ جب یہ بھی احتمال ہے جو اَغلب ہے تو محض ایک فرضی خیال سے کسی مثبت بات کے بارے میں قیاس یقین کا درجہ نہیں رکھتا اور اس قیاس پر اصرار دوسری غلطی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ واقعات کی بناء پر حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو ایک موقع پر ان کے بعض

خدشات کا جواب دے چکے ہیں جو انہیں اپنے کسی موروثی حق کے بارے میں پیدا ہوئے تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب فرض الخمس روایت نمبر ۳۰۹۴۔ وصیت کے خیال کا ردّ روایت نمبر ۴۴۵۹، ۴۴۶۰ سے ہوتا ہے۔ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ آخری سانس لیا۔ یہ روایت خلاف ہے اُس روایت کے جو حاکم اور ابن سعد نے نقل کی ہے کہ آپؐ حضرت علیؓ کی گود میں فوت ہوئے۔ ابن حجر کی تحقیق میں وہ روایت مختلف سندوں سے نقل کی گئی ہے اور ہر سند میں کوئی نہ کوئی شیعہ راوی ہے اور قابل التفات نہیں۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۱۷۴، ۱۷۵)"

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح جلد نہم صفحہ ۳۴۹)

بَاب ۱۸ : مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ الْمَرِيضِ لِيُدْعَى لَهُ

جو بیمار بچے کو اس غرض کے لئے لے جائے کہ اس کے لئے دعا کی جائے

۵۶۷۰ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ – هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ – عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ يَقُولُ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

أطرافه: ۱۹۰، ۳۵۴۰، ۳۵۴۱، ۶۳۵۲۔

۵۶۷۰: ابراہیم بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم نے جو کہ اسماعیل کے بیٹے تھے ہمیں بتایا۔ انہوں نے جعید سے، جعید نے کہا میں نے حضرت سائب (بن یزیدؓ صحابی) سے سنا وہ کہتے تھے: میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور کہنے لگیں: یارسول اللہ! میرا بھانجا بیمار ہے۔ تو آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی۔ پھر آپؐ نے وضو کیا اور میں نے آپؐ کے وضو سے بچا ہوا پانی پیا اور آپؐ کی پیٹھ کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور میں نے آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر کو دیکھا جو چکور کے انڈے کی طرح تھی۔

بَاب ۱۹ : تَمَنِّي الْمَرِيضِ الْمَوْتَ

بیمار کا موت کی آرزو کرنا

۵۶۷۱: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي.

اطرافہ: ۶۳۵۱، ۷۲۳۳۔

۵۶۷۱: آدم (بن ابی ایاس) نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ثابت بنانی نے ہمیں بتایا۔ ثابت نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی کسی تکلیف کی وجہ سے جو اسے پہنچی ہے موت کی آرزو نہ کرے اور اگر وہ ایسا کرنے کے لیے لاچار ہے تو یوں دعا کرے: اے اللہ مجھے زندہ رکھیو جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور مجھے وفات دیدے اگر وفات میرے لئے بہتر ہو۔

۵۶۷۲: حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ دَخَلْنَا عَلَى خَبَّابٍ نَعُودُهُ وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِينَ سَلَفُوا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا وَإِنَّا أَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرَى وَهُوَ يَبْنِي حَائِطًا لَهُ فَقَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ

۵۶۷۲: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہا شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے، اسماعیل نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی۔ (اُنہوں نے کہا:) ہم حضرت خبابؓ (بن ارت صحابی) کے پاس ان کی بیمار پرسی کے لئے گئے اور انہوں نے سات داغ لگوائے ہوئے تھے وہ کہنے لگے: ہمارے ساتھی جو پہلے تھے وہ چلے گئے اور اس دنیا نے ان کے ثواب کو کم نہیں کیا اور ہم نے اتنی (دولت) پائی ہے کہ اس کے رکھنے کے لئے مٹی کے سوا اور کوئی جگہ نہیں پاتے اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں

لَيُؤْجَرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهُ إِلَّا فِي شَيْءٍ يَجْعَلُهُ فِي هَذَا التُّرَابِ.

ضرور اس کی دعا کرتا۔ پھر ایک اور دفعہ ہم ان کے پاس آئے اور وہ اپنی ایک دیوار بنا رہے تھے تو کہنے لگے: مسلمان جو بھی خرچ کرتا ہے اُس کا اجر ضرور اُس کو دیا جاتا ہے سوائے اس کے جسے وہ اس مٹی میں رکھ دیتا ہے۔

أطرافه: ٦٣٤٩، ٦٣٥٠، ٦٤٣٠، ٦٤٣١، ٧٢٣٤۔

٥٦٧٣: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لَا وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ.

۵۶۷۳: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زُہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ابوعبید جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے آزاد کردہ غلام تھے، نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: کسی کو اس کا عمل جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! آپ کو بھی نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ مجھے اپنے فضل اور رحمت میں ڈھانپ لے۔ اس لئے جو عمل کرو تو نہایت سنوار کر کرو اور (اسے) قربِ الٰہی کیلئے بجالاؤ اور تم میں سے کوئی موت کی آرزو ہرگز نہ کرے اگر وہ نیک ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ نیکی میں اور ترقی کرے اور اگر بد ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو دور کرے۔

أطرافه: ٣٩، ٦٤٦٣، ٧٢٣٥۔

٥٦٧٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ

۵۶۷۴: عبداللہ بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہا ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام

عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَيَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى.

(بن عروہ) سے، ہشام نے عباد بن عبد اللہ بن زبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں: میں نے نبی ﷺ سے سنا اور آپؐ میرا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپؐ فرماتے تھے: اے اللہ! مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیقِ اعلیٰ سے ملا دے۔

طرفہ: ٤٤٤٠۔

بَاب ٢٠: دُعَاءُ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ

عیادت کرنے والے کا بیمار کے لئے دعا کرنا

وَقَالَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهَا اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، قَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور عائشہ بنت سعد نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی: اے اللہ! سعدؓ کو شفا دے۔

٥٦٧٥: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا أَوْ أُتِيَ بِهِ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَأَبِي الضُّحَى إِذَا أُتِيَ الْمَرِيضُ.

۵۶۷۵: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابراہیم سے، ابراہیم نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کسی بیمار کے پاس آتے یا آپؐ کے پاس کوئی بیمار لایا جاتا تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام یہ دعا کرتے: لوگوں کے ربّ! اس تکلیف کو دور کر، شفا دے اور تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا دے کہ جو بیماری کا کچھ (بھی اثر باقی) نہ چھوڑے۔ اور عمرو بن ابی قیس اور ابراہیم بن طہمان نے منصور سے، منصور

وَقَالَ جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى وَحْدَهُ وَقَالَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا.

نے ابراہیم (نخعی) اور ابوالضحیٰ سے یوں نقل کیا کہ جب آپؐ کے پاس بیمار لایا جاتا۔ اور جریر نے منصور سے، منصور نے ابوالضحیٰ سے اکیلے یوں نقل کیا اور کہا کہ جب آپؐ کسی بیمار کے پاس آتے۔

أطرافه: ۵۷۴۳، ۵۷۴۴، ۵۷۵۰۔

تشریح: دُعَاءُ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ: عیادت کرنے والے کا بیمار کے لئے دعا کرنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے آپؐ کے صحابہؓ بھی بیماریوں میں دعاؤں پر زور دیا کرتے تھے اور یہی طریق آگے پھیلاتے تھے۔ عبدالعزیز روایت کرتے ہیں کہ مَیں اور ثابت، انس بن مالک رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ ثابت نے کہا اے ابوحمزہ! میں بیمار ہو گیا ہوں۔ اس پر انسؓ نے کہا کیا میں آپ پر وہ دم نہ کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کو کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ پھر حضرت انسؓ نے ان الفاظ میں دم کیا۔ "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَأْسِ، اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ، شِفَآءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا"[1] کہ اے اللہ! جو لوگوں کا ربّ ہے، تکلیف کو دور کرنے والا ہے۔ شفا عطا کر دے کیونکہ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ اس کو ایسی شفا عطا کر کہ بیماری کا کچھ بھی اثر باقی نہ رہے۔ تو مریض کو خود بھی اپنی بیماری کے لئے دعا کرنی چاہئے بجائے اس کے کہ اپنی بیماری کو کوسنے دے۔ اور دوسرے بھی جو عیادت کے لئے جائیں ان کو اس کے لئے دعا کرنی چاہئے اور اسی طرح دعا کے ساتھ صدقات کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں بڑی توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے آپ نے فرمایا کہ اپنے مریضوں کا علاج صدقات کے ساتھ کرو۔ یہ تم سے بیماریوں اور آنے والے ابتلاؤں کو دور رکھتا ہے۔[2] تو ایک تو بیماری کی صورت میں صدقات کا حکم ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا علاج ہے۔ پھر بیماریوں اور بلاؤں سے بچنے کے لئے

---

[1] (الصحیح البخاری، کتاب الطب، باب رقیۃ النبی ﷺ)

[2] (کنز العمال، کتاب الطب، حدیث نمبر ۲۸۱۸۲)

بھی اس طرف توجہ دلائی کہ صدقات دیتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اگر چھوٹے موٹے ابتلاء آتے بھی ہیں تو ان دعاؤں اور صدقات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے بد نتائج سے محفوظ رکھتا ہے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵، اپریل ۲۰۰۵، جلد ۳ صفحہ ۲۴۰، ۲۴۱)

بَاب ۲۱: وُضُوءُ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ

عیادت کرنے والے کا بیمار کے لئے وضو کرنا

٥٦٧٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيضٌ فَتَوَضَّأَ فَصَبَّ عَلَيَّ أَوْ قَالَ صُبُّوا عَلَيْهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَا يَرِثُنِي إِلَّا كَلَالَةٌ فَكَيْفَ الْمِيرَاثُ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ.

۵۶۷۶: محمد بن بشار نے ہمیں بتایا کہ غندر (محمد بن جعفر) نے مجھ سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے محمد بن منکدر سے روایت کی۔ محمد نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے کہا: میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور میں بیمار تھا آپؐ نے وضو کیا اور مجھ پر پانی ڈالا یا فرمایا: اس پر پانی ڈالو تو مجھے ہوش آ گیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ میں کلالہ ہی ہوں میراث کیسے تقسیم ہو؟ پھر وہ آیت نازل ہوئی جس میں ہر ایک کے حصے مقرر ہوئے۔

أطرافه: ١٩٤، ٤٥٧٧، ٥٦٥١، ٥٦٦٤، ٦٧٢٣، ٦٧٤٣، ٧٣٠٩۔

بَاب ۲۲: مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمَّى

جس نے وبا اور بخار کے ہٹائے جانے کی دعا کی

٥٦٧٧: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا

۵۶۷۷: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے

قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ میں) آئے، حضرت ابوبکرؓ اور بلالؓ کو بخار ہونے لگا۔ بیان فرماتی ہیں میں ان دونوں کے پاس گئی میں نے کہا: ابا آپ اپنے تئیں کیسے پاتے ہیں؟ اور بلالؓ تم اپنے آپ کو کیسے پاتے ہو؟ بیان فرماتی ہیں جب حضرت ابو بکرؓ کو بخار ہوتا تو یوں پڑھتے:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

ہر آدمی جو اپنے کنبے میں صبح اٹھتا ہے تو اسے سلامتی کی دعائیں دی جاتی ہیں حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی نزدیک ہوتی ہے۔

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ فَيَقُولُ:

اور بلالؓ کی عادت تھی کہ جب ان کا بخار اُترتا تو وہ بڑے جوش سے یہ شعر پڑھتے:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

اے کاش کہ مجھے پتہ ہو کہ آیا وادی (مکہ) میں رات گزاروں گا جبکہ میرے ارد گرد اذخر اور جلیل گھاس ہوں گے اور آیا میں کسی دن مجنہ کے پانی پر بھی پہنچوں گا اور کیا شامہ اور طفیل پہاڑ مجھے کبھی دکھائی دیں گے۔

قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا

عروہ نے کہا۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی تھیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ سے ان کا حال بیان کیا۔ آپؐ نے یہ دعا کی: اے اللہ! ہمیں مدینہ بھی ایسا ہی پیارا بنادے جیسا کہ ہم مکہ سے پیار رکھتے ہیں یا اس سے بھی بڑھ کر اور اسے صحت افزا بنادے اور ہمارے لئے

فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ. اس کے صاع اور اس کے مد میں برکت عطا کر دے اور اس کے بخار کو یہاں سے لے جا کر جحفہ میں ڈال دو۔

أطرافه: ۱۸۸۹، ۳۹۲۶، ٥٦٥٤، ٦٣٧٢۔

تشریح: مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمّٰی: جس نے وبا اور بخار کے ہٹائے جانے کی دعا کی۔ بیماریوں اور وباؤں کا آنا بعض خاص موسموں، ہواؤں کی تبدیلیوں، فضائی آلودگیوں اور بعض زمینی تغیرات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ نیز بعض علاقوں کا مخصوص موسم اور فضا بعض بیماریوں کے جراثیم کی افزائش کا موجب بنتی ہے۔ دنیا میں بالعموم اس کا سدباب احتیاطی تدبیروں سپرے و دیگر مختلف ذرائع سے کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام احتیاطی تدابیر اور جملہ اسباب بروئے کار لاتے۔ مگر آپؐ کا اصل انحصار اور بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا جو مسبب الاسباب ہے۔ اس لیے آپؐ نے بارہا خدا کے حضور دعاؤں کے ذریعہ بیماروں کو شفا دی، وباؤں اور موسموں کی تکالیف سے انسان کو بچانے کی کامیاب کوشش فرمائی اس کا ایک نمونہ زیر باب حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ مدینہ کی بخار پیدا کرنے والی فضا آپؐ کی دعا سے صحت افزا ہو گئی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

"مدینہ کے باشندے قدیم زمانہ سے عموماً زراعت پیشہ رہے ہیں۔ مدینہ میں گرمی شدت کی پڑتی ہے اور سرما میں سردی بھی بہت تیز ہوتی ہے اور جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس میں مدینہ میں ملیریا وغیرہ کی وبا بھی بہت پڑتی تھی اور لوگ بخار سے سخت تکلیف اُٹھاتے تھے۔ چنانچہ جب شروع شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تو بوجہ آب وہوا کی تبدیلی کے انہوں نے بہت تکلیف اُٹھائی اور بہت سے مسلمان بخار میں مبتلا ہو گئے اور ان کی صحتوں کو بہت نقصان پہنچا۔ چنانچہ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا مروی ہے جو آپؐ نے مسلمانوں کی اس تکلیف کو دیکھ کر خدا کے حضور کی اور جس کے نتیجہ میں خدا نے مسلمانوں کو اس تکلیف سے نجات دی اور مدینہ کی فضا ایک بڑی حد تک وبائی جراثیم سے پاک ہو گئی۔"

(سیرت خاتم النبیین ﷺ، مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے، صفحہ ۲۹۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مدینہ میں ملیریا کی وبا بہت عام تھی کیونکہ وہ پانی والا علاقہ تھا اور کثرت سے بڑے

مضر مچھر وہاں پیدا ہوتے تھے اور مکہ چونکہ خشک علاقہ تھا وہاں کوئی مچھر نہیں تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس وقت یہ دعا کی کہ اے اللہ اس کی آب وہوا کو صحت مند بنا دے اور ہمارے لیے اس کے مُد اور صاع کے پیمانوں میں برکت رکھ دے۔ اور اس کے بخار کو یہاں سے جحفہ کی طرف منتقل فرما دے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ جون ۲۰۰۰ء، الفضل انٹرنیشنل ۱۴ جولائی ۲۰۰۰ صفحہ ۶)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مدینہ کو جو برکت دی گئی اس کی ایک ظاہری صورت بھی تھی۔ اس کی حقیقت حضرت عائشہؓ کی ایک روایت سے ظاہر ہوتی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ مدینہ میں آپؐ کی آمد سے پہلے بخار کی وباء سخت پھیلا کرتی تھی جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو آپ کی دعا کے طفیل سے وہ وباء دور ہو گئی۔ اسی وباء کی وجہ سے پہلے مدینہ کا نام یثرب تھا کیونکہ یثرب کے معنے رونا پیٹنا ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ کی دعا کی وجہ سے وہ وباء دور ہو گئی اور آئندہ یثرب کی بجائے آپ نے اس کا نام مدینہ رکھا۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ بنی اسرائیل، زیر آیت سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ... جلد ۴ صفحہ ۲۹۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۷۶- كِتَابُ الطِّبِّ

کتاب الطب اٹھاون ابواب اور ایک سو پانچ احادیث پر مشتمل ہے۔ طب کا لفظ اضداد میں سے ہے یعنی علاج اور بیماری دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۰، صفحہ ۱۶۶) طب کا لفظ سحر یعنی جادو کے لیے بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اہل عرب کا خیال تھا کہ انسان کی بیماری کا سبب سحر یا جادو ہوتا ہے۔ اس لیے طب کو جادو کے معنوں میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ بخاری میں ہے: مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ، يَعْنِي مَسْحُورًا (کتاب الادب، روایت نمبر ۶۰۶۳)

علامہ بدرالدین عینیؒ لکھتے ہیں: اَلطِّبُّ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهٖ اَحْوَالُ بَدَنِ الْاِنْسَانِ مِنْ جِهَةِ مَا يُصِحُّ وَيَزُوْلُ عَنْهُ الصِّحَّةُ وَاَمَّا الطِّبُّ الَّذِيْ كَانَ سَيِّدُنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُشِيْرُ اِلَيْهِ وَيُنْقَسِمُ اِلٰى مَا عَرَفَهُ مِنْ طَرِيْقِ الْوَحْيِ وَاِلٰى مَا عَرَفَهُ مِنْ عَادَاتِ الْعَرَبِ وَاِلٰى مَا يُرَادُ بِهِ التَّبَرُّكُ كَالْاِسْتِشْفَاءِ بِالْقُرْآنِ (عمدۃ القاری جزء ۲۱ صفحہ ۲۲۹) طب وہ علم ہے جس میں صحت اور عدم صحت کے نقطہ نظر سے انسانی جسم کے احوال معلوم کیے جاتے ہیں۔ وہ طب جس کی طرف ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔ اول: جس کی آپ کو وحی الٰہی سے معرفت ہوئی، دوم: جس کی آپ کو عرب کی عادات سے معرفت ہوئی۔ سوم: جو بطور تبرک آپ سے ثابت ہے جیسے قرآن مجید سے شفا حاصل کرنا۔

کہا جاتا ہے: اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْيَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ۔ (الموضوعات الکبریٰ لملا علی القاری، حرف العین) علم دو ہی ہیں۔ دین کا علم اور طب کا علم۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

تحصیلِ دین کے بعد طبابت کا پیشہ بہت عمدہ ہے۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۳۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی پا کر دنیا کو یہ نوید مسرت دی کہ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ) یعنی ہر مرض کا علاج ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا تھا کہ ہر ایک بیماری کا علاج موجود ہے، بالکل سچ تھا اور ایک ایسا نکتۂ حکمت تھا جسے اُس زمانہ کے حالات کا نتیجہ نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ اس زبردست ہستی کی طرف سے القا کیا گیا تھا جو نیچر کی پیدا کرنے والی اور اس کی طاقتوں سے واقف ہو۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی کہ ہر مرض کا علاج موجود ہے، صرف اسی رنگ میں تائید نہیں ہوئی کہ بعض امراض جو پہلے لاعِلاج یا بمشکل علاج پذیر سمجھی جاتی تھیں، ان کیلئے اب مفید اور سہل علاج دریافت ہو گئے ہیں بلکہ اس طرح بھی کہ کئی طریقِ علاج نئے دریافت ہوئے ہیں جن سے علاوہ لاعِلاج امراض کے علاج معلوم ہونے کے دوسری امراض کے علاج میں بھی سہولت پیدا ہو گئی ہے اور یا تو صحت کا حاصل ہونا پہلے سے آسان ہو گیا ہے یا دواؤں کی قیمت اور خرچ میں کفایت ہو گئی ہے۔ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلمۂ حکمت بیان فرمایا، اُس وقت علمِ طب کی صرف دو شاخیں تھیں یعنی یونانی اور ویدک۔ باقی سب علاج انہی کی شاخیں تھیں یا ایسے طریقِ علاج تھے جو سائنس یا علم کہلانے کے مستحق نہ تھے لیکن اس کے بعد یورپ کی توجہ علم کی طرف پھرنے سے یونانی طریقِ علاج میں سے نشو و نما پا کر ایلوپیتھک طریقِ علاج نکل آیا۔ اس کے بعد ہومیوپیتھک طریقِ علاج یعنی علاج بِالمثل کی دریافت نے طبی دنیا میں ایک تغیر عظیم پیدا کر دیا اور یہ معلوم کر کے انسان کو سخت حیرت ہوئی کہ اس کی شفایابی کیلئے اللہ تعالیٰ نے نہایت حکمت سے ان ہی ادویہ میں قوتِ شفا بھی رکھی ہوئی ہے، جن سے اس قسم کی مرض پیدا ہوتی ہے۔ گویا بیماری کے ساتھ ہی اس کا علاج بھی رکھا ہے جو چیز جس قسم کی بیماری بڑی مقدار میں پیدا کرتی ہے اس کی تھوڑی مقدار جو زہر یا بد اثر ڈالنے کی حد سے نکل جائے، اسی قسم کی بیماری کے رفع کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ اس طریقِ علاج سے بہت سے امراض جو پہلے لاعلاج سمجھے جاتے تھے، قابلِ علاج ثابت ہو گئے اور طبعی علوم میں بہت ترقی ہوئی۔ اسی طرح علاج بِالماء یعنی ہیڈرو پیتھی (hydropathy) کے معلوم ہونے سے صرف غسل اور گیلے کپڑوں کی مالش سے بہت سی امراض کا علاج ہونے لگا اور بہت سے کُہنہ امراض کے دفع کرنے میں اس علاج سے مدد ملی۔ ٹولو ٹشور میڈیز (Twelve Tissue Remedies) یعنی بارہ نمکوں کے علاج کی ایجاد نے علاج کو ایسا آسان کر دیا کہ اب ہر ایک شخص کی مقدرت میں ہو گیا کہ وہ طبیب

کے نہ ملنے کی صورت میں آسانی سے بغیر کسی خاص علم کے محض کتاب دیکھ کر معمولی اور روز مرہ کی شکایات کا علاج کر سکے اور صرف ان بارہ معدنی اجزاء کے ذریعہ جن سے انسانی جسم بنا ہے، تمام بیماریوں کا علاج ممکن ہو گیا۔ الیکٹرو ہومیو پیتھی کے طریقِ علاج نے طب کے دائرہ عمل کو اور بھی وسیع کر دیا ہے اور بنی نوع انسان کیلئے شفایابی کے دروازے کھول دیئے۔

سائکو اینی لیسز (Psychoanalysis) کے طریقِ علاج نے بہت ایسی امراض کے علاج کا دروازہ کھول دیا ہے جو فکر و خیال کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور جن کا علاج صرف دواؤں سے ہونا ناممکن تھا۔

علاج بالتوجہ اور توجۂ ذاتی نے شِفا کو انسان کے ایسا قریب کر دیا کہ گویا شِفا حاصل کرنے کیلئے ارادہ کی دیر ہوتی ہے۔ ارادہ کیا اور بہت سی شِفا ہوئی۔ ویکسین اور سیرم (Cerum) کی ایجاد نے علمِ طب میں ایک ایسا مفید اضافہ کیا ہے کہ اس کی قیمت کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔ درحقیقت اس طریقِ علاج سے ہزاروں لاکھوں مریضوں کو ہر سال ایسے رنگ میں آرام ہوتا ہے کہ اس پر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور سگ گزیدہ اور خناق اور کزاز وغیرہا کے علاج اور انفلوئنزا (Influenza) اور محرقہ وغیرہا کے حفظِ ماتقدم میں اس سے اس قدر مدد ملی ہے کہ اس پر جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کیا جائے کم ہے۔ بلحاظ زمانہ کے سب سے آخر میں لیکن بلحاظ اثر کے اعلیٰ درجہ کے طریقہ ہائے علاج میں سے آٹوہیمک (Autohemic) طریقِ علاج کی ایجاد ہے۔ جسے امریکہ میں ۱۹۱۰ء میں ڈاکٹر راجرز نے ایجاد کیا ہے۔ اس طریقِ علاج کے ذریعہ خود بیمار کا خون چند قطرے لے کر اور خاص طور پر تیار کر کے مریض کے جسم میں پچکاری کے ذریعہ داخل کر کے تمام مزمن امراض کا علاج کیا جاتا ہے اور ان چند سال کے عرصہ میں ہی اس میں اس قدر کامیابی ہوئی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ ان مختلف طریقہ ہائے علاج کی دریافت کے علاوہ اور بہت سی ایسی دریافتیں ہوئی ہیں جن سے علاج یا تشخیص کہ جو علاجِ صحیح کے لئے ضروری ہے، بہت سہل ہو گئی ہے۔ مثلاً خوردبین

کی ایجاد ہے، اس کے ذریعہ سے ہی معلوم ہوا ہے کہ بہت سی بیماریاں نہایت باریک کیڑوں سے پیدا ہوتی ہیں اور جس وقت بیماری کی تشخیص مشکل ہو اس کے ذریعہ سے معلوم کر لیا جاتا ہے کہ کس مرض کے کیڑے انسان کے جسم میں پائے جاتے ہیں۔ یا مثلاً خون کا امتحان ہے اس کے ذریعہ سے بھی تشخیص میں بہت سی مدد ملتی ہے یا پیشاب کے پرکھنے کے بہت سے طریق ہیں کہ جن کے ذریعہ بہت سی امراض کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ امریکہ کا ایک ڈاکٹر سان فرانسسکو میں ایک ایسا آلہ ایجاد کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے اور اس میں بہت حد تک کامیابی بھی ہو گئی ہے کہ جس سے مختلف مخفی امراض صرف اس آلہ کو مریض کے جسم سے لگانے سے معلوم ہو جایا کریں گی اور ان کے درجے بھی پتہ لگ جایا کریں گے۔ غرض بہت سے طریقِ تشخیص ایسے ایجاد ہوئے ہیں کہ ان سے بیماریوں کا یقینی طور پر معلوم کرنا آسان ہو گیا ہے اور اس وجہ سے امراض کا علاج بھی بہت سہل ہو گیا ہے۔" (دنیا میں سچا مذہب صرف اسلام ہی ہے، انوار العلوم جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱)

بَاب ۱ : مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً

اللہ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کی شفا بھی اُتاری ہے

۵۶۷۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً.

۵۶۷۸: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو احمد (محمد بن عبد اللہ) زبیری نے ہمیں بتایا۔ کہ عمر بن سعید بن ابی حسین نے ہمیں بتایا، انہوں نے کہا ہم سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا۔ عطاء نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: اللہ نے کوئی بھی بیماری نہیں اتاری مگر ضرور اس کا علاج بھی اُتارا ہے۔

تشریح: مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً: اللہ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کی شفا بھی اتاری ہے۔ ان الفاظ میں بیماری کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر عمل کا نتیجہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی بلکہ ہر بیماری انسان کی بے اعتدالیوں، موسموں کی تبدیلیوں یا دیگر حوادث کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے فرمایا: وَ إِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○ (الشعراء: ۸۱) اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی ہے جو مجھے شفا دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً بیان فرما کر کہ ہر بیماری کا علاج اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تحقیق کا میدان ہمیشہ کے لیے کھول دیا ہے اور انسان کو امید اور جستجو کی ایسی منزل دکھا دی ہے کہ وہ پورے یقین کے ساتھ ہر بیماری کے علاج کی تحقیق کر کے اس کا علاج معلوم کر سکتا ہے مگر چونکہ انسان کا نہ علم کامل ہے نہ اس کی تحقیقات ہر اَمر کا احاطہ کر سکتی ہیں اس لیے بہت سارے لوگ صحیح اور بروقت علاج نہ ہونے کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ تاہم اس سے یہ مفہوم مخالف بھی مراد نہیں لیا جا سکتا کہ اگر تحقیق اور تشخیص کامل ہو جائے تو موت دنیا سے ختم ہو جائے جیسا کہ بعض لوگوں کا وہم ہے۔ چونکہ انسان نہ عالم الغیب ہے نہ اسے خدا کی تقدیر پر دسترس ہے اس لیے لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ کا مژدۂ جاں فزا اُسے زندگی بچانے کی آخری لمحے تک کوشش اور جدوجہد پر آمادہ تو رکھتا ہے اور خضرِ راہ بن کر اس کے آگے آگے شمع امید جلائے چلتا رہتا ہے۔ لیکن یہ امید اور تمنا خدا کی تقدیر پر غالب نہیں آسکتی جیسا کہ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایک اور پہلو پر روشنی ڈالی فرمایا: لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ[1] کہ بیشک ہر بیماری کی دوا اور علاج ہے۔ جب بیماری کی تشخیص کے مطابق دوا بھی دے دی جائے تب بھی شفا اذنِ الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ یعنی آخر خدا کی تقدیر ہی غالب آئے گی۔ اگر وہ دوائی کو اذن دے گا تو شفا ہو گی۔ اور اگر خدا کی تقدیر دوسرے رنگ میں ظاہر ہو گی تو اسی کے مطابق نتیجہ نکلے گا اور تقدیرِ الٰہی اس اصل الاصول کے مطابق ظاہر ہو گی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْإِكْرَامِ ○ (الرحمٰن: ۲۷، ۲۸) اس (یعنی زمین) پر جو کوئی بھی ہے آخر ہلاک ہونے والا ہے۔ اور صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف تیرے جلال اور عزت والے خدا کی توجّہ ہو۔ (ترجمہ تفسیرِ صغیر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”ہر مرض کا علاج خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے یہ تعلیم آپ نے اس وقت دی تھی جب کہ طب میں ہزاروں بیماریوں کے متعلق کہا جاتا تھا کہ ان کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اور آج بھی جب کہ طب اتنی ترقی کر گئی ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ کئی بیماریوں کا کوئی علاج نہیں۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ملک میں پیدا ہو کر جہاں کوئی طبیب نہ تھا۔ فرماتے ہیں کہ کوئی بیماری ایسی نہیں جس کی دوا نہ ہو۔ تجسس کرو

[1] (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ)

علاج پالو گے۔ آپ کے اس حکم کے ماتحت مسلمانوں نے علم طب کی طرف توجہ کی اور بیسیوں بیماریوں کا علاج معلوم کر لیا۔ اور اب یورپ کے اطباء اس تعلیم کی صداقت کو ثابت کر رہے ہیں کہ مختلف لاعلاج سمجھی جانے والی بیماریوں کا علاج تلاش کر رہے ہیں اور کئی بیماریوں کا علاج دریافت کر چکے ہیں۔ یہ تعلیم صرف امراض ہی کے متعلق نہیں بلکہ دوسری ضروریات کے متعلق بھی ہے اور اس اصل پر عمل کرنے والے ہمیشہ کامیابی کا منہ دیکھتے رہیں گے۔"

(دنیا کا محسن، انوار العلوم، جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۳، ۲۸۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میرا مذہب یہ ہے کہ کوئی بیماری لاعلاج نہیں۔ ہر ایک بیماری کا علاج ہو سکتا ہے جس مرض کو طبیب لاعلاج کہتا ہے اس سے اس کی مراد یہ ہے کہ طبیب اس کے علاج سے آگاہ نہیں ہے۔ ہمارے تجربہ میں یہ بات آچکی ہے کہ بہت سی بیماریوں کو اطباء اور ڈاکٹروں نے لاعلاج بیان کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے شفا پانے کے واسطے بیمار کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکال دی بعض بیمار بالکل مایوس ہو جاتے ہیں۔ یہ غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے اس کے ہاتھ میں سب شفاء ہے۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۵۹)

بَاب ۲ : هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ وَالْمَرْأَةُ الرَّجُلَ

کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج معالجہ کرے

۵۶۷۹ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدٍ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ رُبَيِّعَ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلَى وَالْجَرْحَى إِلَى الْمَدِينَةِ.

أطرافُه: ۲۸۸۲، ۲۸۸۳۔

۵۶۷۹: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن مفضل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد بن ذکوان سے، خالد نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ سے روایت کی وہ کہتی تھیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں جایا کرتی تھیں لوگوں کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں اور مقتولوں اور زخمیوں کو مدینہ واپس لے جاتیں۔

تشریح: هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ وَالْمَرْأَةُ الرَّجُلَ: کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج معالجہ کرے۔ امام بخاری نے عنوان باب لفظ هَلْ سے شروع کیا ہے جس میں صورت استثنائی مد نظر ہے۔ اسلام معمولاتِ زندگی میں نامحرم مرد عورت کے اختلاط کو روا نہیں رکھتا مگر جہاں انسانی جان بچانے کا مسئلہ ہو وہاں اس پابندی کو اٹھانے کی اجازت دیتا ہے جیسا کہ حدیث الباب میں جنگ کے موقع پر خواتین کا مردوں کو پانی پلانے، مقتولوں اور زخمیوں کو مدینہ لانے اور ان کی خدمت کرنے کا ذکر ہے۔ بخاری کی ہی ایک روایت (۲۸۸۲) میں وَنُدَاوِي الْجَرْحَى[1] کے الفاظ ہیں یعنی ہم زخمیوں کا علاج کرتی تھی۔ ان روایات میں ڈاکٹرز اور نرسز کے لیے ایک راہنما اصول بیان کیا گیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر بچہ رحم میں ہو تو کبھی مرد اس کو نکال سکتا ہے۔ دین اسلام میں تنگی و حرج نہیں۔ جو شخص خواہ مخواہ تنگی و حرج کرتا ہے، وہ اپنی نئی شریعت بناتا ہے۔... کوئی شخص مجھے یہ تو بتائے کہ پردہ میں نبض دکھانا کہاں منع کیا ہے۔" (ملفوظات، جلد اول صفحہ ۱۷۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے... ایک دفعہ فرمایا کہ اگر کسی حاملہ عورت کی حالت ایسی ہو جائے کہ مرد ڈاکٹر کی مدد کے بغیر اُس کا بچہ پیدا نہ ہو سکتا ہو اور وہ ڈاکٹر کی مدد نہ لے اور اُسی حال میں مر جائے تو اس عورت کی موت خودکشی سمجھی جائے گی۔" (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۳۴۶)

بَاب ۳: الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ

تین چیزوں میں شفا ہے

۵۶۸۰: حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ حَدَّثَنَا سَالِمٌ الْأَفْطَسُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ

۵۶۸۰: حسین (بن محمد بن زیاد) نے مجھ سے بیان کیا کہ احمد بن منیع نے ہمیں بتایا کہ مروان بن شجاع نے ہم سے بیان کیا۔ سالم افطس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

[1] (الصحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب مداومة النساء...)

شَرْبَةِ عَسَلٍ وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ وَكَيَّةِ نَارٍ وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ رَفَعَ الْحَدِيثَ. وَرَوَاهُ الْقُمِّيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَسَلِ وَالْحَجْمِ.

انہوں نے کہا: شفاء تین چیزوں میں ہے۔ شہد کے شربت میں اور پچھنہ لگانے میں اور آگ سے داغ دینے میں اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ (حضرت ابن عباسؓ نے) اس حدیث کو مرفوعاً بیان کیا اور (یعقوب بن عبداللہ) قمی نے اس کو لیث سے، لیث نے مجاہد سے، مجاہد نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ اس میں صرف شہد اور پچھنے لگانے کا ہی ذکر ہے۔

طرفہ: ۵۶۸۱۔

۵۶۸۱: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَارِثِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمٍ الْأَفْطَسِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ.

۵۶۸۱: محمد بن عبدالرحیم نے مجھ سے بیان کیا کہ سُریج بن یونس ابوالحارث نے ہمیں خبر دی کہ مروان بن شجاع نے ہمیں بتایا۔ مروان نے سالم افطس سے، سالم نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: تین چیزوں میں شفا ہے۔ پچھنے لگانے میں یا شہد کے شربت میں یا آگ سے داغ دینے میں اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔

طرفہ: ۵۶۸۰۔

تشریح: الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ: تین چیزوں میں شفا ہے۔ عنوانِ باب کے یہ الفاظ جن کی تفصیل زیرِ باب احادیث میں بیان کی گئی ہے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے علاوہ کسی اور چیز میں شفا نہیں بلکہ ان الفاظ میں علاج کے اصول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مرض اگر دموی ہو تو اس کا علاج فاسد خون کو باہر نکال کر کیا جاتا ہے۔ پچھنے لگانے سے فاسد خون نکالا جاتا ہے یا اسہال کے ذریعہ فاسد مادہ نکالا جاتا ہے جو شہد پلانے کی

صورت میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ شہد مسہل ہوتا ہے۔ لیکن بعض صورتوں میں فاسد مادہ نہ پچھنے یعنی جراحی سے نکلتا ہے نہ کسی مسہل دوائی سے باہر نکلتا ہے تو اسے جلایا جاتا ہے جسے کَیَّۃُ النَّار سے بیان کیا گیا ہے۔
(فتح الباری، جزء ۱۰، صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲) (عمدۃ القاری، جزء ۲۱ صفحہ ۲۳۱)

حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلشِّفَاءُ فِی ثَلَاثَۃٍ شُرْبَۃُ عَسَلٍ وَ شَرْطَۃُ مِحْجَمٍ وَ کَیَّۃُ نَارٍ وَأَنْھٰی أُمَّتِی عَنِ الْکَیِّ جس کے لفظی معنی یہ ہیں کہ شفاء اور تندرستی تین چیزوں میں ہے۔ (۱) شہد پینے میں (۲) پچھ لگوانے میں اور (۳) داغ لگوانے میں۔ مگر میں اپنی امت کو داغ لگوانے سے روکتا ہوں۔ فرمایا بعض لوگ حدیث کے لفظی معنوں پر حیران ہو جاتے ہیں کہ دنیا میں ہزاروں چیزیں ہیں جن سے مریض شفا پاتے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کس طرح فرمایا کہ شفا صرف تین چیزوں میں ہے۔

فرمایا یہ حیرانی عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔ وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ حضورؐ نے صحت اور تندرستی دینے والی چیزوں کا انحصار صرف ان تین چیزوں پر رکھا ہے۔ حالانکہ یہ خیال جس طرح واقعات کے خلاف ہے۔ اسی طرح حضورؐ کے منشاء مبارک کے بھی خلاف ہے حضورؐ کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ ان تین چیزوں کے سوا باقی کوئی چیز مفید نہیں اور حضورؐ جیسا دانا یہ کہہ ہی کیونکر سکتا ہے۔ ایک جاہل سے جاہل انسان سے بھی اگر پوچھا جائے کہ بیمار آدمی کو کیا کیا چیز صحت دینے میں مدد ہو سکتی ہے تو وہ بھی کم از کم چار پانچ چیزیں بتا دے گا۔ پس جب دنیا میں مختلف قسم کی بیماریاں اور مختلف قسم کے علاج ہیں اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مختلف بیماریوں کے علاج لوگوں کو بتاتے رہے اور وہ علاج ایسے تھے جو ان تینوں چیزوں کے سوا تھے۔... کلونجی کی تعریف کی کہ اس میں ہر بیماری کا علاج ہے۔... غرض احادیث سے ثابت ہے کہ حضورؐ نے اکثر بیماریوں کے مختلف علاج بتائے اور وہ ایسے علاج تھے جو ان تینوں چیزوں کے سوا تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ کا اس کہنے سے ہرگز یہ منشاء نہیں تھا کہ ان تین چیزوں کے سوا اور کوئی دوا ہی نہیں ہے

اور نہ اس میں شفا ہے بلکہ آپ نے اس حدیث میں علاج کی قسمیں بتائی ہیں کہ علاج تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) بعض علاج اس طرح کئے جاتے ہیں کہ ادویہ انسان کے جسم کے اندر پہنچائی جاتی ہیں۔ اس میں پینے کی ادویہ اور سونگھنے والی اور انجکشن آجاتا ہے۔ (۲) بعض علاج اس طرح کئے جاتے ہیں کہ انسان کے جسم میں سے کچھ نکال دیا جاتا ہے جیسے مریض کا گندہ خون نکالا جاتا ہے، یا اسے قے کرادی جاتی ہے یا گرمی پہنچا کر اسے پسینہ لایا جاتا ہے تاکہ مسام کھل جائیں اور جلد صاف ہو جائے۔ (۳) اور بعض علاج انسان کے جسم کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان میں نہ مریض کے جسم کے اندر کوئی دوائی پہنچائی جاتی ہے اور نہ کوئی چیز جسم سے خارج کی جاتی ہے بلکہ صرف بیرونی جسم پر عمل کیا جاتا ہے۔ جیسے کسی زخم پر پٹی لگوادی جاتی ہے یا ٹکور کی جاتی ہے یا کسی پھنسی وغیرہ کو تیزاب سے جلا دیا جاتا ہے جسے داغ لگانا کہتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل علاج کی یہ قسمیں بتائی ہیں کہ وہ تین ہیں اور پھر ہر قسم کی ایک ایک مثال دے دی ہے مثلاً علاج کی پہلی قسم یعنی دوا کا جسم کے اندر پہنچانا اس کی مثال شربت عسل سے دی ہے یعنی جیسے شہد کا پینا اور علاج کی دوسری قسم یعنی انسان کے جسم سے کچھ نکالنے کے ساتھ علاج کرانا۔ اس کا نمونہ شَرْطَةُ مِحْجَمٍ کہہ کر بتایا ہے یعنی خون نکلوانا اور علاج کی تیسری قسم یعنی جسم پر عمل کرنا کی مثال كَيَّةٌ بِنَارٍ کہہ کر دی ہے یعنی آگ (اور بعض دفعہ موجودہ زمانہ میں تیزاب) کے ساتھ داغ لگانا۔ پس حضورؐ نے اس حدیث میں علاج کی اقسام بتا کر ہر قسم کی ایک ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ پس ادویہ اور علاج پر انحصار نہیں بلکہ علاج کی اقسام میں انحصار ہے۔ اب آپ دنیا کی کوئی مرض لے لیں اور پھر اس کے ہزار مختلف علاج کریں کوئی علاج ان تین قسموں میں سے باہر نہیں شمار ہو سکے گا۔ یا وہ پہلی قسم کے علاجوں میں سے ہو گا۔ یا دوسری قسم کے اور یا پھر تیسری قسم کے۔ اس کے علاوہ کوئی اور چوتھی صورت ممکن ہی نہیں۔ پس اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں رہتا بلکہ آپ کی صداقت کا ایک ثبوت بن جاتی ہے کہ آپ باوجود اُمّی ہونے کے ایک ایسا کلیہ فرماتے ہیں کہ

دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا ڈاکٹر نہ آج تک اس کی تردید کر سکا اور نہ آئندہ کر سکے گا۔ جس سے ماننا پڑتا ہے کہ یہ علم لدنی کا کرشمہ تھا اور علم لدنی خدا تعالیٰ صرف اپنے خاص بندوں کو دیتا ہے۔" (روزنامہ الفضل قادیان ۲۰ اگست ۱۹۴۰ صفحہ ۳، ۴)

بَاب ٤ : الدَّوَاءُ بِالْعَسَلِ

شہد سے علاج کرنا

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (النحل: ٧٠)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اس میں لوگوں کے لیے شفا (کی خاصیت رکھی گئی) ہے۔

٥٦٨٢: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ.

۵۶۸۲: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہمیں بتایا کہ ابو اسامہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہشام (بن عروہ) نے مجھے بتایا۔ ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھا اور شہد پسند تھا۔

أطرافه: ٤٩١٢، ٥٢١٦، ٥٢٦٧، ٥٢٦٨، ٥٤٣١، ٥٥٩٩، ٥٦١٤، ٦٦٩١، ٦٩٧٢۔

٥٦٨٣: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ الْغَسِيلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ أَوْ يَكُونُ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ

۵۶۸۳: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الرحمٰن بن غسیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ حضرت جابرؓ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے۔ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں بھلائی ہے یا فرمایا تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں بھلائی ہو تو پھر پچھنے لگانے میں یا شہد کے شربت میں یا آگ سے جلا دینے میں جو بیماری کے

الدَّاءَ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ.

أطرافُه: ٥٦٩٧، ٥٧٠٢، ٥٧٠٤۔

موافق پڑے اور میں پسند نہیں کرتا کہ داغ لگاؤں۔

٥٦٨٤: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخِي يَشْتَكِي بَطْنَهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ فَعَلْتُ فَقَالَ صَدَقَ اللهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ.

طرفُه: ٥٧١٦۔

۵۶۸۴: عباس بن ولید نے ہمیں بتایا کہ عبد الاعلیٰ نے ہم سے بیان کیا۔ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہمیں بتایا۔ سعید نے قتادہ سے، قتادہ نے ابو متوکل (ناجی) سے، ابو متوکل نے حضرت ابو سعید (خدریؓ) سے روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا میرے بھائی کو پیٹ کی شکایت ہے آپؐ نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ پھر وہ آپ کے پاس دوسری بار آیا آپؐ نے فرمایا اُس کو شہد پلاؤ پھر وہ تیسری مرتبہ آیا آپؐ نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ پھر وہ آیا اور کہنے لگا میں نے پلا دیا ہے، (مگر اس کو افاقہ نہیں ہوا۔) آپؐ نے فرمایا اللہ نے سچ فرمایا ہے اور تمہارے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ کہا ہے۔ اس کو شہد پلاؤ تو اس نے اسے شہد پلایا تو اس کو شفا ہوئی۔

تشریح: الدَّوَاءُ بِالْعَسَلِ: شہد سے علاج۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ (النحل:۷۰) یعنی شہد میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ شارحین نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا شہد میں ہر مرض کا علاج ہے۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ [1] کہ ہر مرض کی دوا ہے جب وہ صحیح تشخیص کے ساتھ دی جائے تو مریض اللہ کے اذن سے شفا پائے گا۔ یہی اصول شہد کے علاج کا ہے کہ جب تشخیص صحیح ہو اور اذنِ الٰہی ہو تو شفا ہو گی۔ شہد اور مرض کی تشخیص کے لیے اس اُصول کو مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ شہد کی ایک قسم نہیں بلکہ اس کی سینکڑوں قسمیں ہیں۔ عربی میں شہد کے چار سو نام ہیں۔ عربی کا یہ اصول ہے کہ جو نام کسی چیز کو دیا جاتا ہے اس میں وہ خصوصیت پائی جاتی ہے تو چار سو ناموں کا مطلب ہے عربوں کے نزدیک شہد کی چار سو اقسام تھیں اور ہر قسم اپنی اپنی خصوصیت کی حامل تھی۔

[1] (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ)

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں شہد آنتوں رگوں اور جسم کے زائد فضلات کو صاف کرتا ہے۔ معدہ جگر، گردوں اور مثانہ کو مضبوط کرتا ہے۔ کھانسی میں مفید ہے۔ ٹھنڈے اور بلغمی مزاج والوں کے لیے مفید ہے۔ شہد غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ شہد میں گوشت اور پھل رکھے جائیں تو تین ماہ تک ان کی تازگی برقرار رہتی ہے۔ جوؤں کو مارتا ہے بالوں کو خوبصورت اور ملائم بناتا ہے۔ آنکھوں کو جِلا بخشتا ہے۔ دانتوں کو چمکاتا ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۰، صفحہ ۱۷۳)

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ تحریر فرماتے ہیں:

"بیماری کے ایام میں حکیم غلام محمد صاحب امرتسری جو حکیم قطب دین صاحبؓ کی طرح حضرت حکیم الامتؓ کے پاس بطور کمپونڈر خدمات بجالاتے تھے مجھے دوائی پلانے کے لیے باقاعدہ آتے۔ ایک دن آپ تشریف لائے تو ایک بہت بڑی بوتل جو طوطے کی طرح سبز رنگ کی شہد سے بھری ہوئی تھی۔ میرے لیے لائے اور کہا کہ نجیب آباد سے ایک دوست تین بوتلیں سبز رنگ کے شہد کی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور تحفۃً لایا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ یہ شہد نیم کے درختوں پر سے اُتاری گئی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ شہد مولوی راجیکی صاحب کے لیے مفید ہے اور آپ کے لیے بھجوادی۔ میں نے یہ شہد استعمال کیا اس کا ذائقہ کسی قدر تلخی لیے ہوئے تھا اس کے استعمال سے بھی مجھے کسی قدر فائدہ ہوا۔"

(حیات قدسی جلد سوم صفحہ ۲۰۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"As far as the curative properties of honey are concerned, this is an ongoing research and the researchers who have already discovered some wonderful things about it are expecting far more yet to be revealed. Whatever medical science has identified so far is summed up in the following:

'Currently, honey treatment is used for gastrointestinal, some cardiovascular, pulmonary, renal, skin, and neural diseases of the oral cavity, ear, throat, nose inflammatory affection of female genitals, and of the cervix of the uterus.'

One healing quality of honey which British scientists

have discovered to their amazement is its ability to cure such eye sores as were otherwise considered incurable. Many a patient has been saved from total blindness by its application. 'Patients with ulcerous blepharitis and blepharo-conjunctivitis, under the influence of honey experienced that the itch and a sensation of sand in the eye disappeared; reddening of conjunctivas reduced or disappeared, ulcers of eye-lids edges, epithelisation of erosions and ulcers reduced in the duration of the treatment.With patients suffering from ray dystrophic processes, as a result of honey treatment, corneal epithelisation improved, photophobia disappeared and sight improved. "[1]

(Revelation, Rationality, Knowledge and Truth,The 'Blind Watchmaker' Who is Also Deaf And Dumb Pages 552, 553)

---

[1] جہاں تک شہد کی صحت بخش صفات کا تعلق ہے تو یہ ایک جاری و ساری تحقیق ہے اور وہ محققین جو پہلے ہی اس کی حیرت انگیز خوبیاں دریافت کر چکے ہیں ابھی مزید بہت سی خوبیوں کی دریافت کی توقع رکھتے ہیں۔ میڈیکل سائنس کی اب تک کی دریافت کا خلاصہ کچھ یوں ہے:"فی الحال شہد جن بیماریوں کے علاج کیلئے استعمال ہو رہا ہے ان میں آنتوں کی تکالیف اور دل کی بعض بیماریاں اور پھیپھڑوں، گردوں، جلد، اعصاب، ناک، کان اور گلے کی انفیکشن، عورتوں کے اعضائے تولید اور رحم کی بیماریاں شامل ہیں۔"شہد میں شفا کی ایک تاثیر جس کی دریافت سے برطانوی سائنسدان حیران رہ گئے وہ اس کی آنکھوں کے ایسے زخموں کو ٹھیک کر دینے کی صلاحیت ہے جو اس سے قبل لاعلاج سمجھے جاتے تھے۔ اس کے استعمال سے بہت سے مریض مکمل نابینا پن سے بچائے جا چکے ہیں۔"جن مریضوں کی آنکھوں میں زخم یا ککرے تھے انہوں نے شہد کے استعمال کے بعد محسوس کیا کہ ان کی آنکھوں میں چبھن اور ریت کی رڑک کا احساس جاتا رہا۔ اندرونی جھلی کی سرخی کم ہو گئی یا بالکل ختم ہو گئی پپوٹوں کے کناروں کے زخم علاج کے دوران مندمل ہونا شروع ہو گئے اور ایسے مریض جن کی آنکھوں میں روشنی کی تاب نہ رہی تھی شہد کے مسلسل استعمال سے ان کی آنکھ کی بیرونی جھلی بہتر ہونا شروع ہو گئی اور ان کی بصارت بھی بہتر ہو گئی۔"

(الہام، عقل، علم اور سچائی، وقت کا اندھا، بہرہ اور گونگا خالق، صفحہ ۴۸۴، ۴۸۵)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اب اس کی تحقیقات ہوئی ہے اور پتہ لگا ہے کہ شہد کی مکھی جس قسم کے درختوں سے شہد لیتی ہے اسی قسم کا فائدہ اس شہد سے پہنچتا ہے۔ مثلاً بعض جگہ شہد کی مکھی ایسے درختوں سے شہد لیتی ہے جن میں جلاب کا مادہ ہوتا ہے وہ شہد کھاؤ تو جلاب لگ جاتے ہیں۔ بعض ایسی بوٹیوں سے لیتی ہیں جو ملیریا کو دور کرنے والی ہوتی ہیں وہ شہد کھاؤ تو ملیریا کو فائدہ پہنچتا ہے۔ غرض مختلف قسم کے شہد مختلف قسم کی بیماریوں کا علاج ہیں۔ اسی لیے قرآن کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ شہد میں فائدہ ہے بلکہ فرمایا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔ ہم نے تو اشارہ کر دیا ہے۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم تحقیقات میں لگو۔ اگر تم غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ مختلف رنگ کے شہد مختلف امراض کا علاج ہیں۔ چنانچہ جب میں علاج کے سلسلہ میں لندن گیا تو ایک بڑے خاندان کی ایک استانی تھیں لارڈ اِرون جو ہندوستان کے وائسرائے رہ چکے ہیں ان کی ماں سے اس کی ماں کی بڑی دوستی تھی۔ کہتی تھی کہ اس کے کئی خط میرے پاس اب تک پڑے ہیں۔ ایک دن وہ شہد لے کر آئی جو خاص بوٹیوں میں سے نکلا ہوا تھا اور کہنے لگی یہ شہد آپ استعمال کریں یہ آپ کے لیے بہت مفید ہے۔ میں نے کہا مجھے تو شہد موافق نہیں۔ کہنے لگی آسٹریلین شہد تو معلوم نہیں کس کس چیز کا ہوتا ہے مگر یہ تو ہمارے ہاں بعض لوگ خاص طور پر ان بُوٹیوں سے بناتے ہیں جو امراض کے علاج میں خاص طور پر مفید ہیں۔ اسی طرح ہمارے پرانے اطباء لکھتے ہیں کہ آم اور پھر خاص قسم کے آموں کا شہد لیا جائے تو وہ دل کی تقویت کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض اور امراض میں بھی مفید ہوتا ہے۔ تو شہد بیشک مفید ہے لیکن قرآن کریم فرماتا ہے کہ شہد کے فوائد کا صرف اسی کو پتہ لگے گا جو تفکر کرنے والا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مختلف شہد مختلف بیماریوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ یہ علم طب کا کتنا عظیم الشان باب ہے جو قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی آیت کے ذریعہ کھول دیا گیا ہے۔''

(سیر روحانی نمبر ۹، انوار العلوم جلد ۲۵ صفحہ ۲۶۴، ۲۶۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"شہد کی مکھی کے متعلق عجیب معلومات ہیں جو آج تک دریافت ہوئی ہیں۔ جب ادنیٰ سے ادنیٰ وحی کے متعلق ایسے عجیب عجیب کام ہیں تو پھر انبیاء کی وحی کے ماتحت کیا کیا کام ہو سکتے ہیں۔ وہ ان کے کارناموں سے ظاہر ہیں۔" (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۴۸۸)

"مختلف الوانہ: عربوں نے چار سو قسم شہد کی معلوم کی ہے کیونکہ اس کے لیے زبان عربی میں چار سو مختلف نام ہیں۔" (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۴۸۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ذیابیطس کی تکلیف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اس سے مجھے سخت تکلیف تھی۔ ڈاکٹروں نے اس میں شیرینی کو سخت مضر بتلایا ہے۔ آج میں اس پر غور کر رہا تھا تو خیال آیا کہ بازار میں جو شکر وغیرہ ہوتی ہے اسے تو اکثر فاسق فاجر لوگ بناتے ہیں اگر اس سے ضرر ہوتا ہے تو تعجب کی بات نہیں۔ مگر عسل (شہد) تو خدا تعالیٰ کی وحی سے تیار ہوا ہے۔ اس لیے اس کی خاصیت دوسری شیرینیوں کی سی ہرگز نہ ہوگی۔ اگر یہ ان کی طرح ہوتا تو پھر سب شیرینی کی نسبت شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ فرمایا جاتا۔ مگر اس میں صرف عسل ہی کو خاص کیا ہے۔ پس یہ خصوصیت اس کے نفع پر دلیل ہے اور چونکہ اس کی تیاری بذریعہ وحی کے ہے اس لیے مکھی جو پھولوں سے رس چوستی ہوگی تو ضرور مفید اجزاء کو ہی لیتی ہوگی۔ اس خیال سے میں نے تھوڑے سے شہد میں کیوڑا ملا کر اُسے پیا تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا۔ حتیٰ کہ میں نے چلنے پھرنے کے قابل اپنے آپ کو پایا اور پھر گھر کے آدمیوں کو لے کر باغ تک چلا گیا۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۹۱، ۱۹۲)

بَاب ۵: الدَّوَاءُ بِأَلْبَانِ الْإِبِلِ

اونٹنیوں کے دودھ سے علاج کرنا

۵۶۸۵: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِينٍ أَبُو نُوحٍ

۵۶۸۵: مسلم بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ سلام بن مسکین ابو نوح بصری نے ہم سے بیان کیا کہ

الْبَصَرِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سَقَمٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ آوِنَا وَأَطْعِمْنَا فَلَمَّا صَحُّوا قَالُوا إِنَّ الْمَدِينَةَ وَخِمَةٌ فَأَنْزَلَهُمْ الْحَرَّةَ فِي ذَوْدٍ لَهُ فَقَالَ اشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا ذَوْدَهُ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِلِسَانِهِ حَتَّى يَمُوتَ. قَالَ سَلَّامٌ فَبَلَغَنِي أَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَنَسٍ حَدِّثْنِي بِأَشَدِّ عُقُوبَةٍ عَاقَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ بِهَذَا فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يُحَدِّثْهُ.

ثابت نے ہمیں بتایا۔ ثابت نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ کچھ لوگوں کو کوئی بیماری ہوگئی۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمارے قیام وطعام کا انتظام فرمادیں۔ جب وہ تندرست ہوگئے تو کہنے لگے: مدینہ کی آب وہوا خراب ہے۔ آپؐ نے ان کو حرہ میں اپنے کچھ اونٹوں میں ٹھہرایا اور فرمایا کہ ان کا دودھ پیو۔ جب وہ تندرست ہوگئے تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو مار ڈالا اور آپؐ کے اونٹ ہانک کر لے گئے تو آپؐ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے اور پھر (اُن کے جرم کے بدلے) اُن کے ہاتھ اور پاؤں کٹواڈالے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروائیں۔ میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان زمین پر مارتا تھا یہاں تک کہ اسی طرح مرگیا۔ سلام (بن مسکین) کہتے تھے۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حجاج (بن یوسف) نے حضرت انسؓ سے کہا: مجھے سخت ترین سزا بتائیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہو تو انہوں نے حجاج سے یہی سزا بیان کی۔ حسن (بصری) کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: کاش وہ حجاج سے یہ بیان نہ کرتے۔

أطرافه: ۲۳۳، ۱۵۰۱، ۳۰۱۸، ٤١٩٢، ٤١٩٣، ٤٦١٠، ٥٦٨٦، ٥٧٢٧، ٦٨٠٢، ٦٨٠٣، ٦٨٠٤، ٦٨٠٥، ٦٨٩٩۔

تشریح: اَلدَّوَاءُ بِأَلْبَانِ الْإِبِلِ: اونٹنیوں کے دودھ سے علاج کرنا۔ مکرم ومحترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: موجودہ تحقیق نے اونٹ کے دودھ کو دیگر سب مویشیوں کے دودھ سے صحت کے لئے مفید اور بہتر بتایا ہے۔ اونٹ کے دودھ کے مختلف اجزاء صحت اور نشوونما کے لئے فائدہ مند ہیں۔ ان میں Lactoferrin کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ یہ

انسانی جسم کی قوت مدافعت (immunity) کو مضبوط کرتا ہے دیگر خصوصیات میں جراثیم اور وائرس کے خاتمہ کے لئے بطور Anti cancer, Anti Oxidant, AIDS, Hepatitis B,C اور Herpes کے علاج میں فائدہ مند ہے۔ دیگر فوائد میں ذیابیطس، دل کی بیماریاں، جوڑوں کی بیماریاں، دودھ کی الرجی (Lactose Intolerance) بچوں میں دماغی ونفسیاتی کمزوری (Autism) شامل ہیں۔[1]

بَاب ٦: الدَّوَاءُ بِأَبْوَالِ الْإِبِلِ

اونٹوں کے پیشاب سے علاج کرنا

٥٦٨٦: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا اجْتَوَوْا فِي الْمَدِينَةِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْحَقُوا بِرَاعِيهِ يَعْنِي الْإِبِلَ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَلَحِقُوا بِرَاعِيهِ فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَلَحَتْ أَبْدَانُهُمْ فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَسَاقُوا الْإِبِلَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ فَجِيءَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَ

۵۶۸۶: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ (بن دعامہ) سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کچھ لوگوں نے مدینہ میں آب وہوا کو ناموافق پایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ آپؐ کے چرواہے یعنی اونٹوں سے جاملیں اور وہاں ان کے دودھ اور ان کے پیشاب پئیں۔ چنانچہ وہ آپؐ کے چرواہے سے جا ملے اور وہاں ان کے دودھ اور پیشاب پیئے۔ یہاں تک کہ ان کے جسم اچھے بھلے ہوگئے۔ تو انہوں نے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹ ہانک کر

(1) Said Z, Musa S H, Yousefi M et al: Nutritional and Therapeutic Characteristics of Camel Milk in Children, A Systematic Review, Electronic Physician (ISSN 2008 - 5842) November 2015 Volume 7, Issue 7 Pages 1523 – 1528. https://dx.doi.org/10.19082/1523

Zafar R: Medicinal values of bioactive constituents of camel milk, A concise report. Int J Health Sci (Qassim). 2017 Nov-Dec; 11 (5) : 1-2

سَمَرَ أَعْيُنَهُمْ. لے گئے۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو ان کے تعاقب میں آدمی بھیجے۔ ان کو لایا گیا اور آپؐ نے (اُن کے جرم کے بدلے) اُن کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا ڈالے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروائیں۔

قَالَ قَتَادَةُ فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُودُ. قتادہ نے کہا: مجھے محمد بن سیرین نے بتایا کہ یہ واقعہ شرعی سزائیں نازل ہونے سے پہلے ہوا تھا۔

أطرافه: ۲۳۳، ۱۵۰۱، ۳۰۱۸، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۶۱۰، ۵۶۸۵، ۵۷۲۷، ۶۸۰۲، ۶۸۰۳، ۶۸۰۴، ۶۸۰۵، ۶۸۹۹۔

تشریح: اَلدَّوَاءُ بِأَبْوَالِ الْإِبِلِ: اونٹوں کے پیشاب سے علاج کرنا۔ زیرِ باب روایت میں جس واقعہ کا ذکر ہے تاریخی شواہد سے پتا چلتا ہے کہ یہ ایک خاص موقع کی بات ہے عام دستور نہیں تھا۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اس نوعیت کا علاج نہیں بتایا اور نہ کسی صحابی سے اس نوعیت کا علاج کرنا منقول ہے۔ گو یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عمل بھی خالی از فائدہ نہیں۔ زیر باب روایت نمبر ۵۶۸۵، ۵۶۸۶ کے حوالہ سے مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: مندرجہ بالا علامتیں Hepatitis یعنی جگر کے یرقان کی ہیں۔ اور اونٹنی کے دودھ اور پیشاب میں اس بیماری کے علاج میں موجودہ تحقیق نے فائدہ بتایا ہے (یعنی ان میں (Recombinant DNA Technology) کے ذریعہ سے) اس لئے یہ بعید از قیاس بات نہیں کہ ان مریضوں کے لئے اونٹنی کا دودھ اور پیشاب استعمال کیا ہو۔[1] اور جس طرح اس حدیث میں کہا گیا ہے محض ایک دوا کے طور پر استعمال کرایا گیا ہو۔ لیکن یہ بھی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ انسان کے پیشاب میں بھی ایک ایسا جزو ہے جو Heart Attack یعنی دل و دیگر شریانوں کی رکاوٹ میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کو Urokinase کہتے ہیں۔ اور اب اس کا Chemical structure معلوم کر کے Genetic Engineering کے ذریعہ تیار کی گئی دوائی ماہرین، دل یا انسانی جسم کے دیگر اعضاء کی شریانوں کی رکاوٹ میں استعمال کر رہے ہیں۔ اس لئے جس حقیقت کی طرف آپؐ نے چودہ سو سال پہلے ذکر فرمایا وہ آج (جو چند لوگوں کی کراہت کے باوجود) موجودہ اللہ

(1) Osama A. Alkhamees and Saud M. Alsanad: A review of the therapeutic characteristics of camel urine. Afr J Tradit Complement & Altern Med, 14 (6) : 120-126 (2017). https://doi.org/10.21010/ajtcam.v14i6.12

تعالیٰ کی دی گئی Technology کی بدولت انسانی زندگی کے بچانے میں کام آرہی ہے۔ موجودہ تحقیق نے اونٹ کے پیشاب میں چند اجزاء انسانی صحت کے لئے مفید پائے ہیں اور ان میں خصوصی طور پر دل کے امراض (AntiOxidant Antiplatelet,Antithrombotic اور Antifibrinolytic) اور کینسر کے علاج میں۔[1]

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"عکل یا عرینہ قبیلہ کے کچھ لوگ مدینہ میں آئے اور وہ بظاہر اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد انہوں نے ظاہر کیا کہ مدینہ کی آب و ہوا اور خوراک ان کے ناموافق ہے اور وہ بیمار ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اونٹوں کا مطالبہ کیا: قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِبْغِنَا رِسْلًا ہمیں اونٹوں کے دودھ پینے کی عادت ہے۔ عرب لوگ بعض بیماریوں کا علاج اونٹ کے پیشاب اور دودھ سے کیا کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔ مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ایسا بخار ہوا تھا جس سے ان کے پیٹ پھول گئے تھے۔ چہروں کے رنگ زرد پڑ گئے تھے۔ ان کے جسم بھی لاغر ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے علاج کے لئے اونٹنیاں مانگیں۔ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس یہاں تو کوئی اونٹ نہیں۔ صدقہ کے اونٹ ۷ میل کے فاصلہ پر ہیں، وہاں چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ وہاں گئے اور جب اچھے ہو گئے تو وہ اونٹ ہانک کر لے گئے اور آپؐ کے چرواہے نے جس کا نام یسار تھا، ان کا تعاقب کیا تو انہوں نے اس کو پکڑ کر مار ڈالا۔ نہ صرف مار ڈالا بلکہ پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور اس کی آنکھوں اور اس کی زبان میں کانٹے چبھو چبھو کر چھلنی کر دیا اور اس طرح سخت اذیت دے کر اس کو ہلاک کیا۔ اس وقت تک عرب کے عام رواج کے مطابق قصاص کے قانون پر عمل درآمد ہوتا تھا۔ اس لئے ان سے وہی سلوک کیا گیا۔

---

(1) Abdulqader Alhaidar, Abdel Galil M., Abdel Gader, and Shaker A. Mousa: The antiplatelet activity of camel urine.The Journal of Alternative and Complementary Medicine, Vol. 17, No 9, (29 Aug 2011)..
https:// doi.org/10.1089/ Acm.2010.0473

MD Arthur A, Sasahara Urokinase-Past, present, and future. Techniques in Vascular and Interventional Radiology. Vol.1, Issue 4, pages: 170-178, (December 1998).Doi : https:// doi.org/10.1016/S1089-2516(98)80223-0

بعد میں جب اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ (المائدۃ:۳۴) کی آیت نازل ہوئی تو ایسی سزاؤں کی ممانعت کر دی گئی اور یہ واقعہ شرعی حدود کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔...کفر بھی ایک جرم تھا مگر کفر وارتداد کی وجہ سے ان کو یہ سزا نہیں دی گئی۔"

(صحیح بخاری ترجمہ وشرح، کتاب الوضوء باب ابوال الابل والدواب، جلد اول، صفحہ ۳۱۶)

حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ فرماتے ہیں:

"یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند مریضوں کو اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پینے کے لیے کہا۔ اور وہ اس نسخہ پر عمل کرنے سے تندرست ہو گئے۔ اس سے ہماری تائید میں ایک مسئلہ ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ کہ ہم کہتے ہیں جب کسی بیمار کی جان جانے کا خطرہ ہو اور ڈاکٹر اسے کوئی ایسی چیز استعمال کرنے کو کہے جو حلال نہ ہو۔ مثلاً شراب وغیرہ تو اس مریض کو ڈاکٹر یا حکیم کے کہنے پر عمل کر لینا چاہیے۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ بے شک مریض مر جائے مگر کوئی ایسی چیز استعمال نہ کرائی جائے جو حلال نہ ہو۔

ہم پوچھتے ہیں کیا پیشاب حرام ہے یا حلال؟ ہر شخص کے نزدیک پیشاب حرام چیز ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے چند بیماروں کو پینے کا حکم دیا۔ انہوں نے پیا اور صحت یاب بھی ہو گئے۔ پس ہمارے مخالف الخیال دوستوں کو چاہیئے کہ اگر ہمارا خیال صحیح نہیں تو کوئی عقلی یا نقلی وجہ پیش کریں۔ جس سے ثابت ہو کہ پیشاب جو بلاشبہ ایک حرام چیز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بیماروں کو پینے کی کیوں اجازت دی؟ بلکہ حدیث میں تو اَمَرَھُم آیا ہے کہ حضورؐ نے ان کو حکم دیا۔

پھر ہماری تائید میں قرآن کریم ہے جو کہتا ہے کہ وقتِ ضرورت سؤر جیسی حرام چیز بھی کھا لینے میں حرج نہیں اور ہمارے مخالف الخیال بھی قرآنی حکم کے ماتحت اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ پس جب ایسے موقعہ پر جان بچانے کے لیے کتا، سؤر اور خون کھا لینا بھی جائز ہے تو مرتے ہوئے انسان کی جان بچانے کے لیے اگر

ڈاکٹر یا حکیم کے مشورہ سے شراب دوا کے طور پر استعمال کر لی جائے تو کیا حرج ہے جبکہ کتا اور سؤر شراب سے ہزارہا درجہ زیادہ ناپاک ہیں۔... حقیقت یہی ہے کہ اگر مریض کی جان جانے کا خطرہ ہو تو ڈاکٹر کے مشورہ سے ایسی چیز بھی استعمال کی جاسکتی ہے جو حلال نہ ہو۔" (روزنامہ الفضل قادیان دارالامان، مورخہ ۲ فروری ۱۹۴۰، صفحہ ۳)

کچھ لوگ اس حدیث کو ہندوؤں میں رائج گائے کے پیشاب پینے سے ملاتے ہیں حالانکہ ہندوؤں کا گائے کا پیشاب پینا گائے کے تقدس کے طور پر ہے نہ کہ کسی خاص بیماری کی وجہ سے۔ اسلام میں نہ تو اونٹ کو مقدس جانور سمجھا جاتا ہے نہ اس کا پیشاب بابرکت سمجھ کر ہر چیز پر چھڑکنے کا کوئی تصور ہے نہ اس کا تعلق عبادت اور شعائر دین سے ہے۔ حدیث میں اونٹ کے پیشاب کا استعمال محض ایک دوا کے طور پر کرایا گیا اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ بغرض علاج بھی لازم قرار نہیں دیا گیا جس کی طبیعت مائل نہ ہو وہ نہ پیے۔ اس کو کسی کے لیے لازم قرار نہیں دیا اور نہ ہی اس پر عمل نہ کرنے والے کے لیے کوئی وعید سنائی، اور نہ ہی کسی اور کو یہ علاج بتایا، نہ اس طریقۂ علاج کو کبھی سنّت سمجھا گیا۔

بَاب ۷: الْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ
کلونجی

۵۶۸۷: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ أَبْجَرَ فَمَرِضَ فِي الطَّرِيقِ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ فَعَادَهُ ابْنُ أَبِي عَتِيقٍ فَقَالَ لَنَا عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الْحُبَيْبَةِ السَّوْدَاءِ فَخُذُوا مِنْهَا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوهَا ثُمَّ اقْطُرُوهَا فِي أَنْفِهِ بِقَطَرَاتِ زَيْتٍ فِي هَذَا الْجَانِبِ وَفِي هَذَا الْجَانِبِ فَإِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْنِي أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ

۵۶۸۷: عبد اللہ بن ابی شیبہ نے مجھے بتایا کہ عبید اللہ (بن موسیٰ کوفی) نے ہم سے بیان کیا۔ اسرائیل (بن یونس) نے ہمیں بتایا۔ اسرائیل نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے خالد بن سعد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم سفر میں نکلے اور ہمارے ساتھ غالب بن ابجر بھی تھے تو وہ راستے میں بیمار ہو گئے۔ ہم مدینہ پہنچے تو وہ ابھی بیمار ہی تھے (عبد اللہ) بن ابی عتیق ان کی عیادت کو آئے۔ تو انہوں نے ہم سے کہا: تم یہ کلونجی استعمال کرو۔ یہ پانچ یا سات (دانے) لے کر ان کو پیس لو۔ پھر زیتون کے تیل کے چند قطروں میں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ هَذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا مِنَ السَّامِ قُلْتُ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ.

ملا کر اس کے ناک میں ٹپکاؤ اس طرف بھی اور اس طرف بھی۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: یہ کالا دانہ (کلونجی) ہر بیماری سے شفا دیتا ہے سوائے سام کے۔ میں نے پوچھا سام کیا ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: موت۔

۵۶۸۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ.
قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّونِيزُ.

۵۶۸۸: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب نے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ کلونجی میں ہر بیماری کا علاج ہے سوائے سام کے۔ ابن شہاب نے کہا اور سام کے معنی موت ہیں اور کالے دانے سے مراد شونیز (یعنی کلونجی) ہے۔

تشریح: الْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ: کلونجی جسے فارسی میں شونیز اور انگریزی میں بلیک کیومن (Black Cumin) کہتے ہیں۔ اس کا پودا سونف کے پودے کی مانند ہوتا ہے شاخیں باریک باریک ہوتی ہیں اور پھلیاں لمبی جن کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور ان کا اندرونی مغز سفید ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کلونجی کا پودا جھاڑیوں کی مانند تقریباً آدھ میٹر اونچا ہوتا ہے جس کو نیلے رنگ کے پھول لگتے ہیں۔ یہ پودا اصل میں ترکی اور اٹلی میں ہوتا تھا، جہاں سے حکماء نے افادیت کی بناء پر حاصل کر کے برصغیر میں کاشت کیا۔ یہ خودرو بھی ہوتا ہے اور اس کی مزروعہ اقسام بھی ہیں۔ پنجاب میں اسے پیاز کے بیج سمجھا جاتا ہے جو کہ غلط ہے۔ اس کے بیج تکونے، خوشبو میں تیز، ذائقے میں تیز اور کاغذ کے لفافے میں رکھیں تو اس کے تیل سے دھبے لگ جاتے ہیں۔ یونانی اور رومی اطباء اس کے طبی فوائد

سے آشنا تھے اور جالینوس کے متعدد نسخوں میں کلونجی کو شہد یا سرکہ میں ملا کر استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مفروضہ درست نہیں کہ عرب اطباء نے اس کا استعمال یونانیوں سے سیکھا کیونکہ مشرق وسطیٰ کے اطباء نے اسلام کی آمد سے پہلے اس کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اس کا استعمال اسلام کی آمد کے بعد شروع ہوا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شفاء کا مظہر قرار دیا۔ انسانی جسم کے لیے نہایت مفید ہے۔ اطباء اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کلونجی بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ ذیابیطس، دمہ، پھیپھڑے، پیٹ، اعصاب، قوتِ حافظہ، جلدی امراض، دانتوں کی تکلیف، نزلہ زکام، بالوں اور اس کے علاوہ بھی بہت سی بیماریوں کے لیے نہایت مفید ہے۔ بعض بیماریوں میں اسے شہد کے ساتھ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے استعمال میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اس کا مسلسل استعمال صحت کے لیے نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس میں کچھ دنوں کا وقفہ ڈالنا ضروری ہے۔

معروف حکیم ابنِ سیناء نے اپنی کتاب القانون میں کلونجی کے بہت سے فوائد بیان کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ یہ بلغم ختم کرتی ہے۔ نفخ شکم کے لیے مفید ہے جسم پر نکلنے والے تل، داغ دھبے اور برص کے نشانات کو ختم کرتی ہے۔ اسے سرکہ میں ڈال کر سونگھا جائے تو سر درد کا بہترین علاج ہے دانتوں کے درد میں مفید ہے۔

(القانون لابن سیناء، جلد اول، صفحہ ۴۳۷)

بَاب۸: التَّلْبِينَةُ لِلْمَرِيضِ

بیمار کو تلبینہ کھلانا

٥٦٨٩: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينِ لِلْمَرِيضِ وَلِلْمَحْزُونِ عَلَى الْهَالِكِ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ التَّلْبِينَةَ تُجِمُّ فُؤَادَ الْمَرِيضِ وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ.

۵۶۸۹: حبان بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ یونس بن یزید نے ہمیں بتایا، یونس نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ بیمار کو اور اس شخص کو جو مرنے والے پر غمزدہ ہو تلبینہ کھلانے کا مشورہ دیتی تھیں اور کہتی تھیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ تلبینہ بیمار کے دل کو تقویت دیتا ہے اور کسی قدر رنج کو دور کر دیتا ہے۔

أطرافه: ٥٤١٧، ٥٦٩٠۔

٥٦٩٠ : حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينَةِ وَتَقُولُ هُوَ الْبَغِيضُ النَّافِعُ.

۵۶۹۰: فروہ بن ابی المغراء نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مسہر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ وہ تلبینہ کھلانے کا مشورہ دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ وہ (بیمار کو) ناپسند ہوتا ہے اور فائدہ دیتا ہے۔

أطرافه: ٥٤١٧، ٥٦٨٩۔

تشریح: التَّلْبِينَةُ لِلْمَرِيضِ: بیمار کو تلبینہ کھلانا۔ لغت میں اس کے متعلق لکھا ہے: حَسَاءٌ يُعمل من دَقِيق أَوْ نُخَالة، وربَّما جُعِل فِيهَا عَسَل، سُمِّيت بِهِ تشْبِيهاً باللَّبن لبَيَاضِها ورِقَّتها (النهاية فی غریب الحدیث والأثر، لبن) یہ آٹے یا چھان سے بنایا جانے والا حریرہ ہے۔ اور کبھی اس میں شہد بھی ملا دیتے ہیں۔ اسے تلبینہ کا نام اپنے سفید رنگ اور پتلے پن میں دودھ کے مشابہہ ہونے کی وجہ سے دیا گیا ہے۔

یہ دودھ، شہد اور جَو یا گندم کے آٹے یا چھان سے بنایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلبینہ مریض کے دل کو راحت پہنچاتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے۔ مریض عام طور پر اپنے منہ کے ذائقہ کی وجہ سے اسے پسند نہیں کرتا مگر یہ انتہائی مفید ہے۔

بَاب ٩ : السَّعُوطُ

ناک میں دوائی ڈالنا

٥٦٩١ : حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ.

۵۶۹۱: معلی بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب (بن خالد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (عبداللہ) بن طاؤس سے، عبداللہ نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی مزدوری دی اور ناک میں دوائی ڈالی۔

أطرافه: ١٨٣٥، ١٩٣٨، ١٩٣٩، ٢١٠٣، ٢٢٧٨، ٢٢٧٩، ٥٦٩٤، ٥٦٩٥، ٥٦٩٩، ٥٧٠٠، ٥٧٠١۔

بَاب ۱۰ : السَّعُوطُ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ

قسطِ ہندی (یعنی کُوٹ) اور قسطِ بحری (یعنی جو سمندر سے نکلتا ہے) کو ناک میں لینا

وَهُوَ الْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُورِ وَالْقَافُورِ وَمِثْلُ كُشِطَتْ (التكوير:۱۲) وَقُشِطَتْ نُزِعَتْ. وَقَرَأَ عَبْدُ اللهِ قُشِطَتْ.

اور کُسْت بھی یہی ہے۔ جیسے کَافُور اور قَافُور یا جیسے کُشِطَتْ اور قُشِطَتْ کے الفاظ ہیں جس کے معنی ہیں چھلکا اُتارا گیا۔ اور حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) نے قُشِطَتْ پڑھا۔

۵۶۹۲: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ.

۵۶۹۲: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں خبر دی۔ اُنہوں نے کہا میں نے زہری سے سنا۔ زہری نے عبید اللہ (بن عبد اللہ) سے، عبید اللہ نے حضرت اُم قیسؓ بنت محصن سے روایت کی وہ کہتی تھیں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: اس ہندی عود (یعنی کوٹ) کو ضرور استعمال کرو کیونکہ اس میں سات علاج ہیں۔ حلق کے ورم میں اس کو ناک میں ڈالا جاتا ہے۔ اور ذات الجنب میں حلق میں ڈالی جاتی ہے

أطرافه: ۵۷۱۳، ۵۷۱۵، ۵۷۱۸۔

۵۶۹۳: وَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِي لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ.

۵۶۹۳: اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے ایک بیٹے کو لے کر گئی جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا اس نے آپؐ پر پیشاب کر دیا۔ آپؐ نے پانی منگوایا اور اس کو کپڑے پر چھڑک دیا۔

طرفه: ۲۲۳۔

تشریح: السَّعُوطُ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ: ہندی قُسط (یعنی کُوٹ) اور قُسطِ بحری (یعنی جو سمندر سے نکلتا ہے) اس کو ناک میں لینا۔ قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ الْعَرَبِيِّ الْقُسْطُ نَوْعَانِ هِنْدِيٌّ وَهُوَ

أَسْوَدُ وَبَحْرِيٌّ وَهُوَ أَبْيَضُ وَالْهِنْدِيُّ أَشَدُّهُمَا حَرَارَةً (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۱۸۳) ابو بکر بن عربی کہتے ہیں کہ قُسط کی دو اقسام ہیں ہندی جو کہ سیاہ ہوتی ہے۔ اور بحری جو کہ سفید ہوتی ہے۔ اور ہندی (قُسط) اُن دونوں میں سے زیادہ گرم ہے۔ ابن قیم نے بھی یہی بات بیان کی ہے۔ (الطب النبوی لابن القیم، فصل فی ذکر شیءٍ من الأدویة والأغذیة، حرف العین، عود، صفحہ ۲۶۰)

بعض محققین کے نزدیک قُسط بحری اور قُسط ہندی کو الگ الگ سمجھنا غلطی ہے۔ ان کے نزدیک یہ ایک ہندی دوائی ہے اور اس کے رنگ میں فرق علاقہ کے فرق کی وجہ سے ہے۔ وہ قُسط بحری کو سمندر سے منسوب کرنا درست نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ پودا سمندروں کے کھارے پانی کے پاس نہیں ہوتا بلکہ بلندی اور ٹھنڈک میں پرورش پاتا ہے۔ (طبِ نبوی اور جدید سائنس، مصنفہ ڈاکٹر خالد غزنوی، جلد اول صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹)

عودِ ہندی دو قسم کی ہوتی ہے، ایک تو کُست، جو دواؤں میں مستعمل ہے۔ اسے عام طور پر قُسط کہتے ہیں اور دوسری قسم کو خوشبو میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کو اَلْأَلُوَّةُ کہتے ہیں۔[1] اسے انگریزی میں Costus ویدک میں پسکارا، اُردو اور ہندی میں قُسط، کُست اور میٹھی کوٹ کہتے ہیں۔ اطباء نے لکھا ہے کہ اس کا پودا دو میٹر تک بلند ہوتا ہے لیکن یہ عام طور پر گلو، پان وغیرہ کی طرح ایک بیل ہے جو کہ پانچ ہزار فٹ سے زیادہ بلندی پر دریاؤں کے کنارے مرطوب جنگلات میں پایا جاتا ہے۔ کوہِ ہمالیہ کی اُترائی میں وہاں سے نکلنے والے دریاؤں کے ساتھ ساتھ قُسط کے پودے ہندوستان کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں کثرت سے پائے جاتے ہیں اس کے پتے بڑے اور دندانے دار شکل کے ہوتے ہیں اس پودے کی جڑیں دواؤں میں استعمال ہوتی ہیں یہ جڑیں ستمبر اور اکتوبر کے درمیان کاٹ کر نکال لی جاتی ہیں۔ پھر ان کے دو دو انچ لمبے ٹکڑے کر لیے جاتے ہیں وہ اسی صورت میں ملٹھی کی طرح سفید گانٹھیں ہیں جو کہ خوشبو دار بھی ہیں۔ آزاد کشمیر میں دریائے جہلم اور دریائے چناب کے کناروں کے ساتھ یہ پودا بڑی کثرت سے پایا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے طب نبوی اور جدید سائنس، مصنفہ ڈاکٹر خالد غزنوی، جلد اول صفحہ ۲۰۴۔

عودِ ہندی کی وہ قسم جو خوشبو کے لیے استعمال کی جاتی ہے اُسے "اگر" بھی کہتے ہیں۔ اس کا عطرِ عود مشہور ہے۔ حدیث الباب میں جس عود کا ذکر ہے یہ وہ نہیں ہے اسی طرح ایک کُستِ اظفار ہے جس کا ذکر بخاری کتاب الطلاق باب القسط للحادة میں آیا ہے وہ بھی ایک خوشبو ہے۔ حدیث الباب میں جس عود کا ذکر ہے یہ وہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک مفید جڑی بوٹی ہے جسے "کُوٹ" کہتے ہیں۔ بحری اسے اس لیے کہتے ہیں کہ یہ دوسرے علاقوں سے بحری اور سمندری راستے سے عرب میں پہنچتی تھی۔ (ارشاد الساری للقسطلانی، جزء ۸ صفحہ ۳۶۷) امام ابنِ حجر لکھتے ہیں اطباء نے عودِ ہندی کے کئی فوائد لکھے ہیں مثلاً یہ ہیں کہ یہ حیض اور پیشاب کو جاری کرتی ہے انتڑیوں کے کیڑوں کو مارتی ہے زہریلے مادوں کو ختم کرتی ہے معدہ کو گرم رکھتی ہے، قوتِ باہ کو بڑھاتی ہے اور چھائیوں کے داغ ختم کرتی ہے۔
(فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۱۸۴)

---

[1] (مسلم، کتاب الالفاظ من الادب وغیرھا، باب استعمال المسك... إِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْأَلُوَّةِ)

حدیث الباب میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرتؐ نے عودِ ہندی کو سات بیماریوں کا علاج بتایا اور آگے صرف دو کا ذکر ہے۔ شارحین نے اس کی مختلف توجیہات کی ہیں۔ (۱) یہ کہ آنحضرتؐ نے سات ہی بیان فرمائی ہوں راوی نے دو کا ذکر کیا۔ (۲) یہ کہ بقیہ پانچ معروف تھیں اس لیے راوی نے ان دو کا ذکر کیا۔ (۳) اور یہ غالباً سب سے درست توجیہہ ہے کہ یہاں سات سے سات کا عدد معین مراد نہیں بلکہ کثرت مراد ہے کیونکہ عربی میں سات کا لفظ کثرت کے لیے استعمال ہوتا ہے اور مراد یہ ہے کہ عودِ ہندی بہت سی بیماریوں کے لیے شفا ہے اور بطورِ مثال آپؐ نے دو کا ذکر فرمایا۔ حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں کہ یہ بھی امکان ہے کہ سبعۃ سے علاج کے سات اصول مراد ہوں وہ لکھتے ہیں (i) عودِ ہندی سے دوا بنا کر جسم پر ملی جاتی ہے۔ (ii) اس سے سینکائی (یعنی ٹکور) کی جاتی ہے (iii) پانی میں ڈال کر پیا جاتا ہے۔ (iv) اس کے چھینٹے مارے جاتے ہیں۔ (v) اس کی دھونی لی جاتی ہے۔ (vi) یہ ناک میں ڈالی جاتی ہے۔ (vii) منہ میں ڈالی جاتی ہے۔ گویا عودِ ہندی کو مختلف بیماریوں میں سات طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔

(فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۱۸۴)

بَاب ۱۱ : أَيَّ سَاعَةٍ يَحْتَجِمُ

کس وقت پچھنے لگوائے

وَاحْتَجَمَ أَبُو مُوسَى لَيْلًا. اور حضرت ابو موسیٰ (اشعریؓ) نے رات کو پچھنے لگوائے۔

٥٦٩٤: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

۵۶۹۴: ابو معمر (عبد اللہ بن عمرو مقعد) نے ہمیں بتایا کہ ہم سے عبد الوارث (بن سعید) نے بیان کیا کہ ایوب نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور آپ روزہ دار تھے۔

أطرافه: ۱۸۳۵، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۲۱۰۳، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۵۶۹۱، ۵۶۹۵، ۵۶۹۹، ۵۷۰۰، ۵۷۰۱۔

تشریح: أَيَّ سَاعَةٍ يَحْتَجِمُ: کس وقت پچھنے لگائے جائیں۔ امام بخاری نے اس باب میں یہ اشارہ کیا ہے کہ پچھنے لگانے کا کوئی مخصوص اور معین وقت نہیں ہے جب ضرورت ہو لگائے جا سکتے ہیں اس کی وضاحت کے لیے حضرت ابو موسیٰؓ کا عمل بیان کیا ہے کہ انہوں نے رات کے وقت پچھنے لگائے اور حضرت ابنِ عباسؓ کی روایت بیان کی ہے کہ آنحضرتؐ نے روزہ کی حالت میں یعنی دن کو پچھنے لگوائے۔ امام ابنِ حجر لکھتے ہیں اس سے

امام بخاری نے ترمذی، ابو داؤد اور ابنِ ماجہ کی اُن روایات کی طرف اشارہ کیا ہے جن میں دن اور تاریخ دونوں بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً ۱۷، ۱۹ اور ۲۱ تاریخ کو پچھنے لگانا بہتر قرار دیا گیا ہے اسی طرح دنوں میں سے جمعرات، اور سوموار کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ منگل اور بدھ کو ممانعت کا ذکر ہے کہ ان دنوں میں خون نہیں رکتا وغیرہ۔[1] یہ روایات امام بخاری کے نزدیک قابلِ قبول نہیں ہیں۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۱۸۵)

بَاب ۱۲ : الْحَجْمُ فِي السَّفَرِ وَالْإِحْرَامِ

سفر میں یا احرام میں پچھنے لگانا

قَالَهُ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابن بحینہؓ نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

۵۶۹۵: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۵۶۹۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے طاؤس اور عطاء (بن ابی رباح) سے، ان دونوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور آپؐ احرام باندھے ہوئے تھے۔

أطرافه: ۱۸۳۵، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۲۱۰۳، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۵۶۹۱، ۵۶۹۴، ۵۶۹۹، ۵۷۰۰، ۵۷۰۱۔

بَاب ۱۳ : الْحِجَامَةُ مِنَ الدَّاءِ

بیماری کی وجہ سے پچھنے لگوانا

۵۶۹۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَجْرِ الْحَجَّامِ فَقَالَ احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ

۵۶۹۶: محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ حمید طویل نے ہمیں بتایا، حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان سے حجام کی مزدوری کے

[1] (سنن الترمذی، ابواب الطب، باب ماجاء فی الحجامة)
(سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب متی تستحب الحجامة)
(سنن ابن ماجه، کتاب الطب، باب فی أی الأیام یحتجم)

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ وَأَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفُوا عَنْهُ وَقَالَ إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ. وَقَالَ لَا تُعَذِّبُوا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ.

متعلق پوچھا گیا (آیا حلال ہے یا حرام) تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے تھے۔ ابوطیبہ نے آپؐ کو پچھنے لگائے اور آپؐ نے اس کو دو صاع اناج دیا اور اس کے مالکوں سے سفارش کی تو انہوں نے محصول کم کر دیا اور فرمایا: سب سے بہتر علاج جو تم کرتے ہو پچھنے لگانا ہے اور بحر ہند کی قسط (یعنی کوٹ) ہے اور فرمایا: تم اپنے بچوں کو حلق کی ورم کی وجہ سے ان کے تالو کو دبا کر تکلیف مت دو اور تم کوٹ کو استعمال کیا کرو۔

أطرافه: ۲۱۰۲، ۲۲۱۰، ۲۲۷۷، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱۔

۵۶۹۷: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَغَيْرُهُ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَادَ الْمُقَنَّعَ ثُمَّ قَالَ لَا أَبْرَحُ حَتَّى يَحْتَجِمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فِيهِ شِفَاءً.

۵۶۹۷: سعید بن تلید نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ (عبداللہ) بن وہب نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا عمرو (بن حارث) وغیرہ نے مجھے بتایا کہ بکیر نے ان سے بیان کیا کہ عاصم بن عمر بن قتادہ نے انہیں بتایا کہ حضرت جابر بن عبداللہ (انصاری) رضی اللہ عنہما نے مقنع (بن سنان) کی عیادت کی۔ پھر کہا: میں یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ تم پچھنے نہ لگاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ اس میں بھی شفا ہے۔

أطرافه: ۵۶۸۳، ۵۷۰۲، ۵۷۰۴۔

تشریح: الْحِجَامَةُ مِنَ الدَّاءِ: بیماری کی وجہ سے پچھنے لگوانا۔ مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: پچھنے لگوانا (cupping) ایک پرانا طریق علاج ہے۔ یہ چین یونان اور مصر میں نہایت مقبول تھا۔ چین میں آج کل بھی اس طریق سے علاج کیا جاتا ہے اور نہایت مقبول ہے۔ شاید یہ بھی ایک وجہ ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے... پچھنے (cupping) لگانا دو طریق سے رائج رہا ہے اول خشک پچھنے لگانا۔ (Dry cupping)

اور دوم گیلے پچھنے لگانا (Wet cupping) جس میں جلد پر ایک چھوٹا سا چیرا دے کر خون نکالا جاتا ہے۔ آپؐ Wet cupping کو ترجیح دیتے تھے اور Traditional Chinese Medicine (TCM) اسی طریق کو زیادہ فائدہ مند بتاتی ہے۔ سینکڑوں سالہ طب کی تاریخ میں پچھنے لگوانا (cupping) کئی بیماریوں کے علاج میں مفید بتایا جاتا ہے۔ ان میں کمر کی درد، گردن کی درد، دردِ شقیقہ (Migraine)[1] (اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام دونوں میں دردِ شقیقہ کی مماثلت ہے) Neuralgic Pains کا ازالہ اور Suction Dressing ایک مزید Cupping کا فائدہ ہے۔ مذکورہ بالا احادیث سے صاف واضح ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کمر درد یا گردن کی درد، دردِ شقیقہ یا عمرہ و حج، کثرت سے سفر اور عبادات کی ادائیگی کی وجوہات سے مذکورہ تکالیف کا ہونا کوئی عجب بات نہیں تھی۔ ان تکالیف کے علاج کے لیے آپؐ پچھنے لگوانے کو پسند فرماتے تھے۔ یہی طریق علاج چین اور مشرق بعید کے ممالک میں اب بھی مقبول ہے۔[2] مغربی دنیا میں اس کا مقبول نہ ہونا اقتصادی فائدہ نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ یہ سادہ سستا اور غیر مضر و پاک علاج ہے۔

بَاب ١٤ : الْحِجَامَةُ عَلَى الرَّأْسِ

سر پر پچھنے لگانا

٥٦٩٨ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِلَحْيِ

۵۶۹۸: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مجھے سلیمان (بن بلال) نے بتایا۔ انہوں نے علقمہ سے روایت کی کہ انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے سنا (وہ کہتے تھے) کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن بحینہؓ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ

(1) Al- Bedah MNA, Elsubai I, Qureshi NA et al: The Medical Perspective of Cupping Therapy-Effects and Mechanisms of action. J tradit Complement Medicine: 9(2) : 90- 97 (April 2018) https:// doi.org/10.1016/ j.jtcme.2018.03.003

El Sayed SM, Mahmoud HS, and Nabo MMH: Methods of Wet Cupping Therapy (Al-Hijamah): In Light of Modern Medicine and Prophetic Medicine, Altern Integ Med. 2:3, Pages:1-16 (2013).

http://dx.doi.org/10.4172/2327-5162.1000111

(2) Tamer S Aboushanab, Saud Al Sanad. Review Article. Cupping Therapy: An Overview from a Modern Medicine Perspective. Journal of Acupuncture and Meridian Studies. Volume 11, Issue 3, Pages 83- 87 (June 2018)

https://doi.org/10.1016/j.jams.2018.02.001

جَمَلٍ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي وَسَطِ رَأْسِهِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لحیُ جمل میں جو مکہ کے راستے پر ہے اپنے سر کے درمیان پچھنے لگوائے اور آپؐ اس وقت احرام باندھے تھے۔

طرفُه: ١٨٣٦۔

٥٦٩٩: وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ فِي رَأْسِهِ.

۵۶۹۹: اور (محمد بن عبد اللہ بن مثنیٰ) انصاری نے کہا کہ ہمیں ہشام بن حسان نے بتایا کہ ہم سے عکرمہ نے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر پچھنے لگوائے۔

أطرافُه: ١٨٣٥، ١٩٣٨، ١٩٣٩، ٢١٠٣، ٢٢٧٨، ٢٢٧٩، ٥٦٩١، ٥٦٩٤، ٥٦٩٥، ٥٧٠٠، ٥٧٠١۔

بَاب ١٥: الْحِجَامَةُ مِنَ الشَّقِيقَةِ وَالصُّدَاعِ

آدھے سر یا سارے سر کے درد کی وجہ سے پچھنے لگوانا

٥٧٠٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَأْسِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ بِمَاءٍ يُقَالُ لَهُ لُحْيُ جَمَلٍ.

۵۷۰۰: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن ابی عدی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن حسان) سے، ہشام نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر درد کی وجہ سے جو آپؐ کو تھی ایک چشمے پر جسے لحیُ جمل کہتے تھے اپنے سر میں پچھنے لگوائے اور آپ اس وقت احرام باندھے تھے۔

أطرافُه: ١٨٣٥، ١٩٣٨، ١٩٣٩، ٢١٠٣، ٢٢٧٨، ٢٢٧٩، ٥٦٩١، ٥٦٩٤، ٥٦٩٥، ٥٦٩٩، ٥٧٠١۔

٥٧٠١: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۷۰۱: اور محمد بن سواء نے کہا ہمیں ہشام (بن حسان) نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ رسول اللہ

احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي رَأْسِهِ مِنْ شَقِيقَةٍ كَانَتْ بِهِ.

صلی اللہ علیہ وسلم نے شقیقہ کی وجہ جو آپؐ کو تھا اپنے سر پر پچھنے لگوائے اور آپؐ اس وقت احرام باندھے ہوئے تھے۔

أطرافه: ١٨٣٥، ١٩٣٨، ١٩٣٩، ٢١٠٣، ٢٢٧٨، ٢٢٧٩، ٥٦٩١، ٥٦٩٤، ٥٦٩٥، ٥٦٩٩، ٥٧٠٠۔

٥٧٠٢: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ قَالَ حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ مِنْ نَارٍ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ.

۵۷۰۲: اسماعیل بن ابان نے ہمیں بتایا کہ (عبدالرحمٰن) بن غسیل نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر نے بیان کیا۔ عاصم نے حضرت جابر بن عبداللہؓ (انصاری) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: تمہارے علاجوں میں سے اگر کسی میں بہتری ہے تو شہد کے شربت میں یا پچھنے لگانے میں یا آگ سے جلانے میں ہے اور میں نہیں پسند کرتا کہ میں داغ لگاؤں۔

أطرافه: ٥٦٨٣، ٥٦٩٧، ٥٧٠٤۔

بَاب ١٦: الْحَلْقُ مِنَ الْأَذَى

تکلیف کی وجہ سے سر منڈوانا

٥٧٠٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبٍ هُوَ ابْنُ عُجْرَةَ قَالَ أَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ بُرْمَةٍ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَنْ رَأْسِي فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ

۵۷۰۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے روایت کی۔ (ایوب نے) کہا میں نے مجاہد سے سنا۔ مجاہد نے (عبدالرحمٰن) بن ابی لیلیٰ سے، انہوں نے حضرت کعبؓ سے جو عجرہ کے بیٹے ہیں، روایت کی۔ انہوں نے کہا جس سال حدیبیہ کی صلح ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں ایک ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور جوئیں

فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةً أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي بِأَيَّتِهِنَّ بَدَأَ.

میرے سر سے جھڑ رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تمہاری جوئیں تمہیں تکلیف دے رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا سر مُنڈوا ڈالو اور تین دن روزے رکھو یا چھ (مسکینوں) کو کھانا کھلاؤ یا ایک بکری قربانی کرو۔ ایوب کہتے تھے: میں نہیں جانتا ان میں سے کس بات کو پہلے فرمایا۔

أطرافُه: ١٨١٤، ١٨١٥، ١٨١٦، ١٨١٧، ١٨١٨، ٤١٥٩، ٤١٩٠، ٤١٩١، ٤٥١٧، ٥٦٦٥، ٦٧٠٨۔

بَاب ١٧: مَنِ اكْتَوَى أَوْ كَوَى غَيْرَهُ وَفَضْلُ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ

جس نے خود داغ لگوایا یا دوسرے کو داغ لگایا اور اس شخص کی خوبی جو داغ نہ لگوائے

٥٧٠٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ شِفَاءٌ فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ.

٥٧٠٤: ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن سلیمان بن غسیل نے ہمیں بتایا۔ عاصم بن عمر بن قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت جابرؓ سے سنا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے آپؐ نے فرمایا: تمہاری دواؤں میں سے اگر کسی میں شفا ہے تو پچھنے لگانے میں یا آگ سے جھلسانے میں ہے اور میں نہیں پسند کرتا کہ میں داغ لگاؤں۔

أطرافُه: ٥٦٨٣، ٥٦٩٧، ٥٧٠٢۔

٥٧٠٥: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ. فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

٥٧٠٥: عمران بن میسرہ نے ہمیں بتایا کہ (محمد) ابن فضیل نے ہم سے بیان کیا کہ حصین (بن عبدالرحمٰن) نے ہمیں بتایا۔ حصین نے عامر (شعبی) سے، عامر نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا: دم صرف نظر لگنے

فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّونَ مَعَهُمْ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ حَتَّى رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ قُلْتُ مَا هَذَا أُمَّتِي هَذِهِ قِيلَ بَلْ هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ قِيلَ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ ثُمَّ قِيلَ لِي انْظُرْ هَا هُنَا وَهَا هُنَا فِي آفَاقِ السَّمَاءِ فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ قِيلَ هَذِهِ أُمَّتُكَ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَأَفَاضَ الْقَوْمُ وَقَالُوا نَحْنُ الَّذِينَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُولَهُ فَنَحْنُ هُمْ أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَقَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ. فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا قَالَ

سے یا سانپ بچھو کے کاٹنے سے کروانا چاہیئے۔ (حصین بن عبد الرحمٰن نے کہا:) میں نے سعید بن جبیر سے ان کا یہ قول ذکر کیا تو انہوں نے کہا ہم سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے سامنے تمام اُمتیں پیش کی گئیں اور نبی ایک ایک اور دو دو کر کے گزرنے لگے ان کے ساتھ ان کی جماعت ہوتی اور کوئی نبی ایسا بھی ہوتا کہ اس کے ساتھ ایک بھی نہ ہوتا یہاں تک کہ مجھے دور ایک بہت بڑی جماعت دکھلائی گئی میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ کیا یہ میری امت ہے؟ مجھے کہا گیا کہ یہ موسیٰؑ اور ان کی قوم ہے۔ مجھے کہا گیا افق کی طرف دیکھو تو کیا دیکھتا ہوں کہ بہت بڑی جماعت ہے جس نے سارے اُفق کو بھر دیا ہے۔ پھر مجھے کہا گیا: آفاق میں ہر جانب نظر دوڑاؤ۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ بہت ہی بڑی جماعت ہے جس نے اُفق کو بھر دیا ہوا ہے۔ مجھے کہا گیا یہ تمہاری امت ہے۔ ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر آپؐ اندر چلے گئے اور انہیں اس کی تعبیر نہ بیان کی۔ تب یہ سن کر لوگ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے ہم وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول کی پیروی کی ہے۔ سو ہم ہی وہ ہیں یا ہماری وہ اولادیں جو اسلام میں پیدا ہوئیں کیونکہ ہم تو جاہلیت میں

سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

پیدا ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپؐ باہر آئے آپؐ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ تو دم کرواتے ہیں اور نہ شگون لیتے ہیں اور نہ داغ لگواتے ہیں اور وہ اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔ حضرت عکاشہ بن محصنؓ نے سن کر کہا: یارسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ اس پر ایک دوسرا کھڑا ہوا اور پوچھا: کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا عکاشہؓ اس میں تم پر سبقت لے گیا۔

أطرافه: ٣٤١٠، ٥٧٥٢، ٦٤٧٢، ٦٥٤١۔

تشریح: مَنِ اكْتَوَى أَوْ كَوَى غَيْرَهُ وَفَضْلُ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ: جس نے خود داغ لگوایا یا دوسرے کو داغ لگایا اور اس شخص کی خوبی جو داغ نہ لگوائے۔ عنوانِ باب کے تین حصے ہیں۔ (۱) مَنِ اكْتَوَى (۲) أَوْ كَوَى غَيْرَهُ۔ (۳) اور فَضْلُ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ۔ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں اکتویٰ کے معنی ہیں خود کو داغنا اور کَوَی کا لفظ عام ہے یعنی خود کو داغنا یا دوسرے کو داغنا۔ ان دو میں امام بخاری نے داغ لگانے یا لگوانے کے جواز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور تیسرے فَضْلُ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس تکلیف دہ علاج کو نہ کرنا بہتر ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۱ صفحہ ۲۴۳) مختلف طریقہ ہائے علاج میں سے یہ طریقۂ علاج پہلے زمانوں میں بھی تھا اور بعض جدید صورتوں میں اب بھی ہے جس سے فاسد مادوں کو جلا کر علاج کیا جاتا ہے۔ دورِ جدید میں اس کی متنوع قسمیں متعارف ہو چکی ہیں۔ غرض جلانے کی مختلف صورتیں مختلف قوموں اور مختلف علاقوں میں رائج تھیں اور آج بھی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقۂ علاج کو پسند نہیں فرمایا مگر انتہائی مجبوری کی صورت میں اس کی اجازت دی ہے۔ کیونکہ یہ انتہائی تکلیف دہ صورت ہے مگر آج کے زمانے میں بہت موثر اینٹی سیپٹک اور اینٹی بائیوٹک ادویات ایجاد ہو چکی ہیں جو جراثیم کش ہیں۔ اس لیے زخموں وغیرہ کو جلانے کی ضرورت نہیں رہی ہے جس کا ایک مقصد جراثیم کو مارنا ہی ہوتا تھا۔ انیستھیزیا (Anaesthesia) و دیگر ایسے جدید طریقے ایجاد ہو گئے ہیں جن سے مریض دورانِ علاج سرجری وغیرہ کی تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ اس لیے اب داغ لگانے کی ضرورت کسی استثنائی صورت میں ہو بھی تو اس سے ہونی والی تکلف کو رفع کیا جا سکتا ہے۔

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: داغ لگوانا یا داغ لگانا ایک عرصہ دراز سے طریقۂ علاج چلا آرہا ہے یہ مختلف طریقوں سے عمل کیا جاتا ہے:

Laser (3) Chemical (2) Hot Plate (1)

اس طریقۂ علاج کو آپؐ نے عمومی طور پر پسند نہیں فرمایا۔... جب یہ طریقۂ علاج رائج تھا تو داغ لگانا تکلیف دہ تھا۔ اب Anaesthesia کی ایجاد سے قریباً سب آپریشن میں Cauterisation سے خون کو بہنے سے روک دیا جاتا ہے۔ اور مختلف Cauterisation Techniques سے تکلیف کا عنصر قریباً ختم ہو گیا ہے۔ لیکن کچھ حد تک اس عمل کے بعد تکلیف رہتی ہے اور اس تکلیف میں جلن اور درد شامل ہے۔ آج کل بھی جِلد پر داغنے کے عمل کے بعد کچھ مریضوں میں جِلد سخت ہو کر ابھر آتی ہے۔ جس کو Keloid Formation کہتے ہیں۔ یہ اگر چہرے پر ہو تو نہایت بدنما لگتی ہے۔ دل کے آپریشن کے بعد چند مریضوں میں Keloid Formation نہایت بد نما اور تکلیف دہ ہوتی ہے اور درد اور انفیکشن اگر ہو جائے تو مزید تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ جانوروں میں بھی داغ لگانا اب بھی رائج ہے۔ خصوصاً خچروں کی پیٹھ یا منہ پر داغ لگانا جو فوجی مہمات میں پہاڑی علاقے میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ عمل آج کل Cruelty of Animal کے زمرہ میں آتا ہے اور یہی بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ناپسند فرمائی۔ اور اس رسم کو سختی سے منع فرمایا۔"[1]

حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضورؐ داغ دینے اور جراحی کو مفید تو سمجھتے ہیں مگر چونکہ اس میں سخت تکلیف ہوتی ہے لہٰذا آپ باوجود اس کے مفید ہونے کے اس سے منع کر دیتے ہیں کہ اس میں انسان کو سخت دکھ پہنچتا ہے۔ گویا حضورؐ خواہش رکھتے تھے کہ اگر اس علاج سے تڑپ اور تکلیف کی حالت پیدا نہ ہوتی تو یہ بہت مفید علاج تھا۔ سو حضورِ پُر نور کی یہ خواہش بھی پوری ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے کلوروفارم نکالا۔ جس کے سونگھا دینے سے انسان ایک قسم کی گہری نیند میں سو جاتا ہے۔ اس کے بعد داغ یا جراحی کے طریقہ سے اس کا علاج بھی ہو جاتا ہے اور دکھ درد بھی نہیں ہوتا۔"

(روزنامہ الفضل قادیان ۲۰ اگست ۱۹۴۰ صفحہ ۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ فرماتے ہیں:

"پرانے زمانہ میں داغ دینے کی رسم ہوا کرتی تھی۔ یعنی جانور کے منہ پر یا پہلو میں نشان لگایا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بہت ناپسند فرمایا۔

(1) Dr Asia Sultana and Dr Shabnam Ansari:
Research Article: Medical and Scientific Basis of Cauterization (KAI)
Int J of Cur Res vol. 8 Issue 05, Pages 31942-31944 (May 2016)
http://www.journalera.com

لیکن چونکہ علاج کے طور پر بھی داغ دیا جاتا تھا فرمایا کہ آخِرُ الدَّوَاءِ الْكَيُّ کہ دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا پڑے تو آخری علاج کے طور پر داغ کو استعمال کرو۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ ھود زیر آیت يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ... جلد ۳ صفحہ ۲۴۸)

فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ: اس پر ایک دوسرا کھڑا ہوا اور پوچھا: کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا عکاشہؓ تم پر سبقت لے گیا۔ یہ دوسرے پوچھنے والے کون تھے؟ شارحین نے حضرت سعد بن عبادہؓ کا ذکر کیا ہے۔ عنوانِ باب کے الفاظ وَفَضْلُ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ (اور اس شخص کی خوبی جو داغ نہ لگوائے۔) اور زیرِ باب حدیث میں اُن افراد کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کراتے ہیں، نہ بدشگونی لیتے ہیں، نہ داغ لگواتے ہیں۔ یعنی محکمات کو حرزِ جان بنانے والے اور متشابہات سے حزم و احتیاط سے گذرتے ہوئے تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے والے ہوتے ہیں۔ قبولیت اور سعادت کے لمحے ایسے لوگوں کو ہی نصیب ہوتے ہیں جسے بادی النظر میں قسمت کا کھیل سمجھا جاتا ہے۔ ایسی ساعتِ سعد نصیب ہونا بلاشبہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا انعام اور فضل ہے اور یہ اسے ہی نصیب ہوتی ہے جس کے اندر جذب کی وہ کیفیت موجود ہو۔ الٰہی تجلی کا اس سے موافق ہو جانا اس انسان کے بھاگ جگا دیتا ہے۔ جیسے آنحضرتؐ نے ایک موقع پر فرمایا مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ[1] جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہو گی۔ اس کے جو گناہ پہلے ہو چکے ہوں ان کی مغفرت کی جائے گی۔

بَاب ۱۸: الْإِثْمِدُ وَالْكُحْلُ مِنَ الرَّمَدِ

آنکھ کے دکھنے کی وجہ سے اصفہانی سرمہ[2] یا عام سرمہ لگانا

فِيهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ. اس کے متعلق حضرت اُم عطیہؓ سے روایت ہے۔

۵۷۰۶: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا

۵۷۰۶: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، انہوں نے کہا حمید بن نافع نے مجھ سے بیان کیا۔ حمید نے حضرت زینب (بنت ام سلمہؓ) سے،

---

[1] (صحیح بخاری، کتاب الأذان، بَابُ جَهْرِ الإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ)

[2] اثمد ایک پتھر ہے جس سے سرمہ تیار ہوتا ہے اور یہ اصفہانی سرمہ کے نام سے مشہور ہے۔
(فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۱۹۵)
(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، كِتَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَتَكْفِينِهِ، الْفَصْلُ الثَّانِي)

فَاشْتَكَتْ عَيْنَهَا فَذَكَرُوهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرُوا لَهُ الْكُحْلَ وَأَنَّهُ يُخَافُ عَلَى عَيْنِهَا فَقَالَ لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي بَيْتِهَا فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ فِي أَحْلَاسِهَا فِي شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعْرَةً فَلَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

حضرت زینبؓ نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا اور اس کی آنکھیں دکھنے لگیں تو لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اور آپؐ سے ایک سرمہ کا نام لیا اور یہ کہ اس کی آنکھیں جاتے رہنے کا ڈر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کبھی وہ بھی زمانہ تھا کہ تم میں سے ایک عورت اپنے گھر میں بدترین پھٹے پرانے کپڑے پہن کر یا فرمایا: اپنے پھٹے پرانے کپڑے پہن کر اپنے بدترین گھر میں رہا کرتی تھی جب کتا اس کے سامنے سے گزرتا تو وہ ایک مینگنی پھینکا کرتی تھی تو کیا چار مہینے دس دن نہیں گزار سکتی۔

أطرافُه: ٥٣٣٦، ٥٣٣٨۔

بَاب ١٩: الْجُذَامُ

جذام

وَقَالَ عَفَّانُ.

اور عفان (بن مسلم) نے اس کے متعلق بیان کیا۔

٥٧٠٧: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ.

۵۷۰۷: سلیم بن حیان نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن میناء نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ متعدی بیماری ہوتی ہے اور نہ ہی بدشگونی اور نہ قبروں پر الو ہوتا ہے اور نہ صَفر منحوس ہوتا ہے اور جذامی شخص سے ایسے بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔

أطرافُه: ٥٧١٧، ٥٧٥٧، ٥٧٧٠، ٥٧٧٣، ٥٧٧٥۔

تشریح: الْجُذَامُ: جذام کے متعلق شارحین لکھتے ہیں هُوَ عِلَّةٌ رَدِيئَةٌ تَحْدُثُ مِنِ انْتِشَارِ الْبِرَّةِ السَّوْدَاءِ فِي الْبَدَنِ كُلِّهِ فَتُفْسِدُ مِزَاجَ الْأَعْضَاءِ وَرُبَّمَا أَفْسَدَ فِي آخِرِهِ إِيصَالَهَا حَتَّى يَتَأَكَّلَ قَالَ ابن سِيدَهْ سُمِّيَ بِذَلِكَ لِتَجَذُّمِ الْأَصَابِعِ وَتَقَطُّعِهَا (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۱۹۶) یعنی جذام ایک بے بس کر دینے والی بیماری ہے جو پورے جسم میں سودا کے پھیل جانے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ اعضاء کے نظام کو بگاڑ دیتی ہے۔ اور کبھی تو یہ اُن کے جوڑوں تک کو ختم کر کے (اعضاء) کو کھا جاتی ہے۔ ابنِ سیدہ نے کہا: جذام کے معنے کاٹنے کے ہیں یہ بیماری انگلیوں کو کاٹ دیتی ہے اس لیے اسے جذام کہتے ہیں۔

لَا عَدْوَى... وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ: متعدی بیماری نہیں ہوتی ... اور جذامی شخص سے ایسے بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔ زیرِ باب حدیث کے دو حصے بظاہر آپس میں متضاد اور مخالف ہیں اول یہ کہ لَا عَدْوَى کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ہے اور حدیث کا دوسرا اور آخری حصہ یہ ہے فِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ کہ جذامی شخص سے ایسے بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔ دراصل ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں بلکہ اس حدیث میں قانونِ قدرت کے دو مختلف پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ اول لَا عَدْوَى میں اس امر کا بیان ہے کہ کوئی بیماری یا کوئی وائرس و بیکٹیریا از خود ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جا سکتا جب تک قانونِ قدرت اس کا سہارا اور حامل (carrier) نہ ہو۔ مثلاً بعض جراثیم کسی کی چھینک سے کسی دوسری جگہ یا چیز پر گرتے ہیں اسے دوسرا شخص چھوتا ہے اور پھر اپنا ہاتھ ناک یا منہ کو لگاتا ہے اور یوں یہ وائرس اس کے اندر چلا جاتا ہے یا مثلاً مچھر یا مکھی کسی بیماری کے جراثیم اپنے منہ یا پروں پر اٹھا کر لے جاتے ہیں اور کسی کھانے والی چیز پر بیٹھتے ہیں۔ وہ جراثیم اس میں گر جاتے ہیں یا مچھر کسی کو کاٹتا ہے اور اپنے ڈنک سے دوسرے جسم میں جراثیم منتقل کرتا ہے۔ مذکورہ بالا یہ ذرائع یا ہوا یا دیگر لاتعداد اسباب وائرس یا بیکٹیریا کے کیریئر بن کر بعض بیماریوں کو پھیلانے کا باعث بنتے ہیں۔ یہی سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی کے سامنے رکھا کہ پہلے اونٹ کو خارش کی بیماری کیسے لگی؟ جس کا مطلب یہ تھا کہ بیماری از خود نہیں پھیلی بلکہ اسے کیریئر پھیلاتے ہیں۔ حدیث کے دوسرے ٹکڑے میں جذام کو ان بیماریوں میں سے قرار دیا گیا ہے جن کے جراثیم جن ذرائع سے پھیلتے ہیں ان سے بچنے اور احتیاط کرنے کی آپؐ نے تاکید فرمائی جیسا کہ فِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ آپؐ نے یہاں تک فرمایا کہ کھانے پینے کی اشیاء کو ڈھانک کر رکھو تاکہ ایسے جراثیم ان میں نہ پڑیں جذام بھی اُن بیماریوں میں سے ہے جن کے جراثیم بیمار کے ساتھ قربت کے نتیجے میں دوسرے شخص میں منتقل ہوتے ہیں۔ اگر قربت یا دیگر ایسے امکانات و اسباب سے بچا جائے تو بیماری نہیں پھیلتی جیسا کہ آج کل کرونا کے متعلق تمام ہدایات دی جا رہی ہیں کہ قربت سے بچیں، صابن سے بار بار ہاتھ دھوئیں، سینی ٹائیزر وغیرہ جو جراثیم کُش ہیں، ہاتھوں پر لگائیں تاکہ آپ وائرس کے کیریئر نہ بنیں، نہ اپنے لیے نہ دوسروں کے لیے۔ پس دراصل حدیث میں کوئی تضاد نہیں بلکہ قانونِ قدرت کے دو پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ جو جدید سائنس کی تمام تحقیقات سے اظہر من الشمس ہے۔

جذام اور اس کے اثرات:

فضل عمر ہسپتال ربوہ کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ محترم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب لکھتے ہیں:

"جذام میں اکثر جِلد پر سفید داغ نمودار ہوتا ہے یا یہ داغ سرخی مائل بھی ہو سکتا ہے۔ متاثرہ حصہ میں احساس ختم ہو جاتا ہے اور یہ سُن ہو جاتا ہے۔ متاثرہ حصہ کو جانے والی Nerve بڑی ہو کر نظر آ سکتی ہے یہ داغ ایک یا ایک سے زائد بھی ہو سکتے ہیں۔ متاثرہ حصہ پر بال جھڑ جاتے ہیں۔ چونکہ متاثرہ حصہ سُن ہو جاتا ہے اس لیے اس میں درد کا احساس ختم ہو جاتا ہے اور اسے نقصان پہنچتا رہتا ہے اور اس سے مختلف اعضاء ختم ہو سکتے ہیں۔ اور جذام کا مریض اپنے اعضاء سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اور معذور ہو جاتا ہے۔ اور اس کا جسم بد نما بن جاتا ہے۔ یہ متعدی ہے یعنی ایک مریض سے دوسرے مریض کو منتقل ہو سکتا ہے۔ لیکن یا تو یہ بہت قریب رہنے والے اور براہِ راست جسمانی تعلق رکھنے والے کو منتقل ہوتا ہے یا پھر چھینک یا کھانسی کے ساتھ برآمد ہونے والے چھوٹے چھوٹے قطروں کے ذریعہ دوسرے شخص کو منتقل ہوتا ہے۔ زمانۂ قدیم سے اس بیماری نے تاریخِ انسانیت میں کتنے ہی المیوں کو جنم دیا ہے۔ بھارت میں ۴۰۰۰ ہزار سال پرانا ڈھانچہ دریافت ہوا جس کی ہڈیوں میں جذام کے آثار پائے جاتے ہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس قدیم دور سے یہ بیماری اپنی تباہ کاری پھیلا رہی تھی۔

اس موقعہ پر نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ متعدی بیماری سے متاثرہ افراد کے ساتھ انسانی رویوں اور احتیاط کے ساتھ ساتھ مریض کی عزتِ نفس اور اس سے روا رکھے جانے والے سلوک کو اسلامی تعلیم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ، خلفاء راشدین کے اُسوہ اور اس کے مقابل بائبل کی تعلیم کا مختصر موازنہ بھی پیش کیا جائے۔

جذام اور بائبل:

محترم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب لکھتے ہیں:

بائبل میں بھی اس بیماری کے متعلق بہت سے تفصیلی احکامات پائے جاتے ہیں اور اس کی علامات بیان کی گئی ہیں۔ یہ احکامات بائبل کی کتاب احبار کے باب ۱۳ اور ۱۴ میں بیان کیے گئے ہیں۔ ان احکامات کے مطابق اگر کسی شخص کو جذام ہونے کا شبہ ہو تو وہ کاہن کے پاس جائے اور اگر وہ اس مریض میں پائی جانے والی علامات

کو بائبل میں بیان کردہ معیار پر پرکھ کر دیکھے۔ اگر وہ ان علامات کو جذام کی علامات کے مطابق پائے تو اس بیچارے مریض کے ساتھ بائبل کے الفاظ میں یہ سلوک کیا جائے گا۔ ”اور جو کوڑھی اس بلا میں مبتلا ہو اس کے کپڑے پھٹے اور اس کے سر کے بال بکھرے رہیں۔ اور وہ اپنے اوپر کے ہونٹ کو ڈھانکے اور چلّا چلّا کر کہے ناپاک ناپاک۔ جتنے دنوں وہ اس بلا میں مبتلا رہے وہ ناپاک رہے گا اور وہ ہے بھی ناپاک۔ پس وہ اکیلا رہا کرے اس کا مکان لشکر گاہ سے باہر ہو۔“[1] ایسے مریض کو جسے کوئی متعدی مرض لاحق ہو۔ دوسروں کو احتیاط تو کرنی پڑتی ہے تاکہ یہ مرض دوسرے کو لگ کر اور پھیل کر معاشرے میں مزید تکالیف کا باعث نہ بنے۔ اور جذام جیسے موذی مرض کے معاملے میں یہ احتیاط اور بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے اور یہ احتیاط ضروری بھی ہوتی ہے۔ لیکن بائبل میں مذکور ہدایات کے بارے میں کچھ امور قابلِ غور ہیں۔ ایک تو یہ صرف احتیاط کی تعلیم نہیں ہے کہ یہ مرض پھیل نہ جائے بلکہ ایسے مریض کو بار بار ناپاک کا نام دیا گیا ہے اور بائبل کے ان دو ابواب میں جن میں جذام کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔ بیچارے ایسے مریض کو بار بار ناپاک کا نام دے کر لوگوں کو ایسے مریض سے ہمدردی کی بجائے نفرت دلائی گئی ہے۔ بیماری تو بیماری ہے۔ ایسی قابلِ رحم حالت میں اس سے نفرت دلانے کا ایک ہی نتیجہ نکل سکتا تھا۔ اور وہ یہ کہ لوگ خواہ مخواہ ایسے مریض کو بلاجواز نفرت اور امتیازی سلوک کا نشانہ بنائیں۔ اور تاریخ میں جذام کے مریضوں کے ساتھ یہ ظلم بکثرت کیا گیا ہے۔ بلکہ اب تک کیا جارہا ہے۔ چنانچہ چین میں اب تک جذام کے ان مریضوں کو جن کا علاج ہو چکا ہوتا ہے اور اب ان کی بیماری ختم ہو چکی ہوتی ہے کوئی اپنے گاؤں میں رکھنے کو تیار نہیں ہوتا اور ان کے لیے علیحدہ گاؤں آباد کیے جاتے ہیں۔ دوسرے یہ تو علیحدہ بات ہے کہ ایسی احتیاط کی جائے کہ مرض دوسرے کو منتقل نہ ہو۔ خاص طور پر اس دور میں جبکہ اس مرض کا علاج دریافت نہیں ہوا تھا لیکن بائبل میں مذکور ہدایات میں یہ تاکید کہ ایسے مریض کے کپڑے پھٹے رہیں اور بال بکھرے رہیں اور وہ بیچارہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے آپ کو چیخ چیخ کر ناپاک

[1] (احبار باب ۱۳، آیت ۴۵، ۴۶)

کہے۔ یہ تو بالکل ناقابلِ فہم بات ہے۔ اس سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ اس کی تذلیل کی جائے اور اس کی مشکلات میں بلا مقصد اضافہ کیا جائے سوائے ایک ستم رسیدہ کے جذبات مجروح کرنے کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ جذام سے دوسرے لوگوں کو بچانا ضروری ہے۔ لیکن اس احتیاط کے لیے اس کا آبادی سے بالکل باہر نکال دینا ضروری نہیں ہوتا۔ یہ مرض بہت قریبی تعلق رکھنے پر منتقل ہوتا ہے اور اس سے بچانے کے لیے آبادی سے باہر نکال دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایسے اقدامات سے صرف اس کے ساتھ امتیازی سلوک میں اضافہ ہی ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ بائیبل میں جذام کی جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں اور اس سے یہ امکان بھی موجود ہے کہ جس کو جذام ہو اسے جذام سے پاک قرار دے دیا جائے اور جسے جذام نہیں ہے بلکہ کوئی اور مرض ہے جس سے باقی لوگوں کو کوئی ایسا خاص خطرہ نہیں اسے مجذوم قرار دے دیا جائے۔ مثلاً احبار کے باب ۱۳ میں لکھا ہے کہ اگر سات روز میں جسم پر نمودار ہونے والا داغ جسم پر پھیل جائے تو کاہن ایسے مریض کو مجذوم قرار دے لیکن اگر یہ داغ سات روز میں تیزی سے نہ پھیلے تو اسے پاک قرار دیا جائے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جذام کا داغ بہت آہستگی سے پھیلتا ہے اور بعض دوسرے امراض مثلاً جسم پر fungus کے داغ بہت تیزی سے پھیلتے ہیں۔ بائیبل میں بیان شدہ علامات کی اگر پیروی کی جائے تو اس بات کا بہت زیادہ احتمال ہے کہ Psoriasis اور برص جیسے امراض کے داغ کو جو کہ متعدی امراض بھی نہیں ہیں جذام قرار دے کر ان سے یہ ظالمانہ سلوک کیا جائے یا جسم پر نمودار ہونے والی Fungus کو جو کوئی ایسی خطرناک بیماری بھی نہیں جذام قرار دے دیا جائے۔

اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ بائیبل کی کتاب احبار کے باب ۱۳ اور ۱۴ میں ایسی جذام کا بھی ذکر ہے جو کہ کپڑوں کو اور گھروں کی دیواروں کو بھی ہو جاتی ہے اور اس کی علامات درج کر کے یہ تلقین کی گئی ہے کہ ایسے کپڑے کو جلا دیا جائے اور اگر گھر کی دیواروں میں جذام کی علامات ظاہر ہوں اور بڑھتی جائیں تو ایسے گھر کو منہدم

کر دیا جائے۔ یہ بالکل سائنسی حقائق اور عقل کے خلاف ہے کیونکہ جذام کے جراثیم کسی بھی صورت میں کپڑوں میں یا گھر کی دیواروں میں پرورش نہیں پا سکتے۔ اس حصہ کو سوائے توہمات کے کسی اور چیز کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ مندرجہ بالا قوانین کی تشریح طالمود میں کی گئی ہے اور اس میں بھی جذام کے مریض سے ظالمانہ سلوک روا رکھا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اگر جذام کے مریض کے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا یا دائیں پاؤں کا انگوٹھا یا دایاں کان ضائع ہو جائے تو ایسا مریض خواہ اس کا مرض ختم ہی کیوں نہ ہو جائے کبھی پاک نہیں ہو گا۔

(Babylonian Talmud: Tractate Sanherdin Folio 88)

انجیل میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے جذام کے مریض کو شفا ملی لیکن اس کے ساتھ یہ ذکر ملتا ہے کہ شفا پانے کے بعد حضرت عیسیٰؑ نے اُسے تاکید کی کہ کاہن کے پاس جا کر توریت کی ہدایت کے مطابق اپنے آپ کو پاک کراؤ۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت بھی یہ احکامات منسوخ نہیں کیے گئے تھے۔ (متی باب ۸، لوقا باب ۵) ویدوں میں سے اتھر وید میں جذام سے شفا پانے کے لیے بھجن درج ہیں۔ (Atharva Veda: Hymn 23, 24)

جذام کے متعلق اسلامی تعلیم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جذام کی بیماری والے سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔[1] لیکن اس کی حد بھی بیان فرمائی ہے جیسا کہ مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جذام کے مریض کی طرف مسلسل ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھو۔ اور جب تم اس سے بات کرو تو تمہارے اور اس کے درمیان ایک نیزہ جتنا فاصلہ ہو۔[2]

اب ایک نیزہ جتنا فاصلہ سائنسی طور پر بالکل مناسب ہے کیونکہ یہ بیماری قریبی تعلق سے پھیلتی ہے اور مسلسل ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے اس لیے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ

---

[1] (صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الجذام)

[2] (مسند احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، جزء اول صفحہ ۷۸)

اس بیماری میں اعضاء ضائع ہوئے ہوتے ہیں اور جسم پر بد نما داغ نمودار ہوتے ہیں اور اگر کوئی ایسے مریض کی طرف مسلسل دیکھے جائے تو یہ بات مریض کے لیے خفت کا باعث ہوسکتی ہے۔ اس طرح ایسے مریض کے جذبات کا خیال رکھا گیا ہے۔ اب بائیبل میں تو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ ایسے مریض کو باہر نکال دو اور اس کے برعکس حدیث میں صرف وہ ہدایت دی گئی ہے جو کہ مرض کو پھیلنے سے روکنے کے لیے ضروری ہے۔ مناسب یہی ہوتا ہے کہ ایسی جگہ پر جہاں پر لوگوں کا ہجوم ہوتا ہو وہاں ایسا مریض زیادہ دیر کے لیے نہ رکے تاکہ یہ مرض دوسروں کو منتقل نہ ہو۔ چنانچہ ثقیف کے وفد میں ایک شخص مجذوم بھی تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیغام بھجوایا کہ ہم نے تمہاری بیعت قبول کر لی اب تم واپس چلے جاؤ۔[1] ابن جریر میں روایت ہے کہ یہ شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر تھا جب آپ نے اس کو یہ پیغام بھجوایا تھا۔[2]

یہ بات ظاہر ہے کہ مسجد نبوی ایک ایسی جگہ تھی جہاں پر لوگوں کی کثرت سے آمد و رفت ہوتی تھی اور وہاں پر ایسے مریض کے موجود رہنے سے دوسروں کو یہ بیماری منتقل ہونے کا خدشہ ہوسکتا تھا۔ حضرت عمرؓ ایک ایسی عورت کے پاس سے گزرے جو کہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھی آپ نے اس سے فرمایا کہ اے اللہ کی بندی لوگوں کو تکلیف نہ پہنچا اور اپنے گھر میں بیٹھ۔[3]

جذام کا مریض اور اسوۂ حسنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے اپنا ایسا حسین اُسوہ پیش فرمایا کہ ایسا مریض ناپاک نہیں ہوتا۔ اس کا دل رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے اور اس سے محبت کا سلوک کرنا ضروری ہے جس کی ہمیں کہیں اور مثال نہیں ملتی اور یہ پہلو بھی مدنظر رہنا ضروری ہے کہ ان مقدس ہستیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت

---

[1] (سنن ابن ماجه، کتاب الطب، باب الجذام)

[2] (تهذیب الآثار لابن جریر الطبری، مسند علی بن ابی طالب، جزء ۳ صفحہ ۱۸)

[3] (کنز العمال، حرف الطاء، کتاب الطب، الأمراض، الجذام، جزء ۱۰ صفحہ ۹۶)

ہوتی ہے چنانچہ جامع ترمذی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جذام کے مریض کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھانے کے پیالے میں داخل کیا اور فرمایا کھاؤ اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے۔[1]

یہ روایت سنن ابن ماجہ کتاب الطب میں بھی بیان ہوئی ہے۔ ایک اس قسم کے مریض کے ساتھ محبت کی یہ تعلیم کسی اور مذہبی کتاب میں بیان نہیں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک اُسوہ کو اپنے اپنے دور میں خلفاء راشدین زندہ کرتے رہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کے دور میں ایک وفد مدینہ آیا اور آپ کی خدمت میں کھانا لایا گیا لوگ نزدیک ہو گئے لیکن ایک آدمی جس کو جذام تھا الگ ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے اس شخص کو فرمایا کہ قریب ہو جاؤ وہ بے چارا قریب ہو گیا۔ آپ نے اس کو فرمایا کھاؤ۔ جب وہ کھانے لگا تو آپ برتن میں اسی جگہ سے کھاتے جہاں سے وہ کھا رہا تھا۔[2]

حضرت عمرؓ کے دور میں ایک صحابی حضرت معیقیبؓ کو یہ تکلیف ہو گئی ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس پانی کا برتن لایا گیا آپ نے اس میں سے پانی پیا اور پھر حضرت معیقیبؓ کو پینے کے لیے دیا جب حضرت معیقیبؓ نے پانی پی لیا تو آپ نے اس برتن سے پانی پیا اور آپ اپنے ہونٹ وہیں رکھتے تھے جہاں سے حضرت معیقیبؓ نے پانی پیا تھا۔ حضرت عمرؓ کو ان کے علاج کے متعلق بہت فکر رہتی تھی اور آپ اپنے پاس آنے والے مختلف لوگوں سے ان کے علاج کے بارے میں دریافت فرماتے رہتے۔ آپ کے پاس یمن سے ایک وفد آیا تو آپ نے ان سے فرمایا کیا تمہارے پاس اس مرد صالح کے لیے کوئی علاج ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسا علاج تو نہیں جو کہ اس کو ختم کر دے لیکن ایسا علاج ہے جو کہ اس کو بڑھنے سے روک دے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا رک جانا بھی بڑی عافیت ہے۔ تب انہوں نے حنظل لے کر حضرت معیقیب کے جسم پر خوب ملے۔ اس کے بعد

---

[1] (جامع ترمذی، ابواب الاطعمة، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مَعَ الْمَجْذُومِ)

[2] (کنز العمال، حرف الطاء، کتاب الطب من قسم الافعال، الامراض، جزء ۱۰ صفحہ ۹۳، ۹۴)

ان کا یہ مرض بڑھنا ختم ہو گیا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔[1]

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موذی مرض سے بچنے کے لیے دعا بھی سکھائی ہے اور وہ دعا یہ ہے: اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں بے کسی سے اور سستی سے اور بزدلی سے اور بخل سے اور سخت بڑھاپے سے اور سخت دلی سے اور غفلت سے اور زیادہ عیال داری سے اور ذلت اور مسکت سے اور میں پناہ مانگتا ہوں بہرہ پن اور گونگے پن اور جنون اور جذام اور برص اور تمام بیماریوں سے۔[2]"

(روزنامہ الفضل ۱۰ مئی ۲۰۱۰ء، صفحہ ۳، ۴)

بَاب ۲۰ : اَلْمَنُّ شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

کھمبی آنکھ کے لیے شفا ہے

۵۷۰۸: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرُو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ.

قَالَ شُعْبَةُ وَأَخْبَرَنِي الْحَكَمُ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ شُعْبَةُ لَمَّا حَدَّثَنِي

۵۷۰۸: محمد بن مثنیٰ نے مجھے بتایا کہ غندر نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے عبدالملک (بن عمیر) سے روایت کی۔ عبدالملک نے کہا میں نے عمرو بن حریث سے سنا۔ عمرو نے کہا میں نے حضرت سعید بن زیدؓ سے سنا۔ سعید کہتے تھے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: کھمبی من کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے۔

شعبہ نے کہا اور مجھے حکم (بن عتیبہ) نے خبر دی انہوں نے حسن (بن عبداللہ) عُرنی سے، حسن نے عمرو بن حریث سے۔ عمرو نے حضرت سعید بن زیدؓ سے، سعیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

---

[1] (کنز العمال، حرف الطاء، کتاب الطب من قسم الافعال، الامراض، جزء ۱۰ صفحہ ۹۴، ۹۵)

[2] (المستدرك على الصحيحين للحاكم، كِتَابُ الدُّعَاءِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ، روایت نمبر ۱۹۴۴)

بِهِ الْحَكَمُ لَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ.

کرتے ہوئے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے کہا: جب حکم نے مجھ سے یہ بیان کیا تو میں نے عبد الملک کی حدیث کو اجنبی نہ سمجھا۔

أطرافه: ٤٤٧٨، ٤٦٣٩۔

تشریح: الْمَنُّ شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ: من یعنی کھمبی آنکھ کا علاج ہے۔ امام بخاری نے الْمَنُّ شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ عنوان باب کو عام رکھا ہے جس میں ہر قسم کے من کو شامل سمجھا جا سکتا ہے۔ اور زیر باب حدیث میں بطور خاص کھمبی کا ذکر کیا ہے۔ باب اور حدیث دونوں میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ الْمَنُّ یا الْكَمْأَةُ (کھمبی) شفاء للعین ہے۔ علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں: وَوجه كَونه شِفَاء للعين أَنه يُرِبي بِهِ الْكحل والتوتيا وَنَحْوهمَا مِمَّا يكتحل بِهِ فينتفع بذلك، وَلَيْسَ بِأَن يكتحل بِهِ وَحده لِأَنَّهُ يُؤْذِي الْعين ويقذيها۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲۴۸)

یعنی اس کے آنکھوں کے لیے شفا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے آنکھ کا سرمہ بنایا جاتا ہے جس سے آنکھ کو فائدہ پہنچتا ہے لیکن مجرد (کسی سرمہ وغیرہ کے بغیر) اس کو آنکھ میں ڈالنا آنکھ کے لیے تکلیف کا باعث ہے۔ اُس میں رگڑ پیدا کرتا ہے۔

الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ: کھمبی من کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کیلئے شفاء ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: قَالَ الْغَافِقِيُّ فِي الْمُفْرَدَاتِ مَاءُ الْكَمْأَةِ أَصْلَحُ الْأَدْوِيَةِ لِلْعَيْنِ إِذَا عُجِنَ بِهِ الْإِثْمِدُ وَاكْتُحِلَ بِهِ فَإِنَّهُ يُقَوِّي الْجَفْنَ وَيَزِيدُ الرُّوحَ الْبَاصِرَ حِدَّةً وَقُوَّةً وَيَدْفَعُ عَنْهَا النَّوَازِلَ وَقَالَ النَّوَوِيُّ الصَّوَابُ أَنَّ مَاءَهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ مُطْلَقًا فَيُعْصَرُ مَاؤُهَا وَيُجْعَلُ فِي الْعَيْنِ مِنْهُ قَالَ وَقَدْ رَأَيْتُ أَنَا وَغَيْرِي فِي زَمَانِنَا مَنْ كَانَ عَمِيَ وَذَهَبَ بَصَرُهُ حَقِيقَةً فَكُحِلَ عَيْنُهُ بِمَاءِ الْكَمْأَةِ مُجَرَّدًا فَشُفِيَ وَعَادَ إِلَيْهِ بَصَرُهُ. (فتح الباری، جزء ۱۰، صفحہ ۲۰۴)

غافقی کہتے ہیں: مفردات میں ہے کہ کھمبی کا پانی آنکھوں کی بہترین دوائی ہے جب اسے سرمہ کے ساتھ ملا کر آنکھ میں ڈالا جائے۔ یہ آنکھ کی پُتلی کو مضبوط کرتا ہے اور نظر کو تیز اور طاقتور بناتا ہے اور نزول الماء وغیرہ آنکھوں کی بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ امام نووی کہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ کھمبی کا پانی آنکھ کے لیے ہر اعتبار سے شفا کا موجب ہے جب اسے نچوڑ کر اس کا پانی آنکھ میں ڈالا جائے۔ کہتے ہیں میں نے اور ہمارے زمانے کے میرے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی مشاہدہ کیا ہے کہ جو شخص نابینا ہو گیا اور اس کی بینائی فی الواقعہ ختم ہو گئی صرف کھمبی کا پانی اس کی آنکھوں میں ڈالا گیا تو اسے شفا ہو گئی اور اس کی بصارت واپس لوٹ آئی۔

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: الْكَمْأَةُ جُدَرِيُّ الْأَرْضِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ (سنن الترمذی، ابواب الطب، باب ما جاء فی الکمأۃ والعجوۃ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے بعض لوگ (اعراب کے توہمات کے مطابق) باتیں کر رہے تھے کہ کھمب زمین کی چیچک ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس بات کو

سن کر) فرمایا کہ کھمبی من کی اقسام میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے۔ مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: مَنّ مختلف قسم کی غذائیں تھیں جو صحرائے سینا اور دیگر ممالک میں پائی جاتی تھیں۔ اس کا نام "مَنّ" احسانِ الٰہی سے ملنے والی غذا رکھا گیا۔ ابو ریحان البیرونی (973-1050AD) نے پہلی مرتبہ ترنجبین (Turanjabin) جو الحج Al- Haj عربی میں کہلاتی ہے، قرآن کی مَنّ قرار دیا ہے۔ یہ ایک جھاڑی نما پودا ہے۔ (Desert Shrub) جس کو:

"Tamarix Gallica Mannifera (French Tamarisk)"

کہا جاتا ہے اور اسکی چھال کو جب ایک کیڑا چھیدتا ہے (Coccus Manniparus) تو اس سے یہ رس ٹپکتا ہے جو کھانے کے کام آتا ہے۔[1] (اس کا ذکر حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر کبیر سورۃ طٰہٰ جلد ۵ صفحہ ۴۴۶، ۴۴۷ میں بھی کیا ہے۔) مَنّ کو کھمبی (Mashroom یا Truffles) بھی کہا جاتا ہے جو سینا کے ریگستان میں وافر مقدار میں پایا جاتا ہے اور محنت کیے بغیر جلد تیار ہو جاتا ہے۔ مَنّ میں زیادہ مقدار Carbohydrates کی ہے۔ جو متوازن انسانی غذا کے تین اہم جزو میں سے ایک ہے۔ دیگر دو اہم اجزاء Protein اور Fats ہیں قرآن کریم میں جہاں بھی مَنّ کا ذکر ہے وہاں سلوا (Quail) کا ذکر ساتھ ہے۔ اس طرح مَنّ و سلویٰ کو اکٹھا ذکر کر کے یہ حقیقت بھی سمجھا دی کہ اللہ نے محض اپنے فضل سے انسانی نشو و نما کے لیے بنی اسرائیل کو متوازن غذا Protein اور Carbohydrates, Fats مہیا کر دی اور وہ چالیس سال تک کھاتے رہے۔ اس کے برعکس بائبل میں جہاں بھی مَنّ کا ذکر آیا ہے وہ صرف مَنّ ہی آیا ہے (۱۱ مرتبہ ذکر ہے) اور سلویٰ کا ذکر نہیں ہے۔ اب صرف مَنّ (Carbohydrates) سے انسانی جسم چالیس سال تک نشو و نما نہیں پا سکتا۔[2] یہ نمایاں فرق قرآن کریم کی عظمت اور فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔ کھمبی (الکماۃ) اپنی افادیت میں آنکھوں کی بیماری کا بہترین علاج ہے۔ مشہور طبیب ابنِ سینا نے کھمبی کے پانی کو ابال کر اور ٹھنڈا کر کے Eye Drops کے طور پر

---

(1) Dr. M.I.H. Farooqi: Al Mann in the Light of Quran and Sunnah A Scientific Study, Plants of The Quran, 9th edition, Sidrah Publisher, Luckhnaw, India (2011)

(2) Dr. M.I.H. Farooqi: Al Mann in the Light of Quran and Sunnah A Scientific Study, Plants of The Quran, 9th edition, Sidrah Publisher, Luckhnaw, India (2011)

Hesham EE, Elsayed AE, Mohammad AW: Mushrooms and Truffles: Historical Biofactories for Complementary Medicine in Africa and in the Middle East, Hindawi Publishing Corporation, Volume 2013, Article ID 620451, 10 pages, http://dx.doi.org/10.1155/2013/620451

Heayyean L, Kyungmin N, Zahra Z et al: Potentials of truffles in nutritional and medicinal applications (a Review), Fungal Biology and Biotechnology 7:9, Pages 1-7 (June 2020), https://doi.org/10.1186/s40694-020-00097-x

استعمال کیا ہے۔مشہور مصری ماہر امراضِ چشم Dr Al-Mu`taz al- Marzuqi نے اپنے تجربہ کے بعد لکھا ہے کہ ککرے (Trachoma) ایک عام آنکھوں کی بیماری ہے اور گرم و صحرائی علاقوں میں زیادہ پائی جاتی ہے اگر وقت پر اس بیماری کا علاج نہ کیا جائے تو انسان آہستہ آہستہ بینائی سے محروم ہو جاتا ہے۔Trachoma اندھا پن کی سب سے بڑی وجہ ہے۔مَنّ کا پانی نہ صرف ککروں (Trachoma) کی بیماری سے شفا دیتا ہے بلکہ بینائی کو بھی بحال کر دیتا ہے۔[1] یہ نسخہ آج سے ۱۴۰۰ سو سال قبل ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک ایسی چیز سینا کے علاقہ میں پائی جاتی ہے جو شبنم کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اور دھوپ کی گرمی میں پگھل جاتی ہے اور تیل کا سا اس کا مزہ ہوتا ہے اور سفید رنگ کی ہوتی ہے جس کی ایک قسم کو ہمارے ملک میں شیرخشت کہتے ہیں۔اور دوسری کو ترنجبین اور ہندی میں اسے یورس شرط کڑا یعنی جوانسہ کی شکر کہتے ہیں کیونکہ ہندوستان میں یہ چیز جوانسے کے درخت سے نکالی جاتی ہے۔لاطینی میں اسے منّا کہتے ہیں اور اس چیز کی ماہیت پوری طرح طبی کتب میں بھی درج ہے اور انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں بھی بیان ہے۔یوروپین سیاحوں نے شہادت دی ہے کہ اب تک اس علاقہ میں منّ ملتا ہے۔گو وہ شبنم کے ساتھ نہیں گرتا بلکہ ٹیمرکس گیلیکا (Tamarix Gallica) نامی درخت کا رس ہوتا ہے جس کی چھال کو جب ایک کیڑا چھید تا ہے تو اس سے یہ رس ٹپکتا ہے۔بغیر کیڑے کے انسانی طریقوں سے درخت کی چھال میں شگاف کرنے سے بھی یہ رس گر کر جم جاتا ہے۔اور مختلف ممالک میں اس درخت سے مختلف طریقوں سے اس کو جمع کیا جاتا ہے۔سسلی اور خراسان کا منّ مشہور ہے۔ ہندوستان میں بھی جوانسہ کے درخت سے وَید منّ بناتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ طٰہٰ زیر آیت وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى جلد ۵ صفحہ ۴۴۶، ۴۴۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں جہاں تک مندرجہ بالا آیات اور احادیث سے سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دشت سیناء میں کھمب ترنجبین اور ایسی ہی اور چیزیں جو جلد تیار ہو جاتی تھیں، پیدا کر دیں جن سے بنی اسرائیل کو بآسانی غذا ملنے لگی...

(1) Science & Hadees Regarding Truffles & Mushrooms. Dr shakeel's Tib-e-Nabi, Lesson No. 49. Kamaat (الکماۃ), 2015-2020.tib-e-nabi-for-you.com.

اور چونکہ اس کے لئے انہیں کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی تھی اس غذا کا نام مَنّ یعنی احسان الٰہی سے ملنے والی غذا رکھا گیا۔ وہ ایک قسم کی غذا نہ تھی بلکہ کئی قسم کی غذائیں تھیں۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ کئی طرح کا مَنّ تھا۔ ہاں سب میں ایک مشابہت تھی اور وہ یہ کہ غذائیں ہل چلا کر اور محنت کر کے بنی اسرائیل کو پیدا نہیں کرنی پڑتی تھیں۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ طٰہٰ زیر آیت وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى جلد ۵ صفحہ ۴۵۰)

بَاب ۲۱ : اللَّدُودُ

حلق میں دوا ڈالنا

۵۷۰۹، ۵۷۱۰، ۵۷۱۱ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ.

۵۷۰۹، ۵۷۱۰، ۵۷۱۱: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید (قطان) نے ہمیں بتایا۔ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا موسیٰ بن ابی عائشہ نے مجھے بتایا۔ موسیٰ نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، عبید اللہ نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا جبکہ آپؐ کی وفات ہوئی۔

طرف الحديث ۵۷۰۹: ٤٤٥٦۔
أطراف الحديث ۵۷۱۰: ١٢٤١ ، ٣٦٦٧ ، ٣٦٦٩ ، ٤٤٥٢ ، ٤٤٥٥۔
أطراف الحديث ۵۷۱۱: ١٢٤٢ ، ٣٦٦٨ ، ٣٦٧٠ ، ٤٤٥٣ ، ٤٤٥٤ ، ٤٤٥٧۔

۵۷۱۲ : قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهِ فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ لَا تَلُدُّونِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّونِي قُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ

۵۷۱۲: (حضرت ابن عباسؓ نے) کہا اور حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: ہم نے آپؐ کی بیماری میں آپؐ کے منہ میں دوائی ڈالی تو آپؐ ہمیں اشارہ کرنے لگے کہ میرے منہ میں دوائی نہ ڈالو۔ ہم یہ سمجھے کہ یہ مریض کی دوائی سے کراہت ہے۔ جب آپؐ کو

لِلدَّوَاءِ فَقَالَ لَا يَبْقَى فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

افاقہ ہوا، آپؐ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں روکا نہیں تھا کہ میرے منہ میں دوائی نہ ڈالو؟ ہم نے کہا کہ مریض تو دوا سے کراہت کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: میرے سامنے گھر کے ہر فرد کے منہ میں دوا ڈالی جائے سوائے عباسؓ کے کیونکہ وہ تمہارے ساتھ شامل نہ تھے۔

أطرافه: ٤٤٥٨، ٦٨٨٦، ٦٨٩٧۔

۵۷۱۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَنْهُ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ عَلَى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ. فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ بَيَّنَ لَنَا اثْنَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسَةً. قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يَقُولُ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ قَالَ لَمْ يَحْفَظْ إِنَّمَا قَالَ أَعْلَقْتُ أَعْلَقْتُ عَنْهُ حَفِظْتُهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ وَوَصَفَ سُفْيَانُ الْغُلَامَ يُحَنَّكُ بِالْإِصْبَعِ وَأَدْخَلَ

۵۷۱۳: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی۔ عبید اللہ نے حضرت اُم قیس (بنت محصنؓ) سے روایت کی وہ کہتی تھیں: میں اپنے ایک بیٹے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور میں نے گلے کے ورم کی وجہ سے اس کے ناک میں بتی ڈالی ہوئی تھی۔[1] آپؐ نے فرمایا: تم اس بتی سے اپنے بچوں کے حلقوں کو دبا کر کیوں تکلیف دیتی ہو۔ اس عود ہندی کو استعمال کیا کرو اس میں سات علاج ہیں۔ ان میں سے ایک ذات الجنب کا علاج ہے۔ خناق کی تکلیف میں (علاج کے لیے) ناک میں بھی ڈالی جاتی ہے اور ذات الجنب میں حلق میں بھی ڈالی جاتی ہے۔ (سفیان کہتے تھے:) میں نے زہری سے سنا وہ کہتے تھے: آپؐ نے ہم سے دو بیماریاں بیان کیں اور ہم سے پانچ بیماریاں بیان نہیں کیں۔ (علی بن مدینی

[1] اس ترجمہ کے لیے دیکھئے عمدۃ القاری، کتاب الطب، شرح باب السعوط بالقسط الھندی، جزء ۲۱ صفحہ ۲۳۹۔

سُفْيَانُ فِي حَنَكِهِ إِنَّمَا يَعْنِي رَفْعَ حَنَكِهِ بِإِصْبَعِهِ وَلَمْ يَقُلْ أَعْلِقُوا عَنْهُ شَيْئًا.

کہتے تھے:) میں نے سفیان سے کہا: معمر تو یوں کہتے ہیں: أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ۔ انہوں نے کہا کہ معمر نے یاد نہیں رکھا۔ میں نے زہری کے منہ سے یہی یاد رکھا ہے۔ أَعْلَقْتُ عَنْهُ اور سفیان نے اپنی انگلی سے بتایا کہ بچے کے حلق میں کوے کو یوں اٹھا کر دبا دیا جاتا تھا اور سفیان نے اپنی انگلی اس کے حلق میں ڈالی۔ زہری کی صرف یہ مراد ہے کہ سفیان نے اپنی انگلی سے اس کے کوے کو اٹھایا اور یہ نہیں کہا: أَعْلِقُوا عَنْهُ شَيْئًا۔ کہ اُنہوں نے کسی چیز سے اُسے اٹھایا۔

أطرافُه: ٥٦٩٢، ٥٧١٥، ٥٧١٨۔

تشریح: اللَّدُودُ: حلق میں دوا ڈالنا۔ مریض کے منہ میں ایک جانب سے ڈالی جانے والی دوا کو اللَّدُود کہتے ہیں۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۲۰۵) مریض طبیعت یا ذائقہ کی خرابی کی وجہ سے بسا اوقات دوائی یا خوراک نہیں لیتا جبکہ دوائی یا خوراک اس کے لیے انتہائی ضروری ہوتی ہے۔ اس صورت میں تیمارداروں کو خیال رکھنا چاہیئے کہ آیا مریض سے زبردستی کرنا جائز ہے یا نہیں۔ وہ مریض جو سب کا مطاع ہو اس کے تیمارداروں کے لیے ایک مشکل اور کٹھن مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو بطور مریض ٹریٹ کیا جائے یا بطور مطاع۔ اور چونکہ مریض تو مریض ہی ہوتا ہے چاہے وہ نبی اور رسول اور سب کا مطاع ہو اس لیے اس برگزیدہ وجود کی خدمت کرنے والوں اور تیمارداروں کو یہ فیصلہ کرنا کہ اس کا یہ اشارہ بطور مریض ہے یا مطاع۔ اسی صورت حال کا ذکر زیر باب روایت نمبر ۵۷۱۲ میں ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوا پلائی تو آپؐ اشارہ سے دوا پینے سے انکار کرتے تھے۔ ہم نے خیال کیا کہ جس طرح بعض اوقات مریض دوا پینے سے انکار کرتے ہیں اس طرح آپؐ بھی انکار فرما رہے ہیں۔ چنانچہ ہم نے آپؐ کو دوا پلا دی۔ جب آپؐ کو کچھ افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا: ”کیا میں نے تم لوگوں کو دوا پلانے سے منع نہ کیا تھا؟“ ہم نے عرض کی: ”یارسول اللہؐ! ہم نے خیال کیا کہ آپؐ کا انکار بھی اسی طرح ہے جس طرح بعض مریض دوا پینے سے انکار کرتے ہیں۔“ آپؐ نے فرمایا: ”گھر میں جو افراد اس وقت موجود تھے ان سب کو وہ دوا پلاؤ، سوائے عباسؓ کے کیونکہ وہ اس وقت یہاں موجود نہ تھے۔“

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: مریض طبیعت یا ذائقہ کی خرابی کی وجہ سے بسا اوقات دوائی یا خوراک نہیں لیتا جبکہ دوائی یا خوراک اس کے لئے انتہائی ضروری ہے اس صورت میں لازم ہے کہ مریض کے انکار یا بے ہوشی کی صورت میں قریبی رشتہ داروں سے مشورہ کے

بعد اطباء متفقہ فیصلہ سے دوائی و خوراک، آپریشن یا دیگر لازمی علاج کر سکتے ہیں تاکہ جان بچائی جا سکے یا بیماری کی شدت میں افاقہ ہو۔[1]

اس حدیث میں ایک اور پہلو کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جب آپؐ نے یہ فرمایا: گھر میں جو افراد اس وقت موجود تھے ان سب کو دوا پلاؤ سوائے عباسؓ کے کیونکہ وہ اس وقت موجود نہ تھے۔ آپؐ کی یہ ہدایت اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ احتیاطی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے آپؐ کی بیماری کا اثر موجود افراد پر نہ ہو ماسوائے حضرت عباسؓ کے جو اسوقت موجود نہ تھے۔ یہ ہدایت بھی آپؐ کے اعلیٰ حکیمانہ صلاحیت اور انسانی ہمدردی کی جذبہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

باب ۲۲

٥٧١٤: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَآخَرَ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا

۵۷۱۴: بشر بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ معمر اور یونس نے ہمیں بتایا کہ زہری نے کہا: مجھے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کہتی تھیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت کمزور ہو گئی اور آپؐ کی بیماری سخت ہو گئی تو آپؐ نے اپنی ازواج سے اجازت مانگی کہ میرے گھر میں ان کی تیمارداری کی جائے اور انہوں نے اجازت دے دی۔ آپؐ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لئے نکلے۔ آپؐ کے پاؤں زمین پر لکیر ڈالتے جاتے تھے، عباسؓ اور ایک اور شخص کے درمیان۔ (عبید اللہ کہتے تھے کہ) میں نے حضرت ابن عباسؓ کو (حضرت عائشہؓ کا یہ قول) بتایا، انہوں نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ دوسرا شخص کون تھا جس کا نام

(1) Involuntary treatment: en.wikipedia.org (accessed on 29 July 2020)
Forced Medication Justice Action, Productivity Commission Mental Health Inquiry 2020, http justiceaction.org.au (accessed on 29 July 2020)

دَخَلَ بَيْتَهَا وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ قَالَتْ فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتَّى جَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ وَخَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلَّى بِهِمْ وَخَطَبَهُمْ.

حضرت عائشہؓ نے نہیں لیا؟ میں نے کہا: نہیں۔ کہنے لگے: وہ حضرت علیؓ تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے گھر آ چکے اور آپؐ کی بیماری شدت اختیار کر گئی فرمایا: مجھ پر سات مشکیں انڈیلو جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں شاید میں لوگوں کو وصیت کر سکوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ہم نے آپؐ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حفصہؓ کے لگن[1] میں بٹھایا اور پھر ان مشکوں سے آپؐ پر پانی ڈالنے لگے۔ یہاں تک کہ آپؐ ہمیں اشارہ کرنے لگے بس کرو۔ کہتی تھیں: اور آپؐ لوگوں کے پاس باہر گئے اور انہیں نماز پڑھائی اور ان سے مخاطب ہو کر وعظ و نصیحت کی۔

أطرافه: ١٩٨، ٦٦٤، ٦٦٥، ٦٧٩، ٦٨٣، ٦٨٧، ٧١٢، ٧١٣، ٧١٦، ٢٥٨٨، ٣٠٩٩، ٣٣٨٤، ٤٤٤٢، ٤٤٤٥، ٧٣٠٣۔

تشریح: هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ: مجھ پر سات مشکیں انڈیلو جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں۔ زیر باب حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیماری کی شدت میں اپنے اوپر سات منہ بند مشکوں کے انڈیلنے کا ذکر ہے اس طریق علاج کے حوالے سے مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: طبی ماہرین کا آج کل اس بات پر اتفاق ہے کہ تیز بخار کی حالت میں Tepid water (ایسا پانی جو نہ ہی زیادہ گرم ہو نہ ہی زیادہ سرد بلکہ درمیانی حرارت) کا استعمال کرنا سب سے زیادہ مفید ہے ایسے پانی کا استعمال انسانی بدن کے لئے مضر نہیں ہے[2] مشک کا پانی اس لحاظ سے بالکل موزوں ہے دوسری بات احتیاطی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے پانی کا صاف ہونا بھی ضروری ہے۔ اور یہ احتیاط مشک کے منہ نہ کھولنے میں ہے۔

[1] الْمِخْضَبُ: شِبْهُ الْمِرْكَنِ وَهِيَ إِجَّانَةٌ تُغْسَلُ فِيهَا الثِّيَابُ۔ (النهاية لابن الاثير زير لفظ خضب)
کپڑے دھونے کا بڑا برتن یا جگہ۔ (کھرا)

(2) Donahue AM: Tepid Sponging, Journal of Emergency Nursing, Volume 9, Issue 2, Pages 78-82, March 1983,

بَاب ۲۳ : الْعُذْرَةُ

کوّا گر جانا

۵۷۱۵: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيَّةَ أَسَدَ خُزَيْمَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَاشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا قَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيدُ الْكُسْتَ وَهُوَ الْعُودُ الْهِنْدِيُّ. وَقَالَ يُونُسُ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ.

۵۷۱۵: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا عبیداللہ بن عبداللہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت اُم قیسؓ بنت محصن اسدیہ جو خزیمہ قبیلے کی اسد شاخ سے تھیں اور وہ ان ابتدائی مہاجر عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور وہ حضرت عکاشہؓ (بن محصن) کی بہن تھیں انہوں نے ان کو بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بیٹے کو لائیں جس کے گلے کا کوّا عذرہ بیماری کی وجہ سے اُنہوں نے دبایا ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کس لئے اپنے بچوں کے کوّوں کو اس طرح اٹھا کر ان کے حلق کو دباتی ہو تم اس عود ہندی کو استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے ان میں سے ایک ذات الجنب بھی ہے۔ آپؐ کی مراد کست سے تھی اور وہی عود ہندی ہے۔ اور یونس اور اسحاق بن راشد نے زہری سے روایت کرتے ہوئے عَلَّقَتْ عَلَيْهِ کے الفاظ نقل کئے۔

أطرافه: ۵۶۹۲، ۵۷۱۳، ۵۷۱۸۔

تشریح: الْعُذْرَةُ: کوّا گر جانا۔ ابن التین نے بیان کیا ہے کہ العُذْرَة حلق سے خون آنے کی ایک تکلیف ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک پھنسی ہے جو گرمیوں میں حلق اور ناک کے درمیان بچوں کو نکلتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے گلے میں وَرم کی وہ جگہ جو منہ کا آخری اور حلق کے شروع کا حصہ ہے جہاں گوشت کا ایک چھوٹا

ٹکڑ الٹکا ہوتا ہے، عُذْرَۃٌ کہلاتا ہے۔ علامہ عینی نے بیان کیا ہے کہ اس بیماری کے علاج کے لیے ایک رواج یہ تھا کہ عورتیں ایک کپڑا لے کر اُسے مروڑ کر بتی بنالیتی ہیں اور اسے بچے کے ناک میں ڈال کر تکلیف والے حصہ کو دباتی ہیں۔
(عمدۃ القاری، کتاب الطب، شرح باب السعوط بالقسط الھندی، جزء ۲۱ صفحہ ۲۳۹)

معنونہ روایت باب ۲۱ میں بھی گزر چکی ہے۔ وہاں ذکر ہے کہ علی بن مدینی نے سفیان بن عیینہ سے روایت کے الفاظ أَعْلَقْتُ عَنْهُ کے بارے میں استفسار کیا کہ آیا یہاں أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ تو نہیں؟ سفیان نے وضاحت کرتے ہوئے اپنی انگلی حلق میں ڈال کر بتایا کہ اس طرح بچے کے حلق میں کوّے کو اُٹھا کر دبا دیا جاتا تھا۔ ان کی مراد یہ تھی کہ کسی اور چیز سے ایسا نہیں کیا جاتا تھا۔ إِعْلَاقٌ کے معنی ہیں حلق میں کوّے کو انگلی سے دبانا۔ اور اَلْعُذْرَۃ کو سُقُوطُ اللَّهَاۃ یعنی "کوّا گر جانا" بھی کہتے ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۲۰۷) علامہ نوویؒ کے نزدیک أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ اور أَعْلَقْتُ عَنْهُ ہم معنی الفاظ ہیں اور دونوں طرح ہی استعمال موجود ہے۔ (شرح النووی علی مسلم، کتاب السلام، باب التداوی بالعود الھندی، جزء ۱۴ صفحہ ۲۰۰)

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: آپؐ نے گلے کی بیماری Sore throat, Pharyngitis اور Tonsillitis جو بچوں میں عام بیماریاں ہیں ان کے بارہ میں فرمایا: تم اس عود ہندی (یعنی کوٹ) کو استعمال کیا کرو... یہ کستِ ہندی (Ud Al – Hindi (Indian Incense Costus, Qust, کالے رنگ کی ہے اور ناک میں بھاپ کے ذریعہ لی جاتی ہے یا پھر منہ میں (Lozenges) کی طرح رکھی یا چوسی جاتی ہے۔ اور یہ ذات الجنب کا بہترین علاج ہے۔

بَاب ٢٤ : دَوَاءُ الْمَبْطُونِ

جسے دست آرہے ہوں اس کا علاج

٥٧١٦ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَقَالَ إِنِّي سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ

۵۷۱۶: محمد بن بشار نے ہمیں بتایا کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے ابو المتوکل سے، ابو المتوکل نے حضرت ابو سعیدؓ (خدری) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے بھائی کو دست آرہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اس کو شہد پلاؤ۔ اس نے اس

إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ صَدَقَ اللهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ. تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ.

کو شہد پلایا پھر کہنے لگا: میں نے اس کو شہد پلایا تھا لیکن اس کو اور بھی زیادہ دست آئے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ نے سچ کہا ہے اور تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ بولا ہے۔ (محمد بن جعفر کی طرح) نضر (بن شمیل) نے بھی شعبہ سے یہی روایت کیا۔

طرفہ: ٥٦٨٤۔

تشریح: دَوَاءُ الْمَبْطُونِ: جسے دست آرہے ہوں اس کا علاج۔ مکرم ومحترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: شہد کی افادیت اور اس کا مختلف بیماریوں میں علاج ثابت شدہ حقیقت ہے دستوں یعنی Bacterial Diarrhoea میں خصوصاً شہد فائدہ مند ہے۔ (ORS) یعنی Oral Rehydration Salt کے ساتھ اگر شہد کو شامل کر لیا جائے تو جلد شفا ہو جاتی ہے۔[1] لیکن کچھ طبیعتوں میں اگر شہد زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائے تو دست آنے بڑھ جاتے ہیں۔ یہ شہد میں Fructose کی مقدار کی زیادتی کی وجہ سے ہے۔ اور اگر مناسب مقدار میں استعمال کیا جائے تو شہد فائدہ دیتا ہے اور آپؐ کا یہ فرمانا: "اللہ نے سچ کہا ہے اور تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ بولا ہے۔" سائنسی تحقیق نے موجودہ زمانے میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ Fructose Intolerance جو ایک قسم کی الرجی ہے جو چند لوگوں میں پائی جاتی ہے یہ شہد سے بڑھ جاتی ہے اور دست مزید آنے لگتے ہیں تو سچ ہے جو آپؐ نے فرمایا: تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ بولا ہے۔ مسلمان اطباء کے لئے یہ ریسرچ بھی لمحہ فکریہ ہے۔[2]

---

(1) Ismail Haffejee Honey in the Treatment of Infantile Gastroenteritis BMJ: British Medical Journal 290(6485):1866-7, 22 June 1985

Zahra VS, Fatemeh J, Javad N et al. Effect of Honey on Diarrhea and Fecal Microbiotain in Critically Ill Tube- Fed Patients, A Single Center Randomized Controlled Study. Anesth Pain Med. 8(1): e 62889 Feb 2018 published online 2018 Feb 21. doi: 10.5812/aapm.62889

(2) Ladas SD, Haritos DN, Raptis SA. Honey may have a laxative effect on normal subjects because of incomplete fructose absorption, Am J Clin Nutr. 1995 Dec, 62(6), Pages: 1212–1215, https://doi.org/10.1093/ajcn/62.6.1212

Ladas SD, Raptis SA: Honey fructose absorption and the laxative effect, Review Nutrition, Jul-Aug 1999, 15(7-8):591-592. https://doi.org/10.1016/S0899-9007(99)00092-1

بَاب ۲۵: لَا صَفَرَ وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ

صفر (توہم کی) کوئی چیز نہیں بلکہ وہ ایک بیماری ہے جو پیٹ میں ہوتی ہے

۵۷۱۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَغَيْرُهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا بَالُ إِبِلِي تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَأْتِي الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ. رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ.

۵۷۱۷: عبدالعزیز بن عبداللہ (اویسی) نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح (بن کیسان) سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی وہ کہتے تھے: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ نے مجھے خبر دی۔ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ صرف چھونے سے کوئی بیماری ہوتی ہے اور نہ کوئی صفر ہے اور نہ ہی وہ اُلّو ہے جو مردوں کا جنم لیتا ہے۔ یہ سن کر ایک گنوار بولا۔ یا رسول اللہ! پھر کیا وجہ ہے کہ میرے اونٹ ریگستان میں ہوتے ہیں ایسے کہ گویا وہ ہرن ہیں۔ اتنے میں ایک خارش زدہ اونٹ آکر اُن میں گھس جاتا ہے وہ سب کو خارش لگا دیتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: پہلے کو کس نے چھوکر خارش لگائی۔ اس کو زہری نے ابوسلمہ اور سنان بن ابی سنان سے روایت کیا۔

أطرافُه: ۵۷۰۷، ۵۷۵۷، ۵۷۷۰، ۵۷۷۳، ۵۷۷۵۔

بَاب ۲۶: ذَاتُ الْجَنْبِ

ذات الجنب

۵۷۱۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ

۵۷۱۸: محمد (بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس ذہلی) نے ہم سے بیان کیا کہ عتاب بن بشیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسحاق (بن راشد) سے،

أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنْ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا وَقَدْ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ اتَّقُوا اللهَ عَلَامَ تَدْغَرُونَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذِهِ الْأَعْلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَاذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيدُ الْكُسْتَ يَعْنِي الْقُسْطَ قَالَ وَهِيَ لُغَةٌ.

اسحاق نے زہری سے، زہری نے کہا عبید اللہ بن عبداللہ نے مجھے بتایا کہ حضرت اُم قیسؓ بنت محصن نے انہیں خبر دی اور وہ ان پہلی مہاجر عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور وہ حضرت عکاشہؓ بن محصن کی بہن تھیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے ایک بیٹے کو لائیں۔ عذرہ بیماری کی وجہ سے انہوں نے اس کے کوے کو انگلی سے دبا کر اٹھادیا ہوا تھا۔ آپؐ نے یہ دیکھ کر فرمایا: اللہ سے ڈرو اپنے بچوں کو اس طرح ان کے کوے کو انگلی سے دبا کر کیوں تکلیف دیا کرتی ہو۔ تم اس عود ہندی کو استعمال کرو اس میں سات بیماریوں کے علاج ہیں ان میں سے ایک ذات الجنب بھی ہے۔ آپؐ کی مراد کست سے تھی یعنی قسط۔ زہری نے کہا: یوں بھی بولتے ہیں۔

أطرافه: ٥٦٩٢، ٥٧١٣، ٥٧١٥۔

٥٧١٩، ٥٧٢٠، ٥٧٢١: حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ قُرِيءَ عَلَى أَيُّوبَ مِنْ كُتُبِ أَبِي قِلَابَةَ مِنْهُ مَا حَدَّثَ بِهِ وَمِنْهُ مَا قُرِئَ عَلَيْهِ وَكَانَ هَذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ وَ أَنَسَ بْنَ النَّضْرِ كَوَيَاهُ وَكَوَاهُ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِهِ. وَقَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

۵۷۱۹، ۵۷۲۰، ۵۷۲۱: عارم (ابونعمان) نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا کہ ایوب (سختیانی) کے سامنے ابو قلابہ کی تحریریں پڑھی گئیں۔ ان میں سے بعض حدیثیں وہ تھیں جو ابو قلابہ نے ایوب سے خود بیان کیں اور ان میں سے بعض وہ حدیثیں تھیں کہ جو ان کے سامنے پڑھی گئیں اور یہ حدیث اس تحریر میں تھی کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ

أَذِنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَرْقُوا مِنَ الْحُمَةِ وَالْأُذُنِ. قَالَ أَنَسٌ كُوِيتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ وَشَهِدَنِي أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو طَلْحَةَ كَوَانِي.

اور حضرت انس بن نضرؓ دونوں نے ان کو داغ دیا اور حضرت ابوطلحہؓ نے ان کو اپنے ہاتھ سے داغا۔ اور عباد بن منصور نے ایوب سے روایت کرتے ہوئے کہا۔ ایوب نے ابوقلابہ سے، ابوقلابہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھر والوں کو جو انصار میں سے تھے اجازت دی کہ وہ سانپ بچھو کے کاٹنے اور کان کی درد کی وجہ سے دم کروا لیا کریں۔ حضرت انسؓ نے کہا: مجھے ذات الجنب کی بیماری کی وجہ سے داغ لگایا گیا تھا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے اور حضرت ابوطلحہؓ اور حضرت انس بن نضرؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ مجھے دیکھ رہے تھے اور حضرت ابوطلحہؓ نے مجھ کو داغا۔

تشریح: ذَاتُ الْجَنْبِ: ذات الجنب: اس سے عموماً نمونیا (Pneumonia) مراد لیا جاتا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے وضاحت کرتے ہوئے اس کی دو اقسام بیان کی ہیں۔ (۱) وہ ورم ہے جو پسلیوں کی اندرونی جھلی میں ہو جاتا ہے اسے ذات الجنب الحقیقی کہتے ہیں۔ اطباء نے اس سے ظاہر ہونے والی علامات میں بخار، کھانسی، (سینے میں) دباؤ، سانس میں تنگی اور نبض کی تیزی کا ذکر کیا ہے۔ خوفزدہ کر دینے والی امراض میں سے یہ مرض دل اور جگر کے درمیان پیدا ہونے والی بدترین بیماری ہے۔ (۲) ایسا درد ہے جو پہلوؤں، سینے اور پسلیوں کے عضلات اور پٹھوں میں ریاحِ غلیظہ رُک جانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ کے نزدیک معنونہ احادیث میں ذات الجنب کی دوسری قسم مراد ہے کیونکہ قُسط یعنی عودِ ہندی سے ریحِ غلیظہ کی تکالیف کا علاج کیا جاتا ہے۔ لیکن اُنہوں نے مسبّحی کا قول نقل کر کے پہلی قسم کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے کہ ذات الجنب الحقیقی اگر بلغمی مادہ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو تو اس میں بھی قُسط مفید ہو سکتی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۲۱۲)

عَلَامَ تَدْغَرُونَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذِهِ الْأَعْلَاقِ: اپنے بچوں کو اس طرح ان کے کوّے کو انگلی سے دبا کر کیوں تکلیف دیا کرتی ہو۔

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: اسی حدیث ۵۷۱۸ میں آپؐ نے بڑی حکمت کی بات فرمائی..... یعنی آپؐ نے یہ سمجھایا کہ کوّے کو دبا کر اس کے عمل کو ضائع کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں نگلنے کا عمل اثر انداز ہوتا ہے اور اس بات کا احتمال رہتا ہے کہ کھانا ناک کے پچھلے حصہ میں داخل ہو کر سانس کی نالی میں منتقل ہو سکتا ہے اور سانس کی رکاوٹ سے جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ کوّا رطوبت بھی پیدا کرتا ہے (یعنی Saliva) جو منہ کو خشک نہیں ہونے دیتا دیگر ازیں بولنے (Speech) میں بھی کوّا مدد کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی فوائد ہیں جن کا اب تلک ماہرین کو علم نہیں ہے اس لئے یہ حکمت آپؐ نے سمجھائی کہ کوّے کو دبا کر ضائع نہیں کرنا چاہیئے بلکہ علاج کیا جائے اور عود ہندی (یعنی کست) بہترین علاج ہے اور سات بیماریوں کا علاج ہے..... عربی میں سات کا لفظ کثرت پر بھی دلالت کرتا ہے یعنی اس شے میں متعدد بیماریوں کا علاج ہے یہ حسن اتفاق ہے یا اللہ تعالیٰ کا فضل کہ عود ہندی (کست) کے بارہ میں جب خاکسار نے ریسرچ کی تو سات بیماریوں میں اس کے مثبت اور فائدہ مند اثر دیکھے گئے۔[1]

1:Anti Inflammatory, Spasmolytic analgesic

2:Anti Bacterial	3:Hepatoprotective	4: Spasmolytic analgesic
5:Anti Oxidant	6:Hypoglycemic	7:Hypolipidemic

موجودہ حالات میں ممکن ہے کہ Ud–Al–Hindi (یعنی کست) جو Viral Diseases میں بھی فائدہ مند ہے[2]۔

بَاب ۲۷: حَرْقُ الْحَصِيرِ لِيُسَدَّ بِهِ الدَّمُ

بوری جلانا تا اس سے خون بند کیا جائے

۵۷۲۲: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا ۵۷۲۲: سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا کہ

(1) Sidkey Nagwa M, Aytah Ameera A, Al – Ahmadi Hind A:
Anti Microbial Activity of Costus Plant Extract Against Methicillin Resistant Staphylococcus aureus (MRSA,I 3)International Journal of Science and Research (IJSR) 4(11), Pages: 348 - 359, November 2015

Nastaran E, Sahar B, Azadeh M. et al. Determination of Scientific Name of Bitter "Qust", an Important Controversial Plant Source in the Iranian Medicinal Plants Market for Neurological Complications. Research Journal of Pharmacognosy (RJP) Vol:5,Issue: 4, 25- 32, 2018.

(2) Zainab AB, Talal AK, Saad MA, et al.Evaluating the therapeutic efficacy, tolerability, and safety of an aqueous extract of Costus speciosus rhizome in acute pharyngitis and acute tonsillitis. A pilot study.
Saudi Med J: 36 (8), pages: 997 – 1000 Aug(2015)

يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْضَةُ وَأُدْمِيَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمِجَنِّ وَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَام الدَّمَ يَزِيدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلَى حَصِيرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلَى جُرْحِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَقَأَ الدَّمُ.

یعقوب بن عبدالرحمٰن قاری نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحازم سے، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر خود ٹوٹ گیا اور آپؐ کا چہرہ زخمی ہوا اور آپؐ کے سامنے کے چار دانتوں میں سے ایک دانت بھی ٹوٹ گیا تو حضرت علیؓ ڈھال میں پانی لاتے جاتے تھے اور حضرت فاطمہؓ آکر آپؐ کے چہرے سے خون دھونے لگیں جب حضرت فاطمہ علیہا السلام نے دیکھا کہ خون پانی سے اور بھی زیادہ نکل رہا ہے تو انہوں نے ایک بوریا لی اور اس کو جلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر اسے چپکا دیا اسی وقت خون بند ہو گیا۔

أطرافه: ۲۴۳، ۲۹۰۳، ۲۹۱۱، ۳۰۳۷، ۴۰۷۵، ۵۲۴۸۔

تشریح: حَرْقُ الْحَصِيرِ لِيُسَدَّ بِهِ الدَّمُ: بوری جلانا تا اس سے خون بند کیا جائے۔ ہمارے یہاں بوری پٹ سن سے بنائی جاتی ہے۔ عرب کھجور کا علاقہ ہے اور کھجور کے پتوں سے بھی بوری بنائی جاتی تھی۔

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: "Palm کے درخت Elaeis Guineensis کے متعدد فوائد ہیں۔ ان میں تیل، کپڑے، تعمیراتی لکڑی، ٹوکری، جھاڑو، مچھلی پکڑنے کے جال اور Palm Nut کھانے کے کام آتا ہے۔ بوریا بھی Palm leaves سے تیار ہوتا ہے اور اس کو جلا کر اس کی راکھ بہتے خون کو روکنے کے کام آتی ہے۔ اس کا ذکر بو علی سینا کی کتاب Canon of Medicine میں Bardi (Papyrus) کے نام سے آیا ہے۔ یہ طریق علاج قدیم زمانہ مصر میں رائج تھا اور آج کل بھی افریقن ممالک میں مقبول ہے اس کے استعمال سے زخم جلد خشک ہو جاتا ہے اور خون جلد رُک جاتا ہے۔ اس کے ساتھ زخم

کے جلن اور درد کا احساس بھی کم ہو جاتا ہے اور اگر اس میں سرکہ شامل کیا جائے تو مزید فائدہ ہوتا ہے۔[1] یہ عمل جو حضرت فاطمہؓ نے زخم کو دھونے کا کیا یہی عمل بنیادی Surgical Practice ہے۔ زخم کو دوائی لگانے سے پہلے دھو کر صاف کیا جاتا ہے۔ بوریا (یعنی Palm leaves) کو جلانے میں ایک حکمت یہ ہے کہ جلانے کے عمل سے جو درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے وہ مکمل طور پر Barda ash کو Disinfect کر دیتا ہے۔ اور جراثیم سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور یہ Sterilisation کی بنیادی Technique ہے۔ E-guineensis کے پتوں کے دیگر فوائد میں سے:

Anti Oxidant, Anti bacterial اور Anti Fungal خاص طور پر نمایاں ہیں۔ یہ سب زخم کو جلد ٹھیک کرنے میں مدد دیتے ہیں۔[2] چند اور طبی نکتے اس حدیث کے حوالہ سے قابل غور ہیں۔ لکھا ہے کہ "...اُنہوں (حضرت فاطمہ علیہا السلام) نے ایک بوریا لی اور اس کو جلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر اُسے چپکا دیا اسی وقت خون بند ہو گیا۔" "زخم پر اُسے چپکا دیا۔" میں بھی Surgical Dressing کی Technique کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ چپکانے کے عمل سے زخم پوری طرح دوائی کے احاطہ میں آکر Seal ہو جاتا ہے۔ جراثیم سے پاک ہو جاتا ہے اور Healing جلدی ہو جاتی ہے۔"[3]

---

(1) Ahmet Aciduman, Berna Arda, Fatma G Ozakturk et al: What does Al-Qanun Fi Al-Tibb (The Canon of Medicine) say on head injuries, Neurosurgical Review : 32, 255-263 (2009).

Muhammad Ibn Abi Bakr Ibn Qayyim Al-Jawziyah: Healing with the Medicine of the Prophet, 57 – 58, Darussalam 2003, Healing 359, Amazon.com Translated by: Jalal Abual Rub. Edited by: Abdul Rahman Abdullah (Formerly Raymond J. Manderola, Fordham University USA)

(2) Ahmet Aciduman, Berna Arda, Fatma G Ozakturk et al: What does Al-Qanun Fi Al-Tibb (The Canon of Medicine) say on head injuries, Neurosurgical Review : 32, 255-263 (2009).

Sreenivasan S, Selvarasoo L, and Lachimanan YL: Wound Healing Activity of Elaeis Guineensis Leaf Extract Ointment, Int. J. Mol. Sci, 13(1), 336 – 347, (2012) doi:10.3390/ijms13010336

(3) The Prophet's guidance on treating wounds and cuts. Islamweb.net Publish date 05/12/2012. Section: Miraculous Sunnah.

بَاب ۲۸ : الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

بخار بھی جہنم کی بھاپ ہے

۵۷۲۳ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُولُ اكْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ.

۵۷۲۳: یحییٰ بن سلیمان نے ہمیں بتایا کہ (عبداللہ) بن وہب نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مالک نے مجھ سے بیان کیا۔ مالک نے نافع سے، نافع نے حضرت (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت عبداللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: بخار بھی جہنم کی بھاپ ہی ہے اس لئے اس کو پانی سے بجھاؤ۔ (اسی سند سے) نافع نے کہا اور حضرت عبداللہ (بن عمرؓ بخار میں) یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اکْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ۔ یہ عذاب ہم سے دور کر۔

طرفہ: ۳۲٦٤۔

۵۷۲۴ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُو لَهَا أَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا وَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَاءِ.

۵۷۲۴: عبداللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے فاطمہ بنت منذر سے روایت کی کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ جب ان کے پاس ایسی عورت لائی جاتی جسے بخار ہوتا تو اس کے لئے دعا کرتیں پانی لے کر اس کے سینے پر ڈالتیں کہتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں فرمایا کرتے تھے کہ ہم بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

۵۷۲۵ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنِي

۵۷۲۵: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ ہشام نے ہم سے

أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ.

طرفہ: ۳۲۶۳۔

بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: بخار بھی جہنم کی بھاپ ہے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۵۷۲۶: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحُمَّى مِنْ فَوْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ.

طرفہ: ۳۲۶۲۔

۵۷۲۶: مسدد نے ہمیں بتایا کہ ابو الاحوص نے ہم سے بیان کیا۔ سعید بن مسروق نے ہمیں بتایا۔ سعید نے عبایہ بن رفاعہ سے، عبایہ نے اپنے دادا حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ بخار بھی جہنم کی بھاپ ہے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

تشریح: الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ: بخار بھی جہنم کی بھاپ ہے۔ بخار کو جہنم کا جھونکا قرار دینے سے ایک مراد یہ ہے کہ جس طرح دنیوی نعمتیں اخروی نعمتوں کا ایک استعارہ ہے اسی طرح دنیوی تکالیف اخروی تکالیف کا ایک استعارہ اور تمثیل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ”حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کو بخار کی گرمی میں جو جلنا پڑتا ہے یعنی ۱۰۴، ۱۰۵ یا ۱۰۶ کا بخار ہو جاتا ہے اس کو جہنم کا حصہ یہیں مل جاتا ہے اور اگلی زندگی کی دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ غرض ایک صاحب فراست مومن آدمی تو یہی خواہش کرے گا کہ اگر میری اپنی سستیوں اور غفلتوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے جہنم کی آگ کے جھونکے میرے مقدر میں ہوں تو اے خدا! وہ یہیں مجھے مل جائیں وہاں جا کر نہ ملیں۔“ (خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ نومبر ۱۹۷۱، جلد ۳ صفحہ ۴۸۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”حدیث شریف سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ تپ بھی حرارتِ جہنم ہی ہے، امراض اور مصائب جو مختلف قسم کے انسان کو لاحق حال ہوتے ہیں یہ بھی جہنم ہی کا نمونہ ہے

اور یہ اس لیے کہ تا دوسرے عالم پر گواہ ہوں اور جزا و سزا کے مسئلے کی حقیقت پر دلیل ہوں اور کفارہ جیسے لغو مسئلہ کی تردید کریں۔ مثلاً جذام ہی کو دیکھو کہ اعضاء گر گئے ہیں اور رقیق مادہ اعضاء سے جاری ہے۔ آواز بیٹھ گئی ہے۔ ایک تو یہ بجائے خود جہنم ہے پھر لوگ نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ جاتے ہیں۔ عزیز سے عزیز بیوی فرزند ماں باپ تک کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ بعض اندھے اور بہرے ہو جاتے ہیں بعض اور خطرناک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پتھریاں ہو جاتی ہیں اور پیٹ میں رسولیاں ہو جاتی ہیں۔ یہ ساری بلائیں اس لیے انسان پر آتی ہیں کہ وہ خدا سے دور ہو کر زندگی بسر کرتا ہے اور اس کے حضور شوخی اور گستاخی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کی عزت اور پرواہ نہیں کرتا اس وقت ایک جہنم پیدا ہو جاتا ہے۔

اب پھر میں اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے جہنم کے لیے اکثر انسانوں، جنوں کو پیدا کیا ہے اور پھر فرمایا کہ وہ جہنم انہوں نے خود ہی بنالیا ہے ان کو جنت کی طرف بلایا جاتا ہے۔ پاک دل پاکیزگی سے باتیں سنتا ہے اور ناپاک خیال انسان اپنی کورانہ عقل پر عمل کر لیتا ہے پس آخرت کا جہنم بھی ہو گا اور دنیا کے جہنم سے بھی مخلصی اور رہائی نہ ہو گی کیونکہ دنیا کا جہنم تو اس جہنم کے لیے بطور دلیل اور ثبوت کے ہے۔" (ملفوظات، جلد اول صفحہ ۳۷۲)

بَاب ۲۹: مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لَا تُلَائِمُهُ

جو ایسے ملک سے نکل جائے جو اسے موافق نہ ہو

۵۷۲۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا أَوْ رِجَالًا مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ

۵۷۲۷: عبد الاعلیٰ بن حماد نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زُرَیع نے ہمیں بتایا کہ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہم سے بیان کیا، قتادہ نے ہمیں بتایا کہ حضرت انس بن مالکؓ نے انہیں بتایا کہ کچھ لوگ یا کہا کچھ مرد عکل اور عرینہ قبیلے کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام کا زبان سے اقرار کیا اور کہنے

وَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيفٍ وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَبِرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا. فَانْطَلَقُوا حَتَّى كَانُوا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ وَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا عَلَى حَالِهِمْ.

لگے: اے اللہ کے نبی! ہم مال مویشی والے لوگ ہیں اور کھیتی باڑی والے نہ ہیں اور انہوں نے مدینہ کی آب وہوا کو ناموافق پایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے حکم دیا کہ ان کو چند اونٹ اور ایک چرواہا دے دیا جائے اور ان سے فرمایا کہ وہ ان کو لے کر باہر چلے جائیں اور وہاں ان کے دودھ اور ان کے پیشاب پئیں۔ وہ چلے گئے یہاں تک کہ جب حرہ کے کنارے پر پہنچے تو مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے ان کے پیچھے تعاقب کرنے والوں کو بھیجا اور ان کے متعلق حکم دیا اور (اُن کے جرم کے بدلے) ان کی آنکھوں میں انہوں نے گرم سلائی پھیری اور ان کے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا اور وہ حرہ کے درمیان اپنے حال پر چھوڑ دیئے گئے یہاں تک کہ وہ اسی طرح مر گئے۔

أطرافُه: ۲۳۳، ۱۵۰۱، ۳۰۱۸، ٤١٩٢، ٤١٩٣، ٤٦١٠، ٥٦٨٥، ٥٦٨٦، ٦٨٠٢، ٦٨٠٣، ٦٨٠٤، ٦٨٠٥، ٦٨٩٩-

تشریح: مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لَا تُلَائِمُهُ: جو ایسے ملک سے نکل جائے جو اسے موافق نہ ہو۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اب میں ناظرین کے آگے اس حدیث کے الفاظ رکھتا ہوں اور انہی سے انصاف چاہتا ہوں۔ وہ اس حدیث کے الفاظ پڑھیں اور بتائیں کہ یہاں جن لوگوں کا ذکر ہے کیا ان سے صرف ارتداد کا جرم سرزد ہوا تھا یا انہوں نے کچھ اور بھی کیا تھا؟

وہ بار بار اس حدیث کو پڑھیں اور مجھے بتائیں کہ ان کو کیوں سزا دی گئی؟ حدیث ہمیں کیا بتلاتی ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے اس لیے آدمی دوڑائے تھے کہ وہ اسلام سے منحرف ہو گئے تھے اور اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ان کو پکڑ کر ارتداد کی عبرتناک سزا دی جائے تا آئندہ کوئی شخص اسلام قبول کرنے کے بعد ارتداد کا خیال نہ کرے؟ یا اس لیے ان کے پیچھے آدمی بھیجے تھے کہ انہوں نے ایسی شرارت کی کہ اس کو سن کر بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ بیمار تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر احسان کیا۔ شیر دار اونٹنیاں دیں کہ وہ ان کا دودھ پییئں مگر وہ ایسے خبیث باطن اور بدمعاش تھے کہ انہوں نے اس احسان کا یہ بدلہ دیا کہ جب تندرست ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو لے کر بھاگ گئے۔ میں نہیں سمجھ سکتا اس سے بدر کیا شرارت ہو سکتی ہے حیوانوں پر بھی احسان کا اثر ہوتا ہے۔ بھیڑیوں اور درندوں پر بھی احسان کرو وہ بھی احسان کا احساس رکھتے ہیں، کتے بھی اپنے محسن کیلئے جان قربان کر دیتے ہیں۔ وہ لوگ جن کا حدیث مذکورہ بالا میں ذکر ہے انسانیت کے تمام احساسات سے ہی خالی نہ تھے بلکہ درندوں سے بھی بدتر ثابت ہوئے۔ انہوں نے نہ صرف ایک انسان کو قتل کیا اور ڈاکہ مارا بلکہ اپنے محسن کا کھلم کھلا مقابلہ کیا اور حاربوا اللہ ورسولہ کا اپنے تئیں مصداق ثابت کیا۔ اس لیے وہ اس قابل تھے کہ ان کو حسب فحوائے آیت کریمہ .....یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور فساد کی غرض سے ملک میں جنگ کی آگ بھڑکانے کیلئے دوڑتے پھرتے ہیں ان کی مناسب سزا یہی ہے کہ ان میں سے ایک ایک کو قتل کیا جائے یا صلیب پر لٹکا کر مارا جائے یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں ملک سے نکال دیا جائے۔ اگر یہ سزا ملتی تو ان کے لیے دنیا میں رسوائی کا موجب ہوتی اور آخرت میں بھی ان کے لیے بہت بڑا عذاب مقدر ہے۔

قتل کی سزا ایک عبرتناک رنگ میں دی جاتی مگر حامیان قتل مرتد کی رائے ہے کہ

ان کا فعل اس قابل نہ تھا کہ ان کو ایسی سخت سزا دی جاتی۔ ان کو ایسی عبرتناک سزا دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اسلام لا کر پھر مرتد ہو گئے تھے اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر سخت غصہ آیا۔

واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ عکل کے لوگوں کو یہ سزا اس لیے نہیں دی گئی تھی کہ انہوں نے ارتداد اختیار کیا تھا بلکہ اس سختی کی اصل وجہ ان کے جرائم کی وحشیانہ کیفیت تھی۔ مگر حامیان قتل مرتد اس سختی کو ان کے ارتداد کی رف منسوب کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تنگ ظرف اور تنگ خیال ملا کی شکل میں پیش کرتے ہیں کہ آپ (نعوذ باللہ) اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی شخص آپ کے مذہب کو ایک دفعہ قبول کر کے پھر اس کو ترک کر دے۔ اس وجہ سے آپ کا غضب عکل کے لوگوں کے خلاف بھڑکا اور آپ نے سادہ قتل پر اکتفا نہ کیا بلکہ سخت عذاب دے کر ان کو مارا اور سخت عذاب دینے کی اصل وجہ ان کا ارتداد ہی تھا۔

افسوس ہے ان لوگوں پر کہ کس طرح یہ لوگ اپنے نفسانی جذبات کی پیروی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قابل اعتراض پیرایہ میں پیش کرنے سے باز نہیں آتے۔ جس وحشیانہ رنگ میں عکل کے لوگوں نے ان جرائم کا ارتکاب کیا وہ ہر ایک انصاف پسند انسان کے نزدیک ان کو اس عبرتناک سزا کا مستحق بنانے کیلئے کافی سے بھی زیادہ ہے اور اس امر کی ہرگز ضرورت نہیں کہ ان کی سختی کو ان کے ارتداد کی طرف منسوب کیا جائے لیکن حامیان قتل مرتد کو اس سے تسلی نہیں ہوتی تو میں عکل کے لوگوں کے متعلق کچھ مزید جواب ذیل میں درج کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان حوالجات کے بعد لوگوں کی تشفی ہو جائے گی۔

۱۔ ابوداؤد میں آیا ہے کہ انہوں نے صرف ایک چرواہے کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ وہ چرواہے کئی تھے جنہیں قتل کیا گیا۔

۲۔ مسلم، ترمذی، نسائی اور دارقطنی میں حضرت انس سے روایت ہے۔ انما سمل النبی ﷺ اعین اولئك لانهم سملوا اعین الرعاة یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان لوگوں کی آنکھوں میں اس لیے گرم لوہے کی سلائی پھروائی تھی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں سے یہی سلوک کیا تھا اور ان کی آنکھوں میں لوہے کی سلائیاں پھیری تھیں۔

۳۔ ابوداود کے حاشیہ پر بحوالہ لعات لکھا ہے۔ انما فعل صلعم قصاصا لانهم كذلك فعلوا بالرعاة فانه قد روى انهم سملوا اعين الرعاة وقطعوا ايديهم وارجلهم وغرزوا الشوك فى السنتهم واعينهم حتى ماتوا۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ان سے سلوک کیا وہ قصاص کے طور پر کیا کیونکہ یہ روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری تھیں، ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو کاٹا تھا اور ان کی زبانوں اور آنکھوں میں کانٹے گاڑے تھے یہاں تک کہ وہ اس عذاب کو سہتے سہتے مر گئے۔

۴۔ روح المعانی جلد ۲ صفحہ ۱۴۸ پر لکھا ہے۔ وقيل هم العنيون الذين اغاروا على السرح واخذوا يسارا راعى رسول الله صلى الله عليه وسلم ومثلوا به فقطعوا ايديه ورجليه وغرزوا الشوك فى لسانه وعينيه حتى مات۔

کہا گیا ہے کہ وہ عرنی لوگ تھے جنہوں نے چرنے والے اونٹوں پر ڈاکہ مارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے یسار کو پکڑا اور قتل کرنے سے پہلے اس کا مثلہ کیا۔ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے اور اس کی زبان میں اور اس کی دونوں آنکھوں میں کانٹے گاڑے یہاں تک کہ وہ اس تکلیف کی وجہ سے مر گیا۔

ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں سے چار فعل سرزد ہوئے۔ ا۔ قطع ایدی۔ ۲۔ قطع رجل ۳۔ سمل اعین ۴۔ غرز الشوك۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا دیتے وقت تین سزائیں دیں یعنی ہاتھوں کا کاٹنا، پاؤں خا کاٹنا، آنکھوں میں سلائی پھیرنا۔ ان کے چوتھے فعل کی سزا نہیں دی گئی یعنی ان کی زبانوں میں کانٹے نہیں گاڑے گئے۔ تعجب ہے کہ حامیان قتل مرتد کھڑے تو اس لیے ہوئے تھے کہ ثابت کریں کہ اسلام میں محض ارتداد کی سزا قتل ہے لیکن

ثبوت میں ایسے لوگوں کی مثال پیش کی جنہوں نے ایک جرم نہیں بلکہ کئی جرموں کے ارتکاب کیا اور ارتکاب بھی نہایت وحشیانہ طور پر۔ کسی روایت میں یہ درج نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ ان کو ارتداد کی وجہ سے سزا دی جاتی ہے۔ نہ حضرت انسؓ جو اس واقعہ کے راوی ہیں بیان کرتے ہیں کہ ان کو ارتداد کی وجہ سے سزا دی گئی یا اس سزا میں ان کے ارتداد کا کچھ دخل تھا۔ بلکہ روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو ان کے وحشیانہ جرائم کی سزا دی گئی۔ تاریخ واقعہ سے تو ہمارا دعویٰ ثابت ہوتا ہے نہ کہ حامیان قتل مرتد کا۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فرد کو بھی محض ارتداد کی وجہ سے کوئی سزا نہیں دی اگر دی ہے تو ارتداد کی وجہ سے نہیں بلکہ دیگر وجوہات سے۔ اور جو واقعہ ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے اس سے ہمارے ہی دعویٰ کی تائید ہوتی ہے نہ کہ حامیان قتل مرتد کی۔ کیونکہ یہاں جن لوگوں کو قتل کیا گیا ان کے وہ جرائم صراحت کے ساتھ مذکور ہیں جن کی وجہ سے ان کو سزا دی گئی۔ پس یہ واقعہ ہماری تائید میں ہے نہ حامیان قتل مرتد کی تائید میں۔"

(قتل مرتد اور اسلام صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۴)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

"شوال ۶ ہجری میں قبیلہ عکل اور عُرینہ کے چند آدمی جو تعداد میں آٹھ تھے۔ مدینہ میں آئے اور اسلام کے ساتھ محبت اور موانست کا اظہار کر کے مسلمان ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے قیام کے بعد انہیں مدینہ کی آب وہوا میں معدہ اور تلی وغیرہ کی جو کچھ شکایت پیدا ہوئی تو وہ اسے بہانہ بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تکلیف بیان کر کے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم جنگلی لوگ ہیں اور جانوروں کے ساتھ رہنے میں عمر گزاری ہے اور شہری زندگی کے عادی نہیں اس لئے بیمار ہو گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہاں مدینہ میں تکلیف ہے تو مدینہ سے باہر جہاں ہمارے مویشی رہتے ہیں وہاں چلے جاؤ اور اونٹوں کا دودھ وغیرہ پیتے رہو۔ اچھے ہو جاؤ گے۔ اور ایک

روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے خود کہا کہ یارسول اللہ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم مدینہ سے باہر جہاں آپ کے مویشی رہتے ہیں وہاں چلے جاتے ہیں جس کی آپؐ نے اجازت دے دی بہر حال وہ آنحضرتؐ سے اجازت لے کر مدینہ سے باہر اس چراگاہ میں چلے گئے جہاں مسلمانوں کے اونٹ رہتے تھے۔

جب ان بدبختوں نے یہاں اپناڈیرا جمالیا اورآگے پیچھے نظرڈال کر سارے حالات معلوم کرلئے اور کھلی ہوا میں رہ کر اوراونٹوں کا دودھ پی کر خوب موٹے تازے ہوگئے توایک دن اچانک اونٹوں کے رکھوالوں پر حملہ کرکے انہیں مار دیا اورمارا بھی اس بے دردی سے کہ پہلے توجانوروں کی طرح ذبح کیا اور پھر جب ابھی کچھ جان باقی تھی توان کی زبانوں میں صحرا کے تیز کانٹے چبھوئے تاکہ جب وہ منہ سے کوئی آواز نکالیں یاپیاس کی وجہ سے تڑپیں تو یہ کانٹے ان کی تکلیف کواور بھی بڑھاویں۔ اور پھر ان ظالموں نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ گرم سلائیاں لے کر ان نیم مردہ مسلمانوں کی آنکھوں میں پھیریں۔ اوراس طرح یہ بے گناہ مسلمان کھلے میدان میں تڑپ تڑپ کر جان بحق ہوگئے۔ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کاایک ذاتی خادم بھی تھا جس کا نام یسار تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے چرانے پر مقرر تھا۔

جب یہ درندے اس وحشیانہ رنگ میں مسلمانوں کاکام تمام کرچکے تو پھر سارے اونٹوں کواکٹھا کرکے انہیں ہنکالے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ حالات ایک رکھوالے نے پہنچائے جو اتفاق سے بچ کر نکل آیا تھا جس پر آپؐنے فوراًبیس صحابہ کی ایک پارٹی تیار کرکے ان کے پیچھے بھجوادی اور گویہ لوگ کچھ فاصلہ طے کرچکے تھے مگر خداکا یہ فضل ہوا کہ مسلمانوں نے پھرتی کے ساتھ پیچھا کرکے انہیں جاپکڑا اوررسیوں سے باندھ کر واپس لے آئے۔اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ احکام نازل نہیں ہوئے تھے کہ اگر کوئی شخص اس قسم کی حرکت کرے تواس کے ساتھ کیاسلوک ہوناچاہیئے چنانچہ آپ نے اپنے قدیم اصول کے ماتحت کہ جب تک اسلام میں کوئی نیا حکم نازل نہ ہو اہل کتاب

کے طریق پر چلنا چاہئے۔ موسوی شریعت کے مطابق حکم دیا کہ جس طرح ان ظالموں نے مسلمان رکھوالوں کے ساتھ سلوک کیا ہے اسی طرح قصاصی اور جوابی صورت میں ان کے ساتھ کیا جائے۔ تاکہ یہ سزا دوسروں کے لئے عبرت ہو۔ چنانچہ خفیف تغیر کے ساتھ اسی رنگ میں مدینہ سے باہر کھلے میدان میں ان لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ مگر اسلام کے لئے خدا نے دوسری تعلیم مقدر کر رکھی تھی چنانچہ آئندہ جوابی اور قصاصی صورت میں بھی مثلہ کی سزا منع کر دی گئی یعنی اس بات کو ناجائز قرار دیا گیا کہ کسی رنگ میں مقتول کے جسم کو بگاڑا جائے یا انتقامی رنگ میں اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے وغیر ذالک۔

اس واقعہ کے متعلق ہمیں کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بہر حال اس معاملہ میں ظلم کی ابتداء کفار کی طرف سے تھی جنہوں نے بغیر کسی جائز وجہ کے محض اسلام کی عداوت میں بے گناہ مسلمانوں کے ساتھ اس قسم کا ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک کیا اور جو کچھ ان کی سزا میں کیا گیا وہ محض قصاصی اور جوابی تھا اور تھا بھی ایسے حالات میں جب کہ اسلام کے خلاف سارا ملک دشمنی اور عداوت کی آگ سے بھڑک رہا تھا۔ اور پھر یہ فیصلہ بھی موسوی شریعت کے مطابق کیا گیا تھا، لیکن پھر بھی اسلام نے اسے برقرار نہیں رکھا اور آئندہ کے لئے ایسے طریق سے منع کر دیا۔ ان حالات میں کوئی عقل مند اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ اس موقع پر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ لوگ شروع سے ہی بری نیت کے ساتھ مدینہ میں آئے تھے اور غالباً اپنے قبیلہ کے سکھائے ہوئے تھے کہ تا مسلمانوں میں رہ کر انہیں نقصان پہنچائیں اور ممکن ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی ان کا کوئی برا ارادہ ہو مگر جب مدینہ میں رہ کر انہیں کوئی موقع نہیں ملا تو انہوں نے یہ تجویز کی کہ مدینہ سے باہر نکل کر کارروائی کی جاوے۔ ان کی اس نیت کا اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے چرواہوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ خالی چوروں اور لیٹروں والا سلوک نہیں تھا بلکہ سراسر منتقمانہ رنگ رکھتا تھا۔ اگر وہ ابتداء میں سچے دل سے مسلمان ہوئے تھے اور بعد میں اونٹ دیکھ کر ان کی

نیت بدل گئی تو اس صورت میں ہونا یہ چاہئے تھا کہ وہ اونٹ لے کر بھاگ جاتے اور اگر کوئی رکھوالا روک بنتا تو زیادہ سے زیادہ اسے مار کر نکل جاتے مگر جس رنگ میں انہوں نے مسلمان چرواہوں کو قتل کیا اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر قتل کے سفاکانہ فعل کو لمبا کیا اور عذاب دے کر مارا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا یہ فعل اتفاقی لالچ کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ سراسر معاندانہ رنگ رکھتا تھا اور دلی کینہ اور لمبے بغض کا نتیجہ تھا۔ اور ان کے اس ظالمانہ فعل کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا وہ محض قصاصی اور جوابی تھا جو اسلامی احکام کے نزول سے پہلے موسوی شریعت کے مطابق کیا گیا، لیکن اس کے بعد جلد ہی اسلامی احکام نازل ہو گئے اور اس قسم کی تعذیب انتقامی رنگ میں بھی ناجائز قرار دے دی گئی چنانچہ بخاری کے الفاظ یہ ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ كَانَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ یعنی ”اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احسان اور حسن سلوک کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور ہر حال میں دشمنوں کے جسموں کے مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔“

(سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۸۳۶ تا ۸۳۸)

بَاب ۳۰: مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُونِ

طاعون کے متعلق جو بیان کیا جاتا ہے

۵۷۲۸: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا

۵۷۲۸: حفص بن عمر (حوضی) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا حبیب بن ابی ثابت نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے کہا: میں نے ابراہیم بن سعد (بن ابی وقاص) سے سنا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے حضرت اُسامہ بن زیدؓ سے سنا۔ حضرت اُسامہؓ نے حضرت سعدؓ سے بیان کیا کہ اُنہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے

فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا فَقُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ يُحَدِّثُ سَعْدًا وَلَا يُنْكِرُهُ قَالَ نَعَمْ.

فرمایا: جب تم کسی ملک میں طاعون کی خبر سنو تو اس میں مت جاؤ اور جب وہ کسی ملک میں پڑے اور تم وہاں ہو تو پھر وہاں سے نہ نکلو۔ (حبیب بن ابی ثابت کہتے تھے:) میں نے (ابراہیم بن سعد سے) پوچھا: کیا آپؒ نے حضرت اُسامہؓ کو حضرت سعدؓ سے یہ حدیث بیان کرتے سنا اور وہ اس کا انکار نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔

أطرافه: ٣٤٧٣، ٦٩٧٤۔

٥٧٢٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّأْمِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِأَرْضِ الشَّأْمِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ فِي الشَّأْمِ فَاخْتَلَفُوا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ

۵۷۲۹: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے، عبدالحمید نے عبداللہ بن عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام کے ملک کو گئے۔ جب سرغ (مقام) میں پہنچے تو آپؓ سے لشکر کے سردار حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور ان کے ساتھی ملے اور انہوں نے آپؓ کو بتایا کہ شام کے ملک میں وبا پڑی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے۔ (یہ سن کر) حضرت عمرؓ نے فرمایا: ابتدائی مہاجرین کو میرے پاس بلائیں۔ تو حضرت ابوعبیدہؓ نے ان کو بلایا اور حضرت عمرؓ نے ان سے مشورہ کیا اور ان کو بتایا کہ وبا شام میں پڑی ہے تو انہوں نے اختلاف کیا۔ ان میں سے بعض کہنے لگے: اب آپؓ ایک کام کے لئے

خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرَى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ ادْعُوا لِي الْأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ فَقَالُوا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّي مُصْبِحٌ عَلَى ظَهْرٍ فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ إِلَى قَدَرِ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَتْ لَكَ إِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ إِحْدَاهُمَا خَصِيبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ

نکل چکے ہیں اور ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ آپؓ اس سے لوٹ جائیں اور بعض نے کہا: آپؓ کے ساتھ دانشمند لوگ ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں اور ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ آپؓ ان کو اس وبا کے ہوتے ہوئے آگے لے جائیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: آپ تشریف لے جائیں۔ پھر اُنہوں نے کہا: میرے پاس انصار کو بلاؤ۔ چنانچہ میں نے ان کو بلایا اور آپؓ نے ان سے مشورہ کیا۔ تو انہوں نے بھی مہاجرین کی راہ اختیار کی اور انہی کی طرح اختلاف کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: آپ بھی جائیں۔ پھر اُنہوں نے فرمایا: قریش کے وہ بزرگ جو فتح مکہ سے پہلے کے مہاجر یہاں ہیں انہیں میرے پاس بلاؤ۔ میں نے ان کو بلایا۔ تو ان میں سے دو شخصوں نے بھی آپ کے سامنے اختلاف نہیں کیا۔ وہ کہنے لگے: ہماری یہ رائے ہے کہ آپ لوگوں کو واپس لے جائیں اور اس وبا کے ہوتے ہوئے ان کو آگے نہ لے جائیں تو حضرت عمرؓ نے لوگوں میں یہ منادی کروائی کہ میں صبح (مدینہ) جا رہا ہوں پس تم بھی صبح (روانگی کیلئے) تیار رہو۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کہنے لگے: کیا اللہ کی تقدیر سے ہم بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ابوعبیدہؓ! کاش تمہارے سوا کوئی اور یہ کلمہ کہتا۔ اور ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر اللہ کی تقدیر کی طرف جاتے ہیں۔ بھلا یہ تو بتاؤ۔ اگر تمہارے اونٹ ہوں

رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللهِ قَالَ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي فِي هَذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ.

جو ایسی وادی میں چلے گئے ہوں کہ جس کے دو کنارے ہیں۔ ان میں سے ایک کنارہ تو سرسبز ہے اور دوسرا خشک۔ کیا یہ نہیں ہے کہ اگر تم سرسبز میں چراؤ تو تم اللہ کی تقدیر سے ہی ان کو چراؤ گے؟ اور اگر تم خشک میں چراؤ تو بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ان کو چراؤ گے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے کہ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ آئے اور وہ اپنے کسی کام کی وجہ سے غیر حاضر تھے وہ کہنے لگے: مجھے اس کے متعلق ایک بات معلوم ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی، آپؐ فرماتے تھے: جب تم سنو کہ وبا کسی ملک میں ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی ملک میں وبا (پھوٹ) پڑے اور تم وہاں ہو تو اس سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: حضرت عمرؓ نے سن کر اللہ کی حمد بیان کی اور (مدینہ کو) لوٹ گئے۔

أطرافه: ۵۷۳۰، ۶۹۷۳۔

۵۷۳۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّأْمِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّأْمِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ

۵۷۳۰: عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبداللہ بن عامر سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرغ میں پہنچے تو ان کو یہ معلوم ہوا کہ وبا شام میں پڑی ہوئی ہے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سنو کہ یہ کسی ملک میں ہے تو پھر وہاں

وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ.

نہ جاؤ اور اگر یہ کسی ایسے ملک میں پڑے اور تم وہاں ہو تو پھر اس سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو۔

أطرافُه: ۵۷۲۹، ۶۹۷۳۔

۵۷۳۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ الْمَسِيحُ وَلَا الطَّاعُونُ.

۵۷۳۱: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے نعیم مجمر سے، نعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں نہ مسیح دجال داخل ہو گا اور نہ طاعون۔

أطرافُه: ۱۸۸۰، ۷۱۳۳۔

۵۷۳۲: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ قَالَتْ قَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَحْيَى بِمَ مَاتَ قُلْتُ مِنَ الطَّاعُونِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۵۷۳۲: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا۔ کہ عاصم (بن سلیمان احول) نے ہمیں بتایا کہ مجھ سے حفصہ بنت سیرین نے بیان کیا۔ وہ کہتی تھیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا۔ یحییٰ (بن سیرین) کس بیماری سے فوت ہوئے تھے۔ میں نے کہا طاعون سے۔ (حضرت انسؓ نے) کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون بھی ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔

طرفُه: ۲۸۳۰۔

۵۷۳۳: حَدَّثَنِي أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَبْطُونُ شَهِيدٌ وَالْمَطْعُونُ

۵۷۳۳: ابوعاصم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے سُمَیّ سے، سُمَیّ نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے

شَهِيدٌ. فرمایا: جو پیٹ کی بیماری سے مر جائے وہ بھی شہید ہے اور جو طاعون سے مرجائے وہ بھی شہید ہے۔

أطرافُه: ٦٥٣، ٧٢٠، ٢٨٢٩۔

تشریح: مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُونِ: طاعون کے متعلق جو بیان کیا جاتا ہے۔ زیر باب روایت نمبر ۵۷۲۹ کا مضمون بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام تشریف لے گئے اور وہاں طاعون پڑ گئی۔ جو طاعون عمواس کے نام سے مشہور ہے اور حضرت ابو عبیدہؓ اور اسلامی لشکر نے آپ کا استقبال کیا تو اس وقت صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ چونکہ اس وقت علاقہ میں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہے اس لئے آپ کو واپس تشریف لے جانا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کے مشورہ کو قبول کر کے فیصلہ کر لیا کہ آپ واپس لوٹ جائیں گے۔ حضرت ابو عبیدہؓ ظاہر پر بڑا اصرار کرنے والے تھے انہیں جب اس فیصلہ کا علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ اَتَفِرُّ مِنَ الْقَضَاءِ کیا آپ قضا الٰہی سے بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا أَفِرُّ مِنْ قَضَاءِ اللّٰهِ اِلَى قَدَرِ اللّٰهِ میں اللہ تعالیٰ کی قضاء سے اس کی قدر کی طرف بھاگ رہا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فیصلہ ہے اور ایک عام فیصلہ۔ یہ دونوں فیصلے اسی کے ہیں کسی اور کے نہیں۔ پس میں اس کے فیصلہ سے بھاگ نہیں رہا بلکہ اس کے ایک فیصلہ سے اس کے دوسرے فیصلہ کی طرف جا رہا ہوں۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کو جب طاعون کی خبر ملی اور آپ نے مشورہ کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ شام میں تو پہلے بھی طاعون پڑا کرتی ہے پھر لوگ ایسے موقعہ پر کیا کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جب طاعون پھیلتی ہے تو لوگ بھاگ کر ادھر ادھر چلے جاتے ہیں اور طاعون کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی مشورہ کی طرف آپ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایک عام قانون بھی بنایا ہوا ہے کہ جو شخص طاعون کے مقام سے بھاگ کر ادھر ادھر کھلی ہوا میں چلا جائے وہ بچ جاتا ہے۔ پس جبکہ یہ قانون بھی خدا تعالیٰ کا ہی بنایا ہوا ہے۔ تو میں اس کے کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں کر رہا بلکہ اس کی قضاء سے قدر کی طرف لوٹ رہا ہوں۔ یعنی خدا تعالیٰ کے خاص قانون کے مقابلہ میں اس کے عام

قانون کی طرف جارہا ہوں۔ پس تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں بھاگ رہا ہوں میں صرف ایک قانون سے اُس کے دوسرے قانون کی طرف جارہا ہوں۔ پس حضرت عمرؓ نے بھی قضاء اور قدر میں فرق کیا ہے اور مفردات والے لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اس قول کا مفہوم یہی تھا۔ کہ اِنَّ الْقَدَرَ مَا لَمْ یَکُنْ قَضَاءً فَمَرْجُوٌّ اَنْ یَّدْفَعَهُ اللّٰهُ یعنی جب تک قدر قضاء کا رنگ اختیار نہ کرلے اُس وقت تک امید ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اُسے ٹلا دے۔ گویا آپ نے بتایا کہ چونکہ میں ابھی اس ملک میں داخل نہیں ہوا اور خدا تعالیٰ نے ایک دوسرا قانون بھی بنایا ہوا ہے کہ جو لوگ طاعون زدہ مقام سے اِدھر اُدھر بھاگ جاتے ہیں وہ بچ جاتے ہیں۔ اِس لیے میں اُسی کے ایک دوسرے قانون سے فائدہ اُٹھا رہا ہوں۔ فَاِذَا قَضٰی فَلَا مُدْفِعَ لَهٗ لیکن جب وہ فیصلہ کر دے تو پھر اُس کے فیصلہ سے کوئی بچ نہیں سکتا۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ مریم زیرِ آیت وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا، جلد ۵ صفحہ ۱۷۰، ۱۷۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"عام لوگوں کا خیال ہے کہ وبا سے بھاگنا نہ چاہیئے یہ لوگ غلطی کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر وبا کی ابتدا ہوئی ہو تو بھاگ جانا چاہیئے اور اگر کثرت سے ہو تو پھر نہیں بھاگنا چاہیئے جس جگہ وبا ابھی شروع نہیں ہوئی تب تلک اس حصہ والے اس کے اثر سے محفوظ ہوتے ہیں اور ان کا اختیار ہوتا ہے کہ اس سے الگ ہو جاویں اور توبہ اور استغفار سے کام لیویں۔" (ملفوظات، جلد ۳ صفحہ ۳۰۱، ۳۰۲)

بَاب ۳۱: أَجْرُ الصَّابِرِ عَلَى الطَّاعُونِ

طاعون میں صبر کرنے والے کا ثواب

۵۷۳۴: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۵۷۳۴: اسحاق (بن راہویہ) نے ہم سے بیان کیا کہ حبان (بن ہلال) نے ہمیں خبر دی۔ داؤد بن ابی فرات نے ہم سے بیان کیا۔ عبداللہ بن بریدہ نے ہمیں بتایا، اُنہوں نے یحییٰ بن یعمر سے، یحییٰ

وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ [1] أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللهُ عَلَى مَنْ يَّشَاءُ فَجَعَلَهُ اللهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ يُصِيبَهُ إِلَّا مَا كَتَبَهُ اللهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيدِ. تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ دَاوُدَ.

نے حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ سے روایت کی انہوں نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا تو نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ یہ ایک عذاب ہے جو اللہ جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے لیکن اللہ نے اس کو مؤمنوں کے لئے رحمت کا موجب بنایا ہے۔ کوئی بھی ایسا بندہ نہیں جس کو طاعون ہو اور وہ اپنے شہر میں ہی صبر سے ٹھہرا رہے۔ اسے یہ یقین ہو کہ اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی مگر وہی جو اللہ نے اس کے لئے مقدر کر دی تو ضرور اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ ایک شہید کو ثواب ملتا ہے۔ (حبان بن ہلال کی طرح) نضر (بن شمیل) نے بھی داؤد سے اس حدیث کو روایت کیا۔

أطرافه: ٣٤٧٤، ٦٦١٩۔

تشریح: أَجْرُ الصَّابِرِ عَلَى الطَّاعُونِ: طاعون میں صبر کرنے والے کا ثواب۔ طاعون کے بارے میں دو اصول ہیں (۱) کسی علاقے میں طاعون کے پھوٹنے کا قبل از وقت علم ہو جائے (پیشگوئی وغیرہ سے) تو اس علاقہ سے باہر چلے جانا چاہیئے تا کہ اس سے بچا جا سکے۔ (۲) اگر کسی علاقہ میں طاعون آ گئی ہو اور پھیل گئی ہو تو اس علاقہ کے لوگوں کو وہاں سے نکل کر دوسرے علاقوں میں نہیں جانا چاہیئے ورنہ وہ دوسرے علاقوں میں اس وبا کے پھیلانے کا باعث بنیں گے جو کہ معاشرتی زندگی کے لیے نقصان دہ ہے۔ جو لوگ طاعون کی وبا کی زد میں آ چکے ہوں تو جہاں تک دعا اور دوا کا تعلق ہے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ طاعون کے حملہ سے محفوظ رہا جا سکے لیکن اگر کوئی دوا اور علاج وغیرہ کارگر نہ ہو تو پھر خدا کی تقدیر پر راضی برضا ہوتے ہوئے صبر کرنا چاہیئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون سے مرنے والے کو بھی شہید قرار دیا ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ایک قانون کا گواہ بن جاتا ہے لیکن اگر کسی علاقہ میں طاعون خدا تعالیٰ کا عذاب بن کر آئے تو پھر توبہ استغفار اور عذابِ الٰہی کے اسباب کو سامنے رکھ کر خدا تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہیئے۔ قومی عذاب کی صورت میں بعض اوقات ایسے لوگ بھی اس عذاب کا شکار بن

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں لفظ "أَخْبَرَتْنَا" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۲۳۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

جاتے ہیں جو قوم کے اس جرم میں شامل نہیں ہوتے جس کی وجہ سے وہ عذاب آیا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ بھی باقی لوگوں کی طرح اس عذاب کا شکار تو ہوں گے لیکن ایسے لوگوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا انجام ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَغْزُو جَیْشٌ الْکَعْبَۃَ، فَإِذَا کَانُوا بِبَیْدَاءَ مِنَ الأَرْضِ، یُخْسَفُ بِأَوَّلِہِمْ وَآخِرِہِمْ قَالَتْ: قُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ، کَیْفَ یُخْسَفُ بِأَوَّلِہِمْ وَآخِرِہِمْ، وَفِیہِمْ أَسْوَاقُہُمْ، وَمَنْ لَیْسَ مِنْہُمْ. قَالَ: یُخْسَفُ بِأَوَّلِہِمْ وَآخِرِہِمْ، ثُمَّ یُبْعَثُونَ عَلَی نِیَّاتِہِمْ [1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ پر ایک لشکر چڑھائی کرے گا۔ جب وہ بیداء میں پہنچے گا تو اوّل سے لے کر آخر تک سب زمین میں دھنسا دیے جائیں گے (حضرت عائشہؓ) کہتی تھیں: میں نے کہا: یارسول اللہ! وہ اوّل سے آخر تک کیسے دھنس جائیں گے؟ جبکہ وہاں بازار بھی ہوں گے اور وہاں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اُس (لشکر) میں سے نہیں ہوں گے۔ فرمایا: وہ اوّل سے آخر تک دھنسا دیئے جائیں گے۔ پھر اپنی اپنی نیتوں کے مطابق اُٹھائے جائیں گے۔

طاعون کے علاج کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس کے لئے جونک کا لگوانا اور زیادہ مقدار میں مگنیشیا کا جلاب دے کر پھر کیوڑہ اور نربسی وغیرہ مصفی خون ادویہ کا استعمال کرنا بہت مفید اور مجرب ہے کیونکہ اس میں خونی و سوداوی مواد ہوتے ہیں۔ یہ ان دونو کا علاج ہے۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۵۷۵)

بَاب ۳۲: الرُّقَی بِالْقُرْآنِ وَالْمُعَوِّذَاتِ

قرآن اور معوذات سے دم کرنا

۵۷۳۵: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفِثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي الْمَرَضِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ كَيْفَ يَنْفِثُ

۵۷۳۵: ابراہیم بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے زہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں جس میں آپ فوت ہوگئے تھے اپنے اوپر معوذات پڑھ کر پھونکتے تھے۔ جب آپؐ کی صحت کمزور ہوگئی تو میں آپؐ پر ان سورتوں کو پڑھ کر پھونکتی تھی اور آپؐ کا

[1] (صحیح بخاری، کتاب البیوع، بَابُ مَا ذُکِرَ فِی الأَسْوَاقِ)

قَالَ كَانَ يَنْفِثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ.

ہی ہاتھ آپؐ کے جسم پر پھیرتی تاکہ اس کی برکت ہو۔ (معمر کہتے تھے۔) میں نے زہری سے پوچھا۔ آپ کیوں کر پھونکتے تھے انہوں نے کہا آپ اپنے ہاتھوں پر پھونکتے تھے پھر اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرتے تھے۔

أطرافه: ٤٤٣٩، ٥٠١٦، ٥٧٥١۔

بَاب ٣٣: الرُّقَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۃ فاتحہ سے دم کرنا

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور یہ حضرت ابن عباسؓ سے مذکور ہے حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

٥٧٣٦: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوهُمْ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ لُدِغَ سَيِّدُ أُولَئِكَ فَقَالُوا هَلْ مَعَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رَاقٍ فَقَالُوا إِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُونَا وَلَا نَفْعَلُ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا فَجَعَلُوا لَهُمْ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَتْفِلُ فَبَرَأَ فَأَتَوْا

٥٧٣٦: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ غندر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا، شعبہ نے ابوبشر سے، ابوبشر نے ابوالمتوکل سے، ابوالمتوکل نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے کچھ لوگ عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلے کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کو مہمان نہیں ٹھہرایا۔ ابھی وہ اس حالت میں تھے کہ اتنے میں ان کے سردار کو بچھو نے ڈسا۔ اُن لوگوں نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی دَم دوا کرنے والا ہے؟ صحابہؓ نے کہا تم نے ہمیں مہمان نہیں ٹھہرایا اور ہم بھی اس وقت تک کوئی دَم دعا نہیں کریں گے جب تک ہمارے لیے اجرت طے نہ کرلو۔ انہوں نے ان کے لئے کچھ بکریاں مقرر کیں اور ایک صحابی سورۃ فاتحہ

بِالشَّاءِ فَقَالُوا لَا نَأْخُذُهُ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوهُ فَضَحِكَ وَقَالَ وَمَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ خُذُوهَا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ.

پڑھنے لگا اور اپنا تھوک اکٹھا کرتا اور اس پر لعاب لگاتا وہ اچھا ہو گیا اور وہ بکریاں لائے۔ صحابہؓ کہنے لگے: ہم یہ بکریاں نہیں لیں گے جب تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہ لیں۔ انہوں نے آپؐ سے پوچھا۔ آپؐ ہنس پڑے اور فرمایا: تمہیں کیا پتہ کہ سورۃ فاتحہ بھی ایک دَم ہے؟ انہیں لے لو اور میرا بھی ایک حصہ نکالو۔

أطرافه: ٢٢٧٦، ٥٠٠٧، ٥٧٤٩۔

بَاب ٣٤: الشُّرُوطُ فِي الرُّقْيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورۃ فاتحہ سے دم کرنے میں کوئی شرط رکھنا

٥٧٣٧: حَدَّثَنَا سِيدَانُ بْنُ مُضَارِبٍ أَبُو مُحَمَّدٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ الْبَصْرِيُّ هُوَ صَدُوقٌ يُوسُفُ بْنُ يَزِيدَ الْبَرَّاءُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْأَخْنَسِ أَبُو مَالِكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوا بِمَاءٍ فِيهِمْ لَدِيغٌ أَوْ سَلِيمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ إِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيغًا أَوْ سَلِيمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَاءٍ فَبَرَأَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلَى أَصْحَابِهِ فَكَرِهُوا ذَلِكَ

۵۷۳۷: سیدان بن مضارب ابو محمد باہلی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معشر بصری نے جو کہ بڑے سچے تھے، ان کا نام یوسف بن یزید البراء تھا ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا عبید اللہ بن اخنس ابو مالک نے مجھ سے بیان کیا۔ عبید اللہ نے ابن ابی ملیکہ سے، انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے چند لوگ ایک چشمہ پر سے گزرے۔ (وہاں جو قبیلہ تھا) ان میں ایک کو بچھو نے کاٹ کھایا تھا۔ (لدیغ کا لفظ کہا یا سلیم) تو ان چشمے والوں میں سے ایک شخص ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا: کیا تم میں کوئی دَم کرنے والا ہے؟ اس چشمے پر ایک شخص ہے جسے بچھو نے ڈسا ہے۔ (لدیغ کا لفظ کہا یا سلیم) یہ سن کر صحابہ میں سے ایک شخص چلا گیا۔ اس نے چند بکریاں

وَقَالُوا أَخَذْتَ عَلَى كِتَابِ اللهِ أَجْرًا حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَخَذَ عَلَى كِتَابِ اللهِ أَجْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللهِ.

دینے کی شرط پر سورۃ فاتحہ کو پڑھا اور وہ اچھا ہو گیا اور وہ بکریاں اپنے ساتھیوں کے پاس لے آیا۔ انہوں نے اسے ناپسند کیا اور کہنے لگے: تم نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے۔ جب وہ مدینہ میں پہنچے تو کہنے لگے: یارسول اللہ! اس نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں کا تم معاوضہ لیتے ہو ان سب سے بڑا حق تو اللہ کی کتاب کا ہے۔

تشریح: الشُّرُوطُ فِي الرُّقْيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ: سورۃ فاتحہ سے دم کرنے میں کوئی شرط رکھنا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"امام ابو حنیفہؒ وغیرہ نے آیات قرآنِ مجید کی برکت سے جہاں علاج معالجہ کرنے کی اجازت کا فتویٰ دیا ہے، وہاں تعلیم قرآن پر اُجرت لینا ناجائز قرار دیا ہے کیونکہ قرآنِ مجید پڑھانا ایک قسم کی عبادت ہے۔ جیسا کہ اذان اور امامت الصلوٰۃ میں بھی اُجرت لینا ان کے نزدیک جائز نہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۲ صفحہ ۹۵) امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت عبد الرحمٰن بن شبلؓ کی ایک مرفوع روایت نقل کی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں: اَقْرِؤُا الْقُرْآنَ وَلَا تَأْكُلُوا بِهِ وَلَا تَسْتَكْثِرُوْا بِهِ وَلَا تَجْفُوْا عَنْهُ۔ یعنی قرآنِ مجید پڑھاؤ لیکن اس کو روزی کا ذریعہ نہ بناؤ اور نہ اس کے لیے زیادہ مطالبہ کرو اور اس کے پڑھانے سے اعراض نہ کرو۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند المکیین، زیادۃ فی حدیث عبد الرحمٰن بن شبل، جزء ۳ صفحہ ۴۲۸) مگر امام شافعیؒ اور ابو لیثؒ وغیرہ کے نزدیک اس قسم کی اُجرت جائز ہے۔ جمہور کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ علامہ عینیؒ نے عدمِ جواز کے بارے میں متعدد روایتیں نقل کی ہیں جن میں امام احمد بن حنبلؒ کی مذکورہ بالا روایت بھی ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۲ صفحہ ۹۵ تا ۹۷)

اَحَقُّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللهِ: جن ائمہؒ نے تعلیم قرآن پر اُجرت ناجائز قرار دی ہے انہوں نے حدیث اَحَقُّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللهِ میں

لفظ اَجر کے معنی ثواب کئے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے: کتاب اللہ سب سے زیادہ مستحق ہے کہ تم اس پر اَجر لو یعنی ثواب حاصل کرو۔...

لَا يَشْتَرِطُ الْمُعَلِّمُ إِلَّا أَنْ يُّعْطَى شَيْئًا فَلْيَقْبَلْهُ: امام شعبی کا حوالہ ابن ابی شیبہ نے موصولاً نقل کیا ہے کہ قرآنِ مجید کی تعلیم پر اُجرت کا مطالبہ نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن اگر دی جائے تو ردّ نہ کی جائے۔ یہی مفہوم ہے لَا تَأْكُلُوا بِهٖ وَلَا تَسْتَكْثِرُوْا بِهٖ وَلَا تَجْفُوْا عَنْهُ کا۔ یہی بات عنوانِ باب میں نمایاں کی گئی ہے۔...

لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا كَرِهَ أَجْرَ الْمُعَلِّمِ: حکم بن عیینہؒ کا حوالہ بغویؒ سے جعدیات میں منقول ہے۔ انہوں نے علی بن جعدؒ کی روایتیں ایک جگہ اکٹھی کی ہیں۔ ان میں سے ان کی یہ روایت بھی ہے کہ معاویہ بن قرہ معلم کے نزدیک معلم قرآن کی اُجرت جائز تھی۔ (فتح الباری جزء ۴ صفحہ ۵۷۳)

وَأَعْطَى الْحَسَنُ دَرَاهِمَ عَشَرَةً: حسن بصریؒ کا حوالہ طبقات ابن سعد میں مروی ہے کہ انہوں نے دس درہم معلم کو اُجرت دی جس نے اُن کے بھتیجے کو قرآنِ مجید پڑھایا تھا۔ ختم قرآن پر معلم نے اُجرت کی خواہش کی تو انہوں نے پہلے تو یہ جواب دیا کہ صحابہ کرامؓ تعلیم قرآن پر اُجرت نہیں لیا کرتے تھے۔ پھر بھتیجے کے اصرار پر دَس درہم دیئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء ۷ صفحہ ۱۷۵، ۱۷۶)

وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيْرِيْنَ بِأَجْرِ الْقَسَّامِ بَأْسًا: محمد بن سیرینؒ کا فتویٰ مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بغیر شرط ٹھہرانے کے اگر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح ان کے نزدیک حصص تقسیم کرنے والے یا غلہ کا اندازہ کرنے والے کو بغیر شرط کے اُجرت دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۲ صفحہ ۹۸)

(فتح الباری جزء ۴ صفحہ ۵۷۳)

سب فقہاء کے نزدیک چھوٹے چھوٹے کاموں کا معاوضہ اگر بغیر مطالبہ ملے تو وہ لیا جاسکتا ہے، ورنہ مانگ کر اُس کا معاوضہ لینا مکروہ ہے۔ ایک ہی عنوان میں ان سب فتووں کا یکجا ذکر کیا گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کا تقویٰ دیکھا جائے۔ جنہوں نے مہمان نوازی

کے حق کا مطالبہ دستور کے مطابق کیا، جس کا انکار کیا گیا اور یہ انکار عرفِ عام میں سخت معیوب تھا۔ مگر مذہبی اختلاف کی وجہ سے انہیں مہمان نوازی کے حق سے محروم رکھا گیا۔ جب قبیلہ کا سردار اُن کا محتاج ہوا تو انہوں نے بھی علاج کی اُجرت لی۔ لیکن اس اُجرت کے استعمال میں انہیں تردّد ہوا اور اُس سے فائدہ نہیں اُٹھایا، تاوقتیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اس سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت نہ دی۔ تقویٰ کا یہ لطیف احساس جہاں تزکیہ نفس میں صحابہؓ کے علوّ مرتبت پر دالّ ہے، وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر قدسی کی بھی شہادت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ (الجمعة:۳) کہ یہ رسول اپنے متبعین کا تزکیہ نفوس کرتا ہے۔ پس صحابہ کرام کا اُجرت میں حاصل شدہ مال سے رُکنا صحابہؓ کے پاک نفس ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔"

(صحیح بخاری، ترجمہ وشرح، کتاب الإجارة، باب مَا يُعْطَى فِي الرُّقْيَةِ عَلَى اَحْيَآءِ الْعَرَبِ جلد۴، صفحہ ۲۵۲ تا ۲۵۴)

بَاب ۳۵: رُقْيَةُ الْعَيْنِ

نظر لگنے پر دَم کرنا

۵۷۳۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ

۵۷۳۸: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا معبد بن خالد نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن شداد سے سنا۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا یا (فرمایا کہ) آپؐ نے حکم دیا کہ نظر لگنے کی صورت میں دَم کرالیا جائے۔

۵۷۳۹: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ

۵۷۳۹: محمد بن خالد نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن وہب بن عطیہ دمشقی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ولید زبیدی

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ. وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. تَابَعَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ.

نے ہمیں بتایا کہ زہری نے ہمیں خبر دی۔ زہری نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ سے، حضرت زینبؓ نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر داغ تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اس کے لئے دم کراؤ کیونکہ اس کو نظر لگی ہے اور عقیل نے بھی زہری سے اسی حدیث کو نقل کیا۔ (انہوں نے کہا) مجھے عروہ نے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ (محمد بن حرب کی طرح) عبداللہ بن سالم نے بھی زبیدی سے اسے روایت کیا۔

بَاب ٣٦: الْعَيْنُ حَقٌّ

نظر لگ جانا سچ ہے

٥٧٤٠: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ.

طرفُه: ٥٩٤٤۔

۵۷۴۰: اسحاق بن نصر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے ہمام سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: نظر لگ جانا سچ ہے اور آپؐ نے گدوانے سے منع فرمایا۔

تشریح: الْعَيْنُ حَقٌّ: نظر لگ جانا سچ ہے۔ انسانی جسم کے اعضاء میں مختلف قوتیں پنہاں ہیں۔ کسی کے اندر یہ قوتیں کم ہیں اور کسی کے اندر زیادہ۔ انسانی قوتوں میں سے ایک قوت اس کی آنکھ اور نظر کی قوت ہے۔ جب انسان کسی چیز کو دیکھتا ہے اور وہ اسے بہت اچھی لگتی ہے تو بعض انسان ایسے ہوتے ہیں جن کے دلوں میں حسد پیدا ہوتا ہے۔ جب وہ اسے دیکھتے ہیں تو وہ اپنے برے خیالات کو پوری طرح مجتمع کر کے جل بھن کر

اس کو دیکھتے ہیں، تو جن کی آنکھوں میں وہ قوت زیادہ ہوتی ہے وہ جب اپنے حسد کے بھرے ہوئے خیالات کے ساتھ اس چیز پر نظر ڈالتے ہیں، توجہ مرکوز کرتے ہیں تو اس چیز پر بھی اثر ہوتا ہے جسے عرف عام میں نظر لگنا کہا جاتا ہے۔جیسا کہ حدیث الباب میں بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْعَیْنُ حَقٌّ۔ نظر لگنا حق ہے۔ آج کل اس کو ہپناٹزم، مسمریزم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ پیراسائیکالوجی (Parapsychology) کی قسم ہے۔ کسی کو اگر نظر لگ جائے اور اسے محسوس ہو جائے کہ اسے نظر لگ گئی ہے تو وہ غسل کر لے۔[1] غسل کے نتیجے میں جب پانی اس کے بدن پر پڑے گا اس کی اعصابی قوت بیدار ہو گی اور جو کسی کی نظر کے اثرات اس پر ہوئے ہیں وہ زائل ہو جائیں گے۔ پرانے زمانے میں اس کو علم توجہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ بعض لوگ پیسے کمانے کے لیے یا اپنی کرامات جتانے کے لیے، اپنی اس استعداد کو بعض قواعد کے تحت مشق کر کے بہت ترقی دے دیتے تھے۔ اور اس کے نتیجے میں لوگوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ عام خیال ہے کہ بچوں کو نظر لگ جاتی ہے کیا یہ درست ہے اگر درست ہے تو اس کا علاج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

> ”ہاں لگ جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ انسان کے اندر ایسی طاقت رکھی ہے کہ ایک کے خیالات کا اثر دوسرے کے اوپر جا کر پڑتا ہے۔ جب انسان ہر چیز کو نہایت ہی محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں اگر محبت کے خیالات پیدا ہوتے ہیں تو ساتھ ہی مخفی طور پر ایک خطرہ بھی پیدا ہوتا ہے اور ایسے ہی دوسرے شخص میں، بچہ ہو خواہ جوان منتقل ہو کر ایک قسم کا احساس کمزوری یا مایوسی کا کر دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ایک طبعی بات ہے رسول کریمؐ کے بعض اقوال سے بھی مستنبط ہوتا ہے۔ شریعت نے اس کو غیر معقول نہیں قرار دیا۔ ایسے لوگ جن کے دل زیادہ برداشت نہیں کر سکتے تھوڑی تھوڑی باتوں پر ان کی توجہ بہت ہی گہری ہو جاتی ہے۔ ان لوگوں کے ایسے خیالات جو ہیں وہ دوسرے کے دل پر اثر کر جاتے ہیں اور اسی کا نام نظر ہوتا ہے۔ پس اگر ایسی حالت میں کوئی بیمار ہو جائے تو اس صورت میں سورۃ فاتحہ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کے بچے پر دم کیا جاوے یا اگر بچہ نہیں جانور وغیرہ ہے تو اس پر ہاتھ پھیر دیا جاوے تو یہ دعا کی دعا بھی ہوتی ہے اور توبہ کی توبہ بھی۔

(الفضل قادیان، مؤرخہ ۴ مارچ ۱۹۲۴ء صفحہ ۵)

---

[1] (صحیح مسلم، کتاب السَّلَامِ، بَابُ الطِّبِّ وَالْمَرَضِ وَالرُّقَی)

اس علم کا ایک مثبت اور مفید پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض لوگ اس پر مشق اور مہارت پیدا کر کے اس سے بیماریاں دور کرتے تھے اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتے تھے۔ ان میں سے بعض اس کو اپنے معجزات قرار دے کر پیسے کمانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور بعض محض خدمتِ خلق کے طور پر اسے استعمال کرتے تھے۔ اس علم کے ذریعہ علاج کرنے والے لوگ تمام مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ تاریخ اسلام میں بھی بہت سے مسلمان صوفیاء اور اولیاء ایسے تھے جنہوں نے علمِ توجّہ میں مہارت پیدا کر کے صدہا بیماروں کو اپنے آس پاس بٹھا کر اپنی ایک نظر سے دیکھ کر ان کو شفا دی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"سائکو اینی لیس (Psychoanalysis) کے طریق علاج نے بہت ایسی امراض کے علاج کا دروازہ کھول دیا ہے جو فکر و خیال کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں اور جن کا علاج صرف دواؤں سے ہونا ناممکن تھا۔ علاج بالتوجہ اور توجہ ذاتی نے شفا کو انسان کے ایسے قریب کر دیا کہ گویا شفا حاصل کرنے کے لیے ارادہ کی دیر ہوتی ہے ارادہ کیا اور بہت سی شفا ہوئی۔" (دنیا میں سچا مذہب صرف اسلام ہی ہے، انوار العلوم، جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۰)

بَاب ۳۷: رُقْيَةُ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ

سانپ اور بچھو کا دم

۵۷۴۱: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ فَقَالَتْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ.

۵۷۴۱: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا کہ سلیمان (بن فیروز) شیبانی نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الرحمٰن بن اسود نے ہمیں بتایا انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہؓ سے ڈسنے کے دَم کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ڈسنے والے جانور کی وجہ سے دم کی اجازت دی۔

بَاب۳۸: رُقْيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دم کرنا

۵۷۴۲ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ اشْتَكَيْتُ فَقَالَ أَنَسٌ أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلَى قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

۵۷۴۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالعزیز (بن صہیب) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں اور ثابت (بنانی) حضرت انس بن مالکؓ کے پاس گئے۔ ثابت نے کہا: ابوحمزہؓ میں بیمار ہو گیا ہوں۔ حضرت انسؓ نے کہا کیا میں تمہیں وہ دم نہ کروں جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں ضرور۔ تو حضرت انسؓ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ جو لوگوں کا ربّ ہے تکلیف کو دور کرنے والا ہے شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شافی نہیں، ایسی شفا دے جو بیماری کا کوئی اثر نہ چھوڑے۔

۵۷۴۳: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى وَيَقُولُ اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَاسَ وَاشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا

۵۷۴۳: عمرو بن علی (فلاس) نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا کہ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان (اعمش) نے مجھ سے بیان کیا۔ سلیمان نے مسلم (بن صبیح) سے، مسلم نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج میں سے کسی کے لیے بیماری میں دعا کرتے ہوئے یوں پناہ مانگتے تھے کہ آپؐ

يُغَادِرُ سَقَمًا. قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثْتُ بِهِ مَنْصُورًا فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ.

اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور دعا کرتے: اے اللہ! جو لوگوں کا ربّ ہے اس تکلیف کو دور کر، اس سے شفا دے اور تو ہی شفا دینے والا ہے، کوئی شفا نہیں مگر تیری ہی شفا، ایسی شفا دے جو بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔ سفیان (ثوری) کہتے تھے: میں نے منصور بن (معتمر) سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مجھے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہوئے اسی طرح بتایا۔

أطرافه: ٥٦٧٥، ٥٧٤٤، ٥٧٥٠۔

٥٧٤٤: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقِي يَقُولُ امْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ.

۵۷۴۴: احمد بن ابی رجاء نے مجھ سے بیان کیا کہ نضر (بن شمیل) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے کہا مجھے میرے باپ نے خبر دی ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دم کرتے ہوئے یہ دعا کرتے تھے: لوگوں کے ربّ اس تکلیف کو دور کر۔ تیرے ہاتھ میں شفا ہے۔ اس کا دور کرنے والا کوئی نہیں مگر تو ہی۔

أطرافه: ٥٦٧٥، ٥٧٤٣، ٥٧٥٠۔

٥٧٤٥: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لِلْمَرِيضِ

۵۷۴۵: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہمیں بتایا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مجھے عبد ربّہ بن سعید نے بتایا۔ عبد ربّہ نے عمرہ سے، عمرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی) بیمار کے

بِسْمِ اللهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.

لیے یوں دعا کرتے: اللہ کے نام سے یہ ہماری زمین کی مٹی ہے۔ ہم میں سے کسی کے لعاب سے ہمارا بیمار ہمارے ربّ کے حکم سے شفا پا جائے۔

طرفہ: ۵۷۴۶۔

۵۷۴۶: حَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الرُّقْيَةِ بِسْمِ اللهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا وَرِيقَةُ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.

۵۷۴۶: صدقہ بن فضل نے مجھ سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدربّہ بن سعید سے، عبدربّہ نے عمرہ سے، عمرہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپ فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم دم کرتے وقت (کبھی) یوں بھی دعا کرتے تھے: اللہ کے نام سے یہ ہماری زمین کی مٹی ہے اور ہم میں سے کسی کا لعاب ہے ہمارا بیمار ہمارے ربّ کے حکم سے شفا پائے۔

طرفہ: ۵۷۴۵۔

تشریح: رُقْيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دم کرنا۔ باب ۳۸،۳۷ میں دم کا ذکر ہے اور احادیث الباب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دعاؤں کا ذکر ہے جو آپؐ مریضوں پر پڑھتے تھے۔ آپؐ کی دعا، توجۂ روحانی اور ہاتھ کی برکت سے ان بیماروں کو شفا ہوتی تھی۔ مگر بعد کے زمانوں میں اسی دم سے تعویذ گنڈوں اور مشرکانہ رسوم کا جو سلسلہ بعض لوگوں نے اپنی دکانداری یا نام نہاد کرامات کی صورت میں شروع کیا اور جس کی آج کے معاشرے میں نہایت ظالمانہ اور بیہودہ صورتیں دکھائی دیتی ہیں ان کا اس دم اور دعا سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کے لیے کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ایک مجلس میں سوال ہوا، تعویذ گنڈے کروانے کے بارے میں ارشاد فرمائیں کیا یہ اچھی بات ہے یا بری؟ جواب: فرمایا:

> ”تعویذ گنڈہ وغیرہ کو دستورِ زندگی بنالینا حد سے زیادہ جہالت ہے۔ اور تمام دینی معاشرہ کی روح اس سے تباہ ہو جائے گی۔ اصل دعا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تیرہ سو سال کی جو رسوم کے خلاف ایک عظیم جہاد فرمایا۔ اور دینِ حق کو اس کی اصل صورت پہ بحال کرنے کے لئے بہت بڑی جدوجہد فرمائی ہے۔ یہی در اصل

حقیقی مجددیت ہے۔ اسی کا نام مہدویت ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اب جماعت جو اُبھر کر اور نکھر کر دنیا کے سامنے آئی ہے اس کا مرکزی نقطہ دعا ہے۔ اس کی ساری زندگی اس کے تمام اعمال اور تمام کامیابیاں اس کی تمام کاوشیں اس کے غم و فکر کے علاج دعا میں ہیں۔ اور دعا کو چھوڑ کر تعویذ گنڈوں کی طرف جانا حد سے زیادہ جہالت ہے۔ یہ تاریک زمانے کی پیداوار باتیں ہیں۔ اور ایسی قوموں کو دعا سے ہٹا کر جادو منتر وغیرہ کی طرف منتقل کر دیتی ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے دَم کی اجازت دی۔ یہ ایک بالکل الگ بات ہے۔ تعویذ گنڈے کا معاشرہ پیدا کرنا بالکل الگ بات ہے۔ آنحضرتؐ کے زمانے میں ایسا ہرگز یہ کوئی معاشرہ نہیں تھا۔ دعا ہی کا معاشرہ تھا اور جس دم کی بات کرتے ہیں اس میں سورۃ فاتحہ بطور دعا استعمال ہوتی ہے اور وہ اب بھی اسی طرح جائز ہے فاتحہ کو دعا کے طور پر آپ چاہے پانی پر پڑھ کے دم کریں اور نفسیاتی لحاظ سے اس کو برکت کے لئے دے دیں۔ اس حد تک تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن تعویذ گنڈے کی... یہ تو بہت خطرناک بیہودہ رسم ہے۔ جو روشنی سے اندھیروں کی طرف لے جانے والی ہے۔" (مجلس عرفان، الفضل ۴ دسمبر ۲۰۰۲ صفحہ ۳، ریکارڈنگ ۴ نومبر ۱۹۹۴ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ

"حضور کی خدمت میں اگر کوئی چیز دم کرنے کے لئے (مثلاً سرمہ) بھیجی جائے تو حضور کی اس میں کیا رائے ہے؟ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا: دم ... مریض پر تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عقلاً اس کا فائدہ اور اس کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ باقی چیزوں پر دم کر کے بھیجنا نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے گو اس میں بھی بعض حالات میں فائدہ ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے بعض ایسے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں جو خطرناک ہیں، ان کا فائدہ کم ہے اور نقصان زیادہ ہے۔ یہ روحانیت پر ایسا اثر ڈال دیتی ہیں کہ خدا تعالیٰ سے دور کر دیتی ہیں اور انسان مادی چیزوں کی طرف ہی راغب ہو جاتا ہے۔ دم کی مثال بالکل اس شخص کی ہے جیسے

کوئی شخص کسی افسر کے پاس اپنے کسی کام کے لئے درخواست کرنے کے لئے جاوے اور پھر بجائے اس کے کہ خود اس کو بار بار توجہ دلائے اس کو کہہ دیوے کہ اپنی میز پر ایک کاغذ لکھ کر رکھ چھوڑیں جس سے میرے معاملہ کی یاد تازہ ہوتی رہے۔ یہ چیزیں انسان کو دعا سے غافل کر دینے والی ہیں اور خدا کی طرف بار بار رجوع کرنا جو ایمان کی جڑ ہے اس سے انسان کو دور کر دیتی ہیں۔" (الفضل ۲۶ فروری ۱۹۲۴ء صفحہ ۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا گیا

"تعویذ کا باندھنا یا دم وغیرہ کرانا کیسا ہے؟ بجواب حضرت اقدسؑ نے حضرت مولوی حکیم نورالدینؓ کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ آپ نے احادیث میں اس کے متعلق کچھ پڑھا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ جب کبھی جنگوں میں جایا کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک پگڑی یا ٹوپی میں رکھ لیا کرتے تھے اور آگے کی طرف لٹکا لیتے اور جب ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈوایا تو آدھے سر کے کٹے ہوئے بال ایک شخص کو دے دیئے اور آدھے دوسرے حصہ کے باقی اصحاب کو بانٹ دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات جُبّہ شریف دھو کر مریضوں کو بھی پلایا کرتے تھے اور وہ شفایاب ہو جایا کرتے تھے۔ ایسا ہی ایک دفعہ ایک عورت نے آپ کا پسینہ بھی جمع کیا۔

یہ سب سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ان تعویذ و دَموں کی اصل کچھ نہ کچھ ضرور ہے جو خالی از فائدہ نہیں۔ میرے الہام میں جو ہے کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" اس سے بھی تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تو ہو گا جو بادشاہ ایسا کریں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان باتوں کی بنا محبت و اخلاص پر ہے۔ صادقوں کی نکتہ چینی کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ بزرگوں کے صغائر پر نظر کرنے سے سلب ایمان کا اندیشہ ہے۔" (الحکم ۱۷/ جولائی ۱۹۰۳ء)

ایک دوست نے سوال کیا کہ مجھے قرآن شریف کی کوئی آیت بتلائی جاوے کہ میں پڑھ کر اپنے بیمار کو دم کروں تا کہ اس کو شفا ہو؟ حضرت نے فرمایا:

"بے شک قرآن شریف میں شفا ہے۔ روحانی اور جسمانی بیماریوں کا وہ علاج ہے مگر

اس طرح کے کلام پڑھنے میں لوگوں کو ابتلا ہے۔ قرآن شریف کو تم اس امتحان میں نہ ڈالو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے بیمار کے واسطے دعا کرو۔ تمہارے واسطے یہی کافی ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۵)

بَاب ۳۹: النَّفْثُ فِي الرُّقْيَةِ

دم کرتے وقت پھونک مارنا

۵۷۴۷: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ حِينَ يَسْتَيْقِظُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ. وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ فَمَا أُبَالِيهَا.

۵۷۴۷: خالد بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان (بن بلال) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید (انصاری) سے، یحییٰ نے کہا میں نے ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے سنا۔ ابو سلمہ نے کہا میں نے حضرت ابو قتادہؓ سے سنا وہ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: رؤیا اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے۔ جب تم میں سے کوئی خواب میں کوئی ایسی بات دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہو تو جب وہ جاگے تین بار پھونک مارے اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے تو وہ خواب اس کو نقصان نہ دے گی اور ابو سلمہ نے کہا: میری تو یہ حالت تھی کہ جو خواب دیکھ لیتا پہاڑ سے بھی زیادہ مجھ پر بوجھل ہو جاتا تو پھر جونہی کہ میں نے یہ حدیث سنی میں اب اس کی پرواہ نہیں کرتا۔

أطرافه: ۳۲۹۲، ۶۹۸۴، ۶۹۸۶، ۶۹۹۵، ۶۹۹۶، ۷۰۰۵، ۷۰۴۴۔

۵۷۴۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ

۵۷۴۸: عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے ہم سے

عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَفَثَ فِي كَفَّيْهِ بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيعًا ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا اشْتَكَى كَانَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ بِهِ. قَالَ يُونُسُ كُنْتُ أَرَى ابْنَ شِهَابٍ يَصْنَعُ ذَلِكَ إِذَا أَتَى إِلَى فِرَاشِهِ.

بیان کیا کہ سلیمان (بن بلال) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس (بن یزید) سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر آرام کرتے تو قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سب کو پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں میں پھونکتے۔ پھر ان دونوں کو اپنے چہرے پر اور جہاں جہاں بھی آپؐ کے ہاتھ آپؐ کے جسم پر پہنچتے پھیرتے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: جب آپؐ بیمار ہوتے تو آپؐ مجھے ایسا کرنے کا حکم دیتے۔ یونس کہتے تھے میں ابن شہاب کو دیکھا کرتا تھا کہ جب وہ اپنے بستر پر آتے تو ایسا ہی کرتے۔

أطرافه: ۵۰۱۷، ۶۳۱۹۔

۵۷۴۹: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا فِي حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ

۵۷۴۹: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبشر (جعفر) سے، ابوبشر نے ابوالمتوکل (علی بن داؤد) سے، ابوالمتوکل نے حضرت ابوسعید (خدریؓ) سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ ایک سفر پر گئے اور قبائل عرب میں سے ایک قبیلے کے پاس اترے اور ان کے ہاں مہمان ٹھہرنا چاہا۔ انہوں نے ان کی میزبانی

شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ قَدْ نَزَلُوا بِكُمْ لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللهِ إِنِّي لَرَاقٍ وَلَكِنْ وَاللهِ لَقَدْ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ فَجَعَلَ يَتْفُلُ وَيَقْرَأُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (الفاتحة: ۲) حَتَّى لَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِي مَا بِهِ قَلَبَةٌ قَالَ فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اقْسِمُوا فَقَالَ الَّذِي رَقَى لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ أَصَبْتُمْ اقْسِمُوا

سے انکار کیا۔ پھر اس قبیلے کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا اور انہوں نے اس کے لئے ہر علاج سے کوشش کی، کوئی چیز بھی اس کو فائدہ نہ دیتی تھی۔ ان میں سے کسی نے کہا: اگر تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جو تمہارے پاس آئے ہوئے ہیں تو شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہو۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے لوگو! ہمارے سردار کو بچھو نے ڈس لیا ہے اور ہم نے اس کے لئے ہر جتن کیا۔ کوئی چیز بھی اس کو فائدہ نہیں دیتی تو کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا: ہاں۔ اللہ کی قسم! میں دَم کرنا جانتا ہوں مگر ہم نے چاہا تھا کہ تمہارے ہاں مہمان ٹھہریں مگر تم نے ہمیں مہمان نہیں ٹھہرایا۔ اللہ کی قسم میں دَم نہیں کروں گا، جب تک کہ تم ہمارے لئے اجرت نہ مقرر کر لو۔ آخر اُنہوں نے کچھ بکریاں دینے پر ان سے سمجھوتہ کیا تب وہ شخص (سردار کے پاس) چلا گیا اور اَلْحَمْد... پڑھتے ہوئے کر اسے لعاب لگانے لگا۔ یہاں تک کہ اسے ایسا محسوس ہوا گویا کہ وہ رسی کے بندھن سے آزاد ہو گیا ہے پس وہ چلنے پھرنے لگا اور اسے کوئی بھی بیقراری نہ رہی۔ (حضرت ابو سعیدؓ کہتے تھے:) تب اُنہوں نے ان کو ان کی وہ اجرت پوری کی پوری دے دی جو انہوں نے آپس میں طے کی تھی۔ ان میں سے کسی نے کہا: تقسیم کرو۔

وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ.

دَم کرنے والے نے کہا: جب تک ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر یہ واقعہ بیان نہ کر لیں تک تک تقسیم نہ کرو۔ ہم دیکھیں گے کہ آپؐ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: تمہیں کیسے علم ہوا کہ سورۃ فاتحہ دَم ہے؟ تم نے ٹھیک کیا۔ تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ نکالو۔

أطرافُه: ٢٢٧٦، ٥٠٠٧، ٥٧٣٦۔

بَاب ٤٠: مَسْحُ الرَّاقِي الْوَجَعَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى

دم پڑھنے والے کا درد کے مقام پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرنا

٥٧٥٠: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ بَعْضَهُمْ يَمْسَحُهُ بِيَمِينِهِ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا فَذَكَرْتُهُ لِمَنْصُورٍ فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

۵۷۵۰: عبداللہ بن ابی شیبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے اعمش سے، اعمش نے مسلم سے، مسلم نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی آپ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کے لئے (ان کی بیماری میں) پناہ کی دعا کرتے تھے۔ آپؐ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے تھے (اور دعا کرتے تھے:) اے لوگوں کے ربّ اس تکلیف کو دور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے۔ ایسی

بِنَحْوِهِ.

شفا دے کہ جو بیماری کا کوئی اثر باقی نہ چھوڑے۔ (سفیان نے کہا:) میں نے منصور سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے مجھے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے ایسی حدیث بتائی۔

أطرافُه: ٥٦٧٥، ٥٧٤٣، ٥٧٤٤۔

بَاب ٤١ : الْمَرْأَةُ تَرْقِي الرَّجُلَ

ایسی عورت جو مرد کو دَم کرے

٥٧٥١ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفِثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ[1] كُنْتُ أَنَا أَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ فَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ كَيْفَ كَانَ يَنْفِثُ قَالَ يَنْفِثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ.

٥٧٥١: عبداللہ بن محمد جعفی نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی، معمر نے زہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں کہ جس میں آپؐ کی وفات ہوئی اپنے تئیں معوذات پڑھ کر پھونکتے تھے۔ جب آپؐ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو میں آپؐ پر یہ سورتیں پڑھ کر پھونکا کرتی تھی اور آپؐ کا ہی ہاتھ آپؐ کے بدن پر پھیرتی کہ اس کی برکت ہو۔ میں نے ابن شہاب سے پوچھا: آپؐ کیسے پھونکتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپؐ اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونکتے پھر ان کو اپنے چہرے پر پھیرتے۔

اطرافُه: ٤٤٣٩، ٥٠١٦، ٥٧٣٥۔

[1] ثَقُلَ: اشْتَدَّ بِهِ مَرَضُهُ۔ (فتح الباری، جزء ۲ صفحہ ۲۰۲)

بَاب ٤٢ : مَنْ لَمْ يَرْقِ

جو دم نہ کرے

٥٧٥٢ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُونَ أُمَّتِي فَقِيلَ هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ ثُمَّ قِيلَ لِي انْظُرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيلَ لِي انْظُرْ هَكَذَا وَهَكَذَا فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيلَ هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيَّنْ لَهُمْ فَتَذَاكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَمَّا نَحْنُ فَوُلِدْنَا فِي الشِّرْكِ وَلَكِنَّا آمَنَّا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَلَكِنْ هَؤُلَاءِ هُمْ

۵۷۵۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ حصین بن نمیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ ایک دن ہمارے پاس باہر آئے۔ فرمایا: میرے سامنے اُمتیں پیش کی گئیں ایک ایسا نبی گزرتا جس کے ساتھ ایک ہی آدمی ہوتا۔ کسی نبی کے ساتھ دو آدمی اور کوئی نبی ایسا ہوتا کہ اس کے ساتھ ایک جماعت ہوتی اور کوئی نبی ایسا ہوتا کہ اس کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوتا اور میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے افق کو ڈھانپ دیا تھا۔ میں نے خواہش کی کہ یہ میری امت ہو۔ مجھ سے کہا گیا: یہ موسیٰؑ اور ان کی قوم ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا: دیکھو تو میں نے بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے اُفق کو ڈھانپا ہوا تھا۔ مجھ سے کہا گیا: اِدھر دیکھو اور اُدھر دیکھو۔ میں نے بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے آفاق کو ڈھانپ دیا تھا مجھ سے کہا گیا یہ سب تیری اُمت ہے اور ان میں سے ستر ہزار آدمی ایسے ہیں کہ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر لوگ منتشر ہو گئے اور آپؐ نے ان کو یہ کھول کر نہ بتایا۔ نبی ﷺ کے

أَبْنَاؤُنَا فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

اصحاب آپس میں بات چیت کرنے لگے۔ اُنہوں نے کہا: ہم شرک میں ہی پیدا ہوئے تھے لیکن ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو مان لیا ہے۔ ان (مذکورہ) لوگوں سے ہماری اولادیں مراد ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی آپؐ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ شگون لیتے ہیں، اور نہ ہی داغ لگواتے ہیں اور نہ جنتر منتر کرواتے ہیں اور وہ اپنے ربّ پر توکل رکھتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محصنؓ اُٹھے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! آیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں ایک دوسرا شخص اُٹھا اور کہنے لگا: کیا میں بھی اُن میں سے ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: عکاشہؓ اس میں تم پر سبقت لے گیا۔

أطرافُه: ۳٤۱۰، ٥۷۰٥، ٦٤۷۲، ٦٥٤۱۔

بَاب ٤٣: الطِّيَرَةُ

شگون لینا

٥۷٥۳: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَالشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ.

۵۷۵۳: عبداللہ بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ عثمان بن عمر نے ہمیں بتایا کہ یونس (بن یزید ایلی) نے ہم سے بیان کیا۔ یونس نے زہری سے، زہری نے سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ تو چھونے سے بیماری ہوتی ہے اور نہ ہی شگون کوئی معنی رکھتا ہے اور نحوست تین چیزوں میں ہے عورت میں اور گھر میں اور جانور میں۔

أطرافُه: ۲۰۹۹، ۲۸٥۸، ٥۰۹۳، ٥۰۹٤، ٥۷۷۲۔

٥٧٥٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ قَالُوا وَمَا الْفَأْلُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ.

۵۷۵۴: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے۔ شگون کچھ نہیں اور ان چیزوں سے بہتر فال لینا ہے۔ لوگوں نے کہا فال کیا ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اچھی بات جس کو تم میں سے کوئی سن لیتا ہے۔

طرفہ: ۵۷۵۵۔

تشریح: الطِّيَرَةُ: شگون لینا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں مشرکین پرندوں پر اعتماد کرتے تھے، جب ان میں سے کوئی شخص کسی کام کے لیے نکلتا تو وہ پرندے کی طرف دیکھتا اگر وہ پرندہ دائیں طرف اُڑتا تو وہ اس سے نیک شگون لیتا اور اپنے کام پر روانہ ہو جاتا اور اگر وہ پرندہ بائیں جانب اُڑتا تو وہ اس سے بدشگونی لیتا اور لَوٹ آتا، بعض اوقات وہ کسی مہم پر روانہ ہونے سے پہلے خود پرندے کو اُڑاتے تھے، پھر جس جانب وہ اُڑتا تھا اس پر اعتماد کر کے اس کے مطابق مہم پر روانہ ہوتے یا رُک جاتے۔ جب شریعت آگئی تو ان کو اس طریقہ سے روک دیا۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۲۶۲)

ابو داؤد میں ایک حدیث ہے رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم نے فرمایا: اَلْعِيَافَةُ وَالطِّيَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ۔ یعنی اچھا یا بُرا شگون لینے کے لیے پرندہ اُڑانا، بدشگونی لینا اور طَرْق (یعنی کنکر پھینک کر یا ریت میں لکیر کھینچ کر فال نکالنا) شیطانی کاموں میں سے ہے۔[1]

فرمایا: مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَنْ شَيْءٍ فَقَدْ قَارَفَ الشِّرْكَ۔[2] یعنی جسے بدشگونی لینے نے کسی چیز سے روک دیا وہ شرک میں مبتلا ہو گیا۔

فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ وَلَا تُطُيِّرَ لَهُ۔[3] یعنی جس نے بدشگونی لی اور جس کے لیے بدشگونی لی گئی وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی ہمارے طریقے پر نہیں ہے)۔

فرمانِ نبویؐ ہے: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ لَمْ يَنَلِ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مَنْ تَكَهَّنَ أَوِ اسْتَقْسَمَ أَوْ رَدَّهُ مِنْ سَفَرٍ

---

[1] (سنن ابو داود، کتاب الطب، باب فی الخط وزجر الطیر)
[2] (مسند البزار، مسند رویفع بن ثابت، جزء ۶ صفحہ ۳۰۰)
[3] (المعجم الکبیر للطبرانی، جزء ۱۸ صفحہ ۱۶۲ روایت نمبر ۳۵۵)

طِیَرَۃٌ[1] یعنی تین چیزیں جس شخص میں ہوں وہ بلند درجات تک نہیں پہنچ سکتا جو اپنی اٹکل سے غیب کی خبر دے یعنی آئندہ کی بات بتائے یا فال کے تیروں سے اپنی قسمت معلوم کرے یا بد شگونی کے سبب اپنے سفر سے رُک جائے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے فرماتے ہیں:

"تیروں سے فال لینے کی رسم بھی عام تھی۔ ہر کام کرتے ہوئے تیر سے فال لیتے تھے۔ کعبہ میں بھی فال کے تیر رکھے ہوئے تھے اور وہاں جا کر لوگ فال نکالتے تھے۔ پرندوں کی اڑان سے بھی فال لینے کا دستور تھا۔

ایک عجیب رسم عرب کے بعض قبائل میں یہ تھی کہ جب کسی سفر کے ارادے سے گھر سے نکلتے تھے تو اگر راستہ میں کسی وجہ سے واپس آنا پڑتا تھا، تو دروازوں کے ذریعہ اندر نہ داخل ہوتے تھے بلکہ پُشت کی طرف سے آتے تھے۔ قرآن شریف میں بھی اس کی طرف اشارہ آتا ہے۔ بعض قبائل میں یہ رواج تھا کہ اگر کوئی آدمی مر جاتا تھا تو اس کی قبر کے پاس اس کے اونٹ کو باندھ دیتے تھے حتیٰ کہ وہ بھوک پیاس سے مر جاتا تھا۔ عورتوں میں سخت نوحہ کرنے کی عادت تھی۔ سال سال تک ماتم چلا جاتا تھا۔ عرب میں بالعموم عورتیں جانوروں کا دودھ نہ دوہتی تھیں اور اسے عورت کے لیے ایک عیب سمجھا جاتا تھا۔ اگر کسی خاندان میں کوئی عورت ایسا کرتی دیکھی جاتی تھی تو وہ خاندان دوسروں کی نظروں میں گر جاتا تھا۔"

(سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے، صفحہ ۶۶، ۶۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"آجکل کے حالات کے مطابق مسلمانوں میں تو یہ عموماً پایا جاتا ہے لیکن غیروں کی دیکھا دیکھی بعض احمدیوں میں بھی تعویذ گنڈوں پر اعتقاد پیدا ہو گیا ہے جو بالکل غلط چیز ہے۔... اس سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ کیونکہ وہی لوگ جو اللہ پر توکل کرتے ہیں اور ان برائیوں سے بچنے والے ہیں، ٹونے ٹوٹکوں سے بچنے والے ہیں۔ تعویذ گنڈوں سے بچنے والے ہیں، وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنا چاہئے اور اسی کی پناہ میں رہنا چاہئے۔ بلکہ آپؐ نے تو ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ بدشگونی شرک ہے۔ تو آپؐ نے تین مرتبہ یہ بات

[1] (تاریخ ابن عساکر، رجاء بن حیوۃ، جزء ۱۸ صفحہ ۹۸)

دوہرائی اور فرمایا کہ توکّل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے دور فرما دیتا ہے۔ یعنی اگر توکّل کامل ہے تو پھر اگر دل میں کوئی خیال بھی پیدا ہوگا تو شاید اس توکّل کی وجہ سے دور ہو جائے۔ اس لئے یہ جو بدشگونی اور اس قسم کی چیزیں ہیں ان چیزوں سے بچنا چاہیئے کیونکہ یہ شرک کے برابر ہیں۔ کتنا بڑا انذار ہے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۸، اپریل ۲۰۰۵، جلد ۳، صفحہ ۲۲۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"طَائِر کے معنے پرندے کے ہیں۔ لیکن عرب لوگ چونکہ پرندوں سے شگون لیا کرتے تھے اس لئے شگون کے لئے بھی طَائِر کا لفظ بول لیا جاتا ہے چنانچہ مسافر کو رخصت کرتے وقت دعا کے طور پر کہتے ہیں سِرْ عَلَى الطَّائِرِ الْمَيْمُوْنِ۔ مبارک شگون پر چل۔ اسی طرح کہتے ہیں هُوَ مَيْمُوْنُ الطَّائِرِ۔ اور مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ مبارک چہرے والا ہے۔ اسی طرح انسانی اعمال کو بھی خواہ وہ اچھے ہوں یا برے، طائر کہتے ہیں۔ اور ستارے کو بھی طائر کہتے ہیں کیونکہ ستاروں سے بھی نحوست اور بھلائی کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں۔ (اقرب)"

(تفسیر کبیر، سورۃ النمل، زیرِ آیت قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ جلد ۷ صفحہ ۳۹۸)

نیز فرمایا:

"جن لوگوں کو وہم ہو جاتا ہے وہ بعض دفعہ معمولی معمولی باتوں سے ایسے نتائج اخذ کر لیتے ہیں جو کسی اور انسان کے واہمہ میں بھی نہیں آتے۔ مولوی یار محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی تھے ان کے دماغ میں نقص تھا۔ بعض دفعہ باتیں کرتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ہاتھ کو حرکت دیتے تو مولوی یار محمد صاحب جھٹ کود کر آگے آجاتے اور سمجھتے کہ یہ اشارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرے لئے کیا تھا۔ اسی طرح جن میں وہم کا مرض پیدا ہو جاتا ہے وہ بعض دفعہ پرندوں کی پرواز سے فال لینا شروع کر دیتے ہیں۔ دائیں طرف سے کوئی پرندہ گزر جائے تو سمجھتے ہیں کہ ہمیں کام میں کامیابی ہو جائے گی اور اگر بائیں طرف سے گزر جائے تو سمجھتے ہیں کہ اب ہمیں نحوست کا سامنا کرنا ہوگا۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ العلق، جلد ۹ صفحہ ۲۴۸)

وَالشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ: اور نحوست تین چیزوں میں ہے عورت میں اور گھر میں اور جانور میں۔

بَاب ٤٤ : الْفَأْلُ
فال لینا

٥٧٥٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ قَالُوا وَمَا الْفَأْلُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ.

۵۷۵۵: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں خبر دی کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ معمر نے زہری سے، زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، عبیداللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شگون کچھ چیز نہیں اور ان چیزوں میں سے بہتر فال ہے۔ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! فال کیا ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اچھی بات جس کو تم میں سے کوئی سن لیتا ہے۔

طرفہ: ٥٧٥٤۔

٥٧٥٦: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ.

۵۷۵۶: مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (دستوائی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: نہ تو چھوت لگ جاتی ہے اور نہ ہی شگون کوئی چیز ہے اور اچھی فال مجھے پسند ہے یعنی اچھی بات۔

طرفہ: ٥٧٧٦

تشریح: الْفَأْلُ: فال لینا۔ جیسا کہ زیرِ باب حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے اچھا کلمہ یا اچھی بات جو کوئی سنتا ہے اس سے اچھا گمان کرنا جیسے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب مشرکینِ مکہ سے مذاکرات ہو رہے تھے اور اُن کے مختلف نمائندے بات کرنے کے لیے آرہے تھے۔ اُن کا ایک نمائندہ سہیل آیا تو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نام سے فال لیتے ہوئے فرمایا سہیل آیا ہے اب معاملہ آسان ہو گیا۔[1] یعنی آپؐ نے سہیل سے سہل اور آسانی کے معنے مراد لیے۔ بچوں کے نام رکھنے میں بھی اسی نیک فال کے طور پر اسماء الٰہی یا انبیاء کے ناموں پر نام رکھے جاتے ہیں۔ جیسے عبد اللہ، عبد الربّ، ابراہیم، اسماعیل، موسیٰ، عیسیٰ، محمد، احمد۔ اس اُمید اور دعا کے رنگ میں کہ یہ بچہ اسم با مسمیٰ بنے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ ظاہر ہے کہ اندرونی خاصیت کی مشابہت کی رو سے دو نیک آدمی ایک ہی نام کے مستحق ہو سکتے ہیں اور ایسا ہی دو بد آدمی بھی ایک ہی بد مادہ میں شریک مساوی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے قائم مقام کہلا سکتے ہیں مسلمان لوگ جو اپنے بچوں کے نام احمد اور موسیٰ اور عیسیٰ اور سلیمان اور داؤد وغیرہ رکھتے ہیں تو درحقیقت اسی تفاول کا خیال انہیں ہوتا ہے جس سے نیک فال کے طور پر یہ ارادہ کیا جاتا ہے کہ یہ بچے بھی ان بزرگوں کی روحانی شکل اور خاصیت ایسی اتم اور اکمل طور سے پیدا کر لیں کہ گویا انہی کا روپ ہو جائیں۔" (توضیح مرام، روحانی خزائن، جلد ۳ صفحہ ۵۹)

بَاب ٤٥ : لَا هَامَةَ

ایسا کوئی الّو نہیں ہوتا جس میں مردے کی روح جنم لیتی ہے

٥٧٥٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ.

۵۷۵۷: محمد بن حکم نے ہم سے بیان کیا کہ نضر (بن شمیل) نے ہمیں بتایا۔ اسرائیل نے ہمیں خبر دی۔ ابوحصین (عثمان بن عاصم اسدی) نے ہمیں بتایا۔ ابوحصین نے ابوصالح (ذکوان) سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: نہ تو چھوت کا لگنا ہے اور نہ بدشگونی اور نہ کوئی ایسا الو ہوتا ہے جس میں مردے کی روح جنم لیتی ہے اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہوتا ہے۔

أطرافُه: ٥٧٠٧، ٥٧١٧، ٥٧٧٠، ٥٧٧٣، ٥٧٧٥۔

[1] (صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد، روایت نمبر ۲۷۳۱)

تشریح: لَا هَامَةَ: ایسا کوئی الو نہیں ہوتا جس میں مردے کی روح جنم لیتی ہے۔ علامہ ابنِ حجر نے زبیر بن بکار کے حوالے سے لکھا ہے کہ عرب جاہلیت میں ایسے شخص کو جو قتل ہو جائے اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے، کہتے تھے کہ اس کے سر سے ھامہ یعنی کیڑا نکل گیا ہے۔ جو اس کی قبر کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے اور کہتا ہے مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ۔ اور اگر اس کا بدلہ لے لیا جاتا تو وہ کیڑا چلا جاتا تھا ورنہ وہ رہتا تھا۔ اس بارے میں اُنہوں نے عرب کے ایک شاعر کا شعر درج کیا ہے:

يَاعَمْرُو إِلَّا تَدَعْ شَتْمِي وَمَنْقَصَتِي أَضْرِبْكَ حَتَّى تَقُولَ الْهَامَةُ اسْقُونِي

یعنی اے عمرو اگر تو نے مجھے گالی گلوچ کرنا نہ چھوڑا تو میں تجھے ماروں گا یہاں تک کہ کیڑا کہے گا کہ مجھے پلاؤ۔ یعنی تیرا بدلہ بھی نہیں لیا جا سکے گا۔ اُنہوں نے بیان کیا ہے کہ یہود کا گمان یہ تھا کہ یہ کیڑا قبر کے گرد سات دن تک چکر لگاتا ہے پھر چلا جاتا ہے۔ اور ابنِ فارس اور دیگر علمائے لغت نے بھی یہی معانی لیے ہیں لیکن انہوں نے ھامہ کے لفظ میں کیڑے کے معانی متعین نہیں کیے بلکہ قزاز نے کہا ہے کہ ھامہ رات کا ایک پرندہ ہے یعنی اُلّو۔ ابنِ اعرابی کہتے ہیں اس سے بدشگونی لی جاتی تھی کہ جب وہ کسی کے گھر پر بیٹھ جاتا تو وہ کہتا یہ اس لیے بیٹھا ہے کہ یا تو میری موت کا یا میرے گھر والوں میں سے کسی کی موت کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اور ابو عبید کہتے ہیں عرب یہ گمان کرتے تھے کہ مُردے کی ہڈیاں ھامہ بن جاتی ہیں اور پھر اُڑتی ہیں اور ایسے پرندے کو وہ الصدی بھی کہتے تھے۔ اس لحاظ سے حدیث میں جو معانی بنتے ہیں وہ یہ ہیں کہ مُردے کے ھامہ کی کوئی زندگی نہیں ہے۔ یعنی ایسا کوئی کیڑا نہیں ہے جو مُردہ میں رہتا ہو نیز اس بات کا اظہار ہے کہ اُلّو میں کوئی بدشگونی نہیں۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۲۹۷)

بَاب ٤٦ : الْكِهَانَةُ

کہانت

٥٧٥٨ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ اقْتَتَلَتَا فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَأَصَابَ بَطْنَهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِي فِي بَطْنِهَا

۵۷۵۸: سعید بن عفیر نے ہمیں بتایا کہ لیث (بن سعد) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا عبدالرحمٰن بن خالد نے مجھ سے بیان کیا، عبدالرحمٰن نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہذیل کی دو عورتوں کے متعلق فیصلہ کیا تھا جو آپس میں لڑ پڑی تھیں۔ اُن میں سے ایک نے دوسرے کو پتھر مارا جو اس کے پیٹ میں لگا اور وہ حاملہ تھی

فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ مَا فِي بَطْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ وَلِيُّ الْمَرْأَةِ الَّتِي غَرِمَتْ كَيْفَ أَغْرَمُ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ.

اور اس نے اس کے اس بچہ کو مار ڈالا جو اس کے پیٹ میں تھا۔ اس لئے وہ نبی ﷺ کے پاس اپنا جھگڑا لائے۔ آپؐ نے جو بچہ اس کے پیٹ میں تھا اس کی دیت ایک بَردہ دینے کا فیصلہ فرمایا غلام ہو یا لونڈی۔ یہ سن کر اس عورت کا ولی جس پر دیت واجب ہوئی تھی کہنے لگا: یارسول اللہ! میں اس کی دیت کیوں دوں جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ چلایا ایسا خون تو بلا تاوان کے ہے۔ نبی ﷺ نے (یہ قافیہ بندی سن کر) فرمایا: یہ تو کاہنوں کا بھائی ہے۔

أطرافه: ٥٧٥٩، ٥٧٦٠، ٦٧٤٠، ٦٩٠٤، ٦٩٠٩، ٦٩١٠۔

٥٧٥٩: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ.

۵۷۵۹: قتیبہ (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابو سلمہ سے، ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا اور اس کا جنین گرا دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ایک بَردہ دینے کا فیصلہ فرمایا غلام ہو یا لونڈی۔

أطرافه: ٥٧٥٨، ٥٧٦٠، ٦٧٤٠، ٦٩٠٤، ٦٩٠٩، ٦٩١٠۔

٥٧٦٠: وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي الْجَنِينِ يُقْتَلُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ فَقَالَ الَّذِي قُضِيَ عَلَيْهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَا لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ

۵۷۶۰: اور اسی سند سے ابن شہاب سے مروی ہے کہ انہوں نے سعید بن مسیب سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنین کے متعلق کہ جو اپنی ماں کے پیٹ میں مارا جائے، ایک بردہ دینے کا فیصلہ فرمایا، غلام ہو یا لونڈی۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا کہنے لگا میں اس کا تاوان

وَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ.

کیسے دوں؟ جس نے نہ کھایا، نہ پیا، نہ بولا اور نہ چلایا۔ ایسا خون تو بلا تاوان کے ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ (قافیہ بندی) سن کر فرمایا: یہ تو کاہنوں کا بھائی ہے۔

أطرافه: ٥٧٥٨، ٥٧٥٩، ٥٩٠٤، ٦٧٤٠، ٦٩٠٩، ٦٩١٠۔

٥٧٦١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۵۷۶۱: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث سے، ابوبکر نے حضرت ابومسعود (عقبہ بن عمرو انصاریؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور رنڈی کی خرچی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا۔

أطرافه: ٢٢٣٧، ٢٢٨٢، ٥٣٤٦۔

٥٧٦٢: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلَ نَاسٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَيْسَ بِشَيْءٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَنَا أَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَيَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا

۵۷۶۲: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہمیں بتایا۔ کہ ہشام بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ معمر نے زہری سے، زہری نے یحییٰ بن عروہ بن زبیر سے، یحییٰ نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، آپ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ لوگوں نے کاہنوں کے متعلق پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! وہ ہمیں کبھی کبھی کچھ بتا ہی دیتے ہیں جو سچ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ بات جو سچی ہوتی ہے وہ یہ کسی جن سے اچک لیتے ہیں۔ پھر وہ اس بات کو اپنے دوست کے کان میں

فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ فَيَخْلِطُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ. قَالَ عَلِيٌّ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُرْسَلٌ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ ثُمَّ بَلَغَنِي أَنَّهُ أَسْنَدَهُ بَعْدُ.

ڈال دیتے ہیں اور یہ کاہن اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتے ہیں۔ علی (بن مدینی) کہتے تھے: عبدالرزاق الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ کو مرسلاً روایت کرتے تھے۔ پھر مجھے یہ خبر پہنچی کہ عبدالرزاق نے اس کے بعد اس کو سند کے ساتھ بیان کیا۔

أطرافه: ۳۲۱۰، ۳۲۸۸، ۶۲۱۳۔

تشریح: الْكِهَانَةُ: کہانت۔ کہانت سے مراد برگزیدہ لوگوں کی طرح علمِ غیب کا دعویٰ کرنا اور قیافہ شناسی سے آئندہ ہونے والے واقعات کی پیشگوئی کرنا نیز اس کے معنی اندازہ لگانے اور ایسے امور کے ذریعے سے حقیقت تلاش کرنے کے ہیں جن کی کوئی اساس نہ ہو۔ زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگوں نے اسے کاروبار کے طور پر اختیار کر لیا تھا۔ کہانت اور رمالی (فال نکالنا) زمانہ جاہلیت کی ان رسوم میں سے ہے جنہیں اسلام نے منسوخ کر دیا۔ علامہ ابنِ حجر لکھتے ہیں کہ خطابی نے کہا ہے کاہن وہ لوگ کہلاتے تھے جن کے ذہن بہت تیز ہوتے اور ان کے نفس شریر اور طبیعتیں ناری ہوتیں۔ یہ اپنی اُفتادِ طبع کی وجہ سے شیاطین سے تعلق رکھتے زمانۂ جاہلیت میں خصوصاً عربوں میں یہ طبقہ بہت پھیلا ہوا تھا۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۲۶۷)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ابلیسی صفت تمام لوگ شیطان کے مظہر ہیں اور ان میں سے ایک بڑا گروہ وہ ہے جو جادوگروں اور کاہنوں کے نام سے مشہور ہے۔ تاریخ ادیانِ قدیمہ سے متعلق علماء یورپ وغیرہ نے بڑی تحقیق کر کے ضخیم اور قابل قدر کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ اس گروہ کا نہ صرف قدیم مصر اور صحرائے افریقہ کے دور و نزدیک علاقوں کے قدیم باشندوں ہی کے مذہبی عقائد پر تسلط تھا۔ بلکہ ایشیا کے طول و عرض پر اس گروہ کا جادو بھوت کی طرح سروں پر سوار تھا۔ دور جانے کی ضرورت نہیں خود ہندوستان میں اب تک مشرک اقوام کے پنڈت پروہتوں کا منتر جنتر چلتا ہے اور اَزمنہ قدیمہ سے دین سحری (جادوگری) مشرکانہ عقائد اور بدرسوم و عاداتِ قبیحہ کا بہت بڑا گہوارہ رہا ہے۔"

(صحیح بخاری، ترجمہ و شرح، کتاب بدء الخلق، باب صِفَةُ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ، جلد ۶، صفحہ ۱۱۳)

جیمز ہنری بریسٹڈ اپنی کتاب "تاریخ مصر" میں لکھتا ہے:

"مصر کے نئے دور حکومت میں فوجی طاقت کے ساتھ ساتھ ایک نئی موثر اور

طاقتور تحریک جو قدیم نظام کہانت پر مبنی تھی ظہور پذیر ہوئی۔ درحقیقت سلطنت مصر میں معابد کی بے پناہ دولت کا یہ قدرتی نتیجہ تھا کہ کہانت ایک مخصوص پیشہ کی صورت اختیار کر گئی اور جوں جوں کاہنوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ ویسے ویسے وہ زیادہ سے زیادہ سیاسی رسوخ اور طاقت حاصل کرتے چلے گئے معابد کی دولت و ثروت میں اضافہ کے ساتھ ہی ایک انبوہ کثیر افسرانِ معابد کا بھی پیدا ہو گیا جن کے ذمہ ان معابد کا انتظام تھا حالانکہ قدیم ایام میں ان کا کوئی وجود نہ تھا۔ آخر ملک کے تمام الگ الگ دیوتاؤں کے کلیسیائی نظام ایک عظیم الشان مقدس تنظیم کے ماتحت متحد ہو گئے۔ اس تنظیم کا رئیس اعلیٰ دارالسلطنت تھیبس کے معبد آمان کا بڑا کاہن تھا۔ اس طرح آمان کے کاہن اعظم کی طاقت پہلے کی نسبت کئی گنا بڑھ گئی۔ فراعنۂ مصر نے جب مفتوحہ ممالک سے دولت حاصل کی تو اس کا بیشتر حصہ معبدوں کی نذر کر دیا گیا اور معبد وسیع اور عالیشان محلّات کی صورت اختیار کر گئے۔ جن میں کاہنوں کے گروہ در گروہ رہتے تھے۔ آمان کا کاہن اعظم اس مقدس مذہبی تنظیم کا رئیس اعلیٰ تھا وہ ایک مقدس شہزادہ سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کی بیوی "خداوند کی کنیز اعلیٰ" کے لقب سے یاد کی جاتی تھی اور اسے ملکہ کا درجہ حاصل تھا۔

(تاریخ مصر مصنفہ جیمز ہنری بریسٹڈ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ص ۲۷۴، ۲۴۸) "

(تفسیر کبیر، سورۃ القصص جلد ۷ صفحہ ۴۷۴، ۴۷۵)

بَاب ٤٧ : السِّحْرُ

سحر (جادو)

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: بلکہ (اس کے) باغی کافر تھے۔ وہ لوگوں کو دھوکا دینے والی باتیں سکھاتے تھے اور (بزعم خود) اس بات کی (بھی نقل کرتے ہیں) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتاری گئی تھی۔ حالانکہ وہ دونوں (تو) جب تک یہ نہ کہہ لیتے تھے کہ ہم (خدا تعالیٰ کی طرف سے)

زَوْجِهٖ ؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (البقرة:۱۰۳) وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى (طٰہٰ:۷۰) وَقَوْلُهٗ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ (الانبیاء:٤) وَقَوْلُهٗ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (طٰہٰ:٦٧) وَقَوْلُهٗ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ (الفلق:۵) وَالنَّفَّاثَاتُ السَّوَاحِرُ تُسْحَرُوْنَ تُعَمَّوْنَ

آزمائش کے طور پر (مقرر ہوئے) ہیں۔ اس لئے (اے مخاطب! ہمارے احکام کا) انکار نہ کرنا، کسی کو (کچھ) نہیں سکھاتے تھے جس پر وہ (لوگ) ان (دونوں) سے وہ بات سیکھتے تھے جس کے ذریعہ سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کر دیتے تھے اور وہ اللہ کے حکم کے سوا کسی کو بھی اس (بات) کے ذریعہ سے ضرر نہیں پہنچاتے تھے اور (اس کے بالمقابل) یہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن) تو وہ بات سیکھ رہے ہیں جو انہیں ضرر دے گی اور نفع نہیں دے گی اور یہ لوگ یقیناً جان چکے ہیں کہ جو اس (طریق) کو اختیار کر لے آخرت میں اس کا کوئی بھی حصہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور فریب کار جس طرف سے بھی آئے (خدا کے مقابلہ میں) کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: پھر کیا تم اس کی فریبانہ باتوں میں آتے ہو، حالانکہ تم خوب سمجھتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: (موسیٰ کو ان کے فریب کی وجہ سے) یوں نظر آئے گویا کہ وہ دوڑ رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور تمام ایسے نفوس کی شرارت سے (بچنے کے لیے بھی) جو (باہمی تعلقات کی) گرہ میں (تعلق تڑوانے کی نیت سے) پھونکیں مارتے ہیں۔ اور نَفَّاثَاتُ کے معنی ہیں جادوگرنیاں اور تُسْحَرُوْنَ کے معنی ہیں تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔

۵۷۶۳: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَحَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ عِنْدِي لَكِنَّهُ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ فَقَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِي أَيِّ شَيْءٍ قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعِ نَخْلَةٍ ذَكَرٍ قَالَ وَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ فَأَتَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ كَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَأَنَّ رُءُوسَ

۵۷۶۳: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہمیں بتایا۔ ہشام (بن عروہ) سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ بیان کرتی ہیں: بنو زریق (یہودی) قبیلے کے ایک شخص نے جسے لبید بن اعصم کہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوتا کہ آپؐ نے کوئی کام کیا ہے بحالیکہ وہ نہ کیا ہوتا۔ آخر ایک دن یا ایک رات کو جبکہ آپؐ میرے ہاں تھے دعا میں مشغول رہے اس کے بعد فرمایا: عائشہؓ کیا تمہیں معلوم ہوا ہے کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتلادی ہے جو میں نے اس سے پوچھی تھی۔ میرے پاس دو شخص آئے۔ ان میں سے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا میری پائنتی کی طرف۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے جواب دیا وہی جس کو جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا: اس کو کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے کہا: لبید بن اعصم (یہودی) نے۔ اس نے پوچھا: کس چیز میں؟ اس نے کہا: کنگھی میں اور کنگھی سے اترے ہوئے بالوں میں اور نر کھجور کے خشک خوشہ میں۔ اس نے پوچھا کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: ذروان کے کنویں میں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض صحابہؓ سمیت وہاں گئے اور

نَخْلِهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا اسْتَخْرَجْتَهُ قَالَ قَدْ عَافَانِي اللهُ فَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ فِيهِ شَرًّا فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ. تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَأَبُو ضَمْرَةَ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ اللَّيْثُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَيُقَالُ الْمُشَاطَةُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الشَّعَرِ إِذَا مُشِطَ وَالْمُشَاطَةُ مِنْ مُشَاطَةِ الْكَتَّانِ.

پھر وہاں سے آئے اور فرمانے لگے: عائشہؓ اس کنویں کا پانی مہندی کے پانی جیسا تھا اور وہاں کھجوروں کے درختوں کی چوٹیاں ایسے تھیں جیسے سانپوں کے پھن۔ میں نے کہا: یارسول اللہ آپؐ نے اس جادو کو نکال کیوں نہ لیا؟ فرمایا: اللہ نے تو مجھے اچھا کر دیا ہے اس لئے میں نے ناپسند کیا کہ میں اس وجہ سے لوگوں میں شر برپا کروں۔ آپؐ نے اس کنویں کی بابت حکم دیا اور وہ پُر کر دیا گیا۔ (عیسیٰ بن یونس کی طرح) ابواُسامہ اور ابوضمرہ (انس بن عیاض) اور ابن ابی زناد نے بھی ہشام سے ہی اس کو روایت کیا اور لیث اور (سفیان) بن عیینہ نے بھی ہشام سے اس کو روایت کیا انہوں نے یوں کہا: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ۔ الْمُشَاطَةُ اُن بالوں کو کہتے ہیں جو کنگھی کرنے سے نکلتے ہیں اور سوت کے تار کو بھی مُشَاطَةٌ کہتے ہیں۔

أطرافه: ۳۱۷۵، ۳۲۶۸، ۵۷۶۵، ۵۷۶۶، ۶۰۶۳، ۶۳۹۱۔

تشریح: السِّحْرُ: یعنی جادو۔ امام بخاری نے جادو سے متعلق ۴۷ سے ۵۲ تک ۶ ابواب اور ان کے ذیل میں سات روایات درج کی ہیں۔ باب نمبر ۴۷ میں روایات سے پہلے قرآن کریم کی پانچ آیات درج کر کے اپنے اصول "فقه البخاری فی تراجمه" یعنی بخاری کے ابواب کے تفقہ سے اس کے ذیل میں دی گئی روایات کو سمجھا جاسکتا ہے اس کے مطابق زیرِ باب قرآن کریم کی آیات سے درج ذیل نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔

آیت نمبر ۱: وَلَكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ (البقرۃ:۱۰۳)[1] اس آیت سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جادو شیطانوں کا کام ہے۔ اور شیطان انبیاء کے مقابل پر کامیاب نہیں ہو سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (الحجر:۴۳) جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کبھی بھی تسلط نہیں ہو گا۔

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "بلکہ وہ شیاطین تھے جنہوں نے کفر کیا وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔"

آیت نمبر ۲: وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى (طٰہٰ: ۷۰)[1] اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ فریب کار جس طرف سے بھی آئے (خدا کے مقابلہ میں) کامیاب نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر ۳: اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ (الانبیاء: ۴)[2] اس آیت میں مخالفین انبیاء کی اس بات کو بیان کیا ہے کہ چونکہ وہ نبیوں کے مقابل پر اپنے تمام منصوبوں میں ناکام اور نامراد ہو جاتے ہیں اس لیے وہ اپنی دانست میں انبیاء کی باتوں کو جادو کے کرتب کہہ کر اپنی ناکامی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں ان کے نزدیک جادو کی طاقت کا چونکہ ان کے پاس کوئی توڑ نہیں ہوتا اس لیے انبیاء کے ساتھ تائید الٰہی کو وہ جادو کا کرشمہ قرار دے کر اپنے آپ کو اور دوسرے لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ امام بخاری نے اس آیت سے یہ اشارہ کیا ہے کہ انبیاء کے ساتھ جادو کی کوئی بھی نسبت ان کے شایانِ شان نہیں بلکہ یہ دشمنانِ انبیاء کا شیوہ ہے۔

آیت نمبر ۴: يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (طٰہٰ: ۶۷)[3] اس آیت میں جادوگروں کے اس کرتب کی طرف اشارہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں انہوں نے دکھایا۔ لوگ ان کی فریب کاری کا کسی قدر شکار ہوئے جیسا کہ بعض شارحین اور مفسرین نے لکھا ہے وہ رسیاں جنہیں انہوں نے پارہ لگایا ہوا تھا۔ دھوپ لگنے کے نتیجے میں پارہ پھیلنے لگا۔ جس سے وہ رسیاں حرکت کرتی نظر آئیں۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۲۷۷) وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ○ (طٰہٰ: ۷۰) اور جو کچھ تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اس کو زمین پر ڈال دے۔ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس سب کو وہ نگل جائے گا (یعنی اس کا بھانڈہ پھوڑ دے گا) انہوں نے جو کچھ کیا ہے وہ تو فریب کاروں کا ایک فریب ہے اور فریب کار جس طرف سے بھی آئے (خدا کے مقابلہ میں) کامیاب نہیں ہو سکتا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیال ہوا کہ ان کے جادو کی وجہ سے رسیوں میں حرکت پیدا ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم پر انہوں نے رسیوں پر سونٹا پھینکا تو ان کی سحر کاری کا بھانڈا پھوٹ گیا جادوگر یہ سمجھتے تھے کہ مسحور شخص ان کے قابو میں آجاتا ہے اور اپنی مرضی سے کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ حضرت موسیٰؑ کے اس اقدام سے وہ سمجھ گئے کہ ان کا جادو ناکام ہو گیا۔

آیت نمبر ۵: وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ (الفلق: ۵) اس سورۃ میں اور اس کے ساتھ سورۃ الناس میں جو دعائیں سکھائی گئی ہیں ان کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے شیطانی حملوں سے محفوظ رہنے کی دعا کیا کرتے تھے۔ اور اس میں اس قدر آپ کی باقاعدگی تھی کہ آپ ہر رات سونے سے پہلے ان سورتوں کو پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور اپنے جسم پر پھیرتے۔ اس عمل میں اس قدر دوام تھا کہ آخری بیماری میں جب آپ بوجہ ضعف خود یہ

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور جادوگر جس جہت سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوا کرتا۔"

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "پس کیا تم جادو کی طرف بڑھے جاتے ہو حالانکہ تم دیکھ رہے ہو۔"

[3] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "ان کے جادو کی وجہ سے اسے خیال دلایا گیا کہ ان کی رسیاں اور ان کی سونٹیاں دوڑ رہی ہیں"

عمل نہ کر سکے تو حضرت عائشہؓ سے آپؐ نے ان دعاؤں کے ذریعے اپنی حفاظت کی خدا تعالیٰ سے مدد حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل آپ کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کے طور پر اس وعدہ الٰہی کی صورت میں ظاہر ہوا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ:۶۸)[1] اور لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ (الرعد:۱۲)[2] آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی چھتری کے نیچے رہے اور دشمنوں کے تمام مکر اور شر ہمیشہ ان پر اُلٹائے گئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کا ایک ایسا حصار نصیب تھا کہ دشمنوں کی کوئی کوشش آپ کے مقابل کامیاب نہ ہو سکی۔ امام بخاری نے ان آیات کی روشنی میں زیر باب دی گئی روایات کو پڑھنے کی راہنمائی فرمائی ہے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی یہ گروہ پایا جاتا تھا اور مشرکین کے کاہن طواغیت العرب کے نام سے مشہور تھے۔ یہود میں بھی یہ طبقہ ساحرین کا پایا جاتا تھا۔ قرآنِ مجید نے بھی ان کا ذکر آیت اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ○ (النساء:۵۲)[3] میں کیا ہے۔ جِبْت کے معنی ہیں اَلسِّحْرُ وَالسَّاحِرُ الَّذِيْ لَا خَيْرَ فِيْهِ۔ (اقرب الموارد - جبت) جادو اور جادوگر جس میں کوئی بھلائی نہ ہو۔ طَاغُوْت فن جادوگری کا دوسرا نام تھا۔ اور یہودیوں میں بھی سحر کاری بہت رائج تھی جیسے مشرکین کے مذہبی سرداروں میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین اور یہود دونوں کا جادو توڑنے میں کامیاب ہوئے۔... عجیب اتفاق ہے کہ یہ جادوگر ہر ملک میں اپنی سحر کاری کے لئے ویرانوں و گنجان جنگلوں میں اپنا ٹھکانہ بناتے اور اس سے انسانوں کی قوت متخیّلہ و واہمہ کو مرعوب و متاثر کرتے تھے۔"

(صحیح بخاری، ترجمہ و شرح، کتاب بدء الخلق، باب صِفَةُ اِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ، جلد ۶، صفحہ ۱۱۳)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایم اے فرماتے ہیں:

"اس روایت کے گرد ایسے قصوں کا جال بُن دیا گیا ہے کہ اصل حقیقت کا پتہ لگانا

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔"

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اُس کے لئے اُس کے آگے اور پیچھے چلنے والے محافظ (مقرر) ہیں"

[3] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "کیا تُو نے اُن کی طرف نظر نہیں دوڑائی جن کو کتاب میں سے ایک حصہ دیا گیا تھا وہ بتوں اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور اُن لوگوں کے متعلق جنہوں نے انکار کیا کہتے ہیں کہ یہ لوگ مسلک کے لحاظ سے ایمان لانے والوں سے زیادہ درست ہیں۔"

مشکل ہو گیا ہے۔ اور اگر اِن سب روایتوں کو قبول کیا جائے تو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک اور مقدّس وجود ایسا ثابت ہوتا ہے کہ گویا (خاکم بدہن) آپؐ ایک بہت کمزور طبیعت کے انسان تھے جسے کم از کم دنیا کے معاملات میں آپؐ کے بدباطن دشمن اپنی سحر کاری سے جس قالب میں چاہتے تھے ڈھال سکتے تھے۔ اور یہ کہ وہ آپؐ کو اپنی ناپاک توجہ کا نشانہ بنا کر آپؐ کے دل و دماغ پر اس طرح تصرف جمانا شروع کر دیتے تھے کہ آپؐ نعوذ باللہ اس سحر کاری کے مقابل پر اپنے آپ کو بے بس پاتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اگر ان روایات کے متعلق معقولی اور منقولی طریق پر غور کیا جائے اور روایات کی محققانہ چھان بین کی جائے، تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک مرضِ نسیان کا عارضہ تھا جو بعض وقتی تفکرات اور پیش آمدہ جسمانی ضُعف کے نتیجہ میں آپؐ کو کچھ وقت کے لیے لاحق ہو گیا تھا جس سے بعض بدخواہ دشمنوں نے فائدہ اٹھا کر یہ مشہور کر دیا کہ ہم نے نعوذ باللہ مسلمانوں کے نبی پر جادو کر دیا ہے مگر خدا تعالیٰ نے آپؐ کو بہت جلد صحت دے کر دشمنوں کے منہ کالے کر دیے اور منافقوں کا جھوٹا پروپیگنڈا خاک میں مل گیا۔... دنیا بھر میں شیطانی طاقتوں کا فاتح اعظم اور افضل الرسلؐ جس سے بڑھ کر طاغوتی قوتوں کا سر کچلنے والا نہ آج تک پیدا ہوا اور نہ آئندہ ہو گا اس کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ ایک ذلیل یہودی زادے کے شیطانی سحر کا نشانہ بن گیا تھا عقل انسانی کا بدترین استعمال ہے۔ اور یہ صرف ہمارا دعویٰ ہی نہیں بلکہ خود سرورِ کائناتؐ (فداہ نفسی) نے اس کی تردید فرمائی ہے۔...

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ ہر انسان کے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے حضرت عائشہؓ نے حیران ہو کر عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ کے ساتھ بھی کوئی شیطان لگا ہوا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ مگر خدا نے مجھے شیطان پر غلبہ عطا فرمایا ہے حتیٰ کہ میرا شیطان بھی مسلمان ہو چکا ہے۔[1]

کیا اس واضح اور صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ کسی یہودی منافق نے جو قرآن کی رو سے ایک مغضوب علیہ قوم ہے اپنے شیطان کی

[1] (صحیح مسلم کتاب صفة القیامة والجنّة والنار، باب تحریش الشیطان)

مدد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے بلند مرتبہ انسان پر جادو کر دیا ہو گا۔ اور آپؐ اس شیطانی جادو سے متاثر ہو کر مدتوں پریشان اور مغموم اور بیمار رہے؟ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا يَصِفُونَ۔... جھوٹے لوگ حق کے مقابل پر ہر زمانہ میں ایسے باطل حربے استعمال کرتے رہے ہیں۔ مگر خدائے قدیر و عزیز ایسے تمام جھوٹوں کے پول کھولتا رہا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلة:۲۳) یعنی خدا نے یہ بات لکھ رکھی ہے اور مقدر کر رکھی ہے کہ ہر رسول کے زمانہ میں مَیں اور میرے رسول ہی ہمیشہ غالب رہیں گے اور کوئی شیطانی حربہ ہمارے مقابلہ پر کامیاب نہیں ہو سکتا۔

...تو پھر سوال ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی حقیقت کیا ہے جو صحیح بخاری تک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی بیان ہوا ہے۔ سو اگر واقعہ کے سیاق و سباق اور یہودیوں اور منافقوں کے طور طریق کو مدّ نظر رکھ کر غور کیا جائے تو اس واقعہ کی حقیقت کو سمجھنا زیادہ مشکل نہیں رہتا۔ سب سے پہلے تو یہ جاننا چاہیئے کہ اس مزعومہ سحر کا واقعہ صلح حدیبیہ کے بعد کا ہے۔ (دیکھو طبقات ابن سعد) جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رؤیا کی بناء پر عمرہ کی غرض سے مکہ تشریف لے گئے تھے مگر رستہ میں قریش کے روکنے کی وجہ سے بظاہر ناکام لوٹنا پڑا۔ یہ ظاہری ناکامی ایک ایسا بھاری صدمہ تھی کہ کافروں اور منافقوں نے تو مذاق اور طعن و تشنیع سے کام لینا ہی تھا۔ بعض مخلص مسلمان حتیٰ کہ ایک حدیث میں آتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بلند پایہ بزرگ بھی اس ظاہری ناکامی کی وجہ سے وقتی طور پر متزلزل ہو گئے تھے۔...

اِن حالات کا کمزور طبیعت کے لوگوں کے ابتلاء کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر طبعاً کافی اثر تھا اور آپؐ کچھ عرصے تک بہت فکر مند رہے اور لازماً اس فکر کا اثر آپؐ کی صحت پر بھی پڑا اور آپؐ اس گھبراہٹ میں خدا کے حضور کثرت سے دعائیں فرماتے تھے جیسا کہ حدیث کے الفاظ دَعَا وَدَعَا وغیرہ میں اشارہ ہے تا کہ صلح حدیبیہ کے واقعہ کی وجہ سے اسلام کی ترقی میں کوئی وقتی روک نہ پیدا ہونے پائے۔ یہ اسی قسم کی دعا تھی جیسی کہ آپؐ نے بدر کے میدان

میں خدا کی طرف سے کامیابی کا وعدہ ہونے کے باوجود دشمن کی ظاہری طاقت کو دیکھ کر فرمائی تھی کہ اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذِهِ الْعِصَابَةَ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ۔ ...

ان وجوہات سے آپؐ کے اعصاب اور آپؐ کی قوت حافظہ پر کافی اثر پڑا اور آپؐ کچھ عرصہ کے لیے مرض نسیان میں مبتلا ہو گئے۔ جو ایک لازمہ بشری ہے جس سے خدا کے نبی تک مستثنیٰ نہیں۔ جب یہودیوں اور منافقوں نے یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آجکل بیمار ہیں اور ضعفِ اعصاب اور ضعفِ دماغ کی وجہ سے آپؐ کو نسیان کا مرض لاحق ہے تو انہوں نے حسب عادت فتنہ کی غرض سے یہ مشہور کرنا شروع کر دیا کہ ہم نے نعوذ باللہ مسلمانوں کے نبی پر جادو کر دیا ہے اور یہ کہ آپؐ کا یہ نسیان وغیرہ اسی سحر کا نتیجہ ہے۔ اور انہوں نے اپنے قدیم طریق کے مطابق ظاہری علامت کے طور پر ایک کنویں کے اندر کسی کنگھی میں بالوں کی گرہیں وغیرہ باندھ کر اسے دبا بھی دیا۔

جب ان کے اس مزعومہ سحر کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے اس فتنہ کے سدِّباب کے لیے خدا کے حضور مزید دعا فرمائی اور اپنے آسمانی آقا سے استدعا کی کہ وہ اس فتنہ کے بانی مبانی کے نام اور اس کے مزعومہ سحر کے طریق سے آپؐ کو مطلع فرمائے تا آپؐ اس باطل سحر کا تار پود بکھیر سکیں۔ چنانچہ خدا نے آپؐ کی مضطربانہ دعاؤں کو سنا اور ... رؤیا کے ذریعہ آپؐ پر اصل حقیقت کھول دی۔...

قرآن کے اصولی ارشاد کہ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى (طٰہٰ:۷۰) (یعنی نبیوں کے مقابل پر کوئی ساحر کسی صورت میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتا خواہ وہ کسی رنگ میں اور کسی جہت سے حملہ آور ہو) اور پھر قرآن کے اس قطعی فیصلہ کی روشنی میں کہ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (بنی اسرائیل:۴۸)[1] **اور پھر خود اس حدیث کے الفاظ اور انداز بیان اور محاورہ عرب پر غور کرنے کے**

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "جب ظالم لوگ کہتے ہیں کہ تم محض ایک ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہو جو سحر زدہ ہے۔"

نتیجہ میں بخاری کی یہ روایت یقیناً حکایت عن الغیر کے رنگ میں سمجھی جائے گی۔
جس میں بظاہر کلام کرنے والا اپنی طرف سے کلام کرتا ہے مگر حقیقتاً مراد یہ ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ یوں کہتے ہیں اور اس طرح اس روایت کا ترجمہ یہ بنتا ہے:
حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا (یعنی دشمنوں نے مشہور کر دیا کہ آپؐ کو سحر کر دیا گیا ہے) حتیٰ کہ ان ایام میں آپؐ بعض اوقات یہ خیال فرماتے تھے کہ آپؐ نے فلاں کام کیا ہے حالانکہ درحقیقت نہیں کیا ہوتا تھا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپؐ بعض اوقات خیال کرتے تھے کہ میں اپنی فلاں بیوی کے گھر ہو آیا ہوں حالانکہ آپؐ اُس کے گھر نہیں گئے ہوتے تھے۔ انہی ایام میں آپؐ ایک دن میرے مکان میں تھے اور آپؐ گھبراہٹ میں بار بار خدا کے حضور دعا فرماتے تھے۔ اس دعا کے بعد آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہؓ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے جو میں نے اس سے پوچھی تھی؟ مَیں نے عرض کیا یارسولؐ اللہ! وہ کیا بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا (خواب میں) میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک میرے سر کی طرف بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کی طرف بیٹھ گیا۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ (یہ اندازِ گفتگو بھی حکایت عن الغیر کی تائید کرتا ہے) دوسرے شخص نے (فتنہ پردازوں کے خیال کے مطابق) جواب دیا یہ وہی ہے جسے سحر کیا گیا ہے۔ اس پر پہلے شخص نے پوچھا اسے کس نے سحر کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا اسے لبید بن اعصم یہودی نے سحر کیا ہے جو بنی زریق کا حلیف ہے (اور ایک روایت میں ہے کہ وہ منافق تھا) اس پر پہلے شخص نے پھر سوال کیا کس چیز کے ذریعہ سحر کیا گیا ہے؟ دوسرے نے کہا ایک کنگھی میں سر کے بالوں کی گرہیں باندھ کر اور اُسے ایک نر کھجور کی خشک شاخ میں لپیٹ کر رکھا گیا ہے۔ پوچھنے والے نے سوال کیا یہ کنگھی وغیرہ کہاں رکھی ہے؟ دوسرے نے جواب دیا وہ ذروان کے کنویں میں رکھی ہے۔ اس خواب کے بعد آپؐ اپنے بعض صحابہؓ کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس کا معائنہ فرمایا۔ اس پر کھجوروں

کے کچھ درخت اُگے ہوئے تھے (یعنی وہ اندھیرا سا کنواں تھا۔) پھر آپؐ حضرت عائشہؓ کے پاس واپس تشریف لائے اور ان سے فرمایا عائشہ! میں اسے دیکھ آیا ہوں۔ اس کنویں کا پانی مہندی کے پانی کی طرح سرخی مائل ہو رہا ہے (یہودیوں کا طریق تھا کہ لوگوں کی نظروں کو دھوکا دینے کے لیے ایسے کنویں کے پانی کو رنگ دیتے تھے) اور اس کے کھجور کے درخت، تھوہر کے درختوں کی طرح مکروہ نظر آتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مَیں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا: آپؐ نے اس کنگھی وغیرہ کو باہر نکالوا کر پھینک کیوں نہ دیا؟ آپؐ نے فرمایا خدا نے مجھے محفوظ رکھا اور مجھے شفا دے دی تو پھر میں اسے باہر پھینک کر لوگوں میں ایک بری بات کا چرچا کیوں کرتا؟ (جس سے کمزور طبیعت کے لوگوں میں سحر کی طرف خواہ نخواہ توجہ پیدا ہونے کا اندیشہ تھا) پس اس کنویں کو دفن کر کے بند کروا دیا گیا ہے۔[1]

یاد رکھنا کہ حکایت عن الغیر (یعنی گفتہ آید در حدیثِ دیگراں) کا طریق کلام عربوں میں عام رائج تھا بلکہ خود قرآن مجید نے بھی بعض جگہ اس طرز کلام کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ دوزخیوں کو مخاطب کر کے خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (الدخان:۵۰) یعنی اے جہنم میں ڈالے جانے والے شخص! تو خدا کے اس عذاب کو چکھ۔ بے شک تُو بہت عزت والا اور بڑا شریف انسان ہے۔

اس جگہ یہ مراد ہرگز نہیں کہ نعوذ باللہ خدا دوزخیوں کو معزز اور شریف خیال کرتا ہے بلکہ حکایت عن الغیر کے رنگ میں مراد یہ ہے کہ اے وہ انسان جسے اس کے ساتھی اور وہ خود معزز اور شریف خیال کرتے تھے تو اب خدا کے آگ کے عذاب کا مزا چکھ۔ بعینہٖ یہی رنگ اس رؤیا میں ان دو آدمیوں یا دو فرشتوں نے اختیار کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رؤیا میں نظر آئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے جب

---

[1] فتح الباری میں ہے کہ وہ کنگھی اور بال حضرت جُبَیرؓ بن ایاس نے ذروان کنویں سے نکالے تھے اور ایک اور روایت کے مطابق حضرت قیس بن محصن نے نکالے تھے۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۲۸۳)

یہ کہا کہ اس شخص کو سحر کیا گیا ہے تو ان کی مراد یہ نہیں تھی کہ ہمارے خیال میں سحر کیا گیا ہے مگر مراد یہ تھی کہ لوگ کہتے ہیں کہ اسے سحر کیا گیا ہے۔ اور خواب کی اصل غرض وغایت اس کے سوا کچھ نہیں تھی کہ جو چیز ان خبیثوں نے چھپا کر ایک کنویں میں رکھی ہوئی تھی اور اس کے ذریعہ وہ اپنے ہم مشرب لوگوں کو دھوکا دیتے تھے۔ اسے خدا اپنے رسولؐ پر ظاہر کر دے تا ان کے اس مزعومہ سحر کو ملیامیٹ کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان کے سحر کا آلہ سپرد خاک کر دیا گیا اور کنویں کو پاٹ دیا گیا اور بالواسطہ طور پر اس کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کا یہ فکر بھی کہ یہ لوگ اس قسم کی شرارتیں کر کے سادہ مزاج لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں زائل ہو گیا اور یہ خدائی وعدہ بڑی آب و تاب کے ساتھ پورا ہوا کہ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى (طٰہٰ:۷۰) یعنی ایک ساحر خواہ کوئی سا طریق اختیار کرے وہ خدا کے ایک نبی کے مقابل پر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

بہر حال اوپر والی حدیث سے ذیل کی باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) یہ کہ صلح حدیبیہ کے واقعہ کے بعد جس کی وجہ سے طبعاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کی لغزش کے خیال سے کافی فکر مند تھے... اور آپؐ کئی دنیوی باتیں جو گھریلو معاملات سے تعلق رکھتی تھیں بھول جاتے تھے۔

(۲) آپؐ کی اس حالت کو دیکھ کر یہودیوں اور منافقوں نے جو ہمیشہ ایسی باتوں کی آڑ لے کر اسلام اور مقدّس بانیٔ اسلام کو بدنام کرنا چاہتے تھے یہ مخفی چرچا شروع کر دیا کہ ہم نے نعوذ باللہ مسلمانوں کے نبی پر جادو کر دیا ہے۔ ان کا یہ چرچا ایسا ہی تھا جیسا کہ انہوں نے غزوۂ بنی مصطلق میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے حضرت عائشہؓ کو بدنام کرنا شروع کر دیا تھا اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تلخ کرنے کی ناپاک کوشش کی تھی۔

(۳) اس مزعومہ سحر کی ظاہری علامت کے طور پر تا کہ سادہ طبع لوگوں کو زیادہ آسانی سے دھوکا دیا جا سکے ان خبیث فطرت لوگوں نے ایک یہودی النسل منافق لبید بن اعصم کے ذریعہ اپنے طریق کے مطابق ایک کنگھی میں کچھ بالوں کی گرہیں

باندھ کر اسے ایک کنویں میں دبا دیا اور مخفی گپ بازی شروع ہو گئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید پریشانی کا موجب ہوئی۔

(۴) اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حضور گھبراہٹ اور اضطراب کے ساتھ دعائیں کیں کہ خدایا تو اپنے فضل سے اس فتنہ کا سدّباب فرما اور مجھ پر اس کی حقیقت کو کھول دے تا کہ میں اس فتنہ کا ازالہ کر کے سادہ مزاج لوگوں کو ٹھوکر سے بچا سکوں۔

(۵) خدا تعالیٰ نے آپؐ کی ان دعاؤں کو سنا اور لَبید بن اعصم کی شرارت کا پول کھول دیا جس پر آپؐ چند گواہوں کی معیت میں اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس کنگھی کو سپرد خاک کر دیا بلکہ کنویں تک کو پاٹ دیا تا کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔

بالآخر یہ سوال رہ جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خدا تعالیٰ کے ایک عالی شان نبی بلکہ افضل الرسلؐ اور خاتم النبیینؐ تھے آپؐ کو نسیان کا عارضہ کیوں لاحق ہوا جو بظاہر فرائض نبوت کی ادائیگی میں رخنہ انداز ہو سکتا ہے؟ تو اس کے جواب میں اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر نبی کی دوہری حیثیت ہوتی ہے۔ ایک پہلو کے لحاظ سے وہ خدا کا نبی اور رسول ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ خدا کے کلام سے مشرف ہوتا ہے اور دینی امور میں اپنے متبعین کا استاد قرار پاتا اور ان کے لیے اُسوہ بنتا ہے اور دوسرے اس پہلو کے لحاظ سے وہ انسانوں میں سے ایک انسان ہوتا ہے اور تمام ان بشری لوازمات اور طبعی خطرات کے تابع ہوتا ہے جو دوسرے انسانوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ (الکھف:۱۱۱) یعنی اے رسول! تو لوگوں سے کہہ دے کہ میں تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں (اور تمام ان قوانین کے تابع ہوں جو دوسرے انسانوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں) ہاں میں یقیناً خدا کا ایک رسول بھی ہوں اور خدا کی طرف سے مخلوق خدا کی ہدایت کے لیے وحی والہام سے نوازا گیا ہوں۔

اس لطیف آیت میں انبیاء کی دوہری حیثیت کو نہایت عمدہ طریق پر بیان کیا گیا ہے۔ یعنی انہیں ایک جہت سے دوسرے انسانوں سے ممتاز کیا گیا ہے اور دوسری جہت سے ان کو دوسرے انسانوں کی صف سے باہر نہیں نکلنے دیا گیا۔ پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ انبیاء بشری لوازمات اور انسان کے طبعی خطرات سے بالا ہوتے ہیں وہ جھوٹا ہے۔ یقیناً انبیاء بھی اسی طرح بیمار ہوتے ہیں جس طرح کہ دوسرے انسان بیمار ہوتے ہیں۔... اگر اس جگہ کسی کو یہ خیال گزرے کہ قرآن تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے کہ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ○ (الاعلیٰ :۷) (یعنی ہم تجھے ایسی تعلیم دیں گے جسے تُو نہیں بھولے گا)... تو اس کے جواب میں اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وعدہ صرف قرآنی وحی کے متعلق ہے نہ کہ عام۔ اور مراد یہ ہے کہ اے رسولؐ! ہم اپنی جو وحی تجھ پر اُمت کی ہدایت کے لیے نازل کریں گے اسے تُو نہیں بھولے گا اور ہم قیامت تک اس کی حفاظت کریں گے۔ عام روزمرہ کی باتوں اور دنیوی امور یا دینی اعمال کے ظاہری مراسم کے متعلق یہ وعدہ ہرگز نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث سے ثابت ہے کہ آپؐ کئی موقعوں پر بشری لازمہ کے ماتحت بھول جاتے تھے بلکہ حدیث میں یہاں تک آتا ہے کہ آپؐ بعض اوقات نماز پڑھاتے ہوئے رکعتوں کی تعداد کے متعلق بھی بھول گئے اور لوگوں کے یاد کرانے پر یاد آیا۔ (بخاری و مسلم) اسی طرح اَور کئی موقعوں پر آپؐ بھول جاتے تھے۔ بلکہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے متعلق فرمایا ہے کہ ...اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب اذا صلّٰی خمسًا) یعنی مَیں بھی تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں اور جس طرح تم کبھی بھول جاتے ہو میں بھی بھول سکتا ہوں۔ پس اگر میں کسی معاملہ میں بھول جایا کروں تو تم مجھے یاد دلا دیا کرو۔

پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کبھی عام اور وقتی نسیان ہو جاتا تھا اسی طرح صلح حدیبیہ کے بعد کچھ عرصہ کے لیے بیماری کے رنگ میں نسیان ہو گیا۔ چنانچہ یہی وہ تشریح ہے جو سحر والی روایت کے تعلق میں بعض گزشتہ علماء نے کی

ہے۔ مثلاً علامہ مَازَرِیّ فرماتے ہیں... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر بیشمار پختہ دلائل موجود ہیں اور آپؐ کے معجزات بھی آپؐ کی سچائی پر گواہ ہیں۔ باقی عام دنیا کے امور جن کے لیے آپؐ مبعوث نہیں کیے گئے تھے سو اس تعلق میں یہ ایک بیماری کا عارضہ سمجھا جائے گا جیسا کہ انسان کو دوسری بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ اور علّامہ اِبنُ القَصَّار فرماتے ہیں... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو یہ عارضہ نسیان کا پیش آیا تو یہ بیماریوں میں سے ایک بیماری تھی جیسا کہ حدیث کے ان آخری الفاظ سے ظاہر ہے کہ اللہ نے مجھے شفا دے دی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حالت جسے دشمنوں کے سحر کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے وہ ہرگز کسی سحر وغیرہ کا نتیجہ نہیں تھی۔ بلکہ پیش آمدہ حالات کے ماتحت محض نسیان کی بیماری تھی جسے بعض فتنہ پرداز لوگوں نے رسول پاکؐ کی ذاتِ والا صفات کے خلاف پراپیگنڈے کا ذریعہ بنالیا۔ قرآن مجید نبیوں پر سحر کے قصہ کو دور سے ہی دھکے دیتا ہے، عقل انسانی اسے قبول کرنے سے انکار کرتی ہے۔ حدیث کے الفاظ اس تشریح کو جھٹلاتے ہیں جو اس پر مڑھی جارہی ہے۔ اور خود سرور کائنات افضل الرسلؐ کا ارفع مقام سحر والے قصہ کے تار پود بکھیر رہا ہے۔"

(مضامین بشیر، جلد ۳، مضامین ۱۹۵۹ صفحہ ۶۴۲ تا ۶۵۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں جن دو مَردوں کا ذکر آتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو فرشتے تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گئے۔ اگر وہ انسان ہوتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی نظر آجاتے۔

یہ روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی گئی ہے اس کا صرف اتنا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتوں کے ذریعہ سے خبر دی کہ یہودیوں نے آپ پر جادو کیا ہوا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح جادو کا اثر تسلیم کیا جاتا ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر

ہو بھی گیا تھا۔... جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جادو ٹونے کی چیزیں نکال کر زمین میں دفن کر دیں تو یہودیوں کو خیال ہو گیا کہ انہوں نے جو جادو کیا تھا وہ باطل ہو گیا ہے۔...اس روایت سے جہاں یہودیوں کے اس عناد کا پتہ چلتا ہے جو اُن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تھا۔ وہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو ان تمام باتوں کا علم دیدیا گیا جو یہودی آپؐ کے خلاف کر رہے تھے۔ پس آپؐ کو غیب کی باتوں کا معلوم ہو جانا اور یہودیوں کا اپنے مقصد میں ناکام رہنا آپؐ کے سچّا رسول ہونے کی واضح اور بیّن دلیل ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ الفلق، جلد ۱۰ صفحہ ۵۴۱، ۵۴۲)

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہرگز ہرگز جادو نہیں ہوا تھا۔ اس کا ایک تازہ نشان آج کے زمانے میں آپؐ کے بروزِ کامل کے ذریعے ظاہر ہو کر آپؐ کی ذاتِ والا صفات کو ان الزامات سے کلیۃً پاک کرتا ہے۔ چنانچہ آپؐ کے غلامِ کامل حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے متعلق سیرت المہدی میں یہ واقعہ لکھا ہے

"ایک دفعہ ایک متعصب ہندو جو گجرات کا رہنے والا تھا قادیان آیا تھا۔ اور وہ علمِ توجہ یعنی ہپناٹزم کے سحر کا بڑا ماہر تھا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ پر خاموشی کے ساتھ توجہ ڈالنی شروع کی تا کہ آپ سے بعض نازیبا حرکات کرا کے آپ کو لوگوں کی ہنسی کا نشانہ بنائے مگر جب اس نے آپ پر توجہ ڈالی تو وہ چیخ مار کر بھاگا۔ اور جب اس سے پوچھا گیا کہ تمہیں یہ کیا ہوا تھا تو اس نے جواب دیا کہ جب میں نے مرزا صاحب پر توجہ ڈالی تو مجھے یوں نظر آیا کہ میرے سامنے ایک خوفناک شیر کھڑا ہے جو مجھ پر حملہ کرنے والا ہے اور میں اس سے ڈر کر بھاگ نکلا۔ تو جب خادم کا یہ مقام ہے تو آقا کے متعلق یہ خیال کرنا کہ آپ نعوذ باللہ ایک یہودی کے ہپناٹزم کا نشانہ بن گئے تھے کس طرح قبول کیا جا سکتا ہے۔" (مضامینِ بشیر، جلد ۳، مضامین ۱۹۵۹ صفحہ ۶۴۲ تا ۶۵۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جادو بھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے رسولوں اور نبیوں کی یہ شان نہیں ہوتی

کہ ان پر جادو کا کچھ اثر ہو سکے بلکہ ان کو دیکھ کر جادو بھاگ جاتا ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى (طٰہٰ:۷۰) دیکھو حضرت موسیٰؑ کے مقابل پر جادو تھا آخر موسیٰؑ غالب ہوا کہ نہیں؟ یہ بات بالکل غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر جادو غالب آ گیا ہم اس کو کبھی نہیں مان سکتے۔ آنکھ بند کر کے بخاری اور مسلم کو مانتے جانا یہ ہمارے مسلک کے برخلاف ہے۔ یہ تو عقل بھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایسے عالی شان نبی پر جادو اثر کر گیا ہو۔ ایسی باتیں کہ اس جادو کی تاثیر سے (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حافظہ جاتا رہا یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا کسی صورت میں صحیح نہیں ہو سکتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی خبیث آدمی نے اپنی طرف سے ایسی باتیں ملا دی ہیں۔ گو ہم نظر تہذیب سے احادیث کو دیکھتے ہیں۔ لیکن جو حدیث قرآن کریم کے برخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کے برخلاف ہو اس کو ہم کب مان سکتے ہیں۔ اس وقت احادیث جمع کرنے کا وقت تھا گو انہوں نے سوچ سمجھ کر احادیث کو درج کیا تھا مگر پوری احتیاط سے کام نہیں لے سکے وہ جمع کرنے کا وقت تھا لیکن اب نظر اور غور کرنے کا وقت ہے آثار نبی جمع کرنا بڑے ثواب کا کام ہے لیکن یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جمع کرنے والے خوب غور سے کام نہیں لے سکتے۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ خوب غور اور فکر سے کام لے جو ماننے والی ہو وہ مانے اور جو چھوڑنے والی ہو وہ چھوڑ دے ایسی بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (معاذ اللہ) جادو کا اثر ہو گیا تھا اس سے تو ایمان اٹھ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (بنی اسرائیل:۴۸) ایسی ایسی باتیں کہنے والے تو ظالم ہیں نہ مسلمان۔ یہ تو بے ایمانوں اور ظالموں کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (معاذ اللہ) سحر اور جادو کا اثر ہو گیا تھا اتنا نہیں سوچتے کہ جب (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے تو پھر اُمت کا کیا ٹھکانا؟ وہ تو پھر غرق ہو گئی معلوم نہیں ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جس معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء مسِّ شیطان سے پاک سمجھتے آئے ہیں یہ ان کی شان میں ایسے ایسے الفاظ بولتے ہیں۔" (ملفوظات، جلد ۵ صفحہ ۳۴۸، ۳۴۹)

بَاب ٤٨ : الشِّرْكُ وَالسِّحْرُ مِنَ الْمُوبِقَاتِ

شرک اور جادو تباہ کن باتوں میں سے ہے

٥٧٦٤ : حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا الْمُوبِقَاتِ الشِّرْكُ بِاللهِ وَالسِّحْرُ.

أطرافه: ٢٧٦٦، ٦٨٥٧۔

۵۷۶۴: عبدالعزیز بن عبداللہ (اویسی) نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں سلیمان (بن بلال) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ثور بن زید (دیلی) سے، ثور نے ابوالغیث سے، ابوالغیث نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہلاک کرنے والی باتوں سے بچتے رہو یعنی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور جادو۔

بَاب ٤٩ : هَلْ يَسْتَخْرِجُ السِّحْرَ

کیا جادو (کا سامان) نکالے؟

وَقَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَجُلٌ بِهِ طِبٌّ أَوْ يُؤْخَذُ عَنِ امْرَأَتِهِ أَيُحَلُّ عَنْهُ أَوْ يُنَشَّرُ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ إِنَّمَا يُرِيدُونَ بِهِ الْإِصْلَاحَ فَأَمَّا مَا يَنْفَعُ فَلَمْ يُنْهَ عَنْهُ.

اور قتادہ نے کہا: میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ ایک شخص ہے جس پر جادو کیا ہوا ہے یا جس پر ٹونا ٹوٹکا کر کے اس کو بیوی سے روک دیا گیا ہو تو کیا وہ جادو اس سے دور کر دیا جائے یا کھا کھول دیا جائے۔ انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ تو صرف اس کے ذریعہ سے اصلاح چاہتے ہیں جو بھی نفع دے اسے روکا نہ جائے۔

٥٧٦٥ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ جُرَيْجٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي آلُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ فَسَأَلْتُ

۵۷۶۵: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں نے ابن عیینہ سے سنا وہ کہتے تھے: پہلے جس نے ہم سے جادو کی حدیث بیان کی وہ ابن جریج تھے وہ کہتے تھے: مجھ سے

هِشَامًا عَنْهُ فَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ حَتَّى كَانَ يَرَى أَنَّهُ يَأْتِي النِّسَاءَ وَلَا يَأْتِيهِنَّ قَالَ سُفْيَانُ وَهَذَا أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ السِّحْرِ إِذَا كَانَ كَذَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَعَلِمْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلْآخَرِ مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِيَهُودَ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ وَفِيمَ قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ قَالَ وَأَيْنَ قَالَ فِي جُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ تَحْتَ رَاعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ قَالَتْ فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِئْرَ حَتَّى اسْتَخْرَجَهُ فَقَالَ هَذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ قَالَ فَاسْتُخْرِجَ قَالَتْ فَقُلْتُ أَفَلَا أَيْ تَنَشَّرْتَ فَقَالَ أَمَّا وَاللّٰهِ فَقَدْ

عروہ کی اولاد نے عروہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ پھر میں نے ہشام (بن عروہ) سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ہمیں اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے تھے۔ وہ بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا یہاں تک کہ آپؐ سمجھتے کہ آپؐ اپنی عورتوں کے پاس ہو آئے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہیں آئے تھے۔ سفیان (بن عیینہ) کہتے تھے: یہ تو بہت ہی سخت جادو ہے اگر ایسا ہی تھا۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہؓ کیا تمہیں معلوم ہے ہوا کہ میں نے جو بات اللہ سے پوچھی تھی اس نے مجھے وہ بتلا دی ہے۔ میرے پاس دو شخص آئے۔ ان میں سے ایک میرے سرہانے بیٹھا دوسرا پائنتی کی طرف۔ جو شخص میرے سرہانے بیٹھا تھا اس نے دوسرے سے کہا: اس آدمی کو کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: اس کو جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ لبید بن اعصم نے جو بنو زریق قبیلے کا ایک شخص ہے جو یہود کا حلیف ہے وہ منافق تھا۔ اس نے پوچھا: کس چیز میں جادو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: کنگھی اور سوت میں۔ اس نے پوچھا: یہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں ذروان کنویں میں ایک پتھر کے نیچے۔

شَفَانِي وَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ شَرًّا.

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: اس پر نبی ﷺ اس کنویں پر گئے اور اس کو نکالا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ وہ کنواں ہے جو مجھ کو دکھلایا گیا تھا۔ اس کا ایسا پانی تھا جیسے مہندی کا پانی اور وہاں کی کھجوروں کے درخت ایسے تھے جیسے سانپوں کے پھن۔ عروہ نے کہا: کیا پھر وہ جادو نکالا گیا؟ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے آپؐ سے پوچھا: آپؐ نے جادو کیوں نہیں کھلوایا؟ آپؐ نے فرمایا: اب تو بخدا مجھے اللہ نے شفا دے دی ہے اور میں برا مناتا ہوں کہ میں لوگوں میں سے کسی کے برخلاف شر بھڑکاؤں۔

أطرافُه: ۳۱۷۵، ۳۲۶۸، ۵۷۶۳، ۵۷۶۶، ۶۰۶۳، ۶۳۹۱۔

بَاب ۵۰: السِّحْرُ
جادو

۵۷۶۶: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِي دَعَا اللهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ أَنَّ اللهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ جَاءَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ

۵۷۶۶: عبید بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے، وہ بیان کرتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا یہاں تک کہ آپؐ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ آپؐ کوئی کام کر رہے ہیں حالانکہ آپؐ نے وہ کیا نہ ہوتا۔ ایک دن جب کہ آپؐ میرے پاس تھے۔ آپؐ نے اللہ سے بہت بہت دعا کی پھر فرمایا: عائشہؓ کیا تمہیں معلوم ہوا کہ اللہ نے جو میں نے اس سے دریافت کیا تھا اس کے متعلق مجھے بتلایا ہے؟ میں نے کہا:

رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ الْيَهُودِيُّ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ قَالَ فِيمَاذَا قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ قَالَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبِئْرِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَأَخْرَجْتَهُ قَالَ لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِيَ اللهُ وَشَفَانِي وَخَشِيتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا وَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ.

یارسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پائنتی۔ پھر اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اس شخص کو کیا بیماری ہے؟ اس کا ساتھی یوں بولا: اسے جادو کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھی نے کہا: اس کو کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا: لبید بن اعصم یہودی نے جو بنی زریق قبیلے سے ہے۔ پوچھا: کس میں جادو کیا ہے؟ اس نے کہا: کنگھی اور کنگھی کے بالوں میں اور نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں۔ پوچھا: یہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: ذی اروان کنویں میں۔ عروہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے کچھ آدمیوں سمیت اس کنوئیں پر گئے اور اس کو دیکھا اور وہاں کھجوروں کے درخت تھے۔ پھر حضرت عائشہؓ کے پاس لوٹ آئے اور فرمانے لگے: اللہ کی قسم! اس کا پانی ایسا تھا جیسے مہندی کا پانی اور وہاں کے درخت ایسے تھے جیسے سانپوں کے پھن۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے اس کو نکال دیا؟ فرمایا: نہیں مجھے جب خدا نے تندرست کر دیا ہے اور شفا دے دی ہے اور مجھے خدشہ تھا کہ میں اس وجہ سے لوگوں کے برخلاف کسی شر کو نہ بھڑکا دوں۔ آپؐ نے اس کنوئیں کے متعلق حکم دیا اور وہ دفنا دیا گیا۔

أطرافه: ۳۱۷۵، ۳۲۶۸، ۵۷۶۳، ۵۷۶۵، ۶۰۶۳، ۶۳۹۱۔

بَاب ۵۱ : إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

یقیناً بعض تقریریں بھی جادو ہوتی ہیں

۵۷۶۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا أَوْ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ.

۵۷۶۷: عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زید بن اسلم سے، زید نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مشرق سے دو آدمی آئے اور ان دونوں نے تقریریں کیں۔ لوگوں نے ان کے بیان کو پسند کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً بعض تقریریں بھی جادو ہوتی ہیں یا فرمایا: کوئی تقریر بھی جادو ہی ہوتی ہے۔

طرفہ: ۵۱۴۶۔

تشریح: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا: یقیناً بعض تقریریں بھی جادو ہوتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"سحر کہتے ہیں دِل رُبا باتوں کو خواہ از قسم عملیات ہوں یا شعبدہ بازی یا تسخیر کُلّ مَا دِقَّ وَلَطُفَ مَأْخَذُهُ جس کی دریافت نہایت باریک در باریک ہو۔ اِنَّ مِنَ الْبَيَانَ لَسِحْراً بھی آیا ہے اِس لئے ناول بھی سحر میں داخل ہے۔"

(حقائق الفرقان، جلد اول صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"صحیح تاریخ ایک عمدہ معلّم ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہر نبی کے معجزات اس رنگ کے ہوتے ہیں، جس کا چرچا اور زور اُس کے وقت میں ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت سحر کا بہت بڑا زور تھا۔ اس لیے ان کو جو معجزہ دیا گیا وہ ایسا تھا کہ اس نے اُن کے سحر کو باطل کر دیا اور ہمارے نبی کریمؐ کے وقت میں فصاحت و بلاغت کا زور

تھا اس لیے آپؐ کو قرآن کریم بھی ایک معجزہ اسی رنگ کا ملا۔ یہ رنگ اسی لئے اختیار کیا کہ شعراء جادو بیان سمجھے جاتے تھے اور ان کی زبان میں اتنا اثر تھا کہ وہ جو چاہتے تھے چند شعر پڑھ کر کرا لیتے تھے۔...اُن کے پاس زبان تھی جو دلیری اور حوصلہ پیدا کر دیتی تھی۔ ہر حربہ میں وہ شعر سے کام لیتے تھے اور فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ (الشعراء:۲۲۶) کے مصداق تھے۔ اس لیے اُس وقت ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ اپنا کلام بھیجتا۔ پس خدا تعالیٰ نے اپنا کلام نازل فرمایا اور اسی کلام کے رنگ میں اپنا معجزہ پیش کر دیا۔ جبکہ اُن کو مخاطب کر کے کہہ دیا کہ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ...(البقرۃ:۲۴) تم جو اپنی زبان دانی کا دم مارتے اور لاف زنی کرتے ہو اگر کوئی قوت اور حوصلہ ہے تو اس کلام کے معجزہ کے مقابل کچھ پیش کر کے دکھاؤ، لیکن باوجود اس کے کہ وُہ جانتے تھے کہ اگر کچھ نہ بنایا (خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب تحدّی کر دی گئی ہے کہ تم ہرگز ہرگز بنا نہ سکو گے) تو مُلزم ہو کر ذلیل ہو جائیں گے۔ پھر بھی وہ کچھ پیش نہ کر سکے۔ اگر وہ کچھ بناتے اور پیش کرتے تو صحیح تاریخ ضرور شہادت دیتی، مگر کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ کسی نے کچھ بنایا ہو۔ پس خدا تعالیٰ نے اُس وقت اُسی رنگ کا معجزہ دکھایا تھا۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۲۶)

بَاب ۵۲: الدَّوَاءُ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ

عجوہ کھجور سے جادو کا علاج کرنا

۵۷۶۸: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمٌ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اصْطَبَحَ كُلَّ يَوْمٍ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ ذٰلِكَ الْيَوْمَ إِلَى

۵۷۶۸: علی (بن عبد اللہ مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ مروان (بن معاویہ فزاری) نے ہمیں بتایا۔ ہاشم (بن ہاشم بن عتبہ) نے ہم سے بیان کیا۔ عامر بن سعد نے اپنے باپ (حضرت سعد بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو

اللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهُ سَبْعَ تَمَرَاتٍ.

ہر روز صبح چند عجوہ کھجوریں کھائے اس دن رات تک اسے نہ کوئی زہر نقصان پہنچائے گا نہ کوئی جادو۔ اور علی بن مدینی کے سوا اور راویوں نے سات کھجوروں کا ذکر کیا۔

أطرافه: ٥٤٤٥، ٥٧٦٩، ٥٧٧٩۔

٥٧٦٩: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ.

۵۷۶۹: اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ (حماد بن اسامہ) نے ہمیں بتایا کہ ہاشم بن ہاشم نے ہم سے بیان کیا، ہاشم نے کہا میں نے عامر بن سعد سے سنا، (عامر نے کہا) میں نے حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: جس نے صبح کو سات عجوہ کھجوریں کھالیں اس دن اس کو نہ کوئی زہر نقصان پہنچائے گا اور نہ جادو۔

أطرافه: ٥٤٤٥، ٥٧٦٨، ٥٧٧٩۔

تشریح: الدَّوَاءُ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ: عجوہ کھجور سے جادو کا علاج کرنا۔ جادو کا شکار کمزور طبائع اور ضعیف الاعتقاد لوگ ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو ایمان ویقین میں مضبوط کرنے کے ساتھ ان کے اعصاب اور دل کی کمزوری کے لیے عجوہ کھجور مؤثر علاج ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے بیماریوں کے علاج بھی پیدا کیے ہوئے ہیں اور اس کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے اور احادیث میں بھی ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیث پیش کرتا ہوں جن میں آپؐ نے بعض بیماریوں کے لیے علاج بیان فرمایا ہے۔ حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ اپنا ہاتھ میری چھاتی پر رکھا یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک مَیں نے دل پر محسوس کی۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں دل کا مرض ہے۔ تم ثقیف

قبیلہ کے حریف حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ طبابت کرتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ سات عجوہ کھجوریں گٹھلیوں سمیت کوٹ ڈالے اور پھر ان کی دوائی بنا کر تیرے منہ میں ڈالے۔[1] تو دل کی بیماری کے لئے عجوہ کھجوروں کی طرف نشاندہی فرمائی۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ دسمبر ۲۰۰۸، جلد ۶، صفحہ ۵۱۶)

بَاب ۵۳: لَا هَامَةَ

کوئی الو نہیں جس میں مردے کی روح نے جنم لیا ہو

۵۷۷۰: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ.

۵۷۷۰: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے مجھے بتایا کہ ہشام بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں بتایا، معمر نے زہری سے، زہری نے ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے، ابوسلمہ نے حضرت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ تو کوئی متعدی بیماری ہوتی ہے اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے اور نہ کوئی ایسا الو ہے جس میں مردے کی روح نے جنم لیا ہو۔ یہ سن کر ایک اعرابی نے کہا: یا رسول اللہ! پھر ان اونٹوں کو کیا ہو جاتا ہے کہ ریگستان میں ایسے ہوتے ہیں جیسے کہ ہرن اتنے میں ان میں ایک خارش زدہ اونٹ آملتا ہے اور ان سب کو خارش زدہ کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر پہلے اونٹ کو کس نے چھو کر بیمار کیا تھا۔

أطرافه: ۵۷۰۷، ۵۷۱۷، ۵۷۵۷، ۵۷۷۳، ۵۷۷۵۔

[1] (سنن ابی داود، کتاب الطب باب فی تمرة العجوة، حدیث نمبر ۳۸۷۵)

۵۷۷۱: وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ بَعْدُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ وَأَنْكَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ حَدِيثَ الْأَوَّلِ قُلْنَا أَلَمْ تُحَدِّثْ أَنَّهُ لَا عَدْوَى فَرَطَنَ بِالْحَبَشِيَّةِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَمَا رَأَيْتُهُ نَسِيَ حَدِيثًا غَيْرَهُ.

۵۷۷۱: اور اسی سند سے ابو سلمہ (بن عبدالرحمٰن) سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا وہ اس کے بعد کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی تندرست اونٹ کے پاس بیمار اونٹ نہ لایا جائے اور حضرت ابوہریرہؓ نے پہلی حدیث کا انکار کیا۔ ہم نے کہا: کیا آپؓ نے نہیں بتایا تھا کہ چھوت سے کوئی بیماری نہیں ہوتی؟ پھر وہ حبشی (زبان) بولنے لگے۔ ابو سلمہ کہتے تھے میں نے حضرت ابوہریرہؓ کو نہیں دیکھا کہ وہ اس کے سوا کوئی اور حدیث بھولے ہوں۔

طرفه: ۵۷۷٤۔

بَاب ٥٤: لَا عَدْوَى

کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی

۵۷۷۲: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَحَمْزَةُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ.

۵۷۷۲: سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا، کہا: (عبداللہ) بن وہب نے مجھے بتایا۔ انہوں نے یونس (بن یزید) سے، یونس نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: سالم بن عبداللہ اور حمزہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ تو چھونے سے کوئی بیماری ہوتی ہے نہ بدشگونی کوئی چیز ہے۔ نحوست تین چیزوں میں ہے۔ گھوڑے، عورت اور گھر میں۔

أطرافه: ۲۰۹۹، ۲۸۵۸، ۵۰۹۳، ۵۰۹٤، ۵۷۵۳۔

۵۷۷۳: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي

۵۷۷۳: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے

أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا عَدْوَى.

کہا مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (بن عوف) نے بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: چھوت سے کوئی بیماری نہیں ہوتی۔

أطرافُه: ۵۷۰۷، ۵۷۱۷، ۵۷۵۷، ۵۷۷۰، ۵۷۷۵۔

۵۷۷۴ : قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُورِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُصِحِّ.

۵۷۷۴: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لاؤ۔

طرفُه: ۵۷۷۱۔

۵۷۷۵ : وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَرَأَيْتَ الْإِبِلَ تَكُونُ فِي الرِّمَالِ أَمْثَالَ الظِّبَاءِ فَيَأْتِيهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَتَجْرَبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ.

۵۷۷۵: اور اسی سند سے زہری سے مروی ہے انہوں نے کہا: مجھے سنان بن ابی سنان دُوَلی نے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوت سے کوئی بیماری نہیں۔ یہ سن کر ایک اعرابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ آپؐ نے اونٹوں کو دیکھا ہے کہ ریگستان میں ہرنوں کی طرح ہوتے ہیں تو ان میں ایک خارشی اونٹ آجاتا ہے۔ پھر وہ سب خارشی ہو جاتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے کو کس نے چھو کر بیمار کیا تھا۔

أطرافُه: ۵۷۰۷، ۵۷۱۷، ۵۷۵۷، ۵۷۷۰، ۵۷۷۳۔

۵۷۷۶ :حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

۵۷۷۶: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ (بن حجاج) نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے کہا: میں نے قتادہ سے سنا۔ قتادہ نے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ قَالُوا وَمَا الْفَأْلُ قَالَ كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: چھونے سے کوئی بیماری نہیں ہوتی اور نہ بدشگونی کوئی حقیقت رکھتی ہے اور مجھے فال اچھا لگتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: فال کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: اچھی بات۔

طرفہ: ۵۷۵۶۔

تشریح: **لَاعَدْوَی:** کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی۔ امام بخاری نے عنوانِ باب کے تحت وہ روایات بھی دی ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا ذکر ہے کہ بیمار اونٹ کو صحت مند کے پاس نہ لاؤ۔ اسی طرح دوسری جگہ لَا عَدْوَی کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مجذوم سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ (روایت نمبر ۵۷۰۷) ان دونوں بظاہر متضاد احادیث کو لا کر امام بخاری نے ان کی تطبیق کی طرف متوجہ کیا ہے۔ ان احادیث میں دکھائی دینے والا تضاد و تعارض محض قلتِ تدبر کا نتیجہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں قطعاً کوئی تعارض و تناقض نہیں ہے دراصل ایک ہی امر کا بیان ہے اور وہ یہ کہ اذنِ الٰہی اور قانونِ قدرت میں پائے جانے والے اسباب کے بغیر کوئی بیماری آگے نہیں بڑھ سکتی۔ مثلاً جو وائرس یا بیکٹیریا ایک سے دوسرے کو لگتے ہیں وہ از خود ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتے جب تک قانونِ قدرت ان کا ذریعہ نہ بنے۔ مثلاً بعض وائرس یا جراثیم ہوا کے ذریعہ دوسری جگہ پہنچتے ہیں بعض مکھی یا مچھر کے ذریعہ اور بعض ایک انسان کے سانس یا چھینک یا تھوک یا استعمال شدہ اشیاء سے دوسرے تک پہنچتے ہیں۔ اگر یہ اسباب مہیا نہ ہوں تو کوئی وائرس یا بیماری آگے نہیں جاسکتی۔ یہی سوال آنحضرتؐ نے اُس اعرابی کے سامنے رکھا کہ اگر چھونے سے ہی ایک سے دوسرے کو بیماری لگتی ہے تو پہلے اونٹ کو کیسے لگی۔ اس کا مطلب ہے جس قانونِ قدرت نے اُس تک اِس بیماری کو پہنچایا وہی آگے بھی چلا سکتا ہے اگر وہ اسباب اور ذرائع میسر نہ ہوں تو کوئی بیماری از خود آگے نہیں جاسکتی۔

بیماری کی اصل وجوہات کے متعلق ہومیوپیتھک نظریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان کی تائید کرتا ہے کہ صرف چھونے سے کوئی بیماری نہیں ہوتی۔ اس نظریہ کے مطابق بیماری کی اصل وجوہات جسم کے اندر موجود ہوتی ہیں۔ ہومیوپیتھک طریق علاج کے بانی ہانیمن (Hahnemann) اس سلسلہ میں کہتے ہیں کہ چوٹ وغیرہ کے علاوہ جو بیرونی ضرب سے پیدا ہو، کوئی بیماری بھی بغیر اندرونی مرض کے پیدا نہیں ہوسکتی یہاں تک کہ ہونٹ پر کوئی پھنسی بھی کسی اندرونی خرابی کے بغیر نہیں نکل سکتی۔ (Organon of Medicine Pg 189)

یہ مراد نہیں ہے کہ بیماری کے خارجی اسباب نہیں ہیں مثلاً بعض لوگ ساحلی علاقوں میں جا کر بیمار ہو جاتے ہیں۔ اب بظاہر یہ بیرونی وجہ ہے لیکن یہ بیرونی وجہ پہلے سے موجود اندرونی مرض میں اضافے کا باعث بن جاتی ہے۔

لَا تُورِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُصِحِّ: بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لاؤ۔ مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ لکھتے ہیں: خارشی اونٹ (Camel mange) قدیم زمانے سے اونٹ کی ایک متعدی بیماری ہے۔ یہ بیماری (Parasitic mite, sarcoptes scabiei) ایک کیڑے کے ذریعہ پھیلتی ہے۔ اور 31–10 فیصد اونٹوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ کیڑا ایک اونٹ سے دوسرے اونٹ کو Infect کرتا ہے اور جسم پر زخم کرنے کے بعد خون میں سرایت کر جاتا ہے اور کئی مرتبہ سینکڑوں اونٹ بیمار ہو جاتے ہیں اور روز مرہ کے کام کے قابل نہیں رہتے۔ آپؐ نے قدیم زمانہ سے اونٹ میں اس عام بیماری کی احتیاطی تدابیر میں یہ نہایت اہم نکتہ سمجھایا... اس لئے ضروری ہے کہ ایک اونٹ کے گروہ میں اگر خارشی اونٹ موجود ہو تو اسے دوسرے گروہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے اور علیحدہ رکھا جائے ورنہ: "وہ سب کو خارشی کر دیتا ہے۔" یہی احتیاطی تدابیر ماہر محکمہ حیوانات آج کل مشورہ دیتے ہیں۔[1]

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہم اس حدیث کی تاویل یوں کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول لَا عَدْوَی میں ہرگز یہ ارادہ نہیں کیا کہ من کل الوجوہ ایک کی مرض دوسرے میں سرایت نہیں کرتی۔ اور کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کہہ سکتے تھے جبکہ آپ نے ایک دوسری حدیث میں مجذوموں سے پرہیز کرنے کے لئے ممانعت فرمائی ہے اور ان کے چھونے سے ڈرایا پس آنحضرت صلعم کی اس حدیث سے بجز اس کے کوئی مراد نہیں تھی کہ تمام تاثیریں عَدْوَی وغیرہ کی خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور بجز اس کے حکم اور ارادہ اور مشیت کے اس عالم کون اور فساد میں کوئی مؤثر نہیں۔" (نور الحق حصہ اول، روحانی خزائن، جلد ۸ صفحہ ۱۵)

بَاب ۵۵: مَا يُذْكَرُ فِي سُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دینے کے متعلق جو بیان کیا جاتا ہے

رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ اس واقعہ کو عروہ نے حضرت عائشہؓ سے، حضرت

(1) Saber Kotb, Ahmed AR: Sarcoptic mange of camel in upper Egypt: Prevalence, risk assessment, and control measures, J. Adv. Vet. Anim. Res, 2(4): 410-17 (Dec 2015)

Zahid MI, Maqbool A, Anjum S, et al. Prevalence of Sarcoptic mange in camels in Punjab Pakistan, Journal of Animal plant Sciences 25(5) pages: 1259-1263: (2015) ISSN: 1018-7081

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۵۷۷۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوا لِي مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنَ الْيَهُودِ فَجُمِعُوا لَهُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقُونِي عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوكُمْ قَالُوا أَبُونَا فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ فَقَالُوا صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ فَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ صَادِقُونِي عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِينَا قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْلُ النَّارِ فَقَالُوا نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا ثُمَّ تَخْلُفُونَنَا فِيهَا فَقَالَ

۵۷۷۷: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید بن ابی سعید سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: جب خیبر فتح کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری بطور ہدیہ کے دی گئی جو زہر آلود تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہاں جو یہود ہیں انہیں میرے پاس جمع کرو۔ چنانچہ وہ سب آپ کے پاس لائے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: میں تم سے ایک بات پوچھنے لگا ہوں کیا تم مجھے اس کے متعلق سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا: ابوالقاسم ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے پوچھا: تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا: ہمارا باپ فلاں شخص ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا ہے تمہارا باپ تو فلاں ہے۔ انہوں نے کہا: آپؐ نے سچ کہا اور ٹھیک فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم مجھ سے ایک بات کے متعلق سچ بیان کرو گے اگر میں تم سے اس کے متعلق پوچھوں؟ انہوں نے کہا: ہاں ابوالقاسم اور اگر ہم نے آپؐ سے جھوٹ کہا تو آپؐ ہمارا جھوٹ معلوم کر لیں گے جیسا کہ آپؐ نے ہمارے باپ کے متعلق جھوٹی بات کو معلوم کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: دوزخی کون ہیں؟ وہ کہنے

لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوا فِيهَا وَاللهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لَهُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقُونِي عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوا نَعَمْ فَقَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُمًّا فَقَالُوا نَعَمْ فَقَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ فَقَالُوا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيحُ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ.

لگے: ہم دوزخ میں تھوڑی دیر رہیں گے پھر تم لوگ اس میں ہمارے بعد جاؤ گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: دور ہو جاؤ تم ہی اس میں رہو۔ اللہ کی قسم! ہم اس میں کبھی بھی تمہارے بعد نہیں جائیں گے۔ پھر آپؐ نے انہیں فرمایا: اگر میں تم سے ایک بات پوچھوں، سچ سچ بیان کرو گے اگر میں تم سے پوچھوں؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے اس بکری کو زہر آلود کیا تھا؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے پوچھا: تمہیں اس بات پر کس نے آمادہ کیا تھا؟ اُنہوں نے کہا: ہم چاہتے تھے کہ اگر آپؐ جھوٹے ہوئے ہم آپؐ سے چھٹکارا پائیں گے اور اگر آپؐ (سچے) نبی ہوئے تو آپؐ کو یہ نقصان نہ دے گا۔

أطرافه: ٣١٦٩، ٤٢٤٩۔

تشریح: مَا يُذْكَرُ فِي سُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زہر دینے کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک یہودی عورت نے صحابہؓ سے پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جانور کے کس حصہ کا گوشت زیادہ پسند ہے؟ صحابہؓ نے بتایا کہ آپ کو دست کا گوشت زیادہ پسند ہے۔ اس پر اس نے بکرا ذبح کیا اور پتھروں پر اس کے کباب بنائے اور پھر اس گوشت میں زہر ملا دیا۔ خصوصاً بازوؤں میں جس کے متعلق اسے بتایا گیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں کا گوشت زیادہ پسند کرتے ہیں۔ سورج ڈوبنے کے بعد جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شام کی نماز پڑھ کر اپنے ڈیرے کی طرف واپس آرہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے خیمے کے پاس ایک عورت بیٹھی ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا: بی بی تمہارا کیا کام ہے؟ اس نے کہا اے

ابو القاسم !میں آپ کے لئے ایک تحفہ لائی ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ساتھی صحابیؓ سے فرمایا جو چیز یہ دیتی ہے اس سے لے لو۔ اس کے بعد آپ کھانے کے لئے بیٹھے تو کھانے پر وہ بھنا ہوا گوشت بھی رکھا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک لقمہ کھایا اور آپ کے ایک صحابی بشیر بن البراء بن المعرورؓ نے بھی ایک لقمہ کھایا۔ اتنے میں باقی صحابہؓ نے بھی گوشت کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے فرمایا مت کھاؤ کیونکہ اس ہاتھ نے مجھے خبر دی ہے کہ گوشت میں زہر ملا ہوا ہے (اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ کو اس بارہ میں کوئی الہام ہوا تھا بلکہ یہ عرب کا محاورہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا گوشت چکھ کر مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے چنانچہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ایک دیوار کے متعلق آتا ہے کہ وہ گرنا چاہتی تھی۔ جس کے محض یہ معنی ہیں کہ اس میں گرنے کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔ پس اس جگہ پر بھی یہ مراد نہیں کہ آپ نے فرمایا وہ دست بولا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کا گوشت چکھنے پر مجھے معلوم ہوا ہے۔ چنانچہ اگلا فقرہ اِن معنوں کی وضاحت کر دیتا ہے) اس پر بشیرؓ نے کہا کہ جس خدا نے آپ کو عزت دی ہے اُس کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ مجھے بھی اس لقمہ میں زہر معلوم ہوا ہے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں اس کو پھینک دوں لیکن میں نے سمجھا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو شاید آپ کی طبیعت پر گراں نہ گزرے اور آپ کا کھانا خراب نہ ہو جائے اور جب آپ نے وہ لقمہ نگلا تو میں نے بھی آپ کے تتبع میں وہ نگل لیا۔ گو میرا دل یہ کہہ رہا تھا کہ چونکہ مجھے شبہ ہے کہ اس میں زہر ہے اس لئے کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لقمہ نہ نگلیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد بشیرؓ کی طبیعت خراب ہو گئی اور بعض روایتوں میں تو یہ ہے کہ وہ وہیں خیبر میں فوت ہو گئے اور بعض میں یہ ہے کہ اس کے بعد کچھ عرصہ بیمار رہے اور اس کے بعد فوت ہو گئے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ گوشت اس کا ایک کتے کے آگے ڈلوایا جس کے کھانے سے وہ مر گیا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو بلایا

اور فرمایا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ اس نے کہا آپ کو یہ کس نے بتایا ہے؟ آپ کے ہاتھ میں اُس وقت بکری کا دست تھا آپ نے فرمایا اس ہاتھ نے مجھے بتایا ہے۔ اس پر اس عورت نے سمجھ لیا کہ آپ پر یہ راز کھل گیا ہے اور اس نے اقرار کیا کہ اس نے زہر ملایا ہے؟ اس پر آپ نے اس سے پوچھا کہ اس ناپسندیدہ فعل پر تم کو کس بات نے آمادہ کیا؟ اُس نے جواب دیا کہ میری قوم سے آپ کی لڑائی ہوئی تھی اور میرے رشتہ دار اس لڑائی میں مارے گئے تھے میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں ان کو زہر دے دوں۔ اگر ان کا کاروبار انسانی کاروبار ہو گا تو ہمیں ان سے نجات حاصل ہو جائے گی اور اگر یہ واقعہ میں نبی ہوں گے تو خدا تعالیٰ ان کو خود بچالے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ بات سن کر اُسے معاف فرمادیا۔ اور اُس کی سزا جو یقیناً قتل تھی نہ دی۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۳۲۷ تا ۳۲۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دے دی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، حاشیہ صفحہ ۲۶۳)

بَاب ٥٦: شُرْبُ السُّمِّ وَالدَّوَاءُ بِهِ وَمَا يُخَافُ مِنْهُ وَالْخَبِيثُ

زہر پینا اور اس سے علاج کرنا نیز اس سے متعلق خدشات اور جو ناپاک ہو

٥٧٧٨ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ

۵۷۷۸: عبداللہ بن عبدالوہاب نے ہمیں بتایا کہ خالد بن حارث نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا، شعبہ نے سلیمان سے، سلیمان نے کہا میں نے ذکوان سے سنا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا.

روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص پہاڑ سے کود کر خودکشی کر لے تو وہ جہنم کی آگ میں گرتا رہے گا۔ جس میں اسے ہمیشہ رکھا جائے گا اور جس نے زہر کا گھونٹ پیا اور اپنے تئیں مار ڈالا اس کا وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا جہنم کی آگ میں ہمیشہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیتا رہے گا۔ اس حالت میں اسے ہمیشہ رکھا جائے گا اور جس نے اسے لوہے کے کسی ہتھیار سے خودکشی کی تو اس کا ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا وہ جہنم کی آگ میں پڑے ہوئے ہمیشہ اس کو اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا اس حالت میں اس کو ہمیشہ رکھا جائے گا۔

طرفہ: ۱۳۶۵۔

۵۷۷۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ أَبُو بَكْرٍ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ اصْطَبَحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتِ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ.

۵۷۷۹: محمد بن سلام (بیکندی) نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن بشیر ابو بکر نے ہمیں بتایا کہ ہاشم بن ہاشم نے ہمیں خبر دی، ہاشم نے کہا مجھے عامر بن سعد نے بتایا، عامر نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: جس نے صبح کو سات عجوہ کھجوریں کھالیں تو اس دن اس کو نہ زہر نقصان دے گا اور نہ جادو۔

أطرافه: ۵۴۴۵، ۵۷۶۸، ۵۷۶۹۔

تشریح: مَنِ اصْطَبَحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتِ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ: جس نے صبح کو سات عجوہ کھجوریں کھالیں تو اس دن اس کو نہ زہر نقصان دے گا اور نہ جادو۔

جدید تحقیق کے مطابق کھجور میں فائبر، پوٹاشیم، کاپر، مینگنیز، میگنیشم اور وٹامن بی جیسے اجزاء شامل ہوتے ہیں

جو کہ متعدد طبی فوائد کا باعث بنتے ہیں۔ فاسفر آنتوں کی صحت کے لیے انتہائی ضروری جزو ہے اور قبض کی روک تھام کرتا ہے، نیز آنتوں کے نظام کی صفائی میں مدد دیتا ہے۔

بَاب ۵۷ : أَلْبَانُ الْأُتُنِ

گدھی کا دودھ (پینا)

۵۷۸۰: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ أَسْمَعْهُ حَتَّى أَتَيْتُ الشَّأْمَ.

أطرافه: ۵۵۳۰، ۵۷۸۱۔

۵۷۸۰: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے مجھ سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے ابوادریس خولانی (عائذ اللہ) سے، خولانی نے حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں میں سے ہر کچلی والے جانور کے کھانے سے منع فرمایا۔ زہری نے کہا: میں نے یہ حدیث اس وقت تک نہیں سنی جب تک شام میں نہیں آگیا۔

۵۷۸۱: وَزَادَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَسَأَلْتُهُ هَلْ نَتَوَضَّأُ أَوْ نَشْرَبُ أَلْبَانَ الْأُتُنِ أَوْ مَرَارَةَ السَّبُعِ، أَوْ أَبْوَالَ الْإِبِلِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَتَدَاوَوْنَ بِهَا فَلَا يَرَوْنَ بِذَلِكَ بَأْسًا فَأَمَّا أَلْبَانُ الْأُتُنِ فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُحُومِهَا وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا أَمْرٌ وَلَا نَهْيٌ وَأَمَّا

۵۷۸۱: اور لیث (بن سعد) نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ بیان کیا۔ (اُنہوں نے کہا:) مجھے یونس نے ابن شہاب سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے ان سے پوچھا: کیا ہم گدھی کے دودھ سے وضو کرلیں یا اس کو پئیں، یا درندہ کے پتہ کا پانی یا اونٹ کا پیشاب پئیں؟ پس کہا کہ مسلمان ان سے علاج کیا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ گدھی کے دودھ کے متعلق ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گوشت سے

مَرَارَةُ السَّبُعِ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ.

منع فرمایا ہے اور اس کے دودھ پینے یا نہ پینے کے متعلق ہمیں کوئی خبر نہیں پہنچی اور جو درندے کا پتا ہے تو ابن شہاب نے کہا: مجھے ابوادریس خولانی نے بتایا کہ حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے کے کھانے سے منع کیا ہے۔

أطرافه: ۵۵۳۰، ۵۷۸۰۔

بَاب۵۸: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الْإِنَاءِ

اگر برتن میں مکھی گر پڑے

۵۷۸۲ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ مَوْلَى بَنِي تَمِيمٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى بَنِي زُرَيْقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً.

۵۷۸۲: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عتبہ بن مسلم سے، جو بنو تمیم کے غلام تھے۔ عتبہ نے عبید بن حنین سے جو بنو زریق کے غلام تھے۔ عبید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر پڑے تو چاہیئے کہ وہ اس کو ڈبو دے اور پھر اس کو پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا۔

طرفه: ۳۳۲۰۔

تشریح: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الْإِنَاءِ: اگر برتن میں مکھی گر پڑے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے یہ مکھی کے بارہ میں یہ جو ہمیں بتایا ہے۔ آج کے سائنس دان بھی اس پر ریسرچ کر رہے ہیں اور اس نتیجے پر پہنچ

رہے ہیں کہ اس میں ایسی چیز ہے جو بیکٹیریا کو ختم کرتی ہے۔ ایک ریسرچ کرنے والے نے لکھا ہے کہ مکھی کو Ethenol میں ڈبو کر اس کو بعض قسم کے بیکٹیریا بشمول ہسپتال کے پیتھوجن (Pathogen) پر استعمال کیا گیا تو اس میں اینٹی بایوٹک عمل ظاہر ہوا اور جتنے بیکٹیریا تھے وہ مر گئے۔

ایک اور ریسرچ ٹوکیو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے کی ہے۔ کہتے ہیں کہ مستقبل قریب میں لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ ہسپتالوں میں مکھیاں اینٹی بایوٹک کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں۔ مکھیوں میں ایسی چیز بھی نکلی ہے جو قوت مدافعت پیدا کرتی ہے۔ رزسٹنس (Resistance) پیدا کرتی ہے۔ یا امیون سسٹم (Immune System) کو ڈویلپ کرتی ہے۔ مکھیوں کی ریسرچ کی طرف سائنسدانوں کا خیال اس لئے بھی گیا کہ مکھیاں گندی جگہوں پر بیٹھتی ہیں۔ بہت ساری بیماریوں کو لئے پھرتی ہیں۔ کالرا (Cholara) وغیرہ کے جراثیم بھی اس میں ہوتے ہیں لیکن یہ خود کسی بیماری سے متاثر نہیں ہوتیں۔ اس بات کی وجہ سے ان کو اس پہ ریسرچ کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور تب انہوں نے دیکھا کہ اس میں اینٹی بیکٹیریئل (Anti Bacterial) قسم کی کچھ چیزیں پائی جاتی ہیں۔ یہ بھی انہوں نے دیکھا کہ جب مکھی کسی سیال (Liquid) چیز پانی یا دودھ وغیرہ میں گرتی ہے تو اس کو بیماری کے بعض جراثیم سے خراب کر دیتی ہے۔ اس کے پروں پر جو جراثیم لگے ہوتے ہیں فوری طور پر وہاں ان کا اثر شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس مکھی کو ڈبو دیا جائے تو اس میں سے ایسے انزائمز نکلتے ہیں جو ارد گرد کے بیکٹیریا کو فوراً مار دیتے ہیں۔ تو اسلام کے شافی خدا کی یہ عجیب حیرت انگیز شان ہے جس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آج سے ۱۴سو سال پہلے علاج کے یہ طریقے سکھا دیئے جن پر آج دنیا ریسرچ کر رہی ہے۔ لیکن ان سب علاجوں کی نشاندہی کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو خاص طور پر یہی بتایا اور اس بات پر زور دیا ہے کہ دعا علاج ہے، صدقہ علاج ہے، علاج کے ساتھ صدقہ اور دعا کرو۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ دسمبر ۲۰۰۸، جلد ۶، صفحہ ۵۱۷، ۵۱۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۷ - کِتَابُ اللِّبَاسِ

لباس کے متعلق (احادیث)

کتاب اللباس ۱۰۳ ابواب اور ۱۸۷ احادیث پر مشتمل ہے۔ امام بخاری نے کتاب اللّباس میں پہناوے سے متعلقہ روایات کو یکجا کر دیا ہے تا کہ آنے والے زمانے میں جب مختلف علاقوں اور قوموں کے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوں تو انہیں اس معاملے میں بھی اسلام کی واضح تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ مل سکے۔ "لغت میں لُبس کے اصل معانی پردہ کرنا بیان کیے گئے ہیں۔ اور لَبِسَ الثَّوْبَ کے معنی ہیں: اُس نے اس کے ذریعہ پردہ کیا۔ (اقرب الموارد- لبس) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لِبَاس کے معنے مفردات میں یوں لکھے ہیں: وَجُعِلَ اللِّبَاسُ لِكُلِّ مَا يُغَطِّي مِنَ الْإِنْسَانِ عَنْ قَبِيحٍ یعنی لباس کا لفظ ہر ایسی چیز پر بولا جاتا ہے جو انسانی عیوب اور نقائص کو چھپا دیتی ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ النبأ زیر آیت وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا، جلد ۸ صفحہ ۱۶)

اسلام کا یہ خاص امتیاز ہے کہ یہ عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے اور یہ دیگر مذاہب کی طرح کسی خاص قوم یا زمانے کے لیے نہیں۔ بلکہ ہر قوم ہر زمانے اور ہر علاقے کے لوگوں کے لیے ایک مکمل ضابطۂ حیات اور جامع تعلیم ہے اور اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ایک کامل اسوۂ حسنہ ہے۔ آج کے زمانے کا یہ سوال کہ کونسا لباس اسلامی ہے اور کونسا غیر اسلامی تو اس بارے میں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر وہ لباس جو انسان کی مکمل ستر پوشی کرے، پاک صاف ہو، موسم کے مطابق ہو اور زینت کا باعث ہو۔ وہی لباس اسلامی ہے خواہ وہ کسی بھی ملک کا ہو۔ اس حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ایک میں بات بتادوں اگر اسلام ساری دنیا کے لئے ہے اور یقیناً اسلام ساری دنیا کے لئے ہے تو پھر ہر ملک کا لباس اسلامی لباس ہے۔... اگر کسی ملک کا لباس اس قسم کا ہے کہ اُس ننگ کو وہ صحیح طور پر ڈھانپتا نہیں جو اسلام نے کہا ہے ڈھانپو۔ تو اتنی تبدیلی اس لباس میں ہو جانی چاہیئے کیونکہ ایک اور حکم ہے جس کی خلاف ورزی کر رہا ہے وہ۔ لیکن یہ کہنا کہ مغربی افریقہ کا لباس اسلامی نہیں باوجود اس کے کہ وہ یہ شرائط پوری کر رہا ہے کہ ستر جو ہے اس کو ڈھانک رہا ہے اور پنجاب کا جو لباس ہے وہ اسلامی ہے یا عرب کا لباس جو ہے وہ اسلامی ہے اور یورپ کا لباس اسلامی نہیں۔

یہ بات ہی غلط ہے۔ ساری دنیا کا وہ لباس جو ان شرائط کو پورا کرنے والا ہے وہ اسلامی ہے۔ ہم نے اپنے پورے لباس میں نماز پڑھنی ہے۔ اگر کسی ملک میں ایسا لباس ہے جو نماز پڑھنے میں دقت پیدا کرتا ہے تو اتنا حصہ درستی کے قابل ہے اس کی اصلاح ہو جانی چاہیئے۔" (خطباتِ ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۴، جنوری ۱۹۸۰، جلد ۸ صفحہ ۵۱۱)

آپؒ مزید فرماتے ہیں:

"عثمان فودی جو ایک مجدد گزرے ہیں پچھلی صدی میں شمالی نائیجیریا میں... اُنہوں نے ایک کتاب لکھی ہے بدعت اور سنت پر۔... بڑی اچھی کتاب ہے۔ مثلاً اُنہوں نے کپڑے کے متعلق کہا۔..... اُنہوں نے لکھا ہے پورے حوالے دے کے، سر کا لباس اوپر کے دھڑ کا لباس، نچلے دھڑ کا لباس تینوں کو علیحدہ علیحدہ لیا ہے۔ چھوٹا سا ایک صفحہ پونا صفحہ ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوپی بھی پہنی سر پر۔ رومال بھی باندھا سر پر اور اس قسم کا جو اَب رواج ہے جس طرح عمامہ عرب کا وہ بھی پہنا اور شلوار بھی پہنی، سارے حوالوں کا ذکر کر کے پھر اس سے نتیجہ یہ نکالا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت یہ ہے کہ جو لباس میسر آئے وہ استعمال کرو بڑا صحیح نتیجہ نکالا ہے اور ساری دنیا کے لئے بڑی عجیب گائیڈنس دے دی جو میسر آتا ہے وہ پہنو۔ ٹھیک ہے اسلام نے کہا ہے بعض ننگ ہیں جن کو اسلام کہتا ہے ڈھانکو وہ ڈھانکنے چاہئیں۔ اور اگر کوئی ضرورتیں ہیں وہ پوری ہونی چاہئیں۔ اسلام کہتا ہے کہ ایسی طرز نہ ہو کہ نمائش کے خیال سے پہنا جائے۔ ضرورت کے لئے نہ ہو بلکہ نمائش کے لئے ہو۔ اسلام کہتا ہے کہ نمائش نہیں کرنی۔" (خطباتِ ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۴، جنوری ۱۹۸۰، جلد ۸ صفحہ ۵۱۰ تا ۵۱۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو کچھ آنحضرت صلعم کے خاص معاملات و مکالمات خلوت اور سرّ میں بیویوں سے تھے یا جس قدر اکل اور شرب اور لباس کے متعلق اور معاشرت کی ضروریات میں روزمرہ کے خانگی امور تھے سب اسی خیال سے احادیث میں داخل کئے گئے کہ وہ تمام کام اور کلام روح القدس کی روشنی سے ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۱۳)

بَاب ۱

قَوْلُ اللهِ تَعَالَى قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ (الاعراف:۳۳)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تو کہہ اللہ کی زینت کس نے حرام کی جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَالْبَسُوا وَتَصَدَّقُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيلَةٍ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ سَرَفٌ أَوْ مَخِيلَةٌ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ کرو مگر اسراف نہ ہو اور نہ ہی اتراؤ اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: کھاؤ جو تم چاہو اور پہنو جو تم چاہو، جب تک تم سے دو فروگزاشتیں نہ ہوں اسراف اور اِترانا۔

۵۷۸۳: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ يُخْبِرُونَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ.

۵۷۸۳: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ مالک نے نافع، عبداللہ بن دینار اور زید بن اسلم سے روایت کی۔ یہ تینوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا جو اتراتے ہوئے اپنے کپڑے کو گھسیٹ کے چلتا ہے۔

أطرافه: ٣٦٦٥، ٥٧٨٤، ٥٧٩١، ٦٠٦٢۔

تشریح: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ...: تو کہہ اللہ کی زینت کس نے حرام کی۔ اسلام دینِ فطرت ہے جیسا کہ فرمایا: فِطْرَتَ اللهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (الروم: ۳۱) اللہ کی (پیدا کی ہوئی) فطرت کو اختیار کر۔ (وہ فطرت) جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اسلامی تعلیم فطرتِ انسانی کے تمام تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔ انسان چونکہ خدا تعالیٰ کا مظہر ہے اور صفاتِ باری تعالیٰ میں ایک صفت جمیل بھی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ[1] کہ اللہ جمیل یعنی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ انسانی فطرت اس صفت کے مطابق جمال اور خوبصورتی کی اس قدر متمنی اور شائق ہے کہ آج کے دور کا انسان

[1] (صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ)

میک اپ اور کپڑوں اور جوتوں اور زیورات کے دلکش ڈیزائنوں کا اتنا دلدادہ ہے کہ خطیر رقم اسی دوڑ میں لگا رہا ہے۔ اسلام انسان کو حسبِ حالات اور بقدر اسباب زیب و زینت سے ہرگز نہیں روکتا بلکہ فرماتا ہے کہ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ (الأعراف:۳۳) اللہ کی (پیدا کردہ) زینت کس نے حرام کی ہے۔

عنوانِ باب میں امام بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے اس کی وضاحت کی ہے کہ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَالْبَسُوا وَتَصَدَّقُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيلَةٍ یعنی کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ کرو مگر اسراف نہ ہو اور نہ ہی اتراؤ۔ اسلام انسان کو اعتدال قائم رکھنے کی تاکید کرتا ہے، جس میں فخر و مباہات اور اسراف نام کی کوئی چیز نہ ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ”جب تقویٰ پر بنیاد رکھی جائے تو ظاہری زینت سے نہ اسلام منع کرتا ہے نہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ آپ کے اپنے لباس میں بھی یہی عادت تھی کہ سادہ اور مناسب ضروری لباس پہنا کرتے تھے مگر اگر کوئی ظاہری زینت کا لباس بھی دے دیتا تھا تو اسے بھی استعمال فرما لیتے تھے اور قرآن کریم نے واضح تعلیم دی ہے کہ زینت کو اختیار کرنا یعنی ظاہری زینت کو اور نعمتوں کو استعمال کرنا ایمان کے خلاف نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے اول طور پر یہ نعمتیں اپنے مومن بندوں ہی کے لئے پیدا کی ہیں۔“

(خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۷، جولائی ۱۹۸۹، جلد ۸ صفحہ ۴۶۱، ۴۶۲)

نفیس قیمتی اور اعلیٰ لباس پہننے سے اگر انسان کی روح اور جسم کا ذرہ ذرہ سپاس اور شکر گذاری کے جذبات میں مغلوب ہو کر اور اپنے خالق و مالک کے حضور عجز و نیاز سے جھکتا جاتا ہے تو یہی حقیقی لباس ہے جو اسے تقویٰ کے رنگ میں نصیب ہوتا ہے اگر یہ نہیں تو ہر لباس چاہے وہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ، انسان کے لیے رحمت کی بجائے زحمت اور راحت و سکون کی بجائے بے چینی اور بے قراری کا موجب بن جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

> ”اگر تقویٰ کا لباس دنیاوی لباس کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے تو پھر وہ الٰہی رنگ پکڑتا ہے ورنہ نہیں پکڑتا۔ ادنیٰ لباس بھی تکبر کا موجب بن جاتا ہے اگر اس خوف سے پہنے کہ اگر میں نے اعلیٰ پہنا تو لوگ کیا کہیں گے کہ اچھا! یہ دُنیا دار ہے۔ چیتھڑے پہنے ہوئے لوگ ذلیل ہو جاتے ہیں۔ حقیقت میں انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اگر یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ میں چیتھڑوں میں بڑا بزرگ لگوں گا، میں کم کھاؤں گا تو بڑا اچھا لگوں گا، لوگ کہیں گے یہ بڑا صوفی ہے،

یہ بڑا نیک ہے، تو اس کو تو چیتھڑوں نے ہلاک کر دیا۔ اور اگر کوئی اچھا لباس پہن کر فخر سے دنیا میں پھر رہا ہے فقر کے مقابل پر، تو وہ اس آزمائش میں مبتلا ہو گیا اور جو اپنے غریب بھائیوں پر صرف اس لیے تکبر کی نگاہ ڈال رہا ہے کہ ان کے پاس تھوڑا لباس ہے یعنی چھوٹے درجے کا لباس ہے، میرے پاس اچھے درجے کا لباس ہے، وہ بھی مارا گیا۔ تو لِبَاسُ التَّقْوٰی رنگ بدلتا رہتا ہے۔ کہیں یہ آپ کے پاس غربت میں آزمائش کے لئے آجاتا ہے، کہیں امارت میں آزمائش کیلئے آجاتا ہے۔ اور ہر رنگ میں مومن کے لیے امتحان ہی امتحان ہے۔"

(خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ جولائی ۱۹۸۲، جلد اوّل صفحہ ۷۸، ۷۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لباس کے تعلق میں بھی خدا تعالیٰ نے تقویٰ کے پہلو سے جواب دیا ہے۔ فرماتا ہے: لِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ (الاعراف:۲۷) لباس کے متعلق تم سوچتے ہو کہ کونسا اسلامی، کونسا غیر اسلامی کونسا مناسب، کونسا غیر مناسب تو ہمیشہ یاد رکھو کہ لِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ تمہیں تقویٰ کا لباس پہننا چاہئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے لباس میں تقویٰ کے خلاف کوئی چیز نہیں ہونی چاہئے۔... اگر تم اس خیال سے اپنے لباس ٹھیک کرو گے کہ پتلون کی کریز نہ خراب ہو جائے۔ یا کسی کروٹ پر بیٹھنے سے شلوار کی کریز خراب نہ ہو جائے تو تمہارا لباس لِبَاسُ التَّقْوٰی نہیں رہے گا۔" (خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳، اکتوبر، ۱۹۹۲، جلد ۱۱، صفحہ ۷۵۳، ۷۵۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"سید عبد القادر صاحب جیلانیؒ جو ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں وہ ہمیشہ عمدہ کھانا کھاتے تھے اور عمدہ لباس پہنتے تھے۔ کسی دنیا دار نے آپ پر اعتراض کیا کہ سید عبد القادر صاحب جیلانیؒ اچھے کپڑے پہنتے ہیں، اچھے کھانے کھاتے ہیں یہ بزرگ نہیں ہو سکتے۔ کسی نے یہ بات آپ کو بھی بتا دی کہ فلاں شخص نے آپ پر اعتراض کیا ہے کہ آپ اچھا کھاتے ہیں، اچھا پہنتے ہیں معلوم ہوتا ہے آپ بزرگ اور ولی اللہ نہیں، بھلا بزرگوں کو اِن چیزوں سے کیا تعلق۔ سید عبد القادر صاحب

جیلانیؒ نے فرمایا اُس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ میں کیوں ایسا کرتا ہوں۔ آپ فرمانے لگے میں اُس وقت تک کوئی کھانا نہیں کھاتا جب تک خدا تعالیٰ خود نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر جیلانی! تم یہ کھانا کھالو۔ اور میں کوئی کپڑا نہیں پہنتا جب تک خدا تعالیٰ خود مجھ سے نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر جیلانی! تم یہ کپڑا پہن لو۔ غرض جو شخص خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ دنیا خود اُس کے قدموں میں لا ڈالتا ہے تا کہ وہ ظاہر کرے کہ مؤمنوں کو یہ چیزیں دُنیوی ذرائع سے حاصل نہیں ہوتیں بلکہ جو میرا بن جاتا ہے میں خود اُسے یہ چیزیں دیتا ہوں۔"

(اللہ تعالیٰ سے سچا اور حقیقی تعلق قائم کرنے میں ہی ہماری کامیابی ہے، انوار العلوم جلد ۲۱ صفحہ ۹۷، ۹۸)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

"قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں لباس کے تین کام بتائے گئے ہیں اول ننگ ڈھانکنا۔ دوم زینت کا موجب ہونا۔ سوم سردی گرمی کے ضرر سے انسانی جسم کو بچانا۔ چنانچہ فرمایا ہے: یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَ رِیْشًا (الاعراف: ۲۷) یعنی اے آدم کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا ہے جو تمہارے ننگ کو ڈھانکتا ہے اور تمہارے لئے زینت کا موجب بھی ہے۔ اسی طرح سورہ نحل میں فرماتا ہے: وَ جَعَلَ لَکُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْکُمُ الْحَرَّ وَ سَرَابِیْلَ تَقِیْکُمْ بَاْسَکُمْ (النحل: ۸۲) یعنی اس نے تمہارے لئے کئی قسم کی قمیصیں بنائی ہیں جو تمہیں گرمی سردی سے بچاتی ہیں۔ اور بعض قمیصیں یعنی زرہیں ایسی بھی ہیں جو تمہیں آپس کی جنگ کی سختی سے بچاتی ہیں۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ زیر آیت اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ... جلد ۲ صفحہ ۴۱۰، ۴۱۱)

بَاب ۲: مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءَ

جس نے اپنے تہ بند کو بغیر تکبر کے گھسیٹا

۵۷۸۴: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ

۵۷۸۴: احمد بن یونس نے ہمیں بتایا کہ زہیر (بن معاویہ) نے ہم سے بیان کیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ نے سالم بن عبد اللہ سے، سالم

اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِي يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهُ خُيَلَاءَ.

بن عبداللہ نے اپنے باپ (حضرت عبداللہ بن عمر) رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے تکبر سے اپنے کپڑے کو گھسیٹا اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: یارسول اللہ! میری تہ بند کا ایک طرف ڈھیلا ہو جاتا ہے سوائے اس کے کہ میں اس کا خیال رکھوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ ان لوگوں میں سے نہیں جو تکبر سے ایسا کیا کرتے ہیں۔

أطرافه: ٣٦٦٥، ٥٧٨٣، ٥٧٩١، ٦٠٦٢۔

٥٧٨٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ مُسْتَعْجِلًا حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ وَثَابَ النَّاسُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَجُلِّيَ عَنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا وَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوا اللهَ حَتَّى يَكْشِفَهَا.

۵۷۸۵: محمد (بن سلام بیکندی) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے حسن (بصری) سے، حسن نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: سورج گرہن ہوا اور اس وقت ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپؐ جلدی سے اٹھے اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے مسجد میں آئے اور لوگ بھی ادھر ادھر سے اکٹھے ہوئے۔ آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں اور سورج روشن ہو گیا۔ اس کے بعد آپؐ ہم سے متوجہ ہوئے اور فرمایا: سورج اور چاند اللہ کے نشانوں میں سے دو نشان ہیں۔ جب تم ان نشانوں میں سے کوئی نشان دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے اس وقت تک دعائیں کرو کہ وہ اسکو ہٹا دے۔

أطرافه: ١٠٤٠، ١٠٤٨، ١٠٦٢، ١٠٦٣۔

تشریح: مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءَ: جس نے اپنے تہ بند کو بغیر کسی قسم کے تکبر کے گھسیٹا۔ زیر باب دو روایات میں امام بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نمونہ پیش کیا ہے اور ان دو مثالوں سے یہ واضح کیا ہے کہ کپڑے کا ٹخنوں سے نیچے ہونا فی ذاتہٖ کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ بسا اوقات یہ ادا اس شخصیت کی بے نفسی اور درویشی کی ایسی علامت بن جاتی ہے جو دنیا میں ہوتے ہوئے دنیا میں نہیں ہوتا اس کی تمام تر توجہات ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف ہوتی ہیں اور وہ ظاہری زیب و زینت سے بے نیاز اور تکلفات سے دور وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (ص: ۸۷)[1] کا مظہر دکھائی دیتا ہے۔ پس کپڑے کا زمین پر لٹکنا یا نہ لٹکنا اپنی ذات میں کچھ معنی نہیں رکھتا بلکہ یہ انسان کی نیت ہی ہے جس پر اس کے تمام اعمال موقوف ہیں اور ہر عمل اپنی نیت کے مطابق ہی جزا پائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ وہ ان لوگوں میں شامل نہیں جو موردِ عذاب ہیں کیونکہ اُن کی نیت میں تکبر کا دخل نہیں تھا اسی طرح خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا کرنے میں بھی کسی قسم کے تکبر کا شائبہ تک نہ تھا جس پر آپؐ کی ساری زندگی شاہد ناطق ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”اولیاء اللہ کی بھی ایسی ہی حالت ہوتی ہے کہ ان میں تکلفات نہیں ہوتے بلکہ وہ بہت ہی سادہ اور صاف دل لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے لباس اور دوسرے امور میں کسی قسم کی بناوٹ اور تصنع نہیں ہوتا مگر اس وقت اگر پیرزادوں اور مشائخوں کو دیکھا جاوے تو ان میں بڑے بڑے تکلفات پائے جاتے ہیں۔ ان کا کوئی قول اور فعل ایسا نہ پاؤ گے جو تکلف سے خالی ہو گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُمت محمدیہ ہی میں سے نہیں ہیں۔ ان کی کوئی اور ہی شریعت ہے۔ ان کی پوشاک دیکھو تو اس میں خاص قسم کا تکلف ہو گا۔ یہاں تک کہ لوگوں سے ملنے جلنے اور کلام میں بھی ایک تکلف ہوتا ہے۔ ان کی خاموشی محض تکلف سے ہوتی ہے۔ گویا ہر قسم کی تاثیرات کو وہ تکلف ہی سے وابستہ سمجھتے ہیں۔ برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے: وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (ص: ۸۷)۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۱۷)

بَاب ۳: اَلتَّشَمُّرُ فِي الثِّيَابِ

کپڑوں کو اوپر چڑھانا

۵۷۸۶: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا ۵۷۸۶: اسحاق (بن راہویہ) نے مجھ سے بیان

---

[1] اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

ابْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ ...فَرَأَيْتُ بِلَالًا جَاءَ بِعَنَزَةٍ فَرَكَزَهَا ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي حُلَّةٍ مُشَمِّرًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ إِلَى الْعَنَزَةِ[1] وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ وَرَاءِ الْعَنَزَةِ.

کیا کہ (نضر) بن شمیل نے ہمیں خبر دی کہ عمر بن ابی زائدہ نے ہمیں بتایا۔ عون بن ابی جحیفہ نے ہم سے بیان کیا۔ عون نے اپنے باپ حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے بلالؓ کو دیکھا کہ وہ ایک سُم دار چھڑی لائے اور اسے گاڑ دیا پھر نماز کی تکبیر کہی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ ایک جوڑا پہنے نکلے جسے آپؐ نے اوپر اٹھایا ہوا تھا۔ آپؐ نے اس چھڑی کی طرف منہ کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور میں نے دیکھا کہ لوگ اور جانور آپؐ کے سامنے سے اس چھڑی کے پرے سے گزرتے تھے۔

أطرافه: ۱۸۷، ۳۷۶، ۴۹۵، ۴۹۹، ۵۰۱، ۶۳۳، ۶۳۴، ۳۵۵۳، ۳۵۶۶، ۵۸۵۹۔

بَاب ٤ : مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ

جو (کپڑا) ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ آگ میں گیا

۵۷۸۷: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ.

۵۷۸۷: آدم (بن ابی ایاس) نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ سعید بن ابی سعید مقبری نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: تہ بند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ آگ میں گیا۔

---

[1] عَنَزَة: أَطْوَلُ مِنَ الْعَصَا وَأَقْصَرُ مِنَ الرُّمْحِ فِيهَا زُجٌّ۔ (ارشاد الساری جزء ۸ صفحہ ۴۱۸) عنزۃ لاٹھی سے لمبی اور نیزے سے چھوٹی ہوتی ہے اور اس میں اَنی لگی ہوتی ہے۔

بَاب ٥: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ

جس نے تکبر سے اپنے کپڑے کو گھسیٹا

٥٧٨٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا.

۵۷۸۸: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوزناد سے، ابوزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جس نے تکبر سے اپنے تہ بند کو گھسیٹا۔

٥٧٨٩: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ إِذْ خَسَفَ اللهُ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۵۷۸۹: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ محمد بن زیاد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا (کہا:) ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دفعہ ایک شخص نیا جوڑا پہن کر اتراتے ہوئے چلا جارہا تھا۔ اس نے اپنے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی کہ اتنے میں اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت کے دن تک زمین میں لڑھکتا ہوا چلا جارہا ہے۔

٥٧٩٠: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ

۵۷۹۰: سعید بن عفیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: لیث (بن سعد) نے مجھے بتایا۔ لیث نے کہا: عبدالرحمٰن بن خالد نے مجھے بتایا، عبدالرحمٰن نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سالم بن عبداللہ

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ إِذْ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَابَعَهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعَيْبٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

سے روایت کی کہ ان کے باپ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنا تہ بند گھسیٹتے ہوئے چلا جارہا تھا کہ اتنے میں اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اور وہ قیامت کے دن تک زمین میں لڑھکتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ (عبد الرحمٰن کی طرح) اس حدیث کو یونس (بن یزید) نے بھی زہری سے روایت کیا اور شعیب نے حضرت ابوہریرہؓ سے اس کو مرفوعاً روایت نہیں کیا۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ عَمِّهِ جَرِيرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَلَى بَابِ دَارِهِ فَقَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..نَحْوَهُ.

عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے مجھے بتایا کہ وہب بن جریر نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ ان کے باپ نے اپنے چچا جریر بن زید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ کے ساتھ ان کے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا اتنے میں وہ کہنے لگے کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح اس حدیث کو سنا۔

طرفه: ۳٤٨٥۔

۵۷۹۱: حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ لَقِيتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ عَلَى فَرَسٍ وَهُوَ يَأْتِي مَكَانَهُ الَّذِي يَقْضِي فِيهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي فَقَالَ

۵۷۹۱: مطر بن فضل (مروزی) نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ (بن سوار) نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں محارب بن دثار سے ملا۔ وہ گھوڑے پر سوار تھے اور وہ اس مکان کو آرہے تھے جس میں وہ فیصلے کیا کرتے

سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مَخِيلَةً لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقُلْتُ لِمُحَارِبٍ أَذَكَرَ إِزَارَهُ قَالَ مَا خَصَّ إِزَارًا وَلَا قَمِيصًا.

تھے تو میں نے ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا، کہنے لگے: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے کپڑے کو لٹکا کر تکبر کی وجہ سے گھسیٹا اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ میں نے محارب سے پوچھا: کیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے تہ بند کا ذکر کیا؟ انہوں نے کہا: آپؓ نے نہ تہ بند کی تخصیص کی اور نہ قمیص کی۔

تَابَعَهُ جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَزَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ يَعْنِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ. وَتَابَعَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَقُدَامَةُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ.

(محارب کی طرح) جبلہ بن سحیم، زید بن اسلم اور زید بن عبداللہ نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اور لیث نے بھی نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے اسی طرح نقل کیا۔ اور (لیث کی طرح) موسیٰ بن عقبہ اور عمر بن محمد اور قدامہ بن موسیٰ نے بھی سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اس میں یوں ہے جس نے اپنا کپڑا تکبر سے لٹکا کر گھسیٹا۔

أطرافه: ٣٦٦٥، ٥٧٨٣، ٥٧٨٤، ٦٠٦٢

تشریح: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ: جس نے تکبر سے اپنے کپڑے کو گھسیٹا۔ عرب کے لوگ اپنے تہہ بند کو زمین کے ساتھ گھسیٹ کر چلنے میں فخر محسوس کرتے تھے اور تکبر سے ایسا کیا کرتے تھے۔ باب نمبر ۲ تا ۵ میں ایسے لوگوں کے متعلق سخت وعید کا بیان ہے جو اپنے کپڑوں کو تکبر کی نیت سے گھسیٹتے ہیں اور اس میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''بعض لوگ شلواریں ۴۰، ۵۰ گز[1] کی پہنتے تھے۔ ایک زمانہ ہندوستان پر بھی ایسا آیا کہ لباس تفاخرانہ پہنتے اور موجودہ شلواروں یا پاجاموں کو بُرا جانتے تھے مگر رفتہ رفتہ فیشن اَور کا اَور ہوگیا۔ غرض ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی بڑائی اور نئی ایجاد کا طریقہ نکلتا رہا۔'' (مستورات سے خطاب، انوار العلوم جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر یک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں۔ شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا۔ جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کیلئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا۔'' (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۹۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اے کِرمِ خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضئ مولیٰ اِسی میں ہے

(براہینِ احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد ۲۱ صفحہ ۱۸)

بَاب ٦: الْإِزَارُ الْمُهَدَّبُ

حاشیہ دار تہ بند

وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ اور زہری اور ابو بکر بن محمد اور حمزہ بن ابی اسید

[1] سہو کتابت معلوم ہوتی ہے غالباً ۴، ۵ گز ہو گا۔

مُحَمَّدٍ وَحَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُمْ لَبِسُوا ثِيَابًا مُهَدَّبَةً.

اور معاویہ بن عبداللہ بن جعفر سے مذکور ہے کہ انہوں نے حاشیہ دار کپڑے پہنے۔

۵۷۹۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسَةٌ وَعِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَإِنَّهُ وَاللهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ جِلْبَابِهَا فَسَمِعَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ قَوْلَهَا وَهُوَ بِالْبَابِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَتْ فَقَالَ خَالِدٌ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَنْهَى هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا وَاللهِ مَا يَزِيدُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

۵۷۹۲: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ فرماتی ہیں: رفاعہ قرظیؓ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور میں بیٹھی ہوئی تھی اور حضرت ابو بکرؓ بھی آپؐ کے پاس تھے، کہنے لگی: یارسول اللہ! میں رفاعہؓ کے نکاح میں تھی اور اس نے مجھے طلاق دے دی اور میری طلاق کو قطعی قرار دیا۔ میں نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیرؓ سے نکاح کیا اور یارسول اللہ بات یہ ہے اللہ کی قسم اس کے ساتھ تو ایسا ہی ہے جیسے یہ حاشیہ اور اس نے اپنی اوڑھنی کا حاشیہ پکڑا۔ حضرت خالد بن سعید (بن عاصؓ) نے جو باہر دروازے پر کھڑے تھے ابھی ان کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی اس کی یہ بات سنی تو خالدؓ بولے۔ ابو بکرؓ کیا آپ اس عورت کو اس بات سے نہیں روکتے جو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھول کر بیان کر رہی ہے؟ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ فَصَارَ سُنَّةً بَعْدُه.

اور کچھ نہیں کہا آپؐ صرف مسکراتے ہی رہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا: شاید تم چاہتی ہو کہ رفاعہؓ کی طرف لوٹو۔ اس وقت تک نہیں کہ وہ تجھ سے مزہ نہ اٹھائے اور تو اس سے مزہ نہ اٹھائے، تو اس کے بعد یہی قاعدہ ہو گیا۔

أطرافُه: ٢٦٣٩، ٥٢٦٠، ٥٢٦١، ٥٢٦٥، ٥٣١٧، ٥٨٢٥، ٦٠٨٤۔

بَاب ٧: الْأَرْدِيَةُ

چادریں

وَقَالَ أَنَسٌ جَبَذَ أَعْرَابِيٌّ رِدَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور حضرت انسؓ نے کہا: ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر (پکڑ کر) کھینچی۔

٥٧٩٣: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ.. فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى بِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُمْ..

۵۷۹۳: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا کہ یونس نے ہمیں خبر دی۔ یونس نے زہری سے روایت کی (زہری نے کہا:) علی بن حسین نے مجھے خبر دی کہ حسین بن علی نے ان کو بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوائی اور اوڑھ لی۔ پھر پیدل چل پڑے اور میں اور زید بن حارثہؓ بھی آپؐ کے ساتھ ہو لئے۔ جب اس گھر میں پہنچے جس میں حمزہؓ تھے تو آپؐ نے اندر جانے کی اجازت مانگی اور انہوں نے ان سب کو اجازت دی۔

أطرافُه: ٢٠٨٩، ٢٣٧٥، ٣٠٩١، ٤٠٠٣۔

بَاب ۸: لُبْسُ الْقَمِيصِ

قمیص پہننا

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى حِكَايَةً عَنْ يُوسُفَ إِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا. (يوسف: ٩٤)

اور اللہ تعالیٰ کا حضرت یوسفؑ کا قول بیان کرتے ہوئے فرمانا یعنی میری یہ قمیص ساتھ لے جاؤ اور میرے باپ کے سامنے اسے ڈال دو، وہ سمجھ جائیں گے۔

٥٧٩٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ مَا هُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

۵۷۹۴: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! محرم کیا کپڑے پہنے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محرم نہ قمیص پہنے اور نہ پاجامہ اور نہ بارانی کوٹ اور نہ موزے سوائے اس کے کہ اسے جوتے نہ ملیں تو پھر وہ موزے پہن لے جو ٹخنوں سے نیچے تک ہوں۔

أطرافه: ١٣٤، ٣٦٦، ١٥٤٢، ١٨٣٨، ١٨٤٢، ٥٨٠٣، ٥٨٠٥، ٥٨٠٦، ٥٨٤٧، ٥٨٥٢۔

٥٧٩٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ قَبْرَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ وَوُضِعَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ

۵۷۹۵: عبداللہ بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے روایت کی۔ عمرو نے حضرت جابر بن عبداللہ (انصاری) رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے کہا: عبداللہ بن ابی کو قبر میں اتارا جا چکا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ نے

وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ فَاللهُ أَعْلَمُ.

اس کے متعلق حکم دیا اس کو نکالا گیا اور آپؐ کے گھٹنوں پر رکھ دیا گیا اور آپؐ نے اس پر اپنا لعاب لگایا اور اس کو اپنی قمیص پہنائی اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

أطرافه: ۱۲۷۰، ۱۳۵۰، ۳۰۰۸۔

۵۷۹۶: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَقَالَ لَهُ إِذَا فَرَغْتَ مِنْهُ فَآذِنَّا فَلَمَّا فَرَغَ آذَنَهُ بِهِ فَجَاءَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَجَذَبَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكَ اللهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ.

۵۷۹۶: صدقہ (بن فضل) نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبیداللہ (عمری) سے، عبیداللہ نے کہا: مجھے نافع نے بتایا، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب عبداللہ بن اُبَیّ فوت ہو گیا اس کا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ آپؐ مجھے اپنی قمیص دیں کہ میں اُس کو بطور کفن پہناؤں اور آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی قمیص دے دی اور فرمایا: جب تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جائیں تو ہمیں اطلاع کر دیں۔ جب وہ فارغ ہوا اس نے آپؐ کو اطلاع دی۔ آپؐ آئے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں تو حضرت عمرؓ نے آپؐ کو (دامن سے) کھینچا اور کہنے لگے: کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ نے آپؐ کو منافقوں کا نماز جنازہ پڑھنے سے روکا ہے؟

فَقَالَ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۚ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

آپؐ نے فرمایا: (اللہ نے فرمایا ہے:) تو ان کے لئے استغفار کرے یا ان کے لئے استغفار نہ

فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (التوبة: ۸۱) فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (التوبة: ۸۵) فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ.

کرے اگر تو ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کرے اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ان میں سے کسی پر بھی جو مر جائے کبھی جنازہ نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کبھی (دعا کے لیے) کھڑے ہو۔ تب آپؐ نے ان کا جنازہ پڑھنا چھوڑ دیا۔

أطرافه: ۱۲۶۹، ٤٦٧٠، ٤٦٧٢۔

تشریح: لُبْسُ الْقَمِيصِ: قمیص پہننا۔ زیر باب آیت اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا (یوسف: ۹۴) سے امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قمیص کا استعمال جدید نہیں بلکہ پرانا چلا آرہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی قمیص پہننا پسند فرماتے تھے جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ذکر ہے کہ كَانَ اَحَبَّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيْصُ[1] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں میں قمیص زیادہ پسند تھی۔ احادیث میں مذکور ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ کے کپڑے پسند تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ صاف بھی ہیں اور اچھے بھی، اور اپنے مُردوں کو بھی اس میں کفن دیا کرو۔[2] حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹی آستینوں اور کم لمبائی کی و قمیص پہنا کرتے تھے۔[3] حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین کلائی تک ہوا کرتی تھی۔[4]

بَاب ۹: جَيْبُ الْقَمِيصِ مِنْ عِنْدِ الصَّدْرِ وَغَيْرِهِ

سینے وغیرہ کے قریب قمیص میں گریبان رکھنا

۵۷۹۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ

۵۷۹۷: عبد اللہ بن محمد (مسندی) نے ہمیں بتایا کہ ابو عامر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن نافع نے ہمیں بتایا۔ ابراہیم نے حسن (بن مسلم) سے،

[1] (سنن ترمذی، ابواب اللباس، باب ما جاء فی القمص)
(سنن ابو داود، کتاب اللباس، باب ما جاء فی القمیص)
[2] (سنن النسائی، کتاب الزینة، باب الأمر بلبس البیض من الثیاب)
[3] (سنن ابن ماجه، کتاب اللباس، باب کُمّ القمیص کم یکون)
[4] (سنن الترمذی، أبواب اللباس، باب ما جاء فی القمص)

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتَّى تَغْشَى أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِإِصْبَعَيْهِ هَكَذَا فِي جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ. تَابَعَهُ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ. وَأَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ فِي الْجُبَّتَيْنِ. وَقَالَ حَنْظَلَةُ سَمِعْتُ طَاوُسًا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ جُبَّتَانِ. وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ جُنَّتَانِ.

حسن نے طاؤس سے، طاؤس نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال بیان کی جیسے دو شخص ہیں انہوں نے لوہے کے دو چوغے پہنے ہوئے ہیں جنہوں نے ان کے ہاتھوں کو ان کی چھاتی اور ہنسلی سے جکڑ رکھا ہے تو سخی جب کبھی خیرات کرتا ہے تو وہ چوغا اس پر کشادہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کو ڈھانپ لیتا ہے اور (اتنا لمبا ہو جاتا ہے کہ) اس کے پاؤں کے نشانوں کو پیچھے سے مٹاتا جاتا ہے اور بخیل جب کبھی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کرتہ اور بھی سکڑ جاتا ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر ہی چمٹ جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپؐ اپنے گریبان میں اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرماتے تھے: کاش تم اس کو دیکھو کہ وہ اس کو کشادہ کرتا ہے اور وہ کشادہ نہیں ہوتا۔ (حسن بن مسلم کی طرح) ابن طاؤس نے بھی اپنے باپ سے اس حدیث کو روایت کیا اور ابوزناد نے اعرج سے اس کو روایت کیا۔ اس میں بھی جُبَّتَان کا لفظ ہے اور حنظلہ (بن ابی سفیان) نے کہا: میں نے طاؤس سے سنا۔ (طاؤس نے کہا:) میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا وہ جُبَّتَان ہی کہتے تھے اور جعفر بن ربیعہ نے اعرج سے جُنَّتَانِ کا لفظ نقل کیا یعنی دو زرہیں۔

أطرافه: ١٤٤٣، ١٤٤٤، ٢٩١٧، ٥٢٩٩۔

بَاب ۱۰: مَنْ لَبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِي السَّفَرِ

سفر میں جس نے تنگ آستینوں کا چوغہ پہنا

۵۷۹۸: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الضُّحَى قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوقٌ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَأْمِيَّةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ بَدْنِهِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَّيْهِ.

۵۷۹۸: قیس بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا کہ اعمش نے ہم سے بیان کیا، اعمش نے کہا: ابوالضحیٰ نے مجھ سے بیان کیا، ابوالضحیٰ نے کہا مسروق نے مجھے بتایا، انہوں نے کہا: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی ضرورت کے لئے گئے۔ پھر واپس آئے تو میں پانی لے کر آپؐ سے ملا۔ آپؐ نے وضو کیا اور آپؐ شامی چوغہ پہنے ہوئے تھے۔ آپؐ نے کلی کی اور ناک میں پانی لیا اور اپنے منہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھوں کو آستینوں سے نکالنے لگے تو وہ تنگ تھیں آپؐ نے چوغے کے نیچے سے اپنے ہاتھوں کو نکالا اور ان کو دھویا اور اپنے سر اور موزوں پر مسح کیا۔

أطرافه: ۱۸۲، ۲۰۳، ۲۰۶، ۳۶۳، ۳۸۸، ۲۹۱۸، ۴۴۲۱، ۵۷۹۹۔

تشریح: مَنْ لَبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِي السَّفَرِ: سفر میں جس نے تنگ آستینوں کا چوغہ پہنا۔ امام بخاری جب کسی باب کو مَنْ سے شروع کرتے ہیں تو اس میں اس موضوع پر اٹھنے والے سوال کا جواب معین اشخاص کو مدنظر رکھتے ہوئے استدلال کی صورت میں روایتوں کے انتخاب اور ترتیب سے واضح کرتے ہیں۔ زیر باب روایات میں بھی یہی مقصد پیش نظر ہے۔ امام بخاری نے کتاب الجہاد میں عنوان باب الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ اور یہاں کتاب اللباس میں عنوان باب مَنْ لَبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِي السَّفَرِ قائم کیا ہے۔ ان عناوین سے امام بخاری نے یہ اشارہ کیا ہے کہ تنگ آستینوں والا جبہ پہننا سفری ضرورت کیلئے تھا اور کتاب الصلوٰۃ میں الصَّلَاةِ فِي الْجُبَّةِ الشَّامِيَّةِ کا باب قائم کیا ہے۔ اس سے یہ اشارہ کیا ہے کہ غیر ملکی لباس پہننا نہ صرف جائز ہے بلکہ اس

میں نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ غیر قوموں سے مرعوب ہو کر ان کی نقالی کی غلامانہ ذہنیت نہ ہو تو غیر قوموں اور غیر مسلموں کا بھی بنا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے اور ان معاملات میں ہر قسم کے Racism اور نسلی تعصب سے پاک ہو کر جو اچھی چیز یا لباس جس قوم یا ملک کا بھی ہو، استعمال کر لینا چاہیے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

"آج کل بھی لوگ کوٹ پتلون پہن کر نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بھی شامی جبہ وغیرہ میں نماز پڑھنا مکروہ سمجھا جاتا تھا، بوجہ اس کے کہ یہ رومیوں کا لباس تھا۔... یہ بتلایا گیا ہے کہ کفار کے ہاتھ سے بُنے ہوئے کپڑے پہننا بھی جائز ہے۔ اسلام روحِ تسامح کی تعلیم دیتا ہے نہ تعصب اور تنگ دلی کی اور اقوامِ عالم میں تعاون کی بنیاد مضبوط کرتا ہے۔"

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ فی الجبۃ الشامیۃ، جلد اوّل صفحہ ۴۶۸، ۴۶۹)

بَاب ١١ : لُبْسُ جُبَّةِ الصُّوفِ فِي الْغَزْوِ

لڑائی میں اون کا چوغہ پہننا

٥٧٩٩: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي سَفَرٍ فَقَالَ أَمَعَكَ مَاءٌ قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ الْإِدَاوَةَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا

۵۷۹۹: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عامر (شعبی) سے، عامر نے عروہ بن مغیرہ سے، عروہ نے اپنے باپ (حضرت مغیرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں ایک رات سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کچھ پانی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپؐ اپنی سواری سے اُترے اور اتنی دور چل کر گئے کہ میری نظر سے رات کی تاریکی میں پوشیدہ ہو گئے۔ پھر آپؐ آئے اور میں نے چھاگل سے پانی ڈالا اور آپؐ نے اپنے منہ اور اپنے ہاتھوں کو دھویا اور

مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

آپؐ ایک اون کا چوغہ پہنے ہوئے تھے آپؐ اپنے بازو آستینوں سے نہ نکال سکے۔ آخر چوغے کے نیچے سے اُن کو نکالا اور اپنے بازوؤں کو دھویا۔ پھر اپنے سر پر مسح کیا۔ پھر میں نیچے جھکا کہ آپؐ کے موزے اُتاروں۔ آپؐ نے فرمایا: انہیں رہنے دو کیونکہ میں نے اِن کو وضو کی حالت میں پہنا تھا اور آپؐ نے ان پر مسح کیا۔

أطرافُه: ۱۸۲، ۲۰۳، ۲۰۶، ۳۶۳، ۳۸۸، ۲۹۱۸، ۴۴۲۱، ۵۷۹۸۔

تشریح: لُبْسُ جُبَّةِ الصُّوفِ فِي الْغَزْوِ: لڑائی میں اُون کا چوغہ پہننا۔ باب نمبر ۱۰ اور ۱۱ میں ایک ہی روایت دو الگ الگ عناوینِ باب کے تحت آئی ہے نیز دونوں ابواب میں یہ حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے ہی مروی ہے۔ اس روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس لباس کا ذکر ہے اُسے باب ۱۰ کی روایت نمبر ۵۷۹۸ میں جُبَّةٌ شَأْمِيَّةٌ کہا گیا ہے یعنی شامی چوغہ۔ اور باب ۱۱ کی روایت نمبر ۵۷۹۹ میں جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ یعنی اُون کا چوغہ کہا گیا ہے۔ ان متفرق روایات میں لباس کے ناموں میں تفاوت کسی غلطی کی بناء پر نہیں۔ دراصل یہ شامی چوغہ ہی تھا جو کہ اُون کا بنا ہوا تھا۔ اس لیے دوسری روایت میں اسے اُونی چوغہ کہا گیا ہے۔ بعض روایات میں اس کا نام رومی چوغہ بھی آیا ہے۔[1] اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس زمانہ میں شام سلطنتِ روم کا ہی ایک حصہ تھا۔ اس لیے یہ تینوں نام ہی درست ہیں۔[2]

علامہ ابن بطال نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے عنوان باب کے ان الفاظ سے امام مالک وغیرہ کی ان روایات کا رد کیا ہے جن میں اون کے کپڑے پہننا مکروہ قرار دیا گیا ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ اونی کپڑے زاہد کہلانے کیلئے پہنے جاتے تھے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۳۱)

بَاب ۱۲: الْقَبَاءُ وَفَرُّوجُ حَرِيرٍ وَهُوَ الْقَبَاءُ

قباء اور ریشمی فروج اور یہ بھی قباء ہی ہوتی ہے

وَيُقَالُ هُوَ الَّذِي لَهُ شَقٌّ مِنْ خَلْفِهِ.

اور کہا جاتا ہے کہ یہ وہ قباء ہے جس میں پیچھے چاک ہوتا ہے۔

۵۸۰۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ

۵۸۰۰: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ

---

[1] (سنن الترمذی، ابواب اللباس، بَابُ ما جاء فی لبس الجبة والخفین)

[2] (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ، جزء ۳ صفحہ ۱۶۳)

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ.

لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے، انہوں نے حضرت مسوَر بن مخرمہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند قبائیں تقسیم کیں اور حضرت مخرمہؓ کو کوئی نہ دی۔ حضرت مخرمہؓ نے کہا: بیٹا آؤ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں۔ میں ان کے ساتھ گیا، کہنے لگے: اندر جاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاس بلا لاؤ۔ کہتے تھے: میں نے مخرمہؓ کا نام لے کر کہا کہ وہ آپؐ کو بلاتے ہیں۔ آپؐ ان کے پاس باہر آئے اور آپؐ نے ان میں سے ایک قباء پہنی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے یہ قباء تمہارے لئے چھپا رکھی تھی۔ حضرت مسورؓ کہتے تھے۔ حضرت مخرمہؓ نے اس کو دیکھا اور کہا: مخرمہؓ خوش ہو گیا۔

أطرافه: ۲۵۹۹، ۲۶۵۷، ۳۱۲۷، ۵۸۶۲، ۶۱۳۲۔

۵۸۰۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوجُ حَرِيرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ.

۵۸۰۱: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے، یزید نے ابوالخیر (مرثد) سے، ابوالخیر نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی قباء ہدیہ بھیجی گئی اور آپؐ نے اس کو پہنا۔ پھر اس میں نماز پڑھی۔ پھر نماز سے فارغ ہوئے اور اسے ایسے زور سے کھینچ کر اُتارا جیسے کوئی اسے ناپسند کرتا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: یہ متقیوں

تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ عَنِ اللَّيْثِ وَقَالَ غَيْرُهُ فَرُّوجٌ حَرِيْرٌ.

کے لائق نہیں۔ (قتیبہ کی طرح اس حدیث کو) عبداللہ بن یوسف نے بھی لیث سے روایت کیا اور ان کے سوا اور راویوں نے اس لفظ کو یوں نقل کیا: فَرُّوجٌ حَرِيْرٌ۔

طرفہ: ۳۷۵۔

تشریح: اَلْقَبَاءُ وَفَرُّوْجُ حَرِيرٍ: قباء اور ریشمی فروج۔ امام بخاریؒ کے نزدیک فروج ایسی قباء ہے جس کے پیچھے چاک ہو۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں: ابنِ فارس کے نزدیک چھوٹے بچے کی قمیص کو فروج کہتے ہیں۔ قرطبی کہتے ہیں قباء اور فروج دونوں تنگ آستینوں والے لباس ہیں جن کے پیچھے وسط میں چاک ہوتا ہے۔ جو سفر اور جنگ میں پہنی جاتی ہیں کیونکہ اِن میں حرکت کرنا آسان ہوتا ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۳۲)

علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں کہ یہ ریشمی قباء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دومۃ الجندل کے رئیس اُکیدر بن عبد الملک نے بطور ہدیہ بھجوائی تھی اور یہ واقعہ ریشم کی مناہی سے پہلے کا ہے۔ علامہ نووی کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے یہی ریشم کی پہلی مناہی اور حرمت ہو جب آپؐ نے اس قباء کو اپنے اوپر سے اُتار کھینچا ہو۔ نیز حضرت جابرؓ کی حدیث میں بھی جو مسلم میں آئی ہے، کہا گیا ہے کہ آپؐ نے ایک ریشمی قباء میں نماز پڑھائی پھر اُسے کھینچ کر اُتار دیا اور فرمایا مجھے جبریلؑ نے اس سے منع فرما دیا ہے۔[1] (عمدۃ القاری، جزء ۴ صفحہ ۹۷، ۹۸)

فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ: فرمایا کہ مخرمہ اب خوش ہو گیا ہے۔ قَالَ کا فاعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ داودی نے کہا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں قَالَ کا فاعل حضرت مخرمہؓ ہیں یعنی مخرمہؓ اپنا نام لے کر کہنے لگے کہ مخرمہؓ خوش ہو گیا۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۳۳)

بَاب ۱۳ : اَلْبَرَانِسُ

ٹوپی والے کوٹ

۵۸۰۲: وَقَالَ لِي مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ رَأَيْتُ عَلَى أَنَسٍ بُرْنُسًا أَصْفَرَ مِنْ خَزٍّ.

۵۸۰۲: اور مسدّد نے مجھ سے بیان کیا کہ معتمر نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انسؓ کو ایک زرد رنگ کا ٹوپی والا ریشمی کوٹ پہنے ہوئے دیکھا۔

---

[1] (صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم لبس الحریر وغیر ذلك للرجال)

۵۸۰۳: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا الْوَرْسُ.

۵۸۰۳: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ مالک نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی۔ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! مُحرم کیا کپڑے پہنے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قمیص نہ پہنو اور نہ پگڑیاں اور نہ پاجامے اور نہ ٹوپی والے کوٹ اور نہ ہی موزے مگر جس کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو وہ موزے ہی پہن لے اور ان کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ دے اور نہ ہی کوئی ایسے کپڑے پہنے جن کو زعفران یا ورس لگا ہو۔

أطرافه: ۱۳٤، ۳٦٦، ۱۵٤۲، ۱۸۳۸، ۱۸٤۲، ۵۷۹٤، ۵۸۰۵، ۵۸۰٦، ۵۸٤۷، ۵۸۵۲۔

تشریح: الْبَرَانِسُ: ہر وہ کپڑا جس میں ٹوپی لگی ہو۔ جبہ ہو یا قمیص یا بارانی کوٹ وغیرہ۔ كَانَ لَهُ بُرْنُسٌ يَتَبَرْنَسُ بِهِ۔[1] کہ آنحضرتؐ کا ایک ٹوپی والا کوٹ تھا آپ اس کو زیب تن فرماتے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کنٹوپ عیسائیوں کا لباس ہے اس لیے اس کا پہننا منع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کو کنٹوپ پہننے سے منع فرمایا ہے جس سے اشارۃ النص کے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ غیر محرم کیلئے کنٹوپ کا پہننا منع نہیں ہے۔

بَاب ١٤: السَّرَاوِيلُ

پاجامے

۵۸۰٤: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا

۵۸۰۴: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے جابر بن زید سے، جابر نے حضرت ابن عباسؓ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ

[1] (الکافی للکلینی، الفروع من الکافی، کتاب الزی والتجمل والمروءۃ، باب القلانس، جزء ٦ صفحہ ٦٦٠)

فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ.

أطرافه: ١٧٤٠، ١٨٤١، ١٨٤٣، ٥٨٥٣۔

علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جسے تہ بند نہ ملے تو وہ پاجامہ پہن لے اور جس کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے۔

٥٨٠٥: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ إِذَا أَحْرَمْنَا قَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَالسَّرَاوِيلَ وَالْعَمَائِمَ وَالْبَرَانِسَ وَالْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ.

أطرافه: ١٣٤، ٣٦٦، ١٥٤٢، ١٨٣٨، ١٨٤٢، ٥٧٩٤، ٥٨٠٣، ٥٨٠٦، ٥٨٤٧، ٥٨٥٢۔

۵۸۰۵: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص کھڑا ہوا، کہنے لگا: یارسول اللہ! جب ہم احرام باندھیں تو آپؐ ہمیں کیا پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: قمیص، پاجامے، پگڑیاں، ٹوپی والے کوٹ اور موزے نہ پہنو۔ مگر یہ کہ کوئی ایسا شخص ہو جس کے پاس جوتیاں نہیں تو وہ موزے پہن لے جو ٹخنوں سے نیچے تک ہوں اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جسے زعفران یا ورس لگی ہو۔

تشریح: السَّرَاوِيلُ: پاجامے۔ سراویل پاجامے کو کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عام رواج تہہ بند کا تھا تاہم آپؐ کا سراویل خریدنا ثابت ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۳۶)

علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ آپؐ کے سراویل خریدنے سے ظاہر ہے کہ آپ نے پہننے کیلئے خریدا ہوگا۔ اس کی تائید طبرانی کی ایک روایت سے ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: دَخَلْتُ يَوْمًا السُّوقَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ إِلَى الْبَزَّازِينَ، فَاشْتَرَى سَرَاوِيلَ بِأَرْبَعَةِ دَرَاهِمَ... قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنَّكَ لَتَلْبَسُ السَّرَاوِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ وَبِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَفِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ فَإِنِّي أُمِرْتُ بِالسِّتْرِ فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا أَسْتَرَ مِنْهُ[1] میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دن بازار گیا۔ آپؐ کپڑا بیچنے والوں کے پاس بیٹھے اور چار درہم کے عوض ایک پاجامہ خریدا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ پاجامہ پہنیں گے؟ فرمایا: ہاں رات کو بھی اور دن کو بھی، سفر میں بھی، حضر میں بھی، کیونکہ مجھے ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے اور میں اس سے زیادہ ستر پوشی والا لباس نہیں پاتا۔

[1] (المعجم الأوسط للطبرانی، من اسمه محمد، جزء ٦ صفحہ ٣٤٩، ٣٥٠، نمبر ٦٥٩٤)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہ بند بھی باندھا کرتے تھے اور سراویل بھی خریدنا آپؐ کا ثابت ہے جسے ہم پاجامہ یا تبنی کہتے ہیں ان میں سے جو چاہے پہنے۔ علاوہ ازیں ٹوپی، کُرتہ، چادر اور پگڑی بھی آپؐ کی عادتِ مبارک تھی۔ جو چاہے پہنے کوئی حرج نہیں۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۴۶)

بَاب ۱۵ : الْعَمَائِمُ

پگڑیاں (پہننا)

۵۸۰۶: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدْ النَّعْلَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْهُمَا فَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

۵۸۰۶: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے زہری سے سنا۔ زہری نے کہا: مجھے سالم نے بتایا، سالم نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: مُحرم نہ قمیص پہنے اور نہ پگڑی اور نہ پاجامہ نہ ٹوپی والا کوٹ اور نہ ہی کوئی ایسا کپڑا جسے زعفران یا ورس لگی ہو اور نہ ہی موزے مگر جس کے پاس جوتیاں نہیں اس کو اجازت ہے کہ اگر وہ ان کو نہ پائے تو ٹخنوں سے نیچے تک ان کو کاٹ لے۔

أطرافُه: ۱۳٤، ۳٦٦، ۱٥٤۲، ۱۸۳۸، ۱۸٤۲، ٥۷۹٤، ٥۸۰۳، ٥۸۰٥، ٥۸٤۷، ٥۸٥۲۔

تشریح: الْعَمَائِمُ: پگڑیاں (پہننا)۔ امام طبرانی نے معجم الکبیر اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعْتَمُّوا تَزْدَادُوْا حِلْمًا وَالْعَمَائِمُ تِيجَانُ الْعَرَبِ[1] کہ پگڑی پہنو تمہارے وقار میں اضافہ ہو گا اور پگڑیاں عربوں کی شان ہیں۔ روایات

[1] (شعب الایمان، الملابس والزی والاوانی وما یکرہ منہا، فصل فی العمائم، جزء ۸ صفحہ ۲۹۴)

میں پگڑی کے دو شملوں کا ذکر ہے۔ حضرت عمرو بن حریثؓ بیان کرتے ہیں کہ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ [1] یعنی وہ منظر میرے سامنے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر ہیں اور سیاہ عمامہ پہنے ہوئے ہیں اور آپؐ نے اس کے دونوں شملے کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے ہیں۔ طبرانی اور بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَحَبَّ الْأَلْوَانِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُضْرَةُ [2] ہم بیان کیا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز رنگ بہت پیارا لگتا تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ مجھ سے چوہدری غلام محمد صاحب بی اے نے بیان کیا کہ

"جب میں ۱۹۰۵ء میں قادیان آیا تو حضرت صاحب نے سبز پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ مجھے یہ دیکھ کر کچھ گراں گذرا کہ مسیح موعودؑ کو رنگدار پگڑی سے کیا کام۔ پھر میں نے مقدمہ ابن خلدون میں پڑھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سبز لباس میں ہوتے تھے تو آپؐ کو وحی زیادہ ہوتی تھی۔" (سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ ۹۹)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ

"حضرت مسیح موعودؑ عام طور پر سفید ململ کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی۔ پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ ۶۰)

بَاب ١٦ : التَّقَنُّعُ

سر پر کپڑا ڈال کر منہ کو ڈھانپنا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ — اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے اور آپؐ نے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی

(المعجم الكبير للطبرانی، باب الألف، باب ما جاء فی لبس العمائم والدعاء وغير ذلك)

[1] (صحیح مسلم، كِتَابُ الْحَجِّ، بَابُ جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ)

[2] (شعب الايمان، الملابس والزی والاوانی وما یکرہ منها، فصل فی الوان الثیاب، جزء ۸ صفحہ ۳۴۲)
(المعجم الأوسط للطبرانی، باب المیم، من اسمه محمد، جزء ۶ صفحہ ۳۹)

دَسْمَاءُ. قَالَ أَنَسٌ وَعَصَبَ [1] النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ.

جس میں چکنائی لگی ہوئی تھی اور حضرت انسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر چادر کا کنارہ لپیٹا ہوا تھا۔

۵۸۰۷: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ هَاجَرَ إِلَى الْحَبَشَةِ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَوَ تَرْجُوهُ بِأَبِي أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصُحْبَتِهِ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

۵۸۰۷: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے زہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: حبشہ کی طرف کچھ مسلمان ہجرت کر گئے تھے اور حضرت ابو بکرؓ نے بھی ہجرت کرنے کے لئے تیاری کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر جاؤ کیونکہ میں بھی امید رکھتا ہوں کہ مجھے اجازت مل جائے گی۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ کیا آپؐ بھی امید رکھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ اس لئے حضرت ابو بکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنے آپ کو روکے رکھا کہ آپؐ کے ساتھ ہی جائیں اور دو اونٹنیوں کو جو اُن کے پاس تھیں چار ماہ تک ببول کے پتے کھلاتے رہے۔

قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ فَقَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ هَذَا

عروہ نے کہا: حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: ایک دن ہم عین دوپہر کے وقت اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک کہنے والے نے حضرت ابو بکرؓ

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں وَقَالَ أَنَسٌ عَصَبَ ہے (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۳۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فِدًا لَكَ بِأَبِي وَأُمِّي وَاللهِ إِنْ جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ حِينَ دَخَلَ لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ قَالَ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَالَ فَالصُّحْبَةُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَأَوْكَأَتْ بِهِ الْجِرَابَ وَلِذَلِكَ كَانَتْ تُسَمَّى ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ.

سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر منہ ڈھانکے ہوئے اس وقت چلے آرہے ہیں کہ آپؐ اس وقت عموماً ہمارے پاس آیا نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ اللہ کی قسم آپؐ اس وقت کسی ضروری کام کے لئے ہی آئے ہیں۔ نبی ﷺ آ پہنچے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو اجازت دی۔ آپؐ اندر آئے۔ حضرت ابوبکرؓ سے فرمانے لگے: جو لوگ آپ کے پاس ہیں انہیں باہر بھیج دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یہ آپؐ ہی کے گھر والے ہیں یارسول اللہ میرا باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے تو (یہاں سے) نکلنے کی اجازت مل گئی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یارسول اللہ میرا باپ آپؐ پر قربان، اکٹھے ہی جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یارسول اللہ! میرا باپ آپؐ پر قربان آپؐ میری ان دو سواریوں میں سے ایک لے لیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: قیمتاً۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی تھیں: ہم نے ان دونوں کے لیے سفر کا سامان جو جلدی سے جلدی تیار ہو سکتا تھا تیار کر لیا۔ ہم نے ان کا زاد راہ ایک تھیلے میں رکھ دیا۔ اسماءؓ بنت ابی بکرؓ نے اپنے کمر بند سے ایک ٹکڑا پھاڑ کر اس سے تھیلے کو باندھ دیا۔ اسی لئے ان کو ذات النطاقین کہا جاتا تھا۔

ثُمَّ لَحِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ ثَوْرٌ فَمَكُثَ فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ لَقِنٌ ثَقِفٌ فَيَرْحَلُ مِنْ عِنْدِهِمَا سَحَرًا فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلِهِمَا حَتَّى يَنْعِقَ بِهِمَا[1] عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذَلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ.

پھر نبی ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ پہاڑ کی ایک غار میں جا پہنچے جسے ثور کہا جاتا تھا اور اس میں تین راتیں ٹھہرے رہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ ان دونوں کے پاس جا کر رات رہتے اور وہ جوان، ہوشیار، ذہین وفہیم لڑکے تھے اور سحری کے وقت ہی ان کے پاس سے چلے آتے اور صبح کو مکہ میں قریش کے ساتھ ہوتے جیسے کہ وہیں رات رہے ہیں تو وہ جو تدبیر بھی سنتے جوان دونوں کے متعلق کی جاتی تو وہ اس کو اچھی طرح یاد رکھتے اور جب اندھیرا چھا جاتا تو وہ آکر ان کو اس تدبیر کی اطلاع دیتے۔ اور حضرت ابو بکرؓ کے غلام عامر بن فہیرہؓ ان کے پاس اپنی بکریوں میں سے دودھ والی بکری چراتے ہوئے لے جاتے جب عشاء سے کچھ گھڑی گزر جاتی تو وہ اس کو ان کے پاس لے آتے اور وہ اس کا تازہ دودھ پی کر رات گزارتے پھر ابھی رات کا اندھیرا ہی ہوتا کہ عامر بن فہیرہؓ ان کو ہُش ہُش کرتے ہوئے لے آتے۔ وہ ان تین راتوں میں ہر روز ایسا ہی کرتے تھے۔

أطرافه: ٤٧٦، ٢١٣٨، ٢٢٦٣، ٢٢٦٤، ٢٢٩٧، ٣٩٠٥، ٤٠٩٣، ٦٠٧٩۔

تشریح: التَّقَنُّعُ: سر پر کپڑا ڈال کر منہ کو ڈھانپنا۔ دوپہر کے وقت کسی کے گھر جانا آنحضرت ﷺ کا معمول نہیں تھا۔ ہجرت کے نازک موقع پر آپؐ اپنی نقل و حرکت (movement) کو اخفاء میں رکھنا چاہتے تھے اور اپنی حکمت عملی کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے بھی آپؐ اپنا سر منہ ڈھانک کر نکلے۔

امام بخاری کتاب اللباس کی نسبت سے سر ڈھانکنے کی ضرورت اور جواز کے بیان کے ساتھ زیر باب دو تعلیقات لائے ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر پر کپڑا لپیٹنے کا ذکر ہے۔ پہلی تعلیق حضرت ابن عباسؓ سے

[1] عمدۃ القاری میں اس جگہ یہاں ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۱ صفحہ ۳۰۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

مروی ہے کہ آپؐ گھر سے نکلے آپؐ نے سر پر سیاہ پٹی باندھی ہوئی تھی۔ دَمَّمَاء سیاہ کپڑے کے علاوہ اس پٹی کو بھی کہتے ہیں جو چکنائی لگنے کی وجہ سے سیاہ دکھائی دے۔ دوسری تعلیق میں حضرت انسؓ کا قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر پر چادر کا کنارہ باندھا تھا۔ اس سے سر پر کپڑا باندھنے کی مختلف وجوہات کا بیان کرنا مقصود ہے کہ سردی، گرمی، بیماری یا کسی اور حکمت عملی کے ماتحت سر پر کپڑا باندھنا آپؐ سے ثابت ہے۔

...وَلِذٰلِكَ كَانَتْ تُسَمَّى ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ: اسی لئے ان کو ذات النطاقین کہا جاتا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ کیا اُس وقت بھی آپ کی ہجرت میں ایک عورت نے خاص طور پر حصہ لیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مکہ سے روانگی کے وقت آخری کھانا حضرت عائشہؓ کی بڑی بہن اسماء نے بنایا اُس زمانے میں کپڑے بہت کم ہوتے تھے عورتوں کے پاس ایک ہی بڑی سی چادر ہوتی تھی جس کو وہ ساڑھی کی طرح اپنے اِرد گرد لپیٹ لیتی تھیں بہت سے مردوں کو ایسی چادر بھی نہیں ملتی تھی وہ صرف تہہ بند ہی باندھتے تھے حضرت اسماء جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا باندھنے لگیں تو انہیں کوئی کپڑا نہ ملا انہوں نے اپنی ساڑھی سے ہی ایک ٹکڑا پھاڑ کر اس میں کھانا باندھا اور ساڑھی کے پھٹ جانے کی وجہ سے جہاں سے کپڑا پھاڑا تھا وہاں دو ٹکڑے ہوگئے وہ ایک ٹکڑے کو کمر کے گرد لپیٹ لیا کرتی تھیں اس وجہ سے ان کا نام ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ پڑ گیا۔ عام طور پر ایسی پھٹی ہوئی ساڑھی لونڈیاں باندھتی تھیں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک موقع پر عبداللہ بن زبیر کو کسی شخص نے کہا کہ وہ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ کے بیٹے ہیں یعنی ایک لونڈی کے۔ ایک صحابیؓ نے جب یہ سنا تو اُس نے کہا تمہیں یہ طعنہ دیتے ہوئے خیال نہیں آیا کہ اس کی ماں کو ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ کیوں کہا جاتا تھا؟ جس لباس کے نام کی وجہ سے تم اسے لونڈی کا طعنہ دیتے ہو اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی ساڑھی کا ایک ٹکڑا پھاڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا باندھا تھا۔ پس یہ طعنہ نہیں یہ اس کی ماں کی فضیلت کی دلیل ہے۔"

(فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین، انوار العلوم جلد ۱۸ صفحہ ۳۹۸، ۳۹۹)

بَاب ۱۷ : الْمِغْفَرُ

خود (پہننا)

۵۸۰۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ.

۵۸۰۸: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فتح کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر خود پہنے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے۔

أطرافه: ۱۸٤٦، ۳۰٤٤، ٤۲۸٦۔

تشریح: الْمِغْفَرُ: خود (پہننا)۔ زیر باب حدیث میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے وقت مکہ میں داخل ہوئے آپؐ کے سر پر مِغفر یعنی لوہے کا خود تھا۔ جبکہ حضرت جابرؓ کی روایت میں یہ ذکر ہے کہ اس وقت آپؐ نے سر پر سیاہ عمامہ پہنا ہوا تھا۔[1] ان دو روایات میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے کہ آپؐ نے اس موقع پر خود (لوہے کی ٹوپی) پہنا تھا یا سیاہ پگڑی۔ مِغفر کے معنوں میں علامہ کرمانی نے لکھا ہے کہ مِغفر لوہے کی زرہ ہے جو سر کے سائز کے مطابق تیار کی جاتی ہے، اور اسے ٹوپی کے نیچے پہنا جاتا ہے۔[2] ان معنوں سے ان احادیث میں تطبیق کی گئی ہے کہ آپؐ نے عمامہ کے نیچے لوہے کی زرہ پہنی ہو گی۔ علامہ داوودی نے کہا ہے یہ ایسی زرہ ہے جس سے سر اور کندھوں کو ڈھانپا جاتا ہے۔ علامہ ابن بطال کہتے ہیں مِغفر لوہے کی ٹوپی ہے یہ جنگی آلات میں سے۔ ابن الاثیر نے کہا یہ جالی دار بنی ہوئی زرہ ہوتی ہے زرہ پہننے والا اسے اپنے سر پر پہنتا ہے۔

(عمدۃ القاری جزء ۲۱ صفحہ ۳۱۰، ۳۱۱)

بَاب ۱۸ : الْبُرُودُ وَالْحِبَرُ وَالشَّمْلَةُ

چادریں، یمنی چادریں اور عام اوڑھنے والی چادریں

وَقَالَ خَبَّابٌ شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ

اور حضرت خباب (بن ارتؓ) نے کہا: ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی (کہ مشرک

---

[1] (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام)

[2] (الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری، جزء ۲۱ صفحہ ۶۸)

بُرْدَةً لَهُ.

ہمیں سخت تکلیف دیتے ہیں) اور آپؐ اس وقت اپنی ایک چادر پر ٹیک لگا کر لیٹے ہوئے تھے۔

٥٨٠٩: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ.

۵۸۰۹: اسماعیل بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا، کہا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، اسحاق نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپؐ نجران کی چادر پہنے ہوئے تھے جس کا حاشیہ موٹا تھا اتنے میں ایک اعرابی آپؐ سے ملا اور اُس نے آپؐ کی چادر پکڑ کر زور سے کھینچا۔ یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گردن کے اس حصے کو دیکھا جو کندھے کی طرف ہوتی ہے اس کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے اس چادر کے حاشیہ نے نشان ڈال دیا تھا۔ (کھینچ کر) کہنے لگا: محمدؐ! مجھے اللہ کے اس مال سے دینے کیلئے حکم دو جو تمہارے پاس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مڑ کر دیکھا اور آپؐ ہنس پڑے پھر آپؐ نے اس کو کچھ دینے کا حکم دیا۔

أطرافه: ٣١٤٩، ٦٠٨٨۔

٥٨١٠: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ سَهْلٌ هَلْ

۵۸۱۰: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحازم (سلمہ بن دینار) سے، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعدؓ (ساعدی) سے روایت کی۔ انہوں

تَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ قَالَ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي نَسَجْتُ هَذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا لَإِزَارُهُ فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اكْسُنِيهَا قَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ مَا شَاءَ اللهُ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللهِ مَا سَأَلْتُهَا إِلَّا لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ.

نے کہا: ایک عورت ایک چادر لائی۔ حضرت سہلؓ نے ابو حازم سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ چادر کیسی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں وہ ایک اوڑھنے کی چادر تھی جس کے کناروں پر حاشیہ بُنا ہوا تھا۔ وہ عورت کہنے لگی: یا رسول اللہ! میں نے یہ اپنے ہاتھ سے بُنی ہے تاکہ میں اسے آپ کو پہناؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لے لیا آپؐ کو اس کی ضرورت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر آئے اور وہی چادر آپؐ کا تہ بند تھی۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے ہاتھ لگا کر دیکھا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! یہ مجھے پہننے کے لئے دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ پھر جتنی دیر اللہ نے چاہا آپؐ مجلس میں بیٹھے رہے۔ پھر آپؐ واپس گئے اور تہ کر کے اس کو بھیج دی، لوگوں نے اسے کہا: تم نے اچھا نہیں کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر مانگی اور تم جانتے تھے کہ آپؐ کسی سائل کو رد نہیں کرتے۔ وہ شخص بولا: اللہ کی قسم! میں نے تو اس کو محض اس لئے مانگا ہے کہ یہ جس دن میری وفات ہو، یہ میرا کفن ہو۔ حضرت سہلؓ کہتے تھے: پھر وہ چادر اس کا کفن ہوئی۔

أطرافه: ۱۲۷۷، ۲۰۹۳، ۶۰۳۶۔

۵۸۱۱: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

۵۸۱۱: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ انہوں نے کہا: مجھ سے

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ فَقَامَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ قَالَ ادْعُ اللهَ لِي يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ لِي أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكَ عُكَاشَةُ.

طرفه: ٦٥٤٢۔

سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ فرماتے تھے: میری امت میں سے ستر ہزار لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محصن اسدیؓ اپنی چادر اٹھاتے ہوئے کھڑے ہوئے، کہنے لگے: یارسول اللہ! میرے لئے بھی دعا کریں کہ وہ مجھے ان میں شامل کر دے۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! اس کو بھی انہی میں سے کر دے۔ پھر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا، کہنے لگا: میرے لیے بھی دعا کریں کہ وہ مجھے بھی اُن میں شامل کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عکاشہؓ تم پر سبقت لے گیا۔

٥٨١٢: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَيُّ الثِّيَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحِبَرَةُ.

طرفه: ٥٨١٣۔

۵۸۱۲: عمرو بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سے کپڑے بہت پسند تھے؟ انہوں نے کہا: یمنی چادر۔

٥٨١٣: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

۵۸۱۳: عبداللہ بن ابی الاسود نے مجھے بتایا کہ معاذ (دستوائی) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا، ان کے باپ نے قتادہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ.

سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: کپڑوں میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنی چادر پہننا بہت پسند تھی۔

طرفہ: ۵۸۱۲۔

۵۸۱٤: حَدَّثَنِي أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ.

۵۸۱۴: ابوالیمان نے مجھ سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو ایک یمنی چادر آپؐ پر ڈال دی گئی۔

تشریح: الْبُرُودُ وَالْحِبَرُ وَالشَّمْلَةُ: چادریں، یمنی چادریں اور عام اوڑھنے والی چادریں۔ الْبُرُودُ بردہ کی جمع ہے یہ مربع صورت کی سیاہ رنگ کی چادر تھی۔ علامہ ابن بطال نے کہا ہے یہ یمن کی سوتی چادریں ہیں۔ زیر باب روایت میں بردہ نجرانی کا ذکر ہے اس میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ نجران بھی یمن کا ایک شہر ہے وہاں یہ چادریں بنتی تھیں اس لیے بردہ نجرانی یعنی نجرانی چادر کہا گیا ہے۔ الْحِبَرُ یمنی چادر کو کہتے ہیں۔ علامہ ہروی نے کہا ہے حبرہ وہ چادر ہے جس کے کنارے پر دھاریاں ہوں۔ الشَّمْلَةُ: جوہری کہتے ہیں یہ وہ چادر ہے جو بطور لحاف استعمال ہوتی تھی۔ علامہ داؤدی کہتے ہیں یہ بُرْدَةٌ ہی ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۱ صفحہ ۳۱۱)

زیر باب چھ روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور خلق عظیم کے شہ پارے بیان کیے گئے ہیں۔ روایت نمبر ۵۸۰۹ میں آپؐ کے تحمل، برداشت اور وسعت حوصلہ کا بیان ہے۔ ایک اُجڈ جاہل کی ظالمانہ حرکت پر آپؐ کا عفو و درگزر ترقی کرتے ہوئے جود و سخا کے اس معراج کو پہنچتا دکھائی دیتا ہے جہاں انسانی شرف بشریت کی حد کمال کو پہنچتا ہے۔ روایت نمبر ۵۸۱۰ میں ایثار، قربانی اور اپنے خدام کی دل جوئی اور ذرہ نوازی کا نہایت لطیف پہلو پیش کیا گیا ہے اور صحابہ کا آپؐ کے متبرک کپڑوں کو اپنی مغفرت اور بلندی درجات کا ذریعہ سمجھنا آپؐ پر ان کے ایمان و ایقان کا زندہ نشان ہے۔

... وَإِنَّهَا لَإِزَارُهُ فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اكْسُنِيهَا: آپؐ ہمارے پاس باہر آئے اور وہی چادر آپؐ کا تہ بند تھی۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے ہاتھ لگا کر دیکھا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! یہ مجھے پہننے کے لئے دیجئے۔ روایت نمبر ۵۸۱۰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایثار اور قربانی کا ایسا واقعہ بیان ہوا ہے جس میں آپؐ کی اپنے صحابہ سے محبت اور شفقت کا نہایت لطیف نظارہ پیش کیا گیا ہے جو عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ کی عملی تصویر ہے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے مقابلہ میں ایک ایسے پہاڑ کی حیثیت رکھتے تھے جس سے ٹکرا کر انسان کا سر پاش پاش ہو جاتا ہے مگر پہاڑ اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا وہاں اپنے ماننے والوں کے متعلق آپ کے دل میں اِس قدر محبت اور پیار کے جذبات پائے جاتے تھے کہ احادیث میں لکھا ہے ایک دفعہ ایک مخلص عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خوبصورت چادر پیش کی جو اس نے اپنے ہاتھ سے بُنی تھی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپؐ اسے اپنی ذات کے لئے استعمال فرمائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ چادر پہن کر باہر تشریف لائے تو ایک شخص آگے بڑھا اور اُس نے کہا: يَا رَسُوْلَ اللہ! یہ چادر مجھے دے دیجئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس چادر کی خود ضرورت تھی مگر آپ نے اُس کے سوال کو رڈ کرنا مناسب نہ سمجھا اور فوراً واپس آکر اُسے چادر بھجوا دی۔ لوگوں نے اسے ملامت کی کہ تم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چادر کیوں مانگ لی؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اس کی خود ضرورت تھی۔ اُس نے کہا میَں نے یہ چادر اپنے کفن کے لئے لی ہے چنانچہ راوی کہتا ہے کہ بعد میں وہی چادر اُس کا کفن بنی۔" (سیر روحانی ۶، انوار العلوم جلد ۲۲ صفحہ ۵۹۱)

بَاب ۱۹: الْأَكْسِيَةُ وَالْخَمَائِصُ

عام چادریں اور اُونی حاشیہ دار چادریں

۵۸۱۵ - ۵۸۱۶: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

۵۸۱۵ - ۵۸۱۶: یحییٰ بن بکیر نے مجھ سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا.

نے کہا: مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم دونوں کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی شدت ہوئی تو آپؐ اپنی چادر کو اپنے چہرے پر ڈال لیتے اور جب گھبراہٹ محسوس کرتے تو اسے اپنے چہرے سے ہٹا دیتے۔ آپؐ اسی حالت میں تھے کہ آپؐ نے فرمایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ جو انہوں نے کیا اس سے بچنے کیلئے آپؐ متنبہ فرماتے۔

أطرافُ الحديث ٥٨١٥: ٤٣٥، ١٣٣٠، ١٣٩٠، ٣٤٥٣، ٤٤٤١، ٤٤٤٣۔
أطرافُ الحديث ٥٨١٦: ٤٣٦، ٣٤٥٤، ٤٤٤٤۔

٥٨١٧: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَمِيصَةٍ لَهُ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ[1] أَبِي جَهْمِ بْنِ

۵۸۱۷: موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے ہمیں بتایا، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک اُونی حاشیہ دار چادر میں نماز پڑھی جس پر نقش تھے۔ آپؐ نے اس کے نقوش کو ایک نظر دیکھا۔ جب آپؐ نے سلام پھیرا تو فرمایا: میری یہ چادر ابو جہمؓ کے پاس لے جاؤ کیونکہ اس نے ابھی میری نماز سے توجہ ہٹائی اور ابو جہمؓ کی سادہ چادر میرے

[1] أَنْبِجَانِيَّة: موٹی چادر کو کہتے ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب اس چادر میں نقش و نگار ہوں تو خمیصہ کہلاتی ہے اور اگر بغیر نقش و نگار کے سادہ چادر ہو تو اسے أَنْبِجَانِيَّة کہتے ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۳)

حُذَيْفَةَ بْنِ غَانِمٍ مِنْ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ.

پاس لے آؤ۔ ابو جہمؓ حذیفہ بن غانم کے بیٹے تھے جو بنو عدی بن کعب میں سے تھے۔

أطرافُه: ۳۷۳، ۷۵۲۔

۵۸۱۸: حَدَّثَنِي مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَإِزَارًا غَلِيظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَيْنِ.

۵۸۱۸: مسدد نے مجھے بتایا کہ اسماعیل (بن علیہ) نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے ہمیں بتایا، ایوب نے حمید بن ہلال سے، حمید نے ابوبردہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: حضرت عائشہؓ ہمارے پاس ایک چادر اور ایک موٹا تہ بند نکال کر لائیں اور کہنے لگیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ نے یہی دو (چادریں) پہنی ہوئی تھیں۔

طرفُه: ۳۱۰۸۔

تشریح: **اَلْأَكْسِيَةُ وَالْخَمَائِصُ:** عام چادریں اور اُونی حاشیہ دار چادریں۔ أَكْسِيَةُ، کساء کی جمع ہے جو کہ چادر کیلئے عام اور معروف لفظ ہے۔ اور خمائص خمیصہ کی جمع ہے۔ خمیصہ اُونی چادر کو کہتے ہیں اور چوکور ریشمی چادر کو بھی کہتے ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲) جس میں بیل بوٹے بنے ہوتے ہیں۔ حالات اور موسم کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف چادریں استعمال فرمائیں۔

اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ: اس چادر کو ابو جہمؓ کے پاس لے جاؤ اور ابو جہمؓ کی سادہ چادر مجھے لا دو۔ حضرت ابو جہمؓ معمر صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے تعمیر کعبہ میں دو دفعہ حصہ لیا جب قریش نے تعمیر کعبہ کی اس وقت اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے جب تعمیر کعبہ کی اس وقت بھی۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۳)

حضرت ابو جہمؓ عامر بن حذیفہ نے نقش و نگار والی سیاہ اونی چادر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً بھیجی تھی۔ آپؐ کو نماز میں اس چادر کی وجہ سے توجہ بٹنے کا احساس ہوا۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا ابو جہمؓ کی یہ نقش و نگار والی چادر اسے واپس دے دو اور اس سے عام سادہ چادر لے آؤ۔

بَاب ۲۰ : اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ

ایک ہی کپڑے کو اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ پاؤں باہر نہ نکل سکیں

۵۸۱۹: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ وَأَنْ يَحْتَبِيَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ.

۵۸۱۹: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ عبدالوہاب (بن عبدالمجید ثقفی) نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ (عمری) نے ہم سے بیان کیا۔ عبیداللہ نے خبیب (بن عبدالرحمٰن) سے، خبیب نے حفص بن عاصم سے، حفص نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے اور دو نمازوں سے منع فرمایا۔ ایک فجر کے بعد جب تک کہ سورج بلند نہ ہو جائے دوسری عصر کے بعد جب تک کہ سورج ڈوب نہ جائے اور یہ کہ آدمی ایک ہی کپڑے میں گوٹھ مار کر اس طرح نہ بیٹھے کہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو جو اس کے اور آسمان کے درمیان حائل ہو اور نیز اس طرح کپڑا لپیٹ کر نہ بیٹھے کہ ہاتھ پاؤں باہر نہ نکل سکیں۔

أطرافه: ٣٦٨، ٥٨٤، ٥٨٨، ١٩٩٣، ٢١٤٥، ٢١٤٦، ٥٨٢١۔

۵۸۲۰: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهَى عَنِ

۵۸۲۰: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے کہا: مجھے عامر بن سعد (بن ابی وقاص) نے بتایا کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے لباس سے اور دو قسم کی خرید و فروخت

الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهُ إِلَّا بِذَاكَ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهِ وَيَنْبِذَ الْآخَرُ ثَوْبَهُ وَيَكُونَ ذَلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ وَاللِّبْسَتَانِ اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالصَّمَّاءُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلَى أَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُو أَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَاللِّبْسَةُ الْأُخْرَى احْتِبَاؤُهُ بِثَوْبِهِ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

سے منع فرمایا یعنی آپؐ نے خرید و فروخت میں ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا اور ملامسہ یہ ہے کہ آدمی دوسرے کے کپڑے کو اپنے ہاتھ سے چھولے رات کو یا دن کو اور اس کو الٹ پلٹ کر نہ دیکھے صرف اسی پر خریدے، اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے اور دوسرا اپنا کپڑا پھینک دے اور اس طرح بغیر دیکھنے کے اور بغیر باہمی رضامندی سے ان کی خرید و فروخت قرار پائے۔ اور لباس کی دو قسمیں جن سے آپؐ نے منع فرمایا ان میں سے ایک اشتمال الصماء ہے اور صماء کے یہ معنی ہیں کہ آدمی اپنے کپڑے کو اپنے ایک کندھے پر ڈال لے اور اس کا ایک پہلو کھلا رہے اس پر کپڑا نہ ہو اور دوسرا لباس یہ ہے کہ وہ بیٹھے ہوئے اپنے کپڑے سے اس طرح گوٹھ مارے کہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو۔

أطرافه: ٣٦٧، ١٩٩١، ٢١٤٤، ٢١٤٧، ٥٨٢٢، ٦٢٨٤۔

تشریح: اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ: ایک ہی کپڑے کو اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ پاؤں باہر نہ نکل سکیں۔ محدثین کے نزدیک کپڑے کو اس طرح لپیٹ لینے کو الصَّمَّاءِ اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے انسان اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے شگافوں اور سوراخوں کو بند کر دیتا ہے اور وہ ایسی چٹان کی طرح ہو جاتا ہے جن میں کوئی سراخ نہیں ہوتا اور فقہاء کے نزدیک اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ کا معنی یہ ہے کہ آدمی اس طرح کپڑا اپنے اوپر اوڑھے کہ اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا اس کے جسم پر نہ ہو اور وہ جب ایک طرف سے کپڑا اہٹائے تو اس کا ستر کھل جائے (عمدۃ القاری جز ۲۲ صفحہ ۳)

بَاب ٢١: الِاحْتِبَاءُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ

ایک ہی کپڑے میں گوٹھ مارنا

٥٨٢١: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي ۵۸۲۱: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان

مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ وَأَنْ يَشْتَمِلَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى أَحَدِ شِقَّيْهِ وَعَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

کیا۔ انہوں نے کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابوزناد سے، ابوزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے۔ ایک یہ کہ آدمی ایک کپڑے میں اس طرح گوٹھ مار کر بیٹھے کہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو اور ایک یہ کہ ایک ہی کپڑے کو اس طرح لپیٹے کہ اس کے ایک پہلو پر کچھ نہ ہو اور نیز آپؐ نے ملامسہ اور منابذہ سے (بھی منع فرمایا)۔

أطرافه: ٣٦٨، ٥٨٤، ٥٨٨، ١٩٩٣، ٢١٤٥، ٢١٤٦، ٥٨١٩۔

٥٨٢٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

۵۸۲۲: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مخلد (بن یزید) نے مجھے بتایا کہ ابن جریج نے ہمیں خبر دی۔ ابن جریج نے کہا کہ مجھے ابن شہاب نے بتایا۔ ابن شہاب نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، عبید اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمالِ صماء سے منع فرمایا اور نیز اس سے کہ کوئی آدمی ایک ہی کپڑے میں اس طرح گوٹھ مار کر بیٹھے کہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو۔

أطرافه: ٣٦٧، ١٩٩١، ٢١٤٤، ٢١٤٧، ٥٨٢٠، ٦٢٨٤۔

تشریح: الِاحْتِبَاءُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ: ایک ہی کپڑے میں گوٹھ مارنا۔ علامہ جوہری نے کہا ہے مرد کا احتباء یہ ہے کہ وہ اپنی پشت اور پنڈلیوں کو عمامہ کے ساتھ باندھ لے اور اس کی شرمگاہ پر کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ انسان اپنی سرین پر بیٹھ جائے اور اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھڑا کر کے کسی کپڑے سے باندھ لے اور اس کی شرمگاہ پر کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۴)

بَاب ۲۲ : الْخَمِيصَةُ السَّوْدَاءُ

سیاہ اونی نقش دار چادر

۵۸۲۳: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ بْنِ فُلَانٍ هُوَ عَمْرُو بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيرَةٌ فَقَالَ مَنْ تَرَوْنَ أَنْ نَكْسُوَ هَذِهِ فَسَكَتَ الْقَوْمُ قَالَ ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَأَخَذَ الْخَمِيصَةَ بِيَدِهِ فَأَلْبَسَهَا وَقَالَ أَبْلِي وَأَخْلِقِي وَكَانَ فِيهَا عَلَمٌ أَخْضَرُ أَوْ أَصْفَرُ فَقَالَ يَا أُمَّ خَالِدٍ هَذَا سَنَاهْ وَسَنَاهْ بِالْحَبَشِيَّةِ.

أطرافه: ۳۰۷۱، ۳۸۷٤، ۵۸٤۵، ۵۹۹۳۔

۵۸۲۳: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن سعید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اپنے باپ سعید بن فلاں سے جو کہ عمرو بن سعید بن عاص ہیں۔ انہوں نے حضرت اُم خالد بنت خالدؓ سے روایت کی۔ وہ کہتی تھی کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے جن میں ایک چھوٹی سی سیاہ اونی نقش دار چادر بھی تھی۔ آپؐ نے پوچھا: تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم اس کو کسے پہنائیں؟ لوگ خاموش رہے۔ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس اُم خالدؓ کو لے آؤ۔ اس کو اٹھا کر لائے۔ آپؐ نے وہ چادر اپنے ہاتھ میں لی اور اس کو پہنا دی اور فرمایا کہ یہ دیر تک بار بار پہنتی رہو اور اس میں سبز یا زرد نقش تھے۔ آپؐ نے حضرت اُمِ خالدؓ سے فرمایا: یہ بہت اچھی ہے اور سَنَاهْ حبشی زبان کا لفظ ہے۔

۵۸۲۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِي يَا أَنَسُ انْظُرْ هَذَا الْغُلَامَ فَلَا يُصِيبَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ

۵۸۲۴: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ابن ابی عدی نے مجھے بتایا۔ انہوں نے (عبداللہ) بن عون سے، ابن عون نے محمد (بن سیرین) سے، محمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب حضرت اُمّ سلیمؓ کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو مجھ سے کہنے لگیں: انسؓ! اس بچے کا خیال رکھو۔ اسے کوئی کچھ کھلائے نہیں اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

فَغَدَوْتُ بِهِ فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ حُرَيْثِيَّةٌ وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِي قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ.

پاس صبح سویرے ہی لے جاؤ کہ تا آپؐ اسے گھٹی دیں۔ چنانچہ میں صبح کو اسے لے گیا کیا دیکھا کہ آپؐ ایک باغ میں ہیں اور آپؐ ایک حریثی اونی چادر پہنے ہوئے ہیں اور آپؐ اس (اونٹ کی) سواری کو داغ رہے ہیں جو فتح مکہ کے زمانہ میں آپؐ کو ملی۔

اطرافه: ۱۵۰۲، ۵۵۴۲۔

تشریح: **الْخَمِيصَةُ السَّوْدَاءُ:** سیاہ اونی نقش دار چادر۔ زیر باب روایت نمبر ۵۸۲۳ میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ اونی کپڑے آئے ان میں ایک نقش دار سیاہ چھوٹی سی اونی چادر بھی تھی آپؐ نے فرمایا: امّ خالدؓ کو لاؤ۔ ان کو اٹھا کر لایا گیا۔ وہ کم سن تھیں۔ آپؐ نے وہ چادر امّ خالدؓ کو پہنائی اور فرمایا اسے خوب پہنو اور اتنی کہ اسے بوسیدہ کر دو۔ امّ خالدؓ کا نام امہ بنت خالد بن سعید بن العاص ہے۔ علامہ ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ اُن کے پیدا ہونے پر اُن کے والد نے ان کا نام امۃ اور اُن کی کنیت امّ خالد رکھی تھی۔ طبقات ابن سعد میں ذکر ہے کہ امّ خالدؓ حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئی تھیں اور فتح خیبر کے بعد اپنے والد کے ساتھ مدینہ آئیں یہ اس وقت کمسن تھیں مگر سمجھدار تھیں۔ ان کے والد حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ قدیمی صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کے زمانۂ خلافت میں اور ایک قول کے مطابق حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں وہ شام میں شہید ہوئے۔ علامہ کرمانی کہتے ہیں: یہ چونکہ حبشہ میں پیدا ہوئیں اور ایام طفولیت وہیں گزرے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار اور شفقت کے خاص انداز میں چادر کی خوبصورتی حبشہ کی زبان کے لفظ سناہ سے بیان فرمائی تاکہ یہ خوش ہوں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۵) "امّ خالد" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کمسن بچی تھیں۔ ان کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے، امّ خالدؓ کے دو بیٹے تھے عمر اور خالد۔ اس طرح ان کی کنیت ام خالد ان کے بیٹے خالد کے نام سے بھی ہم آہنگ ہو گئی۔ ان کے والد کا نام بھی خالد تھا اور ایک بیٹے کا نام بھی خالد تھا۔

فَغَدَوْتُ بِهِ فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ حُرَيْثِيَّةٌ: چنانچہ میں صبح کو اسے لے گیا کیا دیکھا کہ آپؐ ایک باغ میں ہیں اور آپؐ حریثی اونی چادر پہنے ہوئے ہیں۔ حُرَيْثِيَّة حریث کی طرف نسبت ہے جو کہ بنو قضاعہ کا ایک آدمی تھا۔ ابن سکن کی روایت میں اسے خیبریہ کہا گیا ہے جو کہ معروف شہر خیبر کی طرف نسبت ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہے ایک روایت میں حوتکیہ ہے اس کا معنی ہے چھوٹی۔ اور ایک روایت میں حوتیہ ہے جو کہ قبیلہ الحوت کی طرف نسبت ہے اور ایک روایت میں جونیہ ہے جو کہ قبیلہ جون کی طرف نسبت ہے یا اس کے سفید اور سیاہ رنگ کی وجہ سے یہ نسبت دی گئی ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۵)

بَاب ۲۳: الثِّيَابُ الْخُضْرِ

سبز رنگ کے کپڑے (پہننا)

۵۸۲۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزَّبِيرِ الْقُرَظِيُّ قَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ أَخْضَرُ فَشَكَتْ إِلَيْهَا وَأَرَتْهَا خُضْرَةً بِجِلْدِهَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنِّسَاءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مَا يَلْقَى الْمُؤْمِنَاتُ لَجِلْدُهَا أَشَدُّ خُضْرَةً مِنْ ثَوْبِهَا قَالَ وَسَمِعَ أَنَّهَا قَدْ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنَانِ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا قَالَتْ وَاللهِ مَا لِي إِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ إِلَّا أَنَّ مَا مَعَهُ لَيْسَ بِأَغْنَى عَنِّي مِنْ هَذِهِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهَا فَقَالَ كَذَبَتْ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لَأَنْفُضُهَا نَفْضَ الْأَدِيمِ وَلَكِنَّهَا نَاشِزٌ تُرِيدُ رِفَاعَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۸۲۵: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب (بن عبدالمجید ثقفی) نے ہمیں بتایا کہ ایوب نے ہمیں خبر دی۔ ایوب نے عکرمہ سے روایت کی کہ رفاعہؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور پھر عبدالرحمٰن بن زبیر قرظیؓ نے اس سے نکاح کر لیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: وہ سبز چادر اوڑھے ہوئے تھی اس نے حضرت عائشہؓ کے پاس آکر شکایت کی۔ اپنے جسم پر ان کو نیل دکھائے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور عورتیں ایک دوسرے کی مدد کیا ہی کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کہنے لگیں: جیسی تکلیف مؤمن عورتیں اٹھاتی ہیں میں نے کبھی نہیں دیکھی کسی نے اٹھائی ہو۔ اس کا جسم تو اس کے کپڑے سے بھی زیادہ (گہرا) سبز ہے۔ عکرمہ کہتے تھے اور عبدالرحمٰنؓ نے سنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی ہے وہ بھی آ گئے۔ ان کے ساتھ ان کے دو بچے تھے جو دوسری عورت سے تھے۔ کہنے لگی، اللہ کی قسم! اس نے میرے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی، مگر بات یہ ہے کہ جو اس کے پاس ہے وہ میرے لئے اس سے زیادہ کار آمد نہیں اور اس نے اپنے کپڑے کے حاشیہ کو پکڑا۔ عبدالرحمٰنؓ کہنے لگے۔

فَإِنْ كَانَ ذَلِكِ لَمْ تَحِلِّي لَهُ أَوْ لَمْ تَصْلُحِي لَهُ حَتَّى يَذُوقَ مِنْ عُسَيْلَتِكِ قَالَ وَأَبْصَرَ مَعَهُ ابْنَيْنِ لَهُ فَقَالَ بَنُوكَ هَؤُلَاءِ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَذَا الَّذِي تَزْعُمِينَ مَا تَزْعُمِينَ فَوَاللهِ لَهُمْ أَشْبَهُ بِهِ مِنَ الْغُرَابِ بِالْغُرَابِ.

اس نے جھوٹ کہا ہے۔ اللہ کی قسم یارسول اللہ! میں تو اس کو چمڑے کی طرح ادھیڑ کر رکھ دیتا ہوں مگر یہ نافرمان ہے۔ یہ رفاعہؓ کو پسند کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر عورت سے فرمایا: اگر ایسی بات ہے تو تم رفاعہؓ کے لئے حلال نہیں ہو سکتی یا اس کے پاس جانے کے لائق نہیں جب تک کہ (عبدالرحمٰنؓ) تجھ سے مزہ نہ اٹھائے۔ عکرمہ کہتے تھے اور آپؐ نے اس کے ساتھ دو بچے دیکھے۔ آپؐ نے عبدالرحمٰنؓ سے پوچھا یہ تیرے بیٹے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے عورت سے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق ایسا گمان کرتی ہے جو تو کرتی ہے۔ اللہ کی قسم! یہ اس سے ایسے ہی ملتے جلتے ہیں جیسے ایک کوّا دوسرے کوّے سے۔

أطرافُه: ۲۶۳۹، ۵۲۶۰، ۵۲۶۱، ۵۲۶۵، ۵۳۱۷، ۵۷۹۲، ۶۰۸۴۔

تشریح: الثِّيَابُ الْخُضْرِ: سبز رنگ کے کپڑے (پہننا)۔ زیر باب حدیث میں یہ ذکر ہے کہ رفاعہ کی مطلّقہ اور عبدالرحمٰن بن زبیر کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے خاوند کی شکایت کرنے آئی اس نے سبز رنگ کی اوڑھنی لی ہوئی تھی۔ حدیث تقریری کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے سبز کپڑے کے متعلق خاموشی اختیار کرنا اس کے جواز کی دلیل ہے۔ امام بخاری اپنی شرائط کے مطابق احادیث سے مسائل کا استنباط فرماتے ہیں۔ سبز کپڑوں کے متعلق واضح احادیث دیگر کتب نے نقل کی ہیں مگر امام بخاری نے انہیں اپنی شرائط کے مطابق قبول نہیں کیا۔ مثلاً سنن ابی داؤد میں حضرت ابورمثہؓ سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے دو سبز چادریں زیب تن فرمائی ہوئی تھیں۔[1]

أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ: رفاعہؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ یہ رفاعہ بن شموال قرظی ہیں، یہ قبیلہ

[1] (سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی الخضرۃ)

بنو قریظہ سے تھے۔ علامہ ابن عبد البر نے کہا ہے ان کو رفاعہ بن رفاعہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی اس بیوی کا نام نہ بخاری کی کسی روایت میں آیا ہے نہ صحاح ستہ کی دیگر کتب میں، البتہ امام مالک نے ان کا نام تمیمہ بنت وہب بیان کیا ہے۔
(عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۶)

بَاب ٢٤: الثِّيَابُ الْبِيضُ

سفید کپڑے

٥٨٢٦: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ بِشِمَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَمِينِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ يَوْمَ أُحُدٍ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ.

طرفہ: ٤٠٥٤۔

۵۸۲۶: اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن بشر نے ہمیں خبر دی کہ مسعر (بن کدام) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعد بن ابراہیم سے، سعد نے اپنے باپ (ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف) سے، ابراہیم نے حضرت سعد (بن ابی وقاصؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے جنگ احد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور آپؐ کے بائیں دو شخص دیکھے جن کے کپڑے سفید تھے۔ میں نے ان کو نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد۔

٥٨٢٧: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ

۵۸۲۷: ابو معمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوارث (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حسین (بن ذکوان) سے، حسین نے عبد اللہ بن بریدہ سے، عبد اللہ نے یحییٰ بن یعمر سے روایت کی کہ انہوں نے ان کو بتایا کہ ابو الاسود دیلی نے انہیں بتایا کہ حضرت ابوذر (غفاری) رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا۔ وہ کہتے تھے: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ نے سفید کپڑے پہنے ہوئے

عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ وَكَانَ أَبُو ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا قَالَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ.

تھے اور اس وقت آپؐ سو رہے تھے۔ پھر میں آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ بیدار ہو گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: کوئی بھی ایسا بندہ نہیں جو لَا إِلَهَ إِلَّا اللہ کا اقرار کرے۔ پھر اسی اقرار پر مر جائے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہو گا۔ میں نے کہا، گو اس نے زنا کیا ہو؟ گو اس نے چوری کی ہو؟ آپؐ نے فرمایا: گو اس نے زنا کیا ہو، گو اس نے چوری کی ہو۔ پھر میں نے کہا: گو اس نے زنا کیا ہو گو اس نے چوری کی ہو۔ آپؐ نے فرمایا: گو اس نے زنا کیا ہو گو اس نے چوری کی ہو۔ میں نے کہا: گو اس نے زنا کیا ہو گو اس نے چوری کی ہو۔ آپؐ نے فرمایا: (ہاں) گو اس نے زنا کیا ہو اور گو اس نے چوری کی ہو۔ ابوذرؓ کے برا ماننے کے باوجود۔ اور حضرت ابوذرؓ جب یہ حدیث بیان کرتے تو کہا کرتے گو ابوذرؓ کو برا معلوم ہو۔

قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ هَذَا عِنْدَ الْمَوْتِ أَوْ قَبْلَهُ إِذَا تَابَ وَنَدِمَ وَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ غُفِرَ لَهُ.

ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: یہ موت کے قریب یا اس سے پہلے جب وہ توبہ کرے اور پشیمان ہو اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللہ کا اقرار کرے تو اس کی بخشش کی جائے گی۔

أطرافُه: ۱۲۳۷، ۱۴۰۸، ۲۳۸۸، ۳۲۲۲، ۶۲۶۸، ۶۴۴۳، ۶۴۴۴، ۷۴۸۷۔

تشریح: الثِّيَابُ الْبِيضُ: سفید کپڑے۔ امام بخاری نے زیر باب دو روایات سے سفید کپڑوں کے استعمال بلکہ ان کی فضیلت کا اشارہ کیا ہے۔ اوّل روایت نمبر ۵۸۲۶ میں غزوہ احد میں فرشتوں کو سفید لباس میں دیکھا گیا گویا سفید لباس تو فرشتوں کا لباس ہے اور دوسری روایت نمبر ۵۸۲۷ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید لباس کا ذکر ہے۔ اصحاب السنن نے حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے:

اِلْبَسُوْا الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ۔ ترمذی نے یہ روایت صحیح قرار دی ہے۔[1] یعنی سفید کپڑے پہنو، یہ زیادہ پاک اور طیب ہیں اور ان میں ہی اپنے مُردوں کو کفن دو۔ ابن حبان اور حاکم نے اسے حدیث صحیح قرار دیا ہے (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۷)

بَاب ۲۵ : لُبْسُ الْحَرِيْرِ {وَافْتِرَاشُهُ[2]} لِلرِّجَالِ وَقَدْرِ مَا يَجُوزُ مِنْهُ

مردوں کا ریشمی کپڑے پہننا اور ان کے لئے اسے بچھانا اور کس قدر ریشم پہننا (مردوں کے لئے) جائز ہے

۵۸۲۸: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ قَالَ أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِأَذْرَبِيجَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْحَرِيرِ إِلَّا هَكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْإِبْهَامَ قَالَ فِيمَا عَلِمْنَا أَنَّهُ يَعْنِي الْأَعْلَامَ.

۵۸۲۸: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا کہ قتادہ نے ہم سے بیان کیا قتادہ نے کہا: میں نے ابوعثمان نہدی سے سنا۔ انہوں نے کہا: ہمارے پاس حضرت عمرؓ کا خط آیا اور ہم اس وقت حضرت عتبہ بن فرقدؓ کے ساتھ آذربائیجان میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا مگر اتنا اور آپؐ نے دونوں انگلیوں سے جو انگوٹھے کے قریب ہیں اشارہ فرمایا۔ ابوعثمان نہدی نے کہا: جہاں تک ہمیں علم ہوا ہے آپؐ کی اس سے مراد بیل بوٹے حاشیہ وغیرہ ہے۔

أطرافه: ۵۸۲۹، ۵۸۳۰، ۵۸۳۴، ۵۸۳۵۔

۵۸۲۹: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ

۵۸۲۹: احمد بن یونس نے ہمیں بتایا۔ زہیر (بن معاویہ) نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوعثمان سے روایت کی، انہوں

---

[1] (سنن ترمذی، ابواب الادب، باب ما جاء فی لبس البیاض)

[2] یہ لفظ عمدۃ القاری کے مطابق متن میں ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بِأَذْرَبِيجَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا هَكَذَا وَصَفَّ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِصْبَعَيْهِ وَرَفَعَ زُهَيْرٌ الْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةَ.

نے کہا: حضرت عمرؓ نے ہمیں لکھا اور ہم اس وقت آذربائیجان میں تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے مگر اتنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں سیدھی ملا کر ہمیں بتایا اور زُہیر نے درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کو اٹھایا۔

أطرافه: ٥٨٢٨، ٥٨٣٠، ٥٨٣٤، ٥٨٣٥۔

٥٨٣٠: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُلْبَسُ الْحَرِيرُ فِي الدُّنْيَا إِلَّا لَمْ يُلْبَسْ مِنْهُ شَيْئٌ فِي الْآخِرَةِ. حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ وَأَشَارَ أَبُو عُثْمَانَ بِإِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةِ وَالْوُسْطَى.

۵۸۳۰: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (سلیمان) تیمی سے، تیمی نے ابو عثمان (نہدی) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت عتبہؓ کے ساتھ تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں صرف وہی ریشمی کپڑا پہنے گا جس نے آخرت میں اس کو نہ پہننا ہو۔ حسن بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے ہمیں بتایا۔ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عثمان نے ہمیں یہی حدیث بتائی اور ابو عثمان نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا یعنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے۔

أطرافه: ٥٨٢٨، ٥٨٢٩، ٥٨٣٤، ٥٨٣٥۔

٥٨٣١: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ

۵۸۳۱: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حکم (بن عتیبہ) سے، حکم نے (عبدالرحمٰن) بن ابی لیلیٰ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت حذیفہؓ مدائن میں

مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ وَقَالَ إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَالْحَرِيرُ وَالدِّيبَاجُ هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ.

تھے۔ انہوں نے پانی مانگا تو ایک دہقان چاندی کے ایک برتن میں پانی ان کے پاس لایا۔ انہوں نے وہ برتن اس پر پھینک دیا اور کہنے لگے کہ میں نے صرف اس لیے پھینکا ہے کہ میں نے اس کو منع کیا اور وہ باز نہیں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونا، چاندی، حریر اور دیباج یہ دنیا میں ان کے لئے ہیں اور آخرت میں تمہارے لئے۔

أطرافه: ٥٤٢٦، ٥٦٣٢، ٥٦٣٣، ٥٨٣٧۔

٥٨٣٢: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ أَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَدِيدًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الْآخِرَةِ.

۵۸۳۲: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ عبدالعزیز بن صہیب نے ہم سے بیان کیا۔ عبدالعزیز نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا۔ شعبہ کہتے تھے: میں نے (عبدالعزیز سے) پوچھا: کیا حضرت انسؓ نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے؟ تو عبدالعزیز نے زور دے کر کہا کہ ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی روایت کی ہے آپؐ نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشمی کپڑا پہنا تو وہ اس کو آخرت میں ہرگز نہیں پہنے گا۔

٥٨٣٣: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُولُ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَنْ يَلْبَسَهُ

۵۸۳۳: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت (عبداللہ) بن زبیرؓ سے سنا وہ لوگوں سے مخاطب ہو کر یہ کہہ رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے

فِي الْآخِرَةِ.

فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔

٥٨٣٤: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي ذِبْيَانَ خَلِيفَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ وَقَالَ لَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ يَزِيدَ قَالَتْ مُعَاذَةُ أَخْبَرَتْنِي أُمُّ عَمْرٍو بِنْتُ عَبْدِ اللهِ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

أطرافه: ٥٨٢٨، ٥٨٢٩، ٥٨٣٠، ٥٨٣٥۔

۵۸۳۴: علی بن جعد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے ابوذبیان خلیفہ بن کعب سے روایت کی۔ ابوذبیان نے کہا: میں نے حضرت (عبداللہ) بن زبیرؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت عمرؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اس کو نہیں پہنے گا اور ہم سے ابومعمر نے کہا کہ ہمیں عبدالوارث نے یزید (ضبعی) سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ معاذہ (بنت عبداللہ عدویہ) کہتی تھیں کہ مجھے امّ عمرو بنت عبداللہ (بن زبیر) نے بتایا کہ (وہ کہتی تھیں:) میں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے سنا۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے سنا۔ حضرت عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

٥٨٣٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْحَرِيرِ فَقَالَتِ ائْتِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَلْهُ قَالَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَلْ ابْنَ عُمَرَ قَالَ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ

۵۸۳۵: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ عثمان بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مبارک نے ہمیں بتایا۔ علی نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، یحییٰ نے عمران بن حطان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہؓ سے ریشمی کپڑے کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا: ابن عباسؓ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو۔ عمران کہتے تھے: میں نے ان سے

فَقَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو حَفْصٍ يَعْنِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ فَقُلْتُ صَدَقَ وَمَا كَذَبَ أَبُو حَفْصٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيَى حَدَّثَنِي عِمْرَانُ.. وَقَصَّ الْحَدِيثَ.

پوچھا۔ وہ کہنے لگے: حضرت ابن عمرؓ سے پوچھو۔ عمران کہتے تھے: میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا۔ انہوں نے کہا: مجھے ابوحفص یعنی حضرت عمر بن خطابؓ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں ریشم صرف وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (عمران کہتے تھے:) میں نے (یہ حدیث سن کر) کہا: ابو حفصؓ نے سچ کہا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں کہا۔ اور عبد اللہ بن رجاء نے کہا: ہمیں حرب نے بتایا۔ انہوں نے یحییٰ (بن ابی کثیر) سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) عمران (بن حطان) نے مجھ سے بیان کیا اور پھر انہوں نے بھی ساری حدیث نقل کی۔

أطرافُه: ۵۸۲۸، ۵۸۲۹، ۵۸۳۰، ۵۸۳۴۔

تشریح: لُبْسُ الْحَرِيرِ وَافْتِرَاشُهُ لِلرِّجَالِ وَقَدْرِ مَا يَجُوزُ مِنْهُ: ریشمی کپڑے پہننا اور مردوں کے لئے اسے بچھانا اور جس قدر ریشم پہننا (مردوں کے لئے) جائز ہے۔ زیر باب تین روایات نمبر ۵۸۲۸ تا ۵۸۳۰ میں حضرت عمرؓ کے اس خط کا ذکر ہے جو انہوں نے حضرت عتبہ بن فرقدؓ کو لکھا جس میں ریشم کی حرمت کا ذکر ہے حضرت عتبہ بن فرقدؓ حضرت عمرؓ کی طرف سے عراق کی بعض مہمات میں سپہ سالار تھے اور ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عتبہؓ نے دو غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی۔ روایت نمبر ۵۸۲۹ میں ذکر ہے کہ ہم آذربائیجان میں تھے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہے یہ ماورائے عراق ہے۔ علامہ عینی کہتے ہیں یہ درست نہیں بلکہ عراق اس کے جنوب میں ہے اور اس کے شمال میں عقیق کے پہاڑ ہیں اور اس کے مغرب میں بلاد روم کی حدود ہیں اور کچھ علاقہ الجزیرہ کا ہے۔ اور اس کے مشرق میں "الحیل" کے پہاڑ ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۹) روایت نمبر ۵۸۲۸ کی سند میں ابو عثمان النہدی کا ذکر ہے۔ یہ ابو عثمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مسلمان ہو گئے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو ملاقات نصیب نہیں ہوئی، اس لیے یہ صحابی نہیں کہلاتے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت

عائشہؓ اور حضرت امّ سلمہؓ سے احادیث روایت کی ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"آپؐ ریشمی کپڑا کبھی نہیں پہنتے تھے نہ دوسرے مردوں کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دیتے تھے۔" (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۳۸۰)

نیز فرمایا:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک دفعہ ایک جبّہ دیا جو ریشمی تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک دفعہ آپ کو ایک ریشمی جبّہ پیش کیا تھا۔ مگر آپ نے اس کو پسند نہ فرمایا۔ اب آپ مجھے خود ریشمی جبّہ دے رہے ہیں۔ کیا میں اس کو پہن لوں۔ آپ نے فرمایا: میں نے پہننے کے لئے نہیں دیا کسی کو تحفۃً دے دو یا بیچ ڈالو۔ اس پر انہوں نے اپنے بھائی کو جو مکہ میں رہتا تھا اور کافر تھا دے دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے تعلقات منقطع نہیں ہو جاتے بلکہ مومن کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں کا احترام کرے اور ہمیشہ ان سے حسن سلوک کرتا رہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ العنکبوت زیر آیت وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا، جلد ۷ صفحہ ۵۹۴)

بَاب ٢٦: مَسُّ الْحَرِيرِ مِنْ غَيْرِ لُبْسٍ

ریشم چھونا بغیر اس کے کہ پہنے

وَيُرْوَى فِيهِ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور اس کے متعلق زبیدی سے مروی ہے کہ انہوں نے زہری سے، زہری نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

٥٨٣٦: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى

۵۸۳۶: عبید اللہ بن موسیٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں

عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبُ حَرِيرٍ فَجَعَلْنَا نَلْمُسُهُ وَنَتَعَجَّبُ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ هَذَا قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هَذَا.

نے اسرائیل سے، اسرائیل نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی کپڑا تحفہ دیا گیا تو ہم اس کو چھونے لگے اور اس سے تعجب کرنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس سے تعجب کرتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: سعد بن معاذؓ کے رومال جنت میں اس سے کہیں بہتر ہیں۔

أطرافه: ٣٢٤٩، ٣٨٠٢، ٦٦٤٠۔

بَاب ٢٧: افْتِرَاشُ الْحَرِيرِ

ریشمی کپڑا بچھانا

وَقَالَ عَبِيدَةُ هُوَ كَلُبْسِهِ.

اور عبیدہ (سلمانی) نے کہا: یہ ایسا ہی ہے جیسے اس کا پہننا۔

٥٨٣٧: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ.

٥٨٣٧: علی (بن عبداللہ مدینی) نے ہم سے بیان کیا۔ وہب بن جریر نے ہمیں بتایا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے (عبداللہ) بن ابی نجیح سے سنا۔ عبداللہ نے مجاہد سے، مجاہد نے ابن ابی لیلیٰ سے، ابن ابی لیلیٰ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے اور ان میں کھانے سے منع فرمایا۔ نیز حریر اور دیباج پہننے سے اور ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

أطرافه: ٥٤٢٦، ٥٦٣٢، ٥٦٣٣، ٥٨٣١۔

بَاب ۲۸: لُبْسُ الْقَسِّيِّ
قسی (ریشم) پہننا

وَقَالَ عَاصِمٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ مَا الْقَسِّيَّةُ قَالَ ثِيَابٌ أَتَتْنَا مِنَ الشَّأْمِ أَوْ مِنْ مِصْرَ مُضَلَّعَةٌ فِيهَا حَرِيرٌ وَفِيهَا أَمْثَالُ الْأُتْرُنْجِ وَالْمِيثَرَةُ كَانَتِ النِّسَاءُ تَصْنَعُهُ لِبُعُولَتِهِنَّ مِثْلَ الْقَطَائِفِ يَصُفُّوْنَهَا[1] وَقَالَ جَرِيرٌ عَنْ يَزِيدَ فِي حَدِيثِهِ الْقَسِّيَّةُ ثِيَابٌ مُضَلَّعَةٌ يُجَاءُ بِهَا مِنْ مِصْرَ فِيهَا الْحَرِيرُ وَالْمِيثَرَةُ جُلُودُ السِّبَاعِ. قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ عَاصِمٌ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ فِي الْمِيثَرَةِ.

اور عاصم (بن کلیب) نے ابوبردہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا: قسی کیسا کپڑا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ وہ کپڑے تھے جو ہمارے پاس شام سے یا مصر سے آئے اس میں ریشمی دھاریاں تھیں اور ترنج کی طرح اس میں بیل بوٹے بنے ہوئے تھے اور میثرہ یعنی زین پوش، عورتیں اپنے خاوندوں کے لئے بنایا کرتی تھیں جو مخملی چادروں کی طرح ہوتیں جن کو وہ زردی سے رنگا کرتی تھیں۔ اور جریر (بن عبد الحمید) نے یزید سے اپنی حدیث میں یوں نقل کیا کہ قسی، دھاری دار کپڑے تھے جو مصر سے لائے جاتے ان میں ریشم ہوتا۔ اور میثرہ درندوں کی کھالوں کی ہوتیں۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: میثرہ کے متعلق عاصم کی روایت زیادہ مشہور اور زیادہ صحیح ہے۔

۵۸۳۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

۵۸۳۸: محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اشعث بن ابی شعثاء سے روایت کی کہ معاویہ بن سوید بن مقرن نے ہمیں بتایا۔ معاویہ نے حضرت (براء)

[1] عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ یُصَفِّرْنَهَا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ وَ عَنِ الْقَسِّيِّ.

بن عازبؓ سے روایت کی۔ حضرت براءؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں لال ریشمی زین پوشوں اور قسی کے کپڑوں سے منع فرمایا۔

أطرافه: ۱۲۳۹، ۲۴۴۵، ۵۱۷۵، ۵۶۳۵، ۵۶۵۰، ۵۸۴۹، ۵۸۶۳، ۶۲۲۲، ۶۲۳۵، ۶۶۵۴۔

تشریح: لُبْسُ الْقَسِّيِّ: قسی (ریشم) پہننا۔ علامہ عینی نے کہا ہے "قس" سمندر کے ساحل پر ایک شہر تھا اس شہر میں ریشم کے کپڑے بنے جاتے تھے اب وہ شہر ویران ہو چکا ہے۔ ابو عبید نے کہا محدثین اسے "ق" کی کسرہ سے قِسّی اور اہل مصر "ق" کی فتح سے قَسّی کہتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ یہ لفظ القزی ہے سین کی جگہ "زا" ہے اور "قز" موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ شرح التوضیح میں ذکر ہے "قس" تنیس کی ایک بستی تھی جو بحر دمیاط کے ساحل پر ایک جزیرے میں واقع تھی جو اب ویران ہو چکی ہے۔
(عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۵)

وَالْمِيثَرَةُ جُلُودُ السِّبَاعِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَاصِمٌ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ فِي الْمِيثَرَةِ: اور میثرہ درندوں کی کھالوں کی ہوتیں۔ ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: میثرہ کے متعلق عاصم کی روایت زیادہ مشہور اور زیادہ صحیح ہے۔ امام بخاری نے اس کی تفسیر کا ردّ اس ٹکڑے میں کیا ہے۔ كَانَتِ النِّسَاءُ تَصْنَعُهُ لِبُعُولَتِهِنَّ مِثْلَ الْقَطَائِفِ عورتیں اپنے خاوندوں کیلئے مخملی چادروں کی طرح انہیں بناتی تھیں۔ ابو عبید نے کہا ہے کہ عجمیوں کی سواریوں پر دیباج یا ریشم کے کپڑے کو زین کے اوپر بچھایا جاتا تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ ریشم کے کپڑے سے یا اونی کپڑے سے زین کو ڈھانپا جاتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے یہ چھوٹے بستر (گدے) کی طرح ہوتا تھا جو ریشم سے بنایا جاتا تھا اور اس میں سوت بھی استعمال کیا جاتا تھا اور سوار اس کپڑے کو پالان کے اوپر بچھاتا تھا۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۵)

بَاب ۲۹: مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيرِ لِلْحِكَّةِ

خارش کی وجہ سے مردوں کو ریشم پہننے کی اجازت کے بارہ میں

۵۸۳۹: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا.

۵۸۳۹: محمد (بن سلام) نے مجھ سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں خبر دی۔ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ اور عبدالرحمٰنؓ کو ریشم پہننے کی اجازت دی کیونکہ ان دونوں کو خارش کی بیماری تھی۔

أطرافه: ۲۹۱۹، ۲۹۲۰، ۲۹۲۱، ۲۹۲۲۔

تشریح: مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيرِ لِلْحِكَّةِ: خارش کی وجہ سے مردوں کو ریشم پہننے کی اجازت کے بارہ میں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اُسے جوئیں بہت پڑی ہوئی تھیں۔ آپ نے حکم دیا کہ تو ریشم کا کرتہ پہنا کر اس سے جوئیں نہیں پڑتیں۔ (ایسے ہی خارش والے کے لیے ریشم کا لباس مفید ہے)۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۹۴)

بَاب ۳۰: الْحَرِيرُ لِلنِّسَاءِ

ریشمی کپڑا عورتوں کے لیے ہے

۵۸۴۰: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَسَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَخَرَجْتُ فِيهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي.

۵۸۴۰: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ نیز محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ غندر نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے عبد الملک بن میسرہ سے، عبد الملک نے زید بن وہب سے، زید نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ریشمی جوڑا جس میں زرد دھاریاں تھیں پہننے کے لئے دیا۔ میں اس کو پہن کر نکلا تو میں نے آپؐ کے چہرے پر ناراضی دیکھی۔ پھر میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

أطرافه: ۲۶۱۴، ۵۳۶۶۔

۵۸۴۱: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ فَقَالَ يَا

۵۸۴۱: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: جویریہ نے مجھ سے بیان کیا۔ جویریہ نے نافع سے، نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

رَسُولَ اللهِ لَوِ ابْتَعْتَهَا تَلْبَسُهَا لِلْوَفْدِ إِذَا أَتَوْكَ وَالْجُمُعَةِ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَـذِهِ مَـنْ لَا خَـلَاقَ لَـهُ وَأَنَّ النَّبِـيَّ صَـلَّى اللهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ بَعَـثَ بَعْـدَ ذَلِـكَ إِلَـى عُمَـرَ حُلَّةً سِيَرَاءَ حَرِيـرًا كَسَـاهَا إِيَّـاهُ فَقَـالَ عُمَـرُ كَسَـوْتَنِيهَا وَقَـدْ سَـمِعْتُكَ تَقُـولُ فِيهَـا مَـا قُلْـتَ فَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَبِيعَهَا أَوْ تَكْسُوهَا.

ایک زرد دھاری دار ریشمی جوڑا بکتے دیکھا کہنے لگے: یارسول اللہ! اگر آپؐ اس کو خرید لیں جب وفود آپؐ کے پاس آئیں تو ان کے لئے اور جمعہ کے دن اسے پہنا کریں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ تو وہی پہنتا ہے جس کے لئے کوئی بھلائی نہیں اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد حضرت عمرؓ کو زرد دھاری دار ریشمی جوڑا بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: آپؐ نے مجھے یہ پہننے کے لئے دیا ہے؟ حالانکہ میں آپؐ سے سن چکا ہوں کہ آپؐ اس کے متعلق وہ رائے رکھتے ہیں جو آپؐ بتلا چکے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میں نے یہ تمہیں اس لئے بھیجا تھا کہ تم اسے بیچو یا یہ (کسی کو) پہناؤ۔

أطرافه: ٨٨٦، ٩٤٨، ٢١٠٤، ٢٦١٢، ٢٦١٩، ٣٠٥٤، ٥٩٨١، ٦٠٨١۔

٥٨٤٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ عَلَيْهَا السَّلَام بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ.

۵۸۴۲: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے کہا: مجھے حضرت انس بن مالکؓ نے بتایا کہ انہوں نے حضرت اُمّ کلثوم علیہا السلام کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں زرد دھاری دار ریشمی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔

تشریح: الْحَرِيرُ لِلنِّسَاءِ: ریشمی کپڑا عورتوں کے لیے ہے۔ زیر باب حدیث میں ذکر ہے کہ حضرت علیؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جوڑا دیا جس میں زرد دھاریاں تھی۔ آپ وہ پہن کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے۔ آپؐ کی ناراضی دیکھ کر حضرت علیؓ نے اپنے گھر کی خواتین میں تقسیم کر دیا۔ شارحین نے بعض دیگر روایات سے ان خواتین کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً ایک روایت میں ذکر ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں نے اسے الفَوَاطِم کے درمیان تقسیم کر دیا۔ الفواطم سے کیا مراد ہے؟ ابن قتیبہ نے کہا

ہے الفواطم حضرت فاطمہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم جو کہ حضرت علیؓ کی والدہ ہیں، مراد ہیں۔ امام طحاوی کی روایت میں ذکر ہے کہ آذربائیجان کے امیر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ریشمی جوڑے کا ہدیہ بھیجا۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو دیا اور فرمایا تم الفواطم میں تقسیم کر دو۔ میں نے وہ چار حصوں میں تقسیم کیا، فاطمہ بنت اسد بن ہاشم جو حضرت علیؓ کی والدہ تھیں اور فاطمہ بنت النبیؐ اور فاطمہ بنت حمزہ بن عبد المطلب اور چوتھی کا ذکر امام طحاوی کی روایت میں نہیں ہے بلکہ قاضی عیاض نے کہا ہے غالباً چوتھی فاطمہ عقیل بن ابی طالب کی زوجہ تھیں اور وہ شیبہ بن ربیعہ یا ایک روایت کے مطابق عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی تھیں۔

(عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۷، ۱۸)

حُلَّة سِيَرَاء: زیر باب روایت نمبر ۵۸۴۰ میں اس ریشمی جوڑے کے لیے "حُلَّة سِيَرَاء" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟ تہبند اور چادر کو حُلَّة کہتے ہیں۔ ابن اثیر کہتے ہیں حُلَّة اسے اس صورت میں کہیں گے جب دونوں کپڑے (تہبند اور چادر) ایک ہی کپڑے کی قسم کے ہوں۔ امام مالک نے کہا: سِيَرَاء اس کپڑے کو کہتے ہیں جس کے کنارے ریشم کے ہوں۔ اصمعی نے کہا کہ وہ ایسا کپڑا ہے جس میں ریشم کی دھاریاں اور خطوط (لکیریں) ہوں۔ خلیل نے کہا ہے یہ وہ کپڑا ہے جس میں پسلیوں کی طرح کی چوڑی چوڑی لکیریں ہوں۔ جوہری نے کہا ہے یہ وہ چادر ہے جس میں زرد رنگ کے خطوط ہوں۔ یہ بھی سوال اٹھایا گیا ہے کہ "حُلَّة سِيَرَاء" میں اضافت ہے یا نہیں۔ اکثر نے کہا ہے حُلَّة پر تنوین ہے اور سِيَرَاء عطف بیان ہے۔ خطابی کہتے ہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے "نَاقَةٌ عَشَرَاء" ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۷)

بَاب ۳۱

مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَجَوَّزُ مِنَ اللِّبَاسِ وَالْبُسْطِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو مختصر لباس اور بچھونا رکھتے

۵۸۴۳: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَبِثْتُ سَنَةً وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ

۵۸۴۳: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید سے، یحییٰ نے عبید بن حنین سے، عبید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا: میں ایک برس تک انتظار کرتا رہا اور میں یہ چاہتا تھا کہ حضرت عمرؓ سے ان دو عورتوں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَهَابُهُ فَنَزَلَ يَوْمًا مَنْزِلًا فَدَخَلَ الْأَرَاكَ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ فَقَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا نَعُدُّ النِّسَاءَ شَيْئًا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ وَذَكَرَهُنَّ اللّٰهُ رَأَيْنَا لَهُنَّ بِذَلِكَ عَلَيْنَا حَقًّا مِنْ غَيْرِ أَنْ نُدْخِلَهُنَّ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِنَا وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ امْرَأَتِي كَلَامٌ فَأَغْلَظَتْ لِي فَقُلْتُ لَهَا وَإِنَّكِ لَهُنَاكِ قَالَتْ تَقُولُ هَذَا لِي وَابْنَتُكَ تُؤْذِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُ حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا إِنِّي أُحَذِّرُكِ أَنْ تَعْصِي اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَتَقَدَّمْتُ إِلَيْهَا فِي أَذَاهُ فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ لَهَا فَقَالَتْ أَعْجَبُ مِنْكَ يَا عُمَرُ قَدْ دَخَلْتَ فِي أُمُورِنَا فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ فَرَدَّدَتْ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُونُ وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَشَهِدَ

کے متعلق پوچھوں، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف آپس میں ایکا کیا تھا مگر میں اُن سے ڈرتا رہا۔ ایک دن وہ ایک پڑاؤ میں اترے اور پیلو کے جھنڈ میں گئے۔ جب وہاں سے باہر آئے تو میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا: عائشہؓ اور حفصہؓ تھیں۔ پھر کہنے لگے: ہم زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو کسی شمار میں بھی نہ سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا اور اللہ نے ان کا ذکر کیا، تو ہم اس وجہ سے ان کا اپنے ذمے حق سمجھنے لگے بغیر اس کے کہ انہیں اپنے معاملات میں سے کسی میں دخل دینے دیں اور میرے اور میری بیوی کے درمیان جو گفتگو ہوئی تو اس نے مجھ سے سخت کلامی کی۔ میں نے اس سے کہا: اچھا تم اس حد تک پہنچ گئی ہو۔ وہ کہنے لگی: تم مجھے یہ کہتے ہو اور تمہاری بیٹی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرتی رہتی ہے۔ یہ سن کر میں حفصہؓ کے پاس آیا اور میں نے اس سے کہا: میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کرنا پھر آپؐ کی تکلیف کے متعلق سن کر میں نے پہلے اس (حفصہؓ) کے پاس جا کر کہا۔ پھر میں اُم سلمہؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا۔ وہ کہنے لگیں: عمرؓ! میں تم پر حیران ہوں کہ تم اب ہمارے معاملات میں بھی دخل دینے لگ گئے ہو۔

أَتَانِي بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَنْ حَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ اسْتَقَامَ لَهُ فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا مَلِكُ غَسَّانَ بِالشَّأْمِ كُنَّا نَخَافُ أَنْ يَأْتِيَنَا فَمَا شَعَرْتُ إِلَّا بِالْأَنْصَارِيِّ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ قُلْتُ لَهُ وَمَا هُوَ أَجَاءَ الْغَسَّانِيُّ قَالَ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ طَلَّقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فَجِئْتُ فَإِذَا الْبُكَاءُ فِي حُجَرِهِنَّ كُلِّهِنَّ وَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَعِدَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ وَعَلَى بَابِ الْمَشْرُبَةِ وَصِيفٌ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِي فَأَذِنَ لِي فَدَخَلْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَصِيرٍ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ وَتَحْتَ رَأْسِهِ مِرْفَقَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ وَإِذَا أُهُبٌ مُعَلَّقَةٌ وَقَرَظٌ فَذَكَرْتُ الَّذِي قُلْتُ لِحَفْصَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَالَّذِي رَدَّتْ عَلَيَّ أُمُّ سَلَمَةَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ

اب یہی باقی رہ گیا تھا کہ تم رسول اللہ ﷺ اور ان کی ازواج کے درمیان بھی مداخلت کرو۔ انہوں نے بار بار یہی فقرہ دہرایا اور انصار میں سے ایک شخص تھا کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر حاضر ہوتا اور میں آپؐ کے پاس موجود ہوتا تو میں اس کے پاس وہ خبریں لاتا جو ہوتیں اور جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر حاضر ہوتا اور وہ موجود ہوتا تو میرے پاس وہ خبریں لاتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارد گرد جتنے قبائل تھے وہ سب آپؐ کے لئے سیدھے ہو گئے اور کوئی باقی نہ رہا مگر غسان کا بادشاہ جو شام میں تھا۔ ہم ڈرتے تھے کہیں وہ ہم پر حملہ نہ کر دے۔ یکایک مجھے معلوم ہوا کہ وہ انصاری ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ ایک بہت بڑا واقعہ ہوا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: وہ کیا ہے غسانی آن پہنچے؟ کہنے لگا: اس سے بھی بڑھ کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی۔ میں آیا تو کیا ہے کہ ان کے حجروں سے رونے کی آواز آ رہی ہے اور کیا دیکھتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک بالا خانے میں اوپر تشریف لے گئے ہیں اور اس بالا خانے کے دروازے پر ایک غلام ہے۔ میں اس کے پاس آیا۔ میں نے کہا: میرے لئے

لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ.

اجازت مانگو۔ اس نے میرے لیے اجازت مانگی تو میں اندر گیا۔ میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریئے پر (لیٹے) ہیں اس نے آپؐ کے نشان ڈال دیئے ہیں اور آپؐ کے سر کے نیچے ایک چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے اور کیا دیکھتا ہوں کہ چند کچی کھالیں لٹک رہی ہیں اور کیکر کے کچھ پتے ہیں۔ میں نے جو حفصہؓ اور امّ سلمہؓ سے کہا تھا اور جو امّ سلمہؓ نے مجھے جواب دیا اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر ہنس پڑے۔ آپؐ انتیس راتیں وہاں رہے پھر اس کے بعد اترے۔

أطرافه: ٨٩، ٢٤٦٨، ٤٩١٣، ٤٩١٤، ٤٩١٥، ٥١٩١، ٥٢١٨، ٧٢٥٦، ٧٢٦٣۔

٥٨٤٤: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۵۸۴۴: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف صنعانی) نے ہمیں بتایا کہ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زہری سے، زہری نے کہا: مجھے ہند بنت حارث نے خبر دی۔ ہند نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی وہ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جاگے اور آپؐ یہ فرما رہے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں آج رات کیا کچھ فتنے اتارے گئے ہیں اور کیا کیا خزانے اتارے گئے ہیں۔ ان حجروں والیوں کو کون جگائے؟ کتنی ہی پہننے والی ہیں دنیا میں، جو قیامت کے دن ننگی ہوں گی۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَتْ هِنْدٌ لَهَا أَزْرَارٌ فِي كُمَّيْهَا بَيْنَ أَصَابِعِهَا.

زہری نے کہا اور ہند کی آستینوں میں اس کی انگلیوں کے درمیان بٹن ہوا کرتے تھے۔

أطرافُه: ١١٥، ١١٢٦، ٣٥٩٩، ٦٢١٨، ٧٠٦٩۔

بَاب ٣٢: مَا يُدْعَى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا

جو شخص نیا کپڑا پہنے اس کے لئے کیا دعا کی جائے

٥٨٤٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ خَالِدٍ بِنْتُ خَالِدٍ قَالَتْ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ قَالَ مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُوهَا هَذِهِ الْخَمِيصَةَ فَأُسْكِتَ الْقَوْمُ قَالَ ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْبَسَنِيهَا بِيَدِهِ وَقَالَ أَبْلِي وَأَخْلِقِي مَرَّتَيْنِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَلَمِ الْخَمِيصَةِ وَيُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَيَّ وَيَقُولُ يَا أُمَّ خَالِدٍ هَذَا سَنَا وَالسَّنَا بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْحَسَنُ. قَالَ إِسْحَاقُ حَدَّثَتْنِي امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِي

۵۸۴۵: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا۔ ان کے باپ نے کہا: حضرت اُمّ خالد بنت خالدؓ (بن سعید بن عاص) نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے جن میں ایک سیاہ اُونی دھاری دار چادر بھی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم یہ چادر کس کو پہنائیں؟ لوگ خاموش ہو رہے۔ آپؐ نے فرمایا: اُم خالدؓ کو میرے پاس لے آؤ۔ (حضرت اُمّ خالدؓ کہتی ہیں:) مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے تو آپؐ نے اپنے ہاتھ سے مجھے یہ (چادر) پہنائی اور دوبار فرمایا: ہمیشہ ہی پہنتی رہو۔ آپؐ اس چادر کے بیل بوٹوں کو دیکھنے لگے اور اپنے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کرتے

أَنَّهَا رَأَتْهُ عَلَى أُمِّ خَالِدٍ.

اور فرماتے: اُمّ خالدؓ! هَذَا سَنَا اور سَنَا حبشی زبان میں اچھے کو کہتے ہیں۔ اسحاق (بن سعید) نے کہا کہ میرے رشتہ داروں میں سے ایک عورت نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے اس چادر کو حضرت اُمّ خالدؓ کو پہنے ہوئے دیکھا۔

أطرافُه: ۳۰۷۱، ۳۸۷٤، ۵۸۲۳، ۵۹۹۳۔

تشریح: مَا يُدْعَى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا: جو شخص نیا کپڑا پہنے اس کے لئے کیا دعا کی جائے۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے، عمامہ یا قمیص یا چادر، پھر یہ دعا کرتے: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ اَسْئَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ۔[1] اے میرے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تُو نے مجھے یہ پہنایا، میں اس کپڑے کی خیر اور جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی خیر مانگتا ہوں اور اسکی اور جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

بَاب ۳۳: النَّهْيُ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

مردوں کے لئے زعفران استعمال کرنا

۵۸٤٦: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ.

۵۸۴۶: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوارث (بن سعید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد العزیز سے، عبد العزیز نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ مرد زعفرانی رنگ استعمال کرے۔

تشریح: النَّهْيُ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ: مردوں کے لئے زعفران استعمال کرنا۔ باب نمبر ۳۳ سے ۳۶ تک مختلف رنگ کے کپڑے پہننے کا ذکر ہے۔ ہر معاشرے میں بالعموم مردوں اور عورتوں کے کپڑوں کے الگ الگ رنگ اور ڈیزائن ہوتے ہیں۔ بعض رنگ اور ڈیزائن مردوں کے لیے مخصوص ہو جاتے ہیں اور بعض عورتوں کے لئے۔ مردوں کے لئے رنگ دار یا شوخ اور بھڑکیلے رنگ عام طور پر پسند نہیں کیے جاتے جیسا کہ زیر باب حدیث میں بھی زعفران کے رنگ والے کپڑوں کی مردوں کے لیے مناہی کا ذکر ہے۔ تاہم خواتین شوخ

[1] (ترمذی، ابواب اللباس، باب ما یقول اذا لبس ثوبا جدیدا)

رنگ اور متنوع ڈیزائنز کے کپڑے پہنتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ کسی بھی کپڑے کے پہننے میں اگر دکھاوا، ریاکاری، عجب، خود پسندی اور تکبر ملحوظ ہو تو چاہے کسی بھی رنگ اور کسی بھی نوع کا کپڑا ہو، شریعت اسلامیہ میں اسے جائز قرار نہیں دیا گیا بلکہ ایسے تکبر وریا سے پہننے والوں کا انجام احادیث میں برا بتایا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ کے پیر زادوں اور فقیروں کے عجیب عجیب حالات لکھے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ افسوس ہے بڑی ابتری پھیل گئی ہے کیونکہ یہ فقیر جو اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں وہ فقیر اللہ نہیں ہیں بلکہ فقیر الخلق ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ہر حرکت و سکون، لباس خورونوش اور کلام میں حکمت پر عمل کرتے ہیں مثلاً کپڑوں کے لیے وہ دیکھتے ہیں کہ اگر ہم عام غریبوں کی طرح گزی گاڑھے کے کپڑے پہنیں تو وہ عزت نہ ہوگی جو امراء سے توقع کی جاتی ہے وہ ہم کو کم حیثیت اور ادنیٰ درجہ کے لوگ سمجھیں گے۔ لیکن اگر اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنتے ہیں تو پھر وہ ہم کو کامل دنیادار سمجھ کر توجہ نہ کریں گے اور دنیادار ہی قرار دیں گے اس لیے اس میں یہ حکمت نکال لی کہ کپڑے تو اعلیٰ درجہ کے اور قیمتی اور باریک لے لیے۔ لیکن ان کو رنگ دے لیا جو فقیری کے لباس کا امتیاز ہو گئے۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۱۸)

بَاب ٣٤: الثَّوْبُ الْمُزَعْفَرُ

زعفران سے رنگا کپڑا

٥٨٤٧: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِوَرْسٍ أَوْ بِزَعْفَرَانٍ.

۵۸۴۷: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے، عبداللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ محرم ایسا کپڑا پہنے جو ورس یا زعفران سے رنگا ہوا ہو۔

أطرافه: ١٣٤، ٣٦٦، ١٥٤٢، ١٨٣٨، ١٨٤٢، ٥٧٩٤، ٥٨٠٣، ٥٨٠٥، ٥٨٠٦، ٥٨٥٢۔

بَاب ۳۵: الثَّوْبُ الْأَحْمَرُ

سرخ رنگ کا کپڑا

۵۸۴۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعًا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْهُ.

۵۸۴۸: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسحاق سے روایت کی۔ ابواسحاق نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قامت تھے اور میں نے آپؐ کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا میں نے آپؐ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔

أطرافه: ۳۵۵۱، ۵۹۰۱۔

باب ۳۶: الْمِيثَرَةُ الْحَمْرَاءُ

سرخ زین پوش

۵۸۴۹: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَنَهَانَا عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ.

۵۸۴۹: قبیصہ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اشعث (بن ابی شعثاء) سے، اشعث نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے، معاویہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا۔ بیمار کی عیادت کرنا اور جنازوں کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو دعا سے جواب دینا، اور ہمیں ریشمی کپڑا اور دیباج اور قسی اور استبرق اور سرخ زین پوشوں کے استعمال سے منع فرمایا۔

أطرافه: ۱۲۳۹، ۲۴۴۵، ۵۱۷۵، ۵۶۳۵، ۵۶۵۰، ۵۸۳۸، ۵۸۶۳، ۶۲۲۲، ۶۲۳۵، ۶۶۵۴۔

تشریح: الْمِيثَرَةُ الْحَمْرَاءُ: سرخ زین پوش۔ مِیثَرَة اس نرم ریشم کے کپڑے کو کہتے ہیں جس کو زین کے اوپر بچھایا جاتا ہے۔ زیر باب حدیث میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم دیا۔ اس روایت میں تین کا ذکر ہے جبکہ دیگر روایات میں درج ذیل چار امور کا ذکر ملتا ہے: دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا، سلام کو عام کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنا۔ (روایت نمبر ۵۶۳۵) زیر باب حدیث میں دیباج کا ذکر ہے یہ فارسی لفظ ہے جسے معرب کیا گیا ہے اس سے مراد نرم ریشم ہے نیز استبرق کا ذکر ہے، استبرق موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲۳)

بَاب ۳۷: النِّعَالُ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا

صاف چمڑے وغیرہ کے جوتے

۵۸۵۰: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدٍ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ.

طرفه: ۳۸۶۔

۵۸۵۰: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید ابو مسلمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیوں سمیت نماز پڑھ لیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

۵۸۵۱: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ

۵۸۵۱: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے سعید مقبری سے، سعید نے عبید بن جریج سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: میں نے آپؓ کو ایسی چار باتیں کرتے دیکھا ہے کہ آپؓ کے ساتھیوں میں سے میں نے کسی کو بھی ان باتوں کو کرتے نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا: ابن جریج وہ کیا ہیں؟ ابن جریج نے کہا: میں نے آپؓ کو دیکھا ہے کہ آپؓ رکنوں میں سے صرف

وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

یمانی رکنوں کو ہی چھوتے ہیں اور میں نے آپؐ کو دیکھا ہے کہ آپؐ صاف سبتی جوتی پہنتے ہیں اور میں نے آپؐ کو دیکھا ہے کہ آپؐ زرد خضاب لگاتے ہیں اور میں نے آپؐ کو دیکھا ہے کہ جب آپؐ مکہ میں ہوں لوگ جب چاند کو دیکھتے ہیں تو لبیک پکارتے ہیں اور آپ لبیک نہیں پکارتے جب تک کہ آٹھویں تاریخ نہ ہو جائے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا: یہ جو رکن ہیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپؐ نے سوائے یمنی رکنوں کے کسی اور کو چھوا ہو اور جو صاف سبتی جوتے ہیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ وہی جوتی پہنا کرتے تھے جس میں بال نہ ہوتے اور ان کو پہنے ہوئے وضو کرتے اور میں بھی پسند کرتا ہوں کہ انہی کو پہنوں اور یہ جو زرد رنگ کا خضاب ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اس کا خضاب لگاتے تھے اس لئے میں بھی پسند کرتا ہوں کہ اس کا خضاب لگاؤں اور یہ جو لبیک پکارنا ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپؐ اس وقت تک لبیک پکارتے ہوں جب تک کہ آپؐ کی اونٹنی آپؐ کو لے کر اٹھ کھڑی نہ ہو۔

أطرافُه: ١٦٦، ١٥١٤، ١٥٥٢، ١٦٠٩، ٢٨٦٥۔

٥٨٥٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ

۵۸۵۲: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد اللہ بن دینار

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

سے، عبد اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ مُحرم ایسا کپڑا پہنے جو زعفران یا ورس سے رنگا ہوا ہو اور آپؐ نے فرمایا: جس کو جوتیاں میسر نہ ہوں وہ موزے ہی پہن لے اور وہ انہیں ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ لے۔

أطرافه: ١٣٤، ٣٦٦، ١٥٤٢، ١٨٣٨، ١٨٤٢، ٥٧٩٤، ٥٨٠٣، ٥٨٠٥، ٥٨٠٦، ٥٨٤٧۔

٥٨٥٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِزَارٌ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ.

۵۸۵۳: محمد بن یوسف (فریابی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے، عمرو نے جابر بن زید سے، جابر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس تہ بند نہ ہو وہ پاجامہ ہی پہن لے اور جس کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو وہ موزے ہی پہن لے۔

أطرافه: ١٧٤٠، ١٨٤١، ١٨٤٣، ٥٨٠٤۔

تشریح: **النِّعَالُ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا**: صاف چمڑے وغیرہ کے جوتے۔ نعال نعل کی جمع ہے اس سے مراد جوتا ہے۔ النعل والنعلة: وہ چیز جس سے پاؤں کی حفاظت کی جائے۔

(عمدۃ القاری، جزء ۲۲ صفحہ ۲۴)

السِّبْتِيَّة: اس جوتے کو کہتے ہیں جس کا چمڑا بال اتار کر صاف کیا گیا ہو۔ یا اس چمڑے کو کہتے ہیں جس کو کیکر کے پتوں سے رنگا جائے۔ عرب عام طور پر بالوں سمیت چمڑے کے جوتے پہنتے تھے۔ چمڑے کو رنگتے نہیں تھے۔ علامہ ابو عبید کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں صرف صاحب حیثیت مالدار لوگ رنگے چمڑے کی جوتے پہنتے تھے۔ ابو عمرو شیبانی کہتے ہیں جس کو کیکر کے پتوں سے رنگا جائے اسے سِبْتِيَّة کہتے ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲۴)

زیر باب روایت نمبر ۵۸۵۰ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جوتوں سمیت نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ سنن ابی داود وغیرہ میں بعض روایات میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: یہود کی مخالفت کرو۔ وہ موزے اور جوتے پہن کر نماز نہیں پڑھتے۔[1] ابوداود کی ہی ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوتوں کے ساتھ نماز پڑھا رہے تھے۔ دوران نماز آپؐ نے جوتے اتار دیئے۔ آپؐ کو دیکھ کر صحابہؓ نے بھی جوتے اتار دیئے۔ نماز کے بعد صحابہؓ کے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے بتایا کہ آپؐ کے جوتوں کو کوئی الائش لگی ہے تو میں نے جوتے اتار دیئے۔[2] ابوداود کی ہی ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتے پہن کر اور جوتے اتار کر دونوں طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔[3] حضرت انسؓ کی زیر باب روایت سے جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا جواز بیان کیا ہے۔ دونوں باتیں موقع، جگہ اور صورت حال کے مطابق ہیں۔ عام دستور آپؐ کا جوتے اتار کر نماز پڑھنے کا ہی تھا۔ تاہم مسجد کے علاوہ ایسی جگہ جہاں جوتے اتارنا تکلیف کا باعث ہو جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا جواز ہے۔ مثلاً دوران سفر سواری پر نماز پڑھنا، تاہم صفائی اور نظافت جو شرائط نماز میں سے ضروری ہے اس کا اطلاق جوتوں اور بدن سب کیلئے یکساں ہے۔

بَاب۳۸: يَبْدَأُ بِالنَّعْلِ الْيُمْنَى

دائیں جوتے کو پہلے پہنے

٥٨٥٤: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ.

۵۸۵۴: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: مجھے اشعث بن سلیم نے بتایا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ مسروق سے، مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے بتاتے تھے کہ آپ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وضو غسل وغیرہ کرنے میں اور اپنی کنگھی کرنے میں اور اپنے جوتے پہننے میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے۔

أطرافه: ١٦٨، ٤٢٦، ٥٣٨٠، ٥٩٢٦۔

---

[1] (سنن ابوداود، كِتَاب الصَّلَاةِ، باب الصَّلَاةِ فِي النَّعْلِ)

[2] (سنن ابوداود، كِتَاب الصَّلَاةِ، باب الصَّلَاةِ فِي النَّعْلِ)

[3] (سنن ابوداود، كِتَاب الصَّلَاةِ، باب الصَّلَاةِ فِي النَّعْلِ)

بَاب ۳۹: [1] لَا يَمْشِي فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ

ایک جوتے میں نہ چلے

۵۸۵۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا.

۵۸۵۵: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ابوزناد سے، ابوزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایک ہی جوتا پہن کر نہ چلے یا تو دونوں پاؤں کو ننگا رکھے یا ان دونوں میں جوتا پہنے۔

بَاب ۴۰: [2] يَنْزِعُ نَعْلَهُ الْيُسْرَى

پہلے بایاں جوتا اتارے

۵۸۵۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ وَإِذَا انْتَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ.

۵۸۵۶: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہلے دائیں سے شروع کرے اور جب اتارے تو پہلے بائیں سے شروع کرے۔ دایاں پاؤں جوتا پہنتے وقت پہلے ہو اور اتارتے وقت آخری ہو۔

---

[1] فتح الباری مطبوعہ دارالسلام کے مطابق اس باب کا نمبر ۴۰ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۸۱)

[2] فتح الباری مطبوعہ دارالسلام کے مطابق اس باب کا نمبر ۳۹ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۳۸۳)

بَاب ٤١ : قِبَالَانِ فِي نَعْلٍ وَمَنْ رَأَى قِبَالًا وَاحِدًا وَاسِعًا

ہر ایک چپل میں دو دو تسمے اور جس نے ایک ہی تسمے کو کافی سمجھا

٥٨٥٧: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهُمَا قِبَالَانِ.

۵۸۵۷: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی میں دو دو تسمے تھے۔

أطرافه: ٣١٠٧، ٥٨٥٨۔

٥٨٥٨: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِنَعْلَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَقَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ هَذِهِ نَعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۸۵۸: محمد (بن مقاتل) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ عیسیٰ بن طہمان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالکؓ دو جوتے لے کر ہمارے پاس باہر آئے ان دونوں میں دو، دو تسمے تھے۔ ثابت بنانی نے کہا: یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا ہے۔

أطرافه: ٣١٠٧، ٥٨٥٧۔

بَاب ٤٢ : الْقُبَّةُ الْحَمْرَاءُ مِنْ أَدَمٍ

لال چمڑے کا خیمہ

٥٨٥٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ

۵۸۵۹: محمد بن عرعرہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ عمر بن ابی زائدہ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے، عون نے اپنے باپ سے روایت کی۔ ان کے باپ نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ اس وقت چمڑے

بِلَالًا أَخَذَ وَضُوءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَبْتَدِرُونَ الْوَضُوءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ.

کے ایک سرخ خیمے میں تھے اور میں نے بلالؓ کو دیکھا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو سے بچا ہوا پانی لیا اور لوگ اس پانی کے لئے لپک رہے تھے۔ جس نے اس میں سے کچھ پایا اسے اپنے بدن پر مل لیا اور جس نے اس میں سے کچھ نہ پایا اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری کو ہی لے لیا۔

أطرافه: ۱۸۷، ۳۷۶، ۴۹۵، ۴۹۹، ۵۰۱، ۶۳۳، ۶۳۴، ۳۵۵۳، ۳۵۶۶، ۵۷۸۶۔

۵۸۶۰: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ح. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْأَنْصَارِ وَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ.

۵۸۶۰: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی کہ حضرت انس بن مالکؓ نے مجھے بتایا۔ اور لیث (بن سعد) نے کہا کہ مجھے یونس نے بتایا۔ یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے کہا: مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا بھیجا اور ان کو چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا۔

أطرافه: ۳۱۴۶، ۳۱۴۷، ۳۵۲۸، ۳۷۷۸، ۳۷۹۳، ۴۳۳۱، ۴۳۳۲، ۴۳۳۳، ۴۳۳۴، ۴۳۳۷، ۶۷۶۲، ۷۴۴۱۔

بَاب ۴۳: الْجُلُوسُ عَلَى الْحَصِيرِ وَنَحْوِهِ

بوری وغیرہ پر بیٹھنا

۵۸۶۱: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدٍ

۵۸۶۱: محمد بن ابی بکر (مقدمی) نے مجھ سے بیان کیا کہ معتمر (بن طرخان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِرُ حَصِيرًا بِاللَّيْلِ فَيُصَلِّي وَيَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَثُوبُونَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ حَتَّى كَثُرُوا فَأَقْبَلَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ مَا دَامَ وَإِنْ قَلَّ.

نے عبید اللہ (عمری) سے، عبید اللہ نے سعید سے، سعید نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن (بن عوف) سے، ابو سلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ایک بوریا سے حجرہ سا بنا لیتے تھے اور (اس میں) نماز پڑھتے تھے اور دن کو اسے بچھا لیتے اور اس پر بیٹھتے تو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اِدھر اُدھر سے اکٹھے ہونے لگتے اور آپؐ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے یہاں تک کہ وہ بہت ہو گئے۔ آپؐ ان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: لوگو! اتنے ہی عمل کرو جتنی کہ تم طاقت رکھتے ہو کیونکہ اللہ تو نہیں اکتاتا مگر تم ہی اکتا جاتے ہو اور اللہ کو وہی عمل زیادہ پیارا ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے گو تھوڑا ہی ہو۔

أطرافُه: ۷۲۹، ۷۳۰، ۹۲٤، ۱۱۲۹، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲۔

بَاب ٤٤ : الْمُزَرَّرُ بِالذَّهَبِ

جس کپڑے کو سونے کے بٹن لگے ہوں

٥٨٦٢ :وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ أَبَاهُ مَخْرَمَةَ قَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتْ عَلَيْهِ أَقْبِيَةٌ فَهُوَ يَقْسِمُهَا فَاذْهَبْ بِنَا إِلَيْهِ فَذَهَبْنَا

۵۸۶۲: اور لیث نے کہا: ابن ابی ملیکہ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت کی کہ ان کے باپ مخرمہؓ نے ان سے کہا: اے میرے بیٹے! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آئی ہیں اور آپؐ ان کو تقسیم کر رہے ہیں چلو ہم بھی آپؐ کے پاس جائیں۔ چنانچہ ہم گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ لِي يَا بُنَيَّ ادْعُ لِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْظَمْتُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَدْعُو لَكَ رَسُولَ اللهِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَيْسَ بِجَبَّارٍ فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيبَاجٍ مُزَرَّرٌ بِالذَّهَبِ فَقَالَ يَا مَخْرَمَةُ هَذَا خَبَأْنَاهُ لَكَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

اپنے گھر میں پایا تو مخرمہؓ نے مجھ سے کہا: اے میرے بیٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاس بلاؤ۔ میں نے اس کو بہت ہی برا سمجھا۔ میں نے کہا: کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے پاس بلاؤں؟ انہوں نے کہا: بیٹا! وہ مغرور نہیں ہیں۔ تب میں نے آپؐ کو بلایا، آپؐ باہر آئے اور آپؐ پر ایک ریشمی قبا تھی جسے سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: مخرمہؓ یہ ہم نے تمہارے لئے چھپا رکھی ہے اور آپؐ نے وہ ان کو دے دی۔

أطرافه: ۲۵۹۹، ۲۶۵۷، ۳۱۲۷، ۵۸۰۰، ۶۱۳۲۔

تشریح: الْمُزَرَّرُ بِالذَّهَبِ: جس کپڑے کو سونے کے بٹن لگے ہوں۔ عرض کی گئی کہ چاندی وغیرہ کے بٹن استعمال کئے جاویں؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"۳-۴ ماشہ تک کوئی حرج نہیں، لیکن زیادہ کا استعمال منع ہے۔ اصل میں سونا چاندی عورتوں کی زینت کے لیے جائز رکھا ہے۔ ہاں علاج کے طور پر ان کا استعمال منع نہیں۔ جیسے کسی شخص کو کوئی عارضہ ہو اور چاندی سونے کے برتن میں کھانا طبیب بتلاوے تو بطور علاج کے صحت تک وہ استعمال کر سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۹۴)

بَاب ٤٥ : خَوَاتِيمُ الذَّهَبِ

سونے کی انگوٹھیاں

۵۸۶۳: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ سَمِعْتُ

۵۸۶۳: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا کہ اشعث بن سلیم نے ہم سے بیان کیا، اشعث نے کہا: میں نے معاویہ بن

الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيبَاجِ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَالْقَسِّيِّ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ وَأَمَرَنَا بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ.

سوید بن مقرن سے سنا۔ معاویہ نے کہا: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں سے منع فرمایا۔ سونے کی انگوٹھی سے یا کہا سونے کے چھلے سے منع فرمایا اور ریشمی کپڑے اور استبرق اور دیباج اور سرخ ریشمی زین پوش اور قسی اور چاندی کے برتنوں سے بھی منع فرمایا اور ہمیں سات باتوں کا حکم دیا۔ بیمار پرسی کرنے، جنازوں کے ساتھ جانے اور چھینکنے والے کو دعا دینے اور سلام کا جواب دینے اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے اور قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنے اور مظلوم کی مدد کرنے کا۔

أطرافه: ١٢٣٩، ٢٤٤٥، ٥١٧٥، ٥٦٣٥، ٥٦٥٠، ٥٨٣٨، ٥٨٤٩، ٦٢٢٢، ٦٢٣٥، ٦٦٥٤۔

٥٨٦٤: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ. وَقَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ النَّضْرَ سَمِعَ بَشِيرًا .. مِثْلَهُ.

۵۸۶۴: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ غندر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا، شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے نضر بن انس سے، نضر نے بشیر بن نہیک سے، بشیر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا اور عمرو (بن مرزوق باہلی) نے کہا کہ ہمیں شعبہ نے قتادہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے ایسا ہی نضر سے سنا۔ نضر نے بشیر سے سنا۔

٥٨٦٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى

۵۸۶۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ فَاتَّخَذَهُ النَّاسُ فَرَمَى بِهِ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ أَوْ فِضَّةٍ.

سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ (عمری) سے، عبید اللہ نے کہا کہ مجھے نافع نے بتایا۔ نافع نے حضرت عبد اللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور آپؐ نے اس کا نگینہ اس طرف رکھا جو ہتھیلی کے قریب تھا۔ پھر لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوائیں۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے اس کو پھینک دیا اور آپؐ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ راوی نے وَرِق کا لفظ بیان کیا یا فِضَّہ کا۔

أطرافه: ٥٨٦٦، ٥٨٦٧، ٥٨٧٣، ٥٨٧٦، ٦٦٥١، ٧٢٩٨۔

تشریح: خَوَاتِيمُ الذَّهَبِ: سونے کی انگوٹھیاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نجاشیؓ کے مابین تحائف کا سلسلہ بھی قائم تھا چنانچہ نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ سیاہ رنگ کے موزوں کا جوڑا بھیجا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمایا اور وضو کرتے ہوئے اس پر مسح کیا۔[1] نجاشیؓ نے ایک دفعہ سونے کی انگوٹھی بھیجی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ انگوٹھی اپنی نواسی اُمامہؓ کو جو حضرت زینبؓ کی بیٹی تھیں، پہننے کے لئے دی۔[2]

ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بذریعہ تحریر عرض کی کہ ہمارے ہاں رسم ہے کہ جب بچے کو بسم اللہ کرائی جاوے تو بچے کو تعلیم دینے والے مولوی کو ایک عدد تختی چاندی یا سونے کی اور قلم و دوات چاندی یا سونے کی دی جاتی ہے۔ اگرچہ میں ایک غریب آدمی ہوں مگر چاہتا ہوں کہ یہ اشیاء اپنے بچے کی بسم اللہ پر آپ کی خدمت میں ارسال کروں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا:۔

"تختی اور قلم و دوات سونے یا چاندی کی دینا یہ سب بدعتیں ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہیئے اور باوجود غربت کے اور کم جائیداد ہونے کے اس قدر اسراف اختیار کرنا سخت گناہ ہے۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۶۵)

---

[1] (سنن أبي داود، كِتَاب الطَّهَارَةِ، بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ)

[2] (سنن أبي داود، كِتَاب الْخَاتَمِ، مَا جَاءَ فِي الذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی جائز نہیں؟ حضور نے فرمایا:

"ہاں، مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی جائز نہیں۔ درحقیقت اسلام کا منشاء یہ ہے کہ وہ چیزیں جو کہ قیمت کے طور پر کام آتی ہیں ان کو روک کر اپنے پاس نہ رکھا جائے۔ اگر لوگ سونے چاندی کو بند کر کے رکھ دیں تو تجارت پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور خزانوں میں سکّے کی کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اسلام نے سونے چاندی کے برتنوں سے منع کیا ہے۔ اگر سونے چاندی کے برتن بنائے جائیں گے تو وہ گھر میں بند ہو جائیں گے اور اس کا سکّوں پر برا اثر پڑے گا۔ اگر سونے چاندی کو لوگ گھروں میں بند کر دیں گے تو پھر صرف نوٹ ہی نوٹ سکّہ کے طور پر رہ جائیں گے۔ اس لئے اسلام نے مردوں کو تو بالکل منع فرمایا کہ وہ سونا نہ پہنیں اور عورتوں کے ان زیورات پر جو وہ نہیں پہنتیں چالیسواں حصّہ زکوٰۃ لگا دی۔ اس طرح چالیس و پچاس سال میں آہستہ آہستہ وہ سارا سونا خود بخود نکل آئے گا۔ اور اگر زکوٰۃ ادا نہیں کریں گی تو بے دین بنیں گی۔ جو لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں وہ خود محسوس کر لیتے ہیں کہ زکوٰۃ ہی ہمارا سارا سونا ختم کر دے گی۔ میں نے اپنے گھروں میں بھی دیکھا ہے کہ جب چند سال زکوٰۃ ادا کرتے ہیں تو آخر کہہ دیتے ہیں کہ اس زیور کو فلاں جگہ پر لگا دیجئے۔ پس ہماری شریعت کا منشاء یہ ہے کہ روپیہ چکر کھاتا رہے۔ اس کے لیے پہلا قدم تو یہ اٹھایا کہ مرد سونا نہ پہنیں۔ پھر عورتوں سے کہا کہ اگر زیور بنوا کر رکھو گی تو اس پر زکوٰۃ ادا کرنی ہو گی اور اس طرح اسلام نے غریبوں کے لیے امیروں پر زکوٰۃ فرض کر دی تا کہ امراء کے پاس سے روپیہ نکل کر غریبوں کے پاس جاتا رہے۔"

(ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، فرمودہ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۶ء، الفضل ۵ نومبر ۱۹۶۰ صفحہ ۴)

بَاب ٤٦ : خَاتَمُ الْفِضَّةِ

چاندی کی انگوٹھی

٥٨٦٦ :حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى ۵۸۶۶: یوسف بن موسیٰ نے ہمیں بتایا کہ

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهُ فَلَمَّا رَآهُمْ قَدِ اتَّخَذُوهَا رَمَى بِهِ وَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الْفِضَّةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَلَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ حَتَّى وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ فِي بِئْرِ أَرِيسَ.

ابو اسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ (عمری) نے ہم سے بیان کیا۔ عبید اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی یا (کہا) چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ اس طرف رکھا جو آپ کی ہتھیلی کے قریب تھا اور اس میں یہ کندہ کرایا: محمد رسول اللہ۔ تو لوگوں نے بھی ایسی ہی انگوٹھیاں بنوائیں۔ جب آپؐ نے دیکھا کہ وہ بھی انگوٹھیاں پہننے لگے ہیں تو آپؐ نے اس کو پھینک دیا اور فرمایا: میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ پھر آپؐ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ انگوٹھی حضرت ابو بکرؓ نے پہنی پھر حضرت عمرؓ نے پھر حضرت عثمانؓ نے اور آخر وہ انگوٹھی حضرت عثمانؓ سے اَرِیس کے کنوئیں میں گر گئی۔

أطرافه: ٥٨٦٥، ٥٨٦٧، ٥٨٧٣، ٥٨٧٦، ٦٦٥١، ٧٢٩٨۔

تشریح: خَاتَمُ الْفِضَّةِ: چاندی کی انگوٹھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بادشاہوں کو خط لکھنے کے وقت آپ نے ایک مہر والی انگوٹھی اپنے لئے بنوائی تھی مگر آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ سونے کی انگوٹھی نہ ہو بلکہ چاندی کی ہو کیونکہ سونا خدا تعالیٰ نے میری اُمت کے مردوں کے لئے پہننا منع فرمایا ہے۔ عورتوں کو بیشک ریشمی کپڑے اور زیور پہننے کی اجازت تھی اس بارہ میں آپ نصیحت کرتے رہتے تھے کہ غلو نہ کیا جائے۔" (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۳۸۰، ۳۸۱)

بَاب ٤٧

٥٨٦٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ فَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

۵۸۶۷: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے عبداللہ بن دینار سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ پھر آپؐ نے اس کو پھینک دیا اور فرمایا: میں اس کو کبھی نہ پہنوں گا اور لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

أطرافُه: ٥٨٦٥، ٥٨٦٦، ٥٨٧٣، ٥٨٧٦، ٦٦٥١، ٧٢٩٨۔

٥٨٦٨: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوا الْخَوَاتِيمَ مِنْ وَرِقٍ وَلَبِسُوهَا فَطَرَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهُ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ. تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ وَزِيَادٌ وَشُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ مُسَافِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَرَى خَاتَمًا

۵۸۶۸: یحییٰ بن بکیر نے مجھ سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے کہا کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی۔ پھر لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں اور انہیں پہنا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک دی اور لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ (یونس کی طرح) اس حدیث کو ابراہیم بن سعد اور زیاد اور شعیب نے بھی زُہری سے روایت کیا اور (عبدالرحمٰن بن خالد)

مِنْ وَرِقٍ. ابن مسافر نے زہری سے یوں نقل کیا: میں سمجھتا ہوں کہ چاندی کی انگوٹھی تھی۔

تشریح: باب ۴۷: چاندی کی انگوٹھی پہننا مردوں کے لیے جائز ہے۔ زیر باب روایت میں انگوٹھی کے پھینکنے کا جو ذکر ہے۔ اس میں اس رِیس یا عادت کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے جو بغیر کسی مقصد کے محض دیکھا دیکھی نقالی کے طور پر کی جائے۔ ہر چیز کا کوئی مقصد ہونا چاہیے آپ کی انگوٹھی تو مہر کیلئے بنوائی گئی تھی جو کہ ایک اہم قومی فریضہ تھا۔ اور اس کی انفرادیت قائم رکھنا ضروری تھا۔ آپ اس رجحان کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ محض نقل کے طور پر کسی عمل کو اختیار کیا جائے چنانچہ ایک دفعہ ازواج مطہرات میں سے بعض نے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اعتکاف کیلئے مسجد میں خیمے لگا لیے تو آپ نے اعتکاف ختم کر دیا اور رمضان کی بجائے شوال میں اعتکاف کیا۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ، فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ خِبَاءً فَأَذِنَتْ لَهَا فَضَرَبَتْ خِبَاءً فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً آخَرَ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الأَخْبِيَةَ، فَقَالَ مَا هَذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ فَتَرَكَ الِاعْتِكَافَ ذَلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ (بخاری، کتاب الاعتکاف روایت نمبر ۲۰۳۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور مَیں آپ کیلئے ایک خیمہ لگا دیتی۔ آپ صبح کی نماز پڑھ کر اُس میں داخل ہو جاتے۔ ایک دفعہ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے ایک خیمہ لگانے کی اجازت لی تو انہوں نے اُن کو اِجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت حفصہؓ نے خیمہ لگالیا۔ جب حضرت زینب بنت جحشؓ نے دیکھا تو انہوں نے بھی ایک اور خیمہ لگالیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح اُٹھے اور وہ خیمے دیکھے تو آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ آپ کو بتایا گیا (کہ آپ کی ازواج نے یہ خیمے لگائے ہیں) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ فعل انہوں نے نیکی کی غرض سے کیا ہے؟ آپ نے اُس مہینے میں اعتکاف ہی چھوڑ دیا۔ پھر شوال کے دس دِنوں میں آپ معتکف ہوئے۔

بَاب ٤٨ : فَصُّ الْخَاتَمِ

انگوٹھی کا نگینہ

٥٨٦٩ : حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۸۶۹: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زریع نے ہمیں خبر دی کہ حمید (طویل) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: حضرت انسؓ سے

خَاتَمًا قَالَ أَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ قَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوهَا.

پوچھا گیا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی؟ تو انہوں نے کہا: ایک رات آپؐ نے عشاء کی نماز میں آدھی رات تک دیر کر دی۔ پھر آپؐ ہماری طرف رخ کئے ہوئے آئے تو گویا اب بھی میں آپؐ کی انگوٹھی کی چمک کو دیکھ رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: لوگ نماز پڑھ چکے ہیں اور سو گئے ہیں اور تم نماز میں رہے ہو جب تک تم اس کا انتظار کرتے رہے ہو۔

أطرافه: ٥٧٢، ٦٠٠، ٦٦١، ٨٤٧۔

٥٨٧٠: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ. وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۸۷۰: اسحاق (بن راہویہ) نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے حمید سے سنا۔ حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ اور یحییٰ بن ایوب نے اپنی سند میں یوں کہا: مجھ سے حمید نے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت انسؓ سے سنا۔ حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

أطرافه: ٦٥، ٢٩٣٨، ٥٨٧٢، ٥٨٧٤، ٥٨٧٥، ٥٨٧٧، ٧١٦٢۔

بَاب ٤٩: خَاتَمُ الْحَدِيدِ

لوہے کی انگوٹھی

٥٨٧١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ

۵۸۷۱: عبداللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن ابی حازم نے ہمیں بتایا۔

أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلًا يَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ جِئْتُ أَهَبُ نَفْسِي فَقَامَتْ طَوِيلًا فَنَظَرَ وَصَوَّبَ فَلَمَّا طَالَ مُقَامُهَا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُصْدِقُهَا قَالَ لَا قَالَ انْظُرْ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ وَاللهِ إِنْ وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ قَالَ لَا وَاللهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ مَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ فَقَالَ أُصْدِقُهَا إِزَارِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِزَارُكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَلَسَ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ سُورَةُ كَذَا وَكَذَا لِسُوَرٍ عَدَّدَهَا

انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت سہل (بن سعد انصاریؓ) سے سنا وہ کہتے تھے: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ کہنے لگی: میں اس لئے آئی کہ اپنے تئیں ہبہ کر دوں۔ وہ دیر تک کھڑی رہی۔ آپؐ نے اس کو دیکھا اور نگاہ نیچے کر لی۔ جب وہ دیر تک کھڑی رہی ایک شخص نے کہا: مجھ سے ہی اس کا نکاح کر دیں اگر آپؐ کو ضرورت نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارے پاس کچھ ہے جو اس کو مہر میں دو۔ اس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: دیکھو۔ وہ گیا اور پھر لوٹ آیا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم! کچھ نہیں ملا۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ اور ڈھونڈو گو لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گیا اور پھر لوٹ آیا۔ کہنے لگا: اللہ کی قسم لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی اور اس نے ایک تہ بند پہنا ہوا تھا اس پر اوپر کی چادر بھی نہ تھی۔ اس نے کہا: میں اسے اپنا یہ تہ بند مہر میں دیئے دیتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارا تہ بند؟ اگر اس نے وہ پہنا تو اس میں سے تم پر کچھ نہ رہے گا اور اگر تم نے وہ پہنا تو اس پر اس میں سے کچھ نہ رہے گا۔ (یہ سن کر) وہ شخص الگ ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر نبی ﷺ نے اس کو پیٹھ موڑ کر جاتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے حکم دیا اور وہ بلایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: تمہیں قرآن سے کیا یاد ہے۔ اس نے چند سورتوں

قَالَ قَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

کو گن کر کہا: فلاں فلاں سورۃ۔ آپؐ نے فرمایا: جو تمہیں قرآن یاد ہے اس کے بدلے میں یہ عورت تمہارے قبضے میں کئے دیتا ہوں۔

أطرافه: ٢٣١٠، ٥٠٢٩، ٥٠٣٠، ٥٠٨٧، ٥١٢١، ٥١٢٦، ٥١٣٢، ٥١٣٥، ٥١٤١، ٥١٤٩، ٥١٥٠، ٧٤١٧-

بَاب ٥٠: نَقْشُ الْخَاتَمِ

انگوٹھی کا نقش

٥٨٧٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى رَهْطٍ أَوْ أُنَاسٍ مِنَ الْأَعَاجِمِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُونَ كِتَابًا إِلَّا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ فَكَأَنِّي بِوَبِيصِ أَوْ بِبَصِيصِ الْخَاتَمِ فِي إِصْبَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ فِي كَفِّهِ.

۵۸۷۲: عبدالاعلیٰ (بن حماد) نے ہمیں بتایا کہ یزید بن زُرَیع نے ہم سے بیان کیا کہ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہمیں بتایا۔ سعید نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو یا (کہا کہ) چند لوگوں کو جو عجم کے تھے خط لکھوانے چاہے تو آپؐ سے کہا گیا کہ وہ کوئی ایسا خط قبول نہیں کرتے جس پر مہر نہ ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس پر یہ نقش تھا: محمد رسول اللہ۔ (مجھے یہ ایسا یاد ہے) کہ گویا کہ میں اب بھی اس انگوٹھی کی چمک کو دیکھ رہا ہوں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں تھی یا (کہا) آپؐ کے ہاتھ میں تھی۔

أطرافه: ٦٥، ٢٩٣٨، ٥٨٧٠، ٥٨٧٤، ٥٨٧٥، ٥٨٧٧، ٧١٦٢-

٥٨٧٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ

۵۸۷۳: محمد بن سلام (بیکندی) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن نمیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَكَانَ فِي يَدِهِ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ عُمَرَ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ عُثْمَانَ حَتَّى وَقَعَ بَعْدُ فِي بِئْرِ أَرِيسَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ.

عبید اللہ (عمری) سے، عبید اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور وہ آپؐ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر ان کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں۔ پھر ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی۔ آخر وہ انگوٹھی اَریس کے کنوئیں میں گر پڑی۔ اس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا۔

أطرافه: ٥٨٦٥، ٥٨٦٦، ٥٨٦٧، ٥٨٧٦، ٦٦٥١، ٧٢٩٨-

باب ۵۱: الْخَاتَمُ فِي الْخِنْصَرِ

چھنگلی میں انگوٹھی پہننا

٥٨٧٤: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا قَالَ إِنَّا اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا فِيهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشْ عَلَيْهِ أَحَدٌ قَالَ فَإِنِّي لَأَرَى بَرِيقَهُ فِي خِنْصَرِهِ.

۵۸۷۴: ابومعمر نے ہمیں بتایا کہ عبدالوارث (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن صہیب نے ہمیں بتایا۔ عبدالعزیز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور فرمایا: ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اور ہم نے اس میں ایک نقش کندہ کرایا ہے تو اس نقش کے مطابق وہ نقش کوئی کندہ نہ کرائے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے کہ میں آپؐ کی چھنگلی میں اس کی چمک اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

أطرافه: ٦٥، ٢٩٣٨، ٥٨٧٠، ٥٨٧٢، ٥٨٧٥، ٥٨٧٧، ٧١٦٢-

بَاب ۵۲: اِتِّخَاذُ الْخَاتَمِ لِيُخْتَمَ بِهِ الشَّيْءُ

انگوٹھی بنوانا تاکہ اُس سے کسی چیز پر مہر لگائی جائے

أَوْ لِيُكْتَبَ بِهِ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ وَغَيْرِهِمْ. یا اُس کے ساتھ اہل کتاب وغیرہ کو خط لکھے جائیں۔

۵۸۷۵: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَنْ يَقْرَءُوا كِتَابَكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ.

۵۸۷۵: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رومیوں کو خط لکھوانا چاہا تو آپؐ سے کہا گیا۔ وہ آپؐ کے خط کو کبھی نہیں پڑھیں گے جب تک اس پر مہر نہ لگی ہو۔ اس لئے آپؐ نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر محمد رسول اللہ کندہ کروایا۔ مجھے ایسا یاد ہے کہ اس کی سفیدی کو آپؐ کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں۔

أطرافه: ٦٥، ٢٩٣٨، ٥٨٧٠، ٥٨٧٢، ٥٨٧٤، ٥٨٧٧، ٧١٦٢۔

تشریح: اِتِّخَاذُ الْخَاتَمِ لِيُخْتَمَ بِهِ الشَّيْءُ: انگوٹھی بنوانا اس لئے کہ اُس سے کسی چیز پر مہر لگائی جائے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اسلام کے عالمگیر مشن کے پیش نظر مختلف حکومتوں کے فرمانرواؤں کی طرف تبلیغی خطوط بھجوانے کی تجویز کی تاکہ ان فرمانرواؤں اور ان کے ذریعہ ان کی رعایا کو اسلام کا پیغام پہنچایا جائے کہ یہی آپؐ کی بعثت کی اصل غرض وغایت تھی۔ چنانچہ آپؐ نے حدیبیہ سے واپس آتے ہی اس بارہ میں اپنے صحابہ سے مشورہ کیا اور جب اس مشورہ میں آپؐ سے یہ عرض کیا گیا کہ دنیوی حکمرانوں کا یہ عام دستور ہے کہ وہ مہر شدہ خط کے بغیر کسی اور خط کی طرف توجہ نہیں دیتے تو آپؐ نے

ایک چاندی کی انگوٹھی تیار کروائی جس میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ کندہ کروائے گئے۔[1] اور خدا تعالیٰ کے نام کو مقدم اور بالا رکھنے کے خیال سے آپؐ نے ان الفاظ کی ترتیب یہ مقرر فرمائی کہ سب سے اوپر اللہ کا لفظ لکھا گیا اور درمیان میں رسول کا لفظ کندہ کیا گیا اور سب سے نیچے کی سطر میں محمدؐ کا لفظ رکھا گیا نیز چونکہ ان تبلیغی خطوط میں اس انگوٹھی کا نقش لینا مدنظر تھا، اس لئے یہ تدبیر بھی اختیار کی گئی کہ ان الفاظ کو سیدھے رخ پر لکھنے کی بجائے الٹا لکھا گیا تا کہ جب اس کا نقش لیا جائے تو یہ نقش پریس کی چھپائی کی طرح سیدھی صورت میں ظاہر ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ انگوٹھی اس کے بعد ہمیشہ آپؐ کے ہاتھ میں رہی اور آپؐ کی وفات کے بعد اسے حضرت ابوبکر خلیفہ اوّلؓ نے اپنے ہاتھ میں رکھا اور حضرت ابو بکرؓ کے بعد وہ حضرت عمر خلیفہ ثانیؓ کے ہاتھ میں رہی اور ان کے بعد حضرت عثمان خلیفہ ثالثؓ نے اسے پہنا حتیٰ کہ ایک دن وہ ان کے ہاتھ سے اریس نامی کنوئیں میں گر کر کھوئی گئی۔ حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں نے تین دن تک اس انگوٹھی کی تلاش جاری رکھی اور کنوئیں کا سارا پانی نکال کر چھان مارا مگر وہ نہ ملی۔..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تدبیر سے جو آپؐ نے صحابہ کے مشورہ سے انگوٹھی تیار کرانے میں اختیار کی اس بات پر اصولی روشنی پڑتی ہے کہ آپؐ کس طرح تبلیغ کے کام میں ان تمام رستوں کو اختیار فرماتے تھے جو مخاطب کو اپنی طرف مائل کرنے اور اس کے دل پر اچھا اثر پیدا کرنے کے لئے ضروری تھے۔ ظاہر ہے کہ جہاں تک خالص تبلیغ کا تعلق ہے کسی مُہر کا ہونا یا نہ ہونا ایک بالکل زائد چیز ہے اور کلمۂ حق مہر کے بغیر بھی اتنا ہی وزن رکھتا ہے جتنا کہ مہر کے ساتھ، لیکن چونکہ آپؐ کو بتایا گیا تھا کہ اس زمانہ کے بادشاہ مہر کے بغیر کسی خط کی طرف توجہ نہیں دیتے اور آپؐ کسی ایسے پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہتے تھے جس کی وجہ سے مخاطب کے دل میں کسی جہت سے بے توجہگی کی صورت پیدا ہو اس لئے آپؐ نے اس معمولی سی زائد تجویز کو بھی بڑے اہتمام کے ساتھ اختیار

[1] (صحیح بخاری، کتاب العلم، بابُ مَا یُذْکَرُ فِی الْمُنَاوَلَۃِ)

کیا تا کہ آپؐ کی تبلیغ میں کوئی ایسا رخنہ نہ رہ جائے جو تبلیغ کے اثر کو کسی جہت سے کمزور کرنے والا ہو۔" (سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ ۸۹۴ تا ۸۹۶)

بَاب ٥٣: مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتَمِ فِي بَطْنِ كَفِّهِ

جس نے انگوٹھی کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی طرف رکھا

٥٨٧٦: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ إِذَا لَبِسَهُ فَاصْطَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَرَقِيَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ اصْطَنَعْتُهُ وَإِنِّي لَا أَلْبَسُهُ فَنَبَذَهُ فَنَبَذَ النَّاسُ قَالَ جُوَيْرِيَةُ وَلَا أَحْسِبُهُ إِلَّا قَالَ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى.

۵۸۷۶: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے ان کو بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور جب آپؐ اس کو پہنتے تو نگینہ کو اپنی ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں، آپؐ یہ دیکھ کر منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی اب اسے نہیں پہنوں گا۔ یہ کہہ کر آپؐ نے اتار ڈالی اور لوگوں نے بھی اتار ڈالی۔ جویریہ کہتے تھے کہ میں سمجھتا ہوں کہ نافع نے یہ بھی کہا تھا کہ آپؐ نے اپنے داہنے ہاتھ میں پہنی تھی۔

أطرافه: ٥٨٦٥، ٥٨٦٦، ٥٨٦٧، ٥٨٧٣، ٦٦٥١، ٧٢٩٨۔

بَاب ٥٤: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْقُشُ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ آپؐ کے نقش جیسا کوئی نقش کندہ نہ کرائے

٥٨٧٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

۵۸۷۷: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَقَالَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ فَلَا يَنْقُشَنَّ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِهِ.

زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے، عبدالعزیز نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا اور فرمایا: میں نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی ہے اور اس میں محمد رسول اللہ کندہ کروایا ہے اس لئے اس نقش کے مطابق کوئی نقش نہ کرائے۔

أطرافه : ٦٥، ٢٩٣٨، ٥٨٧٠، ٥٨٧٢، ٥٨٧٤، ٥٨٧٥، ٧١٦٢۔

بَاب ٥٥: هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ

کیا انگوٹھی کا نقش تین سطروں پر کرایا جائے

٥٨٧٨: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتُخْلِفَ كَتَبَ لَهُ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولُ سَطْرٌ وَ "اللّٰهِ" سَطْرٌ.

۵۸۷۸: محمد بن عبداللہ انصاری نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا۔ ان کے باپ نے ثمامہ (بن عبداللہ بن انس) سے، ثمامہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے انہوں نے ان کو ایک خط لکھا اور مہر کا نقش تین سطروں میں تھا۔ محمد ایک سطر اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر۔

أطرافه : ١٤٤٨، ١٤٥٠، ١٤٥١، ١٤٥٣، ١٤٥٤، ١٤٥٥، ٢٤٨٧، ٣١٠٦، ٦٩٥٥۔

٥٨٧٩: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِي أَحْمَدُ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ

۵۸۷۹: ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا اور احمد (بن حنبل) نے اپنی سند میں اتنا اور بیان کیا کہ (محمد بن عبداللہ) انصاری نے ہم سے بیان کیا

خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَهُ وَفِي يَدِ عُمَرَ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ جَلَسَ عَلَى بِئْرِ أَرِيسَ قَالَ فَأَخْرَجَ الْخَاتَمَ فَجَعَلَ يَعْبَثُ بِهِ فَسَقَطَ قَالَ فَاخْتَلَفْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ فَنَنْزَحُ الْبِئْرَ فَلَمْ نَجِدْهُ.

انہوں نے کہا: مجھے میرے باپ نے بتایا۔ انہوں نے ثمامہ سے، ثمامہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی آپؐ کے ہاتھ میں اور آپؐ کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ میں اور حضرت ابو بکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو وہ اَریس کے کنوئیں پر بیٹھے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے کہ انہوں نے وہ انگوٹھی نکالی اور اس کو یونہی ادھر ادھر کرنے لگے وہ گر گئی۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: ہم حضرت عثمانؓ کے ساتھ تین دن وہاں جاتے رہے اور کنوئیں کا پانی سارے کا سارا نکالا مگر وہ ہمیں نہ ملی۔

بَاب ٥٦: الْخَاتَمُ لِلنِّسَاءِ وَكَانَ عَلَى عَائِشَةَ خَوَاتِيمُ ذَهَبٍ

عورتوں کا انگوٹھی پہننا اور حضرت عائشہؓ سونے کی انگوٹھیاں پہنا کرتی تھیں

٥٨٨٠: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

۵۸۸۰: ابو عاصم (نبیل) نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ہمیں خبر دی کہ حسن بن مسلم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے طاؤس سے، طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں شریک ہوا تو آپؐ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی۔

قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ وَزَادَ ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَأَتَى النِّسَاءَ فَأَمَرَهُنَّ

ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: اور ابن وہب نے ابن جریج سے روایت کرتے ہوئے اتنا اور

بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ.

بڑھایا پھر آپؐ عورتوں کے پاس آئے اور ان کو صدقہ کا حکم دیا۔ اور وہ حضرت بلالؓ کے کپڑے میں چھلے اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

أطرافه : ۹۸، ۸٦۳، ۹٦۲، ۹٦٤، ۹۷۵، ۹۷۷، ۹۷۹، ۹۸۹، ۱٤۳۱، ۱٤٤۹، ٤۸۹۵، ۵۲٤۹، ۵۸۸۱، ۵۸۸۳، ۷۳۲۵۔

بَاب۵۷: الْقَلَائِدُ وَالسِّخَابُ لِلنِّسَاءِ يَعْنِي قِلَادَةً مِنْ طِيبٍ وَسُكٍّ[1]

عورتوں کے لئے زیور اور قرنفل وغیرہ کے ہار یعنی خوشبودار یا سک کے ہار

۵۸۸۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيدٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَت الْمَرْأَةُ تَصَدَّقُ بِخُرْصِهَا وَسِخَابِهَا.

۵۸۸۱: محمد بن عرعرہ نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عدی بن ثابت سے، عدی نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن باہر گئے اور دو رکعتیں نماز پڑھائی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھائی۔ پھر آپؐ عورتوں کے پاس آئے اور صدقہ کا حکم دیا اور عورتیں اپنی بالیاں اور اپنے قرنفل مشک وغیرہ کے ہار صدقہ میں دینے لگیں۔

أطرافه : ۹۸، ۸٦۳، ۹٦۲، ۹٦٤، ۹۷۵، ۹۷۷، ۹۷۹، ۹۸۹، ۱٤۳۱، ۱٤٤۹، ٤۸۹۵، ۵۲٤۹، ۵۸۸۰، ۵۸۸۳، ۷۳۲۵۔

بَاب۵۸: اسْتِعَارَةُ الْقَلَائِدِ

ہار مستعار لینا

۵۸۸۲: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۵۸۸۲: اسحاق بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ عبدہ

---

[1] کشمیہنی کی روایت میں یہاں مِسک کا لفظ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۴۰۷) جس کے معنی مشک کے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوا عَلَى وُضُوءٍ وَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ. زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ.

(بن سلیمان) نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: اسماءؓ کا ایک ہار گم ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں چند آدمیوں کو بھیجا اور نماز کا وقت ہو گیا جبکہ وہ باوضو نہ تھے اور نہ انہیں پانی مل سکا تو لوگوں نے بغیر وضو کے ہی نماز پڑھی۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اور اللہ نے تیمم کی آیت نازل کی۔ ابن نمیر نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہوئے اتنا اور بڑھایا کہ جو انہوں نے اسماءؓ سے مستعار لیا تھا۔

أطرافه : ٣٣٤، ٣٣٦، ٣٦٧٢، ٣٧٧٣، ٤٥٨٣، ٤٦٠٧، ٤٦٠٨، ٥١٦٤، ٥٢٥٠، ٦٨٤٤، ٦٨٤٥۔

بَاب ٥٩: الْقُرْطُ لِلنِّسَاءِ

عورتوں کا بالیاں پہننا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَرَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِينَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ.

اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو صدقہ کا حکم دیا۔ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے کانوں اور اپنے گلے کی طرف ہاتھ بڑھائے جھک رہی تھیں۔

٥٨٨٣: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۵۸۸۳: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے کہا: مجھے عدی (بن ثابت) نے خبر دی، عدی نے کہا: میں نے سعید

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْعِيدِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي قُرْطَهَا.

(بن جبیر) سے سنا۔ سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو رکعتیں پڑھیں۔ ان سے پہلے اور نہ ان کے بعد آپؐ نے کوئی نماز پڑھی۔ پھر آپؐ عورتوں کے پاس آئے اور آپؐ کے ساتھ بلالؓ تھے تو آپؐ نے ان کو صدقہ کا حکم دیا تو کوئی عورت اپنی بالی ڈالنے لگی۔

أطرافه : ۹۸، ۸٦۳، ۹٦۲، ۹٦٤، ۹۷۵، ۹۷۷، ۹۷۹، ۹۸۹، ۱٤۳۱، ۱٤٤۹، ٤۸۹۵، ۵۲٤۹، ۵۸۸۰، ۵۸۸۱، ۷۳۲۵۔

بَاب ٦٠ : السِّخَابُ لِلصِّبْيَانِ

بچوں کو قرنفل وغیرہ کے ہار پہنانا

۵۸۸٤ : حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُوقٍ مِنْ أَسْوَاقِ الْمَدِينَةِ فَانْصَرَفَ فَانْصَرَفْتُ فَقَالَ أَيْنَ لُكَعُ ثَلَاثًا ادْعُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَمْشِي وَفِي عُنُقِهِ السِّخَابُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۵۸۸۴ : اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ بن آدم نے ہمیں خبر دی کہ ورقاء بن عمر نے ہمیں بتایا۔ ورقاء نے عبیداللہ بن ابی یزید سے، عبیداللہ نے نافع بن جبیر سے، نافع نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں مدینہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپؐ وہاں سے واپس لوٹے اور میں بھی لوٹا آپؐ نے تین بار پکارا: چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ حسن بن علیؓ کو بلاؤ۔ حسن بن علیؓ اٹھ کر چلتے ہوئے آیا اور اس کے گلے میں لونگ وغیرہ کا ہار تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اس طرح پھیلایا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ هَكَذَا فَقَالَ الْحَسَنُ بِيَدِهِ هَكَذَا فَالْتَزَمَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ. وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ.

تو حسنؓ نے بھی اپنا ہاتھ اس طرح پھیلایا اور آپؐ نے اس کو گلے لگایا اور فرمایا: اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت کرتا ہے اس سے بھی محبت کر۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اس کے بعد حسن بن علیؓ سے بڑھ کر مجھے کوئی پیارا نہ تھا۔

طرفه : ۲۱۲۲۔

تشریح: السِّخَابُ لِلصِّبْيَانِ: بچوں کو قرنفل وغیرہ کے ہار پہنانا۔ علامہ ابن اثیر نے کہا ہے سخاب وہ دھاگا ہے جس میں سیپوں کو پرویا جاتا ہے۔ یہ بچے اور بچیاں پہنتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ وہ ہار ہے جو لونگ سے بنایا جاتا ہے اور خوشبو اور مشک سے یعنی اس میں موتی اور جواہر نہیں ہوتے۔
(عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۳۹)

بَاب ٦١: الْمُتَشَبِّهُونَ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ

جو مرد عورتوں کی طرح بنیں اور جو عورتیں مردوں کی طرح بنیں

٥٨٨٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. تَابَعَهُ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ.

۵۸۸۵: محمد بن بشار نے ہمیں بتایا کہ محمد بن جعفر (غندر) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی جو عورتوں کی طرح بنیں اور ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں کی طرح بنیں۔ (غندر کی طرح) اس حدیث کو عمرو (بن مرزوق) نے بھی روایت کیا کہ ہمیں شعبہ نے بتایا۔

أطرافه: ٥٨٨٦، ٦٨٣٤۔

تشریح: الْمُتَشَبِّهُونَ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ: جو مرد عورتوں کی طرح بنیں اور جو عورتیں مردوں کی طرح بنیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بعض ایسے پیر بھی دیکھے گئے ہیں جو بالکل زنانہ لباس رکھتے ہیں یہاں تک کہ رنگین کپڑے پہننے کے علاوہ ہاتھوں میں چوڑیاں بھی رکھتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کے بھی بہت سے مرید پائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی ان سے پوچھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کب ایسی زنانہ صورت اختیار کی تھی تو اس کا کوئی جواب ان کے پاس نہیں ہے۔ وہ ایک نرالی شریعت بنانا چاہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور اختیار سے ایک راہ بنانا چاہتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۱۷)

بَاب ٦٢: إِخْرَاجُ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الْبُيُوتِ

گھروں سے ان مردوں کو نکالنا جو عورتوں کی طرح بنتے ہوں

٥٨٨٦: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ قَالَ فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانَةً.

۵۸۸۶: معاذ بن فضالہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ (بن ابی کثیر) سے، یحییٰ نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت کی جو مخنث بنیں اور ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں کی طرح بنیں اور فرمایا: ان کو اپنے گھروں سے نکال دو۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں شخص کو نکال دیا اور حضرت عمرؓ نے فلاں عورت کو نکال دیا۔

أطرافه : ٥٨٨٥، ٦٨٣٤۔

٥٨٨٧: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ

۵۸۸۷: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ لِعَبْدِ اللهِ أَخِي أُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللهِ إِنْ فَتَحَ اللهُ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفَ فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ.

زہیر (بن معاویہ) نے ہمیں بتایا کہ ہشام بن عروہ نے ہم سے بیان کیا کہ عروہ نے ان کو بتایا۔ حضرت زینب بنت اُم سلمہؓ نے اُن کو بتایا۔ حضرت اُم سلمہؓ نے ان کو خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں تھے اور گھر میں ایک مخنث بھی تھا تو وہ حضرت اُم سلمہؓ کے بھائی عبداللہؓ سے کہنے لگا: عبداللہؓ! اگر اللہ نے تمہیں کل طائف کی فتح دی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی کا پتہ دوں گا۔ کیونکہ وہ آتی ہے تو اس کے چار بل نظر آتے ہیں اور جب جاتی ہے تو آٹھ بل نظر آتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: یہ (لوگ) تمہارے پاس ہرگز نہ آیا کریں۔

قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ يَعْنِي أَرْبَعَ عُكَنٍ بَطْنِهَا فَهِيَ تُقْبِلُ بِهِنَّ وَقَوْلُهُ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ يَعْنِي أَطْرَافَ هَذِهِ الْعُكَنِ الْأَرْبَعِ لِأَنَّهَا مُحِيطَةٌ بِالْجَنْبَيْنِ حَتَّى لَحِقَتْ وَإِنَّمَا قَالَ بِثَمَانٍ وَلَمْ يَقُلْ بِثَمَانِيَةٍ وَوَاحِدُ الْأَطْرَافِ وَهُوَ ذَكَرٌ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ بِثَمَانِيَةِ أَطْرَافٍ.

ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے پیٹ پر چار بل پڑتے ہیں۔ گویا وہ ان کو لے کر آتی ہے اور اس کا یہ کہنا کہ تُدْبِرُ بِثَمَانٍ تو اس کی یہ مراد ہے کہ جب وہ پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو ان چار بلوں پر اور چار بل پڑتے ہیں کیونکہ وہ اس کے دونوں پہلوؤں پر ہوتے ہیں جو ان سے مل جاتے ہیں اور ثَمَانِيَة نہیں کہا تو اس لئے کہ اس سے مراد اطراف کا مفرد یعنی طرف ہے جو کہ مذکر ہے کیونکہ وہ ثَمَانِيَةَ أَطْرَافٍ نہیں کہہ سکتا تھا۔

أطرافه : ٤٣٢٤، ٥٢٣٥۔

تشریح: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت کی جو مخنث بنیں اور ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں کی طرح بنیں۔ مُخَنَّث، اِنْخِنَاث سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے موڑنا، نرم کرنا، ہیجڑا بنانا۔ علامہ عینی نے کہا ہے مخنث وہ شخص ہے جو اپنے اقوال و افعال میں عورتوں کے مشابہ ہو، یہ مشابہت خلقی بھی ہو سکتی ہے اور تکلف اور تصنع سے بھی اختیار کی ہوئی ہو سکتی ہے۔ تکلف اور بناوٹ سے اپنے آپ کو مخنث بنانے والے کی مذمت کی گئی ہے۔ طبرانی نے واثلہ بن الاسقع سے روایت کی ہے کہ جس شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکالا تھا وہ سیاہ فام غلام انجشہ تھا جو عورتوں کے اونٹوں کو چلاتا تھا۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۴۲) جبکہ بعض کے نزدیک اس سے مراد ھیت ہے جس کا ذکر روایت نمبر ۵۸۸۷ میں ہے۔[1]

بَاب ٦٣: قَصُّ الشَّارِبِ

مونچھوں کا چھوٹا کرنا

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحْفِي شَارِبَهُ حَتَّى يُنْظَرَ إِلَى بَيَاضِ الْجِلْدِ وَيَأْخُذُ هَذَيْنِ يَعْنِي بَيْنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ.

اور حضرت ابنِ عمرؓ اپنی مونچھیں اتنی چھوٹی کرتے تھے کہ کھال کی سفیدی دکھائی دیتی تھی اور دونوں طرف کے اُن بالوں کو بھی تراشتے تھے یعنی وہ بال جو کہ مونچھ اور داڑھی کے درمیان ہیں۔

٥٨٨٨: حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعٍ. قَالَ أَصْحَابُنَا عَنِ الْمَكِّيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ.

۵۸۸۸: مکی بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا انہوں نے حنظلہ سے، حنظلہ نے نافع سے، (امام بخاری نے) کہا: ہمارے ساتھیوں نے مکی (بن ابراہیم) سے مکی نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپؐ نے فرمایا: مونچھوں کا چھوٹا کرنا فطرت میں سے ہے۔

طرفه: ٥٨٩٠۔

[1] (ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری، الفصل السابع فی تبیین الأسماء، کتاب اللباس صفحہ ۴۸۶)

۵۸۸۹: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ.

۵۸۸۹: علی (بن عبداللہ مدینی) نے ہمیں بتایا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے روایت کیا، کہا: زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا۔ سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ پانچ باتیں فطرتی ہیں یا (کہا:) پانچ باتیں فطرت میں سے ہیں۔ ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، بغل کے بال صاف کرنا اور ناخن کاٹنا اور مونچھیں چھوٹی کرانا۔

أطرافه : ۵۸۹۱، ۶۲۹۷۔

تشریح: قَصُّ الشَّارِبِ: مونچھوں کا چھوٹا کرنا۔ یہ باب اور اس کے بعد کتاب اللباس کے آخر تک اکتالیس ابواب ہیں ان کے متعلق کہا گیا ہے کہ ان کا لباس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بعض شارحین نے کہا ہے لباس کا تعلق انسان کی زینت سے ہے اس لیے مونچھوں کو چھوٹا کرانا بھی زینت کا حصہ ہے اس لیے اس کا تعلق کتاب اللباس سے ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۴۳)

بَاب ٦٤: تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ

ناخنوں کا اُتارنا

۵۸۹۰: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ.

۵۸۹۰: احمد بن ابی رجاء نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حنظلہ سے سنا۔ حنظلہ نے نافع سے، نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیر ناف بال صاف کرنا، ناخن اتارنا اور مونچھیں چھوٹی کرانا یہ فطرتی باتیں ہیں۔

طرفه : ۵۸۸۸۔

۵۸۹۱: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْآبَاطِ.

۵۸۹۱: احمد بن یونس نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن سعد نے ہم سے بیان کیا۔ (انہوں نے کہا) کہ ابن شہاب نے ہمیں بتایا، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے ہیں: فطرتی باتیں پانچ ہیں۔ ختنہ کروانا، زیر ناف بال صاف کرنا، مونچھیں کتروانا، ناخن اتارنا اور بغل کے بال صاف کرنا۔

أطرافه : ۵۸۸۹، ۶۲۹۷۔

۵۸۹۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَ وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ.

۵۸۹۲: محمد بن منہال نے ہمیں بتایا کہ یزید بن زُرَیع نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن محمد بن زید نے ہمیں بتایا، عمر نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: مشرکوں کے برخلاف کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھوں کو اچھی طرح کتراؤ اور حضرت ابن عمرؓ کی عادت تھی کہ جب وہ حج یا عمرہ کو جاتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے اور جو زائد ہوتی اس کو کاٹ ڈالتے۔

طرفه : ۵۸۹۳۔

بَاب ۶۵: إِعْفَاءُ اللِّحَى

داڑھی کو بڑھنے دینا

وَعَفَوْا (الأعراف:۹۶) كَثُرُوا وَكَثُرَتْ أَمْوَالُهُمْ.

عَفَوْا کے معنی ہیں زیادہ ہو گئے اور ان کے اموال بڑھ گئے۔

۵۸۹۳: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحَى.

۵۸۹۳: محمد (بن سلام) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدہ (بن سلیمان) نے ہمیں خبر دی۔ عبید اللہ بن عمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھوں کو بالکل صاف کرو اور داڑھی کو بڑھنے دو۔

طرفہ : ۵۸۹۲۔

تشریح: إِعْفَاءُ اللِّحَى: داڑھی کو بڑھنے دینا۔ امام بخاری نے زیر باب لفظ عَفَوْا کا معنی کَثَّرُوا کیا ہے یعنی وہ زیادہ ہو گئے۔ اسی طرح سورہ اعراف آیت ۹۶ حَتّٰى عَفَوْا... یعنی وہ خوب پھلے پھولے، عَفَوْا کے ان معنوں سے داڑھی کے بڑھنے یا بڑھانے کا بیان کیا ہے۔ علامہ ابن دقیق العید نے کہا ہے: حَقِيقَة الْإِعْفَاءِ التَّرْك۔ الْإِعْفَاء کے حقیقی معنی چھوڑنا ہیں۔ وَترك التَّعَرُّض للحية يسْتَلْزم تكثيرها۔ اور داڑھی سے تعرض نہ کرنے (یعنی اس کی کانٹ چھانٹ نہ کرنے) کا لازمی نتیجہ اس کا بڑھنا ہے اور ابن السید نے سب سے منفرد بات کی ہے۔ فَقَالَ حَمَلَ بَعْضُهُمْ قَوْلَهُ أَعْفُوا اللِّحَى عَلَى الْأَخْذِ مِنْهَا بِإِصْلَاحِ مَا شَذَّ مِنْهَا طُولًا وَعَرْضًا وَاسْتَشْهَدَ بِقَوْلِ زُهَيْرٍ عَلَى آثَارِ مَنْ ذَهَبَ الْعَفَاءُ۔ اور بعض علماء نے آپ کے قول وَأَعْفُوا اللِّحَى کے یہ معنی کیے ہیں کہ اس میں سے طول و عرض میں بڑھے ہوئے بالوں کو تراشنا۔ اور اس بات کی دلیل زہیر کے قول مٹ جانے والے آثار سے لی ہے۔ یعنی ذَهَبَ الْعَفَاء کا معنی ہے جو چیز تراش کر یا مٹا کر برابر کر دی جائے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۴۳۱)

امام طبری نے کہا ہے اگر اس حدیث کے ظاہری الفاظ کی تتبع کی جائے تو داڑھی طول و عرض میں بہت بڑی ہو جائے گی اور انسان قبیح اور بد شکل ہو جائے گا۔ حضرت عمرؓ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے داڑھی کو چھوڑ دیا تھا۔ انہوں نے اس کو پکڑ کر کھینچا اور اس آدمی سے کہا کہ ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں کاٹ دو۔ پھر فرمایا اپنے بالوں کی اصلاح کرو تم میں سے کوئی اپنے آپ کو اس طرح چھوڑ دیتا ہے کہ وہ درندوں میں کوئی درندہ ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۴۶)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ڈاڑھی اسلام کے شعار میں سے ایک شعار ہے۔ اب ایک غیر جو دیکھے گا کہ ایک شخص مسلمان کہلاتا ہے اور ڈاڑھی منڈواتا ہے تو وہ یہی کہے گا کہ یہ کہلاتا تو

مسلمان ہے لیکن اسلامی شعار کی اس کے دل میں کچھ حرمت اور وقعت نہیں۔ اس لئے وہ ڈاڑھی منڈوا کر اسلام کی ہتک کرتا ہے۔ جب ڈاڑھی کا کوئی بوجھ نہیں نہ یہ کہ اس کی وجہ سے سخت گرمی محسوس ہوتی ہے اور ادھر ڈاڑھی رکھنا اسلام کے شعار میں سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کا مطالبہ کیا ہے اور یہ حکم ہے بھی ایسا جس کی تعمیل کو ہر کوئی دیکھ سکتا ہے۔ سر کے اگلے حصہ پر رکھے ہوئے بڑے بال تو ٹوپی یا پگڑی کے نیچے انسان چھپا بھی سکتا ہے لیکن ٹھوڑی تو چھپائی نہیں جاسکتی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اسلامی شعار کی حرمت کے لئے اگر ڈاڑھی رکھ لی جائے تو کونسی بڑی بات ہے۔"

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ جون ۱۹۲۵، جلد ۹ صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲)

نیز آپ فرماتے ہیں:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ڈاڑھی رکھو۔ پس ہمیں بھی اسی بات پر زور دینا چاہئے کہ ڈاڑھی ہو اور ایسی ہو کہ دیکھنے والے کہیں کہ یہ ڈاڑھی ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ وہ کتنی ہو اس کے متعلق کوئی پابندی نہیں۔ بعض لوگ تزئین کراتے ہیں بعض نہیں کراتے۔ مگر صحیح طریق یہی ہے کہ ڈاڑھی کی تزئین کی جائے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ثابت ہے کہ آپ تزئین کیا کرتے تھے۔ اگر ایک شخص کی ڈاڑھی ایسی ہے جو زیادہ لمبی ہونے کی صورت میں بد زیب معلوم ہوتی ہے مثلاً صرف ٹھوڑی پر ہی بال ہیں تو ایسی صورت میں ترشوا کر چھوٹی کی جاسکتی ہے۔ لیکن بعض لوگ جو زیرو مشین استعمال کرتے ہیں ان کی ڈاڑھی واقعہ میں ڈاڑھی کہلانے کی مستحق نہیں۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ڈاڑھی رکھنے کی کوشش کی ہے۔ ایسے لوگ مخنث قسم کے ہوتے ہیں۔ یعنی ڈاڑھی رکھنے والوں اور ڈاڑھی منڈانے والوں دونوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ باقی چھوٹی یا بڑی ڈاڑھی رکھنا انسان کی اپنی طبیعت اور حالات پر مبنی ہے۔ وہ جیسی چاہے رکھ لے۔"

(ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرمودہ ۲۳ جون ۱۹۴۶، روزنامہ الفضل ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۴)

نیز فرمایا:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ تو ثابت ہے کہ آپ نے داڑھی رکھی اور یہ بھی ثابت ہے کہ دوسروں سے کہا رکھّو۔ مگر یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا اتنی لمبی داڑھی رکھو۔ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ بعض صحابہ کی داڑھی چھوٹی تھی۔ چنانچہ حضرت علیؓ کی چھوٹی داڑھی تھی اور مؤرخوں کی رائے ہے کہ عام طور پر صحابہ کی چھوٹی داڑھی تھی۔

مظہر جان جاناں کے متعلق بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی داڑھی مختصر تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو یاد نہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق معلوم ہے کہ آپ تزئین کراتے اور داڑھی کے بال بھی ترشواتے تھے۔ میں بھی ہمیشہ اسی طرح کراتا ہوں۔ اس وقت میری جتنی داڑھی ہے اگر میں اسے بڑھنے دوں تو اور زیادہ لمبی ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہفتہ وار داڑھی کے بال کتراتے جو کئی آدمیوں نے بطور تبرک رکھے ہوئے ہیں۔ میرے پاس بھی ایک شیشی میں تھے جو کسی نے تبرک سمجھ کر اٹھالی۔...

بات یہ ہے داڑھی ہونی چاہئے آگے خواہ وہ چاول کے دانہ کے برابر ہو چاہے لمبی ہو یا پھر چاہے کوئی فیشن ہو۔ جب صحابہ میں ایسے تھے جن کی چھوٹی داڑھی تھی تو کسی کی لمبی داڑھی دیکھ کر کہنا کہ اتنی ہونی چاہئے یہ شریعت سے معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لمبی داڑھی تھی۔ اگر کوئی لمبی داڑھی رکھتا ہے تو وہ اس بارے میں بھی آپ سے محبت کا ثبوت دیتا ہے۔ پس چاہئے داڑھی ایک جو کے برابر ہو یا دو جو کے، چاہے بالشت کے برابر ہو یہ اپنے اپنے ذوق پر منحصر ہے۔ کسی کو اس میں دخل دینے کا اختیار نہیں۔ اگر کوئی دخل دیتا ہے تو وہ شریعت میں دخل انداز ہوتا ہے۔"

(فرمودات مصلح موعود دربارہ فقہی مسائل، صفحہ ۳۵۷، ۳۵۸)

فرمایا:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ڈاڑھی منڈانے کا رواج تھا مگر آپ نے مسلمانوں کو ڈاڑھی رکھنے کا حکم دیا۔ اس کے آپ نے کوئی ایسے فوائد بیان

نہیں کیے جو بظاہر نظر آتے ہوں بلکہ صرف یہ فرمایا کہ دوسرے منڈاتے ہیں اس لئے تم رکھو۔ اس کے علاوہ آپ نے کوئی ایسی بات نہیں بیان فرمائی کہ ہم کہیں اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اس حکم کی پابندی اس زمانہ میں ضروری نہیں۔ لیکن اس کا ظاہری فائدہ یہ ہے کہ اس سے ایک مسلمان دوسرے کو دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے۔ گویا یہ بطور نشان اور علامت کے ہے۔ پھر اس کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہے کہ ظاہری مشارکت قلبی اتحاد کی تقویت کا موجب ہوتی ہے۔"

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ اکتوبر ۱۹۳۰ء، جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۱)

بَاب ٦٦: مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ

بڑھاپے کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے

٥٨٩٤: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَخَضَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَبْلُغْ الشَّيْبَ إِلَّا قَلِيلًا.

۵۸۹۴: معلّی بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے محمد بن سیرین سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا؟ انہوں نے کہا: آپؐ کے بال سفید نہیں ہوئے مگر تھوڑے سے۔

أطرافه : ٣٥٥٠، ٥٨٩٥۔

٥٨٩٥: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتِهِ

۵۸۹۵: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت انسؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگوانے کے متعلق پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا: یہاں تک نوبت نہیں

فِي لِحْيَتِهِ.

پہنچی تھی کہ خضاب لگواتے۔ اگر میں چاہتا تو آپؐ کے وہ چند سفید بال جو آپؐ کی داڑھی میں تھے گن لیتا۔

أطرافه : ۳۵۵۰، ۵۸۹۴۔

۵۸۹۶: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَقَبَضَ إِسْرَائِيلُ ثَلَاثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيهَا شَعَرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا.

۵۸۹۶: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مجھے میرے گھر والوں نے حضرت اُم سلمہؓ کی طرف پانی کا ایک پیالہ دے کر بھیجا اور اسرائیل راوی نے تین انگلیاں بند کر لیں۔ اس پیالی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے کچھ بال تھے اور جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کچھ ہو جاتا تو وہ پانی کا برتن حضرت اُم سلمہؓ کے پاس بھیج دیتا عثمان کہتے تھے کہ میں نے اس پیالی میں جھانک کر دیکھا تو میں نے اس میں کچھ سرخ بال دیکھے۔

أطرافه : ۵۸۹۷، ۵۸۹۸۔

۵۸۹۷: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سَلَّامٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعَرًا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوبًا.

۵۸۹۷: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سَلّام (بن ابی مطیع) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت کی انہوں نے کہا: میں حضرت اُم سلمہؓ کے پاس گیا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے کچھ بال ہمارے پاس نکال کر لائیں جو خضاب سے رنگے ہوئے تھے۔

أطرافه : ۵۸۹۶، ۵۸۹۸۔

۵۸۹۸: وَ قَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْأَشْعَثِ عَنْ ابْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَرَتْهُ شَعَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْمَرَ.

۵۸۹۸: اور ابو نعیم نے ہم سے کہا کہ نُصیر بن (ابی) الاشعث نے (عثمان بن عبداللہ) بن موہب سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت اُم سلمہؓ نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال دکھلائے جو سرخ رنگ کے تھے۔

أطرافُه : ۵۸۹۶، ۵۸۹۷۔

تشریح: لَمْ يَبْلُغِ الشَّيْبَ إِلَّا قَلِيلًا: یعنی آپؐ کے تھوڑے بال ہی سفید تھے۔ اس بارہ میں روایات میں مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول ہے کہ آپ کے انیس بال سفید تھے ایک میں بیس کا ذکر ہے۔ حضرت انسؓ کی ایک روایت میں پندرہ بالوں کا ذکر ہے۔ ایک روایت میں سترہ یا اٹھارہ اور الہیثم بن دہر کی ایک روایت میں تیس سفید بالوں کا ذکر ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپؐ کے سر اور داڑھی میں چند بال سفید تھے ایک روایت میں ذکر ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت ابو جحیفہ نے کہا یا رسول اللہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ فرمایا میرے بال سفید کیوں نہ ہوں۔ ان روایات سے ظاہر ہے کہ آپ کے کچھ بال سفید تھے مگر اتنے سفید نہیں تھے کہ آپ خضاب لگاتے۔ اس لیے زیر باب حدیث میں حضرت انسؓ کا قول ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۴۸)

سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ: حضرت انسؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگوانے کے متعلق پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا: یہاں تک نوبت نہیں پہنچی تھی کہ خضاب لگواتے۔ حضرت امّ سلمہ اور حضرت ابن عمرؓ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آپ کے زرد بال دیکھے شارحین نے ان روایات میں اس طرح تطبیق کی ہے کہ زرد رنگ کی خوشبو تھی جو آپ بالوں میں لگاتے تھے۔ یہ خوشبو آپؐ مانگ میں لگاتے تھے۔ (روایت نمبر ۵۹۱۸) اس لیے جس نے اس زرد رنگ کی خوشبو کو لگے دیکھا اس نے آپ کے بالوں کو زرد رنگ سے رنگے ہوئے سمجھا۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۴۸)

بَاب ٦٧: الْخِضَابُ

خضاب (لگانا)

۵۸۹۹: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۵۸۹۹: (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے ہمیں بتایا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا کہ زہری نے ہمیں بتایا، زہری نے ابوسلمہ اور سلیمان بن یسار

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ.

سے ان دونوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود و نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے تم ان کے خلاف کرو۔

طرفہ : ۳۴۶۲۔

تشریح: **الْخِضَابُ:** خضاب (لگانا) حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"یہود و نصاریٰ اور اقوامِ غیر مسلمہ پر مسلمان اس وقت تک اثر انداز رہے جب تک وہ اپنے آپ کو ذہنی لحاظ سے ان پر فائق و غالب سمجھتے تھے۔ خضاب سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور آپؐ کا ارشاد فَخَالِفُوْهُمْ اسی ذہنی غلبہ و تفوق کو محفوظ رکھنے کی غرض سے ہے ورنہ اچھی باتیں اخذ کرنے کی مطلق ممانعت نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ حکمت ضَالَّةُ الْمُؤْمِن یعنی مومن کی کھوئی ہوئی پونجی قرار دی ہے۔ جہاں وہ پائے اسے لے لینے کا حکم ہے۔ اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ يَأْخُذُهَا حَيْثُ وَجَدَهَا[1] ...

مسلمان جب تک اپنے ذہنی رجحان اور میلانِ طبع میں صالح و غالب تھے دوسروں پر اثر انداز ہوتے رہے یہاں تک کہ جب ان کا یہ ذہنی غلبہ ختم ہوا ان کی مغلوبیت اور تقلید اعمیٰ (اندھی) کی تاریخ شروع ہوتی ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جو یورپ کی تاریخ میں عہد تجدد و احیائے ثانی (Renaissance) کے نام سے مشہور ہے۔ سولہویں اور سترھویں صدی عیسوی کے دوران اس نے مسلمانوں پر طرز معاشرت میں اپنا اثر ڈالنا شروع کیا اور وہ اس سے اثر پذیر ہونے لگے۔"

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث ابرص وأعمی وأقرع، جلد ۶ صفحہ ۴۵۵، ۴۵۶)

حضرت مسیح موعودؑ کا وسمہ اور مہندی استعمال کرنا۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ روایت کرتے ہیں:

"ابتدائے ایام میں آپ وسمہ اور مہندی لگایا کرتے تھے پھر... سر اور ریش مبارک پر آخر عمر تک مہندی ہی لگاتے رہے۔ وسمہ ترک کر دیا تھا۔ البتہ کچھ روز انگریزی وسمہ بھی استعمال فرمایا مگر پھر ترک کر دیا۔ آخری دنوں میں میر حامد شاہ صاحب

---

[1] (المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي، باب ما يخشى من زلة العالم في العلم أو العمل، جزء ۲ صفحہ ۲۱۶)

سیالکوٹی نے ایک وسمہ تیار کر کے پیش کیا تھا وہ لگاتے تھے۔ اس سے ریش مبارک میں سیاہی آگئی تھی مگر اس کے علاوہ ہمیشہ برسوں مہندی پر ہی اکتفا کی جو اکثر جمعہ کے جمعہ یا بعض اوقات اور دنوں میں بھی آپ نائی سے لگوایا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ ۴۱۳)

بَاب ٦٨ : الْجَعْدُ

گھنگھریالے بال

٥٩٠٠ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْآدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّاهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ.

۵۹۰۰: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن انس نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے، ربیعہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے ان سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت لمبے تھے اور نہ ہی بہت چھوٹے اور نہ ہی بہت زیادہ سفید تھے اور نہ ہی گندم گوں تھے اور نہ آپؐ کے بال بہت ہی کنڈلی دار گنگھریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے۔ اللہ نے آپؐ کو چالیس برس ختم ہونے پر مبعوث فرمایا اور آپؐ مکہ میں دس سال رہے اور مدینہ میں بھی دس سال رہے اور اللہ نے آپؐ کو ساٹھ برس کے ختم ہونے پر وفات دی اور اس وقت آپؐ کے سر اور آپؐ کی داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

أطرافه : ٣٥٤٧، ٣٥٤٨۔

٥٩٠١ : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ

۵۹۰۱: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ مَالِكٍ إِنَّ جُمَّتَهُ لَتَضْرِبُ قَرِيبًا مِنْ مَنْكِبَيْهِ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ مَا حَدَّثَ بِهِ قَطُّ إِلَّا ضَحِكَ. تَابَعَهُ شُعْبَةُ شَعَرُهُ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

اسرائیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو اسحاق سے، ابو اسحاق نے کہا میں نے حضرت براءؓ سے سنا وہ کہتے تھے۔ میں نے کسی کو سرخ جوڑے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر خوبصورت نہ دیکھا۔ (امام بخاریؒ نے کہا:) میرے بعض ساتھیوں نے مالک (بن اسماعیل) سے یوں نقل کیا ہے کہ آپؐ کے بال کندھوں کے قریب تک پہنچتے تھے۔ ابو اسحاق نے کہا: میں نے حضرت براءؓ کو یہ حدیث کئی بار بیان کرتے سنا جب بھی وہ اس حدیث کو بیان کرتے تو وہ ضرور ہنستے۔ (ابو اسحاق کی طرح) شعبہ نے بھی یہی روایت کیا کہ آپؐ کے بال آپؐ کے کانوں کی لَو تک پہنچتے تھے۔

أطرافه : ۳۵۵۱، ۵۸۴۸۔

۵۹۰۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ

۵۹۰۲: عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات میں نے اپنے آپؐ کو (خواب میں) کعبہ کے پاس دیکھا تو میں نے (وہاں) ایک گندم گوں شخص دیکھا ایسا خوبصورت کہ جیسے تم گندم گوں مردوں میں سے نہایت خوبصورت انسان کو دیکھتے ہو۔ اس کے بال ایسے عمدہ تھے کہ جو تم عمدہ سے عمدہ بال دیکھتے ہو۔ اس نے ان کو

رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ.

کنگھی کی ہوئی تھی اور ان سے پانی ٹپک رہا تھا۔ وہ دو آدمیوں کا سہارا لیے ہوئے تھا یا (کہا) دو آدمیوں کے کندھوں پر سہارا لئے تھا بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا: کون ہے؟ تو کسی نے کہا: مسیح ابن مریم ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اور شخص ہے جس کے بال سخت گھنگھریالے ہیں داہنی آنکھ سے کانا ہے ایسے جیسے پھولا ہوا انگور۔ میں نے پوچھا: کون ہے؟ تو کسی نے کہا: مسیح دجال ہے۔

أطرافه : ٣٤٤٠، ٣٤٤١، ٦٩٩٩، ٧٠٢٦، ٧١٢٨۔

٥٩٠٣: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حِبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُهُ مَنْكِبَيْهِ.

۵۹۰۳: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ حبان (بن ہلال) نے ہمیں بتایا کہ ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے ہمیں بتایا۔ حضرت انسؓ نے ہم سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال آپؐ کے کندھوں تک پہنچتے تھے۔

طرفه : ٥٩٠٤۔

٥٩٠٤: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُ رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْكِبَيْهِ.

۵۹۰۴: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال آپؐ کے کندھوں تک پہنچتے تھے۔

طرفه : ٥٩٠٣۔

٥٩٠٥: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي

۵۹۰۵: مجھے عمرو بن علی (فلاس) نے بتایا کہ ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا:

أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ شَعَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلًا لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلَا الْجَعْدِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ.

میرے باپ نے مجھے قتادہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ قتادہ نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کچھ خمدار تھے بالکل سیدھے نہ تھے اور نہ ہی گھنگھریالے۔ آپؐ کے بال کانوں اور کندھے کے درمیان درمیان رہتے۔

طرفہ : ۵۹۰۶۔

۵۹۰۶: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ شَعَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلًا لَا جَعْدَ وَلَا سَبِطَ.

۵۹۰۶: مسلم (بن ابراہیم) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بھرے ہوئے تھے۔ ایسے ہاتھ میں نے آپؐ کے بعد نہیں دیکھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ذرا خمدار تھے نہ گھنگھریالے اور نہ بالکل سیدھے۔

طرفہ : ۵۹۰۵۔

۵۹۰۷: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ وَلَا قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ بَسِطَ الْكَفَّيْنِ.

۵۹۰۷: ابو نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن حازم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں پُر گوشت تھے۔ آپؐ کا چہرہ خوبصورت تھا ایسا خوبصورت چہرہ نہ میں نے آپؐ کے بعد دیکھا اور نہ آپؐ سے پہلے اور آپؐ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

أطرافہ : ۱۵۵۵، ۳۳۵۵۔

۵۹۰۸- ۵۹۰۹: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - أَوْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ.

۵۹۰۸، ۵۹۰۹: عمرو بن علی (فلاس) نے مجھ سے بیان کیا۔ معاذ بن ہانی نے ہمیں بتایا۔ ہمام (بن یحییٰ) نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے یا کسی اور شخص سے، اس شخص نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی وہ کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پُر گوشت تھے۔ چہرہ خوبصورت تھا۔ آپؐ کے بعد ویسا خوبصورت چہرہ میں نے نہیں دیکھا۔

۵۹۱۰: وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ.

۵۹۱۰: اور ہشام نے معمر سے نقل کیا۔ معمر نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اور ہتھیلیاں پُر گوشت تھیں۔

۵۹۱۱- ۵۹۱۲: وَقَالَ أَبُو هِلَالٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ- أَوْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ - كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ شَبِيهًا لَهُ.

أطرافه: ۱۵۴۰، ۱۵۴۹، ۵۹۱۵۔

۵۹۱۱، ۵۹۱۲: اور ابوہلال (محمد بن سلیم) نے کہا کہ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت انسؓ سے یا حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور قدم (یعنی پاؤں) پُر گوشت تھے۔ میں نے آپؐ کے بعد آپؐ کا ہم شکل نہیں دیکھا۔

۵۹۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَذَكَرُوا

۵۹۱۳: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ابن ابی عدی نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن عون سے، ابن عون نے مجاہد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

الـدَّجَّالَ فَقَـالَ إِنَّـهُ مَكْتُـوبٌ بَـيْنَ عَيْنَيْـهِ كَـافِرٌ. وَقَـالَ ابْـنُ عَبَّـاسٍ لَـمْ أَسْـمَعْهُ قَـالَ ذَاكَ وَلَكِنَّـهُ قَـالَ أَمَّـا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذْ انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي.

کے پاس تھے کہ لوگوں نے دجال کا ذکر کیا۔ ایک شخص نے کہا: اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: میں نے نہیں سنا کہ آپؐ نے یہ فرمایا۔ لیکن آپؐ نے یہ فرمایا کہ جو ابراہیمؑ ہیں تو تم اپنے ساتھی (آنحضرت ﷺ) کو دیکھ لو اور جو موسیٰؑ ہیں تو وہ گندم گوں گھنگھریالے بالوں والے شخص ہیں جو سرخ اونٹ پر سوار ہو جسے ایک کھجور کی چھال کی نکیل پڑی ہو ان کی شکل میرے ذہن میں ایسی ہے جیسے میں ان کو ابھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس وادی میں لبیک کہتے ہوئے اترے ہیں۔

أطرافه: ۱۵۴۰، ۱۵۴۹، ۵۹۱۴۔

تشریح: الْجَعْدُ: گھنگھریالے بال۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیے کا ذکر ہے کہ آپؐ کے بال کچھ خمدار تھے نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ ہی گھنگھریالے تھے۔ (روایت نمبر ۵۹۰۵) بنی اسرائیلی عیسیٰ کے حلیہ میں گھنگریالے بالوں کا ذکر ہے جبکہ آنے والے مسیح کے بال سیدھے بیان کیے گئے ہیں جیسا کہ بخاری کی احادیث میں بنی اسرائیلی مسیح اور محمدی مسیح کے حلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ الگ بیان فرمائے۔ جس سے یہ امر اظہر من الشمس ہوتا ہے کہ وہ دو الگ الگ وجود ہیں۔ آنے والے مسیح کے حلیہ کیلئے دیکھئے كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا۔ بنی اسرائیلی مسیح کے حلیے کیلئے دیکھئے كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ، هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى۔

بَاب ٦٩: التَّلْبِيدُ

بالوں کا جمانا

٥٩١٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي

۵۹۱۴: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے

سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ مَنْ ضَفَّرَ فَلْيَحْلِقْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالتَّلْبِيدِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُلَبِّدًا.

کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: جس نے سر کے بالوں کو گوندا ہو تو وہ منڈوالے اور جس طرح احرام میں بالوں کو جما لیتے ہیں ویسے نہ جمایا کرو اور حضرت ابن عمرؓ کہا کرتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر کے بال جمائے ہوئے دیکھا۔

أطرافه : ۱۵۴۰، ۱۵۴۹، ۵۹۱۵۔

۵۹۱۵: حَدَّثَنِي حِبَّانُ بْنُ مُوسَى وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُولُ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ. لَا يَزِيدُ عَلَى هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ.

۵۹۱۵: حبان بن موسیٰ اور احمد بن محمد نے مجھ سے بیان کیا۔ ان دونوں نے کہا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہم سے بیان کیا، یونس نے ہمیں خبر دی، یونس نے زہری سے، زہری نے سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ سر کے بال جما کر یوں لبیک کہہ رہے تھے۔ یعنی میں حاضر ہوں، اے میرے اللہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، ہر خوبی اور ہر ایک نعمت تیری ہی ہے اور بادشاہی بھی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ ان کلمات سے زیادہ نہیں بڑھاتے تھے۔

أطرافه : ۱۵۴۰، ۱۵۴۹، ۵۹۱۴۔

۵۹۱۶: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ

۵۹۱۶: اسماعیل (بن ابی اویس) نے مجھ سے بیان کیا۔ کہا مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے نافع

بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ.

سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے، حضرت عبداللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی وہ کہتی تھیں۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ انہوں نے عمرہ کرکے احرام کھول ڈالا ہے اور آپؐ نے اپنا عمرہ کرکے احرام نہیں کھولا؟ آپؐ نے فرمایا: میں نے اپنے سر کے بالوں کو جما لیا تھا اور اپنی قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈالے تھے تو میں اس وقت تک احرام نہیں کھولوں گا جب تک کہ نحر نہ کرلوں۔

أطرافه : ١٥٦٦، ١٦٩٧، ١٧٢٥، ٤٣٩٨۔

تشریح: التَّلْبِيدُ: بالوں کا جمانا۔ تلبید سے مراد ہے محرم اپنے سر میں تھوڑا سا گوند لگالے تاکہ اس کے بال چپک جائیں۔ جس کے دو فائدے ہوں گے۔ اول ان میں جوئیں نہیں پڑیں گی۔ دوم بال منتشر ہو کر انسان کا حلیہ نہیں بگاڑیں گے۔ آج کے زمانہ میں اس مقصد کیلئے کئی قسم کی جیل (jells) مارکیٹ میں ملتی ہیں۔

بَاب ۷۰: الْفَرْقُ

مانگ نکالنا

٥٩١٧: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ

۵۹۱۷: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا کہ ابن شہاب نے ہم سے بیان کیا، ابن شہاب نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، عبیداللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امور میں جن کے متعلق آپؐ

يُؤْمَرْ فِيهِ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُءُوسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ.

کو حکم نہ دیا جاتا اہل کتاب سے موافقت کرنے کو پسند کرتے تھے اور اہل کتاب اپنے بالوں کو لٹکایا کرتے تھے اور مشرک اپنے سروں میں مانگ نکالا کرتے تھے اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی پیشانی کے بالوں کو کھلا رہنے دیا پھر اس کے بعد آپؐ نے مانگ نکالی۔

أطرافه : ۳۵۵۸، ۳۹۴۴۔

۵۹۱۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِي مَفَارِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ. قَالَ عَبْدُ اللهِ فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۹۱۸: ابوالولید اور عبداللہ بن رجاء نے ہم سے بیان کیا ان دونوں نے کہا کہ ہمیں شعبہ نے بتایا، شعبہ نے حکم (بن عتیبہ) سے، حکم نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اسود سے، اسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ فرماتی تھیں: گویا میں اب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگوں میں جب کہ آپؐ احرام کی حالت میں ہوتے خوشبو کی چمک کو دیکھ رہی ہوں۔ عبداللہ نے مفارق (جمع) کی بجائے مفرق (واحد) کہا ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ۔

أطرافه : ۲۷۱، ۱۵۳۸، ۵۹۲۳۔

بَاب ۷۱: الذَّوَائِبُ

پیشانی کے بال

۵۹۱۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عَنْبَسَةَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ. وَحَدَّثَنَا

۵۹۱۹: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ فضل بن عنبسہ نے ہمیں بتایا کہ ہشیم (بن بشیر) نے ہمیں خبر دی کہ ابوبشر نے ہمیں بتایا۔

قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ خَالَتِي وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا قَالَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ قَالَ فَأَخَذَ بِذُؤَابَتِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

اور قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبشر سے۔ ابوبشر نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ بنت حارثؓ کے پاس رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی رات کی باری میں انہی کے پاس تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ میں (بھی جاکر) آپؐ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ کہتے تھے۔ آپؐ نے میرے پیشانی کے بال پکڑ کر مجھے اپنی دائیں طرف کیا۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ بِهَذَا وَقَالَ بِذُؤَابَتِي أَوْ بِرَأْسِي.

عمرو بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا کہ ابوبشر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے ہمیں یہی کہا کہ میری پیشانی کے بالوں کو یا میرے سر کو پکڑ کر۔

أطرافُه: ۱۱۷، ۱۳۸، ۱۸۳، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۲۶، ۷۲۸، ۸۵۹، ۹۹۲، ۱۱۹۸، ۴۵۶۹، ۴۵۷۰، ۴۵۷۱، ۴۵۷۲، ۶۲۱۵، ۶۳۱۶، ۷۴۵۲۔

بَاب ۷۲: الْقَزَعُ

درمیان سے سر کے بالوں کو منڈوا کر ادھر ادھر سے بالوں کو چھوڑنا

۵۹۲۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْلَدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ حَفْصٍ أَنَّ

۵۹۲۰: محمد (بن سلام) نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مخلد (بن یزید) نے مجھے بتایا۔ مخلد نے کہا کہ ابن جریج نے مجھے بتایا۔ ابن جریج

عُمَرَ بْنَ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ الْقَزَعِ. قَالَ عُبَيْدُ اللهِ قُلْتُ وَمَا الْقَزَعُ فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ إِذَا حَلَقَ الصَّبِيَّ وَتَرَكَ هَا هُنَا شَعَرَةً وَهَا هُنَا وَهَا هُنَا فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللهِ إِلَى نَاصِيَتِهِ وَجَانِبَيْ رَأْسِهِ. قِيْلَ لِعُبَيْدِاللهِ فَالْجَارِيَةُ وَالْغُلَامُ قَالَ لَا أَدْرِي هَكَذَا قَالَ الصَّبِيُّ. قَالَ عُبَيْدُ اللهِ وَعَاوَدْتُهُ فَقَالَ أَمَّا الْقُصَّةُ وَالْقَفَا لِلْغُلَامِ فَلَا بَأْسَ بِهِمَا وَلَكِنَّ الْقَزَعَ أَنْ يُتْرَكَ بِنَاصِيَتِهِ شَعَرٌ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ غَيْرُهُ، وَكَذَلِكَ شَقُّ رَأْسِهِ هَذَا وَهَذَا.

نے کہا مجھے عبید اللہ بن حفص نے بتایا کہ عمر بن نافع نے انہیں بتایا۔ عمر نے نافع سے جو حضرت عبد اللہ (بن عمرؓ) کے غلام تھے روایت کی کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ قزع سے منع فرماتے تھے۔ عبید اللہ کہتے تھے۔ میں نے پوچھا: قزع کیا ہوتا ہے؟ تو عبید اللہ نے ہمیں اشارہ کر کے بتایا، کہا: جب بچے کا سر منڈوایا جائے اور کچھ ادھر بال چھوڑے جائیں کچھ اِدھر اور کچھ اُدھر۔ عبید اللہ نے ہمیں اپنی پیشانی کی طرف اور اپنے سر کے دونوں طرف اشارہ کر کے بتایا۔ عبید اللہ سے پوچھا گیا: لڑکی اور لڑکے کے متعلق؟ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ نافع نے اسی طرح بچے کا نام لیا۔ عبید اللہ کہتے تھے: عمر بن نافع سے میں نے دوبارہ پوچھا تو انہوں نے کہا: لڑکے کی کنپٹیاں اور گدی کے بال رکھنے میں تو کوئی حرج نہیں مگر قزع یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر بال چھوڑے جائیں اور باقی سر پر بال نہ ہوں اور اسی طرح سر کی اِس جانب اور اُس جانب۔

طرفہ : ۵۹۲۱۔

۵۹۲۱: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ

۵۹۲۱: مسلم بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ عبد اللہ بن مثنیٰ بن عبد اللہ بن انس بن مالک نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن دینار نے ہمیں بتایا۔ عبد اللہ

دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ. نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا۔

طرفہ : ۵۹۲۰۔

تشریح: الْقَزَعُ: درمیان سے سر کے بالوں کو منڈوا کر ادھر ادھر سے بالوں کو چھوڑنا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

"تشبیہ بالکفار تو کسی رنگ میں بھی جائز نہیں۔ اب ہندو ماتھے پر ایک ٹیکا سا لگاتے ہیں۔ کوئی وہ بھی لگالے یا سر پر بال تو ہر ایک کے ہوتے ہیں۔ مگر چند بال بودی کی شکل میں ہندو رکھتے ہیں۔ اگر کوئی ویسے ہی رکھ لیوے تو یہ ہرگز جائز نہیں۔ مسلمانوں کو اپنی ہر ایک چال میں وضع قطع میں غیرت مندانہ چال رکھنی چاہئے۔ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہ بند بھی باندھا کرتے تھے اور سراویل بھی خریدنا آپ کا ثابت ہے۔ جسے ہم پاجامہ یا تبنی کہتے ہیں۔ ان میں سے جو چاہے پہنے۔ علاوہ ازیں ٹوپی کرتہ چادر اور پگڑی بھی آپ کی عادت مبارک تھی۔ جو چاہے پہنے کوئی حرج نہیں۔ ہاں البتہ اگر کسی کو کوئی نئی ضرورت درپیش آئے تو اسے چاہئے کہ ان میں سے ایسی چیز کو اختیار کرے جو کفار سے تشبیہ نہ رکھتی ہو اور اسلامی لباس سے نزدیک تر ہو۔ جب ایک شخص اقرار کرتا ہے کہ میں ایمان لایا تو پھر اس کے بعد وہ ڈرتا کس چیز سے اور وہ کون سی چیز ہے جس کی خواہش اب اس کے دل میں باقی رہ گئی ہے۔ کیا کفار کی رسوم اور عادت کی؟ اب اسے ڈر چاہئے تو خدا کا، اتباع چاہئے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کسی ادنیٰ سے گناہ کو خفیف نہ جاننا چاہئے بلکہ صغیرہ ہی سے کبیرہ بن جاتے ہیں اور صغیرہ ہی کا اصرار کبیرہ ہے۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۴۶، ۲۴۷)

بَاب ۷۳: تَطْيِيْبُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا

عورت کا اپنے خاوند کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگانا

۵۹۲۲: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ۵۹۲۲: احمد بن محمد (مروزی) نے ہم سے بیان

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي لِحُرْمِهِ وَطَيَّبْتُهُ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُفِيْضَ.

کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ کہ یحییٰ بن سعید (انصاری) نے ہمیں خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن قاسم نے ہمیں بتایا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی، فرماتی تھیں: احرام باندھنے کے لئے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی اور میں نے آپؐ کو منیٰ میں خوشبو لگائی پیشتر اس کے کہ آپؐ طواف زیارت کے لئے وہاں سے چلتے۔

أطرافه : ۱۵۳۹، ۱۷۵٤، ۵۹۲۸، ۵۹۳۰۔

بَاب ۷٤: الطِّيْبُ فِي الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ

سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا

۵۹۲۳: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتَّى أَجِدَ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ.

۵۹۲۳: اسحاق بن نصر نے مجھے بتایا کہ یحییٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہمیں بتایا، اسرائیل نے ابو اسحاق سے، ابو اسحاق نے عبدالرحمٰن بن اسود سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی، فرماتی تھیں: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عمدہ سے عمدہ خوشبو جو آپؐ کو مل سکتی لگایا کرتی تھی ایسی عمدہ تھی کہ میں آپؐ کے سر اور داڑھی میں اس خوشبو کی چمک کو دیکھتی تھی۔

أطرافه : ۲۷۱، ۱۵۳۸، ۵۹۱۸۔

بَاب ۷۵: الِامْتِشَاطُ

کنگھی کرنا

٥٩٢٤: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي دَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُكُّ رَأْسَهُ بِالْمِدْرَى- فَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْأَبْصَارِ.

۵۹۲۴: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے سہل بن سعد سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک سوراخ سے جھانک کر دیکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کو پشت خار سے کھجلا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر مجھے علم ہوتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں ضرور تمہاری آنکھ میں وہی پشت خار چبھو دیتا۔ دیکھنے کی وجہ سے ہی اجازت لینا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

أطرافُه: ٦٢٤١، ٦٩٠١-

بَاب ۷۶: تَرْجِيْلُ الْحَائِضِ زَوْجَهَا

حائضہ عورت کا اپنے خاوند کو کنگھی کرنا

٥٩٢٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ

۵۹۲۵: عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں اس وقت بھی کنگھی کیا کرتی تھی جب کہ میں حائضہ ہوتی۔ عبداللہ بن

عَائِشَةَ.. مِثْلَهُ.

یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہوئے ایسا ہی بتایا۔

أطرافه : ٢٩٥، ٢٩٦، ٣٠١، ٢٠٢٨، ٢٠٣١، ٢٠٤٦۔

بَاب٧٧: التَّرْجِيْلُ وَالتَّيَمُّنُ فِيْهِ

بالوں میں کنگھی کرنا اور اس میں دائیں طرف سے شروع کرنا

٥٩٢٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ مَا اسْتَطَاعَ فِي تَرَجُّلِهِ وَوُضُوْئِهِ.

۵۹۲۶: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اشعث بن سلیم سے، اشعث نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہؓ سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ اپنے بالوں میں کنگھی کرنے نیز وضو کرتے وقت جہاں تک ہو سکتا دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے۔

أطرافه : ١٦٨، ٤٢٦، ٥٣٨٠، ٥٨٥٤۔

بَاب٧٨: مَا يُذْكَرُ فِي الْمِسْكِ

مشک کے متعلق جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے

٥٩٢٧: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ عَمَلِ

۵۹۲۷: عبداللہ بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف صنعانی) نے ہمیں بتایا کہ معمر نے ہمیں خبر دی، معمر نے زہری سے، زہری نے (سعید) بن مسیب سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے

ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ. وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ.

فرمایا (کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بنی آدم کے تمام کام اس کے لئے ہیں سوائے روزے کے کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے۔

أطرافُه : ۱۸۹٤، ۱۹۰٤، ۷٤۹۲، ۷۵۳۸۔

بَاب ۷۹: مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطِّيْبِ

خوشبو لگانا جو پسندیدہ ہے

۵۹۲۸: حَدَّثَنَا مُوْسَى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ إِحْرَامِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ.

۵۹۲۸: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا کہ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن عروہ) نے ہمیں بتایا، ہشام نے عثمان بن عروہ سے، عثمان نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کے احرام باندھتے وقت عمدہ سے عمدہ خوشبو جو مجھے ملتی لگایا کرتی تھی۔

أطرافُه : ۱۵۳۹، ۱۷۵٤، ۵۹۲۲، ۵۹۳۰۔

بَاب ۸۰: مَنْ لَمْ يَرُدَّ الطِّيْبَ

جو خوشبو کو ردّ نہ کرے

۵۹۲۹: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسٍ

۵۹۲۹: ابو نعیم نے ہمیں بتایا کہ عزرہ بن ثابت انصاری نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ثمامہ بن عبداللہ نے مجھے بتایا۔ ثمامہ نے حضرت

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ خوشبو کو ردّ نہیں کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو ردّ نہیں کیا کرتے تھے۔

طرفہ : ۲۵۸۲۔

بَاب ۸۱: الذَّرِيْرَةُ

ذریرہ خوشبو

۵۹۳۰: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ بِذَرِيْرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْإِحْرَامِ.

۵۹۳۰: عثمان بن ہیثم نے ہم سے بیان کیا، یا محمد (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن جریج سے روایت کی کہ عمر بن عبداللہ بن عروہ نے مجھے بتایا۔ عمر نے عروہ اور قاسم (بن محمد) سے سنا ان دونوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپ فرماتی تھیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے حجۃ الوداع میں جب کہ آپؐ نے احرام کھولا اور احرام باندھا ذریرہ کی خوشبو لگائی۔

أطرافہ : ۱۵۳۹، ۱۷۵٤، ۵۹۲۲، ۵۹۲۸۔

تشریح: الذَّرِيرَةُ: ذریرہ خوشبو۔ علامہ کرمانی کہتے ہیں یہ خوشبو پاؤڈر کی شکل میں ہوتی ہے۔ علامہ نووی کہتے ہیں یہ ایک خاص لکڑی کا برادہ ہے جو ہندوستان سے لایا جاتا تھا۔ علامہ داودی نے کہا اس کے مفردات کو جمع کیا جاتا ہے پھر ان کو پیسا جاتا ہے پھر چھانا جاتا ہے اس سفوف کو بالوں میں چھڑکا جاتا ہے اسی لیے اس کا نام ذریرہ یعنی چھڑکی گئی کے ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۶۲)

بَاب ۸۲: الْمُتَفَلِّجَاتُ لِلْحُسْنِ

خوبصورتی کے لئے جو عورتیں دانت کشادہ کراتی ہیں

۵۹۳۱: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

۵۹۳۱: عثمان (بن ابی شیبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں

عَنْ عَبْدِ اللهِ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَ الْمُسْتَوْشِمَاتِ وَ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ تَعَالَى مَالِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللهِ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ إِلَى فَانْتَهُوْا (الحشر:٨).

نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت عبداللہؓ (بن مسعود) سے روایت کی کہ اللہ نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں کو اور چہرے کے روئیں نکالنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانت کشادہ کرانے والیوں کو جو اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو تبدیل کرنے والیاں ہیں، پر لعنت کی ہے۔ مجھے کیا ہے کہ میں ان کو لعنتی نہ ٹھہراؤں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنتی ٹھہرایا ہے حالانکہ یہ حکم کتاب اللہ میں ہے یعنی جو رسول نے تمہیں دیا ہے اس کو لو۔ اور جس سے تمہیں روکے اُس سے رُک جاؤ۔

أطرافه: ٤٨٨٦، ٤٨٨٧، ٥٩٣٩، ٥٩٤٣، ٥٩٤٨۔

تشریح: الْمُتَفَلِّجَاتُ لِلْحُسْنِ: خوبصورتی کے لئے جو عورتیں دانت کشادہ کراتی ہیں۔ ابواب ۸۲ تا ۸۷ ان روایات پر مشتمل ہیں جن میں ایسی عورتوں کا ذکر ہے جو فیشن کے طور پر اپنے دانتوں کو ریخدار بناتی تھیں، چہرے کے بالوں کو صاف کرتی تھیں، جسم پر گوندوا کر Tattoos بناتی تھیں تاکہ مختلف قسم کے نقش و نگار بنا کر اپنے حسن کو ظاہر کریں، اسی طرح بعض عورتیں بالوں کے جوڑے یا چٹلے لگاتی تھیں۔ ان تمام امور کو سختی سے منع کیا گیا ہے اور ان عورتوں پر لعنت کی گئی ہے۔ اسلام زیب و زینت کو تو ہرگز منع نہیں کرتا بلکہ اِنَّ اللهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ[1] (اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے) کے مطابق خوبصورتی کو خدا کی بندگی کی علامت قرار دیا گیا ہے اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ (الاعراف: ۳۳) تو کہہ دے کہ اللہ کی اس زینت کو جس کو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالا ہے، کس نے حرام کیا ہے؟

پس ان روایات میں جس طبقہ نسواں کی مذمت کی گئی ہے اور جن امور کو سخت وعید کے ساتھ روکا گیا ہے وہ ہرگز زیب و زینت نہیں بلکہ کچھ اور ہی ہے۔ ان روایات سے مترشح ہوتا ہے کہ معاشرے میں عریانی، فحاشی اور آوارگی کا

[1] (صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ)

رجحان ایک فیشن کی صورت اختیار کر رہا تھا جس کو سختی سے روکا گیا۔ برائی کو روکنے کیلئے بعض ایسے امور کو بھی منع کرنا پڑتا ہے جو فی ذاتہٖ غلط نہیں ہوتے مگر برائی کو جڑ سے اکھیڑنے کیلئے اور اس ماحول کو ہر قسم کی آلودگی سے پاک کرنے کیلئے بعض جائز امور پر بھی وقتی پابندی یا قدغن لگانی پڑتی ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی حرمت کے ساتھ ان برتنوں کو بھی توڑنے کا حکم دیا جن میں شراب بنتی تھی۔ مگر جب وہ ماحول ختم ہو گیا تو آپ نے کسی کے پوچھنے پر فرمایا اگر کوئی اور برتن میسر نہ ہوں تو شراب والے ان برتنوں کو دھو کر تم استعمال کر سکتے ہو۔ (صحیح بخاری، کتاب الاشربۃ، باب ترخیص النبی ﷺ فی الأوعیۃ والظروف بعد النھی) اصل بات نیت کی ہے انما الاعمال بالنیات۔ پس اگر کسی مرد یا عورت کے بال قدرتی طور پر نہ ہوں یا کسی بیماری کے سبب جھڑ جائیں تو وہ مصنوعی بال یا وِگ وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں مگر اس میں دھوکا دہی، فریب اور امر واقعہ کے چھپانے کی ایسی کوشش نہ ہو جو دوسروں کو نقصان یا اذیت پہچانے کا باعث بنے۔ مثلاً کسی لڑکی یا لڑکے کا رشتہ ہونا ہو تو دھوکے سے ایسی مصنوعی چیزوں کو استعمال کر کے رشتے قائم کر لینا جو اصل حقیقت کھلنے پر ان رشتوں کے ٹوٹنے اور خاندانوں میں ناچاقی کا باعث بنیں، منع ہے۔ ایسی دھوکا دہی کے متعلق روایت میں آتا ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّورَ. يَعْنِي الْوَاصِلَةَ فِي الشَّعَرِ (روایت نمبر ۵۹۳۸) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فریبی رکھا ہے یعنی اس عورت کا نام جو بالوں میں جوڑا لگاتی ہے۔ پس دھوکا دہی یا فریب نہیں ہونا چاہیے۔ آج کے زمانہ میں بھی اس کی بہت سی شکلیں معاشرے کو زہر آلود کر رہی ہیں۔ ایسے امور کو آغاز میں ہی پکڑ لیا جائے اور اس کی بیخ کنی کر دی جائے تو خس کم جہاں پاک کی یہ ایک حکیمانہ صورت ہے۔

بَاب ۸۳: وَصْلُ الشَّعَرِ

بالوں میں پیوند لگانا

۵۹۳۲: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ كَانَتْ بِيَدِ حَرَسِي أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ

۵۹۳۲: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ سے سنا۔ جس سال انہوں نے حج کیا اور وہ منبر پر تھے اور کہہ رہے تھے اور انہوں نے بالوں کا ایک چٹلا لیا جو ان کے

رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ وَيَقُوْلُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسَاؤُهُمْ.

محافظ کے ہاتھ میں تھا تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ اس قسم کے کام سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے: بنی اسرائیل تو اسی وجہ سے تباہ ہوئے کہ جب ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کیا۔

أطرافه : ٣٤٦٨، ٣٤٨٨، ٥٩٣٨۔

٥٩٣٣: وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۹۳۳: اور ابن ابی شیبہ نے کہا کہ ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا کہ ہمیں فلیح (بن سلیمان) نے بتایا۔ فلیح نے زید بن اسلم سے، زید نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ نے چٹلا لگانے والی اور لگوانے والی کو اور گودنے والی اور گدوانے والی کو اپنی رحمت سے دور رکھا ہے۔

٥٩٣٤: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَعَّطَ شَعْرُهَا فَأَرَادُوْا أَنْ يَّصِلُوْهَا فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۹۳۴: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ (بن حجاج) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن مرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حسن بن مسلم بن یناق سے سنا۔ وہ صفیہ بنت شیبہ سے بیان کرتے تھے۔ صفیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انصار کی ایک لڑکی نے نکاح کیا اور وہ بیمار ہوگئی اور اس کے بال جھڑ گئے تو اس کے رشتہ داروں نے چاہا کہ اس

فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

کے بالوں میں پیوند لگائیں۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ نے چٹلا لگانے والی اور لگوانے والی کو اپنی رحمت سے دور رکھا ہے۔

تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ.

(شعبہ کی طرح) اس حدیث کو (محمد) بن اسحاق نے ابان بن صالح سے، ابان نے حسن (بن مسلم) سے، حسن نے صفیہ سے، صفیہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا۔

طرفه : ۵۲۰۵۔

۵۹۳۵: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي أَنْكَحْتُ ابْنَتِي ثُمَّ أَصَابَهَا شَكْوَى فَتَمَزَّقَ رَأْسُهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَحِثُّنِي بِهَا أَفَأَصِلُ رَأْسَهَا فَسَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

۵۹۳۵: احمد بن مقدام نے مجھ سے بیان کیا کہ فضیل بن سلیمان نے ہمیں بتایا کہ منصور بن عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا۔ منصور نے کہا: میری ماں نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔ پھر اس کو کوئی بیماری ہوگئی جس سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے اور اس کا خاوند اس کے متعلق مجھے زور دے رہا ہے تو کیا میں اس کے سر میں چٹلا لگاؤں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹلا لگانے والی اور لگوانے والی کی مذمت کی۔

أطرافه : ۵۹۳۶، ۵۹۴۱۔

۵۹۳۶: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهِ

۵۹۳۶: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ (بن حجاج) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنی بیوی فاطمہ (بنت منذر) سے، فاطمہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں میں جوڑ لگانے والی اور لگوانے والی کو لعنتی قرار دیا۔

۵۹۳۷: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. وَقَالَ نَافِعٌ الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ.

أطرافه: ۵۹۴۰، ۵۹۴۲، ۵۹۴۷۔

۵۹۳۷: محمد بن مقاتل نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ عبیداللہ نے ہمیں بتایا۔ عبیداللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے چٹلا لگانے والی اور لگوانے والی اور گودنے والی اور گدوانے والی کو اپنی رحمت سے دور رکھا ہے۔ نافع نے کہا: مسوڑے کو بھی گودا جاتا ہے۔

۵۹۳۸: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ قَالَ مَا كُنْتُ أَرَى أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّورَ. يَعْنِي الْوَاصِلَةَ فِي الشَّعَرِ.

أطرافه: ۳۴۶۸، ۳۴۸۸، ۵۹۳۲۔

۵۹۳۸: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ (بن حجاج) نے ہمیں بتایا کہ عمرو بن مرہ نے ہم سے بیان کیا۔ (عمرو نے کہا:) میں نے سعید بن مسیب سے سنا۔ سعید نے کہا: حضرت معاویہؓ جب آخری بار مدینہ میں آئے انہوں نے ہمیں مخاطب کیا اور بالوں کا چٹلا نکالا اور کہنے لگے: میں سوائے یہود کے کسی کے متعلق نہیں سمجھتا تھا کہ وہ ایسا کرتا ہوگا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فریبی رکھا ہے یعنی اس عورت کا نام جو بالوں میں جوڑا لگاتی ہے۔

بَاب ٨٤: الْمُتَنَمِّصَاتُ

چہرے پر سے روئیں نکالنے والیاں

٥٩٣٩: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَعَنَ عَبْدُ اللهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ. فَقَالَتْ أُمُّ يَعْقُوْبَ مَا هَذَا قَالَ عَبْدُ اللهِ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي كِتَابِ اللهِ. قَالَتْ وَاللهِ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُهُ. فَقَالَ وَاللهِ لَئِنْ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: ٨)

۵۹۳۹: اسحاق بن ابراہیم (بن راہویہ) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبداللہؓ (بن مسعود) نے گودنے والیوں اور چہرے پر سے بال نکالنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کے کشادہ کرنے والیوں کو جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں لعنتی قرار دیا۔ اُم یعقوب یہ سن کر کہنے لگیں: یہ کیا ہے؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا: مجھے کیا ہے کہ میں ان پر لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور کتاب اللہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ کہنے لگیں: اللہ کی قسم میں نے ان دو جلدوں میں جو ہے اس کو پڑھا ہے میں نے تو یہ نہیں پایا۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم اگر تم نے اس کو پڑھا ہو تا تو ضرور اس کو پالیتی یعنی جو رسول تم کو دے اس پر عمل کرو اور جس سے تم کو روکے اس سے رک جاؤ۔

أطرافُه: ٤٨٨٦، ٤٨٨٧، ٥٩٣١، ٥٩٤٣، ٥٩٤٨۔

بَاب ٨٥: الْمَوْصُوْلَةُ

جس عورت کے بالوں میں چٹلا لگایا جائے

٥٩٤٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ

۵۹۴۰: محمد (بن سلام) نے مجھ سے بیان کیا کہ

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

عبدہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ سے، عبید اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹلا لگانے والی اور لگوانے والی اور گودنے والی اور گدوانے والی کو لعنتی قرار دیا۔

أطرافه : ٥٩٣٧، ٥٩٤٢، ٥٩٤٧۔

٥٩٤١: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ تَقُوْلُ سَمِعْتُ أَسْمَاءَ قَالَتْ سَأَلَتْ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَامَّرَقَ شَعَرُهَا وَإِنِّي زَوَّجْتُهَا أَفَأَصِلُ فِيْهِ فَقَالَ لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ.

۵۹۴۱: (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا کہ ہشام (بن عروہ) نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے سنا۔ فاطمہ کہتی تھیں: میں نے حضرت اسماءؓ سے سنا۔ کہتی تھیں: ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہنے، لگی: یارسول اللہ! میری بیٹی کو چیچک کی بیماری ہوئی جس سے اس کے بال جھڑ گئے اور میں نے اس کا نکاح کیا تھا تو کیا میں اس کے بالوں میں جوڑ لگاؤں؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ نے بالوں میں جوڑ لگانے والی کو اور جوڑ لگوانے والی کو اپنی رحمت سے دور رکھا ہے۔

أطرافه : ٥٩٣٥، ٥٩٣٦۔

٥٩٤٢: حَدَّثَنِي يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

۵۹۴۲: یوسف بن موسیٰ نے مجھے بتایا کہ فضل بن دکین نے ہم سے بیان کیا کہ صخر بن جویریہ نے ہمیں بتایا۔ صخر نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ. يَعْنِي لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا یوں کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گودنے والی اور گدوانے والی اور جوڑ لگانے والی اور لگوانے والی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنتی قرار دیا۔

أطرافه : ٥٩٣٧، ٥٩٤٠، ٥٩٤٧۔

٥٩٤٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ، مَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَلْعُوْنٌ فِي كِتَابِ اللهِ.

۵۹۴۳: محمد بن مقاتل نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ سفیان نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: اللہ نے گودنے والیوں اور گدانے والیوں اور چہرے کے روئیں نکالنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں کو جو اللہ کی پیدائش کو بدلتی ہیں اپنی رحمت سے دور کیا۔ مجھے کیا ہے کہ میں ان کو لعنتی قرار نہ دوں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنتی قرار دیا اور یہ حکم کتاب اللہ میں بھی ہے۔

أطرافه : ٤٨٨٦، ٤٨٨٧، ٥٩٣١، ٥٩٣٩، ٥٩٤٨۔

بَاب ٨٦: الْوَاشِمَةُ

گودنے والی عورت

٥٩٤٤: حَدَّثَنِي يَحْيَى حَدَّثَنَا

۵۹۴۴: یحییٰ (بن موسیٰ) نے مجھ سے بیان کیا کہ

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ.

عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے ہمام سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نظر کا لگنا سچ ہے اور آپؐ نے گدوانے سے منع فرمایا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ أُمِّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.. مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ.

(محمد) بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ (عبدالرحمٰن) بن مہدی نے ہمیں بتایا کہ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عابس سے منصور کی اس حدیث کا ذکر کیا جو انہوں نے ابراہیم سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت عبداللہؓ (بن مسعود) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے اس کو ام یعقوب سے بھی منصور کی حدیث کی طرح ہی سنا ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔

طرفه : ٥٧٤٠۔

٥٩٤٥: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِي فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوْكِلِهِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ.

۵۹۴۵: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے، عون نے کہا: میں نے اپنے باپ کو دیکھا۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے خون (نکالنے) کی قیمت اور کتے کی قیمت لینے سے منع فرمایا اور آپؐ نے سود کھانے والے اور اس کے کھلانے والے اور گودنے والی اور گدوانے والی کو منع کیا۔

أطرافه : ٢٠٨٦، ٢٢٣٨، ٥٣٤٧، ٥٩٦٢۔

بَاب ۸۷: الْمُسْتَوْشِمَةُ

گدوانے والی

٥٩٤٦: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ فَقَامَ فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَشْمِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَا سَمِعْتُ. قَالَ مَا سَمِعْتَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ.

۵۹۴۶: زہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمارہ (بن قعقاع) سے، عمارہ نے ابوزرعہ سے، ابوزرعہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت کو لایا گیا جو گودتی تھی۔ وہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گودنے کے متعلق سنا ہے؟ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے: (یہ سن کر) میں اٹھا اور میں نے کہا: امیرالمؤمنینؓ! میں نے سنا ہے۔ انہوں نے پوچھا: تم نے کیا سنا ہے؟ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: عورتو! نہ گودو، نہ گدواؤ۔

٥٩٤٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

أطرافه: ٥٩٣٧، ٥٩٤٠، ٥٩٤٢۔

۵۹۴۷: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبیداللہ (عمری) سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا) مجھے نافع نے خبر دی۔ انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں میں پیوند لگانے والی اور لگوانے والی کو اور گودنے والی اور گدوانے والی کو لعنتی قرار دیا ہے۔

٥٩٤٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ. مَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللهِ.

۵۹۴۸: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن (بن مہدی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے منصور سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں کو اور چہرے کے رونیں نکالنے والیوں اور دانتوں کو خوبصورتی کے لئے کشادہ کرنے والیوں کو جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں اپنی رحمت سے دور کیا ہے۔ مجھے کیا ہے کہ میں ان کو لعنتی قرار نہ دوں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنتی قرار دیا جب کہ یہ حکم کتاب اللہ میں بھی ہے۔

أطرافه: ٤٨٨٦، ٤٨٨٧، ٥٩٣١، ٥٩٣٩، ٥٩٤٣۔

بَاب ٨٨: التَّصَاوِيْرُ

مورتیاں (بنانا یا رکھنا)

٥٩٤٩: حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيْرُ. وَقَالَ اللَّيْثُ

۵۹۴۹: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، عبیداللہ نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابو طلحہ (زید بن سہل) رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ اس

حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور جس میں تصویریں ہوں۔ اور لیث (بن سعد) نے کہا: مجھے یونس (بن یزید) نے ابن شہاب سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ (انہوں نے کہا:) مجھے عبید اللہ نے بتایا کہ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا۔ (وہ کہتے تھے:) میں نے حضرت ابو طلحہؓ سے سنا۔ (حضرت ابو طلحہؓ نے کہا:) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

أطرافه : ۳۲۲۵، ۳۲۲۶، ۳۳۲۲، ۴۰۰۲، ۵۹۵۸۔

تشریح: التَّصَاوِيرُ: مورتیاں (بنانا یا رکھنا)۔ باب ۸۸ سے باب ۹۷ تک تصاویر بنانے اور گھروں میں رکھنے اور تصاویر والے پردے وغیرہ کی مناہی کے متعلق احادیث بیان کی گئی ہیں، بلاشبہ وہ تمام تصاویر جو شرک کا ذریعہ اور محرک بن رہی ہوں منع ہیں۔ شرک کے مٹانے اور اس کی بیخ کنی کرنے کے لیے اس پر جتنا بھی انذار کیا جاتا وہ وقت کی ضرورت اور بہت بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ آج بھی عریانی اور فحاشی کو پھیلانے والی ہر قسم کی تصاویر یا ویڈیوز وغیرہ سے اپنے ماحول کو پاک کرنے کیلئے متذکرہ بالا احادیث ایک بہت بڑا انذار ہیں۔ تاہم موجودہ زمانے میں تصاویر بہت مفید بھی ثابت ہو رہی ہیں علوم و فنون کی ترقی اور اخلاقی و روحانی اقدار کو بڑھانے اور ایمان و معرفت میں ترقی کا باعث بننے والی تصاویر ہیں جو نہ صرف جائز بلکہ بہت ضروری ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایسا کپڑا جس پر تصویریں ہوں آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ نہ انسانی لباس میں اور نہ پردوں وغیرہ کی صورت میں۔ خصوصاً بڑی تصویریں جو کہ شرک کے آثار میں سے ہیں اُن کی آپ کبھی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے گھر میں ایسا کپڑا لٹکا ہوا تھا آپ نے دیکھا تو اُسے اُتروا دیا۔ ہاں چھوٹی چھوٹی تصویر جس کپڑے پر بنی ہوئی ہوں اُس کپڑے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کیونکہ ان سے شرک کے خیالات کی طرف اشارہ نہیں ہوتا۔ آپ ریشمی کپڑا کبھی نہیں پہنتے تھے نہ دوسرے مردوں کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دیتے تھے۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۳۸۰، ۳۸۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مجھ سے زیادہ بُت پرستی اور تصویر پرستی کا کوئی دشمن نہیں ہو گا لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ آج کل یورپ کے لوگ جس شخص کی تالیف کو دیکھنا چاہیں اوّل خواہشمند ہوتے ہیں جو اُس کی تصویر دیکھیں کیونکہ یورپ کے ملک میں فراست کے علم کو بہت ترقی ہے۔ اور اکثر اُن کی محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں کہ ایسا مدعی صادق ہے یا کاذب۔ اور وہ لوگ بباعث ہزار ہا کوس کے فاصلہ کے مجھ تک پہنچ نہیں سکتے اور نہ میرا چہرہ دیکھ سکتے ہیں لہٰذا اُس ملک کے اہلِ فراست بذریعہ تصویر میرے اندرونی حالات میں غور کرتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو انہوں نے یورپ یا امریکہ سے میری طرف چٹھیاں لکھی ہیں اور اپنی چٹھیوں میں تحریر کیا ہے کہ ہم نے آپ کی تصویر کو غور سے دیکھا اور علمِ فراست کے ذریعہ سے ہمیں ماننا پڑا کہ جس کی یہ تصویر ہے وہ کاذب نہیں ہے۔ اور ایک امریکہ کی عورت نے میری تصویر کو دیکھ کر کہا کہ یہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پس اس غرض سے اور اس حد تک مَیں نے اس طریق کے جاری ہونے میں مصلحتاً خاموشی اختیار کی۔ وانّما الاعمال بالنّیات۔ اور میرا مذہب یہ نہیں ہے کہ تصویر کی حرمت قطعی ہے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ فرقہ جِنّ حضرت سلیمان کے لئے تصویریں بناتے تھے اور بنی اسرائیل کے پاس مدّت تک انبیاء کی تصویریں رہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصویر تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی تصویر ایک پارچہ ریشمی پر جبرائیل علیہ السلام نے دکھلائی تھی۔ اور پانی میں بعض پتھروں پر جانوروں کی تصویریں قدرتی طور پر چھپ جاتی ہیں۔ اور یہ آلہ جس کے ذریعہ سے اب تصویر لی جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایجاد نہیں ہوا تھا اور یہ نہایت ضروری آلہ ہے جس کے ذریعہ سے بعض امراض کی تشخیص ہو سکتی ہے ایک اور آلہ تصویر کا نکلا ہے جس کے ذریعہ سے انسان کی تمام ہڈیوں کی تصویر کھینچی جاتی ہے اور وَجعُ المَفَاصِل و نَقرس وغیرہ امراض کی تشخیص کے لئے اس آلہ کے ذریعہ سے تصویر کھینچتے ہیں اور

مرض کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ ایسا ہی فوٹو کے ذریعہ سے بہت سے علمی فوائد ظہور میں آئے ہیں۔ چنانچہ بعض انگریزوں نے فوٹو کے ذریعہ سے دنیا کے کل جانداروں یہاں تک کہ طرح طرح کی ٹڈیوں کی تصویریں اور ہر ایک قسم کے پرند اور چرند کی تصویریں اپنی کتابوں میں چھاپ دی ہیں۔ جس سے علمی ترقی ہوئی ہے۔ پس کیا گمان ہو سکتا ہے کہ وہ خدا جو علم کی ترغیب دیتا ہے وہ ایسے آلہ کا استعمال کرنا حرام قرار دے جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے مشکل امراض کی تشخیص ہوتی ہے اور اہلِ فراست کے لئے ہدایت پانے کا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۶۵ تا ۳۶۷)

بَاب ۸۹: عَذَابُ الْمُصَوِّرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

مورتیاں بنانے والوں کو قیامت کے دن سزا

۵۹۵۰: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ مَسْرُوْقٍ فِي دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ فَرَأَى فِي صُفَّتِهِ تَمَاثِيلَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ.

۵۹۵۰: (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے مسلم (بن صبیح ابوالضحیٰ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم یسار بن نمیر کے گھر میں مسروق (بن اجدع) کے ساتھ تھے تو انہوں نے اس کے برآمدے میں مورتیاں دیکھیں تو کہا: میں نے حضرت عبداللہؓ (بن مسعود) سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اللہ کے نزدیک جن لوگوں کو قیامت کے دن سخت ترین سزا دی جائے گی وہ مورتیاں بنانے والے ہیں۔

۵۹۵۱: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ.

۵۹۵۱: ابراہیم بن منذر نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُوْنَ هَذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ

طرفہ : ۷۵۵۸۔

انس بن عیاض نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ (عمری) سے، عبید اللہ نے نافع سے روایت کی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ ان مورتیوں کو بناتے ہیں قیامت کے دن ان کو سزا دی جائے گی۔ ان سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ان میں جان بھی ڈال دو۔

بَاب ۹۰: نَقْضُ الصُّوَرِ

مورتیوں کو توڑ ڈالنا

۵۹۵۲: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيْهِ تَصَالِيْبُ إِلَّا نَقَضَهُ.

۵۹۵۲: معاذ بن فضالہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (دستوائی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ (بن ابی کثیر) سے، یحییٰ نے عمران بن حطان سے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی چیز ایسی نہ چھوڑتے تھے جس میں صلیب کی تصویر ہو مگر اس کو توڑ ڈالتے۔

۵۹۵۳: حَدَّثَنَا مُوْسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ فَرَأَى فِي أَعْلَاهَا مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى

۵۹۵۳: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا۔ عمارہ (بن قعقاع) نے ہمیں بتایا کہ ابو زرعہ (بن عمرو بن جریر) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ ایک گھر میں داخل ہوا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً وَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً. ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتّٰى بَلَغَ إِبْطَهُ، فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُنْتَهَى الْحِلْيَةِ.

ہوا جو مدینہ میں تھا تو انہوں نے مکان کی چھت پر ایک مصور کو دیکھا کہ تصویریں بنا رہا تھا۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے لگا۔ پس وہ ایک دانہ ہی پیدا کریں اور وہ ایک چیونٹی تو بنائیں۔ پھر انہوں نے پانی کا ایک لگن منگوایا اور اپنے ہاتھ دھونے لگے اور دھوتے دھوتے اپنے بغلوں تک پہنچایا۔ میں نے کہا: ابوہریرہؓ! کیا یہ ایسی بات ہے جسے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا؟ انہوں نے کہا: جہاں تک زیور پہنا جاسکتا ہے وہاں تک دھوتا ہوں۔

طرفہ : ۷۵۵۹۔

بَاب ۹۱: مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيْرِ

مورتوں کا روندا جانا

۵۹۵۴: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ وَمَا بِالْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ مِنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِي عَلَى

۵۹۵۴: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے سنا اور مدینہ میں ان دنوں ان سے بڑھ کر اور کوئی نہ تھا۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے آئے اور

سَهْوَةٍ لِي فِيهَا تَمَاثِيلُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهُ وَقَالَ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللهِ. قَالَتْ فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ.

میں نے اپنے ایک برآمدے پر اپنا ایک سرخ پردہ ڈالا ہوا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپؐ نے اسے پھاڑ دیا اور فرمایا: قیامت کے دن جن لوگوں کو سخت سے سخت سزا ہوگی وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کی مخلوق کی طرح بناتے ہیں۔ فرماتی تھیں: پھر ہم نے اس سے ایک یا (فرمایا) دو توشک بنالیں۔

أطرافه: ۲٤۷۹، ٥٩٥٥، ٦١٠٩۔

٥٩٥٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَعَلَّقْتُ دُرْنُوْكًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَنْزِعَهُ فَنَزَعْتُهُ.

۵۹۵۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن داؤد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ وہ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے آئے اور میں نے پردہ لٹکایا ہوا تھا جس میں مورتیں تھیں۔ آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو اتار ڈالوں۔ میں نے اس کو اتار ڈالا۔

أطرافه: ۲٤۷۹، ٥٩٥٤، ٦١٠٩۔

٥٩٥٦: وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

۵۹۵۶: اور میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے نہایا کرتے تھے۔

أطرافه: ۲٥۰، ۲٦۱، ۲٦۳ ۲۷۳، ۲۹۹، ۷۳۳۹۔

بَاب ۹۲: مَنْ كَرِهَ الْقُعُوْدَ عَلَى الصُّوَرِ

جس نے مورت پر بیٹھنا ناپسند کیا

٥٩٥٧: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ

۵۹۵۷: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَقُلْتُ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ قَالَ مَا هَذِهِ النُّمْرُقَةُ قُلْتُ لِتَجْلِسَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ الصُّوْرَةُ.

جویریہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے قاسم (بن محمد) سے، قاسم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس میں تصویریں تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر دروازے پر کھڑے ہوئے، اندر نہیں آئے۔ میں نے کہا: میں اللہ کے حضور توبہ کرتی ہوں اس سے جو قصور میں نے کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ گدا کیا ہے؟ میں نے کہا: اس لئے تا آپؐ اس پر بیٹھیں اس پر تکیہ لگائیں۔ آپؐ نے فرمایا: جن لوگوں نے یہ مورتیاں بنائی ہیں انہیں قیامت کے دن سزا دی جائے گی۔ انہیں کہا جائے گا: جو تم نے بنایا ہے ان میں جان ڈالو اور ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورت ہو۔

أطرافه: ۲۱۰۵، ۳۲۲٤، ۵۱۸۱، ۵۹٦۱، ۷۵۵۷۔

۵۹۵۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ الصُّوْرَةُ. قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيْهِ صُوْرَةٌ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِاللّٰهِ

۵۹۵۸: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بکیر (بن عبداللہ بن اشج) سے، بکیر نے بُسر بن سعید سے، بُسر نے زید بن خالد سے، زید نے حضرت ابو طلحہؓ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورت ہو۔ بُسر نے کہا: اس کے بعد زید بیمار ہوئے اور ہم ان کی عیادت کو گئے تو کیا دیکھا کہ

الخَوْلَانِيِّ رَبِيْبِ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْأَوَّلِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِيْنَ قَالَ إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ.

ان کے دروازے پر ایک پردہ ہے جس میں مورت ہے۔ میں نے عبید اللہ (بن اسود) خولانی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت میمونہؓ کے ربیب تھے، سے کہا: کیا زید نے ہمیں پہلے ان مورتوں کے متعلق نہیں بتایا تھا؟ عبید اللہ نے کہا: کیا تم نے ان سے نہیں سنا جب انہوں نے کہا: مگر ایسا نقش جو کپڑے میں ہو؟

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ بُكَيْرٌ حَدَّثَهُ بُسْرٌ حَدَّثَهُ زَيْدٌ حَدَّثَهُ أَبُو طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور (عبد اللہ) بن وہب نے کہا کہ ہمیں عمرو نے جو کہ حارث کے بیٹے ہیں بتایا کہ بکیر نے ان سے بیان کیا کہ بُسر نے ان سے بیان کیا کہ زید نے ان کو بتایا کہ حضرت ابو طلحہؓ نے ان سے بیان کیا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی۔

أطرافه: ۳۲۲۵، ۳۲۲۶، ۳۳۲۲، ۴۰۰۲، ۵۹۴۹۔

بَاب ۹۳: كَرَاهِيَةُ الصَّلَاةِ فِي التَّصَاوِيْرِ

جہاں مورتیں ہوں وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

۵۹۵۹: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيْطِي عَنِّي فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيْرُهُ تَعْرِضُ

۵۹۵۹: عمران بن میسرہ نے ہمیں بتایا کہ عبد الوارث نے ہم سے بیان کیا کہ عبد العزیز بن صہیب نے ہم سے بیان کیا۔ عبد العزیز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عائشہؓ کا ایک پردہ تھا جس سے انہوں نے اپنے گھر کی ایک جانب کو ڈھانپ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (حضرت عائشہؓ) سے

لِي فِي صَلَاتِيْ. فرمایا: مجھ سے یہ پردہ ہٹادو کیونکہ اس کی تصویریں میری نماز میں میرے سامنے آتی رہی ہیں۔

طرفُه : ٣٧٤۔

بَاب ٩٤: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ

ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورت ہو

٥٩٦٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ وَعَدَ جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا وَجَدَ فَقَالَ لَهُ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ.

۵۹۶۰: یحییٰ بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا کہ (عبداللہ) بن وہب نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: عمر بن محمد نے مجھ سے بیان کیا۔ عمر نے سالم سے، سالم نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کا وعدہ کیا مگر آپؐ کے پاس آنے میں دیر لگائی یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزرا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے۔ پھر جبریل آپؐ سے ملے۔ آپؐ نے ان سے اس تکلیف کی شکایت کی جو آپؐ نے محسوس کی۔ انہوں نے آپؐ سے کہا: ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورت ہو اور نہ (اس میں) جس میں کتا ہو۔

طرفُه : ٣٢٢٧۔

بَاب ٩٥: مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ

جو ایسے گھر میں داخل نہ ہو جس میں مورت ہو

٥٩٦١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ

۵۹۶۱: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے نافع سے، نافع نے قاسم

مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَتُوْبُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ قَالَ مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ فَقَالَتِ اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ. وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

بن محمد سے، قاسم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے قاسم سے ذکر کیا کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس میں تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپؐ دروازے پر کھڑے ہوگئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ حضرت عائشہؓ آپؐ کے چہرے پر ناپسندیدگی کو پہچان گئیں، کہنے لگیں: یارسول اللہ! میں اللہ کے حضور اور اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں۔ میں نے کیا قصور کیا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ گدا کیسا ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے اس کو اس لئے خریدا ہے کہ آپؐ اس پہ بیٹھیں اور تکیہ لگائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان تصویروں والوں کو قیامت کے دن سزا دی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا اس میں جان ڈالو اور فرمایا: جس گھر میں مورتیں ہوں فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔

أطرافه : ۲۱۰۵، ۳۲۲٤، ۵۱۸۱، ۵۹۵۷، ۷۵۵۷۔

بَاب ۹۶: مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ

جس نے مورت بنانے والے کو لعنتی قرار دیا

۵۹۶۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ

۵۹۶۲: محمد بن مثنیٰ نے ہمیں بتایا کہ محمد بن جعفر غندر نے مجھ سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا، شعبہ نے عون بن ابی جحیفہ سے، عون نے اپنے

عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ اشْتَرَى غُلَامًا حَجَّامًا فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ.

باپ سے روایت کی کہ انہوں نے ایک غلام خریدا جو حجام تھا۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خون نکالنے کی قیمت اور کتے کی قیمت اور رنڈی کی کمائی لینے سے منع کیا ہے اور سود کھانے والے اور کھلانے والے کو اور گودنے والی اور گدوانے والی کو اور مورت بنانے والے کو لعنتی قرار دیا۔

أطرافه : ۲۰۸۶، ۲۲۳۸، ۵۳۴۷، ۵۹۴۵۔

بَاب ۹۷

مَنْ صَوَّرَ صُورَةً كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ

جس نے کوئی مورت بنائی قیامت کے دن اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے اور وہ پھونک نہ سکے گا

۵۹۶۳: حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُمْ يَسْأَلُونَهُ وَلَا يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سُئِلَ فَقَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۵۹۶۳: عیاش بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے ہمیں بتایا کہ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہم سے بیان کیا۔ سعید نے کہا: میں نے نضر بن انس بن مالک سے سنا۔ وہ قتادہ سے بیان کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھا اور لوگ ان سے پوچھ رہے تھے اور حضرت ابن عباسؓ جواب دیتے وقت نبی ﷺ کا ذکر نہ کرتے تھے یہاں تک کہ کسی نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا: میں نے محمد ﷺ سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: جس نے دنیا میں کوئی مورت

أَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ.

بنائی قیامت کے دن اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے اور وہ پھونک نہ سکے گا۔

أطرافُه : ۲۲۲۵، ۷۰۴۲۔

بَاب۹۸: الإِرْتِدَافُ عَلَى الدَّابَّةِ

جانور پر (کسی کو اپنے) پیچھے بٹھانا

۵۹۶۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُّوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ.

۵۹۶۴: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ابوصفوان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس بن یزید سے، یونس نے ابنِ شہاب سے، ابنِ شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا۔ پالان پر فدک کی بنی ہوئی چادر تھی اور آپؐ نے اپنے پیچھے اسامہؓ کو بیٹھالیا۔

أطرافُه : ۲۹۸۷، ۴۵۶۶، ۵۶۶۳، ۶۲۰۷، ۶۲۵۴۔

بَاب۹۹: الثَّلَاثَةُ عَلَى الدَّابَّةِ

ایک جانور پر تین آدمیوں کا سوار ہونا

۵۹۶۵: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أُغَيْلِمَةُ

۵۹۶۵: مسدد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: یزید بن زُرَیع نے ہم سے بیان کیا۔ خالد (حذاء) نے ہمیں بتایا، خالد نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں

بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ.

آئے تو بنو عبدالمطلب کے بچوں نے آپؐ کا استقبال کیا۔ آپؐ نے ایک کو اپنے آگے بیٹھالیا اور دوسرے کو اپنے پیچھے۔

أطرافه : ۱۷۹۸، ۵۹۶۶۔

بَاب ۱۰۰ : حَمْلُ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ

جانور کے مالک کا کسی دوسرے کو اپنے آگے سوار کرلینا

وَقَالَ بَعْضُهُمْ صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِ الدَّابَّةِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ.

اور ان میں سے بعضوں نے کہا: جانور کا مالک زیادہ حق دار ہے کہ جانور کے اگلے حصے پر بیٹھے سوائے اس کے کہ وہ دوسرے کو اجازت دے۔

۵۹۶۶: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ذُكِرَ شَرُّ الثَّلَاثَةِ عِنْدَ عِكْرِمَةَ فَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَمَلَ قُثَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْفَضْلَ خَلْفَهُ أَوْ قُثَمَ خَلْفَهُ وَالْفَضْلَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَيُّهُمْ شَرٌّ أَوْ أَيُّهُمْ خَيْرٌ.

۵۹۶۶: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالوہاب نے ہمیں بتایا کہ ایوب نے ہم سے بیان کیا کہ عکرمہ کے پاس یہ ذکر کیا گیا کہ تین میں سے برا کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) آئے تو آپؐ نے قثمؓ کو اپنے آگے سوار کیا اور فضلؓ کو اپنے پیچھے یا کہا: قثمؓ کو اپنے پیچھے اور فضلؓ کو آگے، تو ان میں سے کون برا اور کون بھلا؟

أطرافه : ۱۷۹۸، ۵۹۶۵۔

بَاب ۱۰۱ : إِرْدَافُ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ

ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے پیچھے سواری پر بیٹھنا

۵۹۶۷: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ

۵۹۶۷: ہدبہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا أَخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ. ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ. ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ. قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ قُلْتُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. قَالَ حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا. ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ. قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ. فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ إِذَا فَعَلُوْهُ قُلْتُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.

(بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک بار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔ میرے اور آپؐ کے درمیان پالان کی لکڑی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا: معاذؓ! میں نے کہا: حاضر ہوں یارسول اللہ اور آپؐ کی خدمت میں ہوں۔ پھر آپؐ تھوڑی دیر تک چلے پھر فرمایا: معاذؓ! میں نے کہا: حاضر ہوں یا رسول اللہ ! اور آپؐ کی خدمت میں ہوں۔ پھر آپؐ تھوڑی دیر چلے پھر فرمایا: معاذؓ! میں نے کہا: حاضر ہوں یارسول اللہ ! اور آپؐ کی خدمت میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تم جانتے ہو اللہ کا حق اپنے بندوں پہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر آپؐ تھوڑی دیر چلتے رہے پھر فرمایا: معاذ بن جبلؓ! میں نے کہا: حاضر ہوں یارسول اللہ اور آپؐ کی خدمت میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: جانتے ہو بندوں کا کیا حق اللہ پر ہے جب وہ اس کا حق ادا کریں؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ اُن کو سزا نہ دے۔

أطرافه : ٢٨٥٦، ٦٢٦٧، ٦٥٠٠، ٧٣٧٣۔

بَاب ۱۰۲ : إِرْدَافُ الْمَرْأَةِ خَلْفَ الرَّجُلِ ذَا مَحْرَمٍ

عورت کا محرم کے پیچھے سواری پر بیٹھنا

۵۹۶۸: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَإِنِّيْ لَرَدِيْفُ أَبِي طَلْحَةَ وَهُوَ يَسِيْرُ وَبَعْضُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَقُلْتُ الْمَرْأَةَ فَنَزَلْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا أُمُّكُمْ فَشَدَدْتُ الرَّحْلَ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَنَا أَوْ رَأَى الْمَدِيْنَةَ- قَالَ آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

۵۹۶۸: حسن بن محمد بن صباح نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن عباد نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن ابی اسحاق نے مجھے خبر دی۔ یحییٰ نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپؓ نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر سے آئے اور میں حضرت ابو طلحہؓ کے پیچھے ایک سواری پر بیٹھا ہوا تھا اور وہ چلے جا رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھیں کہ اتنے میں اونٹنی نے ٹھوکر کھائی۔ میں نے کہا: عورت (گر پڑی۔) میں اترا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی تمہاری ماں ہے۔ میں نے پالان کو مضبوط باندھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے۔ جب آپؐ مدینہ کے قریب پہنچے یا کہا مدینہ کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ہم لوٹ کر آ رہے ہیں اپنے ربّ کی طرف رجوع کرنے والے، اس کی عبادت کرنے والے، اسی کی حمد کرنے والے ہیں۔

أطرافه: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

بَاب ۱۰۳: الِاسْتِلْقَاءُ وَوَضْعُ الرِّجْلِ عَلَى الْأُخْرَى

چت لیٹنا اور ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا

۵۹۶۹: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْطَجِعُ فِي الْمَسْجِدِ رَافِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

أطرافُه : ٤٧٥، ٦٢٨٧۔

۵۹۶۹: احمد بن یونس نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن سعد نے ہم سے بیان کیا۔ ابنِ شہاب نے ہمیں بتایا۔ ابنِ شہاب نے عباد بن تمیم سے، عباد نے اپنے چچا (حضرت عبداللہ بن زیدؓ) سے روایت کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۷۸ - كِتَابُ الْأَدَبِ

بَاب ۱ : الْبِرُّ وَالصِّلَةُ

نیکی کرنا اور بھلائی کرنا

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا (العنکبوت:۹)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور ہم نے انسان کو تاکید کی ہے کہ وہ اپنے والدین سے نیک سلوک کرتا رہے۔

۵۹۷۰: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ عَيْزَارٍ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنَا صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ. قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي.

۵۹۷۰: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ کہا: ولید بن عیزار نے مجھے خبر دی۔ کہا: میں نے ابو عمرو شیبانی سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ہمیں اس گھر والے نے خبر دی اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ عزوجل کو کونسا عمل زیادہ پسند ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔ انہوں نے پوچھا: اس کے بعد کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: پھر والدین سے نیکی کرنا۔ پوچھا: پھر اس کے بعد کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (حضرت عبداللہؓ) کہتے تھے: انہوں نے یہ باتیں مجھ سے بیان کیں (اور کہا:) اگر میں آپؐ سے اَور پوچھتا تو آپؐ مجھے اور بتاتے۔

أطرافه: ۵۲۷، ۲۷۸۲، ۷۵۳۴۔

تشریح: الْبِرُّ وَالصِّلَةُ: نیکی کرنا اور بھلائی کرنا۔ زیر باب حدیث میں تین باتیں پوچھی گئیں جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ اول نماز اپنے وقت پر پڑھنا۔ دوم والدین سے

حسن سلوک کرنا اور سوم جہاد فی سبیل اللہ۔ نماز حقوق اللہ میں سے اول درجہ پر ہے اور والدین سے حسن سلوک حقوق العباد میں اول درجہ پر ہے۔ عنوان باب میں اسی ادب کو نمایاں کیا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مومن کو جب اس کے ماں باپ سے اچھا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ مومن خدا تعالیٰ سے جو ماں باپ سے بھی زیادہ محسن ہے اچھا معاملہ نہ کرے اور جب ماں باپ خدا تعالیٰ کے خلاف کوئی بات کہیں تو اُن کی بات کو ردّ نہ کرے۔ بہر حال اس استثناء کے سوا ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔..... اپنے والدین کی خدمت بجالاؤ، ورنہ تم اس جنت سے محروم ہو جاؤ گے جو تمہارے ماں باپ کے قدموں کے نیچے رکھی گئی ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ العنکبوت، زیر آیت وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا... جلد ۷، صفحہ ۵۹۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امورِ معروفہ میں جو خلافِ قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

بَاب: ٢ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ

لوگوں میں سب سے بڑھ کر کس کا حق ہے کہ اس کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آیا جائے

٥٩٧١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَحَقُّ

۵۹۷۱: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبد الحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عُمارہ بن قعقاع بن شُبرمہ سے، عمارہ نے ابوزُرعہ سے، ابوزرعہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا:

بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أَبُوكَ. وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ.. مِثْلَهُ.

یارسول اللہ! کون زیادہ حق دار ہے جس سے میں حسن معاشرت کے ساتھ پیش آؤں۔ آپؐ نے فرمایا: تمہاری ماں ہے۔ اُس نے کہا: پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ پوچھا: پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا: پھر تمہارا باپ۔ اور ابن شبر مہ اور یحییٰ بن ایوب نے کہا کہ ہم سے ابوزُرعہ نے اسی طرح سے بیان کیا۔

تشریح: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ: یعنی لوگوں میں سب سے بڑھ کر کس کا حق ہے کہ اس کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آیا جائے۔

والدین کے حقوق میں والدہ کو مقدم رکھا گیا ہے اور تین دفعہ پوچھنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے والدہ کا حق مقدم فرمایا۔ قرآن کریم نے بچہ کی پیدائش کے تین مراحل کو تین اندھیروں سے تعبیر کیا ہے جو دراصل اس کی زندگی کے تین خطرات ہیں جن کا سامنا رحم مادر میں بچے کو ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اس ماں کو ہی اس بچہ کا محافظ بناتا اور اُن خطرات سے اُسے باحفاظت نکالتا ہے۔ پھر زچگی اور پیدائش کی انتہائی تکالیف کا وقت، پھر بچے کی زندگی کے ابتدائی تین چار سال، پھر بچپن اور جوانی۔ غرض والدہ کا سہارا ہر آن اور ہر لحہ بچے کی دستگیری کرتا ہے اس لئے اس کا حق بھی اُتنا ہی بڑا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"وہ وقت یاد کرو جب تمہاری ماں نے تکالیف اُٹھا کر تمہاری پیدائش کے تمام مراحل طے کئے۔ پھر جب تم کسی قسم کی کوئی طاقت نہ رکھتے تھے، تمہیں پالا پوسا، تمہاری جائز و ناجائز ضرورت کو پورا کیا... سب سے زیادہ خدمت کی مثال اگر دنیا میں موجود ہے تو وہ ماں کی بچے کے لئے خدمت ہی ہے۔..... بچوں کا فرض ہے کہ والدین کو سنبھالیں۔..... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا کہ: اے اللہ کے رسولؐ! مَیں نے اپنی ماں کو یمن سے اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر حج کرایا ہے، اسے اپنی پیٹھ پر لئے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا، صفا

ومروہ کے درمیان سعی کی، اسے لئے ہوئے عرفات گیا، پھر اسی حالت میں اُسے لئے ہوئے مزدلفہ آیا اور منیٰ میں کنکریاں ماریں۔ وہ نہایت بوڑھی ہے، ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتی۔ مَیں نے یہ سارے کام اُسے اپنی پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے سرانجام دئے ہیں تو کیا مَیں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، اس کا حق ادا نہیں ہوا'' اس آدمی نے پوچھا: ''کیوں'' آپؐ نے فرمایا: ''اس لئے کہ اس نے تمہارے بچپن میں تمہارے لئے ساری مصیبتیں اِس تمنا کے ساتھ جھیلی ہیں کہ تم زندہ رہو مگر تم نے جو کچھ اُس کے ساتھ کیا وہ اس حال میں کیا کہ تم اُس کے مرنے کی تمنا رکھتے ہو۔ تمہیں پتہ ہے کہ وہ چند دن کی مہمان ہے۔(الوعی، العدد ۵۸، السنة الخامسة) اب عام آدمی خیال کرتا ہے کہ اتنی تکلیف اُٹھا کر مَیں نے جو سب کچھ کیا تو مَیں نے بہت بڑی قربانی کی ہے۔ لیکن آپؐ فرماتے ہیں کہ نہیں۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔''

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جنوری ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۴۷تا۴۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''والدہ کا حق بہت بڑا ہے اور اس کی اطاعت فرض۔'' (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۹۷)

نیز فرمایا:

''والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا پر اُس کے گناہ نہ بخشے گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اُس کے گناہ بخشے نہ گئے۔ والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اُس کے تمام ہم و غم والدین اُٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے، کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اُٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو۔ چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔''

(ملفوظات جلد ۴، صفحہ ۲۸۹)

بَاب ۳: لَا يُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ

ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد کو نہ جائے

۵۹۷۲: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيبٌ قَالَ ح. وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُجَاهِدُ. قَالَ لَكَ أَبَوَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ.

۵۹۷۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) اور شعبہ سے روایت کی۔ ان دونوں نے کہا: حبیب (بن ابی ثابت) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا۔ اور محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حبیب سے، حبیب نے ابوالعباس (سائب) سے، ابوالعباس نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں جہاد کو جاتا ہوں۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تمہارے ماں باپ ہیں؟ اُس نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر اُنہی کے متعلق جہاد کرو۔

طرفہ: ۳۰۰۴۔

تشریح: لَا يُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ: ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد کو نہ جائے۔

اسلام مذہب کے نام پر انسانی حقوق کے تلف کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دیتا۔ بسا اوقات انسان حقوق العباد سے پہلو تہی کرنے کے لئے مذہب یا حقوق اللہ کی آڑ میں اُن انسانی رشتوں کے حقوق کو پامال کرتا ہے جن کا اُس کے سوا کوئی پُرسان حال نہیں ہوتا۔ والدین کا رشتہ وہ ہے جس کا حق حقوق العباد میں سب سے مقدم ہے۔ والدین کو بے یارو مددگار چھوڑ کر جہاد پر جانے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی اجازت نہیں دی بلکہ والدین کی خدمت کرنے کو ہی جہاد قرار دیا ہے۔ اس حدیث کے مطابق والدین کی خدمت جہاد پر مقدم ہے تو وہ لوگ جو دنیا اور اس کی آسائشوں کے مقابل والدین کی خدمت سے پہلو تہی کرتے ہیں یا ان کو اولڈ ہوسز میں چھوڑ جاتے ہیں اور وہ بوڑھے والدین اپنے بچوں کو ترستے ترستے راہی ملک عدم ہو جاتے ہیں، انہیں اپنے انجام سے ڈرنا چاہیئے۔ قرآن کریم نہ صرف زندگی میں والدین کی خدمت کی تاکید کرتا ہے بلکہ والدین کی وفات کے بعد بھی اولاد کو زمانۂ طفولیت یاد دلا کر والدین کے لئے دعائیں کرنے کی تلقین فرماتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے والدین سے حسن سلوک کے بارہ میں بڑی تاکید فرمائی ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے روکیں یا شرک کی تعلیم دیں۔ اس کے علاوہ ہر بات میں اُن کی اطاعت کا حکم ہے اور یہ حکم اس لئے ہے کہ جو خدمت انہوں نے بچپن میں ہماری کی ہے اُس کا بدلہ تو ہم نہیں اُتار سکتے۔ اس لئے یہ حکم ہے کہ ان کی خدمت کے ساتھ ساتھ اُن کے لئے دعا بھی کرو کہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے اور بڑھاپے کی اس عمر میں بھی اُن کو ہماری طرف سے کسی قسم کا کبھی کوئی دکھ نہ پہنچے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدمت اور دعا کے باوجود یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے اُن کی بہت خدمت کر لی اور اُن کا حق ادا ہو گیا۔ اس کے باوجود بچے جو ہیں اس قابل نہیں کہ والدین کا وہ احسان اُتار سکیں جو انہوں نے بچپن میں اُن پر کیا۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جنوری ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۴۶)

بَاب ٤: لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ

کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی نہ دے

۵۹۷۳: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ. قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ

۵۹۷۳: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا، کہا: ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ (سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے، اُن کے باپ نے حمید بن عبدالرحمٰن سے، حمید نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے سے بڑے گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ! آدمی اپنے والدین پر کس طرح لعنت کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ایک

وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ. آدمی دوسرے آدمی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ پھر اُس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ اور وہ اُس کی ماں کو گالی دیتا ہے پھر وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

تشریح. لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ: کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی نہ دے۔

اسلام گالی دینے اور ہر قسم کی بدزبانی اور فحش گوئی سے منع کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا: أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ کہ اپنی زبان پر قابو رکھو۔ نیز فرمایا: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ کہ ایک مسلمان کا کسی کو گالی دینا فسق وفجور میں سے ہے۔ انسان کو کسی بُرائی سے روکنے کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ اُسے یہ بتایا جائے کہ جو تیر تم دوسروں پر چلاؤ گے وہ مڑ کر واپس تمہیں آ لگے گا اور جب وہ تیر دوسرے پر چلانے والے کو آ کر لگے تو اس کی تکلیف اور تلخی کا اُسے صحیح ادراک ہوتا ہے اور اس کی کاٹ کو وہ تب سمجھتا ہے جب کوئی دوسرے کے والدین کو گالی دیتا ہے اور ردّ عمل کے طور پر وہ اس کے والدین کو گالی دیتا ہے تب اسے اس کی حدت اور شدت اور اذیت کا اندازہ ہوتا ہے اس لئے فرمایا: زبان کے جو تیر تم دوسروں پر چلاؤ گے وہ واپس تمہیں ہی آ کر لگیں گے اس لئے اس فعل شنیع سے باز آؤ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اس سے ایک سبق تو یہ ملا کہ گالی نہیں دینی اور دوسرے یہ کہ اپنے ماں باپ کو دعائیں دلوانی ہیں تو اپنے اعلیٰ اخلاق کے نمونے دکھلاؤ۔ تمہارے سے واسطہ رکھنے والے یہ کہیں کہ اللہ اس کے والدین کو جزاء دے جس نے اپنے بچوں کی ایسی اعلیٰ تربیت کی ہے۔" (خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جنوری ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۵۳)

بَاب ٥: إِجَابَةُ دُعَاءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ

جس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا اُس کی دعا کی قبولیت

٥٩٧٤: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ

۵۹۷۴: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا، کہا: اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: نافع نے مجھے خبر دی۔ نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:

نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا لِلَّهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يَفْرُجُهَا. فَقَالَ أَحَدُهُمْ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي وَإِنَّهُ نَاءَ بِيَ الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُّهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَّوْمِهِمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ. فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتَّى يَرَوْنَ مِنْهَا

ایک بار تین شخص اکٹھے چلے جا رہے تھے کہ ان کو بارش نے آلیا۔ وہ راستہ چھوڑ کر پہاڑ کی ایک غار میں چلے گئے تو اُن کی غار کے منہ پر پہاڑ سے ایک پتھر آ گرا۔ اس (پتھر) نے اُن پر (غار) بند کر دی تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ایسے نیک عملوں میں غور کرو جو تم نے اللہ کے لئے کئے ہوں اور ان کے وسیلے سے اللہ سے دعا کرو، شاید وہ اس پتھر کو ہٹا دے۔ اِس پر اُن میں سے ایک نے یوں دعا کی: اے میرے اللہ! میرے بہت ہی بوڑھے ماں باپ تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں اُن کے لئے بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب شام کو اُن کے پاس آتا تو میں دودھ دوہ کر پہلے اپنے والدین سے شروع کرتا، ان کو اپنے بچوں سے پہلے دودھ پلاتا، اور ایک دن ایسا ہوا کہ مجھے درخت چرانے کے لئے دُور جانا پڑا۔ میں اس وقت آیا کہ شام ہو چکی تھی۔ میں نے اُن کو سوئے ہوئے پایا۔ میں نے دودھ دوہا جیسا کہ دوہا کرتا تھا اور دوہا ہوا دودھ لا کر اُن کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ میں ناپسند کرتا تھا کہ اُن کو اُن کی نیند سے جگاؤں اور یہ بھی ناپسند کرتا تھا کہ اُن سے پہلے بچوں کو دوں حالانکہ بچے میرے پاؤں کے پاس بلبلا رہے تھے۔ میری اور ان کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پس اگر تُو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لئے کیا تھا تو ہمارے لئے اس پتھر

السَّمَاءَ. وَقَالَ الثَّانِي اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَلَقِيتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللهِ اتَّقِ اللهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ عَنْهَا. اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً. وَقَالَ الْآخَرُ اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِي وَقَالَ اتَّقِ اللهَ وَلَا تَظْلِمْنِي وَأَعْطِنِي حَقِّي. فَقُلْتُ اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا. فَقَالَ اتَّقِ اللهَ وَلَا تَهْزَأْ بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ تِلْكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَأَخَذَهُ فَانْطَلَقَ. فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ

کو کچھ ہٹا کہ ہم اس سے آسمان تو دیکھیں۔ چنانچہ اللہ نے ان کے لئے تھوڑا سا پتھر ہٹا دیا اور وہ اس سے آسمان دیکھنے لگے۔ اور دوسرے نے یوں دعا کی: اے اللہ! میری ایک چچا کی بیٹی تھی جس سے میں محبت رکھتا تھا، ایسی سخت محبت جو مرد عورتوں سے رکھتے ہیں۔ میں نے اس کو ورغلانا چاہا اور اُس نے نہ مانا جب تک کہ میں اس کو ایک سو اشرفی نہ لادوں۔ میں نے محنت مزدوری کر کے ایک سو اشرفیاں اکٹھی کیں اور ان کو لے کر اُس سے ملا۔ جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو وہ کہنے لگی: اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو اور یہ مُہر جائز طریق کے بغیر نہ کھولو۔ یہ سنتے ہی میں اس سے الگ ہو کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا مندی کی خاطر کیا تھا تو اس پتھر کو ہمارے لئے ہٹا دے۔ چنانچہ اللہ نے وہ پتھر کچھ اور ہٹا دیا۔ اور دوسرے نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک مزدور ایک فرق[1] چاول کے معاوضے میں مزدوری پر لگایا تھا۔ جب وہ اپنا کام کر چکا کہنے لگا: میرا حق مجھے دو تو میں نے اُس کا حق اُس کے سامنے پیش کیا۔ وہ اس کو چھوڑ گیا اور اس نے اسے منظور نہ کیا تو میں ان چاولوں کو بوتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس سے گائے، بیل اور ان کا چرواہا اکٹھے کر لئے۔ پھر وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ سے ڈرو اور

[1] فَرَق: ایک پیمانہ جو تین صاع یا سولہ رِطل کا تھا۔ (النہایۃ فی غریب الحدیث) اس کا اندازہ تقریباً ۹ سیر ہے۔

ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

مجھ پر ظلم نہ کرو اور میرا حق مجھے دو۔ میں نے کہا: ان گائے، بیلوں اور اُن کے چرواہے کے پاس جا کر انہیں لے لو۔ وہ کہنے لگا: اللہ سے ڈرو اور مجھ سے ہنسی مت کرو۔ میں نے کہا: میں تم سے ہنسی نہیں کرتا۔ وہ گائے، بیل اور اُن کا چرواہا لے لو۔ اس نے ان کو لیا اور لے کر چلا گیا۔ اگر تُو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لئے کیا تھا تو جو باقی رہتا ہے اس کو بھی کھول دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن سے وہ پتھر ہٹا دیا۔

أطرافُه: ۲۲۱۵، ۲۲۷۲، ۲۳۳۳، ۳٤٦٥۔

بَاب٦: عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ

والدین کی نافرمانی کرنا بہت بڑے گناہوں میں سے ہے

قَالَهُ ابْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابن عمروؓ نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۵۹۷۵: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ وَرَّادٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ, وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ.

۵۹۷۵: سعد بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے مسیب سے، مسیب نے وراد سے، وراد نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے، حضرت مغیرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کی ہے اور یہ بھی حرام کیا ہے کہ خود نہ دے اور کہے کہ لاؤ۔ اور بیٹیوں کو زندہ گاڑنا بھی حرام کیا ہے۔ اور تمہارے لئے قیل و قال اور بہت سوالات کرنا اور مال کو ضائع کرنا ناپسند کیا ہے۔

أطرافُه: ۸٤٤، ۱٤۷۷، ۲٤۰۸، ٦۳۳۰، ٦٤۷۳، ٦٦۱٥، ۷۲۹۲۔

٥٩٧٦ : حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْوَاسِطِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ ثَلَاثًا الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ. وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ. أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ. فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ.

أطرافه: ٢٦٥٤، ٦٢٧٣، ٦٢٧٤، ٦٩١٩-

۵۹۷۶: اسحاق (بن شاہین واسطی) نے مجھ سے بیان کیا کہ خالد (بن عبداللہ) واسطی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (سعید بن ایاس) جُریری سے، جُریری نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ بڑے سے بڑے گناہ کیا ہیں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں یارسول اللہ! ضرور۔ آپؐ نے تین بار فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور آپؐ اس وقت تکیہ لگا کر بیٹھے تھے۔ اُٹھ بیٹھے اور فرمایا: سنو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ سنو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ آپؐ ان کلمات کو اتنی بار دہراتے رہے کہ میں نے سمجھا آپؐ خاموش نہیں ہوں گے۔

٥٩٧٧ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرَ – أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ – فَقَالَ الشِّرْكُ بِاللهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ. فَقَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّورِ

۵۹۷۷: محمد بن ولید نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا، (کہا:) عبیداللہ بن ابی بکر نے مجھے بتایا۔ (عبیداللہ نے) کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا یا کہا کہ کبیرہ گناہوں کے متعلق آپؐ سے پوچھا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا اور ناحق خون کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا، پھر آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بڑے سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ فرمایا: جھوٹی بات کہنا یا فرمایا:

أَوْ شَهَادَةُ الزُّورِ. قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهُ قَالَ شَهَادَةُ الزُّورِ.

جھوٹی شہادت دینا۔ شعبہ نے کہا: اور میرا غالب گمان یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جھوٹی شہادت دینا۔

أطرافه: ٢٦٥٣، ٦٨٧١۔

بَاب٧: صِلَةُ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ

مشرک باپ سے نیک سلوک کرنا

٥٩٧٨: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَخْبَرَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آصِلُهَا قَالَ نَعَمْ. قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِيهَا: لَا يَنْهٰكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ(الممتحنة:٩).

۵۹۷۸: (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے ہمیں بتایا۔ ہشام بن عروہ نے ہمیں بتایا۔ (کہا:) مجھے میرے باپ نے بتایا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتی تھیں: میری ماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شوق سے میرے پاس آئیں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا میں ان سے نیک سلوک کروں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ (سفیان) ابن عیینہ کہتے تھے: اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل کی ہے: یعنی اللہ تمہیں اُن لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کی وجہ سے نہیں لڑتے۔

أطرافه: ٢٦٢٠، ٣١٨٣، ٥٩٧٩۔

تشریح: صِلَةُ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ: یعنی مشرک باپ سے نیک سلوک کرنا۔

اسلام نے انسانی رشتوں اور بطور خاص رحمی رشتوں سے قطع تعلقی کو بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے اور رحمی رشتوں کو جوڑنے اور استوار کرنے میں مذہب وملت کے فرق سے بالاتر ہو کر ان رشتوں کو نبھانے کی تعلیم دی گئی ہے اور نہ صرف رحمی رشتوں کو بلکہ قرآن کریم ان تمام افراد سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے جن کے شرّ سے انسانی اور اسلامی معاشرہ محفوظ ہوتا ہے۔ فرماتا ہے: لَا يَنْهٰكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○ (الممتحنة:٩) یعنی اللہ تم کو ان لوگوں سے نیکی کرنے اور عدل کا معاملہ کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دینی اختلاف کی وجہ سے نہیں لڑے اور جنہوں نے تم کو

تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ماں باپ کی فرماں برداری کا خدا نے اعلیٰ مقام رکھا ہے اور بڑے بڑے تاکیدی الفاظ میں یہ حکم دیا ہے۔ اُن کے کفر و اسلام اور فسق و فجور یا دشمنِ اسلام وغیرہ ہونے کی کوئی قید نہیں لگائی اور ہر حالت میں ان کی فرماں برداری کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ مگر مقابلہ کے وقت ان کے متعلق بھی فرمادیا کہ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا (لقمان:۱۶) اگر خدا کے مقابلہ میں آجاویں تو خدا کو مقدم کرو۔ اُن کی ہرگز نہ مانو۔" (حقائق الفرقان جلد ۳ صفحہ ۳۳۱، ۳۳۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تیرے ربّ نے چاہا ہے کہ تو فقط اُسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر... اگر خدا جائز رکھتا کہ اس کے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو کیونکہ وہ بھی مجازی ربّ ہیں اور ہر ایک شخص طبعًا یہاں تک کہ درند چرند بھی اپنی اولاد کو اُن کی خوردسالی میں ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ پس خدا کی ربوبیت کے بعد اُن کی بھی ایک ربوبیت ہے اور وہ جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔" (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴)

بَاب ۸: صِلَةُ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا وَلَهَا زَوْجٌ

عورت کا اپنی ماں سے سلوک کرنا جبکہ اس کا خاوند ہو

۵۹۷۹: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَ قَدِمَتْ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ – فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ وَمُدَّتِهِمْ إِذْ عَاهَدُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – مَعَ أَبِيهَا فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ

۵۹۷۹: اور لیث نے کہا: ہشام نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عروہ سے، عروہ نے حضرت اسماءؓ سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں کہ میری ماں جو کہ مشرکہ تھیں، اپنے باپ کے ساتھ ان دنوں میں آئیں کہ جب قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کیا تھا اور مہلت دی تھی۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میں نے کہا کہ میری ماں

أُمِّي قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ قَالَ نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ.

اپنی خواہش سے آئی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ اپنی ماں سے نیک سلوک کرو۔

أطرافُه: ٢٦٢٠، ٣١٨٣، ٥٩٧٨۔

٥٩٨٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ فَمَا يَأْمُرُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ.

۵۹۸۰: یحییٰ (بن بکیر) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبید اللہ بن عبداللہ سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اُن کو بتایا۔ حضرت ابوسفیانؓ نے ان سے بیان کیا کہ ہرقل نے ان کو بلا بھیجا تو اُس نے کہا: وہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ ابو سفیانؓ نے کہا: وہ ہمیں نماز، صدقہ، بدکاری سے بچنے اور لوگوں سے نیک سلوک کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

أطرافُه: ٧، ٥١، ٢٦٨١، ٢٨٠٤، ٢٩٤١، ٢٩٧٨، ٣١٧٤، ٤٥٥٣، ٦٢٦٠، ٧١٩٦، ٧٥٤١۔

تشریح: صِلَةُ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا وَلَهَا زَوْجٌ: یعنی عورت کا اپنی ماں سے سلوک کرنا جبکہ اس کا خاوند ہو۔ اسلام کی عدل کی تعلیم جو انسان کو ترقی دیتے دیتے احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کے مقام تک پہنچاتی ہے۔ انسان اس آخری منزل کو نہیں پا سکتا جب تک ابتدائی سیڑھیاں عبور نہ کر لے۔ رحمی رشتوں کے ساتھ شادی کے بعد جب نئے رشتے بنتے ہیں تو یہ وقت عدل و انصاف کے پیمانے کو حد اعتدال میں رکھنے اور تمام رشتوں کا حق کماحقہ ادا کرنا اسلام کے تاکیدی احکام اور حسن معاشرت کا ایک رُکن اعظم ہے۔ اس لئے نکاح کے موقع پر اس کی خاص یاد دہانی اور تاکید کی جاتی ہے تاکہ انسان جادہ مستقیم پر قائم رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"صلہ رحمی میں جہاں تک اپنے ماں باپ کا تعلق ہے..... الاماشاء اللہ عموماً لوگ یہ حقوق ادا کرتے ہی ہیں۔ نسلاً بعد نسلٍ ہمیں ماں باپ اور بہن بھائی کی محبت ورثے میں مل چکی ہے اور اس لحاظ سے ہمارا معاشرہ خدا کے فضل سے مضبوط ہے۔ ابتلاء آتا ہے شادی کے موقع پر۔ تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے موقع پر

تلاوت کے لئے جو آیات اکٹھی کیں اُن میں یہ آیت داخل فرمائی: وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ (النساء:۲) کہ دیکھو اپنے تمہارے رحمی رشتے جو ہیں اُن کے سلسلہ میں تو تم ہو ہی واقف لیکن اب تم ایک ایسے تعلق میں باندھے جارہے ہو جہاں دوسرے کے رحم کا بھی خیال کرنا پڑے گا، دوسرے کے رحمی رشتوں کو بھی اپنا سمجھنا پڑے گا۔ اسکا فقدان ہے جس کے نتیجے میں ہمارا معاشرہ بہت سے دکھوں میں مبتلا ہے۔...ان تمام امور میں ہمیں لازماً قرآن کی پناہ میں واپس جانا پڑے گا۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴، فروری ۱۹۸۶، جلد ۵ صفحہ ۱۵۱، ۱۵۲)

نیز فرمایا:

"قرآن کریم نے جہاں نکاح کا مضمون بیان کیا ہے وہاں فرماتا ہے: وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ (النساء:۲) کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کا واسطہ دے کر تم مانگتے ہو اور اپنے لئے خیر طلب کرتے ہو وَالْاَرْحَامَ اور ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں کہ رحموں کا حق ادا کرنا۔ اس میں انسان کو متوجہ کیا گیا ہے کہ اپنے ماں باپ کا حق تو تم ادا کرتے ہی ہو، تنبیہ کا خاص پہلو اس وقت پیدا ہوتا ہے جب دو رحموں کے رشتے آپس میں ہو رہے ہوتے ہیں، جب ایک کے ماں باپ کا تعلق اپنی بیٹی یا بیٹے کے ذریعہ دوسرے کے ماں باپ سے ہو رہا ہوتا ہے اور بیچ میں ایک سنگم پیدا ہو جاتا ہے، ایک ایسا مقام آجاتا ہے جہاں میاں بیوی کے ماں باپ دونوں کے ماں باپ بن جاتے ہیں تو فرمایا کہ اس بات کا خیال رہے کہ اب تمہارے ارحام کے تعلقات وسیع ہو رہے ہیں۔ اگر تمہیں ہم سے تعلق اور پیار ہے، اگر تم چاہتے ہو کہ ہم تم سے رحمت کا سلوک کریں تو ان رحمی رشتوں کا خیال رکھنا اور کوشش کرنا کہ جس طرح اپنے ماں باپ سے پیار کرتے ہو اور خدمت کرتے ہو دوسرے کے ساتھ بھی کرو۔ یہ ایک ایسا مثبت نظریہ ہے کہ اگر دونوں میاں بیوی یہ کوشش کریں کہ اپنے ماں باپ سے بڑھ کر نہیں تو کم از کم اپنے ماں باپ کی طرح ہی ایک دوسرے کے ماں باپ کا خیال رکھیں تو اس طرح دونوں میں ایثار پیدا ہو جائے گا، دونوں میں ایک دوسرے سے زیادہ محبت پیدا ہو جائے گی اور بعض اوقات جو زیادتیاں ہو جاتی ہیں وہ بالکل پلٹ جائیں گی، جہنم کی بجائے جنت بن جائے گی ... جب آپ اللہ تعالیٰ کی خاطر ایثار

کریں گے اور اس کی خاطر دوسرے کے ماں باپ کا خیال رکھیں گے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ دوسرا فریق آپ کے والدین کا پہلے سے بڑھ کر خیال نہ کرے۔"

(خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۵، اگست ۱۹۸۳، جلد ۲ صفحہ ۴۱۴، ۴۱۵)

بَاب ۹: صِلَةُ الْأَخِ الْمُشْرِكِ

مشرک بھائی سے سلوک کرنا

۵۹۸۱: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ رَأَى عُمَرُ حُلَّةَ سِيَرَاءَ تُبَاعُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ابْتَعْ هَذِهِ وَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْوُفُودُ. قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ. فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةٍ فَقَالَ كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا وَلَكِنْ تَبِيعُهَا أَوْ تَكْسُوهَا. فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلَى أَخٍ لَّهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ.

۵۹۸۱: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن مسلم نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن دینار نے ہم سے بیان کیا۔ عبداللہ نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت عمرؓ نے ایک ریشمی دھاری دار جوڑا بکتے ہوئے دیکھا اور کہنے لگے: یارسول اللہ! اسے خرید لیں اور آپؐ اس کو جمعہ کے دن پہنا کریں اور نیز اس وقت کہ جب آپؐ کے پاس نمائندے آئیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ تو وہی پہنتا ہے جس کے لئے کوئی بھلائی نہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسی قسم کے کئی جوڑے آئے اور آپؐ نے حضرت عمرؓ کو بھی ایک جوڑا بھیجا۔ انہوں نے کہا: میں اسے کیسے پہنوں جبکہ آپؐ اس کے متعلق فرما چکے ہیں جو فرما چکے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے تمہیں یہ اس لئے نہیں دیا کہ تم اس کو پہنو بلکہ تم اس کو بیچو یا کسی کو پہننے کیلئے دو۔ تب حضرت عمرؓ نے وہ جوڑا اپنے ایک بھائی کو بھیج دیا جو مکہ میں رہتا تھا پیشتر اس کے کہ وہ مسلمان ہوا ہو۔

أطرافه: ٨٨٦، ٩٤٨، ٢١٠٤، ٢٦١٢، ٢٦١٩، ٣٠٥٤، ٥٨٤١، ٦٠٨١۔

بَاب ١٠ : فَضْلُ صِلَةِ الرَّحِمِ

صلہ رحمی کی فضیلت

٥٩٨٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ...ح.

اطرافُه: ١٣٩٦، ٥٩٨٣۔

۵۹۸۲: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: مجھے (عمرو) ابن عثمان نے بتایا، کہا: میں نے موسیٰ بن طلحہ سے سنا۔ موسیٰ نے حضرت ابوایوب (انصاریؓ) سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: کسی نے کہا: یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتایئے کہ جو مجھے جنت میں داخل کرے۔

٥٩٨٣: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَبُوهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ الْقَوْمُ مَا لَهُ مَا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَبٌ مَا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ. ذَرْهَا. قَالَ كَأَنَّهُ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ.

اطرافُه: ١٣٩٦، ٥٩٨٢۔

۵۹۸۳: نیز مجھ سے عبدالرحمٰن بن بشر نے بیان کیا کہ بہز (بن اسد بصری) نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ (عمرو) ابن عثمان بن عبداللہ بن موھب اور ان کے باپ عثمان بن عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ ان دونوں نے موسیٰ بن طلحہ سے سنا۔ وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے۔ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کرے۔ لوگوں نے کہا: اسے کیا ہوگیا، اسے کیا ہوگیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو ضرورت ہے، اس کو کیا ہوگیا؟ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو۔ اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز کو سنوار کر پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ (آپؐ نے فرمایا:) اس (میری اونٹنی) کو چھوڑ دو۔ راوی کہتے ہیں: گویا آپؐ اپنی سواری پر تھے۔

بَاب ۱۱: إِثْمُ الْقَاطِعِ

قطع رحمی کرنے والے پر گناہ

۵۹۸۴: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ.

۵۹۸۴: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے محمد بن جبیر بن مطعم سے، محمد نے کہا: جبیر بن مطعم نے ان کو بتایا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو گا۔

بَاب ۱۲: مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ

جس کو صلہ رحمی کی وجہ سے رزق میں کشائش دی گئی

۵۹۸۵: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

۵۹۸۵: ابراہیم بن منذر نے مجھے بتایا کہ محمد بن معن نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سعید بن ابی سعید سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کے رزق میں کشائش کی جائے، اُس کی عمر کو اُس کے لئے بڑھا دیا جائے تو وہ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے۔

۵۹۸۶: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ

۵۹۸۶: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مجھے حضرت انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں کشائش ہو اور اس کی عمر کو اس کے لئے بڑھا دیا جائے تو وہ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے۔

طرفہ: ۲۰۶۷۔

بَاب ۱۳: مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللهُ

جس نے صلہ رحمی کی اللہ اس سے ناطہ جوڑے گا

۵۹۸۷: حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمِّي سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ قَالَتِ الرَّحِمُ هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَّصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ. قَالَ فَهُوَ لَكِ. قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا

۵۹۸۷: بشر بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ معاویہ بن ابی مزرّد نے ہمیں بتایا۔ معاویہ نے کہا: میں نے اپنے چچا سعید بن یسار کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا۔ جب اس کو پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو رحم کہنے لگا: یہ میں کھڑا ہوں جو قطع تعلقی سے تیری پناہ میں آیا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: ہاں کیا تم خوش نہیں ہو اس سے کہ میں اس سے تعلق رکھوں جس نے تجھ سے تعلق رکھا اور اس سے تعلق قطع کروں جس نے تجھ سے تعلق قطع کیا؟ رحم بولا: ہاں کیوں نہیں ضرور اے میرے ربّ۔ اللہ نے فرمایا: یہ بات تمہارے لئے

أَرْحَامَكُمْ ○ (محمد:۲۳)

ہو چکی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ہو سکتا ہے اگر تم حکمران بنو تو زمین میں بگاڑ پیدا کرو اور اپنے رشتہ داروں سے تعلقات توڑو۔

أطرافه: ٤٨٣٠، ٤٨٣١، ٤٨٣٢، ٧٥٠٢۔

٥٩٨٨: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرَّحِمَ شُجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ اللهُ مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ.

۵۹۸۸: خالد بن مخلد نے ہمیں بتایا کہ سلیمان (بن بلال) نے ہم سے بیان کیا۔ عبداللہ بن دینار نے ہمیں بتایا۔ عبداللہ نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ (فرمایا:) رحم بھی رحمٰن کا ایک پیوند ہے۔ اللہ نے فرمایا: جس نے تجھ سے جوڑا میں بھی اس سے جوڑوں گا اور جس نے تجھ سے تعلق توڑا میں بھی اس سے تعلق توڑوں گا۔

٥٩٨٩: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ يَّزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّحِمُ شِجْنَةٌ فَمَنْ وَّصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ.

۵۹۸۹: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن بلال نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: مجھے معاویہ بن ابی مزرد نے بتایا۔ انہوں نے یزید بن رومان سے، یزید نے عروہ سے، عروہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: رحم بھی ایک پیوند ہے۔ جس نے اس سے تعلق رکھا میں اس سے تعلق رکھوں گا اور جس نے اس سے تعلق توڑا میں اس سے تعلق توڑوں گا۔

تشریح: مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللّٰهُ: یعنی جس نے صلہ رحمی کی اللہ اس سے ناطہ جوڑے گا۔

ابواب نمبر ۷ سے ۱۶ تک رحمی رشتوں کے حقوق ادا کرنے کی تعلیم اور اس کے فوائد اور عدم ادائیگی حقوق سے ان نقصانات سے باخبر کیا گیا ہے جو بطور سزا انسان کو پہنچ سکتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ کی یہ وہ روح اور فلسفہ ہے جس پر ایک صحت مند اور مہذب معاشرہ پروان چڑھتا ہے اور اسلامی معاشرہ کے یہ وہ خدوخال ہیں جو اسے دیگر سوشل نظام سے بالاتر اور اوج ثریا تک پہنچاتے ہیں اور یہی وہ جنت نظیر معاشرہ ہے جس کی بناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی اور یہی وہ جنت ارضی ہے جو جنت سماوی کا پیش خیمہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ جس کے واسطے دے دے کر تم ایک دوسرے سے خیر چاہتے ہو، جس کے نام پر استدعا کرتے ہو۔ وَالْاَرْحَامَ اور رحمی رشتوں کو نہ بھولنا، خصوصیت کے ساتھ رحمی تعلقات کو فروغ دو..... ہر سوشل نظام کی ایک روح اور ایک فلسفہ ہوتا ہے۔ اسلامی سوشل نظام کی روح اور فلسفہ خاندان کے نظام کو تقویت دینا ہے جس کی بنیاد ارحام پر ہے۔... اور رحمی رشتوں کو تقویت دینے کا رحمان سے تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بھی کھول کر بیان فرمادیا کہ رحم اور رحمان دونوں ایک ہی مادے سے نکلے ہوئے لفظ ہیں۔ اس لئے وہ شخص جو رحمی رشتوں کو کاٹتا ہے اُس کا رحمٰن خدا سے بھی تعلق کٹ جاتا ہے۔ پس یہ مضمون آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہے۔"

(خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴، فروری ۱۹۸۶، جلد ۵ صفحہ ۱۴۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لوگ غیروں سے احسان کرتے ہیں پر اپنوں سے نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رِحم نے جناب الٰہی میں عرض کیا: تیرے نام رحمان، رحیم میں بھی یہی مادہ موجود ہے۔ میرا لحاظ رکھو۔ اللہ نے فرمایا: میں تیرا ایسا خیال رکھوں گا جو تجھے قطع کرے گا، میں اُس سے قطع کروں گا۔" (حقائق الفرقان، جلد ۲ صفحہ ۲۲)

بَاب ١٤: تُبَلُّ الرَّحِمُ بِبَلَالِهَا

صلہ رحمی کرے جو صلہ رحمی کا حق ہے

٥٩٩٠: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ - يَقُولُ إِنَّ آلَ أَبِي - قَالَ عَمْرٌو فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بَيَاضٌ - لَيْسُوا بِأَوْلِيَائِي إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ. زَادَ عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا يَعْنِي أَصِلُهَا بِصِلَتِهَا.

۵۹۹۰: عمرو بن عباس نے مجھے بتایا کہ محمد بن جعفر نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے، اسماعیل نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی کہ حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلانیہ طور پر سنا، پوشیدگی میں نہیں۔ آپؐ فرماتے تھے کہ ابی (فلاں) کا خاندان۔ عمرو (بن عباس) کہتے تھے: محمد بن جعفر کی کتاب میں ابی کے بعد جگہ خالی تھی۔ وہ میرے عزیز نہیں میرے عزیز تو اللہ اور نیک مؤمن ہیں۔ عنبسہ بن عبدالواحد نے بیان (بن بشر) سے، بیان نے قیس سے، قیس نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت کرتے ہوئے اتنا بڑھایا۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ مگر ان کا ایک رشتہ ہے جسے میں جوڑے رکھتا ہوں اسی سلوک سے جو اس کے ساتھ کرنے کا حق ہے۔

تشریح: تُبَلُّ الرَّحِمُ بِبَلَالِهَا: یعنی صلہ رحمی کرے جو صلہ رحمی کا حق ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ میں سے جن اخلاق کا آپؐ کے دعویٰ نبوت سے قبل بھی شہرہ تھا ان میں صلہ رحمی کا خلق نمایاں تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ کو پہلی وحی کے بعد تسلی دیتے ہوئے آپؐ کی جن خوبیوں کو آپؐ کی ترقیات کا زینہ قرار دیا ان میں صلہ رحمی کا بطور خاص ذکر کیا۔ دعویٰ نبوت کے بعد آپؐ کے معاندین اور دشمن بھی آپؐ کے اس خلق کے اقراری اور معترف تھے۔ ابوسفیان نے ہرقل کے دربار میں آپؐ کی صلہ رحمی کی تعلیم کا ذکر کیا اور جب قحط سالی ہوئی تو یہی ابوسفیان آپؐ سے صلہ رحمی کا واسطہ دے کر مدد

اور دعا کا خواستگار ہوا۔ آپؐ کے رشتہ داروں اور قوم نے آپؐ سے ہر قسم کا سوشل بائیکاٹ بھی کیا، ہر رشتہ کو توڑا مگر آپؐ کی صلہ رحمی اور رشتوں کے حقوق کی ادائیگی میں فرق نہیں پڑا بلکہ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ کے مطابق ان کی تکالیف پر آپؐ بے چین ہوتے اور ان کی خیر خواہی کے لئے خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"رسول کریمؐ کے اکثر رحمی رشتہ داروں نے دعویٰ نبوت پر آپؐ کی مخالفت کی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بے شک قریش کی فلاں شاخ والے لوگ میرے دوست نہیں رہے، دشمن ہوگئے ہیں مگر آخر میرا اُن سے ایک خونی رشتہ ہے، میں اس رحمی تعلق کے حقوق بہر حال ادا کرتا رہوں گا۔[1] تو دیکھیں یہ وہ تعلیم ہے جس پر آپؐ نے عمل کر کے دکھایا۔

پھر اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا نمونہ تھا۔ یہ واقعہ سنیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ "ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو یہ اطلاع ملی کہ یہی مرزا نظام الدین صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالف تھے بیمار ہیں، اس پر حضورؑ اُن کی عیادت کے لئے بلا توقف اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ اُس وقت اُن پر بیماری کا اتنا شدید حملہ تھا کہ ان کا دماغ بھی اس سے متأثر ہو گیا تھا۔ آپؑ نے اُن کے مکان پر جا کر اُن کے لئے مناسب علاج تجویز فرمایا جس سے وہ خدا کے فضل سے صحت یاب ہو گئے۔ ہماری اماں جان حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا بیان فرماتی تھیں کہ باوجود اس کے کہ مرزا نظام الدین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت مخالف بلکہ معاند تھے، آپؑ اُن کی تکلیف کی اطلاع پا کر فوراً ہی اُن کے گھر تشریف لے گئے اور اُن کا علاج کیا اور اُن سے ہمدردی فرمائی۔

یہ وہی مرزا نظام الدین صاحب ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بعض جھوٹے مقدمات کھڑے کئے اور اپنی مخالفت کو یہاں تک پہنچا دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضور کے دوستوں اور ہمسایوں کو دکھ دینے کے لئے حضورؑ کی مسجد

---

[1] (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب تبل الرحم ببلالھا)

یعنی خدا کے گھر کا رستہ بند کر دیا اور بعض غریب احمدیوں کو ایسی ذلت آمیز اذیتیں پہنچائیں کہ جن کے ذکر تک سے شریف انسان کی طبیعت حجاب محسوس کرتی ہے۔ مگر حضور کی رحمت اور شفقت کا یہ عالم تھا کہ مرزا نظام الدین صاحب جیسے معاند کی بیماری کا علم پا کر بھی حضور کی طبیعت بے چین ہو گئی۔" (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ ۲۹۰، ۲۹۱)

تو یہ ہے اس مسیح اور مہدی کا اُسوہ۔ اب ہم میں سے ہر ایک کو جو آپؑ کی جماعت کی طرف منسوب ہو رہے ہیں۔ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ ہم کس حد تک اس پر عمل کرتے ہیں۔ بعض دفعہ بعض ایسے رشتہ دار بھی ہوتے ہیں، ہمسائے بھی ہوتے ہیں، جن پر جتنا چاہے حسن سلوک کرو جب بھی موقع ملے نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتے۔ ان کی سرشت میں ہی نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ ان کا وہی حساب ہوتا ہے کہ بچھوؤں کی ایک قطار جا رہی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ اس میں سردار کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس کے ڈنگ پر ہاتھ رکھ دو وہی سردار ہے، وہ ڈنگ مارے گا۔ لیکن حکم کیا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ ایسے لوگوں کے بارہ میں حسن ظن کی ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں وہ توڑتے ہیں، میں احسان کرتا ہوں وہ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میرے نرمی اور حلم کے سلوک کا جواب وہ زیادتی اور جہالت سے دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ ایسا ہی کرتے ہیں جیسا تم نے بیان کیا تو تم گویا ان کے منہ پر خاک ڈال رہے ہو (یعنی ان پر احسان کر کے ان کو ایسا شرمسار کر کے رکھ دیا ہے کہ وہ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔) اور اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ایک مددگار فرشتہ اُس وقت تک مقرر رہے گا جب تک تم اپنے حسن سلوک کے اس نمونہ پر قائم رہو گے۔"[1]

(خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جنوری ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۷۳، ۷۴)

---

[1] (مسند احمد، جلد ۲ ص ۳۰۰، مطبوعہ بیروت)

بَاب ۱۵ : لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ

صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو صرف بدلہ ہی ادا کرے

۵۹۹۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو وَفِطْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو - قَالَ سُفْيَانُ لَمْ يَرْفَعْهُ الْأَعْمَشُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَهُ حَسَنٌ وَفِطْرٌ - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلَكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا.

۵۹۹۱: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش اور حسن بن عمرو اور فطر (بن خلیفہ) سے، انہوں نے مجاہد سے، مجاہد نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کی۔ سفیان کہتے تھے کہ اعمش نے اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچایا اور حسن اور فطر نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو صرف بدلہ ہی ادا کرتا ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے کہ جب اُس سے تعلق توڑ دیا جائے تو وہ اس کو جوڑے۔

تشریح: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ: یعنی صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو صرف بدلہ ہی ادا کرے۔ تعلق رکھنے والوں سے تعلق رکھنا تو عام انسانی رشتوں میں نظر آتا ہے اور یہ کوئی کمال نہیں بلکہ ایک طبعی تقاضا ہے مگر ان لوگوں سے تعلق رکھنا اور ان رشتوں کو نبھانا جو تعلق کاٹتے ہوں اور بدسلوکی کرتے ہوں، شر پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے ہوں اور ان سے خیر کی کبھی اُمید نہ ہو، ان کے شر کے مقابل خیر اور ان کی بدخواہی کے مقابل خیر خواہی کرنا اور وہ بھی بے لوث اور بے غرض، یہ وہ اعلیٰ خلق ہے جس کی معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”تُو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجالاوے اُس سے کوئی اور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق

میں کوئی نفسانی مطلب یا مدّعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت و قرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلّف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکر گزاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔" (ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۵۱، ۵۵۲)

بَاب ١٦: مَنْ وَّصَلَ رَحِمَهُ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ

جس نے شرک کی حالت میں صلہ رحمی کی اور پھر وہ مسلمان ہو گیا

٥٩٩٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ أَجْرٍ قَالَ حَكِيمٌ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ. وَيُقَالُ أَيْضًا عَنْ أَبِي الْيَمَانِ أَتَحَنَّثُ. وَقَالَ مَعْمَرٌ وَصَالِحٌ وَابْنُ الْمُسَافِرِ أَتَحَنَّثُ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ التَّحَنُّثُ التَّبَرُّرُ. وَتَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ.

أطرافه: ١٤٣٦، ٢٢٢٠، ٢٥٣٨۔

۵۹۹۲: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے کہا: مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ حضرت حکیم بن حزامؓ نے ان کو بتایا کہ حکیمؓ نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے دیکھا ہو گا کہ کچھ کام تھے جنہیں میں زمانہ جاہلیت میں نیکی سمجھ کر کیا کرتا تھا۔ یعنی صلہ رحمی اور بردہ آزاد کرنا اور خیرات کرنا۔ کیا مجھے ان کا بھی کچھ اجر ملے گا؟ حضرت حکیمؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم انہی نیکیوں کی وجہ سے مسلمان ہو گئے ہو جو تم سے پہلے ہو چکیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ أَتَحَنَّثُ (کا لفظ) ابوالیمان سے منقول ہے، اور معمر اور صالح اور ابن مسافر نے کہا: أَتَحَنَّثُ، ابن اسحاق نے کہا: تحنث کے معنی ہیں نیکی کرنا اور ہشام نے بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے انہی کی طرح روایت بیان کی۔

تشریح: مَنْ وَّصَلَ رَحِمَهُ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ: جس نے شرک کی حالت میں صلہ رحمی کی اور پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ (الزلزال:۸) کہ جو ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا وہ اس کا صلہ اور اجر پائے گا۔ اس میں کسی مذہب کے ماننے والے یا منکر یا کافر بلکہ مشرک کی

بھی کوئی تخصیص اور فرق نہیں کیا بلکہ ہر انسان کے لئے نیکی کا نتیجہ اس کے حق میں ظاہر ہونے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو ہر قسم کے تعصب سے پاک ہے اور اس کی جڑیں انسان کے ضمیر اور فطرت میں پیوست ہیں اور بلا استثناء ہر ایک کے لئے بھلائی اور ترقی کی یہ راہ کھلی ہے۔ نیکی اور بھلائی کے اس فطرتی جوہر کو جو بھی بروئے کار لائے گا اور انسانی خدمت اور ہمدردی کی راہ پر چلے گا، اگر وہ اس میں مخلص اور باوفا ہو گا تو اس کے یہ نیک اعمال اسے دولت ایمان سے سرفراز کریں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اگر خلوص سے یہ لوگ اُن اعمال کو بجالاتے تو انہیں تقویٰ نصیب ہوتا اور اس کے نتیجہ میں اُن کو ایمان نصیب ہو جاتا... یعنی ان اعمال کا نتیجہ یقیناً یہ نکلتا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان بھی ان کو مل جاتا کیونکہ نیک نیتی کے ساتھ کیا ہوا عمل ایمان کی طرف لے جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حکیم بن حزام نے جو نبوت کے دعویٰ سے پہلے آپؐ کے دوست تھے آپؐ سے پوچھا کہ کفر میں جو صدقہ و خیرات میں نے کیا تھا، کیا وہ ضائع گیا؟ تو آپؐ نے فرمایا: اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا سَلَفَ مِنْ خَیْرٍ۔[1] ضائع کیوں گیا، اسی عمل کے نتیجہ میں تو تم کو دولت اسلام حاصل ہوئی۔" (تفسیر کبیر، سورۃ البلد، زیر آیت ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، جلد ۸ صفحہ ۶۲۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سوانح اسلام میں اس کی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا کریم و رحیم ہے اگر کوئی ایک ذرّہ بھی نیکی کرے تب بھی اُس کی جزا میں اسلام میں اُس کو داخل کر دیتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے کہ کسی صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے کُفر کی حالت میں محض خدا تعالیٰ کے خوش کرنے کے لئے بہت کچھ مال مساکین کو دیا تھا، کیا اس کا ثواب بھی مجھ کو ہو گا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہی صدقات ہیں جو تجھ کو اسلام کی طرف کھینچ لائے۔" (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰)

نیز فرمایا:

"میں نے تجربہ سے دیکھا ہے کہ ایک نیکی دوسری نیکی کی توفیق بخشتی ہے اور ایک

[1] (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من وصل رحمۃ فی الشرک)

نیک عمل دوسرے نیک عمل کی طاقت دے دیتا ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں یہ ایک عجیب حکایت لکھی ہے کہ ایک بزرگ اہل اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند دن بارش رہی اور بہت مینہ برسا۔ مینہ تھم جانے کے بعد میں اپنے کوٹھے پر کسی کام کے لئے چڑھا اور میرا ہمسایہ ایک بڈھا آتش پرست تھا وہ اُس وقت اپنے کوٹھے پر بہت سے دانے ڈال رہا تھا۔ مَیں نے سبب پوچھا تو اُس نے جواب دیا کہ چند روز سے بباعث بارش پرندے بھوکے ہیں، مجھے اُن پر رحم آیا اس لئے میں یہ دانے اُن کے لئے ڈال رہا ہوں تا مجھے ثواب ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اے بڈھے تیرا یہ خیال غلط ہے، تو مُشرک ہے اور مشرک کو کوئی ثواب نہیں ملتا کیونکہ تو آتش پرست ہے۔ یہ کہہ کر میں نیچے اُتر آیا۔ کچھ مُدت کے بعد مجھے حج کرنے کا اتفاق ہوا اور میں مکہ معظمہ پہنچا اور جب میں طواف کر رہا تھا تو میرے پیچھے سے ایک طواف کرنے والے نے مجھے میرا نام لے کر آواز دی۔ جب میں نے پیچھے کی طرف دیکھا تو وہی بڈھا تھا جو مشرف باسلام ہو کر طواف کر رہا تھا۔ اُس نے مجھے کہا کہ کیا اُن دانوں کا جو میں نے پرندوں کو ڈالے تھے مجھے ثواب ملا یا نہ ملا؟ پس جبکہ پرندوں کو دانہ ڈالنا آخر کھینچ کر اسلام کی طرف لے آتا ہے تو پھر جو شخص اس سچے بادشاہ قادر حقیقی پر ایمان لاوے تو کیا وہ اسلام سے محروم رہے گا۔ ہرگز نہیں۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۷۷، ۱۷۸)

بَاب ۱۷: مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةَ غَيْرِهِ حَتَّى تَلْعَبَ بِهِ أَوْ قَبَّلَهَا أَوْ مَازَحَهَا

جس نے دوسروں کے بچوں کو اپنے سے کھیلنے دیا یا ان کو بوسہ دیا یا ان سے دل لگی کی

۵۹۹۳: حَدَّثَنَا حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيصٌ أَصْفَرُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۵۹۹۳: حبان (بن موسیٰ) نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد بن سعید سے، خالد نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت اُم خالد بنت خالد بن سعیدؓ سے روایت کی۔ کہتی تھیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے باپ کے ساتھ آئی اور میں

وَسَلَّمَ سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُ اللهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ. قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِي أَبِي. قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْلِي وَأَخْلِقِي ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي. قَالَ عَبْدُ اللهِ فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ.. يَعْنِي مِنْ بَقَائِهَا.

ایک زرد قمیص پہنے ہوئے تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واہ واہ کیا اچھی ہے۔ عبد اللہ نے کہا کہ سَنَهْ حبشی زبان میں اچھی کو کہتے ہیں۔ کہتی تھیں: میں نبوت کی مہر کے ساتھ کھیلنے لگی تو میرے باپ نے مجھے جھڑکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے رہنے دو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی: دیر تک پہنتی رہو پھر دیر تک پہنتی رہو۔ تین دفعہ فرمایا۔ عبد اللہ کہتے تھے: وہ زندہ رہی۔ یہاں تک کہ ان کی (لمبی) عمر کا انہوں نے ذکر کیا۔

أطرافُه: ۳۰۷۱، ۳۸۷٤، ۵۸۲۳، ۵۸٤۵۔

تشریح: مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةً غَيْرِهِ حَتَّى تَلْعَبَ بِهِ: جس نے دوسروں کے بچوں کو اپنے سے کھیلنے دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خداداد رعب، عظمت و جلالت شان اور وجاہت کے ساتھ ایسی دلنواز شخصیت کے مالک تھے کہ آپؐ کی شخصیت کا جذب ہر چھوٹے بڑے کو اپنا بنالیتا تھا۔ آپؐ کی طبیعت ہر قسم کی بناوٹ اور خود نمائی سے کلیۃً پاک تھی اور آپؐ ایسا بے نفس وجود تھے کہ بچے بھی آپؐ سے بے تکلف ہو جاتے تھے اور آپؐ کو ماں باپ سے بڑھ کر اپنا سمجھتے اور آپؐ بھی ہر بچے کو اپنا بچہ سمجھتے۔ آپؐ کی شفقت اپنے بچوں اور دوسروں کے بچوں کے لئے یکساں فیضان رساں تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"عام طور پر اپنے بچوں کو تو آدمی پیار کر ہی لیتا ہے لیکن دوسروں کے بچوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ لیکن آپؐ تو قوم کے ہر بچے کو اپنا بچہ سمجھتے تھے۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپؐ اپنے گھر والوں کی طرف چل پڑے۔ میں بھی آپؐ کے ہمراہ ہو لیا۔ پس آپؐ کا استقبال بچوں نے کیا۔ چنانچہ آپؐ اُن بچوں میں سے ہر ایک کے کلّوں پر باری باری پیار کرنے لگے۔ جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کلوں پر بھی شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپؐ کے

ہاتھوں کی ٹھنڈک اور خوشبو اس طرح محسوس کی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو عطار کے عطر دان سے نکالا ہو۔[1] اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اُسامہ بن زیدؓ دروازے سے ٹکرا گئے جس کی وجہ سے اُن کی پیشانی پہ زخم آ گیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اس کا زخم صاف کر کے اس کی تکلیف دور کرو۔ چنانچہ میں نے اس کا زخم صاف کیا۔ اور حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بہلاتے ہوئے شفقت اور محبت کا اظہار فرماتے رہے اور فرمایا کہ اگر اُسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے عمدہ عمدہ کپڑے پہناتا اور اسے زیور پہناتا یہاں تک کہ میں اس پر مال کثیر خرچ کرتا۔[2] تو اس کو بہلاتے رہے اور اس کی دلجوئی فرماتے رہے۔ آپؐ نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ غلام زادہ ہے، غلام کا بیٹا ہے یا کسی امیر آدمی کا بچہ ہے بلکہ غریبوں سے زیادہ بڑھ کر حسن سلوک اور پیار کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷، دسمبر ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۹۱۲، ۹۱۳)

بَاب ۱۸ : رَحْمَةُ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلُهُ وَمُعَانَقَتُهُ

بچہ پر شفقت کرنا، اس کو بوسہ دینا اور اس کو گلے لگانا

وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ.

ثابت نے حضرت انسؓ سے نقل کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے بیٹے) ابراہیم کو لیا اور اس کو بوسہ دیا اور اس کو سونگھا۔

۵۹۹۴: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ قَالَ كُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ

۵۹۹۴: موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا کہ مہدی نے ہم سے بیان کیا کہ (محمد بن عبداللہ) ابن ابی یعقوب نے ہم سے بیان کیا۔ ابن ابی یعقوب نے (عبدالرحمٰن) ابن ابی نعم سے روایت کی۔ انہوں

---

[1] (مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب ریحہ صلی اللہ علیہ وسلم)

[2] (مسند احمد بن حنبل، باقی مسند الانصار، حدیث سیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا، صفحہ ۵۳)

دَمِ الْبَعُوضِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ. قَالَ انْظُرُوا إِلَى هَذَا يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا.

نے کہا: میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس موجود تھا جبکہ ایک شخص نے مچھر کا خون کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: تم کن لوگوں سے ہو؟ اس نے کہا: اہل عراق سے۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا: اس شخص کو دیکھو کہ مجھ سے مچھر کے خون کے متعلق پوچھتا ہے حالانکہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو مار ڈالا اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: وہ دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

طرفہ: ۳۷۵۳۔

۵۹۹۵: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنْ يَّلِي مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ.

۵۹۹۵: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے کہا: مجھے عبداللہ بن ابوبکر نے بتایا کہ عروہ بن زبیر نے ان کو خبر دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ نے ان کو بتایا۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں۔ وہ مجھ سے مانگنے لگی مگر میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ پایا۔ میں نے اس کو وہی دے دی تو اس نے اس کھجور کو اپنی دو بیٹیوں کے درمیان تقسیم کیا پھر اُٹھ کر باہر چلی گئی۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور میں نے آپؐ سے یہ حال بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: جو شخص بھی ان بیٹیوں میں سے کسی کا سرپرست ہو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو یہ اس کے لئے آگ سے بچاؤ ہوں گی۔

طرفہ: ۱۴۱۸۔

٥٩٩٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ فَصَلَّى فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا.

طرفہ: ٥١٦۔

۵۹۹۶: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ سعید مقبری نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن سلیم نے ہمیں بتایا کہ ابو قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر آئے اور اُمامہ بنت ابی العاص آپؐ کے کندھے پر تھی۔ آپؐ نے نماز پڑھی۔ جب آپؐ رکوع کرتے تو اس کو نیچے رکھ دیتے اور جب سر اُٹھاتے تو اس کو اُٹھا لیتے۔

٥٩٩٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَبَّلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا. فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

۵۹۹۷: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علیؓ کو بوسہ دیا اور آپؐ کے پاس اَقرع بن حابس تمیمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرعؓ نے یہ دیکھ کر کہا: میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو بھی کبھی بوسہ نہیں دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

٥٩٩٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۵۹۹۸: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے، ہشام نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ کہتی تھیں: ایک

وَسَلَّمَ فَقَالَ تُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَّزَعَ اللهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ.

اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: آپؐ بچوں کو پیار دیتے ہیں۔ ہم تو کبھی پیار نہیں دیتے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہارے لئے کچھ کر سکتا ہوں؟ اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت کو نکال لیا ہو۔

۵۹۹۹: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِّنَ السَّبْيِ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِي إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ. فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُرَوْنَ هَذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ قُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لَّا تَطْرَحَهُ. فَقَالَ لَلَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بِوَلَدِهَا.

۵۹۹۹: (سعید) ابن ابی مریم نے ہمیں بتایا کہ ابوغسان (محمد بن مطرف) نے ہم سے بیان کیا۔ ابوغسان نے کہا: زید بن اسلم نے مجھ سے بیان کیا۔ زید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے۔ کیا دیکھا کہ ان قیدیوں میں ایک عورت ہے جس کے پستان سے دودھ اس وجہ سے پھوٹ پڑا کہ وہ کسی بچے کو دودھ پلایا کرتی تھی۔ جب بھی وہ ان قیدیوں میں کسی بچے کو پاتی تو اُسے لے لیتی اور اپنے پیٹ سے اسے لگا لیتی اور اس کو دودھ پلاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر ہم سے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی؟ ہم نے کہا: جب تک وہ اس کو آگ میں نہ ڈالنے کی طاقت رکھے گی، ہرگز نہیں (ڈالے گی) تو آپؐ نے فرمایا: اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے پر۔

تشریح: رَحْمَةُ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلُهُ وَمُعَانَقَتُهُ: یعنی بچہ پر شفقت کرنا، اس کو بوسہ دینا اور اس کو گلے لگانا۔ بچوں سے پیار اور محبت اللہ تعالیٰ نے انسان تو انسان جانوروں کی بھی فطرت میں رکھا ہے۔ ایک حدیث میں ذکر ہے کہ گھوڑی اپنے چھوٹے نومولود پر غلطی سے بھی پاؤں آنے لگے تو اپنا پاؤں اُوپر اُٹھا لیتی ہے۔[1] یہ اسی فطرتی محبت کا نتیجہ ہے۔ انسانی معاشرے جب بگڑتے ہیں اور اخلاقی قدروں کے ساتھ ساتھ فطری اور جبلی اخلاق بھی معدوم ہونے لگتے ہیں تو وہ معاشرہ انسانی معاشرہ نہیں بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر معاشرہ بن جاتا ہے۔ یہی حال عرب کے اس معاشرے کا تھا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے۔ ان عربوں کی اخلاقی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے: اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ○ (الفرقان:۴۵) کہ وہ جانوروں سے بھی بدتر ہو گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قعرِ مذلت اور پستی سے اُٹھایا اور اس اوج ثریا تک پہنچا دیا کہ أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْم کا مقام پانے والے وہ خدا نما وجود بن گئے۔ زیرِ باب روایات میں عربوں کی اسی حالت کو بیان کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی ایک جھلک دکھائی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

> ”آجکل شاید اس بات کو کوئی اتنا محسوس نہ کرے لیکن عرب معاشرے کا جن کو پتہ ہے وہ جانتے ہیں کہ ان کی طبیعتوں میں کتنا اکھڑ پن تھا، کتنی کرختگی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے شاذ ہی کوئی انسان اپنے بچوں سے پیار کا سلوک کرتا تھا۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچوں کو پیار کر رہے تھے۔ ایک شخص آیا۔ بڑی حیرانگی سے پوچھنے لگا کہ آپؐ بچے کو پیار کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ کہتا ہے کہ میرے تو دس بچے ہیں مَیں نے تو آج تک کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل کے اندر سختی بھری ہوئی ہے تو مَیں اس پر کیا کر سکتا ہوں۔“ (خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ جنوری ۲۰۰۷، جلد ۵ صفحہ ۳۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

> ”کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب لڑکوں کی طرف راستہ میں دیکھا کرتے تھے تو اتنی شفقت کیا کرتے تھے کہ وہ لڑکے سمجھا کرتے کہ یہ ہمارا باپ ہے۔“

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۷۱)

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ، روایت نمبر ۶۰۰۰)

بَاب ۱۹ : جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ

اللہ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں

٦٠٠٠: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْبَهْرَانِيُّ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ فِي مِائَةَ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ جُزْءًا وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ ذَلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتَّى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَّلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ.

طرفہ: ٦٤٦٩۔

۶۰۰۰: حکم بن نافع بہرانی نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ سعید بن مسیب نے ہمیں خبر دی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اللہ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں۔ اُس نے اپنے پاس ننانوے حصے رکھے ہیں اور زمین میں ایک ہی حصہ نازل کیا ہے۔ اس ایک حصہ کی وجہ سے ہے جو مخلوق آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ ایک گھوڑی بھی اپنے سُم کو اپنے بچے سے اس ڈر سے اُٹھا لیتی ہے کہ کہیں اس کو صدمہ نہ پہنچے۔

بَاب ۲۰ : قَتْلُ الْوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَّأْكُلَ مَعَهُ

بچے کو مار ڈالنا اس اندیشہ سے کہ کہیں وہ اس کے ساتھ نہ کھائے

٦٠٠١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ. قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَّأْكُلَ مَعَكَ. قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ

۶۰۰۱: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابووائل سے، ابووائل نے عمرو بن شرحبیل سے، عمرو نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے: میں نے کہا: یارسول اللہ! کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ کا مد مقابل ٹھہراؤ حالانکہ اُس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے پھر پوچھا: اس

جَارِكَ. وَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقَ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (الفرقان:٦٩) الْآيَةَ.

کے بعد کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے بچے کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔ پوچھا: اس کے بعد کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تم پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ اور اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی: اور وہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے۔

أطرافه: ٤٤٧٧، ٤٧٦١، ٦٨١١، ٦٨٦١، ٧٥٢٠، ٧٥٣٢۔

تشریح: قَتْلُ الْوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَّأْكُلَ مَعَهُ: یعنی بچے کو مار ڈالنا اس اندیشہ سے کہ کہیں وہ اس کے ساتھ نہ کھائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ○ (بنی اسرائیل:۳۲) یعنی اور تم مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل مت کرو، انھیں (بھی) ہم ہی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی (ہم ہی دیتے ہیں) انہیں قتل کرنا یقیناً (بہت) بڑی خطا ہے۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اس خوف سے کہ اولاد پر روپیہ خرچ ہو گا ان کو ہلاک نہ کرو۔ یہ حکم لڑکیوں کے قتل کرنے کے متعلق نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں لڑکیوں کے قتل کی کسی جگہ بھی یہ وجہ بیان نہیں فرمائی کہ لوگ خرچ کے ڈر سے ان کو قتل کر دیتے ہیں بلکہ یہ وجہ بتائی ہے کہ ان کی پیدائش کو اپنے لئے ذلت کا موجب سمجھتے ہیں اس لئے ان کو مار ڈالتے ہیں۔ اسی طرح اس آیت کے یہ معنے بھی نہیں ہو سکتے ہیں کہ بوجہ غربت اور تنگی کے اولاد کو قتل نہ کرو۔ کیونکہ املاق کے معنی غربت اور تنگی کے نہیں ہیں بلکہ اس کے معنے مال کے خرچ ہونے کے ہیں۔ اور آیت کے یہ معنے ہیں کہ اس ڈر سے نہ مارو کہ روپیہ خرچ ہو گا۔

اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس ڈر سے کہ روپیہ خرچ نہ ہو کوئی اولاد کو قتل کرتا بھی ہے؟ سو جہاں تک دنیا کا تجربہ ہے اس قسم کے واقعات صحیح الدماغ لوگوں میں تو ملتے نہیں۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جن کے پاس روپیہ نہیں ہوتا

وہ بھی اولاد کو نہیں مارتے۔ پس معلوم ہوا کہ اس قتل کا کوئی اور مفہوم ہے اور ہمیں انسانوں میں اس جرم کی تلاش کرنی چاہیئے۔ سو جب ہم مختلف انسانوں کی حالتوں کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ بخل کی وجہ سے اولاد کی صحیح تربیت نہیں کرتے، پوری غذا نہیں دیتے یا ایسی غذا نہیں دیتے جو نشوونما کے لئے ضروری ہو۔ ایسے بخیل تو بے شک فاتر العقلوں میں ہی ملتے ہیں جو زہر سے یا گلا گھونٹ کر اپنی اولاد کو اِس خوف سے مارتے ہوں کہ ان پر ہماری دولت خرچ ہو گی۔ مگر ایسے بخیل عام صحیح الدماغ لوگوں میں کثرت سے ملتے ہیں کہ پاس روپیہ ہے لیکن بچوں کو بخل کی وجہ سے اچھی غذا نہیں دیتے۔ لباس مناسب نہیں دیتے، حتی کہ بعض دفعہ وہ خوراک کی کمی کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں، بعض دفعہ لباس کی کمی کی وجہ سے نمونیہ وغیرہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ دنیا میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ملتے ہیں اور ہر ملک میں ملتے ہیں۔ اسی طرح قتل سے مراد اخلاقی اور روحانی قتل بھی ہو سکتا ہے کہ روپیہ کے خرچ کے ڈر سے اچھی تعلیم نہیں دلاتے اور گویا بچہ کی اخلاقی یا روحانی موت کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو نصیحت کرتا ہے کہ اس فعل سے اجتناب کریں اور وہ اخراجات جو بچوں کی صحت اور اخلاق کی درستی کے لئے ضروری ہیں اُن سے کبھی دریغ نہ کیا کریں۔ اور قتل کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ اولاد کو قتل کرنے سے انسان فطرتاً تنفر کرتا ہے۔ پس اس لفظ کے استعمال سے اس کی توجہ اس طرف پھیرائی ہے کہ تم کسی صورت میں بھی اولاد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے پر تیار نہیں ہوتے لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ایک اور قسم کے قتل کے تم مرتکب ہو رہے ہو، یعنی اولاد کی خوراک اور لباس کا خیال نہیں رکھتے اور ان کی صحتوں کو برباد کر دیتے ہو، یا اُن کی تربیت کا خیال نہیں رکھتے اور ان کے اخلاق کو برباد کر دیتے ہو۔ قتل کا لفظ استعمال کرنے کی میرے نزدیک یہ بھی وجہ ہے کہ اگر صرف یوں کہا جاتا کہ اولاد پر ضرور خرچ کیا کرو۔ تو ان الفاظ میں ان بالواسطہ اثرات کی طرف اشارہ نہ ہوتا جو اولاد کی زندگی پر پڑتے ہیں۔ لیکن ان الفاظ کے استعمال نے تمام بالواسطہ تاثیرات کو بھی اپنے اندر شامل کر لیا ہے۔

مثلاً بیوی کی خوراک اور مناسب لباس کا خیال نہ رکھنا یا دودھ پلانے یا ایام حمل میں اس پر کام کا بہت بوجھ ڈال دینا۔ یہ سب اُمور ہیں جن سے اولاد پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور یا تو بچے ضائع ہو جاتے ہیں یا ان کی صحتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔

لَا تَقْتُلُوْٓا کے الفاظ میں ان سب امور کی مناہی آجاتی ہے اور یہ غرض دوسرے الفاظ سے پوری نہ ہو سکتی تھی۔

اس آیت کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں جو بعض صوفیاء کرتے ہیں کہ اولاد کی پیدائش کو صرف اس خطرہ سے روکنا منع ہے کہ اگر اولاد زیادہ ہو جائے گی تو پھر کھائے گی کہاں سے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے اولاد کی پیدائش بند کرنا قتل اولاد کے حکم میں ہے اور قتل اولاد ہر حال میں منع ہے اور بُرا ہے۔ تو معنے یہ ہوئے کہ املاق کی وجہ سے قتل اولاد (یعنی اس کی پیدائش کو روکنا) منع ہے۔ البتہ بعض اور صورتوں میں جائز بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً عورت بیمار ہو، اُس وقت جائز ہو گا کہ اولاد پیدا کرنا بند کر دے کیونکہ جس چیز کی وجہ سے قتل اولاد کو روکا گیا ہے وہ غیر محسوس ہے۔ ایسی وجہ کی بناء پر اولاد کی پیدائش کو روکنا ناجائز ہے لیکن کسی محسوس اور مشاہد نقصان کی وجہ سے اولاد کی پیدائش کو روکنا منع نہیں۔

علاوہ پیدائش میں روک ڈالنے کے جو بچہ بن چکا ہو بعض حالات میں اُس کا مارنا بھی جائز ہوتا ہے۔ مثلاً کسی حاملہ عورت کے متعلق زچگی کے وقت یہ شبہ ہو کہ اگر بچہ کو طبعی طور پر پیدا ہونے دیا گیا تو والدہ فوت ہو جائے گی۔ اس صورت میں بچہ کو ضائع کر دینا جائز ہے کیونکہ بچہ کے متعلق نہیں کہہ سکتے کہ وہ مردہ پیدا ہو گا یا زندہ، یا زندہ رہے گا یا نہیں، مگر ماں سوسائٹی کا ایک مفید وجود ہے۔ اِس لئے وہمی نقصان سے حقیقی نقصان کو زیادہ اہمیت دی جائے گی اور بچہ کو تلف کر دیا جائے گا۔

غرض لَا تَقْتُلُوْٓا کے الفاظ استعمال کرنے کے بعد خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ کی شرط لگا کر قرآن کریم نے اولاد کی تربیت، اس کی پرورش، ماں کی پرورش اور اُس کی زندگی کی قیمت کے متعلق ایک وسیع مضمون بیان کیا ہے اور ایسے مختصر الفاظ میں کہ اس کی مثال دوسری کتاب میں نہیں مل سکتی۔ بلکہ حق یہ ہے کہ یہ مضمون ایسا اچھوتا ہے کہ دوسری کسی مذہبی کتاب نے اسے چھوا تک نہیں۔

اس آیت میں جو خِطْأً کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ گو اس کا مادہ اور خَطَأً کا مادہ ایک ہی ہے لیکن خِطْأً جو خ کی زیر کے ساتھ ہے اس کے معنوں اور خَطَا جس میں خ پر زبر ہے اس کے معنوں میں فرق کیا جاتا ہے۔ خِطَا کے معنے الاثم ماتعمّد منہُ کے ہیں اور خَطَا کے معنے مالم یتعمّدمنہ او تعمّد کے ہیں۔ یعنی اگر خ پر فتح یعنی زبر ہو تو دیدہ دانستہ گناہ اور نادانستہ قصور، دونوں معنوں میں مستعمل ہو گا اور اگر خ کے نیچے کسرہ یعنی زیر ہو تو اِس سے مراد صرف وہ گناہ ہو گا جس میں ارادہ پایا جائے۔ اس لفظ سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اولاد کا قتل ایک ایسا جرم ہے کہ جس کو فطرت بھی ردّ کرتی ہے۔ یعنی جس کے احساسات طبعی مر چکے ہوں وہی ایسا فعل کر سکتا ہے، دوسرا نہیں کر سکتا۔ اِنَّہُ کَانَ خِطْاءً کَبِیْراً کے الفاظ بھی بتاتے ہیں کہ یہاں وہ قتل مراد نہیں جو زہر یا آلہ سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ قتل کثرت سے پایا جاتا ہے۔ مگر اپنے ہاتھوں بچوں کا قتل ہرگز کسی ملک میں بھی ایسے رنگ میں نہیں پایا جاتا کہ اسے قومی جرم قرار دیا جائے...

اس آیت میں نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَ اِیَّاکُمْ فرما کر اس امر پر زور دیا ہے کہ انسان کے رزق میں اس کی اولاد کا رزق شامل ہے۔ پس اُس سے محروم نہیں کرنا چاہیئے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ بنی اسرائیل، زیرِ آیت وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ، جلد ۴ صفحہ ۳۲۶تا۳۲۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں بڑا مشرک ہوں اگر اپنی اولاد کی نسبت میں یہ خیال کروں کہ ان کا گزارہ میرے مال پر موقوف ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے: وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَ اِیَّاکُمْ۔ جب رزق دینے کا خدا وعدہ کرتا ہے تو مجھے کیا فکر ہے۔" (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۵۳۳)

بَاب ۲۱: وَضْعُ الصَّبِيِّ فِي الْحِجْرِ

بچے کو گود میں رکھنا

۶۰۰۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ۶۰۰۲: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ صَبِيًّا فِي حَجْرِهِ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ.

سعید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے روایت کی۔ (ہشام نے) کہا: میرے باپ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو اپنی گود میں رکھا۔ آپؐ اس کو گھٹی دینے لگے تھے۔ اس نے آپؐ پر پیشاب کر دیا۔ آپؐ نے پانی منگوایا اور اس کو بہا دیا۔

أطرافه: ۲۲۲، ۵۴۶۸، ۶۳۵۵۔

بَاب ۲۲: وَضْعُ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ

بچے کو ران پر بٹھانا

۶۰۰۳: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا تَمِيمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ يُحَدِّثُهُ أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فَخِذِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْأُخْرَى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا. وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ التَّيْمِيُّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مِنْهُ شَيْءٌ قُلْتُ حَدَّثْتُ بِهِ

۶۰۰۳: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے مجھے بتایا کہ عارم (محمد بن فضل) نے ہم سے بیان کیا۔ معتمر بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے ابو تمیمہ سے سنا۔ ابو تمیمہ اپنے باپ ابو عثمان نہدی سے بیان کرتے تھے کہ ابو عثمان نے انہیں بتایا۔ انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے لے کر اپنی ران پر بٹھا لیتے تھے اور حسن کو دوسری ران پر بٹھاتے۔ پھر ان دونوں کو اپنے گلے لگا لیتے اور دعا کرتے: اے اللہ! ان پر رحم کر کیونکہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔ اور علی (بن عبداللہ مدینی) سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان (تیمی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو عثمان سے روایت کی۔ تیمی نے کہا (کہ جب

كَذَا وَكَذَا فَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي عُثْمَانَ فَنَظَرْتُ فَوَجَدْتُهُ عِنْدِي مَكْتُوبًا فِيمَا سَمِعْتُ.

ابو عثمان نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی تو) میرے دل میں اس کے متعلق کچھ شک پیدا ہوا۔ میں نے کہا: میں نے تو اس حدیث کو یوں یوں بیان کیا ہے مگر میں نے ابو عثمان سے یہ نہیں سنا۔ تو میں نے غور سے دیکھا اور اس حدیث کو اپنے پاس لکھا ہوا ویسے ہی پایا جیسے میں نے سنا۔

أطرافه: ۳۷۳۵، ۳۷۴۷۔

تشریح: وَضْعُ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ: یعنی بچے کو ران پر بٹھانا۔ عرب کے معاشرہ میں غلاموں کی حالت جانوروں سے بدتر تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے غلام تمہارے بھائی بند ہیں۔ اور اپنے اُسوہ سے ان کو کھانے پینے اور پہننے وغیرہ تمام معاشرتی امور میں برابری اور عزت کا مقام دیا اور اس قدر اپنائیت اور محبت دی کہ ان کے بچوں سے اپنے بچوں جیسا سلوک فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اپنے لاڈلے نواسے اور اُسامہ میں کوئی تخصیص نہیں کی۔ یہ نہیں دیکھا کہ یہ غلام کا بیٹا ہے۔ ایک غریب آدمی کے بچے کو بھی وہی مقام دیا جو اپنے نواسے کو۔ پھر دونوں کے لئے دعا بھی ایک طرح کے جذبات کے ساتھ کی۔ ظاہری طور پر ایک طرح کا سلوک بعض لوگ کر لیتے ہیں لیکن اگر دعا میں فرق بھی ہو جائے تو کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن آپؐ تو اُسوہ کامل تھے اور جو اُسوہ کامل ہو، وہی اتنی گہرائی میں جا کر دوسروں کا خیال رکھ سکتا ہے کہ دعا تک میں فرق نہیں کرتا۔"

(خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷، دسمبر ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۹۱۳، ۹۱۴)

بَاب ۲۳: حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ

دوستی کے زمانے کو اچھی طرح یاد رکھنا بھی ایمان سے ہی ہوتا ہے

۶۰۰۴: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ

۶۰۰۴: عبید بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں:

– وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَّتَزَوَّجَنِي بِثَلَاثِ سِنِينَ – لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا. وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُّبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِي فِي خُلَّتِهَا مِنْهَا.

میں نے کسی عورت پر بھی اتنا رشک نہیں کیا جتنا کہ میں حضرت خدیجہؓ پر رشک کرتی تھی۔ حالانکہ مجھ سے شادی کرنے سے تین سال قبل وہ فوت ہو چکی تھیں۔ کیونکہ میں آپؐ سے سنا کرتی تھی کہ آپؐ ان کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ اور آپؐ کے ربّ نے آپؐ سے فرمایا تھا کہ خدیجہ کو جنت میں ایک ایسے گھر کی خوش خبری دیں جو خولدار موتیوں کا ہو۔ اور جب بھی آپؐ بکری ذبح کرتے تو ضرور ہی اس کے گوشت میں سے ان کی سہیلیوں کو بھی ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔

أطرافه: ۳۸۱۶، ۳۸۱۷، ۳۸۱۸، ۵۲۲۹، ۷۴۸۴۔

تشریح: حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ: یعنی دوستی کے زمانے کو اچھی طرح یاد رکھنا بھی ایمان سے ہی ہوتا ہے۔ لفظ العَهْد کے معانی ہیں زمانہ، مکان، قسم، ذمہ داری، صحبت، میثاق (عہد و پیمان)، اَمان، نصیحت، وصیت اور بارش۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۰۳) امام راغبؒ نے اس کے معانی کسی چیز کی حفاظت کرنا اور ہر حال میں اس کا خیال رکھنا بیان کیے ہیں۔ (المفردات فی غریب القرآن – عھد) مراد یہ ہے کہ کسی بھی تعلق اور ذمہ داری کو عمدگی اور وفاداری کے ساتھ نبھانا ایمان میں سے ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ایک انسان میں جو خصوصیات ہونی چاہئیں خاص طور پر ایک مرد میں جن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے جس سے پاک معاشرہ وجود میں آسکتا ہے وہ یہی ہے جن کا ذکر حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کے خلق کے ضمن میں فرمایا کہ صلہ رحمی اور حسن سلوک، رشتہ داروں کا خیال، ان کی ضروریات کا خیال، ان کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش۔ اب صلہ رحمی بھی بڑا وسیع لفظ ہے۔ اس میں بیوی کے رشتہ داروں کے بھی وہی حقوق ہیں جو مرد کے اپنے رشتے داروں کے ہیں۔ اُن سے بھی صلہ رحمی اتنی ہی ضروری ہے جتنی اپنوں سے۔ اگر یہ عادت پیدا ہو جائے اور دونوں طرف

سے صلہ رحمی کے یہ نمونے قائم ہو جائیں تو پھر کیا کبھی اس گھر میں تُو تکار ہو سکتی ہے؟ کوئی لڑائی جھگڑا ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ کیونکہ اکثر جھگڑے ہی اس بات سے ہوتے ہیں کہ ذرا سی بات ہوئی یا ماں باپ کی طرف سے کوئی رنجش پیدا ہوئی یا کسی کی ماں نے یا کسی کے باپ نے کوئی بات کہہ دی، اگر مذاق میں ہی کہہ دی اور کسی کو بُری لگی تو فوراً ناراض ہو گیا کہ میں تمہاری ماں سے بات نہیں کروں گا، میں تمہارے باپ سے بات نہیں کروں گا، میں تمہارے بھائی سے بات نہیں کروں گا۔ پھر الزام تراشیاں کہ وہ یہ ہیں اور وہ ہیں۔ تو یہ زود رنجیاں چھوٹی چھوٹی باتوں پر، یہی پھر بڑے جھگڑوں کی بنیاد بنتی ہیں۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲، جولائی ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۴۵۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"رشتہ دار تو الگ رہے آپؐ اپنے رشتہ داروں کے رشتہ داروں اور اُن کے دوستوں تک کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ جب کبھی آپؐ قربانی کرتے تو آپؐ حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کی طرف ضرور گوشت بھجواتے اور ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ خدیجہؓ کی سہیلیوں کو نہ بھولنا اُن کی طرف گوشت ضرور بھجوانا...[1] ایک دفعہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے کئی سال بعد آپؐ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہؓ آپؐ سے ملنے آئیں اور دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا "کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟" ہالہؓ کی آواز میں اُس وقت اپنی مرحومہ بہن حضرت خدیجہؓ سے بے انتہاء مشابہت پیدا ہو گئی۔ اس آواز کے کان میں پڑتے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر کپکپی آ گئی۔ پھر آپؐ سنبھل گئے اور فرمایا: آہ میرے خدا! یہ تو خدیجہ کی بہن ہالہؓ ہیں۔[2]...

درحقیقت سچی محبت کا اصول ہی یہی ہے کہ جس سے پیار ہو اور جس کا ادب ہو اُس کے قریبیوں اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے بھی محبت اور پیار پیدا ہو جاتا ہے۔

انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ سفر پر تھا۔ جریر بن عبداللہؓ ایک دوسرے

---

[1] (مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل خديجة أم المؤمنين رضی الله عنها)

[2] (بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب تزويج النبی ﷺ خديجة وفضلها رضی الله عنها، روایت نمبر ۳۸۲۱)

صحابی بھی اس سفر میں ساتھ تھے۔ وہ سفر میں نوکروں کی طرح میرے کام کیا کرتے تھے۔ جریرؓ بڑے تھے اور اُن کا ادب حضرت انسؓ اپنے لئے ضروری سمجھتے تھے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ میں اُنہیں منع کرتا تھا کہ ایسا نہ کریں۔ میرے ایسا کہنے پر جریرؓ جواب میں کہتے تھے میں نے انصار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہاء خدمت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے اُن کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ محبت دیکھ کر اپنے دل سے عہد کیا تھا کہ جب کبھی مجھے کسی انصاری کے ساتھ سفر کرنے کا موقع ملے گا یا اُس کے ساتھ رہنے کا موقع ملے گا تو میں اُس کی خدمت کروں گا اس لئے آپ مجھے نہ روکیں، میں اپنی قسم پوری کر رہا ہوں۔[1]... اس واقعہ سے بالوضاحت یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اپنے محبوب کی خدمت کرنے والا بھی انسان کا محبوب ہو جاتا ہے۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں اپنے ماں باپ کا سچا ادب اور احترام ہوتا ہے وہ اپنے ماں باپ کے علاوہ اُن کے رشتہ داروں اور دوستوں کا بھی ادب کرتے ہیں۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اقارب کی خدمت کا ذکر تھا تو آپؐ نے فرمایا: بہترین نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کی دوستیوں کا بھی خیال رکھے۔ یہ بات آپؐ نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے کہی تھی اور اس پر اُنہوں نے ایسا عمل کیا کہ ایک دفعہ وہ حج کے لئے جا رہے تھے کہ رستہ میں ایک شخص اُن کو نظر آیا۔ آپؓ نے اپنی سواری کا گدھا اُس کو دے دیا اور اپنے سر کا خوبصورت عمامہ بھی اُس کو عطا کر دیا۔ اُن کے ساتھیوں نے اُنہیں کہا کہ آپؓ نے یہ کیا کام کیا ہے؟ یہ تو اعرابی لوگ ہیں بہت تھوڑی سی چیز اِن کو دے دی جائے تو خوش ہو جاتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا: اِس شخص کا باپ حضرت عمرؓ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے: نیکی کا اعلیٰ درجے کا مظاہرہ یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کے دوستوں کا بھی خیال رکھے۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۴۱۱، ۴۱۲)

[1] (مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فی حسن صحبة الأنصار رضی اللہ عنہم)

بَاب ٢٤ : فَضْلُ مَنْ يَّعُولُ يَتِيمًا

اس شخص کی فضیلت جو ایک یتیم کی پرورش کرے

٦٠٠٥ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا. وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى.

طرفہ: ٥٣٠٤۔

۶۰۰۵: عبداللہ بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا، کہا: عبدالعزیز بن ابی حازم نے مجھے بتایا۔ کہا: میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سہل بن سعدؓ سے سنا۔ حضرت سہلؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ (اور حضرت سہلؓ نے کہا:) آپؐ نے اپنی دو انگلیوں یعنی کلمے کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔

تشریح. فَضْلُ مَنْ يَّعُولُ يَتِيمًا: اس شخص کی فضیلت جو ایک یتیم کی پرورش کرے۔

کفالت کے معنی ہیں: ذمہ داری، ضمانت، ضامنی، بار اُٹھانا۔ (فیروز اللغات) كَفَالَةٌ: کسی کا ضامن ہونا، کفیل و ذمہ دار ہونا۔ اَلْكَفَالَة: ضمانت، گارنٹی، ذمہ داری، پرورش۔ (قاموس الوحید)

عنوان باب میں یتیم کی کفالت کرنے والے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ لغت کی رُو سے کفالت میں یتیم کی جملہ ضروریات پوری کرنے اور اس کے ضامن بننے کے معنے پائے جاتے ہیں۔ ان معنوں سے کفالت کے مضمون کی وسعت کا پتہ چلتا ہے۔ اس میں یتیم کی جسمانی، اخلاقی، روحانی، علمی اور عملی، سب ضرورتوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ علمی کفالت میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیئے کہ جس طرح ایک انسان اپنی توفیق اور وسائل کے مطابق اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے کالجز اور یونیورسٹیز کا انتخاب کرتا ہے، یتیم بچوں کو بھی اس معیار کی تعلیم دلوائے نہ کہ معمولی حیثیت کے ان مذہبی مدارس میں یتیم بچوں کو داخل کرائے جن کی نہ ڈگری کی دنیا میں کوئی ویلیو ہے اور نہ معاشرے میں ان اداروں کے فارغ التحصیل طلباء کا کوئی مقام اور حیثیت ہے۔ جبکہ اسلام نے اس ذمہ داری کو کماحقہ پورے کرنے والے کا انعام اور درجہ یہ بتایا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب پانے والا ہوگا اور آپؐ خدا تعالیٰ کے سب سے مقرب اور پیارے ہیں۔ اس لئے لا محالہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کا مقرب اور پیارا بن جائے گا۔ زیر باب حدیث میں بتایا گیا ہے کہ

۱. یتیم کی کفالت وہ عمل ہے جو ایک مؤمن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقرب بناتا ہے۔
۲. آپؐ کی معیت اور قرب اُسے ہی نصیب ہو گا جو آپؐ کا ہم رنگ اور آپؐ کی صفات کا مظہر ہو گا۔
۳. اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اصل کافل الیتیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
۴. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے یتیم کی کفالت کا درد پیدا کیا اور اُس کے ساتھ عملی زندگی میں آپؐ یتیمی کے حالات سے گزرے۔ اس لئے آپؐ یتیمی کے درد کو خوب سمجھتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"یتیم کی پرورش کرنے والے کا یہ مقام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے جنت کی خوشخبری دی ہے اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے والے کو، اُس کا خیال رکھنے والے کی نیکیوں کو اُس بچے کے سر کے بالوں کے برابر شمار کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تو اس بات پر لڑتے تھے اور حریص رہتے تھے کہ یتیم کی پرورش کریں۔ اور اگر کوئی یتیم ہوتا تو ایک کہتا کہ مَیں اس کی پرورش کروں گا اور دوسرا کہتا کہ مَیں اس کی پرورش کروں گا، تیسرا کہتا کہ مَیں اس کی پرورش کروں گا اور اس بات پر وہ لوگ حریص تھے کہ جنت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ ملے۔ وہ جب یتیموں کو پالتے تھے تو بڑے احسن رنگ میں ان کی تربیت کرتے تھے۔ اپنے بچوں کی طرح ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھتے تھے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹، فروری ۲۰۱۰، جلد ۸ صفحہ ۱۰۶)

نیز فرمایا:

"ایک روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے تین یتیموں کی کفالت کی وہ اُس شخص کی طرح ہو گا جو قائم باللیل اور صائم النہار ہو اور اُس نے صبح شام اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار سونتے ہوئے گزاری ہو، مَیں اور وہ دونوں جنت میں دو بھائیوں کی طرح ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں ہیں اور آپؐ نے اپنی شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی کو باہم ملایا۔[1] پس جو یتیم کی کفالت کرنے والے ہیں اُن کا مقام ایسا ہی ہے جیسے وہ راتوں کو اُٹھ کر تہجد پڑھنے والے ہیں اور روزے رکھنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں

[1] (سنن ابن ماجہ، کتاب الأدب، باب حق الیتیم، حدیث: ۳۶۸۰)

جہاد کرنے والے ہیں۔ پھر مالک بن حارثؓ اپنے خاندان کے ایک شخص کی روایت بیان کرتے ہیں کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مسلمان والدین کے یتیم بچے کو اپنے کھانے پینے میں باقاعدہ طور پر شامل کر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ امداد کا محتاج نہ رہے تو اُس کے لئے جنت یقینی ہے۔[1]"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹، فروری ۲۰۱۰، جلد ۸ صفحہ ۱۰۸)

بَاب ۲۵: السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ

بیواؤں کے لئے کمانے والا

٦٠٠٦: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ.

۶۰۰۶: اسماعیل بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے صفوان بن سُلیم سے روایت کی۔ وہ اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: بیواؤں اور مسکینوں کے لئے کمانے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو یا اُس شخص کی طرح ہے جو دِن کو روزہ رکھتا ہو اور رات کو کھڑا عبادت کرتا رہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ثور بن زید دیلی سے، ثور نے ابوالغیث سے جو ابن مطیع کے غلام تھے، ابوالغیث نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے اسی طرح بتایا۔

اطرافُہ: ۵۳۵۳، ۶۰۰۷۔

---

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند مالك بن الحارثؓ، جلد ۶ صفحہ ۴۶۳ حدیث: ۱۹۲۳۴)

تشریح: السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ: بیواؤں کے لئے کمانے والا۔ سَعَی کے معنی ہیں کسی کام کی کوشش کرنا۔ سَعَى لِعِيَالِهِ یعنی بال بچوں کے لئے روزی کمانا۔ (قاموس الوحید- سعی) أَرْمَلَ الْمَرْأَةُ: عورت کے خاوند کا مر جانا، بیوہ ہو جانا۔ (قاموس الوحید)

آداب معاشرہ میں سے یہ بہت اہم ادب ہے کہ معاشرہ میں بیوہ کو تحفظ دیا جائے، اس کی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے اس کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے اور اس پر کسی کے احسان کا کوئی بوجھ نہ ہو بلکہ جس طرح ایک مجاہد اور ایک عابد اور صائم خالصۃً للہ یہ نیکیاں بجالاتا ہے اسی طرح بیوہ کی کفالت خالصۃً للہ ہو اور بے لوث ہو۔ اور اگر بیوہ اپنی بیٹی، بہن یا قریبی عزیزہ ہو تو اس کی جملہ ضروریات پوری کرنا نہ صرف اس کی بیوگی کا تقاضا ہے بلکہ صلہ رحمی کا بھی تقاضا ہے۔ حضرت سراقہ بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ؟ ابْنَتُكَ مَرْدُودَةٌ إِلَيْكَ، لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ۔[1] حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں بہترین صدقہ کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ تمہاری مطلّقہ یا بیوہ بیٹی جس کا تمہارے سوا اور کوئی کمانے والا نہ ہو اُس کی ضروریات کا خیال رکھنا بہترین صدقہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ”اب یہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کی نصیحت ہے۔ کئی لوگ اپنی مطلقہ یا بیوہ بیٹیوں کا خیال نہیں کرتے۔ مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سب سے زیادہ تمہارے صدقہ یعنی تمہاری طرف سے حسن و احسان کی محتاج ہیں اور حقدار ہیں۔ اُن کی ضروریات کا خیال رکھنا بہترین صدقہ ہے۔ ایک طرف تو یہ نصیحت ہے ماں باپ کو کہ وہ اپنی مطلقہ اور بیوہ بیٹیوں کا بھی خیال رکھیں، اُن پر ہر طرح سے خرچ کریں۔ اور دوسری طرف ... بعض بچیاں شکایت کرتی ہیں جو بالکل برعکس معاملہ ہے۔ ایک بچی نے بڑا ہی دردناک خط لکھا ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ میں تو بیٹھی بوڑھی ہو رہی ہوں اور ماں باپ میری کمائی کھا رہے ہیں اور میری کمائی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور یہ دیکھیں کتنا بڑا ظلم ہے۔ بالکل برعکس معاملہ ہے، بجائے اس کے کہ اپنی بچیوں کو پالیں جو ضرورت مند ہوں، وہ اُلٹا ان کی کمائی پر بیٹھے براجمان ہیں اور اُن کی کمائیاں کھا رہے ہیں اور یہ دیکھتے نہیں کہ ان کی زندگی خراب ہو رہی ہے، مستقبل خراب ہو رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقل دے۔ ایسے لوگ واقعۃً ملتے ہیں

[1] (سنن ابن ماجه، ابواب الادب، باب برّ الوالد والاحسان الی البنات)

آج کل بھی۔ کسی بچی نے مجھے لکھ دیا لیکن ہر بچی مجھے لکھا تو نہیں کرتی۔ مگر ایسے ماں باپ بہت ہیں دنیا میں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱، فروری ۲۰۰۰، مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۴ تا ۳۰، مارچ ۲۰۰۰، صفحہ ۷)

بَاب ٢٦: السَّاعِي عَلَى الْمِسْكِينِ

مسکین کے لئے کمانے والا

٦٠٠٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ. وَأَحْسِبُهُ قَالَ يَشُكُّ الْقَعْنَبِيُّ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ.

۶۰۰۷: عبداللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثور بن زید سے، ثور نے ابوالغیث سے، ابوالغیث نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیوہ اور مسکین کے لئے کمانے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو۔ قعنبی (اس میں) شک کرتے (ہوئے کہتے) ہیں: اور میں سمجھتا ہوں کہ (مالک نے) کہا کہ (آپؐ نے یہ بھی فرمایا:) وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھڑا عبادت کرتا رہتا ہے اور تھکتا نہیں اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔

اطرافہ: ۵۳۵۳، ۶۰۰۶۔

تشریح: السَّاعِي عَلَى الْمِسْكِينِ: مسکین کے لئے کمانے والا۔ بندے کا اپنے خالق و مالک کی عبادت کرنا ایک بہت قابل قدر عمل ہے مگر اس کے یہ مجاہدات اگر اپنی ذات تک ہی محدود رہیں اور خالق کی طرف اس کا یہ سفر اسے مخلوق سے دور کرتا جائے تو وہ انسان اپنی معراج کو کبھی نہیں پا سکتا کیونکہ معراج حقیقی وہی ہے جو دَنَا فَتَدَلّٰی (النجم:۹)[1] کا مظہر ہے۔ انسانی معاشرہ کے بعض طبقات کو اگر سنبھالا نہ جائے اور اُن کے حقوق ادا نہ کئے جائیں تو وہ محرومیوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے بسا اوقات اپنی محرومیوں کے ردّ عمل میں معاشرہ کے لئے ناسور بن جاتے ہیں۔ اس لئے ان طبقات کو ساتھ لے کر چلنا، اُن کو قعر مذلت سے نکالنا بہت بڑا جہاد ہے اور

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "پھر وہ نزدیک ہوا۔ پھر وہ نیچے اُتر آیا۔"

یہی حقیقی اسلامی انقلاب ہے جس کی داغ بیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی اور آپؐ کی قوت قدسیہ سے قیامت تک آنے والے آپؐ کے خلفاء کے ذریعہ یہ عالمگیر غلبہ برپا ہو گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یتیموں سے بھی احسان کا سلوک کرو کیونکہ یہ معاشرے کا کمزور طبقہ ہے۔ پھر فرمایا: مسکینوں سے بھی حسن سلوک کرو۔ یہ دونوں طبقے یعنی یتیم اور مسکین معاشرے کے کمزور ترین طبقے ہیں، اُن کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ اگر اُن پر ظلم ہو رہا ہے تو اُن کے خلاف کوئی آواز اٹھانے والا نہیں ہوتا۔ اور پھر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ یہ کمزور طبقے ردّعمل کے طور پر پھر فساد کی وجہ بنتے ہیں اور فساد کی وجہ اس طرح ہے کہ پہلے چھوٹی چھوٹی باتوں اور برائیوں میں ملوث ہوتے ہیں، اپنے حقوق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔ پھر مفاد اُٹھانے والے گروہ ان لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ معاشرے کے خلاف ان کے ذہنوں میں زہر بھرتے ہیں۔ ایسا مایوس طبقہ جس کے حقوق ردّ کئے گئے ہوں پھر یہ جائز سمجھتا ہے کہ جو کچھ بھی وہ اپنا حق لینے کے لئے کر رہا ہے، وہ جو مرضی چاہے حرکتیں کر رہا ہو وہ ٹھیک کر رہا ہے۔ اس کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کے یہ ہمدرد ہی اُس کے خیر خواہ ہیں جو حقیقت میں اُس کو معاشرے میں فساد پھیلانے کے لئے استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ غریب ملکوں میں اگر جائزہ لیں تو ایسے یتیم جن کے خاندانوں نے، ان کے عزیزوں نے اُن کا خیال نہیں رکھا یا اس حیثیت میں نہیں کہ خیال رکھ سکیں، خود بھی غربت نے انہیں پیسا ہوا ہے، ایسے محروم بچے پھر تربیت کے فقدان کی وجہ سے بلکہ مکمل طور پر جہالت میں پڑ جانے کی وجہ سے تعمیری کام نہیں کر سکتے اور پھر ان لوگوں کے ہاتھ میں چڑھ جاتے ہیں جو اُن سے ناجائز کام کرواتے ہیں... پس اس فساد سے بچنے کے لئے یہ معاشرے کا کام ہے اور وقت کی حکومت کا کام ہے کہ ایسے طبقے کو سنبھالیں، انہیں دھتکارنے کی بجائے انہیں سینہ سے لگائیں، اُن کو جذباتی چوٹیں پہنچانے کی بجائے زیادہ بڑھ کر اُن کے جذبات کا خیال رکھیں کیونکہ یہ کمزور طبقہ جذباتی طور پر بہت حساس ہوتا ہے۔ معاشرے کو

اُس کے جذبات کو تعمیری رُخ دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور یہ بات اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک ان سے انتہائی احسان کا سلوک نہ کیا جائے۔ اور یہ بات جہاں معاشرے میں محروم طبقے کو عزت دلوانے والی ہو گی وہاں معاشرے کے امن اور سلامتی کی بھی ضامن ہو جائے گی اور پھر یتیموں کی خبر گیری کرنے والے، مسکینوں کا خیال رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے پیار کے بھی مورد بنتے ہیں۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جون، ۲۰۰۷ء، جلد ۵ صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مساکین سے وہ لوگ مراد ہیں جو کمائی نہیں کر سکتے اور جو دوسروں پر بوجھ بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ جب کسی قوم میں ایسے لوگ ہوں تو اُن کو دیکھ کر دوسروں کو بھی سوال کرنے کی عادت ہو جاتی ہے اور اُن کی غیرت مٹ جاتی ہے۔ اگر ایک فنڈ ہو جس سے اُن کی مدد کی جائے تو قوم میں سوال کرنے کی عادت پیدا نہیں ہوتی۔ اسلامی طریق یہی ہے کہ لوگوں کی ضروریات کو جہاں تک ہو سکے خود پورا کیا جائے اور جماعتی نظام اُن کا خیال رکھے اور ان کے مانگنے کے بغیر ہی ان کی ضرورت کو پورا کر دیا جائے اور جو لوگ بغیر ضرورت کے مانگیں اُن کی سفارش نہ کی جائے۔ اس کے بغیر قوم کا تزکیہ نہیں ہو سکتا۔ پھر مسکین خالی وہ شخص نہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ مسکین وہ بھی ہے جو کوئی پیشہ تو جانتا ہو مگر اُس کے پاس اتنا روپیہ نہ ہو کہ وہ ضروری آلات خرید سکے۔ ایسے شخص کے متعلق بھی ضروری ہے کہ اُس کی مدد کی جائے اور اُسے اپنے فن سے تعلق رکھنے والی ضروری اشیاء اور آلات مہیا کئے جائیں۔ اسی طرح جو بیوگان اور یتامیٰ ہیں ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا جائے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ، جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

بَاب ۲۷: رَحْمَةُ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ

لوگوں اور جانوروں پر رحم کرنا

۶۰۰۸: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

۶۰۰۸: مسدد نے ہمیں بتایا کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے

عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً فَظَنَّ أَنَّا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِي أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ وَكَانَ رَقِيقًا رَحِيمًا فَقَالَ ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَّكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت ابو سلیمان مالک بن حویرثؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم تقریباً ایک ہی عمر کے نوجوان تھے۔ ہم آپؐ کے پاس بیس راتیں رہے۔ آپؐ نے خیال کیا کہ ہمیں اپنے گھر والوں سے ملنے کا شوق ہوا ہے اور آپؐ نے ہم سے ان کے متعلق پوچھا جو ہم عزیزوں میں چھوڑ آئے تھے۔ ہم نے آپؐ کو بتایا اور آپؐ بہت ہی نرم دل اور بہت ہی رحم کرنے والے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس جاؤ اور ان کو سکھاؤ اور ان سے بھی کہو (اچھے کام کریں) اور تم اِس طرح نماز پڑھو جیسا کہ تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی تمہارے لئے اذان دے۔ پھر تم میں سے جو بڑا ہو وہ تمہاری امامت کروائے۔

أطرافه: ٦٢٨، ٦٣٠، ٦٣١، ٦٥٨، ٦٨٥، ٨١٩، ٢٨٤٨، ٧٢٤٦۔

٦٠٠٩: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ

۶۰۰۹: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سُمَیٌ سے جو ابوبکر (بن عبد الرحمٰن) کے غلام تھے، سُمَیٌ نے ابو صالح سمان سے، ابو صالح نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص راستے میں چلا جارہا تھا، اس کو سخت پیاس لگی اور اس نے ایک کنواں پالیا۔ اُس میں اُتر کر اُس نے پانی پیا اور پھر باہر آگیا تو کیا دیکھتا

لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ بِي فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ. قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا فَقَالَ نَعَمْ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ.

ہے کہ ایک کتا ہے جو ہانپ رہا ہے، پیاس کے مارے مٹی چاٹ رہا ہے۔ تو وہ شخص سمجھا: اس کتے کا بھی پیاس سے وہی حال ہوا ہے جو میرا ہوا تھا۔ اس پر وہ کنوئیں میں اُترا اور اُس نے اپنے موزے کو بھرا۔ پھر اُس کو اپنے منہ میں پکڑا اور اس طرح اُس نے کتے کو پلایا۔ اللہ نے اس کی قدر کی اور اس کے گناہوں کو بخش دیا۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ان جانوروں (سے حسن سلوک) میں بھی ہمیں ثواب ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ ہر تازہ کلیجے والے کی وجہ سے ثواب ہو گا۔

أطرافه: ۱۷۳، ۲۳۶۳، ۲٤٦٦۔

٦٠١٠: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةٍ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا. فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا يُرِيدُ رَحْمَةَ اللهِ.

۶۰۱۰: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی، کہا: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ اتنے میں ایک گنوار جبکہ وہ نماز میں ہی تھا دعا کرنے لگا: اے اللہ! مجھ پر رحم کر اور محمدؐ پر بھی اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کیجیو۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو آپؐ نے اس گنوار سے فرمایا: تم نے ایک وسیع چیز کو تنگ کیا ہے۔ آپؐ کی مراد (اس سے) اللہ کی رحمت تھی۔

٦٠١١: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ

۶۰۱۱: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عامر سے روایت کی۔ زکریا نے

سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى.

کہا: میں نے عامر سے سنا، وہ کہتے تھے: میں نے حضرت نعمان بن بشیرؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو مؤمنوں کو آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے اور آپس میں محبت کرنے اور ایک دوسرے سے مہربانی سے پیش آنے میں ایک جسم کی طرح دیکھتا ہے کہ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اُس کا باقی جسم بے خوابی اور بخار کی وجہ سے نڈھال ہو جاتا ہے۔

٦٠١٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ.

طرفه: ٢٣٢٠۔

۶۰۱۲: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جس مسلمان نے بھی کوئی پودا لگایا ہو اور پھر اس سے انسان یا کوئی جانور کھائے تو وہ ضرور ہی اُس کے لئے صدقہ ہو گا۔

٦٠١٣: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

طرفه: ٧٣٧٦۔

۶۰۱۳: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: زید بن وہب نے مجھے بتایا، کہا: میں نے حضرت جریر بن عبداللہؓ سے سنا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

تشریح: رَحْمَةُ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ: لوگوں اور جانوروں پر رحم کرنا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اسلام کی تعلیم میں نیکی کا دائرہ عمل کتنا وسیع ہے کہ ہر ذی روح کو شامل رکھتا ہے

اور اس میں ہر عمل نتیجہ خیز بتایا گیا ہے۔ ہر ذی روح کے ساتھ رحم اور شفقت کی تعلیم اس دور میں بھی پائی جاتی تھی جسے ہندو پراچین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چنانچہ اس تعلیم کا نیک اثر قدیم ترین اقوام میں اب تک پایا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک پرند اور چرند کے لئے خوراک اور پانی مہیا کرنا بڑا کار ثواب ہے۔... فرماتا ہے: وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ○ (الذاریات:۲۰) یعنی مومنوں کے مالوں میں سائل اور محروم دونوں کا حق ہے۔"

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کِتَاب المَظَالِمِ وَالغَصْبِ، بَابُ الآبَارِ عَلَى الطُّرُقِ، جلد ۴ صفحہ ۴۸۲، ۴۸۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ہر ایک کو اُس کا حق ادا کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ○ (الذاریات: ع ۱) کہ مومن کے اموال میں سائل اور محروم دونوں کا حق ہے۔ اُن کا بھی جو مانگ سکتے ہیں اور اُن کا بھی جو مانگ نہیں سکتے۔ جیسے کم گو اور گری ہوئی اقوام یا جانور وغیرہ ہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بھی اس امر کا خیال رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں: ایک عورت کو محض اس لئے جنت میں داخل کیا گیا کہ اُس نے پیاسے کُتے کو پانی پلایا تھا۔[1] اسی طرح آپؐ نے فرمایا ہے: جانوروں پر رحم کیا کرو کیونکہ خدا نے ان کو تمہارے سپرد کیا ہے۔ تو روحانی تعلیم صرف انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ جانوروں کے لئے بھی امن پیدا کرتی ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ النازعات، زیر آیت مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ، جلد ۸ صفحہ ۱۳۵)

اَلْمَحْرُوْم کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بے زبان جانور بھی مراد لئے ہیں جو قوت گویائی سے محروم ہیں اور یہ لفظ سائل کے مقابل میں واقع ہوا ہے جو زبان سے اپنی حاجت ظاہر کرنے کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں:

"بے زبانوں سے مراد کتے، بلیاں، چڑیاں، بیل، گدھے، بکریاں اور دوسری چیزیں ہیں۔" (اسلامی صول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۷)

---

[1] (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب فضل ساقی البھائم)

بَاب ۲۸ : الْوَصَاةُ بِالْجَارِ

ہمسایہ (سے سلوک کرنے) کے متعلق تاکید

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: وَاعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِلٰى قَوْلِهٖ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ○ (النساء:۳۷)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اُس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ (بہت) احسان (کرو) اور (نیز) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور (اسی طرح) رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو (میں بیٹھنے) والے لوگوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو (ان کے ساتھ بھی) (اور) جو متکبر اور اترانے والے ہوں انہیں اللہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔

۶۰۱۴: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ.

۶۰۱۴: اسماعیل بن ابی اویس نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید (انصاری) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ابو بکر بن محمد نے مجھے خبر دی۔ ابو بکر نے عمرہ سے، عمرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جبریلؑ مجھے ہمسایہ سے سلوک کرنے کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ میں نے یہ خیال کیا کہ عنقریب اس کو بھی وارث قرار دیں گے۔

۶۰۱۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ

۶۰۱۵: محمد بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زُرَیع نے ہمیں بتایا۔ عمر بن محمد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ

عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ.

نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریلؑ مجھے ہمسایہ کے متعلق اتنی تاکید کرتے رہے ہیں کہ میں نے خیال کیا وہ اُس کو بھی وارث بنائیں گے۔

بَاب ۲۹ : إِثْمُ مَنْ لَّا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ

اس شخص کا گناہ جس کا ہمسایہ اس کے شر سے امن میں نہ رہے

يُوْبِقْهُنَّ (الشوریٰ:۳۵) يُهْلِكْهُنَّ مَوْبِقًا (الكهف:۵۳) مَهْلِكًا.

يُوبِقْهُنَّ کے معنی ہیں: وہ اُن کو ہلاک کر دے۔ مَوْبِقًا یعنی ہلاکت۔

۶۰۱۶: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ قِيلَ وَمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ.

۶۰۱۶: عاصم بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید سے، سعید نے حضرت ابوشریحؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم مؤمن نہیں ہوتا، اللہ کی قسم مؤمن نہیں ہوتا، اللہ کی قسم مؤمن نہیں ہوتا۔ آپؐ سے پوچھا گیا: کون یارسول اللہ؟ آپؐ نے فرمایا: وہ شخص جس کے شر سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔

تَابَعَهُ شَبَابَةُ وَأَسَدُ بْنُ مُوسَى. وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

(عاصم کی طرح) اس حدیث کو شبابہ اور اسد بن موسیٰ نے بھی روایت کیا۔ اور حمید بن اسوَد اور عثمان بن عمر اور ابو بکر بن عیاش اور شعیب بن اسحاق نے بھی اس حدیث کو ابن ابی ذئب سے روایت کیا۔ انہوں نے مقبری سے، مقبری نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا۔

بَاب ۳۰: لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا

کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے

٦٠١٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ.

طرفه: ٢٥٦٦۔

۶۰۱۷: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ سعید نے، وہی جو مقبری ہیں، ہم سے بیان کیا۔ سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کی حقارت نہ کرے اگرچہ وہ ایک بکری کا کُھر ہی کیوں نہ بھیجے۔

بَاب ۳۱: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے پڑوسی کو مت ستائے

٦٠١٨: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

أطرافه: ٥١٨٥، ٦١٣٦، ٦١٣٨، ٦٤٧٥۔

۶۰۱۸: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاحوص نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحصین سے، ابوحصین نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو دُکھ نہ دے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ بھلی بات کہے یا چپ رہے۔

٦٠١٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ قَالَ وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

اطرافہ: ٦١٣٥، ٦٤٧٦۔

۶۰۱۹: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: سعید مقبری نے مجھ سے بیان کیا۔ سعید نے حضرت ابوشریح عدویؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بات کر رہے تھے آپؐ نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ عزت سے پیش آئے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے مہمان کو نوازے جیسا کہ مہمان نوازی کا دستور ہے۔ (حضرت ابوشریحؓ نے) پوچھا: یارسول اللہ! مہمان نوازی کا کیا دستور ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ایک دن رات۔ اور مہمان نوازی تین دن تک بھی ہوتی ہے۔ جو اس کے بعد ہو، وہ اُس کے لئے صدقہ ہی ہوگا اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔

بَاب ٣٢: حَقُّ الْجِوَارِ فِي قُرْبِ الْأَبْوَابِ

پڑوسی کا حق دروازوں کے قریب ہونے کے مطابق

٦٠٢٠: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي قَالَ إِلَى

۶۰۲۰: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ابوعمران نے مجھے خبر دی، کہا: میں نے طلحہ (بن عبداللہ بن عثمان) سے سنا۔ طلحہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ وہ بیان کرتی ہیں: میں نے کہا: یارسول اللہ!

أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا. میرے دو ہمسائے ہیں۔ اُن میں سے کس کو ہدیہ بھیجوں؟ آپؐ نے فرمایا: اُن میں سے جس کا دروازہ تم سے زیادہ نزدیک ہو۔

اطرافُہ: ۲۲۵۹، ۲۵۹۵۔

تشریح: حَقُّ الْجِوَارِ فِي قُرْبِ الْأَبْوَابِ: پڑوسی کا حق دروازوں کے قریب ہونے کے مطابق۔ باب ۲۸ سے ۳۲ تک پانچ ابواب میں ہمسائے کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ اسلام جس تہذیب اور تمدن کا علمبردار ہے اس کا آغاز انسان کی ذاتی اور انفرادی زندگی سے ہوتا ہے اور اس کا دائرہ پہلو میں بیٹھنے والے ہم جلیس، ہم جولی اور ہم نشین سے چلتے چلتے گلی محلہ اور پھیلتے پھیلتے کُل عالم کو ایک گھر کی طرح ون یونٹ بناتا ہے۔ آج کہنے کو تو دنیا گلوبل ویلج بن چکی ہے مگر دنیا کے اکثر معاشرے ٹوٹ پھوٹ کا شکار اور انسانی زندگیاں انتشار اور افتراق کا نمونہ پیش کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ دور حاضر کے انسان کو ایسی تعلیم کی انتہائی ضرورت ہے جو اسے ایک وجود بنادے۔ مذکورہ ابواب میں انسانی رشتوں کو ایک لڑی میں پروکر یک جان بنانے کے اسلامی اصول واخلاق بیان کئے گئے ہیں۔

سورۂ نساء کی آیت نمبر ۳۷ کی ذیل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝ الجزو نمبر ۵ سورۃ النساء۔ (ترجمہ) تم خدا کی پرستش کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو مت شریک ٹھیراؤ اور اپنے ماں باپ سے احسان کرو اور اُن سے بھی احسان کرو جو تمہارے قرابتی ہیں (اس فقرہ میں اولاد اور بھائی اور قریب اور دور کے تمام رشتہ دار آگئے) اور پھر فرمایا کہ یتیموں کے ساتھ بھی احسان کرو اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور جو ایسے ہمسایہ ہوں جو قرابت والے بھی ہوں اور ایسے ہمسایہ ہوں جو محض اجنبی ہوں اور ایسے رفیق بھی جو کسی کام میں شریک ہوں یا کسی سفر میں شریک ہوں یا نماز میں شریک ہوں یا علمِ دین حاصل کرنے میں شریک ہوں اور وہ لوگ جو مسافر ہیں اور وہ تمام جاندار جو تمہارے قبضہ میں ہیں سب کے ساتھ احسان کرو۔ خدا ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو تکبر کرنے والا اور شیخی مارنے والا ہو جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔" (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹)

نیز فرمایا:

''میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لیے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اُس کی خبر گیری کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کے لیے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لو تا کہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں، لیکن اس کی کچھ پروا نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں۔'' (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۱۵)

نیز فرمایا:

''جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔'' (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

بَاب ۳۳: كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

ہر بھلی بات صدقہ ہے

۶۰۲۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ.

۶۰۲۱: علی بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ ابوغسان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: محمد بن منکدر نے مجھ سے بیان کیا۔ محمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے، حضرت جابرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: ہر بھلی بات صدقہ ہوتی ہے۔

۶۰۲۲: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي

۶۰۲۲: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ سعید بن ابی بُردہ بن ابی موسیٰ

مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ. قَالُوا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ. قَالُوا فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ. قَالُوا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ أَوْ قَالَ بِالْمَعْرُوفِ. قَالَ فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ.

اشعری نے ہم سے بیان کیا۔ سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ان کے دادا سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک مسلمان کے ذمہ ایک صدقہ ہے۔ لوگوں نے کہا: اگر نہ پا سکے؟ آپؐ نے فرمایا: تو اپنے ہاتھ سے محنت کرے اور اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے کہا: اگر محنت نہ کر سکے یا نہ کرے۔ آپؐ نے فرمایا: تو اُس حاجت مند کی مدد کرے جو تھک کر رہ گیا ہو۔ لوگوں نے کہا: اگر یہ بھی نہ کرے؟ آپؐ نے فرمایا: تو بھلی بات کا حکم کرے یا فرمایا: تو معروف بات ہی کہے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر یہ بھی نہ کرے۔ فرمایا: تو شر سے رُکا رہے کیونکہ یہ بھی اُس کے لئے صدقہ ہو گا۔

طرفہ: ۱۴۴۵۔

بَاب ۳۴: طِيبُ الْكَلَامِ

خوش کلامی

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ.

اور حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ اچھی بات بھی صدقہ ہوتی ہے۔

۶۰۲۳: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ

۶۰۲۳: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا، کہا: عمرو نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے خیثمہ سے، خیثمہ نے حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور اپنا منہ پھیر لیا۔

فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ. قَالَ شُعْبَةُ أَمَّا مَرَّتَيْنِ فَلَا أَشُكُّ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

پھر آپؐ نے دوزخ کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور اپنا منہ پھیر لیا۔ شعبہ نے کہا: دو دفعہ آپؐ نے ایسا کیا، اِس کے متعلق مجھے کوئی شک نہیں پھر آپؐ نے فرمایا: دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر۔ اگر (یہ بھی) نہ ہو تو اچھی بات ہی سے۔

أطرافُه: ١٤١٣، ١٤١٧، ٣٥٩٥، ٦٥٣٩، ٦٥٤٠، ٦٥٦٣، ٧٤٤٣، ٧٥١٢۔

بَاب ٣٥: الرِّفْقُ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ

ہر معاملے میں نرمی اختیار کرنا

٦٠٢٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ. قَالَتْ عَائِشَةُ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ. فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

٦٠٢٤: عبدالعزیز بن عبداللہ (اویسی) نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح (بن کیسان) سے، صالح نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور انہوں نے کہا: السَّامُ عَلَيْكُمْ۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: میں ان کی یہ بات سمجھ گئی۔ میں نے کہا: وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ۔ کہتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! ٹھہرو۔ اللہ ہر معاملے میں نرمی پسند کرتا ہے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جواب دے چکا ہوں وَعَلَيْكُمْ۔

أطرافُه: ٢٩٣٥، ٦٠٣٠، ٦٢٥٦، ٦٣٩٥، ٦٤٠١، ٦٩٢٧۔

٦٠٢٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامُوا إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوهُ ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ.

۶۰۲۵: عبداللہ بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ ایک گنوار نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اُٹھ کر اُس کی طرف لپکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا پیشاب مت روکو۔ پھر آپؐ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور وہاں ڈال دیا گیا۔

أطرافه: ٢١٩، ٢٢١، ٢٢١۔

تشریح: الرِّفْقُ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ: ہر معاملے میں نرمی اختیار کرنا۔ باب نمبر ۳۳ سے ۳۵ میں اُن اخلاقی قدروں کا ذکر ہے جن کو لوگ معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں حالانکہ یہی وہ سرمایۂ حیات ہے جس پر انسانی زندگی کی تعمیر ہوتی ہے اور معاشرہ تلخیوں کی بجائے محبتوں کی فضا میں پروان چڑھتا ہے۔ ہر بھلی بات اور نیک کام کو صدقہ قرار دے کر جہاں صدقہ کی تعریف میں وسعت پیدا کی ہے وہاں نیکیوں اور اچھی باتوں کو معاشرہ میں رائج کرنے کی تعلیم دی جس سے معاشرہ خوشگوار اور محبت و اخوت کے ماحول میں ترقی کرتا ہے۔ ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کی ایک چمک اُن یہود کے مقابل دکھائی گئی ہے جو اس قدر اخلاقی گراوٹ کا شکار تھے کہ ملنے آتے اور گھر آکر بھی ہلاکت کی بد دعا دیتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف علیکم کہہ کر اس حقیقت کا بیان فرماتے کہ یہ ہلاکت تو تمہارا مقدر ہے اور اپنی زوجہ کو نرمی کا حکم دے کر یہود کی اس بد خلقی پر بھی تحمل اور برداشت کا حکم دیتے۔ جس کا نتیجہ قرآن کریم نے وَلِيٌّ حَمِيمٌ بتایا ہے کہ سخت کلامی اور بد خلقی پر نرمی دکھانا جانی دشمن کو یار جانی بنا دیتا ہے اور یہ بھی آپؐ کی سیرت کا وہ سنہرا باب ہے جو آپؐ کی ساری زندگی پر محیط ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

بَاب ٣٦: تَعَاوُنُ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

مؤمنوں کا ایک دوسرے سے تعاون کرنا

٦٠٢٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي أَبُو بُرْدَةَ

۶۰۲۶: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبُردہ بُرید (بن عبداللہ) بن ابی بُردہ سے روایت کی۔ انہوں نے

عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا. ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

کہا: میرے دادا ابو بُردہ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے اپنے باپ حضرت ابو موسیٰؓ سے، حضرت ابو موسیٰؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ فرماتے تھے: مؤمن مؤمن کے لیے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کیے رکھتا ہے۔ اور آپؐ نے اپنی انگلیوں کو قینچی کیا۔

اطرافُه: ٤٨١، ٢٤٤٦۔

٦٠٢٧: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ أَوْ طَالِبُ حَاجَةٍ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ اشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ.

۶۰۲۷: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا جو سوال کر رہا تھا یا کسی ضرورت کو ہمارے سامنے پیش کر رہا تھا تو آپؐ نے (لوگوں سے) فرمایا: تم بھی سفارش کرو، تمہیں ثواب ملے گا۔ اور اللہ اپنے نبی کی زبان سے جتنی چاہے گا حاجت پوری کر دے گا۔

أطرافُه: ١٤٣٢، ٦٠٢٨، ٧٤٧٦۔

تشریح: تَعَاوُنُ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا: مؤمنوں کا ایک دوسرے سے تعاون کرنا۔

انبیاء کے معجزات اور پاک انقلاب کا ایک بہت بڑا نشان وہ جماعت ہوتی ہے جو انبیاء کے ذریعہ معرض وجود میں آتی ہے۔ نبی کی بعثت سے قبل وہ معاشرہ انتشار اور افتراق کا ایسا شکار ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو انسان کہلاتے ہیں ان میں "انسان" یعنی اُنس اور باہمی محبت نام کی کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے، ایک دوسرے کی عزت و مال لوٹنے کے خوگر، خود غرضی، لالچ اور حسد کی ایک ایسی آگ اُن کے سینوں میں جل رہی ہوتی ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ ہیں شَفَا حُفْرَةٍ وہ آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے کسی بھی لمحے اس آگ میں جل کر خاکستر ہو سکتے ہیں کہ خدا کا دست قدرت ان کے لئے انہی میں سے ایک ایسا وجود کھڑا کرتا ہے جو عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ[1] کا مظہر ان کے ہر دکھ ہر تکلیف کے لئے تڑپتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ ان منتشر ٹڈیوں کو ایک ایسے انسانی معاشرے میں تبدیل کر دیتا ہے کہ وہ دو قالب یک جان بن جاتے ہیں۔ وہ ایسا وجود

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اُٹھاتے ہو۔" (التوبۃ:۱۲۸)

بن جاتے ہیں جس کے ایک حصہ کی تکلیف سارے بدن کو بے چین کر دیتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کے لئے اس طرح تعاون کرنے والے بن جاتے ہیں کہ طاقت ور کمزور کو مضبوط کرنے لگتا ہے اور اس عمارت کی طرح بن جاتے ہیں جس کے متعلق حدیث میں آتا ہے: یَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے مضبوط عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو تقویت دیتا ہے اور مستحکم بناتا ہے۔ آپؐ نے اس مفہوم کو واضح کرنے کے لئے اپنی انگلیوں کی کنگھی بنائی اور اس طرح اس عمارت کی گرفت کے مضبوط ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔... پس تمام کامیابیوں کی جڑ یہ اتحاد ہے جس کی طرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان سے بھی نصیحت فرمائی اور ہاتھ کے اشارے سے بھی مضمون کو خوب کھول دیا۔[1]

ہر وہ مؤمن جو ایک دوسرے سے تعلقات میں ایسی مضبوطی رکھتا ہے جیسے ایک ہی انسان کے دو ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد کی پیروی کرنے والا ہے۔ جو ایسی طرز اختیار کرتا ہے کہ انگلیاں باہم پیوست ہونے کی بجائے ایک دوسرے کو کاٹنے لگیں اور ایک دوسرے کے مخالف ہو جائیں اُس کا حقیقت میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کاٹا جاتا ہے۔ پس ہر وہ حرکت جو جماعت کی اجتماعیت کو طاقت بخشے، اجتماعیت کو مضبوط تر کرے، وہی حرکت ہے جو سنت نبوی کے تابع ہے۔ ہر وہ حرکت خواہ وہ قول ہو یا فعل ہو اس مضمون کے مخالف ہو، وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف بات ہے۔ پس اب سے اس بات کو سننے کے بعد اپنی زبانوں پر بھی نگاہ رکھیں، اپنے اعمال اور افعال پر بھی نگاہ رکھیں، اپنے تعلقات کو اس حدیث کے تابع کر دیں تا کہ جماعت احمدیہ متحد ہو کر پھر تمام بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ یعنی محمد مصطفیٰؐ کے ہاتھ پر اکٹھا کرنے کی سعی کر سکے۔"

(خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۸، اپریل ۱۹۹۴ء، جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷)

---

[1] (الصحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، حدیث نمبر: ۴۵۹)

بَاب ۳۷: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ○ (النساء:۸۶)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جس نے ایسی شفاعت کی جو اچھی شفاعت ہو، اُس کو اُس شفاعت کا ایک حصہ ملے گا اور جس نے ایسی شفاعت کی جو بُری شفاعت ہے اس کو بھی ویسے ہی حصہ ملے گا اور اللہ نے ہر ایک چیز کو اُس کا ضروری سامان دیا ہے

كِفْلٌ نَصِيبٌ. قَالَ أَبُو مُوسَى كِفْلَيْنِ أَجْرَيْنِ بِالْحَبَشِيَّةِ.

كِفْلٌ کے معنی ہیں: حصہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا: كِفْلَيْنِ کے معنی حبشی زبان میں دُہرا اَجر ہے۔

٦٠٢٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ – أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ – قَالَ اشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ مَا شَاءَ.

۶۰۲۸: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُرَید سے، بُرَید نے ابو بُردہ سے، ابو بُردہ نے حضرت ابو موسیٰ (اشعریؓ) سے، حضرت ابو موسیٰ (اشعریؓ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب آپؐ کے پاس کوئی سائل یا حاجت مند آتا تو آپؐ (لوگوں سے) فرماتے: تم بھی سفارش کرو تا کہ تمہیں بھی اجر دیا جائے۔ اور پھر اللہ جو چاہے اپنے رسول کی زبان سے اس کی حاجت کو پورا کر دے۔

أطرافه: ١٤٣٢، ٦٠٢٧، ٧٤٧٦۔

تشریح: مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا: جس نے ایسی شفاعت کی جو اچھی شفاعت ہو، اُس کو اُس شفاعت کا ایک حصہ ملے گا۔

اسلام انسان کے اُن جذبات و احساسات کو تحریض دیتا ہے جو دوسرے انسانوں کی مدد، محبت اور ترقی کے لئے ممد ہوں اور ان بد تحریکوں کو دبانے کی تعلیم دیتا ہے جو نقض امن، ظلم اور تعدی کا باعث ہوں۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے لمّہ خیر اور لمّہ شرّ سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہی وہ لمّہ خیر ہے جو لمّہ شرّ کے مقابل انسانی نفس کے بے لگام گھوڑے کو اعتدال پر رکھتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جس سفارش کا اثر کسی دوسرے کے جائز حقوق پر نہ پڑتا ہو اور وہ اچھے نتائج پیدا کرنے والی ہو تو ایسی سفارش ایک نیکی کا کام ہے جس کے ثواب کا حصہ سفارش کرنے والے کو بھی پہنچے گا۔ لیکن اگر سفارش کا اثر دوسروں کے جائز حقوق پر پڑتا ہو اور اُس کے نتائج ملک و قوم کے لئے خراب نکلنے والے ہوں تو ایسی سفارش کرنے والا یہ خیال نہ کرے کہ اُس نے ایک سفارش کر دی اور معاملہ ختم ہو گیا۔ بلکہ ایسا شخص یاد رکھے کہ اُس کی سفارش کے جو جو بھی بُرے نتیجے نکلیں گے اور جہاں جہاں تک بھی اُن خراب نتائج کا اثر وسیع ہوا، سفارش کرنے والا اُن سب نتائج کے گناہ کا حصہ دار بنے گا۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل پچانوے فیصد سفارشیں نیک نتائج پیدا کرنے کی بجائے کمزور اور بیکس لوگوں کے خلاف ظلم اور حق تلفی کا آلہ بنی ہوئی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی سفارش کو قبول کرنے والا بھی عدل و انصاف کے رستہ سے ہٹ کر بھاری گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔" (مضامین بشیر، جلد ۲ صفحہ ۲۵۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جہاں تمدّن و معاشرت ہو، حکام و رعایا بھی ہوتی ہے۔ وہاں سفارشیں بھی لوگ بہم پہنچاتے ہیں۔ اُن کے متعلق ہدایت فرمائی کہ وہ سفارش کرو جو نیکی و بھلائی کے متعلق ہو، جس کا نتیجہ نیک ہو، جو کسی مظلوم کی مدد ہو۔" (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۴۸)

بَاب ۳۸: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بد خلق تھے اور نہ ہی بد زبان

۶۰۲۹: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو ح. و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى

۶۰۲۹: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سلیمان سے روایت کی۔ (کہا:) میں نے ابووائل سے سنا۔ (ابووائل نے کہا:) میں نے مسروق سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت عبداللہ بن عمرو (بن عاصؓ) نے کہا۔ نیز قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔

عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو حِينَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْكُوفَةِ فَذَكَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ خُلُقًا.

انہوں نے اعمش سے، اعمش نے شقیق بن سلمہ، شقیق نے مسروق سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس آئے جب وہ معاویہ کے ساتھ کوفہ کی طرف گئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔ کہنے لگے کہ آپؐ نہ بد خُلق تھے اور نہ بد زبان۔ اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہی ہیں جن کے اَخلاق اچھے ہیں۔

أطرافه: ٣٥٥٩، ٣٧٥٩، ٦٠٣٥۔

٦٠٣٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُودَ أَتَوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللهُ وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْكُمْ. قَالَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ. قَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ.

۶۰۳۰: محمد بن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے عبداللہ بن ابی مُلیکہ سے، عبداللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: السَّامُ عَلَيْكُمْ۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللهُ وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْكُمْ۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہ! ٹھہرو، نرمی اختیار کرو اور سختی اور بدزبانی سے بچتی رہو۔ انہوں نے کہا: کیا آپؐ نے سنا نہیں جو انہوں نے کہا؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا جو میں نے کہا؟ میں نے ان کو وہی جواب دیا۔ میری دعا ان کے متعلق قبول کی جائے گی اور اُن کی دعا میرے متعلق نہیں قبول کی جائے گی۔

أطرافه: ٢٩٣٥، ٦٠٢٤، ٦٢٥٦، ٦٣٩٥، ٦٤٠١، ٦٩٢٧۔

٦٠٣١: حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا أَبُو يَحْيَى هُوَ فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا وَلَا فَحَّاشًا وَلَا لَعَّانًا كَانَ يَقُولُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ.

طرفه: ٦٠٤٦۔

۶۰۳۱: اصبغ (بن فرج) نے ہم سے بیان کیا، کہا: (عبداللہ) ابن وہب نے مجھے بتایا۔ ابویحییٰ نے جو کہ فلیح بن سلیمان ہیں ہمیں خبر دی۔ ابویحییٰ نے ہلال بن اُسامہ سے، ہلال نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو گالی دیا کرتے تھے اور نہ بد خُلق تھے اور نہ ہی لعنت کیا کرتے تھے۔ ناراضگی کے اظہار کے وقت ہم میں سے کسی کو یہ فرماتے: اسے کیا ہو گیا ہے؟ اس کی پیشانی میں خاک لگے۔

٦٠٣٢: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهُ قَالَ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ. فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللهِ حِينَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ

۶۰۳۲: عمرو بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن سواء نے ہمیں بتایا۔ روح بن قاسم نے ہم سے بیان کیا۔ روح نے محمد بن منکدر سے، ابن منکدر نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی۔ جب آپؐ نے اُس کو آتے دیکھا، آپؐ نے فرمایا: کیا ہی بُرا ہے خاندان کا بھائی اور کیا ہی بُرا ہے خاندان کا بیٹا۔ جب وہ آکر بیٹھ گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے خندہ پیشانی سے ملے اور اس سے کھل کر بلا تکلف باتیں کیں۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے کہا: یارسول اللہ! جب آپؐ نے اس شخص کو دیکھا تھا تو آپؐ نے ایسا ایسا فرمایا تھا۔ پھر آپؐ اس سے خندہ پیشانی سے ملے اور اس سے کھل کر بے تکلفی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَتَى عَهِدْتِنِي فَحَّاشًا إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ.

سے باتیں کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہؓ! تم نے مجھے کب بد اخلاق دیکھا تھا؟ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کو لوگ ان کے شر سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں گے۔

أطرافه: ٦٠٥٤، ٦١٣١۔

تشریح: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بد خلق تھے اور نہ ہی بد زبان۔

فحش، فحشاء اور فاحشہ اُس قول یا فعل کو کہتے ہیں جو بُرائی میں بہت بڑا ہو۔ (المفردات فی غریب القرآن للراغب - فحش) فَاحِشٌ کے معنی قبیح، بد خلق اور شدید بخیل بھی بیان کیے گئے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے، فحش میں داخل ہے۔ (أقرب الموارد - فحش)

علامہ ابن حجرؒ کے نزدیک ہر وہ قول، فعل یا صفت جو اپنی حد سے تجاوز کر جائے اور اُسے قبیح سمجھا جائے، فحش ہے اور مُتَفَحِّشُ وہ ہے جو فحش کا ارتکاب ارادۃً، تکلف اور کوشش کر کے کثرت سے کرتا ہو۔ داودی نے اس کے معنی بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ فَاحِش وہ ہے جو فحش گوئی (یعنی بُری اور بے حیائی کی باتیں) کرتا ہو اور مُتَفَحِّشُ اُسے کہتے ہیں جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے بے حیائی کی باتیں کرے۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۵۵۶) علامہ عینیؒ لکھتے ہیں: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا سے مراد یہ ہے کہ فحش آپؐ کی ذات میں نہ تو جبلی طور پر تھا اور نہ ہی بالارادہ ظاہر ہوتا تھا۔ (عمدۃ القاری، شرح کتاب المناقب، باب ۲۳، جزء ۱۶ صفحہ ۱۱۲)

زیر باب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا وَلَا فَحَّاشًا وَلَا لَعَّانًا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو گالی دیا کرتے تھے اور نہ بد خلق تھے اور نہ ہی لعنت کیا کرتے تھے۔ الفاظ سَبَّابًا، فَحَّاشًا اور لَعَّانًا فعّالٌ کے وزن پر ہیں جس کے معنی میں مبالغہ اور شدت پائی جاتی ہے۔ بادیٔ النظر میں یہ الفاظ ان بُرائیوں کی محض بہتات، زیادتی اور کثرت کی نفی کر رہے ہیں نہ کہ کلیۃً بُرائی کی۔ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود تو ان بُرائیوں سے بکلی پاک و مطہر تھا۔ کثرت تو کیا اِن کی قلّت بھی آپؐ کی ذاتِ مبارکہ میں متصور نہیں ہو سکتی۔ دراصل یہ زبان عربی کا طرز بیان ہے کہ مبالغہ کے صیغہ سے نفی کمال کے معنے لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ علامہ عینیؒ نے انہی معانی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے آیتِ کریمہ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (فصلت: ۴۷)[1] کو بطور نظیر پیش کیا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۱۷)

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور تیرا ربّ بے چارے بندوں پر ذرّہ بھر بھی ظلم کرنے والا نہیں۔"

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آیت وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"لَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ... اس کی مثال مفسرین اس شعر سے دیتے ہیں:

مِنْ اُنَاسٍ لَيْسَ فِيْ اَخْلَاقِهِمْ عَاجِلُ الْفُحْشِ وَلَا سُوْءُ جَزَعٍ

وہ شخص ایسے لوگوں میں شامل ہے جن کے اخلاق میں نہ تو فحش میں جلدی کرنا شامل ہے اور نہ سخت گھبرانا۔ وہ کہتے ہیں اس کے یہ معنے نہیں کہ فوراً فحش کو اختیار نہیں کرتا بلکہ دیر سے کرتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ فحش کو نہ جلدی اختیار کرتا ہے نہ دیر سے۔ (بحر محیط)... یہ محاورہ قرآن کریم میں دوسری جگہ بھی استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (ق:ع ۲) میں اپنے بندوں پر بہت بڑا ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ میں تھوڑا ظلم کر لیتا ہوں بلکہ یہ معنے ہیں کہ پہلا مضمون جو گذرا ہے اگر اُسے تسلیم کیا جائے تو اللہ تعالیٰ بڑا ظالم ثابت ہوتا ہے مگر وہ ایسا نہیں ہے۔ اُردو میں بھی یہ محاورہ مستعمل ہے۔ کہتے ہیں: اتنا قہر کیوں توڑتے ہو۔ اِس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ چھوٹا قہر بیشک توڑو بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی پر ظلم کرنا تو ناجائز ہے پھر تم اس قدر بڑا ظلم کیوں کرتے ہو یا یہ کہ جھوٹ بولنا تو ناپسندیدہ ہے پھر تم اتنا بڑا جھوٹ کیوں بولتے ہو۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ، جلد اول صفحہ ۳۸۹)

بَاب ۳۹: حُسْنُ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ

خوش خلقی اور سخاوت

وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ. اور بخل جو ناپسندیدہ ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ. وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ لَمَّا بَلَغَهُ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيهِ ارْكَبْ إِلَى هَذَا

اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے سخی تھے اور زیادہ جو سخاوت کرتے تو رمضان میں کرتے۔ اور حضرت ابوذرؓ نے کہا: جب انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا: سوار ہو کر اس وادی

الْوَادِي فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ فَرَجَعَ فَقَالَ رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ.

کو جاؤ اور اس شخص کی بات سنو۔ وہ (وہاں سے) لوٹے تو کہنے لگے: میں نے آپؐ کو دیکھا ہے کہ آپؐ اعلیٰ اخلاق کا حکم فرماتے ہیں۔

٦٠٣٣: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ. وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُولُ لَنْ تُرَاعُوا لَنْ تُرَاعُوا وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِي عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا. أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ.

۶۰۳۳: عمرو بن عون نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے جو زید کے بیٹے ہیں ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ کے باشندے گھبرا گئے اور لوگ آواز کی طرف چل پڑے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سامنے سے آتے ہوئے ملے۔ آپؐ اس آواز کی طرف تمام لوگوں سے پہلے گئے تھے۔ اور آپؐ یہ فرما رہے تھے: قطعاً گھبراؤ نہیں، قطعاً گھبراؤ نہیں۔ اور آپؐ حضرت ابو طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار تھے جو ننگی پیٹھ تھا، اُس پر زین نہ تھی۔ آپؐ کے گلے میں تلوار لٹک رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: اس کو تو میں نے ایک دریا پایا ہے۔ یا (فرمایا:) یہ تو دریا ہے۔

أطرافه: ٢٦٢٧، ٢٨٢٠، ٢٨٥٧، ٢٨٦٢، ٢٨٦٦، ٢٨٦٧، ٢٩٠٨، ٢٩٦٨، ٢٩٦٩، ٣٠٤٠، ٦٢١٢-

٦٠٣٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ

۶۰۳۴: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (محمد) ابن منکدر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی ﷺ سے

شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا.

جب کبھی بھی کچھ مانگا گیا تو آپؐ نے نہ نہیں کی۔

٦٠٣٥: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو يُحَدِّثُنَا إِذْ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا.

أطرافه: ٣٥٥٩، ٣٧٥٩، ٦٠٢٩۔

۶۰۳۵: عمر بن حفص (بن غیاث) نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا، کہا: شقیق نے مجھے بتایا۔ شقیق نے مسروق سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: ہم حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس بیٹھے تھے اور وہ ہم سے باتیں کر رہے تھے۔ اتنے میں کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدخُلق نہ تھے اور نہ ہی بدزبان۔ اور آپؐ فرمایا کرتے تھے: تم میں سے بہتر وہ ہیں جو تم میں سے اخلاق کے اچھے ہیں۔

٦٠٣٦: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ - فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ الشَّمْلَةُ فَقَالَ سَهْلٌ هِيَ شَمْلَةٌ مَنْسُوجَةٌ فِيهَا حَاشِيَتُهَا - فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَكْسُوكَ هَذِهِ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبِسَهَا فَرَآهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَحْسَنَ

۶۰۳۶: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوغسان (محمد بن مطرف) نے ہمیں بتایا، کہا: ابوحازم نے مجھ سے بیان کیا۔ ابوحازم نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بُردہ لائی۔ حضرت سہلؓ نے لوگوں سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ بُردہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اوپر اُوڑھنے کی بُردار چادر۔ حضرت سہلؓ نے کہا: بُردہ اوپر اوڑھنے کی وہ بُردار چادر ہوتی ہے جس میں اس کا حاشیہ بُنا ہوا ہو۔ وہ کہنے لگی: یارسول اللہ! میں یہ آپؐ کو پہنانے کے لئے لائی ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لے لیا۔ آپؐ کو اس کی ضرورت تھی۔ آپؐ نے اس کو پہنا۔ پھر صحابہ میں سے ایک

هَـذِهِ فَاكْسُنِيهَا. فَقَالَ نَعَمْ. فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامَهُ أَصْحَابُهُ فَقَالُوا مَا أَحْسَنْتَ حِينَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يُسْأَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعَهُ. فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِينَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلِّي أُكَفَّنُ فِيهَا.

شخص نے آپؐ کو پہنے ہوئے دیکھا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! یہ کیا ہی عمدہ چادر ہے۔ آپؐ مجھے یہ پہننے کے لئے دے دیں۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر چلے گئے تو اس کے ساتھیوں نے اس کو ملامت کی۔ کہنے لگے: تم نے اچھا نہیں کیا۔ جب تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے اس کو ایسے وقت میں لیا ہے کہ آپؐ کو اس کی ضرورت تھی، پھر تم نے آپؐ سے یہ مانگ لی۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ آپؐ ایسے نہیں کہ آپؐ سے کوئی چیز مانگی جائے اور اسے نہ دیں۔ اس نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہنا تو میں نے اس کی برکت کی اُمید رکھتے ہوئے اس کو مانگا تا کہ میں اس میں کفنایا جاؤں۔

أطرافه: ١٢٧٧، ٢٠٩٣، ٥٨١٠۔

٦٠٣٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ. قَالُوا وَمَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ.

۶۰۳۷: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ (زُہری نے) کہا: حمید بن عبدالرحمٰن نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ جلدی جلدی گزرنے لگے گا اور عمل کم ہو جائے گا اور بخل (دلوں میں) ڈال دیا جائے گا اور ہرج بہت ہو گا۔ لوگوں نے پوچھا: ہرج سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: خونریزی، خونریزی۔

أطرافه: ٨٥، ١٠٣٦، ١٤١٢، ٣٦٠٨، ٣٦٠٩، ٤٦٣٥، ٤٦٣٦، ٦٥٠٦، ٦٩٣٥، ٧٠٦١، ٧١١٥، ٧١٢١۔

٦٠٣٨: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ سَمِعَ سَلَّامَ بْنَ مِسْكِينٍ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا يَقُولُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ.

أطرافه: ٢٧٦٨، ٦٩١١۔

۶۰۳۸: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے سلام بن مسکین سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے ثابت سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کرتا رہا۔ آپؐ نے مجھے اُف تک نہ کہا اور نہ ہی یہ کہ کیوں تم نے یہ کیا اور نہ ہی کہ کیوں تم نے یہ کام نہ کیا۔

تشریح: حُسْنُ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ: خوش خلقی اور سخاوت۔ یہ باب حسنِ خُلق، سخاوت اور بخل تین امور سے معنْوَن ہے۔ امام راغبؒ کے نزدیک "حُسن" ہر پسندیدہ اور مرغوب چیز کو کہتے ہیں خواہ وہ عقلاً پسندیدہ ہو یا دِل کو اچھی لگے یا محسوس کرنے میں بھلی معلوم ہو۔ (المفردات فی غریب القرآن - حسن)

امام ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ "خُلق" خ کی پیش کے ساتھ اُن قویٰ اور خصائل سے مخصوص ہے جن کا اِدراک بصیرت سے ہوتا ہے۔ سخاوت کے معنی ہیں محنت سے حاصل کی ہوئی چیز کو بغیر عوض کے خرچ کر دینا اور یہ حُسنِ اَخلاق میں سے ایک عظیم خُلق ہے اور بخل اس کی ضد ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۶۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اخلاق سے کوئی صرف نرمی کرنا ہی مراد نہ لے لے۔ خُلق اور خَلق دو لفظ ہیں جو بالمقابل معنوں پر دلالت کرتے ہیں۔ خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے۔ جیسے کان، ناک، یہانتک کہ بال وغیرہ بھی سب خَلق میں شامل ہیں اور خُلق باطنی پیدائش کا نام ہے۔ ایسا ہی باطنی قویٰ جو انسان اور غیر انسان میں مابہ الامتیاز ہیں، وُہ سب خُلق میں داخل ہیں۔ یہاں تک کہ عقل فکر وغیرہ تمام قوتیں خُلق ہی میں داخل ہیں۔

خُلق سے انسان اپنی انسانیت کو دُرست کرتا ہے... اَخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضاجوئی (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں مجسم نظر آتا ہے) کا حصول ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرزِ زندگی کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرے۔ یہ اخلاق بطور بنیاد کے ہیں۔ اگر وہ متزلزل رہے تو اس پر عمارت نہیں بنا سکتے۔ اخلاق ایک اینٹ پر دُوسری اینٹ کا رکھنا ہے۔

اگر ایک اینٹ ٹیڑھی ہو تو ساری دیوار ٹیڑھی رہتی ہے۔... بعض سخاوت تو کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی غصہ وَر اور زود رنج ہیں، بعض حلیم تو ہیں لیکن بخیل ہیں، بعض غضب اور طیش کی حالت میں ڈنڈے مار مار کر گھائل کر دیتے ہیں، مگر تواضع اور انکسار نام کو نہیں، بعض کو دیکھا ہے کہ تواضع اور انکسار تو اُن میں پرلے درجہ کا ہے مگر شجاعت نہیں ہے یہاں تک کہ طاعون اور ہیضہ کا نام بھی سُن لیں تو دَست لگ جاتے ہیں۔ مَیں یہ خیال نہیں کرتا کہ جو ایسے طور پر شجاعت نہیں کرتا اُس کا ایمان نہیں۔ صحابہ کرامؓ میں بھی بعض ایسے تھے کہ اُن کو لڑائی کی قوت اور جانچ نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو معذور رکھتے تھے۔... ہر انسان جامع صفات بھی نہیں اور بالکل محروم بھی نہیں ہے۔ سب سے اکمل نمونہ اور نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو جمیع اَخلاق میں کامل تھے۔ اسی لئے آپؐ کی شان میں فرمایا: اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (القلم:۵) ایک وقت ہے کہ آپؐ فصاحت بیانی سے ایک گروہ کو تصویر کی صورت حیران کر رہے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے کہ تیر و تلوار کے میدان میں بڑھ کر شجاعت دکھاتے ہیں۔ سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کے پہاڑ بخشتے ہیں۔ حلم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر اور کامل نمونہ ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھادیا ہے اُس کی مثال ایک بڑے عظیم الشان درخت کی ہے جس کے سایہ میں بیٹھ کر انسان اُس کے ہر جزو سے اپنی ضرورتوں کو پورا کرلے۔ اس کا پھل اس کا پھول اور اس کی چھال، اس کے پتے، غرض کہ ہر چیز مفید ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عظیم الشان درخت کی مثال ہیں جس کا سایہ ایسا ہے کہ کروڑہا مخلوق اس میں مرغی کے پَروں کی طرح آرام اور پناہ لیتی ہے۔ لڑائی میں سب سے بہادر وُہ سمجھا جاتا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا تھا کیونکہ آپؐ بڑے خطرناک مقام میں ہوتے تھے... ایک وقت آتا ہے کہ آپؐ کے پاس اس قدر بھیڑ بکریاں تھیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی نہ ہوں، آپؐ نے وُہ سب ایک سائل کو بخش دیں۔ اب اگر پاس نہ ہوتا تو کیا بخشتے۔ اگر

حکومت کا رنگ نہ ہوتا، تو یہ کیونکر ثابت ہوتا کہ آپؐ واجب القتل کفارِ مکہ کو باوجود مقدرتِ انتقام کے بخش سکتے ہیں جنہوں نے صحابہ کرامؓ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمان عورتوں کو سخت سے سخت اذیتیں اور تکلیفیں دی تھیں، جب وہ سامنے آئے تو آپؐ نے فرمایا: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (یوسف:۹۳) مَیں نے آج تم کو بخش دیا۔ اگر ایسا موقع نہ ملتا تو ایسے اخلاقِ فاضلہ حضورؐ کے کیونکر ظاہر ہوتے۔ یہ شان آپؐ کی اور صرف آپؐ کی ہی تھی۔ کوئی ایسا خُلق بتلاؤ جو آپؐ میں نہ ہو اور پھر بدرجۂ غایت کامل طور پر نہ ہو۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۸۳ تا ۸۵)

نیز فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے: اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ الجزو نمبر ۲۹ یعنے تو اے نبی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنے اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں کیونکہ لفظ عظیم محاورۂ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو۔ مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے تو اِس کے یہ معنے ہوں گے کہ جس قدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اِس میں موجود ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جس کی عظمت اِس حد تک پہنچ جائے کہ حیطۂ ادراک سے باہر ہو۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد اوّل حاشیہ صفحہ ۱۹۴)

بَاب ٤٠ : كَيْفَ يَكُونُ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ

آدمی اپنے گھر والوں میں کیسا ہو

٦٠٣٩: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ قَالَتْ كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ

۶۰۳۹: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حکم سے، حکم نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اسوَد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے

فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ. تھے؟ انہوں نے کہا: اپنے گھر والوں کے کام کاج میں رہتے۔ جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لئے اُٹھتے۔

اطرافہ: ٦٧٦، ٥٣٦٣۔

تشریح: كَيْفَ يَكُونُ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ: آدمی اپنے گھر والوں میں کیسا ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے کام کاج میں رہتے۔ مِهْنَةٌ لفظ کے معنی ہیں خدمت گذاری، کام میں مہارت اور مستعدی سے لگ جانا۔ خدمت گار کو اَلْمَاهِنُ کہتے ہیں اور اَلْمَهَنَةُ اس کی جمع ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء۵ صفحہ ۲۰۰) علامہ ابن بطالؒ نے لکھا ہے کہ نبیوں اور رسولوں کے اَخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ تواضع اور تذلل اُن کے تمام افعال میں پایا جاتا ہے، آسودگی اور تنعم پسندی سے وہ دُور ہوتے ہیں اور وہ اپنی پیش آمدہ ضروریات کو خود پورا کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ دوام پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی آپؐ کا یہ معمول تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کسی چیز کو ٹھیک اور مرمت کرنے کی ضرورت پیش آتی تو آپؐ اُس کی اصلاح خود فرما لیتے تھے۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطال، جزء۹ صفحہ ۲۳۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کام کرتے تھے؟ اس امر کی وضاحت میں امام ابن حجرؒ نے متعدد روایات بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپؐ اپنا کپڑا خود صاف کر لیتے تھے، اپنی بکری کا دودھ دُوھ لیتے تھے اور اپنے کام خود کر لیتے تھے۔[1] صحیح ابن حبان کی روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ آپؐ اپنا ڈول خود مرمت کر لیتے تھے۔[2] مسند احمد کی روایت ہے کہ آپؐ اپنے کپڑے کو ٹانکا خود لگا لیتے تھے، اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے اور جو (کام) لوگ اپنے گھروں میں کرتے ہیں، آپؐ بھی وہ کرتے تھے۔[3] (فتح الباری جزء۱۰ صفحہ ۵۶۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

> ”آپؐ سے زیادہ مصروف اور آپؐ سے زیادہ عبادت گزار کون ہو سکتا ہے۔ لیکن دیکھیں آپؐ کا اُسوہ کیا ہے؟ کتنی زیادہ گھریلو معاملات میں دلچسپی ہے کہ گھر کے کام کاج بھی کر رہے ہیں اور دوسری مصروفیات میں بھی حصہ لے رہے ہیں۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ”تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں

---

[1] (الشمائل المحمدیۃ للترمذی، باب ما جاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ، صفحہ ۱۹۴، روایت نمبر ۳۲۵)

[2] (الصحیح لابن حبان، کتاب الحظر والإباحۃ، باب التواضع والکبر والعجب، جزء۱۲ صفحہ ۴۹۰، روایت نمبر ۵۶۷۶)

[3] (مسند أحمد بن حنبل، مسند النساء، حدیث السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا، جزء۶ صفحہ ۱۲۱)

بہتر ہے۔" اور فرمایا کہ "میں تم سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں۔"[1]

ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ کیا ہم اِس خوبصورت نمونہ پر، اِس اُسوہ پر عمل کرتے ہیں؟ بعض ایسی شکایات بھی آتی ہیں کہ ایک شخص گھر میں کرسی پہ بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے، پیاس لگی تو بیوی کو آواز دی کہ فریج میں سے پانی یا جوس نکال کر مجھے پلا دو حالانکہ قریب ہی فریج پڑا ہوا ہے خود نکال کر پی سکتے ہیں۔ اور اگر بیوی بیچاری اپنے کام کی وجہ سے یا مصروفیت کی وجہ سے یا کسی وجہ سے لیٹ ہو گئی تو پھر اُس پر گرجنا، برسنا شروع کر دیا۔ تو ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور دوسری طرف عمل کیا ہے؟ ادنیٰ سے اخلاق کا بھی مظاہرہ نہیں کرتے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲، جولائی ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۴۴۷، ۴۴۸)

بَاب ٤١ : الْمِقَةُ مِنَ اللهِ تَعَالَى

دلوں کی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے

٦٠٤٠: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي

۶۰۴۰: عمرو بن علی نے ہم سے بیان کیا۔ ابو عاصم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن جریج سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مجھے موسیٰ بن عقبہ نے بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جب اللہ کسی بندے سے محبت رکھتا ہے تو وہ جبریلؑ کو پکارتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت رکھتا ہے تم بھی اُس سے محبت رکھو۔ جبریلؑ اس سے محبت رکھتا ہے۔ پھر جبریل آسمان والوں میں پکارتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت رکھتا ہے تم بھی اس سے محبت رکھو تو آسمان والے بھی

[1] (ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی ﷺ)

أَهْلِ الْأَرْضِ. اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر زمین کے باشندوں میں اس کی قبولیت ڈال دی جاتی ہے۔

اطرافُہ: ۳۲۰۹، ۷۴۸۵۔

تشریح: الْمِقَةُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی: دلوں کی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

یہ الفاظ ایک حدیث نبویؐ کے ہیں جسے امام احمد بن حنبل اور طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اَلْمِقَةُ مِنَ اللّٰہِ وَالْعِیْبُ مِنَ السَّمَاءِ۔[1] یعنی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور مقبولیت آسمان سے اُترتی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۶۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بعض لوگ سوال کیا کرتے ہیں کہ سجدہ کا حکم تو ملائکہ کو دیا گیا تھا۔ اگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا تو اُس کا قصور کیا ہوا؟ اس سوال کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بالکل حل کر دیتی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ جبریل کو کہتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تو بھی اُس سے محبت کر، چنانچہ وہ اُس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ پھر جبریل آسمان والوں میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اُس سے محبت کرو۔ اس پر تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح ترقی کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ اُس بندے کے لئے زمین میں بھی قبولیت پھیلا دیجاتی ہے۔[2] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبین سے محبت کرنے کا حکم فرشتوں کو دیتا ہے اور پھر وہ اس حکم کو دنیا میں جاری کر دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم فرشتوں سے مخصوص نہیں ہوتا بلکہ اہل زمین بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ طٰہٰ، زیر آیت وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا، جلد ۵ صفحہ ۴۷۲)

---

[1] (مسند أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حدیث أبی أمامة الباهلی رضی اللہ عنہ، جزء ۵ صفحہ ۲۶۳)
(المعجم الکبیر للطبرانی، أَبُو ظَبْيَةَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، جزء ۸ صفحہ ۱۲۰، روایت نمبر ۷۵۵۱)

[2] (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة)

بَاب ٤٢ : الْحُبُّ فِي اللهِ

اللہ کے لئے محبت کرنا

٦٠٤١: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَحَتَّى أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللهُ وَحَتَّى يَكُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا.

۶۰۴۱: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کوئی بھی ایمان کی حلاوت نہیں پاتا جب تک کہ وہ کسی آدمی سے محبت صرف اللہ ہی کے لئے رکھے۔ اور جب تک کہ آگ میں ڈالا جانا اس کو کفر کی طرف لوٹنے سے زیادہ پیارا ہو، بعد اس کے کہ اللہ نے اس کو کفر سے نجات دی۔ اور جب تک کہ اللہ اور اُس کا رسول اس کو اُن تمام چیزوں سے پیارے نہ ہوں جو اس کے ماسوا ہوں۔

أطرافُه: ١٦، ٢١، ٦٩٤١۔

تشریح: الْحُبُّ فِي اللهِ: اللہ کے لئے محبت کرنا۔ الْحُبُّ سے مراد محبت، دوستی، تعلق، میلان ہے۔ (قاموس الوحید)

ایک اَور لغت میں محبت کے معنی اُلفت، پیار، چاہ اور دوستی بیان کئے گئے ہیں۔ (فیروز اللغات - م ح) مذہب کا خلاصہ اور مرکزی نکتہ یہ ہے کہ خدا کا اپنے بندوں سے جو طبعی اور فطری تعلق ہے اس کو مٹنے نہ دیا جائے بلکہ اس تعلق کو ہمیشہ تروتازہ اور مضبوط کیا جائے اور اس تعلق محبت کے استحکام کی ایک صورت یہ ہے کہ خالق کی مخلوق میں سے جس سے محبت کی جائے وہ خالق کی وجہ سے اور جس سے نفرت کی جائے وہ بھی خالق کی وجہ سے۔ اس کی بڑی مثال انبیاء اور ان کے دشمنوں کی دی جاسکتی ہے کہ انبیاء سے محبت اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ زمین پر خدا کے نمائندے اور محبوب ہیں۔ اور ان کے دشمنوں سے نفرت اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ خدا کے پیاروں کے دشمن ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ انسان اپنے جذبات، خواہشات اور مرضیات کو خدا کی مرضی اور منشاء کے تابع کر دے۔ اس کا دوسرا نام خلق بھی ہے کہ نفرت اپنے محل پر اور محبت اپنے محل پر اور غضب اپنے محل پر اور سختی اپنے محل پر اور نرمی اپنے محل پر۔ یعنی الْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ۔[1] کہ محبت بھی اللہ کی خاطر اور نفرت بھی اللہ کی خاطر ہو۔

[1] (سنن ابی داؤد، كِتَاب السُّنَّةِ، بَابُ مُجَانَبَةِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَبُغْضِهِمْ، جزء ۴ صفحہ ۱۹۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بعض لوگ ہیں جو دشمن کو معاف نہیں کر سکتے حالانکہ اگر وہ سوچیں کہ یہ ہمارے ربّ کا بندہ ہے تو وہ ضرور اُس کو معاف کر دیں۔ ایسے لوگ اپنی دشمنی کو خدا کے تعلق پر مقدّم کر لیتے ہیں حالانکہ دانائی یہ ہے کہ خدا کے تعلق کو مقدّم کیا جائے کیونکہ اگر کوئی شخص تم سے بدسلوکی کرتا ہے مگر تمہارے باپ سے اُس کا اچھا تعلق ہے اور وہ تمہارے باپ پر احسان کرتا ہے تو تم اپنی ذات کے خیال کو چھوڑ کر باپ کے تعلق کو مقدّم کرو گے اور کہو گے کہ گو اُس نے مجھے نقصان پہنچایا ہے لیکن چونکہ اُس نے میرے باپ سے اچھا سلوک کیا ہے اِس لیے میں اس کی عزت کروں گا۔ پس اِس طرح اس بات کو سمجھنا چاہیئے کہ گو ایک شخص تمہارا دشمن ہے، تم سے بدسلوکی کرتا ہے مگر اس کا خدا سے تعلق ہے۔ اس لیے ہماری شخصی اور ذاتی دشمنی کی خدا کے تعلق کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں۔ یہی نیک لوگوں کا قاعدہ ہے، وہ دیکھتے ہیں گو فلاں ہمارا دشمن ہی ہے لیکن ہمارے خدا کا بندہ تو ہے یا اُس کا اُس سے تعلق ہے۔ اور اس میں شُبہ نہیں کہ خدا ہی کا تعلق قابل لحاظ ہے اِسی کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

دیکھو! بنی نوع انسان سے نیک سلوک کو حدیث میں کس قدر اہمیت دی گئی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جبکہ سخت تپش ہو گی، ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسی تپش ہو گی مگر ہم ایمان رکھتے ہیں ضرور تپش ہو گی اور بہت سخت ہو گی، کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ اُن میں وہ شخص بھی ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہو گا۔ بہت سے نادان ہیں جو اِس حدیث کے غلط معنی کرتے ہیں۔ مثلاً اگر وہ زید سے محبت کرتے ہیں اور بکر سے نہیں کرتے تو وہ زید کی محبت کے متعلق کہتے ہیں کہ ہم خدا کے لیے اس سے محبت کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر خدا کے لیے محبت ہوتی تو زید بکر دونوں سے ہوتی۔ یہ ممکن ہے کہ ذاتی وجوہات کی بناء پر تم زید سے محبت کرو اور بکر یا خالد سے نہ کرو۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نواسے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما تھے۔ اُن کے ذاتی دوست بھی ہوں گے۔ ایک شخص کو حضرت امام حسنؓ کا مزاج پسند ہو گا

اور دوسرے کو امام حسینؓ کا اور اپنے مذاق کی مطابقت سے وہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ دونوں میں سے ایک کے ساتھ محبت کرتے ہوں گے۔ ایسے لوگوں کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ وہ جو امام حسنؓ یا امام حسینؓ سے محبت کرتے ہیں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسا ہونے کے باعث کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسا ہونے کے باعث محبت کرتے تو امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں میں سے ایک سے محبت نہ کرتے بلکہ دونوں سے کرتے کیونکہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے۔ اِسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے گا وہ اُس کے سب بندوں سے محبت کرے گا۔ پس اگر خدا کے لیے محبت کرنی ہے تو تمام بنی نوع انسان سے محبت کرو۔ خدا کے لاکھوں کروڑوں بندے ہیں۔ خدا کے لیے محبت کرنے والوں کا فرض ہے کہ سب سے محبت کریں۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے خدا کے بندے بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کو خدا تعالیٰ چُن لیتا ہے اور ایک عام بندے ہوتے ہیں۔ اپنے رسولوں کو اُس نے آپ چن لیا، اولیاء و مجددین کو چُن لیا۔ اس لیے جن لوگوں کو اپنے بندوں میں سے خدا تعالیٰ نے چُن لیا ہے اُن سے محبت کے ساتھ اُن کی اطاعت کرنا بھی ضروری ہے۔ اور جو اُس کے عام بندے ہیں گو اُن کی اطاعت کرنی ضروری نہیں لیکن اُن سے محبت اور نیک سلوک اور ہمدردی لازمی ہے۔

پس جو خدا کے لیے محبت ہوگی وہ سب کے ساتھ ہوگی اور جن کو اُس نے چنا ہے اُن کی اطاعت بھی کی جائے گی۔ اس حال میں کسی ایک شخص کی خصوصیت نہیں رہتی۔ پس اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ بنی نوع انسان سے محبت کرو، کسی ایک کی خصوصیت نہیں، سب سے محبت کرو۔ خدا کے لیے محبت کرنے کے یہی معنی ہیں۔ رسولوں اور ماموروں کی جو خصوصیت ہوتی ہے وہ اُن کے منتخب ہونے کے باعث سے ہوتی ہے اُن کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے منشاء اور اُس کی رضا کے ماتحت ہوتی ہے اس کے خلاف نہیں ہوتی۔ پس مدارج کے فرق کو چھوڑ کر تمام بنی نوع انسان سے محبت ضروری اور لازمی ہے۔" (خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر، ۱۹۲۲، جلد ۷ صفحہ ۴۲۳، ۴۲۴)

بَاب ۴۳ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ إِلَى قَوْلِهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (الحجرات: ۱۲)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے مؤمنو! کوئی قوم کسی قوم سے اُسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے، ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو۔ اور نہ (کسی قوم کی) عورتیں دوسری (قوم کی) عورتوں کو حقیر سمجھ کر اُن سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ ممکن ہے کہ وہ (دوسری قوم یا حالات والی) عورتیں اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کیا کرو، کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی بُرے نام کا مستحق بنا دیتا ہے (یعنی فاسق کا) اور جو بھی توبہ نہ کرے، وہ ظالم ہو گا

۶۰۴۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الْأَنْفُسِ وَقَالَ بِمَ يَضْرِبُ أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ ضَرْبَ الْفَحْلِ ثُمَّ لَعَلَّهُ يُعَانِقُهَا. وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَوُهَيْبٌ وَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ جَلْدَ الْعَبْدِ.

أطرافه: ۳۳۷۷، ۴۹۴۲، ۵۲۰۴۔

۶۰۴۲: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عبد اللہ بن زمعہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی اُن ہواؤں سے ہنسے جو نکلا کرتی ہیں اور فرمایا: تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو ایسے کیوں مارتا ہے جیسے کسی سانڈ کو مارا جاتا ہے۔ پھر شاید اُس کو گلے بھی لگاتا ہے۔ اور ثوری اور وہیب اور ابو معاویہ نے ہشام سے (یوں) روایت کیا، جیسے غلام کو کوڑے لگاتا ہے۔

۶۰۴۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ

۶۰۴۳: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہمیں بتایا۔ عاصم بن محمد بن زید نے ہمیں خبر دی۔ عاصم نے اپنے باپ سے، ان کے

عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ حَرَامٌ. أَتَدْرُونَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ. أَتَدْرُونَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ. قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا.

باپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں فرمایا: تم جانتے ہو یہ کونسا دن ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اُس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ معزز دن ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: معزز شہر۔ کیا تم جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: معزز مہینہ۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر اللہ نے تم پر تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے لئے ایسی ہی معزز کی ہیں جیسے تمہارا یہ دن تمہارے اس مہینہ میں تمہارے اس شہر میں معزز ہے۔

أطرافه: ۱۷۴۲، ۴۴۰۳، ۶۱۶۶، ۶۷۸۵، ۶۸۶۸، ۷۰۷۷۔

تشریح: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ: یعنی اے مؤمنو! کوئی قوم کسی قوم سے اُسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے، ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)

سَخْرٌ کے بنیادی معنی حقیر جاننے اور ذلت چاہنے کے ہیں۔ (مقاییس اللغة - سخر) علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ آیت لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ سے مفسرین نے یہ مراد لی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیں یعنی ایک دوسرے کا مذاق نہ اُڑائیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۲۲) امام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا یہی شر کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔[1]

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب بعض آدمیوں کو آرام ملتا ہے، فکرِ معاش سے گونہ بے فکری حاصل ہوتی ہے، وہ نکمّے بیٹھنے لگتے ہیں۔ اب اور کوئی مشغلہ تو ہے نہیں، تمسخر کی خُو ڈال لیتے ہیں۔ یہ

[1] (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله)

تمسخر کبھی زبان سے ہوتا ہے، کبھی اعضاء سے، کبھی تحریر سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس تمسخر کا نتیجہ بہت بُرا ہے۔ وحدت باطل ہو جاتی ہے۔ پھر وحدت جس قوم میں نہ ہو وہ بجائے ترقی کے ہلاک ہو جاتی ہے۔..... تم ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نام نہ رکھو۔ تم کسی کا بُرا نام رکھو گے تو تمہارا نام اس سے پہلے فاسق ہو چکا۔ پھر بعض جڑیں ایک ایک میل تک چلی گئی ہیں۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہو اور بدی کو اُس کے ابتداء میں چھوڑ دو۔" (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۳، ۴)

نیز فرمایا:

"کسی دوسرے کو حقارت سے نہ دیکھو، بلکہ مناسب یہ ہے کہ اگر کسی کو اللہ نے علم، طاقت اور آبرو دی ہے تو اس کے شکریہ میں اس کی، جو نعمت سے متمتع نہیں، مدد کرے، نہ یہ کہ تمسخر اڑائے۔ یہ منع ہے۔ چنانچہ اُس نے فرمایا: لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ۔" (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے، اُس کی دلجوئی کرے، اُس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (الحجرات: ۱۲) تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○ (الحجرات: ۱۴)... یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لیے یہ ذاتیں بنائیں اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ

ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کی کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۳)

بَاب ٤٤: مَا يُنْهَى عَنِ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ

گالی دینے اور لعنت کرنے سے جو روکا جائے

٦٠٤٤: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ.

اطرافه: ٤٨، ٧٠٧٦۔

۶۰۴۴: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے روایت کی۔ (منصور نے) کہا: میں نے ابووائل سے سنا۔ ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کا گالی دینا فسق ہے اور اس کا لڑنا کفر ہے۔ (سلیمان کی طرح) محمد بن جعفر نے بھی شعبہ سے اس حدیث کو روایت کیا۔

٦٠٤٥: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ

۶۰۴۵: ابو معمر (عبداللہ بن عمرو) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حسین (بن ذکوان معلم) سے، حسین نے عبداللہ بن بُریدہ سے روایت کی کہ مجھ سے یحییٰ بن یعمر نے بیان کیا کہ ابوالاسود دیلی نے انہیں حضرت ابوذر (غفاری) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: جو شخص کسی شخص کو فسق سے متہم کرے گا یا اس کو کفر سے متہم کرے گا، اگر

صَاحِبُهُ كَذَلِكَ.

جسے متہم کیا گیا ہے ایسا نہیں تو ضرور ہی یہ اُس (متہم کرنے والے) پر لَوٹے گا۔

طرفُه: ۳۵۰۸۔

٦٠٤٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ.

۶۰۴۶: محمد بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ ہلال بن علی نے ہم سے بیان کیا۔ ہلال نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بد اَخلاق تھے اور نہ ہی لعنت کرنے والے اور نہ گالیاں دینے والے تھے۔ ناراضگی کے وقت آپؐ اتنا فرمایا کرتے تھے: اسے کیا ہو گیا؟ اس کی پیشانی کو خاک لگے۔

طرفُه: ٦٠٣١۔

٦٠٤٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ - حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ

۶۰۴۷: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عمر نے ہمیں بتایا۔ علی بن مبارک نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، یحییٰ نے ابو قلابہ سے روایت کی کہ حضرت ثابت بن ضحاکؓ نے اُن سے بیان کیا اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب (میں داخل ہو جانے) کی جھوٹی قسم کھائی تو پھر وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا۔ اور ابن آدم کے ذمہ ان امور میں نذر لازم نہیں ہوتی جن پر وہ اختیار نہیں رکھتا۔ اور جس شخص نے اپنے تئیں اس دنیا میں کسی چیز سے مار ڈالا اُسے قیامت کے دن اس چیز سے سزا دی جائے گی اور جس نے کسی مؤمن پر لعنت کی تو یہ ایسا ہی ہے

فَهُوَ كَقَتْلِهِ.

کہ جیسے اس نے اس کو مار ڈالا اور جس نے کسی مؤمن پر کفر کا الزام لگایا تو یہ ایسا ہی ہے جیسا اُس نے اس کو مار ڈالا۔

أطرافه: ١٣٦٣، ٤١٧١، ٤٨٤٣، ٦١٠٥، ٦٦٥٢۔

٦٠٤٨: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ. فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ أَتُرَى بِي بَأْسٌ أَمَجْنُونٌ أَنَا اذْهَبْ.

٦٠٤٨: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا، کہا: عدی بن ثابت نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سلیمان بن صُرَدؓ سے سنا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص تھے۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو اشخاص نے آپس میں گالی گلوچ کی۔ ان میں سے ایک کو غصہ آیا اور اُس کو اتنا سخت غصہ آیا کہ اس کا چہرہ پھول گیا اور رنگ متغیر ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک کلمہ جانتا ہوں۔ اگر وہ اُسے کہے تو وہ غصہ اس سے دور ہو جائے جسے وہ محسوس کر رہا ہے۔ تو ایک شخص اس کے پاس چلا گیا اور اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بتائی اور کہا: شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو تو وہ کہنے لگا: بھلا بتاؤ مجھ میں کوئی روگ ہے؟ کیا میں مجنون ہوں؟ چلے جاؤ۔

اطرافه: ٣٢٨٢، ٦١١٥۔

٦٠٤٩: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ

٦٠٤٩: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن مفضل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حمید سے روایت کی، کہا: حضرت انسؓ نے کہا: حضرت عبادہ بن صامتؓ نے

خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ فَتَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَإِنَّهَا رُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ.

مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے کہ لوگوں کو لیلۃ القدر کے متعلق بتائیں۔ اتنے میں مسلمانوں سے دو آدمی ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نکلا تھا کہ تمہیں بتاؤں کہ اتنے میں فلاں اور فلاں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیں اور وہ ذہن سے اُتر گئی۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہی تمہارے لئے بہتر ہو۔ اس لئے اب اس کو نویں اور ساتویں اور پانچویں رات میں ڈھونڈو۔

اطرافہ: ٤٩، ٢٠٢٣۔

٦٠٥٠: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ هُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ رَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدًا وَعَلَى غُلَامِهِ بُرْدًا فَقُلْتُ لَوْ أَخَذْتَ هَذَا فَلَبِسْتَهُ كَانَتْ حُلَّةً وَأَعْطَيْتَهُ ثَوْبًا آخَرَ فَقَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ كَلَامٌ وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً فَنِلْتُ مِنْهَا فَذَكَرَنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي أَسَابَبْتَ فُلَانًا قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ أَفَنِلْتَ مِنْ أُمِّهِ قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ. قُلْتُ عَلَى حِينِ سَاعَتِي هَذِهِ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ قَالَ

٦٠٥٠: عمر بن حفص (بن غیاث) نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا کہ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے معرور سے جو سُوَید کے بیٹے ہیں، معرور نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوذرؓ کو دیکھا کہ وہ ایک بُر دار چادر اوڑھے ہوئے تھے اور ان کا غلام بھی ویسی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ میں نے کہا: اگر تم یہ لے لیتے اور اس کو پہنتے تو یہ ایک جوڑا ہوتا اور اُسے کوئی اور کپڑا دیتے تو انہوں نے کہا: میرے اور کسی اور آدمی کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی اور اس کی ماں عجمی تھی۔ میں نے اس کی ماں کو گالی دی تو اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے متعلق شکایت کی۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم نے فلاں کو گالی دی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔

نَعَمْ هُمْ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ.

آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے اُس کی ماں کو بُرا کہا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: تم تو ایسے آدمی ہو کہ تم میں ابھی تک جاہلیت ہے۔ میں نے کہا: بہت بڑھاپے کی وجہ سے میں اب تک ایسا ہی ہوں آپؐ نے فرمایا: ہاں وہ تمہارے بھائی ہیں۔ ان کو اللہ نے تمہارے ماتحت کیا ہے۔ اس لئے جس کے بھائی کو اللہ نے اس کے ماتحت کیا ہو تو چاہیئے کہ وہ اس کو اس کھانے سے کھلائے جو وہ کھاتا ہے اور اس کو اس کپڑے سے پہنائے جو وہ پہنتا ہے اور اس کو اس کام کے کرنے کی تکلیف نہ دے جو اُس کو بے بس کر دے۔ اگر اس نے اس کو ایسے کام کی تکلیف دی ہے جو اس کو بے بس کر دے تو چاہیئے کہ وہ اس کام میں اس کی مدد کرے۔

اطرافُہ: ۳۰، ۲۵۴۵۔

تشریح: مَا يُنْهَى عَنِ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ: گالی دینے اور لعنت کرنے سے جو روکا جائے۔

عنوان باب کے الفاظ سے امام بخاری نے ان مواقع کی نشان دہی کی ہے جن میں انسان جذبات کی رَو میں بہہ کر حد اعتدال سے باہر نکل جاتا ہے اور بدحواسی میں اس کی زبان بھی بے قابو ہو جاتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے: بعض اوقات ایک کلمہ انسان کو داخل جہنم کر دیتا ہے۔[1] ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ۔[2] اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ کہا جاتا ہے زبان انسان کے جسم کی ڈیوڑھی ہے۔ اسی سے کسی کے پاک یا ناپاک ہونے کا پتہ لگتا ہے۔ غرض قرآن کریم اور احادیث میں زبان کے برمحل استعمال کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آیت کریمہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ۟ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (آل عمران:۲۰۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اے ایمان والو! دشمنوں کی ایذا پر صبر کرو اور باایں ہمہ مقابلہ میں مضبوط رہو اور کام میں لگے رہو اور خدا سے ڈرتے رہو تا تم نجات پا جاؤ۔ سو اس آیت کریمہ میں

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، بَاب حِفْظِ اللِّسَانِ، روایت نمبر ۶۴۷۷)

[2] (صحیح البخاری، كِتَاب فِي الِاسْتِقْرَاضِ، بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي وَضْعِ الدَّيْنِ، روایت نمبر ۲۴۰۶)

بھی اللہ تعالیٰ کی ہمیں یہی ہدایت ہے کہ ہم جاہلوں کی توہین اور تحقیر اور بدزبانیوں اور گالیوں سے اعراض کریں اور ان تدبیروں میں اپنا وقت ضائع نہ کریں کہ کیونکر ہم بھی ان کو سزا دلاویں۔ بدی کے مقابل پر بدی کا ارادہ کرنا ایک معمولی بات ہے کمال میں داخل نہیں۔ کمال انسانیت یہ ہے کہ ہم حتی الوسع گالیوں کے مقابل پر اعراض اور درگذر کی خو اختیار کریں۔" (البلاغ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۱، ۳۹۲)

بَاب ٤٥: مَا يَجُوزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ نَحْوَ قَوْلِهِمُ الطَّوِيلُ وَالْقَصِيرُ

جو لوگوں کے متعلق ذکر کرنا جائز ہے جیسے لوگوں کا یہ کہنا کہ وہ لمبا ہے یا پست قد

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ، وَمَا لَا يُرَادُ بِهِ شَيْنُ الرَّجُلِ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ذوالیدین کیا کہتا ہے؟ نیز وہ باتیں جن سے آدمی کے عیب بیان کرنا مقصود نہ ہو۔

٦٠٥١: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوا قَصُرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوهُ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ أَنَسِيتَ أَمْ قَصُرَتْ فَقَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ

۶۰۵۱: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد (بن سیرین) سے، محمد نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر آپؐ نے سلام پھیر دیا۔ پھر آپؐ اُٹھ کر ایک لکڑی کے پاس گئے جو مسجد کے سامنے تھی اور آپؐ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اس وقت لوگوں میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے تو وہ آپؐ کو کہنے سے جھینپے۔ اور لوگوں میں سے جلد باز باہر چلے گئے اور کہنے لگے: کیا نماز کم ہوگئی ہے؟ اور لوگوں میں ایک شخص تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ذوالیدین کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ کہنے لگا: یا نبی اللہ! کیا آپؐ بھول گئے ہیں

تَقْصُرْ قَالُوا بَلْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ صَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ.

یا نماز کم ہوگئی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میں بھولا نہیں اور نہ نماز کم ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں، یارسول اللہ! بلکہ آپؐ بھول گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ذوالیدین نے سچ کہا ہے۔ پھر آپؐ کھڑے ہوگئے اور آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا۔ پھر اس کے بعد اللہ اکبر کہا اور آپؐ نے سجدہ کیا ویسے ہی جیسے آپؐ سجدہ کیا کرتے تھے یا اس سے لمبا۔ پھر آپؐ نے اپنا سر اُٹھایا اور اللہ اکبر کہا۔ پھر آپؐ نے ویسے ہی سجدہ کیا جیسا کہ آپؐ کیا کرتے تھے یا اس سے لمبا۔ اس کے بعد آپؐ نے سر اُٹھایا اور اللہ اکبر کہا۔

أطرافه: ٤٨٢، ٧١٤، ٧١٥، ١٢٢٧، ١٢٢٨، ١٢٢٩، ٧٢٥٠۔

تشریح. مَا يَجُوزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ نَحْوَ قَوْلِهِمُ الطَّوِيلُ وَالْقَصِيرُ: جو لوگوں کے متعلق ذکر کرنا جائز ہے جیسے لوگوں کا یہ کہنا کہ وہ لمبا ہے یا پست قد۔

باب ۴۳ میں سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۲ کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ تحقیر اور تمسخر کا رویہ مت رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے پکارو۔ کیونکہ ایمان کے بعد ایسا کرنا یقیناً فسق اور نافرمانی میں داخل ہے۔ باب ہذا میں یہ بتایا گیا ہے کہ بسا اوقات محبت اور پیار سے بھی کوئی نام رکھا جاتا ہے جس سے غرض چڑانا، تکلیف دینا یا تحقیر کرنا نہیں ہوتی بلکہ پیار اور اپنائیت کا اظہار مقصود ہوتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر حضرت علیؓ کو ابو تراب کہا۔ حضرت علیؓ اس نام کو پسند فرماتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس محبت اور اپنائیت کا حظ اُٹھاتے۔ زیر باب حدیث میں اس کی ایک مثال بیان کی گئی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ذوالیدین یعنی دو لمبے بازوؤں والا کہا۔ اس صورت میں یہ نام وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ کی ذیل میں نہیں آتے۔ امام بخاریؒ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ سے اس کے جواز کا ثبوت دیا ہے۔

بَاب ٤٦ : الْغِيبَةُ

غیبت کرنا

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ○ (الحجرات:۱۲)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: یعنی تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے جبکہ وہ مردہ ہو؟ تم اس سے کراہت ہی کرتے ہو اور اللہ کی ناراضگی سے بچو۔ اللہ توبہ قبول کرنے والا اور سچی کوشش کا بدلہ رحمت سے دینے والا ہے۔

٦٠٥٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ فَغَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا.

۶۰۵۲: یحییٰ (بن موسیٰ بلخی) نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے مجاہد سے سنا۔ وہ طاؤس سے بیان کرتے ہیں۔ طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: انہیں تو سزا دی جا رہی ہے اور کسی بڑی بات پہ انہیں سزا نہیں دی جا رہی۔ یہ جو ہے تو پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا اور یہ جو ہے تو یہ چغلی کرتا پھرتا تھا۔ پھر آپؐ نے کھجور کی ایک بڑی ٹہنی منگوائی اور اس کو درمیان سے چیر کر دو ٹکڑے کیا۔ ایک کو اِس قبر پر گاڑ دیا اور ایک کو اُس قبر پر۔ پھر فرمایا: شاید جب تک یہ خشک نہ ہو ان سے سزا ہلکی کی جائے۔

أطرافه: ٢١٦، ٢١٨، ١٣٦١، ١٣٧٨، ٦٠٥٥۔

تشریح: الْغِیبَۃُ: یعنی غیبت کرنا۔ بعض بُرائیاں بظاہر چھوٹی دکھائی دیتی ہیں لیکن حقیقت میں وہ بہت سی بُرائیوں کا پیش خیمہ بن کر اپنے بد اثرات میں کسی بڑے گناہ سے کمتر نہیں ہوتیں۔ غیبت بھی ان میں سے ایک ہے۔ عنوانِ باب میں جس آیت کریمہ کا ذکر ہے وہ یہ ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ○ (الحجرات:۱۳) یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ایک حدیث ہے، قیس روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے چند رفقاء کے ساتھ چلے جارہے تھے۔ آپؓ کا ایک مردہ خچر کے پاس سے گزر ہوا جس کا پیٹ پھول چکا تھا (مرے ہونے کی وجہ سے پیٹ پھول جاتا ہے، کافی دیر سے پڑا تھا)۔ آپؓ نے کہا: بخدا تم میں سے اگر کوئی یہ مردار پیٹ بھر کر کھالے تو یہ بہتر ہے کہ وہ کسی مسلمان کا گوشت کھائے۔ (یعنی غیبت کرے یا چغلی کرے) تو بعض نازک طبائع ہوتی ہیں۔ اس طرح مرے ہوئے جانور کو جس کا پیٹ پھول چکا ہو، اس میں سے سخت بدبو آرہی ہو، تعفن پیدا ہو رہا ہو، اس کو بعض طبیعتیں دیکھ بھی نہیں سکتیں کجا یہ کہ اس کا گوشت کھایا جائے۔ لیکن ایسی ہی بظاہر حساس طبیعتیں جو مردہ جانور کو تو نہیں دیکھ سکتیں، اس کی بدبو بھی برداشت نہیں کر سکتیں، قریب سے گزر بھی نہیں سکتیں، لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر غیبت اور چغلیاں اس طرح کر رہے ہوتے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں۔ تو یہ بڑے خوف کا مقام ہے، ہر ایک کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ دسمبر ۲۰۰۳، جلد اوّل صفحہ ۵۶۶، ۵۶۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اسلام نے غیبت کی ممانعت کے متعلق جو حکم دیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ بسا اوقات انسان دوسرے کے متعلق ایک رائے قائم کرتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس

رائے میں حق بجانب بھی سمجھتا ہے لیکن درحقیقت اس کی رائے صحیح نہیں ہوتی۔ ہم نے بیسیوں دفعہ دیکھا ہے کہ ایک شخص دوسرے کے متعلق ایک قطعی رائے قائم کر لیتا ہے اور اسے یقین ہوتا ہے کہ میری رائے درست ہے لیکن ہوتی غلط ہے۔ ایسی صورت میں اگر دوسرا شخص سامنے بیٹھا ہو گا اور اس کے متعلق کسی رائے کا اظہار کیا جائے گا تو لازماً وہ اپنی برأت کرے گا اور کہے گا کہ تمہیں میرے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے میرے اندر یہ نقص نہیں پایا جاتا۔ پس خواہ کسی کے نزدیک کوئی بات سچی ہو جب وہ دوسرے شخص کی عدم موجودگی میں بیان کرتا ہے اور وہ بات ایسی ہے جس سے اس کے بھائی کی عزت کی تنقیص ہوتی ہے یا اسکے علم کی تنقیص ہوتی ہے یا اسکے رتبہ کی تنقیص ہوتی ہے تو قرآن کریم اور احادیث کی رو سے وہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے کیونکہ اس طرح اس نے اپنے بھائی کو اپنی برأت پیش کرنے کے حق سے محروم کر دیا ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ الھمزۃ، زیر آیت وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ، جلد ۹ صفحہ ۵۷۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"بعض گناہ موٹے موٹے ہوتے ہیں مثلاً جھوٹ بولنا، زنا کرنا، خیانت، جھوٹی گواہی دینا اور اتلافِ حقوق، شرک کرنا وغیرہ۔ لیکن بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان اُن میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں۔ جوان سے بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے مثلاً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ایسے لوگ اس کو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف نے اس کو بہت ہی بڑا قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا۔ (الحجرات:۱۳) خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اس کے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اس کو حرج پہنچے۔ ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل اور نادان ہونا ثابت ہو یا اس کی عادت کے متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پیدا ہو یہ سب بُرے کام ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۶۵۳، ۶۵۴)

آپؒ فرماتے ہیں:

''چاہیئے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے، اگر نہ مانے تو اس کے لیے دعا کرے اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضاوقدر کا معاملہ سمجھے۔ جب خدا تعالیٰ نے ان کو قبول کیا ہوا ہے تو تم کو چاہیئے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سرِ دست جوش نہ دکھلایا جاوے۔ ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے۔ قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے، بلکہ لکھا ہے القطب قد یزنی کہ قطب سے بھی زنا ہو جاتا ہے۔ بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے۔ جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے۔ کسی کا بچہ خراب ہو تو اس کی اصلاح کے لیے وہ پوری کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہیئے بلکہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے: تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (البلد:۱۸) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لیے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابلِ افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہیئے۔ جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لیے رو رو کر دعا کی ہو۔.....

ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو، کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آگیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جاوے۔ شیخ سعدی کے دو شاگرد تھے۔ ایک ان میں سے حقائق و معارف بیان کیا کرتا تھا دوسرا اجلا بھنا کرتا تھا۔ آخر پہلے نے سعدیؒ سے بیان کیا کہ جب میں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا اور تو نے غیبت کی۔'' (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۶۰، ۶۱)

لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا: شاید جب تک یہ خشک نہ ہو ان سے سزا ہلکی کی جائے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''آپؐ نے سبز ٹہنی جو دو ٹکڑے کر کے قبروں پر گاڑی ہے اور اس امید کا اظہار فرمایا ہے کہ ممکن ہے جب تک یہ خشک نہ ہوں سزا ان سے ہلکی کر دی جائے۔ یہ آپؐ نے گناہ اور سزا کی اہمیت آشکار کرنے کے لئے کیا۔ اُن کی سزا کی کیفیت دیکھ کر آپؐ کا دل رقت سے بھرا ہوا تھا اور رحمت جو آپؐ کی فطرت کا خمیر تھا، جوش میں تھی۔ آپؐ نے اُن کے لئے دعا کی اور گو ظاہری الفاظ میں دعا نہ بھی کی ہو۔ مگر اہل اللہ کی یہ قلبی رقت بذات خود ایک دعا ہے اور ان شاخوں کا گاڑنا بھی بتلاتا ہے کہ آپؐ نے ان دونوں سے عذاب ہلکا ہو جانے کی عملاً خواہش ظاہر فرمائی ہے اور اُمید کا اظہار کیا کہ ممکن ہے ان سے سزا ہلکی کی جائے اور یہ اس لئے کہ وہ نظارہ آپؐ کے دل میں کامل تواضع و خشیت کے جذبات پیدا کرنے والا تھا جس کا طبعی نتیجہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے جلال و استغناء کی صفات کا نقشہ واضح طور پر آپؐ کی آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا۔ اور ان معنوی کیفیات کی وجہ سے آپؐ نے فرمایا: لَعَلَّهُ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ تَيْبَسَا۔ انبیاء باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق عاشق کا سا ہوتا ہے اور وہ اس سے کبھی اپنی بھی منواتے ہیں مگر وہ اس کے جلال و استغناء سے غافل نہیں ہوتے خصوصاً جب وہ روحانی آنکھ سے ایسا ہیبت ناک نظارہ دیکھ رہے ہوں۔ ایک طرف تو آپؐ نے یہ راز کھولا اور دوسری طرف عالم آخرت کا یہ راز افشاء کیا کہ نباتات جس طرح ایک کثیف بے حرکت جسم کو اپنے اندر جذب کر کے ایک لطیف متحرک زندگی میں اسے تبدیل کرتے ہیں اور غیر عضوی زندگی کو عضوی زندگی میں نمایاں کرتے ہیں، اسی طرح انسان جو اپنی بدعملی سے ایک کثیف جسم اپنے ساتھ لے جاتا ہے اس کا استحالہ کثافت سے لطافت میں اسی قسم کے قانون ربانی کے ماتحت ہے جو قانون اس دنیا کے عالم جمادات و نباتات میں کام کر رہا ہے۔ اور آپؐ کا سبز شاخوں کو گاڑنا اس راز کے بتانے کے لئے ایک ظاہری علامت تھی اور آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے خود اس کے ایک فعل

کو بطور سفارش کے کھڑا کر دیا۔ عالم روحانی کے یہ راز ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا اس لئے آپؐ نے لوگوں کو مختصر جواب دیا اور ایک دوسرے موقع پر آپؐ نے اس قانون ربانی کی تشریح بھی کر دی۔ فرمایا: كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ۔ یعنی عالم آخرت میں اسی طرح نشوونما پائے گا جس طرح سیلاب کے کچرے میں دانہ نشوونما پاتا ہے۔ وہاں بھی روح کی کثافتیں اسی طرح لطافتوں میں تبدیل ہوں گی جیسے یہاں ترابی مواد لطیف زندگی میں تبدیل ہوتے ہیں۔"

(صحیح بخاری ترجمہ وشرح، کتاب الوضوء، باب من الکبائر ان لا یستتر من بولہ، جزء اول صفحہ ۳۰۱)

بَاب ٤٧: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: انصار کے بہتر گھرانے

٦٠٥٣: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ.

۶۰۵۳: قبیصہ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابو اُسید ساعدیؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کے بہتر گھرانے بنو نجار ہیں۔

أطرافه: ٣٧٨٩، ٣٧٩٠، ٣٨٠٧۔

تشریح: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: انصار کے بہتر گھرانے۔ امام ابن حجرؒ نے اس باب کے یہاں آنے پر اشکال کا اظہار کیا ہے کہ بظاہر تو اس باب کا تعلق غیبت کے مضمون سے دکھائی نہیں دیتا۔ ان کے نزدیک غیبت کے ضمن میں اس کے آنے کی وجہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ غیبت کی تعریف "ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ"[1] ہے۔ یعنی تیرا اپنے بھائی کا ایسا ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرے۔ مراد یہ ہے کہ جن پر فضیلت دی جارہی ہے ممکن ہے کہ وہ ناپسند کریں اور بُرا منائیں۔ حدیث زیرِ باب سے ظاہر ہے کہ فضیلت کا اس طرح اظہار جائز ہے اور یہ بات غیبت میں داخل نہیں۔ ابن التین نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۷۸)

---

[1] (مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الغیبة)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہر ایک بات پیٹھ پیچھے کرنا غیبت نہیں۔ مثلاً اگر کوئی کہے فلاں آدمی بڑا نیک ہے تو یہ غیبت نہیں ہوگی اور نہ ہی غیبت یہ ہے کہ کسی کے متعلق پیٹھ پیچھے جھوٹی بات کہے، یہ تو افتراء ہے۔... غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی کے پیچھے وہ بات بیان کرنا کہ جسے اگر وہ سنے تو اُسے بُری لگے اور تم سمجھتے ہو کہ اس میں پائی جاتی ہے خواہ فی الواقع اس میں ہو یا نہ ہو۔" (خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹، اکتوبر ۱۹۲۰ء، جلد ۶ صفحہ ۵۲۹)

بَاب ٤٨: مَا يَجُوزُ مِنِ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ

فسادیوں اور مشتبہ لوگوں کی غیبت کرنا جو جائز ہے

٦٠٥٤: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوا لَهُ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ أَوِ ابْنُ الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قُلْتَ الَّذِي قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ قَالَ أَيْ عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ.

۶۰۵۴: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے ہمیں خبر دی۔ میں نے ابن منکدر سے سنا۔ (ابن منکدر نے کہا:) میں نے عروہ بن زبیر سے سنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی۔ وہ کہتی تھیں: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے فرمایا: اسے اجازت دو۔ بُرے خاندان کا بھائی ہے یا فرمایا: بُرے خاندان کا بیٹا ہے۔ جب وہ اندر آیا تو آپؐ نے اس سے نرمی سے گفتگو کی۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے ایسا فرمایا تھا۔ پھر آپؐ نے اُس سے نرمی سے گفتگو کی؟ آپؐ نے فرمایا: عائشہؓ! بدترین لوگ وہ ہیں جن کو لوگ ان کی بدخلقی سے بچنے کی وجہ سے ترک کر دیں یا (فرمایا:) چھوڑ دیں۔

اطرافہ: ٦٠٣٢، ٦١٣١۔

تشریح: مَا يَجُوزُ مِنِ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ: فسادیوں اور مشتبہ لوگوں کی غیبت کرنا جو جائز ہے۔ امام بخاری نے تصریف روایات سے غیبت اور عدم غیبت کا فرق نمایاں کیا ہے اور یہ

بتایا ہے: غیبت کسی شخص کے ذکر شر کا نام ہے جس سے افراد اور معاشرے میں فتنہ پیدا ہوتا ہو۔ مگر جو افراد فتنہ گر ہوں اور اہل فساد ہوں اُن کا ذکر شر غیبت نہیں بلکہ نہی عن المنکر کا ایک لطیف اظہار ہے۔ دشمن کی شر انگیزیوں سے باخبر رہنا اور اپنے قریبی اور قابل اعتماد افراد کو حزم اور احتیاط کے طور پر شریر کے شر، تخریب کار اور فسادی سے متنبہ کرنا غیبت نہیں بلکہ قیام امن کے لئے ضروری ہے۔ خفیہ ادارے اور اِن ٹیلی جنس ایجنسیاں اسی دائرے میں رہ کر اپنے مفوضہ فرائض سر انجام دے سکتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ایک موقع پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے سامنے کسی شخص کی بات بیان کی اور ان کو یہ شک گزرا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ غیبت تو نہیں ہو رہی۔ وہ شخص موجود نہیں تھا۔ مگر وہ جن کو منصب عطا ہوتا ہے، بعض ذمہ داریاں عطا ہوتی ہیں، بعض دفعہ وہ اپنے تبصرے کو بعض دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور مقصد یہ نہیں ہوتا کہ نعوذ باللہ ان سننے والوں کے درمیان کوئی نفرت کی خلیج پیدا کریں یا دوریاں پیدا کریں بلکہ ایک قسم کی نصیحت ہوتی ہے۔ ایک مثال کو پیش کرتے ہوئے کہ دیکھو یہ ناپسندیدہ فعل تھا تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے اور اس سے زیادہ چونکہ نیت میں کوئی رخنہ نہیں ہوتا اس لئے اللہ کے حضور اسے ہرگز غیبت شمار نہیں کیا جائے گا۔ نہ کبھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے غیبت فرمائی۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸، نومبر ۱۹۹۴ء، جلد ۱۳ صفحہ ۸۶۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر موقع پر کسی کا عیب بیان کرنا بُرا نہیں ہوتا بلکہ بعض جگہ ضروری ہوتا ہے اس وقت اس کو غیبت نہیں کہا جائے گا۔ غیبت ایک اصطلاح ہے اور یہ اسی وقت استعمال کی جائے گی جبکہ خوامخواہ کسی کے عیب بیان کئے جائیں لیکن اگر کوئی شخص کسی کا عیب بیان کرنے پر مجبور ہے یا اَوروں کو اس کے بیان کرنے سے فائدہ پہنچتا ہے تو اس کا بیان کرنا نیکی اور ثواب کا کام ہو گا۔"

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹، اکتوبر ۱۹۲۰ء، جلد ۶ صفحہ ۵۳۰)

بَاب ٤٩ : النَّمِيمَةُ مِنَ الْكَبَائِرِ

چغل خوری کبیرہ گناہوں سے ہے

٦٠٥٥ : حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مَّنْصُورٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْضِ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكِسْرَتَيْنِ أَوْ ثِنْتَيْنِ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا وَكِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا.

٦٠٥٥: (محمد) ابن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ عبیدہ بن حُمَید ابو عبدالرحمٰن نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے مجاہد سے، مجاہد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے باغوں میں سے کسی باغ سے باہر نکلے تو آپؐ نے دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں اپنی قبروں میں سزا دی جارہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: انہیں سزا دی جارہی ہے اور انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے سزا نہیں دی جا رہی اور یہ بڑا بھی ہے۔ ان میں سے ایک پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا پھرتا تھا۔ پھر آپؐ نے کھجور کی ایک ٹہنی منگوائی اور اس کو دو ٹکڑے کیا یا (کہا) دو پھانکیں کیں اور ایک ٹکڑا اِس قبر میں لگا دیا اور ایک ٹکڑا اُس قبر میں اور فرمایا: شاید جب تک یہ سوکھے نہیں اِن سے سزا ہلکی کی جائے۔

أطرافه: ٢١٦، ٢١٨، ١٣٦١، ١٣٧٨، ٦٠٥٢۔

تشریح: النَّمِيمَةُ مِنَ الْكَبَائِرِ: چغل خوری کبیرہ گناہوں سے ہے۔ باب ۴۶ غیبت کے متعلق گزر چکا ہے۔ غیبت یہ ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کا ایسا ذکر کرنا جس سے اس کا نقص اور تحقیر ثابت ہوتی ہو۔ چغل خور وہ ہے جو غیبت کی ان باتوں کو اس شخص تک پہنچاتا ہے جس کے متعلق وہ ناپسندیدہ باتیں کی گئی ہوں۔ اس طرح چغل خوری غیبت سے بھی بڑا گناہ اور اگلا قدم ہے۔ چغل خور معاشرہ میں فتنہ و فساد اور دشمنی کی آگ بھڑکاتا ہے اس لئے اسے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔

امام ابن حجرؒ غِیْبَة اور نَمِیْمَة کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نَمِیْمَة (یعنی چغل خوری) کسی شخص کی حالت

کو علم یا عدمِ علم کی بناء پر اُس کی مرضی کے بغیر، فساد پھیلانے کی غرض سے دوسرے سے بیان کرنا ہے۔ اور غیبت کسی کی ایسی بات جسے وہ ناپسند کرے، اُس کی عدم موجودگی میں ذکر کرنا ہے۔ گویا نَمِیْمَۃ (یعنی چغل خوری) فساد پھیلانے کے مقصد کی وجہ سے امتیاز رکھتی ہے اور غیبت میں یہ شرط نہیں ہے۔ غیبت کا امتیاز یہی ہے کہ جس کے بارے میں بات ہو وہ موجود نہ ہو۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۸۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''غیبت کے نتیجے میں ایک اور بُرائی پیدا ہوتی ہے وہ دُکھ پہنچانے کا مفہوم اپنے اندر رکھتی ہے یعنی چغل خوری، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت تو منع ہے ہی لیکن اگر کوئی کسی کو غیبت کرتے ہوئے سنے اور وہ اس بات کو اس شخص تک پہنچا دے جس سے متعلق کہی گئی تھی تو اس چغل خور کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی کسی کی طرف تیر پھینکے اور تیر نشانے پر نہ لگے اور وہ اس کے قدموں میں جا گرے اور کوئی شخص اس کے قدموں سے تیر اُٹھا کر اس کے سینے میں گھونپ دے کہ میں نے اس کا مقصد پورا کر دیا ہے۔ تو چونکہ دل آزاری منع ہے، بنیادی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ دل آزاری منع ہے، کسی کو دکھ دینا منع ہے، کسی کے گناہوں پر نظر رکھنا منع ہے، گناہوں سے حیا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اس لئے وہ تعلیم سب جگہ جاری و ساری نظر آتی ہے، ہر جگہ وہ اثر پذیر نظر آتی ہے اور جہاں جہاں اس کا فقدان ہوتا ہے اس کے نتیجہ میں بدیاں پھوٹتی ہیں اور بدیوں میں بھی اسی طرح شاخیں در شاخیں برائیاں آگے پھوٹتی چلی جاتی ہیں۔

یہ اتنی اہم چیز ہے کہ اکثر دنیا کے فساد خصوصاً خاندانی فساد اسی کے نتیجہ میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اتنا دکھ پہنچایا ہے ہمارے معاشرے کو اس گندی عادت نے اور یہ گندی عادت ایسی گہری انسانی مزاج میں داخل ہو چکی ہے کہ صرف ہندوستان اور پاکستان کا سوال نہیں تمام دنیا میں یہ گندی عادت موجود ہے اور ہر جگہ معاشرہ کو اس نے تباہ کر رکھا ہے۔... عالمی طور پر اللہ کی صفت عفو کو دھتکار دیا گیا ہے، اس سے غفلت کی گئی ہے، اس سے اجنبیت برتی جا رہی ہے اور جب صفت عفو سے نفرت کی جائے گی اس کو دھتکارا جائے گا... تو اللہ تعالیٰ کا عفو اسی حد تک بندوں سے کم ہو جائے گا کیونکہ جو لوگ عفو نہیں کرتے وہ عفو کے سلوک کے حقدار نہیں رہتے، جو

لوگ ستاری نہیں کرتے وہ خدا تعالیٰ کی صفت ستاری کے حقدار نہیں رہتے، اس کی رحمت اور اس کی تجلی کے حقدار نہیں رہتے۔

تو ساری دنیا میں دو طرح سے ان دو گندی صفات نے مصیبت ڈالی ہوئی ہے، آفت ڈھائی ہوئی ہے دنیا کے ساتھ۔ ایک براہ راست یہ بیماریاں معاشرہ کو قسم قسم کے دکھوں میں مبتلا کر رہی ہیں اور ایک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ معاشرہ خالی ہو جاتا ہے اس کے عفو اور اس کی ستاری سے یہ معاشرہ خالی ہو جاتا ہے اور انسان کی غلطیوں کے نتیجہ میں جو خدا رحمت کا سلوک فرماتا ہے اور اس کی تقدیر خاص اس کو مصائب سے بچاتی ہے، وہ تقدیر خاص عمل کرنا چھوڑ دیتی ہے... غیبت سچی بات کو کہتے ہیں لیکن وہ سچی بات جو دکھ دینے والی ہو۔ اس ضمن میں بسا اوقات آپس کی بحث کے دوران آپ یہ فقرہ بھی سنیں گے دو لڑنے والوں کے درمیان کہ میں جھوٹ بولوں! میں نے جو سچی بات ہے وہ منہ پر کہہ دی ہے، میری عادت ہے میں بڑا صاف گو ہوں اور سچی بات منہ پہ مارتا ہوں۔ ایسے "صاف گو" پر خدا تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت ڈالی ہوئی ہے اور فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کا عذاب اس کو پکڑ لے گا اور بڑی سخت تحذیر فرمائی ہے، بڑی سخت اس کے متعلق انذار کی پیشگوئی کی ہے اور نقشہ کھینچا ہے کہ ایسے "صاف گو" لوگوں سے قیامت کے دن کیا سلوک ہو گا۔ تو سچ کا یہ مطلب یہ تصور بالکل جھوٹا اور باطل اور جاہلانہ تصور ہے کہ جو بات دکھ پہنچانے والی ہو وہ کسی کے منہ پر ماری جائے۔ ایسے صاف گو لوگ خدا کو بالکل پسند نہیں ہیں۔" (خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷، جنوری ۱۹۸۴ء، جلد ۳ صفحہ ۵۲ تا ۵۴)

بَاب ۵۰: مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ

چغل خوری جو مکروہ ہے

وَقَوْلُهُ: هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ○ (القلم:۱۲) وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ○ (الهمزة:۲) يَهْمِزُ وَيَلْمِزُ وَيَعِيبُ وَاحِدٌ.

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: طعن تشنیع کرنے والا، چغل خور۔ ہلاکت ہو ہر ایک طعن و تشنیع کرنے والے، عیب جو کے لئے۔ يَهْمِزُ وَيَلْمِزُ وَيَعِيبُ کے معنی ہیں عیب بیان کرتا ہے۔

٦٠٥٦: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ.

۶۰۵۶: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے ہمام (بن حارث) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت حذیفہ (بن یمانؓ) کے ساتھ تھے تو اُن سے کسی نے پوچھا۔ ایک شخص حضرت عثمانؓ کو باتیں پہنچاتا ہے۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ: چغل خوری جو مکروہ ہے۔ امام بخاری نے زیر باب دو آیات اور ایک حدیث سے چغل خوری کی بُرائی اور اس کی کراہت کو بیان کیا ہے۔

اس باب میں چغل خور کے لیے هَمَّازٌ، هُمَزَةٌ، لُمَزَةٌ، نَمِيمٌ اور قَتَّاتٌ کے الفاظ آئے ہیں۔ امام ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ نَمَّامٌ وہ مفسد ہے جو وقوعہ پر خود موجود ہو اور بعد ازاں (دوسروں تک) پہنچائے، جبکہ قَتَّاتٌ وہ ہے جو چھپ کر باتیں سنتا ہے پھر جو سنا ہوتا ہے اُسے (دوسروں تک) پہنچاتا ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۸۰، ۵۸۱)

هُمَزَةٌ اور لُمَزَةٌ کا فرق بیان کرتے ہوئے لیث نے کہا ہے کہ هُمَزٌ وہ ہے جو تمہاری عدم موجودگی میں تمہارا عیب بیان کرتا ہے اور لُمَزٌ وہ ہے جو تمہاری موجودگی میں تمہارا عیب بیان کرے۔ مجاہد نے ان دونوں کے معانی کو اُلٹا کر بیان کیا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۲۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"هَمَّازٍ: طعنہ دینے والا، لوگوں کی برائیاں بیان کرنے والا۔ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ: چغل خور۔ سخن چینی کے واسطے لوگوں کے درمیان آمد و رفت کرنے والا۔ حدیث شریف میں آیا ہے: سب سے بہتر وہ بندگانِ خدا ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے اور سب سے بدتر وہ ہیں جو لگائی بجھائی کر کے دوستوں میں جدائی ڈلواتے اور پاک لوگوں کے عیب تلاش کرتے پھرتے ہیں۔" (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۱۷۹، ۱۸۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سورۃ الھمزۃ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"ہلاکت ہے ہر اُس شخص کے لئے یا ہر اُس قوم کے لئے جو هُمَزَة بھی ہے اور لُمَزَة

بھی ہے... ان دونوں میں سب سے پہلے غیبت کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ هُمَزَة بھی غیبت کرنے والے کو کہتے ہیں اور لُمَزَة بھی بہت غیبت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ ان دونوں میں عیب چینی کا مادہ پایا جاتا ہے۔ هُمَزَة بھی عیب چین کو کہتے ہیں جو بکثرت لوگوں میں عیب نکالے اور پھر ان عیبوں کی تشہیر کرے اور لُمَزَة بھی یہی معنی رکھتا ہے۔ هُمَزَة میں ایک معنی ہیں فحشاء کو پھیلانا یعنی کسی کے متعلق بُری باتیں سننا اور پھر اس کو آگے خوب تشہیر دینا اور لُمَزَة میں بھی یہ معنی پائے جاتے ہیں ایک باریک فرق یہ ہے کہ بعض اہل لغت کے نزدیک هُمَزَة پیٹھ پیچھے بُرائی کے لئے زیادہ استعمال ہوتا ہے اور لُمَزَة منہ کے سامنے بُرائی کے لئے لیکن بعض اہل لغت اس میں بھی دونوں کو مشترک ہی قرار دیتے ہیں بلکہ ان معنوں کو الٹا کر معاملے کو مشکوک کر دیتے ہیں وہ کہتے ہیں: لُمَزَة پیٹھ پیچھے برائی کے لئے ہے اور هُمَزَة سامنے برائی کے لئے ہے۔ بہر حال اس پر اتفاق ہے کہ یہ دونوں معانی ان دونوں لفظوں میں موجود ہیں۔

جو باریک فرق ہے وہ یہ ہے کہ لُمَزَة میں ایک زائد معنی اشارے اور مخفی پروپیگنڈہ کا ہے یعنی آنکھ کے اشارہ سے کسی دوسرے کی تضحیک کرنا یا اس کی کسی برائی کی طرف اشارہ کرنا یا تذلیل کرنا وہ لُمَزَة میں خاص طور پر یہ معنی پایا جاتا ہے اور اس کے علاوہ مخفی پروپیگنڈہ بھی لُمَزَة میں آتا ہے یعنی کھلم کھلا عیب چینی کے علاوہ اگر مخفی پروپیگنڈہ کیا جائے تو وہ بھی لُمَزَة کے تابع ہے پھر هُمَزَة میں ایک معنی بشدت توڑنے کا پایا جاتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، کسی کو دھکا دے کر زمین پر پھینک دینا اور مضبوط تعلقات کے لئے بھی ان معنوں کو استعمال کیا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی توڑ دے اور قوموں کو متفرق کر دے یا گروہوں کو متفرق کر دے اس کے لئے بھی لفظ هُمَزَة معنوی طور پر استعمال ہو سکتا ہے۔ ذلیل اور رسوا کر دینا، بے طاقت کر دینا، بے حیثیت کر دینا، ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، مخالفت کرنا، مخفی پروپیگنڈہ کرنا، ظاہری پروپیگنڈہ کرنا، فحشاء کو اور بُری باتوں کو پھیلانا، سچے اور جھوٹے دونوں قسم کے الزام اور دونوں قسم کی فحشاء هُمَزَة اور لُمَزَة میں داخل ہیں۔

یہ وہ برائیاں ہیں جب یہ اکٹھی ہو جاتی ہیں تو اس وقت ایک بہت ہی خوفناک

عذاب کے لئے انسان کو اب تیاری کرنی چاہیئے۔ یہ وہ برائیاں ہیں کہ جب یہ قومی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں تو قرآن کریم یہ خبر دیتا ہے کہ اس کے بعد ایسی قوموں کے لئے ایک بہت ہی دردناک عذاب مقدر ہے اور اس عذاب کا نقشہ اگلی آیات میں کھینچا گیا ہے۔" (خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳، فروری ۱۹۸۴، جلد ۳ صفحہ ۶۶، ۶۷)

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"بعض لوگ اس لئے تجسس کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً عمومی زندگی میں لیتے ہیں، دفتروں میں کام کرنے والے، ساتھ کام کرنے والے اپنے ساتھی کے بارہ میں، یا دوسری کام کی جگہ، کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے، اپنے ساتھیوں کے بارہ میں کہ اس کی کوئی کمزوری نظر آئے اور اس کمزوری کو پکڑیں اور افسروں تک پہنچائیں تاکہ ہم خود افسروں کی نظر میں ان کے خاص آدمی ٹھہریں، ان کے منظورِ نظر ہو جائیں۔ یا بعضوں کو یونہی بلاوجہ عادت ہوتی ہے، کسی سے بلاوجہ کا بیر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی برائیاں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں۔ تو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا کبھی بھی جنت میں دخل نہیں ہو گا، ایسے لوگ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ تو کون عقلمند آدمی ہے جو ایک عارضی مزے کے لئے، دنیاوی چیز کے لئے، ذرا سی باتوں کا مزا لینے کے لئے اپنی جنت کو ضائع کرتا پھرے۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶، دسمبر ۲۰۰۳، جلد اوّل صفحہ ۵۶۹، ۵۷۰)

بَاب ۵۱: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ○ (الحج: ۳۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یعنی جھوٹی بات سے بچتے رہو

۶۰۵۷: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ

۶۰۵۷: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ (محمد) ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (سعید) مقبری سے، سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:

فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ. قَالَ أَحْمَدُ أَفْهَمَنِي رَجُلٌ إِسْنَادَهُ.

جو جھوٹ بولنا اور فریب کرنا اور جہالت نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے۔ احمد (بن یونس) نے کہا کہ ایک شخص نے مجھے اس حدیث کی سند یاد دلا دی۔

طرفہ: ۱۹۰۳۔

تشریح: وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ: یعنی جھوٹی بات سے بچتے رہو۔ زَوْرٌ کے معنی میں مائل ہونا، جھکنا اور ایک طرف کو ہٹ جانا ہے۔ (اقرب الموارد - زور) علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ جھوٹ کو زُوْرٌ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ حق سے ہٹا ہوا ہوتا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۳۰) اسلام انسان کی جو تہذیب و تادیب کرنا چاہتا ہے اس کا بڑا حصہ اسے جھوٹ اور میلان گناہ سے روکنا اور سداد اور سچائی کے اس جادۂ مستقیم پر قائم کرنا ہے جہاں اس کی اخلاقی حالت اسے نفس امارہ سے ترقی دیتے ہوئے نفس مطمئنہ تک لے جائے۔ ان اخلاق کی تعمیر میں روزہ کا ایک اہم کردار ہے۔ اگر روزہ سے یہ مقصد حاصل نہ ہو تو بھوکا پیاسا رہنا بے معنی ہے۔ عنوان باب اور زیر باب حدیث سے امام بخاری نے اسی ادب کی طرف راہنمائی کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"قرآن شریف نے دروغ گوئی کو بُت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ ○ (الحج: ۳۱) یعنی بتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو۔"

(نور القرآن نمبر ۲، روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰۳)

فرمایا:

"بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لیے جھوٹ کو بت بناتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بُت پرست بُت سے نجات چاہتا ہے۔ جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بُت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بُت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آکر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرست ہوتے ہو، اس نجاست کو چھوڑ دو تو کہتے ہیں کہ کیونکر چھوڑ دیں، اس کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہو گی کہ جھوٹ پر اپنی زندگی کا مدار سمجھتے ہیں۔

مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔" (احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۷۸)

أَفْهَمَنِي رَجُلٌ إِسْنَادَهُ: یہ جملہ راویان حدیث کی اس حزم و احتیاط کا آئینہ دار ہے جو روایات کے بیان میں انہوں نے اختیار کی۔ علامہ ابن حجرؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ احمد بن یونس نے جب یہ حدیث اپنے استاد ابن ابی ذئب سے سنی تو اُن کے الفاظ سے اس روایت کی سند اُن پر واضح نہیں ہوئی تھی۔ اس پر ایک شخص جو مجلس میں اُن کے ساتھ ہی تھا، اُس نے انہیں یہ سند سمجھادی۔ بعد ازاں جب احمد بن یونس اس حدیث کو بیان کرنے لگے تو انہوں نے اصل واقعہ سے آگاہ کیا اور یہ جائز نہیں سمجھا کہ وہ اس بیان کے بغیر اس کی سند کو ابن ابی ذئب کی طرف منسوب کریں۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۸۱، ۵۸۲)

بَاب ۵۲: مَا قِيلَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ

دورُخے کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے

۶۰۵۸: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُ مِنْ شَرَارِ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

۶۰۵۸: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ ابو صالح نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ کے نزدیک لوگوں میں سے بدترین اُس کو پاؤ گے جو دو رُخا ہے۔ جو اِن کے پاس ایک منہ لے کر آتا ہے اور اُن کے پاس ایک منہ۔

اطرافہ: ۳۴۹، ۷۱۷۹۔

تشریح: مَا قِيلَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ: دورُخے کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ علامہ قرطبی بیان کرتے ہیں کہ ذوالوجہین شخص کا حال منافق کا حال ہی ہے کیونکہ وہ باطل اور جھوٹ کے ساتھ خوشامدی بنتے ہوئے لوگوں میں فساد ڈالنے والا ہے۔ علامہ نووی کہتے ہیں کہ وہ ہر فریق کے پاس اس طرح آتا ہے کہ انہیں راضی کرلے اور اُن پر ایسا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اُن میں سے ہے اور اُن کے مخالفوں کے خلاف ہے۔ اُس کا یہ عمل نفاق اور خالصۃً جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۸۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدترین آدمی تم اُس کو پاؤ گے جو ذوالوجہین ہو،

جس کے دو چہرے ہوں۔ سوسائٹی میں یہاں بیٹھتا ہے تو اور چہرہ بنالیتا ہے اور وہاں بیٹھتا ہے تو اور چہرہ بنالیتا ہے۔[1] کسی ایک جگہ جاتا ہے تو اُس کے دشمنوں کے خلاف باتیں شروع کر دیتا ہے۔ دوسروں کے پاس جاتا ہے تو اُس سے پہلے کے خلاف باتیں شروع کر دیتا ہے، تو ایسے شخص ہیں جو سوسائٹی میں نفرتیں بوتے اور بہت سی برائیوں کو پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ تو وہ شخص بڑا جھوٹا، منافق اور چغل خور ہے۔ پس یہ تین بیماریاں اس عادت سے نکلتی ہیں۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴، اگست ۱۹۹۲، جلد ۱۱ صفحہ ۵۶۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"صرف زبان سے اسلام اسلام کہنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ سچے دل سے انسان اس پر کاربند نہ ہو جاوے۔ اکثر لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں جن کی نسبت قرآن شریف میں لکھا ہے: وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○ (البقرۃ:۱۵) یعنی جب وہ مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور جب وہ دوسروں کے پاس جاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور یہ وہ لوگ ہوتے جن کو قرآن شریف میں منافق کہا گیا ہے۔ اس لئے جب تک کوئی شخص پورے طور پر قرآن مجید پر عمل نہیں کرتا تب تک وہ پورا پورا اسلام میں بھی داخل نہیں ہوتا۔"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۷۸، ۳۷۹)

نیز فرمایا:

"یاد رکھو منافق وہی نہیں ہے جو ایفائے عہد نہیں کرتا یا زبان سے اخلاص ظاہر کرتا ہے مگر دل میں اس کے کُفر ہے بلکہ وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دورنگی ہے اگرچہ وہ اس کے اختیار میں نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ کو اس دورنگی کا بہت خطرہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ رو رہے تھے تو حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ کہا کہ اس لیے روتا ہوں کہ مجھ میں نفاق کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ جب مَیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا ہوں تو اُس وقت دل نرم اور اس کی حالت بدلی

[1] (مسلم، کتاب البر والصلة، حدیث نمبر ۴۷۱۴)

ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر جب اُن سے جُدا ہوتا ہوں تو وہ حالت نہیں رہتی۔ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ یہ حالت تو میری بھی ہے۔ پھر دونو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کل ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم منافق نہیں ہو۔ انسان کے دل میں قبض اور بسط ہوا کرتی ہے۔ جو حالت تمہاری میرے پاس ہوتی ہے اگر وہ ہمیشہ رہے تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔ تو اب دیکھو کہ صحابہ کرامؓ اس نفاق اور دورنگی سے کس قدر ڈرتے تھے۔ جب انسان جُرأت اور دلیری سے زبان کھولتا ہے تو وہ بھی منافق ہوتا ہے، دین کی ہتک ہوتی سنے اور وہاں کی مجلس نہ چھوڑے یا ان کو جواب نہ دے تب بھی منافق ہوتا ہے، اگر مومن کی سی غیرت اور استقامت نہ ہو تب بھی منافق ہوتا ہے۔ جب تک انسان ہر حال میں خدا کو یاد نہ کرے تب نفاق سے خالی نہ ہوگا اور یہ حالت تم کو بذریعہ دعا حاصل ہوگی۔ ہمیشہ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ اس سے بچاوے۔ جو انسان داخل سلسلہ ہو کر پھر بھی دورنگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس سلسلہ سے دور رہتا ہے، اس لیے خدا تعالیٰ نے منافقوں کی جگہ اسفل سافلین رکھی ہے کیونکہ ان میں دورنگی ہوتی ہے اور کافروں میں یک رنگی ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۵۵، ۴۵۶)

بَاب ۵۳: مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا يُقَالُ فِيهِ

جس نے اپنے ساتھی کو ایسی بات بتائی جو اس کے متعلق کہی جاتی ہو

۶۰۵۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَاللّٰهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا وَجْهَ اللّٰهِ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۶۰۵۹: محمد بن یوسف (فریابی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال بانٹا تو انصار میں سے ایک شخص کہنے لگا: اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) نے اس تقسیم سے اللہ کی رضامندی نہیں چاہی۔ (یہ سن کر) میں رسول اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ رَحِمَ اللّٰهُ مُوسَى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ.

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے آپؐ کو بتایا۔ آپؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور فرمایا: اللہ موسیٰ پر رحم کرے۔ ان کو اس سے زیادہ ستایا گیا۔ انہوں نے صبر کیا۔

أطرافُه: ۳۱۵۰، ۳۴۰۵، ۴۳۳۵، ۴۳۳۶، ۶۱۰۰، ۶۲۹۱، ۶۳۳۶۔

تشریح: مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا يُقَالُ فِيهِ: جس نے اپنے ساتھی کو ایسی بات بتائی جو اس کے متعلق کہی جاتی ہو۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک ایسا شخص ہے جو جماعت یا قوم کے خلاف کوئی سازش کرتا ہے یا بُری باتیں پھیلاتا ہے تو اس کے متعلق اطلاع دینا اور اس کی شرارتوں سے ذمہ وار لوگوں کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔

اسی طرح کسی کو پتہ لگے کہ زید بکر کو قتل کرنا چاہتا ہے اگر وہ بکر کو نہیں بتاتا یا گورنمنٹ کو اس کی اطلاع نہیں دیتا تو گناہ کرتا ہے۔ یہ غیبت نہیں ہو گی اور اس کا بیان کرنا ضروری ہو گا۔ تو کسی بات کے بیان کرنے اور بتانے میں یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کے بیان کرنے میں نفع ہے یا نقصان۔ اگر اس سے کوئی اچھا نتیجہ نکلتا ہو، کسی بُرائی کا سدّباب ہوتا ہو، کسی کو فائدہ پہنچتا ہو تو اس کا نہ بیان کرنا گناہ ہو گا جس طرح غیبت کرنا گناہ ہے۔

مثلاً اگر کسی کو معلوم ہو کہ فلاں شخص مفید اور فائدہ رساں چیز کو بگاڑنے کی کوشش کر رہا ہے یا گورنمنٹ کے خلاف کوئی کارروائی کر رہا ہے یا جماعت کے خلاف کسی شرارت سے کام لے رہا ہے یا کسی خاندان کو تباہ کرنے میں لگا ہوا ہے یا کسی فردِ واحد کو نقصان پہنچانے لگا ہے تو اس کا چھپانا گناہ ہو گا اور اس کا ظاہر کرنا غیبت نہیں کہلائے گا بلکہ یہ جائز اور ضروری ہو گا۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو جماعت کے خلاف سازش کرتے، بدگوئیاں کر کے جماعت کے انتظام کو بگاڑتے، خرابیاں بیان کر کے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرتے ہیں۔ ان کی باتیں سُننے والا اگر خاموش رہے اور یہ سمجھے کہ مَیں نے ثواب کا

کام کیا ہے تو یہ صحیح نہیں۔ ایسی باتوں کے متعلق خاموش رہنا ثواب نہیں بلکہ گناہ ہو گا۔...

پس اگر کوئی ایسی بات کو چھُپاتا ہے جو جماعت کے خلاف ہے جماعت کے قائم مقام کے خلاف ہے تو وہ گناہ کرتا ہے۔ کیونکہ جس طرح کسی کا عیب بِلا وجہ بیان کرنا گناہ ہے اسی طرح اگر کوئی جُرم کا ارتکاب کر رہا ہو تو اس کا چھپانا منع ہے۔ ایسے فعل چار قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) اگر کوئی حکومت یا امام کے خلاف شرارت کر رہا ہو تو اس کا چھُپانا منع ہے۔

(۲) اگر کوئی ایسا فعل کر رہا ہو کہ اس کی ذات کو اس سے نقصان پہنچنے والا ہو مثلاً کوئی شخص زہر کھانے لگا ہو، اُس کو اگر کوئی شخص ایسا ہے جو روک سکتا ہے تو اُسے نہ بتانا گناہ ہے۔

(۳) یہ کہ ایک ایسا عیب ہے جس کے بیان نہ کرنے سے اس کی ذات کو نقصان پہنچتا ہو مثلاً کسی نے اس کا مال دبا لیا ہو اور وہ قاضی کے پاس عدالت میں جا کر اس بات کو بیان نہ کرے تو اُسے مال کس طرح مِل سکے گا۔ تو ایسی باتوں کا بیان کرنا بھی جائز ہے۔ ہاں اگر بیان نہ کرے تو گناہ نہیں ہے یا مثلاً کسی نے اس کو مارا، اس کے لئے جائز ہے کہ عدالت میں جائے اور اس واقعہ کو بیان کرے لیکن اگر نہ جائے اور نہ بیان کرے تو یہ اس کے لئے ناجائز نہیں ہو گا۔

پہلی دو باتیں جو مَیں نے بیان کی ہیں اُن کا نہ بیان کرنا گناہ کرنا ہے اور بیان کرنا ثواب کا کام ہے لیکن یہ ایسی ہے کہ نہ بیان کرنا گناہ نہیں اور بیان کرنا جائز ہے۔ اس میں مَیں نے ایک شرط لگائی ہے اُس کو مدِّ نظر رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ اس عیب کو بیان کرنا چاہیئے جو اس کی ذات کے لئے فائدہ مند ہو یعنی جو عیب بیان کرے اسی میں اس کا فائدہ ہو۔ مثلاً کسی نے مارا ہے اور اس بات کو بیان کر کے بدلہ لینے میں اس کا فائدہ ہے لیکن اگر کسی نے تھپڑ مارا ہو اور اس کا جھوٹ بیان کرتا پھرے تو یہ ناجائز ہو گا۔ اس کا مجسٹریٹ کے پاس جا کر کہنا کہ فلاں نے مجھے تھپڑ مارا ہے، یہ تو جائز ہے لیکن اگر وہ جا کر یہ کہے کہ فلاں جھوٹ بولتا ہے یا اس کا کوئی

اور عیب بیان کرے تو یہ ناجائز ہے۔

(۴) یہ کہ ایسا عیب جس سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہو اس کا بیان کرنا بھی ضروری ہو گا لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب اس کی اپنی ذات کے متعلق ہو تو جائز ہو گا اور اُسے حق ہو گا کہ بیان کرے یا نہ کرے کیونکہ اپنی ذات کے متعلق عفو اور درگزر کرنے کا وہ حق رکھتا ہے لیکن دوسروں کے متعلق یہ حق نہیں رکھتا۔ اس لئے دوسروں کو اگر نقصان پہنچتا ہو تو اس کا بیان کرنا اس کے لئے ضروری ہے۔

ان چار اُصول کے ماتحت عیب بیان کرنا جائز ہو گا۔ انہی کے ماتحت یہ بھی جائز ہو گا کہ مثلاً کسی نے مشورہ کرنا ہے، ایک جگہ شادی کرنا چاہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ فلاں لڑکی میں کوئی عیب ہو تو بتاؤ۔ اس کے جواب میں اگر کوئی عیب بیان کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہو گا۔

اسی طرح سب باتیں ان چار قسموں میں داخل ہیں۔

مذہب، سیاست، حکومت کے خلاف کوئی بات ہو یا ایسی بات ہو کہ اس کی ذات کو اس سے نقصان پہنچتا ہو جیسا کہ زہر کی مثال سے مَیں نے سمجھایا ہے۔ ایسا ہی اعتقادات میں خرابی ہو۔ اگر اس کے متعلق نہ بتایا جائے گا تو اسے نقصان پہنچے گا۔

غرض جتنے عیوب بیان کرنے جائز ہیں وہ سب ان چاروں قسموں کے اندر آجائیں گے۔ لوگوں نے ان کی بہت سی قسمیں مقرر کی ہیں مگر اصل میں یہ چار ہی ہیں۔ ان کے اندر سارے آجاتے ہیں۔ ان سب کی ایک قسم یہ ہے کہ وہ عیب بیان کرنے جائز ہیں جن سے کسی نہ کسی کو نقصان پہنچتا ہو۔ یہ بڑی قسم ہے، اس کے نیچے چاروں قسمیں آجائیں گی۔

پھر یاد رکھو وہی عیب بیان کرنا چاہیئے جو حقیقی طور پر ہو اور جس کا تدارک کیا جا سکتا ہو۔ اگر ایسا نہیں تو پھر اس کا بیان کرنا ناجائز ہے یا بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بیان کرنے سے فائدہ ہوتا ہے اور نہ بیان کرنے سے نقصان یا بعض ایسے کہ جن کے بیان کرنے سے فائدہ ہوتا ہے اور نہ بیان کرنے سے نقصان نہیں ہوتا۔ حاکموں اور ذمہ وار لوگوں کے پاس عیب بیان کرنے پر قرآن نے اور رسولِ کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زور دیا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی رکھا ہے کہ ایسے عیب کہ جن کے بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہو یا جن کی وجہ سے کوئی نقصان نہ ہوتا ہو بلکہ ذاتی عیوب ہوں اُن کو بیان نہیں کرنا چاہیئے۔ اُن کے بیان کرنے سے خاص طور پر روکا گیا ہے۔ چنانچہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں کے عیب میرے سامنے اس رنگ میں بیان نہ کرو کہ میرے دل میں اُن سے نفرت پیدا ہو۔ یہی اچھا ہے کہ میں جب گھر سے نکلوں تو سب کی محبت میرے دل میں ہو۔ تو حاکم یا قاضی یا خلیفہ یا امام کے پاس کسی کے ذاتی عیب اس لئے بیان کرنے کہ اس کے دل میں نفرت پیدا ہو منع ہیں۔ صرف ایسے عیب بیان کرنے جائز ہوں گے کہ جن کی اصلاح کی طرف توجہ دی جاسکے یا ایسے کہ اگر نہ بیان کئے جائیں تو دوسروں کو نقصان پہنچے لیکن اگر یہ نہ ہو تو امام یا خلیفہ کے پاس ان کا بیان کرنا ناجائز ہو گا۔"

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹، اکتوبر ۱۹۲۰ء، جلد ۶ صفحہ ۵۳۰ تا ۵۳۳)

بَاب ٥٤: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ

تعریف میں مبالغہ کرنا جو مکروہ ہے

٦٠٦٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَ يُطْرِيهِ فِي الْمِدْحَةِ فَقَالَ أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ.

طرفه: ٢٦٦٣۔

۶۰۶۰: محمد بن صباح نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن زکریا نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُرید بن عبداللہ بن ابی بُردہ سے، بُرَید نے ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ وہ ایک دوسرے شخص کی تعریف کر رہا ہے اور تعریف میں اس کے متعلق مبالغہ کر رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے ہلاک کر دیا یا (فرمایا:) آدمی کی پیٹھ تم نے توڑ ڈالی۔

٦٠٦١: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

۶۰۶۱: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ

عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ يَقُولُهُ مِرَارًا إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ كَذَلِكَ وَاللهُ حَسِيبُهُ وَلَا يُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَدًا.

شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد سے، خالد نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے اس کی اچھی تعریف کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر افسوس! تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی۔ آپؐ بار بار یہی فرماتے رہے۔ اگر تم میں سے کسی نے ضرور ہی تعریف کرنی ہے تو یوں کہے: میں سمجھتا ہوں کہ ایسا ایسا ہے، اگر اس کو یہ معلوم ہو کہ وہ ایسا ہے۔ اللہ اس کا حساب جاننے والا ہے اور اللہ کے نزدیک کسی کو پاک وصاف نہ ٹھہرائے۔

قَالَ وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ وَيْلَكَ.

وُہَیب نے خالد سے روایت کرتے ہوئے (وَيْحَكَ کی بجائے) وَيْلَكَ نقل کیا ہے۔

اطرافہ: ۲۶۶۲، ۶۱۶۲۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ: تعریف میں مبالغہ کرنا جو مکروہ ہے۔ لفظ التَّمَادُحُ مدح سے باب تفاعل کا صیغہ ہے یعنی مدح میں مبالغہ کرنا۔ اور التَّمَدُّح کے معنی ہیں تکلف سے یعنی جھوٹی اور بناوٹی تعریف کرنا۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۸۴) علامہ عینی بیان کرتے ہیں کہ یہ باب لوگوں کی مبالغہ آمیز اور حد سے متجاوز مدح سرائی کے بارے میں ہے جو ناپسندیدہ ہے۔ یعنی کسی شخص کی تعریف میں مبالغہ سے کام لینا جبکہ وہ بات اُس میں موجود ہی نہ ہو اور اس کی وجہ سے وہ خود پسندی میں مبتلا ہو کر ایسا گمان کرنے لگ جائے کہ حقیقت میں وہ اس مقام پر ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم نے کسی کی ایسی خوبی بیان کی جو اُس میں ہے ہی نہیں تو تم نے اس آدمی کی پیٹھ توڑ دی، کیونکہ ایسی بات بسا اوقات خود پسندی، تکبر اور فضول کاموں کی طرف لے جاتی اور زیادتِ خیر و فضل (کی جستجو) چھڑوا دیتی ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۳۲)

سنن ابن ماجہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹی اور مبالغہ آمیز تعریف سے بچو کیونکہ یہ تو ذبح کر دینا ہے۔[1]

[1] (سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب المدح)

بلاشبہ تعریف کرنا ہمیشہ غلط نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات تو ضروری اور فائدہ مند بھی ثابت ہوتی ہے، اس لیے سچی اور جائز تعریف کرنا منع نہیں ہے۔ اگلا باب اسی امر کی وضاحت میں ہے۔ ہاں اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا - وَحَسِيبُهُ اللهُ (روایت نمبر ۶۰۶۱) کو ملحوظ رکھتے ہوئے محتاط الفاظ کا استعمال کرنا چاہیئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسا ایسا ہے اور اس کی حقیقت جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

بَاب ۵۵: مَنْ أَثْنَى عَلَى أَخِيهِ بِمَا يَعْلَمُ

جس نے اپنے بھائی کی وہ تعریف کی جو وہ جانتا ہے

وَقَالَ سَعْدٌ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ.

اور حضرت سعدؓ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپؐ کسی کے لئے بھی جو زمین پر چلتا ہو یوں فرماتے ہوں کہ وہ جنتیوں میں سے ہے مگر حضرت عبد اللہ بن سلامؓ کے لئے۔

۶۰۶۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ ذَكَرَ فِي الْإِزَارِ مَا ذَكَرَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ إِزَارِي يَسْقُطُ مِنْ أَحَدِ شِقَّيْهِ قَالَ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ.

۶۰۶۲: علی بن عبد اللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے سالم سے، سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تہ بند کے متعلق ذکر کیا جو آپؐ نے کیا۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا تہ بند ایک طرف سے گر پڑتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم ان میں سے نہیں ہو۔

أطرافه: ۳۶۶۵، ۵۷۸۳، ۵۷۸۴، ۵۷۹۱۔

تشریح: مَنْ أَثْنَى عَلَى أَخِيهِ بِمَا يَعْلَمُ: جس نے اپنے بھائی کی وہ تعریف کی جو وہ جانتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جھوٹی تعریف نہیں کرنی چاہیئے۔ اس کا تو کسی مؤمن کے لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر ہر شخص کی سچی تعریف کرنے کے امکانات ہیں..... اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے، کوئی ایک بھی اس میں سے ایسی نہیں جو خوبیوں سے عاری ہو اور ہر جنس

کے ہر فرد میں خواہ وہ اپنے کردار کی گراوٹ میں کہیں تک پہنچ چکا ہو پھر بھی کچھ خوبیاں رہتی ہیں۔ بعض چوروں اور بدکاروں میں بھی بعض ایسی بنیادی خوبیاں قائم رہتی ہیں کہ جن کے نتیجہ میں اُن کے لئے ہر وقت واپسی اور توبہ کا امکان روشن رہتا ہے۔ تو ہر شخص کی خوبیوں کے ذریعہ آپ کا اُس سے رابطہ ہونا چاہیئے۔"

(خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ نومبر ۱۹۹۱ء، جلد ۱۰ صفحہ ۹۳۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ثناء کے اصل معنے دُہرانے کے ہوتے ہیں اور تعریف کو ثناء اس لئے کہتے ہیں کہ ذکر خیر لوگوں میں پھیل جاتا ہے اور لوگ وقتاً فوقتاً اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ (مفردات) یہ ظاہر ہے کہ ثناء میں ذاتی تجربہ سے زیادہ لوگوں میں ذکر خیر کے پھیلنے کی طرف اشارہ ہے..... مدح کا لفظ جھوٹی اور سچی دونو قسم کی تعریف کے لئے استعمال ہوتا ہے..... چنانچہ حدیث میں آتا ہے: اُحْثُوا فِی وجوہِ الْمَدّاحِیْنَ التُّرَابَ (مسند احمد بن حنبل جلد ۶) جھوٹی تعریف کرنے والوں کے مونہوں پر مٹی ڈالو۔ اسی طرح مدح اُن اعمال کے متعلق بھی ہو سکتی ہے جو بغیر اختیار کے ہوں۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ الفاتحہ، زیر آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، جلد اوّل صفحہ ۱۸، ۱۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"سچی تعریف ہمیشہ دو طرح سے ہی ہو سکتی ہے، ایک علم کے ماتحت ہو اور دوسرے دل سے نکلتی ہو۔ سچی تعریف کیلئے یہ دو شرطیں ایک وقت میں ضروری ہیں۔ ممکن ہے ایک تعریف علم کے ماتحت ہو مگر دل سے نہ نکلے اور یہ بھی ممکن ہے ایک تعریف دل سے نکلے مگر علم کے ماتحت نہ ہو۔ ایک گاؤں میں چلے جاؤ کئی پارٹیاں نظر آئیں گی، ایک دوسری کو قتل کرنے والی اور مال و اسباب لُوٹنے والی۔ اُن میں سے ہر ایک مجلس میں بیٹھو وہ اپنے لیڈر کی تعریف کرتی ہو گی کہ وہ بڑے اچھے آدمی ہیں، بڑے شریف ہیں اور بڑے نیک ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں جس نے دوست سے نیکی کی وہ نیک ہے۔ دشمن سے ظلم کو بھی وہ نیکی سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دشمن سے جتنا ظلم بھی کیا جائے وہ نیکی ہی ہے۔ ڈاکو، فاسق، فاجر اور بدمعاش کی تعریف میں ان کی زبانیں خشک ہوتی ہیں۔ وہ تعریف دل سے تو کرتے ہیں مگر علم کے ماتحت نہیں کیونکہ وہ

جانتے ہی نہیں شرافت اور نیکی کیا ہے۔ دوسرا پہلو علم کا یہ ہے کہ بعض دفعہ انسان کو اس چیز کا پتہ ہی نہیں ہوتا وہ ایک چیز کو دیکھتا ہے کہ روشن اور خوبصورت ہے مگر اسے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ اپنی ذات میں زہر ہے۔ مثلاً ایک سانپ ہوتا ہے بچہ اُس پر ہاتھ پھیرتا اور سمجھتا ہے کہ کیسا نرم ہے مگر وہ اُسے ڈس لیتا ہے اُس کی ذات کے اندر جو برائیاں ہوتی ہیں ان کا اسے علم نہیں ہوتا۔ یہ علم کی کمی کی دوسری مثال ہے کہ انسان اس چیز کی حقیقت سے ہی ناواقف ہوتا ہے۔ سانپ کی چمکتی ہوئی آنکھیں اور نرم جسم دیکھ کر بچہ خیال کرتا ہے کہ کیسا خوبصورت ہے مگر اسے یہ علم نہیں ہوتا کہ ابھی ڈس کر اُسے مار دے گا۔ تو علم کی کمی کی وجہ سے یا علم کی غلطی کی وجہ سے لوگ تعریف کر دیتے ہیں۔ پھر کبھی تعریف علم کے ماتحت تو ہوتی ہے مگر دل سے نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک شخص بھوکا ہے اُسے کئی روز کا فاقہ وہ دیکھتا ہے کہ ایک آدمی کسی دوسرے بھوکے کو کھانا کھلا رہا ہے، اب اس کی زبان تو کہتی ہے کہ کیسا نیک دل آدمی ہے مگر اس کا دل یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ کاش! مجھے بھی کھلاتا۔"

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳، اکتوبر ۱۹۳۶ء، جلد ۱۷ صفحہ ۶۹۰، ۶۹۱)

بَاب ٥٦: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى

إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ (النحل: ۹۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یعنی اللہ حکم دیتا ہے کہ تم عدل اور احسان کرو اور قریبیوں کا سا سلوک کرو اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور ظلم سے روکتا ہے تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو

وَقَوْلُهُ: إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ (يونس: ٢٤) وَقَوْلُهُ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللهُ (الحج: ٦١) وَتَرْكِ إِثَارَةِ الشَّرِّ عَلٰى مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ.

اور اس کا یہ فرمانا: یعنی تمہاری سرکشی کا وبال تمہاری اپنی ہی جانوں پر ہے اور فرمایا: یعنی پھر جس پر زیادتی کی گئی تو اللہ اس کی ضرور ہی مدد کرے گا۔ اور فساد نہ بھڑکانا، مسلمان کے برخلاف یا کافر کے برخلاف۔

٦٠٦٣: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلَا يَأْتِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَفْتَانِي فِي أَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيَّ وَالْآخَرُ عِنْدَ رَأْسِي فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ يَعْنِي مَسْحُورًا قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ قَالَ وَفِيمَ قَالَ فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا كَأَنَّ رُءُوسَ نَخْلِهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْرِجَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَهَلَّا، تَعْنِي تَنَشَّرْتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۶۰۶۳: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ ہشام بن عروہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ بیان کرتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اتنے دنوں تک اس حال میں رہے کہ آپؐ کو خیال ہوتا کہ آپؐ اپنے گھر والوں کے پاس آتے ہیں حالانکہ آتے نہ تھے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی تھیں: تو ایک دن آپؐ نے مجھ سے فرمایا: عائشہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کے متعلق بتا دیا ہے جس کے متعلق میں نے اس سے دریافت کیا تھا۔ میرے پاس دو شخص آئے۔ ان میں سے ایک میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے سرہانے۔ اور جو میرے پاؤں کے پاس تھا اس نے اس شخص سے جو میرے سرہانے تھا پوچھا: اس شخص کو کیا ہوا ہے؟ تو اس نے کہا: اسے جادو کیا گیا ہے۔ تو اس نے پوچھا: کس نے جادو کیا؟ اس نے جواب دیا: لبید بن اعصم نے۔ پوچھا: کس میں؟ اس نے کہا: نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں، اس میں کنگھی اور کتان کے ریشے ہیں اور ذروان کنوئیں کے ایک پتھر کے تلے رکھا ہوا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں گئے اور فرمایا: یہ وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا ہے۔ جیسے اس کے کھجوروں کے درختوں کی چوٹیاں سانپوں کے پھن کی طرح ہیں اور جیسے اس کا پانی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا اللهُ فَقَدْ شَفَانِي وَأَمَّا أَنَا فَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا قَالَتْ وَلَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِيَهُودَ.

مہندی کے پانی کی طرح ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم دیا اور وہ نکالا گیا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی تھیں: میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے یہ کیوں نہ کیا؟ یعنی آپؐ نے جادو کو کھلوایا کیوں نہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تو مجھے شفا دے دی ہے اور میں بھی اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ لوگوں کے برخلاف شر کو بھڑکاؤں۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی تھیں کہ لبید بن اعصم بنو زُرَیق میں سے ایک شخص تھا جو یہودیوں کا حلیف تھا۔

أطرافُه: ۳۱۷۵، ۳۲۶۸، ۵۷۶۳، ۵۷۶۵، ۵۷۶۶، ۶۳۹۱۔

تشریح: اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى: یعنی اللہ حکم دیتا ہے کہ تم عدل اور احسان کرو اور قریبیوں کا سا سلوک کرو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اخلاق دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو آج کل کے نو تعلیم یافتہ پیش کرتے ہیں کہ ملاقات وغیرہ میں زبان سے چاپلوسی اور مداہنہ سے پیش آتے ہیں اور دلوں میں نفاق اور کینہ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ یہ اخلاق قرآن شریف کے خلاف ہیں۔ دوسری قسم اخلاق کی یہ ہے کہ سچی ہمدردی کرے۔ دل میں نفاق نہ ہو اور چاپلوسی اور مداہنہ وغیرہ سے کام نہ لے جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى (النحل:۹۱) تو یہ کامل طریق ہے۔"
(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۷۳)

نیز فرمایا:

"اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ تم عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ ہے کہ باوجود رعایت عدل کے احسان کرو اور احسان سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم ایسے طور سے لوگوں سے مروت کرو کہ جیسے کہ گویا وہ تمہارے پیارے اور ذوالقربیٰ ہیں۔ اب سوچنا چاہیئے کہ

مراتب تین ہی ہیں۔ اول انسان عدل کرتا ہے یعنی حق کے مقابل حق کی درخواست کرتا ہے۔ پھر اگر اس سے بڑھے تو مرتبہ احسان ہے اور اگر اس سے بڑھے تو احسان کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے اور ایسی محبت سے لوگوں کی ہمدردی کرتا ہے جیسے ماں اپنے بچہ کی ہمدردی کرتی ہے یعنی ایک طبعی جوش سے نہ کہ احسان کے ارادہ سے۔"

(جنگِ مقدس، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۲۷)

تَرْكُ إِثَارَةِ الشَّرِّ عَلَى مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ: معنونہ تینوں آیات میں لفظ بَغْیٌ مشترک ہے۔ اس کے معنی ظلم، جُرم اور نافرمانی ہیں۔ ہر زیادتی اور حد سے بڑھ جانا بھی بَغْیٌ یعنی بغاوت کہلاتا ہے۔ (أقرب الموارد- بغی)

علامہ ابن بطال نے معنونہ آیات وحدیث کا باہمی تعلق بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب بَغْیٌ سے روکا ہے تو جان لو کہ اس کا نقصان باغی کو ہی ہوتا ہے اور جس پر زیادتی اور ظلم کیا جاتا ہے اُس کی تو مدد کرنے کی اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہوئی ہے۔ اور اُس پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں پر اُس کا شکر اس طرح بھی ادا کرے کہ زیادتی کرنے والے سے عفو و درگزر کا سلوک رکھے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جادو کرنے والے کو سزا نہ دے کر اس کی مثال قائم فرمائی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۵۸۹) علامہ عینی بیان کرتے ہیں کہ ان آیات کو لا کر امام بخاریؒ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ شر کو پھیلانے سے رُکنا واجب ہے خواہ مقابل پر کوئی مسلمان ہو یا کافر۔ اور احسان کا لفظ بُرا سلوک کرنے والے سے احسان کرنے اور اُس کی بُرائی پر اُس سے بدلہ نہ لینے پر دلالت کرتا ہے۔ نیز تَرْكُ إِثَارَةِ الشَّرِّ کی وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ مسلمان ہونا یہ تقاضا کرتا ہے کہ تمام لوگوں سے شر کو بجھا دیا جائے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۳۴)

بَاب ٥٧: مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ

آپس میں حسد کرنے اور ایک دوسرے سے ملاقات ترک کرنے سے جو روکا جائے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ○ (الفلق:٦)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور ہر حاسد کی شرارت سے (بھی) جب وہ حسد پر تُل جاتا ہے۔

٦٠٦٤: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ

۶۰۶۴: بشر بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے ہمام بن منبہ سے، ہمام نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ

وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا.

علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: دیکھنا اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاتے رہنا کیونکہ بدگمانی نہایت ہی جھوٹی بات ہے اور ٹوہ نہ لگاتے رہو اور نہ تجسس کرو اور نہ آپس میں حسد رکھو اور نہ آپس میں بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے کی ملاقات کو چھوڑو اور بھائی بھائی ہو کر اللہ کے بندے بن جاؤ۔

أطرافه: ٥١٤٣، ٦٠٦٦، ٦٧٢٤۔

٦٠٦٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

۶۰۶۵: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ حسد کرو اور نہ ایک دوسرے کی ملاقات کو چھوڑو اور بھائی بھائی ہو کر اللہ کے بندے بن جاؤ اور کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے۔

طرفه: ٦٠٧٦۔

تشریح: مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ: آپس میں حسد کرنے اور ایک دوسرے سے ملاقات ترک کرنے سے جو روکا جائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خدا نے کسی بُری قوت کو ہمیں نہیں دیا۔ اور درحقیقت کوئی بھی قوت بُری نہیں صرف اس کی بد استعمالی بُری ہے۔ مثلاً تم دیکھتے ہو کہ حسد نہایت ہی بُری چیز ہے۔ لیکن اگر ہم اس قوت کو بُرے طور پر استعمال نہ کریں تو یہ صرف اس رشک کے رنگ میں آجاتی ہے جس کو عربی میں غِبْطَه کہتے ہیں یعنی کسی کی اچھی حالت دیکھ کر خواہش کرنا کہ میری بھی اچھی حالت ہو جائے۔ اور یہ خصلت اخلاق فاضلہ میں

سے ہے۔ اسی طرح تمام اخلاق ذمیمہ کا حال ہے کہ وہ ہماری ہی بد استعمالی یا افراط اور تفریط سے بد نما ہو جاتی ہیں اور موقعہ پر استعمال کرنے اور حدّ اعتدال پر لانے سے وہی اخلاق ذمیمہ اخلاق فاضلہ کہلاتے ہیں۔" (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۶۷)

نیز فرمایا:

"اصل میں صفات کل نیک ہوتے ہیں۔ جب اُن کو بے موقعہ اور نا جائز طور پر استعمال کیا جاوے تو وہ بُرے ہو جاتے ہیں اور اُن کو گندہ کر دیا جاتا ہے لیکن جب اُن ہی صفات کو افراط تفریط سے بچا کر محل اور موقعہ پر استعمال کیا جاوے تو ثواب کا موجب ہو جاتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں ایک جگہ فرمایا ہے: مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (الفلق:۶) اور دوسری جگہ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ۔ اب سبقت لے جانا بھی تو ایک قسم کا حسد ہی ہے۔ سبقت لے جانے والا کب چاہتا ہے کہ اس سے اور کوئی آگے بڑھ جاوے۔ یہ صفت بچپن ہی سے انسان میں پائی جاتی ہے۔ اگر بچوں کو آگے بڑھنے کی خواہش نہ ہو تو وہ محنت نہیں کرتے اور کوشش کرنے والے کی استعداد بڑھ جاتی ہے۔ سابقون گویا حاسد ہی ہوتے ہیں لیکن اس جگہ حسد کا مادہ مصفّٰی ہو کر سابق ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حاسد ہی بہشت میں سبقت لے جاویں گے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۹۷)

وَلَا تَدَابَرُوا: یعنی ایک دوسرے کی ملاقات کو نہ چھوڑو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"لڑائی جھگڑوں میں کئی کئی مہینے بلکہ سالوں ناراضگیاں چلتی ہیں۔ لیکن ایک مومن کے لئے یہ حکم ہے کہ اس کو صلح کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے، یعنی بول چال بند رکھے۔ بعض دفعہ حیرت ہوتی ہے یہ باتیں سن کر کہ قریبی رشتہ دار آپس میں بعض دفعہ مہینوں ایک دوسرے سے بات نہیں کرتے اور جس بات پر لڑائی یا رنجش ہو وہ بالکل معمولی سی بات ہوتی ہے تو ایسے لوگوں کو ہمیشہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سامنے رکھنا چاہیئے کہ اول تو لڑنا ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی لڑائی ہو بھی گئی ہے، کوئی وجہ بن بھی گئی ہے تو تین دن

سے زیادہ حکم نہیں ہے کہ کوئی مومن دوسرے مومن سے بات نہ کرے۔ پھر ایک روایت میں آتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ جھگڑالو ہو یعنی اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ پس ہر احمدی کو چاہیئے کہ تقویٰ اختیار کرے اور خدا تعالیٰ کا پسندیدہ بننے کی کوشش کرے، آپس کے جھگڑوں اور لڑائیوں اور فسادوں کو ختم کریں۔ مومن کا یہ کام نہیں ہے کہ ایک طرف تو ایمان لانے کا دعویٰ ہو اور دوسری طرف اپنے بھائی کے گناہ نہ بخشتا ہو۔ اس کی غلطیاں نہ معاف کر سکتا ہو۔ کیونکہ ایسے لوگ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ ترین شخص ہوں گے۔"[1]

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷، ستمبر ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۶۷۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے۔ اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲)

بَاب ۵۸ : يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوا (الحجرات:۱۳)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہو
کیونکہ کوئی گمان گناہ بھی ہوتا ہے اور عیب نہ ٹٹولو

۶۰۶۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۶۰۶۶: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ

[1] (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب وھو الد الخصام)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا.

رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھنا اپنے آپ کو بد گمانی سے بچانا کیونکہ بد گمانی بہت ہی بڑا جھوٹ ہے۔ اور ٹوہ میں نہ لگے رہو اور نہ ہی عیبوں کو ڈھونڈو اور دکھ دینے کے لئے قیمتیں نہ بڑھاؤ اور نہ آپس میں حسد کرو اور نہ بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے کی ملاقات چھوڑو اور بھائی بھائی ہو کر اللہ کے بندے بن جاؤ۔

أطرافه: ٥١٤٣، ٦٠٦٤، ٦٧٢٤۔

تشریح. يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ: یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوء ظنیوں سے بچو۔ اس سے سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت بڑھتی ہے۔ اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے: وَلَا تَجَسَّسُوْا۔ تجسس نہ کرو۔ تجسس کی عادت بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کسی کی نسبت سوء ظن کی وجہ سے ایک خراب رائے قائم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب مل جاویں اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے۔ اور یہ خیال کر کے کہ اس کی نسبت مَیں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کو کیا جواب دوں گا۔ اپنی بدظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کرتا ہے اور پھر تجسس سے غیبت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے فرمایا اللہ کریم نے: وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا۔ غرض خوب یاد رکھو سوء ظن سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے۔" (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جب تک انسان کی اخلاقی حالت بالکل درست نہ ہو وہ کامل ایمان جو منعم علیہ گروہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے اس میں داخل

نہیں ہو سکتا۔ پس دن رات یہی کوشش ہونی چاہیئے کہ بعد اس کے جو انسان سچا موحد ہو اپنے اخلاق کو درست کرے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے، اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ اپنے بھائی سے نیک ظنی نہیں رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بھائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرنے لگتے ہیں اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اس کی طرف منسوب ہوں تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو۔ اس لیے اول ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جاوے کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور اُنس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ، بغض، حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۱۴، ۲۱۵)

بَاب ۵۹: مَا يَجُوْزُ[1] مِنَ الظَّنِّ

گمان کیا ہوتا ہے

۶۰۶۷: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا شَيْئًا. قَالَ اللَّيْثُ كَانَا رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِينَ.

۶۰۶۷: سعید بن عُفَیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عُقَیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ فلاں فلاں شخص ہمارے دین میں سے کچھ سمجھتے ہیں۔ لیث نے کہا: وہ منافقوں سے دو شخص تھے۔

طرفہ: ۶۰۶۸۔

۶۰۶۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بِهَذَا وَقَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ

۶۰۶۸: یحییٰ بن بُکَیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے یہی حدیث ہمیں بتائی (اور اس میں ہے) کہ

---

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں "مَا يَكُوْنُ" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ حاشیہ صفحہ ۵۹۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ دِينَنَا الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہؓ بیان کرتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس آئے اور فرمایا: عائشہ! میں نہیں خیال کرتا کہ فلاں اور فلاں شخص ہمارے اس دین کو سمجھتے ہوں جس پر ہم ہیں۔

طرفہ: ۶۰۶۷۔

تشریح: مَا يَجُوْزُ مِنَ الظَّنِّ: یعنی گمان کیا ہوتا ہے۔ الظَّنُّ کے معنی ہیں ایسا غالب خیال جس کے ساتھ اس کے خلاف کا احتمال موجود ہو۔ نیز یہ لفظ یقین اور شک کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ (اقرب الموارد - ظنّ) علامہ عینی نے لکھا ہے کہ نسفی اور کشمیہنی کی روایت کے مطابق اس باب کا عنوان مَا يَجُوْزُ مِنَ الظَّنِّ ہے۔ یعنی گمان میں سے جو جائز ہے اس کے بیان میں یہ باب ہے۔ ان کے نزدیک یہ عنوان حدیث زیر باب سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۳۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہر ظن گناہ نہیں ہے یہ درست ہے۔ بعض ظن جو درست ہوں، حقیقت پر مبنی ہوں وہ خدا کے نزدیک گناہ نہیں لیکن ظن کرنے کی عادت خطرناک ہے اور اس کے نتیجے میں ہرگز بعید نہیں کہ تم سے بڑے گناہ سرزد ہوں۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸، نومبر ۱۹۹۴، جلد ۱۳ صفحہ ۸۶۸)

نیز فرمایا:

"یہ نہیں فرمایا کہ ظن بالکل نہ کرو کیونکہ استنباط ایک ظنّ کا حصہ ہے۔ بعض مواقع پر بعض علامتیں ظاہر ہوں تو ظن کے بغیر چارہ نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ظنوں میں مبتلا نہ ہو جاؤ اپنی زندگی کو ظنوں کے سپرد نہ کر دو گویا کہ تم ظنوں کے ہو کر رہ گئے ہو۔ توہمات، بے بنیاد باتیں سوچنا اور یہ نہیں فرمایا کہ ہر ظن گناہ ہے فرمایا: اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ بہت زیادہ ظن کی عادت ڈالو گے تو بعض ظن ایسے ہوں گے، بعض گمان ایسے ہوں گے جو گناہ بھی ہو جائیں گے۔ اس لئے ہمارے محاورے میں حسن ظن اور سوئے ظن دو محاورے پائے جاتے ہیں۔ تو جب فرمایا: اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ تو مراد یہ ہے کہ سوئے ظن سے بچو اور یہ کہنے کی بجائے کہ سوئے ظن سے بچو جب یہ فرمایا کہ اکثر ظن نہ کیا کرو، تو مراد یہ ہے کہ عموماً ظن

کی عادت اچھی نہیں ہے۔ ایک بہت لطیف رنگ ہے یہ بات کو بیان کرنے کا۔ اور اگر آپ جدید رجحانات سائنس کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ بہت ہی گہری سچائی ہے اس طرز بیان میں۔

جو لوگ ظن پر مائل ہوتے ہیں وہ شواہد کی تلاش چھوڑ دیتے ہیں اور جو لوگ شواہد کو فوقیت دیتے ہیں وہ ظن سے اکثر بچتے ہیں۔ مجبور ہو جائیں تو ظن کرتے ہیں ورنہ وہ شواہد کے پیچھے چلتے ہیں، شواہد کی جستجو میں رہتے ہیں۔ تو یہ بنیادی اصول ہے جو قوموں کے لئے بہت ہی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے اگر وہ اس کی کنہ کو پا جائیں۔

سائنس نے تمام ترقی اس بات پر کی ہے کہ شواہد کی تلاش کی ہے اور اگر کوئی ظن پیدا بھی ہوا ہے تو اس کا نام وہ Hypothesis رکھتے ہیں اور ظن پیدا ہونے کے بعد اس پر انحصار نہیں کرتے بلکہ شواہد کی جستجو شروع کر دیتے ہیں اور جب شواہد، کسی حد تک گواہ مل جائیں کہ ہاں اس ظن کے صحیح ہونے کا امکان موجود ہے تو پھر اسے کہتے ہیں اس کا نام Theory یا نظریہ ہے۔ اور پھر بھی شواہد کی تلاش نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ اور بڑھتے ہیں اور وسیع نظر کرتے ہیں۔ ماضی کے شواہد بھی دیکھتے ہیں، حال کے شواہد بھی دیکھتے ہیں، مستقبل میں جو رُخ اختیار کر سکتے ہیں تجارب، اُن پر بھی نظر ڈالتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ ہر لحاظ سے ہر پہلو سے وہ نظریہ درست تھا اور اس کے بدلنے کا کوئی امکان نہیں تو اس کا نام Law رکھ دیا جاتا ہے، یہ سائنس کا قانون ہے۔ اگر اس کے برعکس ظن پر راضی رہنے والی قومیں ہوتیں جیسا کہ مشرق میں بدقسمتی سے یہ بیماری پائی جاتی ہے تو اپنے ظن کے مطابق وہ شواہد کو موڑنے کی کوشش کرتے اور جس طرح روحانی دنیا میں گناہ ہوتے ہیں مادی دنیا میں بھی گناہ ہوتے ہیں۔ مادی دنیا میں بھی بعض ظنّ، سوء بن جاتے ہیں۔

چنانچہ جتنا کیمیا گروں نے مشرق کی دولتوں کو لٹایا ہے اور خاک کے سوا ان کے پلے کچھ بھی نہیں پڑا۔ یہ سارا اسی گناہ کی پاداش ہے کہ وہ ظن میں مبتلا ہوئے، كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ کے عادی ہو گئے اور بعض ظن جو غلط تھے اُن کو درست کرنے کی بجائے ان کی پاداش انہوں نے دیکھی اور قوموں کو بلندی سے تنزل کی راہ پر اُتار دیا۔ تو

ظن کی عادت بڑی بُری چیز ہے۔ قرآن کریم نے اسی لئے یہ نہیں فرمایا کہ بُرا ظن نہ کرو۔ فرمایا کہ ظن سے بچنے کی کوشش کرو۔ جہاں تک ممکن ہے جستجو کرو، جہاں تک ممکن ہے حقائق کی تلاش کرو۔ حقائق کی جستجو تمہاری عادت ہونی چاہیئے اور ظن تمہاری عادت نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر ظن تمہاری عادت بن گیا تو پھر لازماً تم بعض بُرے ظنوں میں بھی مبتلا ہو گے جن کی پاداش دیکھو گے اور بدقسمتی سے مشرقی دنیا میں معاشروں کی تباہی کا ایک بڑا موجب ظن کی کثرت ہے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا یہ اسی کی پیداوار ہے۔ حقائق کا سامنا کرنے کی جن قوموں کو عادت نہیں رہتی وہ پھر منہ پر بات کرنا بھی نہیں جانتے۔ وہ Escape اختیار کرتے ہیں شواہد سے اور یہ بھی برداشت نہیں کرسکتے کہ ان کی بات Challange ہو جائے گی۔ اس لئے فرضی باتوں کے عادی پیٹھ پیچھے باتیں کرتے ہیں، چھپ کر باتیں کرتے ہیں، چھپ کر طعن تشنیع کرتے ہیں۔ اور لمز کی یہ انتہاء ہے۔ لمز کہتے ہیں طعن و تشنیع جو منہ پر کی جائے، جب یہ بدی بڑھ جاتی ہے اور ناسور بن جاتی ہے یا Cancer ہو جاتی ہے تو اس سوسائٹی میں پھر سامنے کی طعن و تشنیع کو چھوڑ کر پھر غیب میں باتیں کی جاتی ہیں اور دوسرے کو اپنے دفاع کا کوئی موقع ہی نہیں مل سکتا۔ یہ سب سے بڑی بدصورت اس بیماری کی ہے اور اس کا ظن سے گہرا تعلق ہے۔" (خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ جنوری ۱۹۸۶ء، جلد ۵ صفحہ ۷۹ تا ۸۱)

بَاب ٦٠: سَتْرُ الْمُؤْمِنِ عَلَى نَفْسِهِ

مومن کا اپنی پردہ پوشی کرنا

٦٠٦٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ

۶۰۶۹: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب کے بھتیجے سے، ان کے بھتیجے نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سالم بن عبداللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللهُ فَيَقُولَ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللهِ عَنْهُ.

سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: میری اُمت میں سے ہر ایک کو معاف کر دیا جائے گا مگر ان کو نہیں جو کھلم کھلا گناہ کریں اور یہ بھی بے حیائی ہے کہ آدمی رات کو کوئی کام کرے اور پھر صبح کو ایسی حالت میں اٹھے کہ اللہ نے اس پر پردہ پوشی کی ہوئی ہے۔ تو پھر وہ یہ کہے کہ میں نے گزشتہ رات یہ یہ کیا۔ حالانکہ رات اس نے ایسی حالت میں گزاری کہ اس کا ربّ اس کی پردہ پوشی کئے رہا اور وہ صبح کو اُٹھتا ہے اپنے سے اللہ کے پردے کو کھول دیتا ہے۔

٦٠٧٠: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى قَالَ يَدْنُو أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتَّى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ وَيَقُولُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُهُ ثُمَّ يَقُولُ إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ.

أطرافه: ٢٤٤١، ٤٦٨٥، ٧٥١٤۔

۶۰۷۰: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے صفوان بن محرز سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا: آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے متعلق کیا فرماتے سنا؟ انہوں نے کہا: تم میں سے ایک اپنے ربّ کے اتنا قریب ہو جائے گا کہ وہ اپنا پہلو اس پر جھکا دے گا اور فرمائے گا تم نے ایسا اور ایسا کیا؟ وہ کہے گا: ہاں۔ وہ فرمائے گا: تم نے ایسا ایسا کیا؟ وہ کہے گا: ہاں۔ پھر اسی طرح اس سے اقرار کرائے گا اور اس کے بعد فرمائے گا: میں نے دنیا میں تم پر پردہ پوشی کی اور میں آج بھی تمہارے گناہوں پر پردہ پوشی کرتے ہوئے انہیں معاف کر دیتا ہوں۔

تشریح: سَتْرُ الْمُؤْمِنِ عَلَى نَفْسِهِ: مومن کا اپنی پردہ پوشی کرنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سچ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر جگہ اپنی برائیوں کو آپ خود اُچھالتے تھے۔ یہ بھی گناہ ہے۔ مگر قول سدید کے تعلق سے جہاں سودے ہو رہے ہوں، جہاں رشتے طے ہو رہے ہوں، وہاں ضرور آپ پر فرض عائد ہو جاتا ہے کہ اس کمزوری کو ضرور ظاہر کریں جس کمزوری کے علم کے بعد فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس نے آپ سے سودا کرنا ہے کہ نہیں کرنا۔ اسی لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر وہ لعنت ڈالی جو گندم کی ڈھیری کے اُوپر خشک گندم رکھ دیتا ہو اندر سے گیلی ہو۔[1] ..... جہاں سودے ہوں وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت یہ ہے کہ خود اپنے اندر کے دانے نکال کر دکھاؤ اور یہ بات معیوب نہیں بلکہ آپ کو پسند ہے لیکن عام حالات میں اگر انسان ان باتوں کو ظاہر کرے جن پر خدا تعالیٰ نے پردہ پوشی فرمائی ہو اور ایسے لوگوں پر ظاہر کرے جن پر ظاہر کرنا اس کے لئے فرض نہیں ہے، یہ نیکی نہیں بلکہ گناہ بن جاتا ہے۔ اتنا حسین امتزاج ہے مختلف توازن کا، مختلف پہلوؤں کا کہ اسلام کی تعلیم میں بہت ہی حسین توازن پیدا ہو جاتا ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ایک طرف یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ جب بیاہ شادی کے موقع ہوں یا تجارت کے مواقع ہوں، وہاں خود متعلقہ کمزوری کو نکال کر باہر پیش کیا کرو اور یہ سچائی ہے، وہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہے "کہ میں نے خود آنحضورؐ کو فرماتے سنا کہ میری یہ ساری اُمت قابل بخشش ہے سوائے اُن کے جو مجاہر ہے اور ہر بات کو اپنی ہر بدی سے ظاہر کرنے والے اور ستاری نہ کرنے والے ہیں۔ یہ بات ستاری نہ کرنے کے مترادف ہے کہ انسان رات کو کوئی کام کرے اور پھر صبح ہونے پر پھر دوسروں کو بتاتا پھرے۔[2] پس وہ لوگ جو گناہ کرتے ہیں اور خود اپنے گناہوں

---

[1] (ابن ماجه، کتاب التجارات، حدیث نمبر: ۲۲۱۵)

[2] (صحیح البخاری، کتاب الادب، حدیث نمبر: ۵۶۰۸)

سے پردے اُٹھاتے ہیں اُن کے اوپر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت ڈالی ہے، اُن کو خطرناک مجرم قرار دیا ہے۔ پس ان دو باتوں کو ملا کر غلط نتیجے نہ نکالیں۔ جب میاں بیوی کی شادیاں ہو جائیں اس کے بعد میاں کا یا بیوی کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ پرانی باتیں جن پر خدا تعالیٰ نے پردے ڈالے ہوئے ہیں اُن کو ایک دوسرے پر کھولیں۔ اگر کوئی ایسی بات ہے جس کے متعلق یہ خطرہ ہے کہ وہ بعد میں ظاہر ہو گی اور پھر تعلقات تلخ ہونگے، اس لئے عقل کا تقاضا یہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بھی یہی کہتی ہے کہ پہلے ہی بات کھول دو لیکن بعض ایسے جہلاء ہیں جو اپنی اچھی بھلی شادی کو بالکل اپنے ہاتھوں سے برباد کر دیتے ہیں۔..... اپنی بعض ایسی کمزوریوں کو پیش کرنا جن کے متعلق یہ خیال ہو کہ اگر براہ راست علم ہو تو سخت نقصان پہنچے گا، یہ تقویٰ کے خلاف نہیں بلکہ تقویٰ کے عین مطابق ہے۔ لیکن اگر خدا نے پردے ڈھانپے ہوں تو کئی بدیاں ہیں جو چھپی ہوئی غیروں کے سامنے نہیں ہیں تو اُن کی تشہیر کرنا تو بہت ہی پرلے درجے کی حماقت ہے بلکہ خودکشی ہے ..... میاں بیوی کے تعلقات میں ایسی باتیں بے وجہ کھولنا جو ماضی کا حصہ بن چکیں دفن ہو گئی، یہ نیکی نہیں بلکہ بے وقوفی ہے لیکن بعض دفعہ یہی چیزیں جو ہیں جو معاشرے میں عام گند بن کر پھیل جاتی ہیں اور غالباً یہی بڑی حکمت ہے جس کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہر کو نہایت ہی ظالم اور گناہ گار قرار دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے بدیوں سے شرم نہیں کرتا وہی ہے جو باہر بیٹھ کر یہ باتیں کرتا ہے اور بظاہر سچ بول رہا ہے لیکن ایسا سچ ہے جو خدا کے نزدیک جھوٹ سے بھی بدتر ہے۔ اس میں دو گناہ ہیں، ایک یہ گناہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ستاری کے پردے کو خود اپنے ہاتھوں سے چاک کر رہا ہے اور دوسرا گناہ یہ ہے کہ ایسی باتوں سے معاشرہ گندہ ہوتا ہے۔ وہ نوجوان جن کی مجالس میں یہ باتیں ہوں کہ رات ہم نے یہ گناہ کیا، رات یہ بدمعاشیاں کیں، فلاں جگہ ہم نے یوں کیا، وہ ایک تو بے حیائی کے اور خدا کی ستاری کے پردہ چاک کرنے کے مرتکب تو ہیں ہی لیکن وہ نسبتاً کم گناہ گار جن کی مجلس میں بیٹھے ہوتے ہیں اُن کے دلوں میں گناہ کے

ولولے بھر دیتے ہیں، بڑے اُن کے دلوں میں جوش پیدا ہوتے ہیں، بڑی اُمنگیں پیدا ہوتی ہیں کہ اچھا ہم بھی یہی کر کے دیکھیں گے۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین عطا ہوا ہے نہایت ہی متوازن ہے اور اس کی ایک ایک بات میں بڑی گہری حکمت ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا احسان فرمایا۔ جب ایک طرف قول سدید کا حکم ہے، دوسری طرف مجاہر کے مضمون کو خوب کھول کر سامنے پیش کر دیا، دیکھو مجاہر نہ بننا۔ اس سے تم بھی گناہ گار ہو گے، خدا کے ناشکرے بنو گے اور سوسائٹی میں فحشاء پھیلا دو گے۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۷، اگست ۱۹۹۲ء، جلد ۱۱ صفحہ ۵۴۷ تا ۵۴۹)

بَاب ٦١: الْكِبْرُ

تکبر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ثَانِيَ عِطْفِهِ (الحج: ١٠) مُسْتَكْبِرٌ فِي نَفْسِهِ. عِطْفُهُ رَقَبَتُهُ.

اور مجاہد نے کہا: ثَانِيَ عِطْفِهِ سے مراد ہے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے۔ عِطْفُهُ کے معنی ہیں اپنی گردن۔

٦٠٧١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ الْقَيْسِيُّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَاعِفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ.

اطرافه: ٤٩١٨، ٦٦٥٧۔

۶۰۷۱: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ معبد بن خالد قیسی نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت حارثہ بن وہب خزاعیؓ سے، حضرت حارثہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنتی نہ بتاؤں؟ ہر کمزور جو عاجزی سے زندگی بسر کرتا ہے، وہ جو اگر اللہ کو بھی قسم دے تو اس کی قسم کو ضرور ہی پورا کرے۔ کیا میں تمہیں دوزخی نہ بتاؤں؟ ہر ایک اکھڑ، بد خلق، مغرور۔

٦٠٧٢: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى

۶۰۷۲: اور محمد بن عیسیٰ نے کہا کہ ہشیم نے ہم سے

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ.

بیان کیا کہ حمید طویل نے ہمیں بتایا۔ حضرت انس بن مالکؓ نے ہم سے بیان کیا، کہا: اہل مدینہ کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی بھی (اپنی حاجات کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر آپؐ کو جہاں چاہتی لے جاتی۔

تشریح: الْكِبْرُ: تکبر۔ اَلْكِبْرُ کے معنی بڑائی اور عظمت کے ہیں۔ لسان العرب میں ہے کہ لفظ اَلْكِبْرِيَاءُ ذات اور وجود کے کمال کا مفہوم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی اس لفظ سے متصف نہیں کیا جاسکتا۔ (لسان العرب - کبر) امام راغبؒ نے لکھا ہے کہ کبر، تکبر اور استکبار قریب المعنی الفاظ ہیں۔ كِبْرٌ اُس حالت کو کہتے ہیں کہ انسان خود پسندی میں مبتلا ہو کر کسی صفت کو اپنے ساتھ مخصوص سمجھ لے اور یہ کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں سے ممتاز اور بڑا خیال کرنے لگ جائے۔ اور سب سے بڑا تکبر اللہ تعالیٰ سے متعلق یعنی قبولِ حق سے انکار اور عبادت سے انحراف کرنا ہے۔ (المفردات فی غریب القرآن - کبر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرضیکہ تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہیئے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بُو آوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو۔

صوفی کہتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاقِ رذیلہ کے بہت سے جنّ ہیں اور جب یہ نکلنے لگتے ہیں تو نکلتے رہتے ہیں مگر سب سے آخری جنّ تکبر کا ہوتا ہے جو اس میں رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے۔ بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے۔ اس لیے تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہیئے۔ بعض وقت یہ تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے۔ دولت مند متکبر دوسروں کو کنگال سمجھتا ہے اور کہتا

ہے کہ یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبر ہوتا ہے، سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے۔ ایک عورت سیّدانی تھی، اسے پیاس لگی۔ وہ دوسرے کے گھر میں جا کر کہنے لگی کہ اُمّتی تُو پانی تو پلا مگر پیالہ کو دھولینا کیونکہ تم اُمّتی ہو اور مَیں سیّدانی اور آلِ رسول ہوں۔

بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ ایک شخص غلط بولتا ہے تو یہ جھٹ اس کا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اس کو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قسمیں تکبر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچانے سے روک دیتی ہیں۔ ان سب سے بچنا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۶۱۳، ۶۱۴)

بَاب ٦٢: الْهِجْرَةُ

ملاقات ترک کرنا

وَقَوْلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔

٦٠٧٣، ٦٠٧٤، ٦٠٧٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَوْفُ بْنُ مَالِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ وَهُوَ ابْنُ أَخِي عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّهَا أَنَّ عَائِشَةَ حُدِّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِي بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ وَاللهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا فَقَالَتْ

۶۰۷۳، ۶۰۷۴، ۶۰۷۵: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: عوف بن مالک بن طفیل جو کہ حارث کے بیٹے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ کے ان کی ماں کی طرف سے بھتیجے ہیں، نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہؓ کو بتایا گیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کسی خرید و فروخت یا عطیہ کے متعلق جو حضرت عائشہؓ نے عطا کیا تھا، کہا: اللہ کی قسم! حضرت عائشہؓ کو رُکنا ہو گا ورنہ میں

أَهُوَ قَالَ هَذَا قَالُوا نَعَمْ قَالَتْ هُوَ لِلَّهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَّا أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِينَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ لَا وَاللهِ لَا أُشَفِّعُ فِيهِ أَبَدًا وَلَا أَتَحَنَّثُ إِلَى نَذْرِي فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ وَهُمَا مِنْ بَنِي زُهْرَةَ وَقَالَ لَهُمَا أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِي عَلَى عَائِشَةَ فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيعَتِي فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ مُشْتَمِلَيْنِ بِأَرْدِيَتِهِمَا حَتَّى اسْتَأْذَنَا عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَا السَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ أَنَدْخُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ ادْخُلُوا قَالُوا كُلُّنَا قَالَتْ نَعَم ادْخُلُوا كُلُّكُمْ وَلَا تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِي وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلَّا مَا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ

جائیداد وغیرہ میں ان کے ہر ایک تصرف کو روک دوں گا۔ (یہ سن کر) حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کیا اُس نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اللہ کے لئے میرے واسطے اب یہ نذر ہے کہ میں ابن زبیرؓ سے کبھی بات نہیں کروں گی۔ جب یہ قطع تعلق لمبی ہوگئی تو ابن زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس سفارش کروائی تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس کے متعلق کوئی سفارش ہرگز قبول نہیں کروں گی اور نہ ہی میں اپنی نذر توڑوں گی، جب اس بات نے اتنا طول کھینچا کہ ابن زبیرؓ کو دو بھر معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن اسوَد بن عبد یغوثؓ سے بات کی، اور وہ دونوں بنو زُہرہ میں سے تھے اور ان سے کہا: میں آپ دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ ضرور مجھے حضرت عائشہؓ کے پاس لے جاؤ کیونکہ اُن کے لئے جائز نہیں کہ میرے ساتھ قطع تعلقی کی نذر مانیں۔ چنانچہ حضرت مسورؓ اور حضرت عبد الرحمٰنؓ اپنی چادریں لپیٹے ہوئے ابن زبیرؓ کو ساتھ لئے آئے اور حضرت عائشہؓ کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی۔ ان دونوں نے کہا: السَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ کیا ہم اندر آئیں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: آجاؤ۔ انہوں نے کہا: ہم سب ہی؟ انہوں نے کہا: ہاں تم سب ہی آجاؤ۔ اور وہ نہیں جانتی تھیں کہ ان دونوں کے

وَيَقُولَانِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيجِ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِي وَتَقُولُ إِنِّي نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتَّى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَأَعْتَقَتْ فِي نَذْرِهَا ذَلِكَ أَرْبَعِينَ رَقَبَةً وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوعُهَا خِمَارَهَا.

ساتھ ابن زبیرؓ ہیں۔ جب وہ اندر آئے تو ابن زبیرؓ بھی پردہ کے اندر آ گئے اور جا کر حضرت عائشہؓ سے لپٹ گئے اور لگے ان کو قسمیں دینے اور رونے۔ اور حضرت مسورؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بھی ان کو قسمیں دیتے تھے کہ آپؓ ضرور اس سے بات کریں اور اس کی معذرت قبول کریں اور وہ دونوں کہتے تھے کہ نبی ﷺ نے جو قطع تعلقی سے منع فرمایا وہ آپؓ جانتی ہی ہیں۔ کیونکہ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔ جب انہوں نے حضرت عائشہؓ کو بہت کچھ حدیثیں یاد دلائیں اور مجبور کیا تو انہوں نے بھی ان کو نصیحت کرنی شروع کی اور رونے لگیں اور کہنے لگیں: میں نے نذر مانی ہے اور نذر کا معاملہ مشکل ہوتا ہے۔ وہ دونوں ان سے کہتے سنتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ابن زبیرؓ سے بات کی اور اپنی اس نذر میں چالیس غلام آزاد کئے۔ اس کے بعد اپنی اس نذر کو یاد کرتیں اور اتنا روتیں کہ اُن کے آنسو اُن کی اوڑھنی کو تر کر دیتے۔

اطرافه: ۳۵۰۳، ۳۵۰۵۔

٦٠٧٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ

۶۰۷۶: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ حسد کرو اور نہ

اللّٰهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ.

ایک دوسرے کی ملاقات ترک کرو اور بھائی بھائی ہو کر اللہ کے بندے بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے رکھے۔

طرفہ: ٦٠٦٥۔

٦٠٧٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ.

۶۰۷۷: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عطاء بن یزید لیثی سے، عطاء نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کو جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ملیں تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی منہ پھیر لے اور دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

طرفہ: ٦٢٣٧۔

تشریح: الْهِجْرَةُ: یعنی ملاقات ترک کرنا۔ علامہ عینی بیان کرتے ہیں کہ یہ باب قطع تعلقی کی مذمت کے بارے میں ہے۔ الْهِجْرَة کے معنی ہیں اپنے مؤمن بھائی سے آمنا سامنا ہونے کے وقت کلام نہ کرنا اور اکٹھے ہونے پر ایک دوسرے سے اعراض کرنا۔ یہاں وطن کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جانا مراد نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۲ صفحہ ۱۴۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"کہہ دیتے ہیں کہ فلاں سے ہماری بول چال اس لئے بند ہے یا قطع تعلقی اس لئے کی ہوئی ہے کہ فلاں وقت اس نے مجھے تکلیف پہنچائی تھی اور باوجود کوشش کے ہماری صلح نہیں ہوئی اور یہ نہیں ہوا اور وہ نہیں ہوا، شکوے اور شکایتیں ہوتی ہیں تو اب میں نے بھی یہ عہد کر لیا ہے کہ میں اس سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ تو یہ غلط قسمیں ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ حکم تو یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے قطع تعلقی نہ کرو۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷، فروری ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۱۶۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہر بات جو ناپسند ہے اُس پر لڑائی شروع کر دینا معاملہ کو بلاوجہ طول دینا اور تفرقہ وشقاق کی صورت پیدا کر کے مقاطعہ تک نوبت پہنچانا اور بول چال بند کر دینا ہرگز ایک مومن کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اگر ہر شخص کو اِس امر کی اجازت دی جائے کہ وہ جس سے چاہے بول چال بند کر دے جس سے چاہے تفرقہ اختیار کر لے تو قوم کی ٹوٹتے ٹوٹتے کوئی حیثیت ہی باقی نہیں رہ جاتی... اِس فعل کو قومی جرم قرار دیا جائے اور انہیں نصیحت کی جائے کہ مقاطعہ کرنا یا بول چال بند کر دینا جائز نہیں ہے۔"

(انوار العلوم، خدام الاحمدیہ کے لیے تین اہم باتیں، جلد ۱۷ صفحہ ۳۹۴)

بَاب ٦٣: مَا يَجُوزُ مِنَ الْهِجْرَانِ لِمَنْ عَصَى

جس نے معصیت کی ہو اس کی ملاقات کو ترک کرنا جو جائز ہے

وَقَالَ كَعْبٌ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا وَذَكَرَ خَمْسِينَ لَيْلَةً.

اور حضرت کعبؓ نے جبکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے، کہا: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہمارے ساتھ بات چیت کرنے سے روک دیا اور انہوں نے پچاس راتوں کا ذکر کیا۔

٦٠٧٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ قَالَتْ قُلْتُ وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِنَّكِ إِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً قُلْتِ بَلَى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ سَاخِطَةً قُلْتِ لَا

٦٠٧٨: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ بیان کرتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ میں تمہاری ناراضگی اور خوشی کو پہچان لیتا ہوں۔ کہتی تھیں: میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ یہ کیونکر پہچانتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: کیوں نہیں، محمدؐ کے ربّ

وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ، لَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ.

کی قسم۔ اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو: نہیں، ابراہیم کے ربّ کی قسم۔ کہتی تھیں: میں نے کہا: ہاں، میں صرف آپؐ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔

طرفہ: ۵۲۲۸۔

تشریح: مَا يَجُوزُ مِنَ الْهِجْرَانِ لِمَنْ عَصَى: جس نے معصیت کی ہو اس کی ملاقات کو ترک کرنا جو جائز ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لوگ کہتے ہیں کہ اپنی قوم کے نظام کے لیے بھی کسی سے کلام کرنے کو روکنا جائز نہیں۔ حالانکہ اگر اپنی قوم کا نظام قائم رکھنے کے لیے کسی سے کلام کرنے کو روکنا جائز نہیں تو سب سے پہلے مجرم حضرت موسیٰؑ ہیں جنہوں نے سامری کو حکم دے دیا کہ تُو جب بھی بنی اسرائیل کے پاس سے گذرے تو یہ کہا کر کہ موسیٰؑ کے حکم کے مطابق میرے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھے۔ حقیقت یہ ہے کہ قومی نظام کے مطابق قطع تعلقی ایمان کے مظاہرہ کا نام ہے اور اسے مقاطعہ نہیں کہا جاسکتا۔ اگر یہ مقاطعہ ہے تو چاہیئے کہ ہر مسلمان اپنے بچوں کو پنڈتوں کے پاس پڑھنے کے لئے بھیجا کرے تا کہ وہ وید کی باتیں سیکھیں یا عیسائی پادریوں کے پاس بھیجا کرے تا کہ وہ اُن سے انجیل کی باتیں سیکھیں۔ سارے پاکستان اور مصر میں شور مچا ہوا ہے کہ عیسائی سکولوں میں استادوں کو انجیل پڑھانے کی اجازت نہ ہو ورنہ ایسے سکولوں میں مسلمان بچوں کو داخل کرنے سے منع کر دیا جائے۔ اگر جوش ایمان کے ماتحت ان لوگوں سے جو ظاہر میں قوم کے ساتھ شامل ہو کر فریب کرتے ہیں کسی قوم کا اپنی مرضی سے انقطاع کرنا ناجائز ہے تو پھر تو کوئی قوم اپنے ایمان کی حفاظت کر ہی نہیں سکتی۔ اگر کسی کے باپ کو کوئی گالی دیتا ہے تو وہ اس سے کلام نہیں کرتا۔ کیا اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ مقاطعہ کر رہا ہے یا یہ کہا جاتا ہے کہ وہ غیرت کا ثبوت دیتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی گروہ میں شامل ہو کر اس گروہ کے عقاید کیخلاف آہستہ آہستہ اس کے نوجوانوں کو ورغلائے اور والدین اپنے بچوں کو اس سے ملنے سے روکیں تو یہ بھی بائیکاٹ نہیں غیرت ایمانی ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ طٰہٰ، زیر آیت اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ، جلد ۵ صفحہ ۴۶۲)

نیز فرمایا:

"یہ جو مقاطعہ کیا جاتا ہے اور لوگوں کو ملنے سے روکا جاتا ہے، یہ ایسے ہی مقامات پر کیا جاتا ہے جہاں یہ ثابت ہو جائے کہ اس شخص نے جماعت کے خلاف خفیہ کارروائیاں کیں۔ پس جو لوگ خفیہ کارروائیاں کرتے ہیں اور ان کے کاموں میں سازش کا دخل ہوتا ہے ان سے قطع تعلق کا حکم دیا جاتا ہے۔ لیکن وہ شخص جس کا فعل انفرادی حیثیت رکھتا ہو اُس کے متعلق سلسلہ کبھی ایسا حکم نہیں دیتا۔ غرض قطع تعلق کا اعلان انہی لوگوں کے متعلق کیا جاتا ہے جن کے فعل میں سازش پائی جاتی ہو اور یہ ثابت ہو کہ وہ خفیہ طور پر لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر جماعت میں فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے ۱۹۲۴ء میں بعض لوگوں کے بہائی ہونے پر ہم نے اُن کے ساتھ تعلقات قطع کرنے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ اُن کے متعلق یہ ثابت ہو گیا تھا کہ وہ ظاہر میں ہمارے ہم خیال تھے مگر اندر اندر لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے تھے۔ چنانچہ دو تین آدمی انہوں نے اپنے ساتھ ملا بھی لئے تھے۔ اسی طرح ہماری اور سزاؤں میں بھی فرق ہے۔ مثلاً بعض کو جماعت سے خارج نہیں کیا جاتا صرف اُن سے مقاطعہ کا حکم دیا جاتا ہے۔ جیسے درد صاحب جب لندن گئے اور اُس موقع پر بعض لڑکوں نے خلافِ شریعت حرکات کیں تو اُن سے بولنا منع کر دیا گیا تھا مگر انہیں جماعت سے خارج نہیں کیا گیا اور اس قسم کا مقاطعہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جن کا وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا (التوبۃ:۱۱۹) میں ذکر کیا گیا ہے اُن سے بولنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا تھا۔ غرض نہ بولنے کی سزا اخراج از جماعت سے لازم ملزوم نہیں۔ یہ اُسی وقت سزا دی جاتی ہے جب اختلاف کی تہہ میں خفیہ سازشیں کام کر رہی ہوں۔"

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۹، جولائی ۱۹۳۷ء، جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۱)

نیز فرمایا:

"صرف تین آدمی جو سینکڑوں کے لشکر میں سے پیچھے رہ گئے تھے ان کو سخت ملامت کی اور ان میں سے ایک کا بائیکاٹ کر دیا حالانکہ جب رومی لشکر تھا ہی نہیں تو تین چھوڑ کر تین ہزار آدمی بھی نہ جاتا تو اسلام کا کیا نقصان تھا۔ قرآن کو تو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ

یہ پیچھے رہنے والے بڑے عقلمند تھے اور جو لوگ اپنی فصلیں تباہ کر کے گرمی میں محمد رسول اللہؐ کے ساتھ گئے وہ بڑے احمق تھے۔ اس واقعہ میں ہم کو یہ بتایا گیا ہے کہ واقعہ خواہ کچھ بھی نہ ہو اگر مسلمان کو پتہ لگ جائے کہ منافق دین کے لئے کوئی خطرہ ظاہر کر رہے ہیں تو ساری امت مسلمہ کو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑا ہو جانا چاہیئے اور جو کوئی اس میں سستی کرے گا وہ مسلمانوں میں سے نہیں سمجھا جائے گا اور مسلمانوں کو اس سے مقاطعہ کرنا ہو گا۔ اب تبوک کے واقعہ کو دیکھو جو قرآنِ کریم میں تفصیل کے ساتھ بیان ہے اور دیکھو کہ... جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اتنی چھوٹی سی بات کو اتنا کیوں بڑھایا جا رہا ہے اور کیا ان کے ساتھ بولنا چالنا احمدیوں کے لئے جائز ہے۔ اگر وہ احمدی کہلا سکتے ہیں اور ان کے ساتھ بولنا چالنا جائز ہے تو پھر قرآن اور محمد رسول اللہ نے تبوک کے موقع پر غلطی کی ہے جس وقت کہ معاملہ چھوٹا ہی نہیں تھا بلکہ تھا ہی نہیں اور پھر وہ لوگ بتائیں کہ حضرت عثمانؓ کے وقت میں شرارت کرنے والے لوگوں کو حقیر قرار دینے والے لوگ کیا بعد میں اسلام کو جوڑ سکے۔ اگر وہ اس وقت منافقوں کا مقابلہ کرتے تو نہ ان کا کوئی نقصان تھا نہ اسلام کا کوئی نقصان تھا مگر اس وقت کی غفلت نے اسلام کو بھی تباہ کر دیا اور اتحادِ اسلام کو بھی برباد کر دیا۔"

(انوار العلوم، منافقین کے تازہ فتنہ کے متعلق پیغامات واعلانات، جلد ۲۵ صفحہ ۳۱۸، ۳۱۹)

بَاب ٦٤: هَلْ يَزُورُ صَاحِبَهُ كُلَّ يَوْمٍ أَوْ بُكْرَةً وَعَشِيًّا

کیا اپنے ساتھی سے ملنے ہر روز (ایک دفعہ) جائے یا صبح کو بھی اور شام کو بھی

٦٠٧٩: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ

۶۰۷۹: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے روایت کی۔ اور لیث نے کہا: عقیل نے مجھ سے بیان کیا۔ ابن شہاب نے کہا: عروہ بن زبیر نے مجھے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ نے

لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْهِمَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قَالَ قَائِلٌ هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَ إِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي بِالْخُرُوجِ.

کہا: جب سے میں نے اپنے ماں باپ کے متعلق ہوش سنبھالی ہے یہی جانتی ہوں کہ وہ اسی دین کے پابند تھے اور کوئی دن بھی اُن پر نہ گزرتا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس دن کے دونوں وقت صبح اور شام نہ آتے ہوں۔ ایک دن ٹھیک دوپہر کے وقت ہم حضرت ابو بکرؓ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرہے ہیں۔ آپؐ ایسے وقت میں آئے کہ آپؐ اس میں ہمارے پاس نہیں آیا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: اِس کی وجہ کوئی خاص بات ہے جو پیش آئی ہے جو اِس گھڑی میں ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے (یہاں سے) نکلنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

أطرافه: ٤٧٦، ٢١٣٨، ٢٢٦٣، ٢٢٦٤، ٢٢٩٧، ٣٩٠٥، ٤٠٩٣، ٥٨٠٧۔

بَاب ٦٥: الزِّيَارَةُ

ملاقات کے لئے جانا

وَمَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ. وَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ عِنْدَهُ.

اور جو لوگوں کو ملنے جائے پھر ان کے ہاں کھانا کھائے۔ اور حضرت سلمان (فارسیؓ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابو درداءؓ سے ملنے گئے اور انہوں نے ان کے ہاں کھانا کھایا۔

٦٠٨٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ

٦٠٨٠: محمد بن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب (ثقفی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد

عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَ أَهْلَ بَيْتٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ أَمَرَ بِمَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَنُضِحَ لَهُ عَلَى بِسَاطٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُمْ.

حذاء سے، خالد نے انس بن سیرین سے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک خاندان کو ملنے گئے اور آپؐ نے ان کے ہاں کھانا کھایا۔ جب آپؐ نے جانے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے اس گھر میں ایک جگہ کے متعلق حکم دیا تو آپؐ کے لیے ایک چٹائی کو پانی ڈال کر صاف کیا گیا۔ پھر آپؐ نے اس پر نماز پڑھی اور ان کے لئے دعا کی۔

اطرافہ: ٦٧٠، ١١٧٩۔

بَاب ٦٦: مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُودِ

جس نے نمائندوں کے ملنے کے لئے اپنے تئیں آراستہ کیا

٦٠٨١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ قَالَ لِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَا الْإِسْتَبْرَقُ قُلْتُ مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيبَاجِ وَخَشُنَ مِنْهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُولُ رَأَى عُمَرُ عَلَى رَجُلٍ حُلَّةً مِّنْ إِسْتَبْرَقٍ فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اشْتَرِ هَذِهِ فَالْبَسْهَا لِوَفْدِ النَّاسِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ فَمَضَى فِي ذَلِكَ مَا مَضَى

۶۰۸۱: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالصمد (بن عبدالوارث) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہا: یحییٰ بن ابی اسحاق نے مجھے بتایا۔ وہ کہتے تھے: مجھے سالم بن عبداللہ نے پوچھا: استبرق کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا: وہ دیباج جو موٹا اور کھردرا ہو۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کے پاس استبرق کا ایک جوڑا دیکھا تو وہ اس جوڑے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! آپؐ اس کو خرید لیں اور لوگوں کے نمائندوں سے ملاقات کرنے کے لئے جب وہ آپؐ کے پاس آئیں اسے پہنا کریں۔ آپؐ نے

ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِحُلَّةٍ فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهَذِهِ وَقَدْ قُلْتَ فِي مِثْلِهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتُصِيبَ بِهَا مَالًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِي الثَّوْبِ لِهَذَا الْحَدِيثِ.

فرمایا: ریشمی کپڑا تو وہی پہنتا ہے جس کے لئے (بھلائی کا) کوئی حصہ نہ ہو۔ پھر اس واقعہ پر ایک مدت گزری جو گزری۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک جوڑا بھیجا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسے لے آئے اور کہنے لگے: آپؐ نے مجھے یہ بھیجا ہے حالانکہ آپؐ اس قسم کے جوڑے کے متعلق وہ کچھ کہہ چکے ہیں جو کہہ چکے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے تو تم کو اس لئے بھیجا تھا کہ تم اس کو بیچ کر کچھ مال حاصل کرو۔ چنانچہ اس حدیث کی وجہ سے حضرت ابن عمرؓ کپڑے میں ریشمی بیل بوٹے بھی ناپسند کرتے تھے۔

أطرافُه: ٨٨٦، ٩٤٨، ٢١٠٤، ٢٦١٢، ٢٦١٩، ٣٠٥٤، ٥٨٤١، ٥٩٨١۔

تشریح: مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُودِ: جس نے نمائندوں کے ملنے کے لئے اپنے تئیں آراستہ کیا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دوسری قوم کے لیڈروں کا اتنا اکرام تھا کہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ إِذَا جَاءَ كُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوْهُ۔ یعنی جب تمہارے پاس کسی قوم کا رئیس اور لیڈر آئے تو اس کی واجبی عزت کیا کرو۔ اور آپؐ نے باوجود ذاتی طور پر انتہائی سادگی کے اپنے لئے ایک خاص لباس رکھا ہوا تھا تاکہ دوسری قوم کے وفدوں کی ملاقات کے وقت پہنا جائے۔ اس میں اپنی خواہش کا کوئی دخل نہیں تھا بلکہ محض دوسری اقوام کا اکرام ملحوظ تھا۔ مرض الموت میں صحابہ سے فرمایا: میری وفات کے بعد وفدوں کے اکرام میں فرق نہ آنے دینا۔" (مضامین بشیر، انسانیت کا کامل نمونہ، جلد ۳ صفحہ ۷۰۶)

بَاب ٦٧: الْإِخَاءُ وَالْحِلْفُ

بھائی چارہ اور (دوستی کا) عہد و پیمان

وَقَالَ أَبُو جُحَيْفَةَ آخَى النَّبِيُّ اور حضرت ابو جحیفہؓ (وہب بن عبد اللہ) نے کہا کہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ اور حضرت ابودرداءؓ کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا: جب ہم مدینہ میں آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور حضرت سعد بن ربیعؓ کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔

٦٠٨٢: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

۶۰۸۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حمید (طویل) سے، حمید نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب حضرت عبدالرحمٰنؓ ہمارے پاس آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اور حضرت سعد بن ربیعؓ کو بھائی بھائی بنایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو) فرمایا: ولیمہ کرو گو ایک بکری ہی سہی۔

أطرافه: ٢٠٤٩، ٢٢٩٣، ٣٧٨١، ٣٩٣٧، ٥٠٧٢، ٥١٤٨، ٥١٥٣، ٥١٥٥، ٥١٦٧، ٦٣٨٦۔

٦٠٨٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِي.

۶۰۸۳: محمد بن صباح نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن زکریا نے ہمیں بتایا۔ عاصم (بن سلیمان اَحوَل) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا: کیا آپؓ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں حلف نہیں؟ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں قریش اور انصار کے درمیان عہد و پیمان کرائے۔

أطرافه: ٢٢٩٤، ٧٣٤٠۔

تشریح: الْإِخَاءُ وَالْحِلْفُ: بھائی چارہ اور (دوستی کا) عہد و پیمان۔ حدیث الباب میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ اور دوسرا یہ کہ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ۔ ان دونوں میں جو بظاہر تضاد نظر آتا ہے اس کی تطبیق یہ کی گئی ہے کہ جس حلف کی نفی ہے وہ ظلم و تعدی والا حلف ہے اور جس کا اثبات ہے وہ مظلوم کی مدد اور محروم طبقہ کو اُن کا حق دلانا اور انصاف کا قیام اور ہر نیک کام میں باہمی تعاون کا بیان ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۶۱۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دیکھو مَیں تمہیں دردِ دل سے کہتا ہوں کہ وحدت بڑی چیز ہے اور ہر قسم کی کامیابیوں کی جڑ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اس کا مزہ چکھا ہے۔ ان کی قوم ایک کسمپُرس حالت میں تھی۔ صرف وحدت کے ذریعے ساری دُنیا میں عظیم الشّان اور مظفّر و منصور ہو گئی۔ جب تک ہر ایک آدمی اپنے اغراض کو چھوڑ کر دوسرے کی ہمدردی میں فنا نہ ہو جاوے یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔" (حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ ۵۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے۔ پردہ پوشی کی جاوے۔ جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ ایک شخص کا بیٹا ہو اور اس سے کوئی قصور سرزد ہو تو اُس کی پردہ پوشی کی جاتی ہے اور اس کو الگ سمجھایا جاتا ہے۔ بھائی کی پردہ پوشی۔ کبھی نہیں چاہتا کہ اس کے لئے اشتہار دے۔ پھر جب خدا تعالیٰ بھائی بناتا ہے تو کیا بھائیوں کے حقوق یہی ہیں؟ دنیا کے بھائی اخوت کا طریق نہیں چھوڑتے میں مرزا نظام الدین وغیرہ کو دیکھتا ہوں کہ ان کی اباحت کی زندگی ہے۔ مگر جب کوئی معاملہ ہو تو تینوں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ فقیری بھی الگ رہ جاتی ہے۔ بعض وقت انسان، جانور، بندر یا کتے سے بھی سیکھ لیتا ہے۔ یہ طریق نامبارک ہے کہ اندرونی پھوٹ ہو۔ خدا تعالیٰ نے صحابہ کو بھی یہی طریق و نعمتِ اخوت یاد دلائی ہے۔ اگر وہ سونے کے پہاڑ بھی خرچ کرتے تو وہ اخوت اُن کو نہ ملتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان کو ملی۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اسی قسم کی اخوت وہ یہاں قائم کرے گا۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۶۵)

بَاب ٦٨: التَّبَسُّمُ وَالضَّحِكُ

مسکرانا اور ہنسنا

وَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكْتُ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللهَ هُوَ أَضْحَكَ وَ أَبْكَى (النجم: ٤٤).

اور حضرت فاطمہ علیہ السلام نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایک راز کی بات فرمائی اور میں ہنس پڑی اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) اللہ ہی ہے جس نے ہنسایا اور رُلایا۔

٦٠٨٤: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزَّبِيرِ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزَّبِيرِ وَإِنَّهُ وَاللهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا مِثْلُ هَذِهِ الْهُدْبَةِ لِهُدْبَةٍ أَخَذَتْهَا مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ وَأَبُو بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لِيُؤْذَنَ لَهُ فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِي أَبَا بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ

۶۰۸۴: حبان بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رفاعہ قرظیؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور اس کو قطعی طلاق دی۔ تو اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیرؓ نے اس سے نکاح کر لیا پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی: یارسول اللہ! وہ رفاعہؓ کے پاس تھی اور اس نے اس کو تین طلاقوں میں سے آخری طلاق بھی دے دی اور اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیرؓ نے اس سے نکاح کر لیا اور بات یہ ہے کہ اللہ کی قسم یارسول اللہ! اس کے ساتھ تو ایسا ہی ہے۔ اپنی اوڑھنی کے کنارے کو لے کر کہا: اس کنارے کی طرح ہی ہے۔ عروہ کہتے تھے: اور اس وقت حضرت ابوبکرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور سعید بن عاص کے بیٹے (خالدؓ) حجرے کے دروازے پر بیٹھے تھے تا انہیں اندر آنے کی

أَلَا تَزْجُرُ هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَزِيدُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ.

اجازت دی جائے۔ یہ سن کر خالدؓ پکارنے لگے: ابوبکرؓ ابوبکرؓ! کیا آپؓ اس کو اس بات سے ڈانٹتے نہیں جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھول کر بیان کر رہی ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسکرائے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: شاید تم چاہتی ہو کہ رفاعہؓ کے پاس پھر چلی جاؤ۔ اس وقت تک نہیں جب تک کہ تم اس سے مزہ نہ اٹھاؤ اور وہ تم سے مزہ نہ اٹھائے۔

أطرافه: ٢٦٣٩، ٥٢٦٠، ٥٢٦١، ٥٢٦٥، ٥٣١٧، ٥٧٩٢، ٥٨٢٥۔

٦٠٨٥: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يَسْأَلْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي

۶۰۸۵: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح بن کیسان سے، صالح نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے، عبدالحمید نے محمد بن سعد سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی۔ اس وقت آپؐ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں تھیں جو آپؐ سے خرچ مانگ رہی تھیں اور آپؐ سے بہت مطالبے کر رہی تھیں۔ ان کی آوازیں آپؐ کی آواز سے زیادہ بلند تھیں۔ جب حضرت عمرؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو جلدی سے پردے میں چلی گئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی۔ وہ آئے اور نبی صلی اللہ

فَقَالَ عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي لَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَّهَبْنَ يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ فَقَالَ يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَمْ تَهَبْنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ إِنَّكَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ.

علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ آپؐ کو ہمیشہ ہنستا رکھے، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے ان عورتوں سے تعجب ہوا، جو (ابھی) میرے پاس تھیں۔ جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ زیادہ مستحق ہیں کہ وہ آپؐ سے جھینپیں۔ پھر وہ ان عورتوں سے مخاطب ہوئے اور کہنے لگے: اری اپنی جانوں کی دشمن! کیا تم مجھ سے جھینپتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں جھینپتی۔ وہ بولیں: تم بہت اکھڑ اور سخت مزاج ہو، رسول اللہ ﷺ ایسے نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب بھی شیطان تم سے کسی راستے پر چلتے ہوئے ملا تو ضرور ہی اس نے تمہارا راستہ چھوڑ کر کوئی اور راستہ لیا۔

اطرافہ: ۳۲۹۴، ۳۶۸۳۔

٦٠٨٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّائِفِ قَالَ إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا

۶۰۸۶: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے ابوالعباس (سائب) سے، ابوالعباس نے حضرت (عبداللہ) ابن عمرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں تھے تو آپؐ نے فرمایا: ہم انشاء اللہ کل لوٹیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے کہا: ہم تو نہیں

نَبْرَحُ أَوْ نَفْتَحَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ قَالَ فَغَدَوْا فَقَاتَلُوهُمْ قِتَالًا شَدِيدًا وَكَثُرَ فِيهِمْ الْجِرَاحَاتُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ قَالَ فَسَكَتُوا فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِالْخَبَرِ كُلِّهِ.

جائیں گے جب تک کہ اس کو فتح نہ کر لیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل صبح لڑائی شروع کر دو۔ چنانچہ وہ صبح کو لڑنے کے لئے گئے اور ان سے نہایت سختی سے لڑائی کی اور انہیں بہت زخم لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم انشاء اللہ کل لَوٹ جائیں گے۔ حضرت عبداللہؓ کہتے تھے: یہ سن کر وہ سب خاموش رہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ حمیدی نے کہا کہ ہم سے سفیان (بن عیینہ) نے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔

أطرافه: ٤٣٢٥، ٧٤٨٠۔

٦٠٨٧: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ لِي قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ قَالَ إِبْرَاهِيمُ الْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ تَصَدَّقْ بِهَا قَالَ عَلَى أَفْقَرَ مِنِّي وَاللهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ

۶۰۸۷: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں ہلاک ہو گیا، رمضان میں مَیں اپنی بیوی سے مباشرت کر بیٹھا۔ آپؐ نے فرمایا: ایک گردن آزاد کر دو۔ کہنے لگا: میرے پاس نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: دو مہینے لگاتار روزے رکھو۔ کہنے لگا: میں نہیں رکھ سکتا۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ وہ کہنے لگا: میں اس کی بھی طاقت نہیں پاتا۔ اتنے میں آپؐ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ ابراہیم نے کہا: عَرَق ٹوکرے کو کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: مسئلہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ فَأَنْتُمْ إِذًا.

پوچھنے والا کہاں ہے؟ تم یہ صدقہ میں دے دو۔ کہنے لگا: کیا اُس کو جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو؟ اللہ کی قسم! مدینہ کے دو پتھریلے میدانوں کے درمیان کوئی بھی گھر والے ایسے نہیں جو ہم سے زیادہ محتاج ہوں۔ نبی ﷺ اتنا ہنسے کہ آپؐ کے دانت ظاہر ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا: تب تم ہی لے لو۔

أطرافه: ١٩٣٦، ١٩٣٧، ٢٦٠٠، ٥٣٦٨، ٦١٦٤، ٦٧٠٩، ٦٧١٠، ٦٧١١، ٦٨٢١۔

٦٠٨٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً قَالَ أَنَسٌ فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَثَّرَتْ فِيهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ.

٦٠٨٨: عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے، اسحاق نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا اور آپؐ پر نجرانی چادر تھی جس کا حاشیہ موٹا تھا۔ اتنے میں ایک گنوار آپؐ سے آملا اور آپؐ کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گردن کے اس حصے کو دیکھا جو کندھے سے ملا ہوتا ہے۔ (دیکھا کہ) اس کے زور سے کھینچنے سے چادر کے حاشیہ نے اس پر نشان ڈال دئے تھے۔ (کھینچ کر) وہ کہنے لگا: محمدؐ! اللہ کے اس مال سے جو تمہارے پاس ہے مجھے بھی کچھ دینے کے لئے حکم دو۔ تو آپؐ نے مڑ کر اس کو دیکھا اور ہنس دئے اور پھر اس کو دینے کے لئے فرمایا۔

اطرافه: ٣١٤٩، ٥٨٠٩۔

٦٠٨٩: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي.

۶۰۸۹: (محمد بن عبداللہ) ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) ابن ادریس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے، اسماعیل نے قیس (بن ابی حازم) سے، قیس نے حضرت جریرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب سے میں مسلمان ہوا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پردہ نہیں کروایا اور جب بھی آپؐ نے دیکھا تو ضرور آپؐ مجھ سے خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

اطرافہ: ۳۰۲۰، ۳۰۳۶، ۳۰۷۶، ۳۸۲۳، ٤٣٥٥، ٤٣٥٦، ٦٣٣٣۔

٦٠٩٠: وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا.

۶۰۹۰: میں نے آپؐ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھتا تو آپؐ نے میرے سینہ میں اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا: اے اللہ! اس کو مضبوطی سے بیٹھنے کی توفیق دے اور اسے راہبر بنا، راہ راست پر چلا۔

اطرافہ: ۳۰۳۵، ۳۸۲۲۔

٦٠٩١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ. فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ أَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۶۰۹۱: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے حضرت زینب بنت اُم سلمہؓ سے، حضرت زینبؓ نے حضرت اُم سلمہؓ سے روایت کی کہ حضرت اُم سُلیمؓ نے کہا: یارسول اللہ! اللہ حق سے نہیں شرماتا۔ کیا عورت کے لئے بھی نہانا ضروری ہے جب اسے احتلام ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ جب وہ پانی دیکھے۔ یہ

وَسَلَّمَ فَبِمَ شَبَهُ الْوَلَدِ.

سن کر حضرت اُم سلمہؓ ہنس پڑیں اور کہنے لگیں: کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر بچے کی مشابہت اس سے کس لئے ہوتی ہے۔

أطرافه: ۱۳۰، ۲۸۲، ۳۳۲۸، ۶۱۲۱۔

٦٠٩٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ.

۶۰۹۲: یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا۔ کہا: (عبداللہ) ابن وہب نے مجھے بتایا۔ عمرو (بن حارث) نے ہمیں خبر دی کہ ابوالنضر (سالم بن ابی امیہ) نے ان کو بتایا۔ انہوں نے سلیمان بن یسار سے، سلیمان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ بیان کرتی تھیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا ہنستے کبھی نہیں دیکھا ایسا کہ میں آپؐ کا کوا دیکھتی۔ صرف مسکرایا ہی کرتے تھے۔

طرفه: ٤٨٢٨۔

٦٠٩٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ. وَ قَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ قَحَطَ الْمَطَرُ فَاسْتَسْقِ رَبَّكَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ وَمَا نَرَى مِنْ سَحَابٍ فَاسْتَسْقَى فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهُ إِلَى

۶۰۹۳: محمد بن محبوب نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ اور خلیفہ (بن خیاط) نے مجھ سے بیان کیا کہ یزید بن زُرَیع نے ہمیں بتایا۔ سعید نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص جمعہ کے دن مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے کہا: بارش نہیں ہوتی جس سے قحط پڑ گیا ہے اس لئے اپنے ربّ سے بارش کے لئے دعا مانگیں۔ آپؐ نے آسمان کی طرف دیکھا اور ہم

بَعْضٍ ثُمَّ مُطِرُوا حَتَّى سَالَتْ مَثَاعِبُ الْمَدِينَةِ فَمَا زَالَتْ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا تُقْلِعُ ثُمَّ قَامَ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ غَرِقْنَا فَادْعُ رَبَّكَ يَحْبِسْهَا عَنَّا فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِينَةِ يَمِينًا وَشِمَالًا يُمْطِرُ مَا حَوَالَيْنَا وَلَا يُمْطِرُ فِيهَا شَيْءٌ يُرِيهِمُ اللّٰهُ كَرَامَةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِجَابَةَ دَعْوَتِهِ.

اس وقت کوئی بادل نہیں دیکھتے تھے۔ آپؐ نے بارش کے لئے دعا کی۔ تو ایک کے بعد ایک بادل اٹھنے لگے۔ پھر اُن پر اتنی بارش برسی کہ مدینہ کے نالے بہنے لگے اور آئندہ جمعہ تک بارش ہوتی رہی، ٹھتی نہ تھی۔ پھر وہی شخص یا اس کے علاوہ کوئی اور اُٹھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے مخاطب تھے۔ اس نے کہا: ہم تو ڈوب گئے اس لئے اپنے ربّ سے دعا مانگیں کہ وہ ہم سے اس بارش کو روک دے۔ (یہ سن کر) آپؐ ہنس پڑے۔ پھر دعا کی: اے اللہ! (بارش) ہمارے ارد گرد برسے اور ہم پر نہ برسے، دو دفعہ یا تین دفعہ کہا۔ اتنے میں وہ بادل پھٹ کر مدینہ سے دائیں بائیں ہمارے آس پاس برسنے لگے اور مدینہ میں مطلق نہ برستے۔ اللہ ان کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور آپؐ کی دعا کی قبولیت دکھلا رہا تھا۔

أطرافُه: ۹۳۲، ۹۳۳، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۱، ۱۰۲۹، ۱۰۳۳، ۳۵۸۲، ۶۳۴۲۔

تشریح: التَّبَسُّمُ وَالضَّحِكُ: مسکرانا اور ہنسنا۔ انسان کا چہرہ اس کے اخلاق کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کسی نیکی کو بھی معمولی نہ سمجھو۔ جب کسی سے ملو تو تمہارے چہرے پر مسکراہٹ ہو۔ آنحضرت ﷺ کو دیکھنے والے، آپؐ سے ملنے والے اور آپؐ کا حلیہ بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے جب بھی آپؐ کو دیکھا، آپؐ کا چاند چہرہ مسکراتا اور دمکتا دیکھا۔ بہت بڑے بڑے ابتلاء آپؐ پر آئے اور مصائب والم کے پہاڑ آپؐ پر ٹوٹے مگر وہ آپؐ کے حسین چہرے کی مسکراہٹ نہ چھین سکے۔ آپؐ سے محبت کرنے والوں اور عاشقانِ صادق نے آپؐ کی ایک ایک ادا کو بیان کیا ہے اور صدیوں سے یہ انمول خزانہ محفوظ چلا آتا ہے۔ احادیث اور کتب سیرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے اور مسکرانے کے واقعات بکثرت بیان ہوئے ہیں۔ آج بڑی بڑی ترقی یافتہ قومیں اپنے انبیاء کی تعریف میں غلو کرنے میں اس حد تک بڑھ گئی ہیں کہ اپنے نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا تک کہہ دیا۔ صرف اس ایک خلق یعنی مسکرانے اور تبسم کے حوالہ سے آپ چاروں اناجیل متی، مرقس، لوقا

اور یوحنا دیکھ لیں۔ آپ کو کہیں حضرت یسوع مسیحؑ کے متعلق یہ نہیں ملے گا کہ وہ کبھی مسکرائے بھی تھے۔ ہمارا یقین بلکہ ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے انسانوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ تھے اور ہر خُلق میں اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک کامل نمونہ تھے۔ مسکراہٹ اور تبسم ان کے بنی اسرائیلی خدوخال کے خوبصورت اور حسین چہرہ کو چار چاند لگاتی اور سعید فطرت لوگوں کو اپنا گرویدہ کرتی تھی مگر ہم ان انجیوں کا ذکر کر رہے ہیں جو آج ان کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے اخلاق بیان کرنے میں اس قدر تہی دامن ہیں کہ ان میں کہیں ذکر نہیں کہ حضرت مسیحؑ ہنستے اور مسکراتے بھی تھے۔ مگر آنحضرت ﷺ کا یہ خلق بھی بڑی جامعیت سے روایات اور احادیث میں محفوظ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اعلیٰ اخلاق کا اظہار چہروں سے بھی ہوتا ہے۔ اگر کوئی ہر وقت اپنے چہرے پر بدمزگی طاری کئے رکھے اور سنجیدگی اور غصہ ظاہر ہو رہا ہو تو اندر جیسے مرضی اچھے اخلاق ہوں، دوسرا دیکھنے والا تو ایک دفعہ پریشان ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی کیفیت بھی کیا ہوتی تھی۔ روایات میں آتا ہے کہ ہر وقت چہرے پر مسکراہٹ ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن حارثؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ متبسم اور مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا۔[1] پھر... جریر بن عبداللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ اسلام لانے کے زمانے سے (یعنی جب سے وہ مسلمان ہوئے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کبھی بھی ملنے سے منع نہیں فرمایا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی انہیں دیکھتے تو مسکرا دیا کرتے تھے۔[2] حضرت اُمّ معبدؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو یوں بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دور سے دیکھنے میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور قریب سے دیکھنے میں انتہائی شیریں زبان اور عمدہ اخلاق والے تھے۔[3] دیکھ کے ہی پتہ لگ جاتا تھا کہ یہ شخص نرم خو، نرم دل ہے۔ جو حُسن دور سے دیکھنے پر ہر ظاہری حسن کو ماند کر دیتا تھا۔ کوئی بھی حسین چہرہ دیکھنے میں اس چہرے کے

---

[1] (الشفاء لقاضی عیاض، الباب الثانی، الفصل السادس عشر، حسن عشرته)

[2] (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ذکر جریر بن عبداللہ البجلی)

[3] (الشفاء لقاضی عیاض، الباب الثانی، الفصل الثالث، نظافته ﷺ)

مقابلے کا نہیں تھا۔ یہ حسن صرف ایسا حسن نہیں تھا جو دور سے ہی حسین نظر آتا ہو کہ واسطہ پڑنے پر کچھ اور نکلے بلکہ اس حسین چہرے سے جب ملاقات کا موقع پیدا ہوتا تھا تو آپؐ کے اعلیٰ اخلاق، آپ کی نرم اور میٹھی زبان اس حسن کو چار چاند لگا دیا کرتے تھے اور حضرت اُمّ معبدؓ نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کا بڑا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے کہ قریب سے دیکھنے سے انتہائی شیریں زبان اور عمدہ اخلاق والے تھے۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵، فروری ۲۰۰۵ء، جلد ۳ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲)

بَاب ٦٩: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (التوبة: ١٢٠)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے لوگو! جو ایمان لائے اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

وَمَا يُنْهَى عَنِ الْكَذِبِ.

اور یہ کہ جھوٹ سے روکا جائے۔

٦٠٩٤: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا.

۶۰۹۴: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے، حضرت عبداللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی رہنمائی کرتی ہے اور آدمی سچ بولتے بولتے صدیق ہو جاتا ہے اور جھوٹ بدکاری کی راہ دکھاتا ہے اور بدکاری دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتے بولتے آخر اللہ کے نزدیک بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

٦٠٩٥: حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ

۶۰۹۵: (محمد) ابن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

ابو سہیل نافع بن مالک بن ابی عامر سے، ابو سہیل نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی نشانی تین باتیں ہیں۔ جب وہ بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

أطرافه: ۳۳، ۲۶۸۲، ۲۷۴۹۔

٦٠٩٦: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي قَالَا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يَكْذِبُ بِالْكَذْبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۶۰۹۶: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ ابو رجاء (عمران) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے دو شخص دیکھے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ شخص جس کو تم نے دیکھا کہ اس کے جبڑے چیرے جاتے ہیں تو وہ کذاب ہے جو کہ جھوٹی بات کہتا تھا جو اس سے نقل کی جاتی۔ یہاں تک کہ چاروں طرف پہنچ جاتی۔ اب اس کے ساتھ روز قیامت تک ایسا ہی کیا جاتا رہے گا۔

أطرافه: ۸۴۵، ۱۱۴۳، ۱۳۸۶، ۲۰۸۵، ۲۷۹۱، ۳۲۳۶، ۳۳۵۴، ٤٦٧٤، ۷۰۴۷۔

تشریح: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ...: یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے اللہ سے ڈرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"صدق عربی زبان میں ایسا لفظ ہے کہ ہر صحیح اور امر واقعہ پر بولا جاتا ہے۔ چور کو پکڑتے ہیں تو کہتے ہیں: الکذب الکذب۔ عمدہ تلوار کو بھی صدق ہی کہتے ہیں۔ اَخُوْثِقَةٍ، اَخُوْصِدْقٍ۔ سچّے علوم کے مطابق عمل درآمد کا نام ہے صدق۔ راست

بازوں کے ساتھ ہو جانا ایک کارِ اہم ہے اور بڑی بھاری قربانی۔"
(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۳۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"صحبت میں بڑا شرف ہے۔ اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر صادقوں کی صحبت ایک روح صدق کی نفخ کر دیتی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبۃ:۱۱۹) فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۶۰۹)

نیز فرمایا:

"اصلاح نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے: كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (التوبۃ:۱۱۹) یعنی جو لوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔ اس سے پہلے فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ (التوبۃ:۱۱۹) یعنی ایمان والو! تقویٰ اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے..... پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہیئے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اصلاحِ نفس کے لیے كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کا حکم دیا ہے۔ جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت ہی کے رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کئے بغیر نہ رہے گی اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آجائے گا۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۵۰۵، ۵۰۶)

فرمایا:

"شریعت کی کتابیں حقائق اور معارف کا ذخیرہ ہوتی ہیں۔ لیکن حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں مل سکتی جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے۔ اسی لیے قرآن شریف فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (التوبۃ:۱۱۹) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان

اور اتقاء کے مدارج کامل طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جب تک صادق کی معیّت اور صحبت نہ ہو، کیونکہ اس کی صحبت میں رہ کر وہ اس کے انفاسِ طیّبہ، عقد ہمت اور توجہ سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۶۳)

فرمایا:

"یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہؓ بیٹھے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللّٰهُ اللّٰهُ فِيْ أَصْحَابِيْ۔ گویا صحابہؓ خدا کا رُوپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ اُن کو ملتا اگر دُور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خدا کا قُرب، بندگانِ خدا کا قرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (التوبۃ:۱۱۹) اس پر شاہد ہے۔ یہ ایک سرّ ہے جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ مامور من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کر سکتا، بلکہ وہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسبِ موقع اُن کی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً وہ اُن کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں، جو آج ہی تقریر سُن کر چلے جاویں اور بعض باتیں اس میں اُن کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں، تو وُہ محروم گئے، لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے۔ وُہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول، صفحہ ۳۵۱)

بَاب ۷۰: الْهَدْيُ الصَّالِحُ

اچھے چال چلن کے متعلق

۶۰۹۷: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمُ الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ شَقِيقًا قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ إِنَّ أَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا

۶۰۹۷: اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے ابو اسامہ سے پوچھا: کیا اعمش نے تم سے بیان کیا؟ میں نے شقیق سے سنا کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت حذیفہؓ (بن یمان)

وَسَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَابْنُ أُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِينِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهِ لَا نَدْرِي مَا يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ إِذَا خَلَا.

سے سنا۔ وہ کہتے تھے: لوگوں میں سے وضع قطع اور سیرت اور چال ڈھال میں جو شخص رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہ ہے وہ ابن اُم عبد (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ) ہی ہیں اس وقت سے کہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتے ہیں اس وقت کہ وہ اپنے گھر کو لوٹتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ اپنے گھر والوں میں جب تنہا ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں۔

طرفہ: ۳۷۶۲۔

٦٠٩٨: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُخَارِقٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۰۹۸: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مخارق (بن خلیفہ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت طارق (بن شہابؓ) سے سنا۔ انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) کہتے تھے: سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین روِش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روِش ہے۔

طرفہ: ۷۲۷۷۔

تشریح: الْهَدْيُ الصَّالِحُ: اچھے چال چلن کے متعلق۔ لفظ اَلْهَدْيُ کے معنی واضح کر کے بتا دینا، دِکھا دینا اور آگے آگے چل کر پہنچا دینا ہیں۔ (اقرب الموارد- هدی) علامہ ابن اثیر نے هَدْيٌ کے معنی سیرت، ہیئت اور طریقہ بیان کیے ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۵۴) عنوان باب اور زیر باب حدیث سے امام بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ڈھال، روش اور طرز سے، آپؐ کے حُسنِ صورت اور حسنِ سیرت سے آپؐ کی شخصیت کا دلربا نقش پیش کر کے آپؐ کے رنگ میں رنگین اور صحبت سے فیض پانے والوں میں سے ایک مثال حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی دی ہے جو آپؐ کی حسین زندگی کا نہایت دلکش نمونہ، بروز اور ظلّ تھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت ﷺ نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے۔ آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر منعم علیہم کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو

سکتا ہے جن پر نبوّت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپؐ نے جو راہ اختیار کی وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے، اس راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ ایجاد کرنا، خواہ وہ بظاہر کتنی ہی خوش کُن معلوم ہوتی ہو، میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی سچی اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپؐ کی اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے، گوہر مقصود اس کے ہاتھ نہیں آسکتا۔... آنحضرت ﷺ کو اسی لئے اُسوۂ حسنہ فرمایا: لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:۲۲) آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چلو اور ایک ذرہ بھر بھی اِدھر یا اُدھر ہونے کی کوشش نہ کرو۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷)

بَاب ۷۱: الصَّبْرُ فِي الْأَذَى

تکلیف پر صبر کرنا

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى: إِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (الزمر:۱۱)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: إِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ... یعنی صبر کرنے والوں کو ہی ان کا اجر بغیر حساب کے بڑھ چڑھ کر دیا جائے گا۔

۶۰۹۹: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ.

طرفہ: ۷۳۷۸۔

۶۰۹۹: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے روایت کی، کہا: اعمش نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے، سعید نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے، ابوعبدالرحمٰن نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ سے بڑھ کر کوئی بُری بات پر جسے اس نے سنا ہو صبر کرنے والا نہیں۔ یہ (بُری بات) کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کا ایک بیٹا ہے پھر بھی اس کے باوجود وہ ان کو تندرستی دیتا ہے اور ان کو رزق بھی دیتا ہے۔

٦١٠٠: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيقًا يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً كَبَعْضِ مَا كَانَ يَقْسِمُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَاللهِ إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ قُلْتُ أَمَا لَأَقُولَنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَسَارَرْتُهُ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَغَضِبَ حَتَّى وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَخْبَرْتُهُ ثُمَّ قَالَ قَدْ أُوذِيَ مُوسَى بِأَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَصَبَرَ.

۶۱۰۰: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے شقیق سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم کیا ویسے ہی جیسا کہ آپؐ تقسیم کیا کرتے تھے تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا: اللہ کی قسم یہ تو ایسی تقسیم ہے کہ اس سے اللہ کی رضامندی نہیں چاہی گئی۔ میں نے کہا: میں تو یہ بات نبی ﷺ سے ضرور کہوں گا۔ چنانچہ میں آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ اپنے صحابہ میں بیٹھے تھے۔ میں نے آپؐ سے چپکے سے یہ بات کہی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بہت شاق گزری اور آپؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور رنجیدہ ہوئے۔ آپؐ کو ایسا رنج پہنچا کہ میں نے آرزو کی کاش کہ میں نے آپؐ کو نہ بتایا ہوتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: موسیٰؑ کو بھی اس سے زیادہ ستایا گیا اور انہوں نے صبر کیا۔

أطرافه: ٣١٥٠، ٣٤٠٥، ٤٣٣٥، ٤٣٣٦، ٦٠٥٩، ٦٢٩١، ٦٣٣٦۔

تشریح: الصَّبْرُ فِي الْأَذَى: تکلیف پر صبر کرنا۔ زیر باب روایات سے امام بخاری نے صبر کے اس پہلو کو اُجاگر کیا ہے کہ صبر کی یہ قسم کہ جب کوئی آپ کی ذات پر اور عزت اور شان پر حملہ کرے تو اس وقت صبر کا نمونہ دکھانا۔ امام بخاری نے دو مثالیں پیش کی ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مثال اور نمونہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اول اللہ تعالیٰ کی ذات کے صبر کا نمونہ، کہ وہ فرماتا ہے: مجھے سب سے زیادہ بُری بات یہ لگتی ہے کہ کوئی یہ کہے کہ میرا بیٹا ہے۔ مگر اتنی کڑوی اور اتنی ناپاک اور غصہ دلانے والی بات سن کر بھی خدا تعالیٰ اپنا یہ نمونہ دکھاتا ہے کہ وہ ان لوگوں کو معاف فرماتا ہے، انہیں بیماریوں اور تکالیف سے صحت اور تندرستی دیتا ہے اور رزق دیتا ہے۔ یہ ہے اعلیٰ ترین حوصلے اور صبر کی بات۔ اور دوسری مثال امام بخاری نے خدا تعالیٰ کے مظہر اتم اور بروز کامل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور شان اور عزت پر حملہ کرنے والوں کے خلاف آپؐ نے کوئی

انتقامی کاروائی نہیں کی بلکہ اپنے متبعین اور عشاق کو بھی صبر کا نمونہ دکھانے کے لئے اپنا نمونہ اور اسوہ پیش فرمایا کہ دیکھو اگر میری ذات پر حملے ہوتے ہیں تو میں پہلا شخص نہیں ہوں۔ موسیٰؑ پر بھی یہ حملے کئے گئے۔ انہوں نے بھی صبر کیا، میں بھی صبر کرتا ہوں۔ پس تم بھی اس نمونہ کو اختیار کرو اور صبر دکھاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ کی سیرت کے اس پہلو ایک موقعہ پر بیان فرمایا کہ مَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِہٖ فِی شَیْءٍ قَطُّ[1] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی امر میں اپنے نفس کے لئے انتقام نہیں لیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"صبر ایک ایسا خلق ہے، اگر کسی میں پیدا ہو جائے یعنی اس طرح پیدا ہو جائے جو اس کا حق ہے تو انسان کی ذاتی زندگی بھی اور جماعتی زندگی میں بھی ایک انقلاب آ جاتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھتا ہے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳، فروری ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

نیز فرمایا:

"صبر کرنے والوں کے لئے کتنی بڑی خوشخبری ہے کہ ہلکی سی بھی تکلیف پر صبر کرنے والے کے صبر کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا، بغیر اجر دیئے نہیں جانے دیتا اور خطائیں اور غلطیاں معاف فرماتا ہے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳، فروری ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۱۲۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ صبر کے معنی اور اس کی مختلف صورتیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"صبر کے اصل معنے تو رُکنے کے ہیں۔ مگر اس لفظ کے استعمال کے لحاظ سے اس کے مختلف معانی ہیں۔ چنانچہ اس کے ایک معنے تَرْکُ الشِّکْوٰی مِنْ اَلَمِ الْبَلْوٰی لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی جب کوئی مصیبت اور ابتلاء وغیرہ انسان کو پہنچے اور اسے تکلیف ہو تو خدا تعالیٰ کے سوا دوسروں کے پاس اس کی شکایت نہ کرنا صبر کہلاتا ہے، ہاں اگر وہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی بے کسی کی شکایت کرتا ہے تو یہ صبر کے منافی نہیں۔ چنانچہ لغت کی کتاب اقرب الموارد میں لکھا ہے: اِذَا دَعَا اللّٰہَ الْعَبْدُ فِی کَشْفِ الضُّرِّ عَنْہُ لَا یُقْدَحُ فِی صَبْرِہٖ جب بندہ خدا تعالیٰ سے اپنی مصیبت کے دور کرنے کے لئے دعا کرتا ہے تو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اس نے بے صبری دکھائی ہے۔ کلیات ابی البقاء میں لکھا ہے کہ صبر انسان کی ایک اعلیٰ درجہ کی صفت ہے اور

[1] (صحیح البخاری، کتاب الأدب، بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، روایت نمبر ۶۱۲۶)

مختلف حالات میں اس کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ أَمَّا فِي الْمُحَارَبَةِ فَشُجَاعَةٌ اگر لڑائی میں انسان استقامت سے کام لے اور مشکلات سے نہ گھبرائے تو اُسے شجاعت کہتے ہیں۔ وَفِي إِمْسَاكِ النَّفْسِ عَنِ الْفُضُوْلِ أَيْ عَنْ طَلَبِ مَا يَفْضُلُ عَنْ قَوَامِ الْمَعِيشَةِ فَقَنَاعَةٌ وَعِفَّةٌ اور اگر ضروریات زندگی سے زائد چیزوں کے متعلق انسان اپنی خواہشات کو ترک کر دے اور نفس کو روک لے تو اُسے قناعت اور عفت کہتے ہیں۔

چونکہ صبر کے اصل معنی رُکنے کے ہوتے ہیں اس لئے محققین لغت نے لکھا ہے کہ اَلصَّبْرُ صَبْرَانِ، صَبْرٌ عَلٰى مَا تَهْوِيْ وَصَبْرٌ عَلٰى مَا تَكْرَهُ یعنی صبر کی دو قسمیں ہیں۔ جس چیز کی انسان کو خواہش ہو اُس سے باز رہنا بھی صبر کہلاتا ہے اور جس چیز کو ناپسند کرتا ہو لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ آجائے اُس پر شکوہ نہ کرنا بھی صبر کہلاتا ہے....

قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے صبر اصل میں تین قسم کا ہوتا ہے۔ پہلا صبر تو یہ ہے کہ انسان جزع فزع سے بچے۔ جیسے قرآن کریم میں آتا ہے: وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ (لقمان:۱۸) تجھے جو کچھ تکلیف پہنچے اُس پر تُو صبر سے کام لے یعنی جزع فزع نہ کر۔ دوسرے نیک باتوں پر اپنے آپ کو روک رکھنا یعنی نیکی کو مضبوط پکڑ لینا۔ اِن معنوں میں یہ لفظ اس آیت میں استعمال ہوا ہے: فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ○ (الدھر:۲۵) یعنی اپنے ربّ کے حکم پر قائم رہ اور انسانوں میں سے گنہگار اور ناشکر گزار کی اطاعت نہ کر۔

پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قدر احکام قرب الٰہی کے حصول کے لئے دیئے گئے ہیں اُن پر استقلال سے قائم رہنا اور اپنے قدم کو پیچھے نہ ہٹانا بھی صبر کہلاتا ہے۔

تیسرے معنے اِس کے بدی سے رُکے رہنے کے ہیں۔ اِن معنوں میں یہ لفظ اس آیت میں استعمال ہوا ہے کہ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (الحجرات:۶) یعنی اگر وہ تجھے بلانے کے لئے گناہ سے باز رہتے اور اس وقت تک انتظار کرتے جب تک کہ تو باہر نکلتا تو یہ اُن کے لئے بہت اچھا ہوتا مگر اب بھی وہ اصلاح کر لیں تو بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا

اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ، جلد ۲ صفحہ ۲۸۳، ۲۸۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

"صبر بڑا جوہر ہے۔ جو شخص صبر کرنے والا ہوتا ہے اور غصے سے بھر کر نہیں بولتا اس کی تقریر اپنی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ اس سے تقریر کراتا ہے... صبر جیسی کوئی شے نہیں مگر صبر کرنا بڑا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرتا ہے جو صبر سے کام لے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۵۱۷)

بَاب ۷۲: مَنْ لَّمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ

جو ناراضی کے اظہار کے وقت لوگوں سے مخاطب نہ ہو

٦١٠١: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَّسْرُوقٍ قَالَتْ عَائِشَةُ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً.

طرفہ: ۷۳۰۱۔

۶۱۰۱: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مسروق سے روایت کی کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیا، لوگوں کو بھی اس کے کرنے کی اجازت دی۔ بعض لوگوں نے اس سے پرہیز کیا۔ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ آپؐ نے ان کو مخاطب کیا، اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا: بعض لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کام کے کرنے سے بالا سمجھتے ہیں کہ جس کو میں کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں ان سے بڑھ کر اللہ کو جانتا ہوں اور ان سے زیادہ اس سے خشیت کرتا ہوں۔

٦١٠٢: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ أَبِي عُتْبَةَ

۶۱۰۲: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہمیں خبر دی۔ شعبہ نے قتادہ سے روایت کی کہ میں نے

مَوْلَى أَنَسٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ.

عبداللہ سے جو کہ حضرت انسؓ کے غلام ابوعتبہ کے بیٹے تھے سنا۔ عبداللہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم کیا کرتے تھے جو اپنے پردے میں رہتی ہے۔ جب آپؐ کسی ایسی چیز کو دیکھتے کہ آپؐ اس سے نفرت کرتے تو ہم یہ (نفرت) آپؐ کے چہرے سے پہچان لیتے۔

اطرافہ: ۳۵۶۲، ۶۱۱۹۔

تشریح: مَنْ لَّمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ: جو ناراضی کے اظہار کے وقت لوگوں سے مخاطب نہ ہو۔ علامہ عینیؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ باب لوگوں پر غصہ کے موقع پر حیا کرتے ہوئے اُن کی طرف متوجہ نہ ہونے کے بارے میں ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۵۶) روایت نمبر ۶۱۰۱ کو امام مسلمؒ نے ابو معاویہ کی سند سے نقل کیا ہے۔ اس میں فَغَضِبَ حَتَّى بَانَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ کے الفاظ زائد ہیں۔[1] یعنی بعض لوگوں کا عمل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی ناگوار گزرا کہ ناراضی آپؐ کے چہرے سے عیاں تھی۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب فرمانا آیا عنوانِ باب سے بے ربط اور متناقض تو نہیں؟ اس کا جواب علامہ ابن بطال نے یہ دیا ہے کہ عنوانِ باب سے یہ مراد نہیں کہ کسی دینی حرمت کی ہتک و توہین کے موقع پر غضب کا اظہار نہ کیا جائے۔ یہاں صرف یہ مقصود ہے کہ اپنے نفس اور اپنی ذات کے لیے غصہ اور غضب کے تابع نہ ہوا جائے۔ ایسے موقع پر صبر اور برداشت کا نمونہ دکھانے کا ہی اسوہ قابلِ تقلید ہے۔ نیز مُوَاجَهَةٌ سے یہاں تعیین و تخصیص کے ساتھ متوجہ ہونا مراد ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تعیّن تمام لوگوں سے عمومی طور پر خطاب فرمایا۔ اس لیے حدیث اور عنوان کے مابین تناقض نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷) (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۶۳۰، ۶۳۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”قوتِ برداشت جو آپؐ کے اندر نظر آتی ہے یہ ایک ایسی بے مثال چیز ہے جس کا نمونہ ہمیں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ آپؐ بیشک نصیحت بھی کرتے، لوگوں کو اُن کی بُرائیوں سے منع بھی فرماتے اور ناراضگی کے موقع پر ناراضگی کا بھی اظہار فرماتے مگر طبیعت آپؐ کے قابو سے کبھی باہر نہیں ہوتی تھی۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ الانشراح، زیر آیت اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ، جلد ۹ صفحہ ۱۳۶)

---

[1] (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، بَابُ عِلْمِهِ ﷺ بِاللهِ تَعَالَى وَشِدَّةِ خَشْيَتِهِ)

بَاب ۷۳: مَنْ أَكْفَرَ أَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ

جس نے اپنے بھائی کو بغیر کسی وجہ کے کافر ٹھہرایا تو پھر وہ خود ویسے ہی ہے جو اُس نے کہا

٦١٠٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا. وَقَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۱۰۳: محمد (بن یحییٰ ذہلی) اور احمد بن سعید (دارمی) نے ہم سے بیان کیا کہ ان دونوں نے کہا: عثمان بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مبارک نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، یحییٰ نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے بھائی سے یوں کہے: اے کافر۔ تو پھر اُن میں سے ایک نے اپنے کفر کا اقرار کر لیا۔ اور عکرمہ بن عمار نے یحییٰ سے نقل کیا۔ یحییٰ نے عبداللہ بن یزید سے روایت کی کہ انہوں نے ابوسلمہ سے سنا۔ ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت کی۔

٦١٠٤: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا.

۶۱۰۴: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے، عبداللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھی اپنے بھائی سے کہا: اے کافر۔ تو اُن میں سے ایک نے یقیناً اس کفر کا اقرار کر لیا۔

٦١٠٥: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

۶۱۰۵: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ.

وہیب نے ہمیں بتایا۔ ایوب (سختیانی) نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت ثابت بن ضحاکؓ سے، حضرت ثابتؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی جھوٹی قسم کھائی۔ پھر وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا۔ اور جس نے اپنے تئیں کسی چیز سے مار ڈالا تو اس کو جہنم کی آگ میں اس چیز سے سزا دی جائے گی۔ اور مؤمن پر لعنت کرنا ایسا ہی ہے جیسا اس کو مار ڈالنا۔ اور جس نے مؤمن پہ کفر کا الزام لگایا۔ یہ بھی ایسا ہی ہے جیسا اس نے اُسے قتل کیا۔

أطرافُه: ١٣٦٣، ٤١٧١، ٤٨٤٣، ٦٠٤٧، ٦٦٥٢۔

تشریح: مَنْ أَكْفَرَ أَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيلٍ: جس نے اپنے بھائی کو بغیر کسی وجہ کے کافر ٹھہرایا۔ مسلمان کی جو تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے جو شخص اس پر پورا اترتا ہے اسے کافر کہنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ فرماتا ہے: قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (الحجرات:۱۵)[1] باوجود یہ کہ ایمان ان کے دلوں میں نہیں مگر ان کے اسلام کو قبول کیا گیا ہے۔ قرآن کریم بعض مواقع پر ایمان کو اسلام کے معنوں میں استعمال کرتا ہے اور ایک مومن یا مسلم کی یہ تعریف بیان کرتا ہے کہ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء:۹۵) کہ جو تمہیں السلام علیکم کہے اُسے یہ نہ کہو کہ وہ مومن نہیں۔ یہاں مومن کا لفظ مسلم کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی تعریف یہ فرمائی: مَنْ تَلَفَّظَ بِالإِسْلاَمِ۔[2] یعنی جن لوگوں نے اسلام کا زبان سے اقرار کیا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا: مَنْ صَلَّى صَلاَتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ۔[3] یعنی جو شخص ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”بادیہ نشین کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ تُو کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن صرف اتنا کہا کرو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں جبکہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔“

[2] (صحیح البخاری، کِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ كِتَابَةِ الإِمَامِ النَّاسَ، روایت نمبر ۳۰۶۰)

[3] (صحیح البخاری، کِتَابُ الصَّلاَةِ، بَابُ فَضْلِ اسْتِقْبَالِ القِبْلَةِ، روایت نمبر ۳۹۱)

طرف منہ کرے اور ہمارا ذبح کردہ جانور کھائے۔ پس یہ وہ مسلمان ہے جس کے لیے اللہ کی امان ہے اور اُس کے رسول کی امان ہے۔ پس اس تعریف پر پورا اُترنے والا مسلمان ہے۔ جو اسے کافر کہے گا وہ کفر اُسی پر اُلٹ جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہم تو اس ایمان پر قائم ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن صرف اتنا ہی نہیں فرمایا بلکہ کچھ اور بھی فرمایا ہے..... وہ یہ ہے کہ جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے گا وہ کفر اُلٹا اس پر پڑے گا اور وہ کافر بن جائے گا۔ .....انسان کا کام کافر بنانا نہیں نہ دیندار بنانا ہے قرآن کریم نے اس کی وضاحت کی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ ہلاک کرنا چاہے تم اسے جا کر کیسے ہدایت دے دو گے۔ قرآن کریم کہتا ہے ہدایت بھی اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے اور کفر کا فتویٰ بھی اللہ تعالیٰ کا چلتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔..... کسی کلمہ گو کو کافر کہنے کا کسی کو حق نہیں ہے لیکن جو کلمہ گو کو کافر کہتا ہے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافر کہہ چکے ہیں ہمیں کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق خود ہی کافر بن گیا۔''

(خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۴، ستمبر ۱۹۷۰ء، جلد ۳ صفحہ ۳۲۱ تا ۳۲۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اس زمانہ کے اکثر ملا تکفیر میں مستعجل ہیں اور قبل اس کے جو کسی قول کی تہہ تک پہنچیں اس کے قائل کو کافر ٹھہرا دیتے ہیں..... علماء کا کسی کو کافر ٹھہرانا کوئی نئی بات نہیں۔ یہ عادت تو اس گروہ میں خاص کر اس زمانہ میں بہت ترقی کر گئی ہے اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو دین سے خارج کر رہا ہے لیکن اگر افسوس ہے تو صرف اس قدر کہ ایسے فتوے صرف اجتہادی غلطی کی ہی وجہ سے قابل الزام نہیں بلکہ بات بات میں خلافِ امانت اور تقویٰ عمل میں آتا ہے اور نفسانی حسدوں کو درپردہ مدِ نظر رکھ کر دینی مسائل کے پیرایہ میں اس کا اظہار ہوتا ہے۔ کیا تعجب کا مقام نہیں کہ ایسے نازک مسئلہ میں کافر قرار دینے میں اس قدر مُنہ زوری دکھلائی جائے کہ ایک شخص بار بار خود اپنے اسلام کا اقرار کرتا ہے اور ان تہمتوں سے اپنی بریت ظاہر کر رہا ہے جو موجب کفر ٹھہرائی گئی ہیں مگر پھر بھی اس کو کافر ٹھہرایا جاتا ہے اور لوگوں کو

تلقین کی جاتی ہے کہ باوجود اقرار کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور باوجود توحید اور ماننے عقائد ضروریہ اسلام اور پابندی صوم وصلوٰۃ اور اہل قبلہ ہونے کے پھر بھی کافر ہے اور دیگر مشرکین اور کفار کی طرح ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور کبھی اس سے باہر نہیں ہوگا۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۱، ۳۲)

بَاب ٧٤: مَنْ لَّمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ مُتَأَوِّلًا أَوْ جَاهِلًا

جس نے اس شخص کو کافر نہ ٹھہرایا جس نے کسی کو معقول وجہ سے یا نادانستہ کافر کہا

وَقَالَ عُمَرُ لِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِنَّهُ نَافَقَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.

اور حضرت عمرؓ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے متعلق کہا کہ وہ منافق ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا پتہ شاید اللہ نے بدر والوں کو جھانک کر دیکھا ہو اور فرمایا ہو میں نے تمہیں بخش دیا۔

٦١٠٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا سَلِيمٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمُ الصَّلَاةَ فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ قَالَ فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلَّى صَلَاةً خَفِيفَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذًا فَقَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِأَيْدِينَا وَنَسْقِي بِنَوَاضِحِنَا وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى

٦١٠٦: محمد بن عبادہ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید نے ہمیں بتایا۔ سلیم (بن حیان) نے ہمیں خبر دی۔ عمرو بن دینار نے ہمیں بتایا۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر اپنی قوم میں آکر ان کو نماز پڑھاتے۔ ایک دفعہ (ان کو نماز پڑھاتے ہوئے) سورۂ بقرہ پڑھی۔ (حضرت جابرؓ) کہتے تھے: ایک شخص نے جماعت سے الگ ہو کر مختصر سی نماز پڑھ لی۔ حضرت معاذؓ کو یہ علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ وہ منافق ہے۔ اس شخص کو یہ خبر پہنچی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! ہم ایسے لوگ ہیں کہ جو اپنے ہاتھوں

بِنَا الْبَارِحَةَ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ فَتَجَوَّزْتُ فَزَعَمَ أَنِّي مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ ثَلَاثًا اقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى وَنَحْوَهُمَا.

سے محنت کرتے ہیں اور اپنے اونٹوں پر پانی لاتے ہیں۔ اور حضرت معاذؓ نے ہمیں گزشتہ رات نماز پڑھائی تو انہوں نے سورۂ بقرہ پڑھی۔ میں نے الگ (مختصر سی نماز) پڑھی اور حضرت معاذؓ نے کہا: میں منافق ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: معاذ! کیا تم ابتلاء میں ڈالنے والے ہو؟ وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰهَا اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور ایسی سورتیں پڑھا کرو۔

أطرافه: ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۵، ۷۱۱۔

٦١٠٧: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

۶۱۰۷: اسحاق (بن راہویہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوالمغیرہ (عبدالقدوس بن حجاج) نے ہمیں بتایا۔ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ زُہری نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حُمَید سے، حُمَید نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تم میں سے قسم کھائی اور اپنی قسم میں لات اور عزیٰ کا نام لیا۔ پھر چاہیئے کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار کرے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ میں تم سے جوا کھیلوں تو وہ صدقہ دے۔

أطرافه: ٤٨٦٠، ٦٣٠١، ٦٦٥٠۔

٦١٠٨: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَنَادَاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ وَإِلَّا

۶۱۰۸: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ حضرت عمر بن خطابؓ سے ایک قافلے میں جاتے ہوئے ملے اور وہ اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر فرمایا: دیکھو اللہ نے تمہیں اپنے باپ دادا کی قسمیں کھانے سے

فَلْيَصْمُتْ. منع فرمایا ہے۔ جس نے قسم کھانی ہو تو چاہیئے کہ وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔

أطرافُه: ٢٦٧٩، ٣٨٣٦، ٦٦٤٦، ٦٦٤٧، ٦٦٤٨، ٧٤٠١۔

تشریح: مَنْ لَّمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ مُتَأَوِّلًا أَوْ جَاهِلًا: جس نے اس شخص کو کافر نہ ٹھہرایا جس نے کسی کو معقول وجہ سے یا نادانستہ کافر کہا۔ آج کے زمانہ کے معاندین احمدیت دیگر باتوں کی طرح یہ بھی خلاف واقعہ اور خلاف حقیقت بات بیان کرتے ہیں کہ بانیٔ جماعت احمدیہ نے دیگر مسلمانوں کو پہلے کافر کہا جس کے ردّ عمل میں مسلمان علماء نے آپؑ کے خلاف کفر کے فتوے لگائے۔ ان کی یہ بات تاریخی واقعات اور حقائق کے منافی سراسر جھوٹ، کذب بیانی اور افتراء ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کم از کم تین سال تک ان دو سو علماء اور ان کے متبعین کو سمجھاتے رہے جنہوں نے آپؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا کہ تم اس کھیل میں نہ پڑو ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مطابق کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ کفر اسی پر اُلٹ جائے گا مگر وہ باز نہ آئے اور یوں اپنے ہی فتویٰ کفر کو اپنے اُوپر اُلٹا لیا اور وہ تھوک جو اس چاند چہرہ پر پھینکا انہی کے مونہوں پر جا پڑا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"جزئیات کے اختلاف کی وجہ سے کسی کو جھٹ پٹ کافر کہہ دینا اور ہمیشہ کے جہنم کا سزاوار اس کو ٹھہرانا یہ امر درحقیقت عند اللہ کوئی سہل اور معمولی بات نہیں بلکہ بہت ہی بڑا ہے اور جائے تعجب ہے کہ ایک شخص کلمہ گو ہو اور اہل قبلہ اور موحّد اور اللہ اور رسول کو ماننے والا اور ان سے سچی محبت رکھنے والا اور قرآن پر ایمان لانے والا ہو اور پھر کسی جزئی اختلاف کی وجہ سے وہ ایسا کافر ٹھہر جائے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر شمار ہو... وہ نہ صرف کافر بلکہ اس کا نام اکفر رکھا جائے یعنی ہمیشہ کی جہنم سے بھی اس کی سزا کچھ زیادہ ہو۔ اہل علم جانتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے اختلاف تھے اور ان میں سے کوئی بھی اختلاف سے بچ نہیں سکا۔ نہ صدیق نہ فاروق نہ دوسرا کوئی صحابی بلکہ مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ باوجود اپنی اس جلالت و شان کے جو علماء میں مسلّم ہے دینی امور میں تمام جماعت صحابہ سے پچاس مسئلہ میں مخالف تھے اور یہ مخالفت اس کمال تک پہنچ گئی تھی کہ بعض ایسے امور کو وہ حلال جانتے تھے جن کو دوسرے صحابہ حرام قطعی بلکہ صریح فسق سمجھتے

تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے گروہ کے لوگ معراج اور رؤیت باری کے بارے میں دوسرے صحابہ سے بکلّی مخالف تھے مگر کوئی کسی کو کافر نہیں کہتا تھا مگر یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ آیا کہ مولویوں نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہہ دینا اور ہمیشہ کے لئے جہنمی قرار دے دینا ایک ایسی سہل بات سمجھ لی کہ جیسے کوئی پانی کا گھونٹ پی لے۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۵۸ تا ۲۶۰)

بَاب ۷۵: مَا يَجُوزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللهِ

ناراض ہونا اور سختی کرنا جو جائز ہے اس لئے کہ اللہ حکم دیتا ہے

وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التحريم: ۱۰)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جَاهِدِ الْكُفَّارَ... یعنی کفار سے اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان کے مقابل پر مضبوط رہو۔

۶۱۰۹: حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ قِرَامٌ فِيهِ صُوَرٌ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ وَقَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُصَوِّرُونَ هَذِهِ الصُّوَرَ.

أطرافه: ۲۴۷۹، ۵۹۵۴، ۵۹۵۵۔

۶۱۰۹: یسرہ بن صفوان نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے قاسم (بن محمد) سے، قاسم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور گھر میں ایک پردہ تھا جس میں کچھ صورتیں تھیں۔ انہیں دیکھ کر آپؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپؐ نے پردہ کو لیا اور اس کو پھاڑ ڈالا۔ وہ بیان کرتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز جن لوگوں کو سخت سزا دی جائے گی اُن میں سے وہ بھی ہیں جو یہ صورتیں بناتے ہیں۔

۶۱۱۰: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا

۶۱۱۰: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی

قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا قَالَ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِّنْهُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ.

خالد سے روایت کی۔ قیس بن ابی حازم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت ابو مسعود (انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: میں صبح کی نماز فلاں شخص کی وجہ سے دیر کر کے پڑھتا ہوں کیونکہ وہ ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ (حضرت ابو مسعودؓ) کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی وعظ پر اتنا غصے میں نہیں دیکھا جتنا اس دن۔ کہتے تھے آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے کچھ نفرت دلانے والے ہیں اس لئے جو بھی تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے تو چاہیئے کہ وہ مختصر پڑھائے کیونکہ ان میں بیمار بھی اور بوڑھے بھی اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

أطرافه: ۹۰، ۷۰۲، ۷۰۴، ۷۱۵۹۔

٦١١١: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي رَأَى فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُخَامَةً فَحَكَّهَا بِيَدِهِ فَتَغَيَّظَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ اللهَ حِيَالَ وَجْهِهِ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ حِيَالَ وَجْهِهِ فِي الصَّلَاةِ.

۶۱۱۱: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں آپؐ نے مسجد کے قبلے میں ایک رینٹھ دیکھا۔ آپؐ نے اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچ ڈالا۔ آپؐ ناراض ہوئے اور فرمایا: تم میں سے کوئی جب نماز میں ہوتا ہے تو اللہ اس کے سامنے ہوتا ہے اس لئے وہ نماز میں اپنے منہ کے سامنے ہرگز نہ تھوکے۔

أطرافه: ٤٠٦، ٧٥٣، ١٢١٣۔

٦١١٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

۶۱۱۲: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل

بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے منبعث کے غلام یزید سے، یزید نے حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کے متعلق پوچھا آپؐ نے فرمایا: اس کو ایک برس تک شناخت کراؤ۔ اور پھر اس کا بندھن اور اس کا تھیلا پہچان رکھو اور اسے خرچ کر لو۔ اگر تو اُس کا مالک آ گیا تو اُسے وہ ادا کر دو۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! بھولی بھٹکی بکری جو ہو؟ آپؐ نے فرمایا: اس کو لے لو کیونکہ وہ یا تمہارے لئے ہے یا تمہارے بھائی کے لئے یا بھیڑیے کے لئے۔ کہنے لگا: یا رسول اللہ! بھولا بھٹکا اونٹ جو ہو؟ حضرت زیدؓ کہتے تھے: یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غصہ آیا کہ آپؐ کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے یا (کہا) آپؐ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا: تمہیں اس سے کیا واسطہ؟ اس کے ساتھ اس کا جوتا اور اس کا مشکیزہ ہے جب تک کہ اس کا مالک اسے مل جائے۔

أطرافه: ۹۱، ۲۳۷۲، ۲٤۲۷، ۲٤۲۸، ۲٤۲۹، ۲٤۳٦، ۲٤۳۸، ۵۲۹۲۔

٦١١٣: وَقَالَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ ح. وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ

۶۱۱۳: اور مکی (بن ابراہیم) نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن سعید نے بیان کیا۔ نیز محمد بن زیاد نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ عبداللہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا، کہا: عمر بن عبیداللہ کے غلام سالم ابونضر نے مجھے بتایا۔ انہوں

بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَيْرَةً مُخَصَّفَةً أَوْ حَصِيرًا فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَيْهَا فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاءُوا يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ ثُمَّ جَاءُوا لَيْلَةً فَحَضَرُوا وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مُغْضَبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ.

نے بُسر بن سعید سے، بُسر نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی چھال یا بوریا سے ایک چھوٹا سا حجرہ بنا لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر جا کر اس میں نماز پڑھنے لگے۔ (حضرت زیدؓ کہتے تھے:) یہ دیکھ کر لوگ بھی آپؐ کے پاس یکے بعد دیگرے آ کر آپؐ کے پیچھے آپؐ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ پھر وہ ایک رات آئے اور وقت پر پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس آنے میں دیر کر دی۔ آپؐ ان کے پاس باہر نہیں آئے تو انہوں نے اونچی آواز سے بولنا شروع کیا اور دروازے پر کنکریاں مارنے لگے۔ آپؐ ان کے پاس ناراضی میں باہر آئے اور آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: تمہارا یہ وطیرہ ایسا ہو گیا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم پر فرض ہو جائے گا۔ اس لئے تم اس نماز کو اپنے گھروں میں ہی پڑھا کرو کیونکہ آدمی کی بہتر نماز وہی ہے جو گھر میں پڑھی جائے سوائے اس نماز کے جو فرض کی گئی ہے۔

اطرافہ: ۷۳۱، ۷۲۹۰۔

تشریح: مَا يَجُوزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللّٰهِ: ناراض ہونا اور سختی کرنا جو جائز ہے اس لئے کہ اللہ حکم دیتا ہے۔ امام بخاری نے زیر باب قرآن کریم کی آیت جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التحریم: ۱۰)[1] اور پانچ روایات میں غصہ کے جواز اور اللہ تعالیٰ کے فرمان وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ سے غصہ کرنے کے حکم کو بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ غصہ بھی اخلاق میں سے ایک خلق ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ برمحل ہو اور یہی شرط نرمی و دیگر اخلاق کے ساتھ ہے۔ قرآن کریم کی اصطلاح میں اسے عمل صالح سے تعبیر کیا گیا ہے۔

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”کفار سے اور منافقین سے جہاد کر اور ان کے مقابلہ پر سختی کر۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''غصہ انسان میں پایا جاتا ہے اور یہ ایک طبعی امر ہے بعض جگہ اس کا نکالنا ضروری ہے اور بعض جگہ اس کا دبانا ضروری ہے جس طرح ایک گھوڑے کو لگام دی جاتی ہے اور وہ لگام اس کے سوار کے ہاتھ میں ہوتی ہے اسی طرح غصہ بھی انسان کے قابو میں ہونا چاہیئے اور اس کا اظہار صرف اس وقت ہونا چاہیئے اس کا اظہار صرف اس رنگ میں ہونا چاہیئے اس کا اظہار صرف اس حد تک ہونا چاہیئے جس کی اسلام نے اجازت دی ہے اور جہاں اس نے کہا ہے کہ غصہ کو روکو وہاں ہمیں کاظمین بن جانا چاہیئے ہمیں غصہ کو روکنا چاہیئے گویا اللہ تعالیٰ نے ایک نور یہاں بھی عطا کر دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ وہاں غصہ کا اظہار کرنا ہے اور یہاں اظہار نہیں کرنا اور یہ نور قرآن کریم کی ہدایت ہے اس کی روحانی تاثیرات ہیں جو انسان کو عقل اور فراست عطا کرتی ہیں۔'' (خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۸ء، جلد ۲ صفحہ ۴۲۶، ۴۲۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''خُلق محل پر مومن اور غیر محل پر کافر بنا دیتا ہے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ کوئی خُلق بُرا نہیں بلکہ بد استعمالی سے بُرے ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غصّہ کے متعلق آیا ہے کہ آپؓ سے کسی نے پوچھا کہ قبل از اسلام آپؓ بڑے غصّہ ور تھے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ غصّہ تو وہی ہے البتہ پہلے بے ٹھکانے چلتا تھا مگر اب ٹھکانے سے چلتا ہے۔ اسلام ہر ایک قوت کو اپنے محل پر استعمال کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ پس یہ کبھی کوشش مت کرو کہ تمہارے قویٰ جاتے رہیں بلکہ ان قویٰ کا صحیح استعمال سیکھو۔'' (احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۸۷)

بَاب ۷۶: الْحَذَرُ مِنَ الْغَضَبِ

غصے سے بچنا

لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ○ (الشوریٰ:۳۸) وَقَوْلِهٖ

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب وہ غصہ میں ہوتے ہیں تو وہ چشم پوشی کرتے

عَزَّ وَ جَلَّ: الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (آل عمران:۱۳۵)

ہوئے معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ عزّوجلّ کا یہ فرمانا: یعنی جو آسائش اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور خاص کر وہ غصے کو دباتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ اور اللہ اچھے کام کرنے والوں سے پیار رکھتا ہے۔

٦١١٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.

۶۱۱۴: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاقتور وہ نہیں ہے جو (اپنے مقابل کو) پچھاڑ دیا کرے۔ مضبوط وہ شخص ہے جو اپنے نفس پر غصے کے وقت قابو رکھتا ہے۔

٦١١٥: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ وَأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

۶۱۱۵: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے عدی بن ثابت سے روایت کی۔ حضرت سلیمان بن صُرَدؓ نے ہم سے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں نے آپس میں گالی گلوچ کی اور ہم اس وقت آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو غصے میں گالی دے رہا تھا۔ اس کا چہرہ سرخ ہوگیا ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (دیکھ کر) فرمایا: میں ایک ایسی بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اسے کہے تو ضرور ہی وہ غصہ اس سے جاتا رہے جو وہ محسوس کر رہا ہے۔ اگر

فَقَالُوا لِلرَّجُلِ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُونٍ.

وہ کہے کہ میں اللہ کی شیطان رجیم سے پناہ لیتا ہوں۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا: کیا تم سنتے نہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں؟ وہ کہنے لگا: میں دیوانہ نہیں ہوں۔

اطرافہ: ۳۲۸۲، ۶۰۴۸۔

٦١١٦: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ هُوَ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ.

۶۱۱۶: یحییٰ بن یوسف نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوبکر نے جو عیاش کے بیٹے ہیں ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو حصین (عثمان بن عاصم) سے، ابو حصین نے ابو صالح سے، ابو صالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپؐ مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: غصہ مت کیا کرو۔ آپؐ نے بار بار اس کو دہرایا۔ فرمایا: غصہ مت کرو۔

تشریح: الْحَذَرُ مِنَ الْغَضَبِ: غصہ سے بچنا۔ امام بخاری کتاب الادب میں معاشرتی آداب کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتے ہوئے اسلامی شریعت کے اس حسن کو بطور خاص نمایاں کر کے دکھاتے ہیں کہ کامل شریعت وہ ہے جو تصویر کے دونوں رُخ پیش کرے۔ اس سے پچھلے باب نمبر ۷۵ میں غصہ کے جواز بلکہ امر الٰہی کا بیان کیا کہ برمحل غصہ نہ صرف جائز ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جہاں غصہ کا جائز محل و موقعہ ہو وہاں غصہ کرنا حسن آداب اور اخلاق میں سے ایک خلق ہے مگر اللہ تعالیٰ کی منشاء اور شریعت کے خلاف اپنے نفس کی غلامی میں اور ہوائے نفسانیہ سے مغلوب ہو کر جہاں عقل ماری جاتی ہے اور جذبات کی رَو میں بہہ کر انسان اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو جاتا ہے ایسا غصہ نہ جائز ہے اور نہ ہی کسی صورت مفید بلکہ ذہنی، عقلی، اخلاقی اور روحانی نقصان کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کبار گناہوں کے ذیل میں بیان فرما کر اس کی سنگینی اور بد انجام سے ڈرایا ہے جیسا کہ زیر باب آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ○ (الشوریٰ:۳۸) یعنی وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب وہ غصہ میں ہوتے ہیں تو وہ چشم پوشی کرتے ہوئے معاف کرتے ہیں۔ فرمایا: الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (آل عمران:۱۳۵) یعنی جو آسائش اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور خاص کر وہ غصے کو دباتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ اور اللہ اچھے کام کرنے والوں سے پیار رکھتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"قرآن کریم میں کبائر کو بعض دوسرے گناہوں سے ملا کر یہ بھی کھول دیا کہ ہر گناہ جو ہے وہ کبیرہ بن سکتا ہے جیسا کہ سورۃ شوریٰ میں فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ○ (الشوریٰ:۳۸) اور جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں اور جب وہ غضبناک ہوں تو بخشش سے کام لیتے ہیں۔.....اس آیت میں .....غضبناک ہونے اور غصے اور طیش میں آنے کو بھی اللہ تعالیٰ نے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں کے ساتھ جوڑا ہے۔ کیونکہ غضبناک ہونا بھی ایمان کو کمزور کرتا ہے اور بہت سے گناہ غصّہ کی پیداوار ہیں۔ معاشرے کا امن و سکون غصّہ کی وجہ سے برباد ہوتا ہے۔ انسان اگر سوچے کہ انسان کتنے گناہ اور زیادتیاں اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے خلاف عمل کر کے کر جاتا ہے اور ان کا خیال بھی نہیں آتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی انسان کی پردہ پوشی فرماتا رہتا ہے، باوجود سزا دینے کی طاقت کے، ذُوانْتِقَام ہونے کے معاف کر دیتا ہے لیکن بندہ ذرا ذرا سی بات پر غیظ و غضب سے بھر کر فساد کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ پس حقیقی مومن بننے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے غصّہ کو بھی قابو میں رکھو۔"

(خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳، اپریل ۲۰۰۹، جلد ۷ صفحہ ۱۷۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مرد کو چاہیئے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقعہ پر استعمال کرے۔ مثلاً ایک قوتِ غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۵۷)

نیز فرمایا:

"یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اُس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن

اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

بَاب ۷۷: الْحَيَاءُ

حیا

٦١١٧: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ إِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا وَإِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ سَكِينَةً فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صَحِيفَتِكَ.

۶۱۱۷: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے ابوالسوار عدوی (حسان بن حریث) سے روایت کی۔ ابوالسوار نے کہا: میں نے حضرت عمران بن حصینؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیا بھلائی ہی لاتی ہے۔ بُشیر بن کعب نے یہ سن کر کہا: حکمت کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ حیا سے ہی وقار ہوتا ہے اور حیا سے ہی سکینت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عمرانؓ نے ان سے کہا: میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بات بتا رہا ہوں اور تم اپنی کتاب سے مجھے بتا رہے ہو۔

٦١١٨: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۱۸: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے سالم سے، سالم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک

عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يُعَاتِبُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ يَقُولُ إِنَّكَ لَتَسْتَحْيِي حَتَّى كَأَنَّهُ يَقُولُ قَدْ أَضَرَّ بِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ.

شخص کے پاس سے گزرے اور وہ حیا کی وجہ سے اپنے بھائی سے ناراضی کا اظہار کر رہا تھا۔ کہہ رہا تھا: تم اتنی شرم کرتے ہو یہاں تک کہ - گویا وہ کہہ رہا تھا - اس نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: اسے رہنے دو کیونکہ حیاء بھی ایمان سے ہی ہوتی ہے۔

طرفہ: ٢٤۔

٦١١٩: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مَوْلَى أَنَسٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي عُتْبَةَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا.

٦١١٩: علی بن جعد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ کے غلام سے روایت کی۔ ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: ان کا نام عبداللہ بن ابی عتبہ تھا۔ میں نے حضرت ابوسعیدؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم کیا کرتے تھے جو اپنے پردے میں رہتی ہے۔

اطرافہ: ٣٥٦٢، ٦١٠٢۔

تشریح: الْحَيَاءُ: یعنی شرمانا اور منقبض ہونا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"حیا بھی ایک ایسی چیز ہے جو ایمان کا حصہ ہے۔... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا واضح فرمایا ہے کہ اَلْحَيَآءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ کہ حیا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔[1] پس ہر احمدی نوجوان کو خاص طور پر یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ آج کل کی برائیوں کو میڈیا پر دیکھ کر اس کے جال میں نہ پھنس جائیں ورنہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔..... ہمیشہ یہ بات ذہن میں ہو کہ میرا ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے حیائی

[1] (مسلم، کتاب الایمان، باب شعب الایمان وافضلھا... حدیث نمبر ۵۹)

ہر مرتکب کو بدنما بنا دیتی ہے اور شرم و حیا ہر حیادار کو حسن و سیرت بخشتا ہے اور اسے خوبصورت بنا دیتا ہے۔[1] پس یہ خوبصورتی ہے جو انسان کے اندر نیک اعمال کو بجا لانے اور اس کی تحریک سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی شرم دل میں ہو جیسا کہ اس سے شرم کرنے کا حق ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں شرم بخشی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوں نہیں۔ بلکہ جو شخص شرم رکھتا ہے وہ اپنے سر اور اس میں سمائے ہوئے خیالات کی حفاظت کرے۔..... پیٹ اور جو اس میں خوراک بھرتا ہے اس کی بھی حفاظت کرے۔ موت اور ابتلا کو یاد رکھنا چاہیئے۔ جو شخص آخرت پر نظر رکھتا ہے وہ دنیوی زندگی کی زینت کے خیالات کو چھوڑ دیتا ہے پس جس نے یہ طرز زندگی اختیار کیا اُس نے واقعی خدا کی شرم رکھی۔[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔ پس ذہن میں آنے والے ہر خیال کو اللہ تعالیٰ کی شرم لئے ہوئے آنا چاہیئے۔ اگر کوئی بد خیال آتا بھی ہے تو اسے فوری طور پر جھٹکا جانا چاہیئے، استغفار کے ذریعہ سے اس کو جھٹکنا چاہیئے۔ جب خیالات پاکیزہ ہوں گے تو عمل بھی پاک ہوں گے۔ پھر لغویات ایسے انسانوں پر کوئی اثر نہیں ڈال سکیں گی۔ اسی طرح انسان اپنی روزی کے بھی حلال ذرائع استعمال کرے، محنت کرے، محنت سے کمائے، بجائے اس کے کہ دوسروں کے پیسے پر نظر رکھ کر چھیننے کی کوشش کرے یا غلط طریق سے پیسے کمائے۔ پاکستان وغیرہ میں رشوت وغیرہ بھی بڑی عام ہے۔ یہ سب حلال کی کمائیاں نہیں ہیں۔ آپؐ نے یہی فرمایا کہ اپنے پیٹ اور اس میں جو خوراک بھرتا ہے اس کی بھی حفاظت کرے۔ پس جائز کمائی سے اپنا بھی اور اپنے بیوی بچوں کا بھی پیٹ پالے اور ایسے ہی لوگ ہیں جو پھر اللہ اور اس کے رسول پر صحیح ایمان لانے والے ہوتے ہیں۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵، جنوری ۲۰۱۰ء، جلد ۸ صفحہ ۳۷، ۳۸)

---

[1] (ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی الفحش والتفحش، حدیث نمبر ۱۹۷۴)

[2] (ترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع، باب ۲۴/۸۹ حدیث نمبر ۲۴۵۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے حیائی ہر مرتکب کو بدنما بنا دیتی ہے۔ یہاں عورت کی بات نہیں ہے ہر کرنے والے کو فرمایا۔ جو بھی وجود جو بھی شخص مرد ہو یا عورت بے حیاء ہوتا چلا جائے وہ اسی حد تک بدنما ہوتا چلا جاتا ہے اس لئے آپ نے ایسے لوگ بھی دیکھیں ہوں گے جو بے ہودہ کاروبار میں پڑے ہوتے ہیں، گندے کاروبار میں ان کا چہرہ دیکھیں اس سے شدید قسم کی انسان کو نفرت پیدا ہوتی ہے وہ دھکے دیتا ہے۔ رشوت بُری بات ہے لیکن کچھ لوگ شرما کر رشوت لیتے ہیں۔ ابھی تازہ تازہ راشی بنے ہوتے ہیں ان کے چہروں پہ وہ بھیانک پن نہیں آتا لیکن جو پکے رشوت کے عادی بن چکے ہیں ان کا چہرہ ایسا منحوس ہو جاتا ہے کہ وہ دیکھتے ہی انسان کو دھکے دیتا ہے، مسخ ہو چکا ہوتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء کے مضمون کو صرف عورت سے نہیں باندھا بلکہ مرد اور عورت دونوں سے برابر باندھا ہے۔ فرماتے ہیں: بے حیائی اپنے ہر بے حیا کو بدنما بنا دیتی ہے اور شرم وحیاء ہر حیادار کو حسن سیرت بخشتا ہے اور اسے خوبصورت بنا دیتا ہے۔ پس ہر عورت کے دل کی جو فطری کمزوری یا فطری طاقت ہے کہ وہ اپنے آپ کو حسین دیکھنا چاہتی ہے اور فی الحقیقت حسین بنانا چاہتی ہے اس کے حسن کا راز اس کی حیاء میں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول گہرائی تک سچا ہے۔ اپنے حیاء کو قائم رکھیں اللہ آپ کے حسن کو قائم رکھے گا۔"

(الازھار لذوات الخمار، خطاب لجنہ اماء اللہ بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء، جلد ۲ صفحہ ۴۴۲، ۴۴۳)

بَاب ۷۸: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

جب تم بے حیا ہو تو پھر جو چاہو کرو

۶۱۲۰: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ

۶۱۲۰: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زُہیر نے ہمیں بتایا۔ منصور نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ربعی بن حراش سے روایت کی کہ حضرت

قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

ابو مسعود (انصاریؓ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی نبوت کے کلام سے جو لوگوں نے محفوظ رکھا ہے یہ بھی ہے کہ جب تم بے حیا ہو پھر جو چاہو کرو۔

أطرافُه: ۳٤۸۳، ۳٤۸٤۔

تشریح: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ: جب تم بے حیا ہو تو پھر جو چاہو کرو۔ علامہ جرجانی بیان کرتے ہیں کہ حیاء کا معنی نفس کا کسی امر سے رُکنا اور ملامت کے خوف سے اُسے چھوڑ دینا ہے۔ (اقرب الموارد- حیی)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اکثر گناہوں کا ارتکاب بے حیائی کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس پہلو پر انسان بہت کم نظر کرتا ہے کہ ہر گناہ کا آغاز بے حیائی سے ہوتا ہے اور حیاء توڑ کر گناہ کرنا پڑتا ہے۔ پہلی دفعہ اگر کوئی بچہ چوری کرے تو چوری سے بھی اس کو حیاء آتی ہے، اگر کوئی پہلی بار جھوٹ بولے تو جھوٹ سے بھی اس کو حیاء آتی ہے، بد تمیزی کرے اور اگر پہلی بار بالارادہ بد تمیزی کرتا ہے تو لازماً اس کو اس بد تمیزی سے بھی حیاء آئے گی۔ پس حیاء ہر گناہ کے رستے کی ایک روک ہے اور بے حیائی ہر گناہ کے لئے دروازے کھولتی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ انبیاء جو بہت حکیمانہ کلام کیا کرتے تھے ان کے پر حکمت کلام کا یہ ایک نمونہ ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ جب تم میں حیاء ہی باقی نہیں رہی تو پھر جو چاہے کرتا پھر۔ فارسی میں بھی ایک محاورہ ہے جو غالباً اسی انبیاء کے حکیمانہ قول سے لیا گیا ہے۔ "بے حیاء باش ہر چہ خواہی کن" بے حیاء ہو جا بس یہ شرط ہے پھر جو چاہے کرتا پھر، پھر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تو یہ پردے کی روح ہے اور پردے ہی کی نہیں ہر عصمت کی روح ہے اور یہ وہ روح ہے جو عورتوں سے خاص نہیں ہے بلکہ مردوں اور عورتوں دونوں سے خاص ہے اس لئے حیاء کی حفاظت کریں اور اپنے بچوں میں بھی حیاء کو قائم کریں۔ حیاء سے مراد صرف مردوں، عورتوں کے

تعلقات کی حیا نہیں ہے۔ حیا فی ذاتہٖ ایک خُلق ہے جو ہر گناہ کے مقابل پر ایک پردہ ہے۔.....اگر آپ اپنی حیاء کی حفاظت کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا کے فرشتے آپ کی ہر قسم کی خرابیوں اور گناہوں سے حفاظت کریں گے۔"

(الازھار لذوات الخمار، خطاب لجنہ اماء اللہ بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء، جلد ۲ صفحہ ۴۴۵)

بَاب ۷۹: مَا لَا يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّينِ

دین کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے حق بات (کے پوچھنے) سے جو نہ شرمائے

٦١٢١: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ.

أطرافه: ١٣٠، ٢٨٢، ٣٣٢٨، ٦٠٩١۔

۶۱۲۱: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ سے، حضرت زینبؓ نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: اُمّ سُلیمؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: یارسول اللہ! اللہ حق بات سے نہیں شرماتا۔ کیا عورت کے لئے بھی نہانا ضروری ہے اگر اسے احتلام ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، جب پانی دیکھے۔

٦١٢٢: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ خَضْرَاءَ لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَلَا يَتَحَاتُّ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ شَجَرَةُ كَذَا

۶۱۲۲: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ محارب بن دثار نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کی مثال ایک سرسبز درخت کی سی ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور نہ جھڑتے ہیں۔ لوگ کہنے لگے: وہ فلاں درخت ہے، وہ فلاں درخت ہے۔

هِيَ شَجَرَةُ كَذَا فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالَ هِيَ النَّخْلَةُ.

میں نے چاہا کہ کہوں وہ کھجور ہے اور چونکہ میں اس وقت نوجوان لڑکا ہی تھا اس لئے میں شرما گیا۔ آپؐ نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔

وَعَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ فَقَالَ لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا.

اور شعبہ سے (اسی سند سے) مروی ہے کہ ہمیں خبیب بن عبدالرحمٰن نے بتایا۔ انہوں نے حفص بن عاصم سے، حفص نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہوئے ایسا ہی بتایا اور اس میں اتنا اور بڑھایا کہ پھر میں نے حضرت عمرؓ سے یہ بیان کیا تو انہوں نے کہا: اگر تم نے یہ کہا ہوتا تو مجھے فلاں فلاں بات سے زیادہ پیارا ہوتا۔

أطرافه: ٦١، ٦٢، ٧٢، ١٣١، ٢٢٠٩، ٤٦٩٨، ٥٤٤٤، ٥٤٤٨، ٦١٤٤۔

٦١٢٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ سَمِعْتُ ثَابِتًا أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ هَلْ لَكَ حَاجَةٌ فِيَّ فَقَالَتْ ابْنَتُهُ مَا أَقَلَّ حَيَاءَهَا فَقَالَ هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ عَرَضَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهَا.

۶۱۲۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ مرحوم (بن عبدالعزیز) نے ہمیں بتایا۔ میں نے ثابت سے سنا کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی کہ اپنے تئیں آپؐ کے سامنے پیش کرے اور وہ کہنے لگی: کیا آپؐ کو میری ضرورت ہے؟ حضرت انسؓ کی بیٹی سن کر بولی: کتنی کم حیا ہے۔ (حضرت انسؓ نے) کہا: یہ تم سے اچھی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا۔

طرفه: ٥١٢٠۔

تشریح: مَا لَا يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّينِ: دین کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے حق بات (کے پوچھنے) سے جو نہ شرمائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حیاء کے معنے ہیں رُکنا اور رُکنا ایسی باتوں سے چاہیئے جو مضر ہوں نہ کہ اُن سے جو فائدہ مند ہوں۔" (تفسیر کبیر، سورۃ النور، زیر آیت لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى...، جلد ۶ صفحہ ۴۰۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"حیا سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ نیک کاموں سے انسان حیا کرے یا بہادری کے کاموں سے انسان حیاء کرے۔ وہ مواقع جہاں جان دینے کی باتیں ہو رہی ہوں وہاں حیا بے حیائی ہے اور شرم کا مقام ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ وہ وہاں حیا کا مضمون بالکل اُلٹ جاتا ہے کیونکہ ایسا شخص جہاں مرد جان دینے کے لئے آگے بڑھ رہے ہوں اور وہ پیچھے ہٹ رہا ہو، حیا اس کو مانع نہیں ہوا کرتی بلکہ بہت ہی بڑا بے حیا ہی ہو گا جو ایسے موقع پر مردوں سے الگ ہو کر پھر اس نیک کام سے محروم رہ جائے جو اس وقت کا بہترین کام ہے یعنی جب جنگ کا دور ہو، جہاد ہو رہا ہو اور لوگ جانیں دے رہے ہوں اس وقت وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں حیاء کی وجہ سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس لئے بعض جگہ پیچھے ہٹنا حیاء کا موجب نہیں بلکہ بے حیائی کی وجہ ہوتی ہے۔ پس موقع اور محل کے مطابق ان باتوں کے معنوں کو سمجھنا چاہیئے لیکن اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ اپنے بچوں کو بزدل نہ بنائیں۔ حیاء کے بہانے ان کو ایسا نہ بنا دیں کہ ہر وہ کام جہاں ان کو آگے بڑھ کر حصہ لینا چاہیئے اس سے وہ پیچھے ہٹ جائیں۔ یہ حیاء نہیں ہو گی بلکہ نقائص ہیں یہ اور ان کا کوئی بھی نام رکھیں، یہ حیاء نہیں ہے۔"

(الازھار لذوات الخمار، خطاب لجنہ اماء اللہ بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء، جلد ۲ صفحہ ۴۴۵، ۴۴۶)

بَاب ۸۰: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: آسانی کیا کرو اور مشکلات میں نہ ڈالو

وَكَانَ يُحِبُّ التَّخْفِيفَ وَالتَّسَرِّيَ[1] اور آپؐ لوگوں کے لئے تخفیف اور آسانی پسند کیا عَلَى النَّاسِ. کرتے تھے۔

---

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ لفظ "وَالْيُسْرَ" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ حاشیہ صفحہ ۶۴۴)

٦١٢٤: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا. قَالَ أَبُو مُوسَى يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا بِأَرْضٍ يُصْنَعُ فِيهَا شَرَابٌ مِّنَ الْعَسَلِ يُقَالُ لَهُ الْبِتْعُ وَشَرَابٌ مِّنَ الشَّعِيرِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

۶۱۲۴: اسحاق (بن راہویہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ نضر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے سعید بن ابی بُردہ سے، سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ان کے دادا سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو (یمن کی طرف) بھیجا تو آپؐ نے ان سے فرمایا: تم دونوں (لوگوں کے لیے) آسانی کرنا اور مشکلات میں نہ ڈالنا اور خوش رکھنا اور نفرت نہ دلانا اور تم دونوں ایک دوسرے سے مل جل کر کام کرنا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا: یا رسول اللہ! ہم ایسی سرزمین میں ہوں گے جہاں شہد کی شراب (بنائی جاتی) ہے، جسے بِتْع کہتے ہیں اور ایک جَو کی شراب (بنائی جاتی) ہے جسے مِزر کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور حرام ہے۔

أطرافه: ٣٠٣٨، ٤٣٤١، ٤٣٤٣، ٤٣٤٤، ٧١٥٦، ٧١٧٢۔

٦١٢٥: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَسَكِّنُوا وَلَا تُنَفِّرُوا.

۶۱۲۵: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو تیاح (یزید بن حمید ضبعی) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسانی کرو، مشکلات میں نہ ڈالو اور تسلی اور تشفی دو اور نفرت نہ دلاؤ۔

طرفه: ٦٩۔

٦١٢٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

۶۱۲۶: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ بِهَا لِلّٰهِ.

مالک سے، مالک نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: جب کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں کے متعلق اختیار دیا گیا تو آپؐ نے ضرور ہی ان میں سے زیادہ آسان کو اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا۔ اگر گناہ ہوتا تو آپؐ اس سے تمام لوگوں سے زیادہ دور رہتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی امر میں اپنے نفس کے لئے انتقام نہیں لیا، سوائے اس کے کہ اللہ کی حرمت کی ہتک کی جاتی ہو تو پھر آپؐ اس میں اللہ کے لئے انتقام لیتے۔

أطرافه: ٣٥٦٠، ٦٧٨٦، ٦٨٥٣۔

٦١٢٧: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا عَلَى شَاطِئِ نَهَرٍ بِالْأَهْوَازِ قَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَاءُ فَجَاءَ أَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ عَلَى فَرَسٍ فَصَلَّى وَخَلَّى فَرَسَهُ فَانْطَلَقَتِ الْفَرَسُ فَتَرَكَ صَلَاتَهُ وَتَبِعَهَا حَتَّى أَدْرَكَهَا فَأَخَذَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَضَى صَلَاتَهُ وَفِينَا رَجُلٌ لَهُ رَأْيٌ فَأَقْبَلَ يَقُولُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ تَرَكَ صَلَاتَهُ مِنْ أَجْلِ فَرَسٍ فَأَقْبَلَ فَقَالَ مَا عَنَّفَنِي أَحَدٌ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ

۶۱۲۷: ابوالنعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ازرق بن قیس سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: ہم اھواز میں ایک ندی کے کنارے پر تھے کہ جس میں سے پانی سوکھ گیا تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبرزہ اسلمیؓ ایک گھوڑے پر سوار وہاں آئے اور نماز پڑھنے لگے اور اپنے گھوڑے کو یونہی چھوڑ دیا۔ وہ گھوڑا بھاگنے لگا تو انہوں نے اپنی نماز چھوڑ دی اور اس گھوڑے کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ اس کو پکڑ لیا اور اس کو لے کر آئے۔ پھر انہوں نے اپنی نماز کو پورا کیا۔ اور ہم میں ایک شخص تھا جس کی اپنی رائے ہوا کرتی تھی۔ وہ کہنے لگا: اس بوڑھے کو دیکھو کہ گھوڑے کی خاطر نماز چھوڑ دی۔ پھر حضرت ابوبرزہؓ آئے

إِنَّ مَنْزِلِي مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَرَكْتُهُ لَمْ آتِ أَهْلِي إِلَى اللَّيْلِ وَذَكَرَ أَنَّهُ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى مِنْ تَيْسِيرِهِ.

اور کہنے لگے: میں جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہوں مجھے کسی نے ملامت نہیں کی اور انہوں نے کہا: میرا گھر یہاں سے بہت دور ہے۔ اگر میں نماز پڑھتا اور گھوڑے کو جانے دیتا تو رات تک بھی اپنے گھر والوں کے پاس نہ پہنچتا اور انہوں نے ذکر کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے مگر آپؐ نے ان معاملات میں آسانی کو ہی مناسب سمجھا۔

طرفہ: ۱۲۱۱۔

٦١٢٨: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَثَارَ إِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقَعُوا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ وَأَهْرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ ذَنُوبًا مِّنْ مَّاءٍ أَوْ سَجْلًا مِّنْ مَّاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ.

۶۱۲۸: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ نیز لیث نے کہا: یونس نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے انہیں بتایا کہ ایک گنوار نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اس کی طرف لپکے تا اس کو ماریں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اسے جانے دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول انڈیل دو۔ ذَنُوب یا سَجْل (فرمایا:) تمہیں اسی لئے کھڑا کیا گیا ہے تا کہ آسانی کرنے والے ہو اور تمہیں اس لئے نہیں کھڑا کیا گیا کہ تم سختی کرنے والے ہو۔

طرفہ: ۲۲۰۔

تشریح. يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا: آسانی کیا کرو اور مشکلات میں نہ ڈالو۔ دین اس دستور العمل اور پلاننگ کا نام ہے جو بندے کو خالق اور مخلوق کے قریب کرنے کے لئے راستے کی مشکلات کو دور کرنے اور اس کی منزل کا حصول اس کے لئے آسان بنانے آیا ہے۔ قرآن کریم نے آغاز میں ہی صفات باری تعالیٰ کے بیان اور اقرار بندگی کے بعد سب سے پہلا مژدۂ جاں فزا یہ دیا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم پر چلنے کی استدعا کرے اور

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہتے ہوئے اپنی منزل مقصود کو قریب تر کرتا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی اس اصل اور بنیاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اَلدِّيْنُ يُسْرٌ کہ دین نام ہے آسانی کا اور ایسے احکام جن میں بظاہر مشکل دکھائی دیتی ہے مثلاً روزہ رکھنا۔ وہاں بھی فرمایا: يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرۃ:۱۸۶)[1] اسلامی شریعت کی اس روح کو فی زمانہ سمجھنا ضروری ہے۔ بدقسمتی سے بگاڑ اور فساد کے اس زمانہ میں دیگر مذاہب کے ماننے والوں نے جہاں انسان کے لئے مذہب کے نام پر رسومات کی زنجیریں اور طوق انسان کے گلے میں ڈال دیئے ہیں مسلمان کہلانے والے بھی ان بدعات کا شکار ہو کر اسلام کو ایک تنگ نظر اور متشدد دین کے طور پر پیش کر رہے ہیں جو دین اسلام کی اس روح کہ اَلدِّيْنُ يُسْرٌ کے سراسر منافی اور متناقض ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو۔ اور اچھی خبر ہی دیا کرو اور لوگوں کو بدکا یا نہ کرو۔[2] تو اصولی قواعد بھی اس لئے ہیں کہ صحیح سمت میں چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں پر چلتے ہوئے لوگوں کے لئے بہتری اور آسانی پیدا کی جائے۔ تمہاری ضدیں، تمہاری قسمیں، تمہاری انائیں کبھی بھی کسی بات میں حائل نہ ہوں جس سے لوگ تنگ ہوں۔ اگر کوئی قاعدہ بن بھی گیا ہے یا کوئی فیصلہ ہو بھی گیا ہے اگر اس سے لوگ تنگ ہو رہے ہیں تو بدلا جا سکتا ہے۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ لوگ ہمیشہ تمہارے پاس خوشی کی خبروں اور محبت اور پیار کے پیغاموں کے لئے اکٹھے ہوا کریں نہ کہ تنگ ہونے کے لئے دور بھاگتے چلے جائیں۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱، دسمبر ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۹۵۲)

بَاب ۸۱: اَلِانْبِسَاطُ إِلَى النَّاسِ

لوگوں سے کھل کر باتیں کرنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ خَالِطِ النَّاسَ وَدِينَكَ لَا تَكْلِمَنَّهُ. وَالدُّعَابَةُ مَعَ الْأَهْلِ.

اور حضرت ابن مسعودؓ نے کہا: لوگوں سے مل جل کر رہو اور اپنے دین کا خیال رکھو۔ اسے زخمی نہ کرو اور گھر والوں سے دل لگی کرنا۔

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔"

[2] (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب ما کان النبی ﷺ یتخولھم بالموعظۃ والعلم کی لا ینفروا)

٦١٢٩: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتَّى يَقُولَ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ.

طرفہ: ٦٢٠٣۔

۶۱۲۹: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ ابوتیاح نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے مل جل کر رہتے تھے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی کو فرمایا کرتے تھے: ارے ابو عمیر! وہ چڑیا نغیر کیسی ہے؟

٦١٣٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِي صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِي فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي.

۶۱۳۰: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معاویہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام (بن عروہ) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ میری کچھ سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اندر آتے تو وہ آپؐ کو دیکھ کر (کوٹھڑی میں) جا چھپتی تھیں۔ پھر آپؐ ان کو میرے پاس بھیج دیتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتی رہتیں۔

بَاب ٨٢: الْمُدَارَاةُ مَعَ النَّاسِ

لوگوں کے ساتھ خاطر مدارات سے پیش آنا

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ إِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وُجُوهِ أَقْوَامٍ وَإِنَّ قُلُوبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ.

اور حضرت ابو درداءؓ سے مذکور ہے۔ ہم کچھ لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ ہمارے دل ان پر لعنت کرتے ہیں۔

٦١٣١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ ائْذَنُوا لَهُ فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ – أَوْ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ – فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَقَالَ أَيْ عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ مَنْ تَرَكَهُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ.

۶۱۳۱: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ (محمد) ابن منکدر نے اُن سے بیان کیا۔ انہوں نے عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں بتایا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے فرمایا: اس کو اندر آنے دو۔ بہت بُرا بیٹا ہے یا فرمایا: بہت بُرا بھائی ہے خاندان کا۔ جب وہ اندر آیا تو آپؐ نے اس سے نرمی سے باتیں کیں۔ میں نے آپؐ سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ نے جو فرمایا تھا، فرمایا تھا۔ پھر آپؐ نے گفتگو کرتے وقت اس سے نرمی کی۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہ! اللہ کے نزدیک رتبہ کے لحاظ سے لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہے جسے لوگ اس کی بداخلاقی سے بچنے کی وجہ سے چھوڑ دیں۔ آپؐ نے تَرَكَهُ فرمایا یا وَدَعَهُ۔

اطرافه: ٦٠٣٢، ٦٠٥٤۔

٦١٣٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُهْدِيَتْ لَهُ أَقْبِيَةٌ مِنْ دِيبَاجٍ مُزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ فَقَسَمَهَا فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ. قَالَ أَيُّوبُ بِثَوْبِهِ أَنَّهُ

۶۱۳۲: عبداللہ بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ (اسماعیل) ابن عُلَیہ نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیباج کی کچھ قبائیں آئیں جن میں سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے، آپؐ نے وہ اپنے صحابہ میں سے کچھ لوگوں میں تقسیم فرمائیں اور اُن میں سے ایک حضرت مخرمہؓ کے لیے الگ کرلی۔ جب وہ آئے تو آپؐ نے فرمایا: تمہارے لئے میں نے یہ چھپا رکھی تھی۔ ایوب نے

يُرِيهِ إِيَّاهُ وَكَانَ فِي خُلُقِهِ شَيْءٌ.

کہا: یعنی اپنے کپڑے میں جسے آپؐ انہیں دکھا رہے تھے اور مخرمہؓ کے مزاج میں کچھ تیزی تھی۔

وَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ.

اور حماد بن زید نے بھی ایوب سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةٌ.

اور حاتم بن وردان نے (اپنی سند میں یوں) کہا: ہم سے ایوب نے بیان کیا۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے، انہوں نے حضرت مسورؓ سے روایت کی (کہ اس میں یوں ہے:) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آئیں۔

أطرافه: ۲۵۹۹، ۲۶۵۷، ۳۱۲۷، ۵۸۰۰، ۵۸۶۲۔

تشریح: الْمُدَارَاةُ مَعَ النَّاسِ: لوگوں کے ساتھ خاطر مدارات سے پیش آنا۔ مذہب کو عام طور پر یبوست، خشکی اور کرختگی کے ساتھ نتھی کیا جاتا ہے جو کہ مذہب کی بنیادی روح کے ہی خلاف ہے۔ مذہب تو انسانی قویٰ کی ترقی اور اس میں پنہاں استعدادوں کے ظہور کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبساط، ہنسنے، خوش ہونے اور خوشی پر جذبات کے اظہار کی صفت انسان کی سرشت میں ودیعت کی ہے۔ پس اس کا برمحل اظہار خدا کو بہت محبوب اور پسند ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصائح زندگی کے ہر حصے پر چھائی ہوئی ہیں۔ ہر نفسیاتی بیماری سے تعلق رکھتی ہیں..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتوں کو بڑی مضبوطی سے تھام لیں۔ یہی حبل اللہ ہے حقیقت میں۔ اسے پکڑ لیں تو پھر کبھی منتشر نہیں ہوں گے۔ فرماتے ہیں: دیکھو جب تیسرا آدمی بیٹھا ہو تو ایسی زبان میں بات نہ کیا کرو جس سے اس کے لئے ٹھوکر کا سامان ہو، وہ سمجھے کہ مجھے الگ کر دیا گیا ہے اور دل میں رنجش محسوس کرے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا: یہ حضرت ابوذرؓ کی روایت ہے، مسلم کتاب البر سے لی گئی ہے معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو..... نیکی کا ایک ازلی پیوند خدا تعالیٰ کی ذات سے ہے۔ جس نیکی سے

بھی آپ پیوند لگائیں گے آپ کا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم کرنے والی ہوگی۔ اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اخلاقی تعلیمات کو معمولی نہ سمجھو۔ یہ نیکیاں ہیں ان کو اہمیت دو۔ یہاں تک فرمایا: اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی تو ایک نیکی ہے اور کچھ نہیں ہوتا تو ہنس کر بات کر لیا کرو۔[1] آج کل کے زمانے میں بعض لوگ بڑے فخر سے نئی تہذیب کا یہ محاورہ پیش کرتے ہیں کہ مسکرا کے ملو تمہیں اس کی کوئی قیمت نہیں دینی پڑتی۔ آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ نصیحت فرما چکے ہیں کہ خندہ پیشانی سے ہی پیش آجاؤ۔ یہ مراد نہیں کہ یہی کافی ہے۔ موجودہ نصیحت کہ مسکرا کر ملو تمہیں اس کی کوئی قیمت نہیں دینی پڑتی۔ ایک سرسری اور محض ایک مصنوعی سی نصیحت ہے۔ اس میں گہرائی نہیں ہے۔ اس بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ جہاں پیسے دینے پڑیں وہاں بے شک نیکی نہ کرو کیونکہ دلیل یہ قائم کی گئی ہے کہ دوسرے سے مسکرا کر پیش آؤ کیونکہ تمہیں مسکراہٹ کی قیمت نہیں دینی پڑتی۔ بصورت دیگر اگر قیمت دینی بھی پڑے تو پھر بے شک نہ مسکراؤ۔ اسلامی تعلیم تو بہت گہری ہے اور اس سے بہت زیادہ ہے۔ مسکراؤ بھی اور اپنے پلے سے دو بھی اور قربانیاں بھی کرو۔ یہ اسلامی تعلیم ہے مگر اگر کسی وجہ سے تم اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم اتنا تو کرو کہ خندہ پیشانی سے بھائی سے پیش آؤ۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷، مئی ۱۹۹۴ء، جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۱، ۴۰۲)

بَاب ۸۳: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ

مؤمن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا

وَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَا حَكِيمَ إِلَّا ذُو تَجْرِبَةٍ. اور حضرت معاویہ (بن ابی سفیانؓ) نے کہا: دانشمند نہیں مگر تجربہ کار ہی۔

۶۱۳۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ

۶۱۳۳: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے زُہری سے،

[1] (مسلم، کتاب البر والصلة، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء)

الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَنَّهُ قَالَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَيْنِ.

زہری نے (سعید) ابن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: مؤمن ایک ہی سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا۔

تشریح: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ: مؤمن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔ عنوان باب میں امام بخاری نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کا پُرحکمت قول نقل کیا ہے کہ انسان تجربہ سے سیکھتے سیکھتے حکمت اور دانائی کی منازل طے کرتا ہے تو حکیم کہلاتا ہے۔ زیر باب حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع کلمات میں سے ایک جامع اور پر حکمت کلمہ بیان کیا گیا ہے جو کہ انسانی ترقیات میں چاہے وہ مادی ہوں یا روحانی، سائنسی ہوں یا اخلاقی، ان کا ایک بڑا حصہ اسی سے ترقی پذیر ہوا کہ ایک جگہ سے ٹھوکر کھائی، نقصان اُٹھایا تو پھر اس سے بچنے کی کوشش کی۔ جس بل یا سوراخ سے انسان ایک دفعہ ڈسا جائے دوبارہ اس میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ اس مشق نے انسان کو لامتناہی ترقیات عطا کی ہیں۔ یہی اس حدیث کا مرکزی نقطہ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"مومن ایک ہی سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا۔ ایک بار جس راہ سے مصیبت آئے دوبارہ اس میں نہ پھنسو۔" (روئیداد جلسہ دعا، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۶۱۹)

نیز فرمایا:

"مصیبت پہنچنے والی تو ضرور پہنچ جاتی ہے مگر کسی قدر رعایت انتظام ظاہر مسنون ہے۔ جس نے دیا اُس نے لیا۔ لیکن آئندہ بے احتیاطی کے طریقوں سے مجتنب رہنا ضروری ہے۔ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَيْنِ۔" (مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۳۰)

بَاب ٨٤: حَقُّ الضَّيْفِ

مہمان کا حق

٦١٣٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

۶۱۳۴: اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ روح بن عبادہ نے ہمیں بتایا۔ حسین نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، یحییٰ نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے، ابو سلمہ نے حضرت

قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَلَا تَفْعَلْ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّكَ عَسَى أَنْ يَطُولَ بِكَ عُمُرٌ وَإِنَّ مِنْ حَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ. قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ غَيْرَ ذَلِكَ قَالَ فَصُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ غَيْرَ ذَلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ قُلْتُ وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ.

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا مجھے نہیں بتایا گیا کہ تم رات کو کھڑے عبادت کرتے ہو اور دن کو روزے رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں ضرور۔ آپؐ نے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ اُٹھ کر عبادت بھی کرو اور سو بھی اور روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تم سے ملاقات کرنے والے کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور امید ہے کہ تمہاری عمر لمبی ہو اور تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ مہینہ میں تین روزے رکھو کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ اس سے دس گنا ہے۔ یہ گویا ساری عمر کے روزے ہوئے (حضرت عبداللہ بن عمروؓ) کہتے تھے: میں نے سختی کی اور مجھ پر سختی کی گئی۔ میں نے کہا: میں اور بھی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر ہفتہ میں تین روزے رکھو۔ کہتے تھے: میں نے سختی کی اور مجھ پر سختی کی گئی۔ میں نے کہا: میں اور بھی طاقت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر اللہ کے نبی داؤدؑ کا روزہ رکھو۔ میں نے کہا: اللہ کے نبی حضرت داؤدؑ کا روزہ کیا تھا؟ آپؐ نے فرمایا: آدھی عمر کے روزے۔

أطرافه: ۱۱۳۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۳۴۱۸، ۳۴۱۹، ۳۴۲۰، ۵۰۵۲، ۵۰۵۳، ۵۰۵۴، ۵۱۹۹، ۶۲۷۷۔

تشریح: حَقُّ الضَّیْفِ: مہمان کا حق۔ مہمان نوازی اتنا اہم اور بڑا خلق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور روزہ بھی اس کے آگے روک بنے تو ایسی عبادت اور ایسے روزے چھوڑ دینے اور مہمان کا حق ادا کرنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی جیسا کہ زیر باب حدیث میں امام بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو یہ تاکید اور ارشاد نقل کیا ہے کہ تم ایسی عبادتوں اور روزوں سے دست کش ہو جو تمہارے ملاقاتیوں کے لئے روک بنتی ہیں۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک قادیان کی اُوپر کی چھت پر چند مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے انتظار میں تشریف فرما تھے اس وقت ایک احمدی دوست میاں نظام دین صاحب ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی پھٹے پرانے تھے حضور سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں چند معزز مہمان آکر حضور کے قریب بیٹھتے گئے اور ان کی وجہ سے ہر دفعہ میاں نظام دین کو پرے ہٹنا پڑا۔ حتیٰ کہ وہ ہٹتے ہٹتے جوتیوں کی جگہ پر پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضورؑ نے جو یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اُٹھالیں اور میاں نظام دین سے مخاطب ہو کر فرمایا: آؤ میاں نظام دین! ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ یہ فرما کر حضورؑ مسجد کے ساتھ والی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے اور حضورؑ نے اور میاں نظام دین نے کوٹھڑی کے اندر اکٹھے بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا۔ اس وقت میاں نظام دین خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے اور جو لوگ میاں نظام دین کو عملاً پرے دھکیل کر حضرت مسیح موعودؑ کے قریب بیٹھ گئے تھے وہ شرم سے کٹے جاتے تھے۔"

(سیرت طیّبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ ۱۷۴)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ایک ہندو سادھو کوٹ کپورہ سے آیا اور حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسلمانوں کے لئے تو کوئی خاص تردد اور تکلیف نہیں ہو سکتی کیونکہ لنگر جاری تھا اور جاری ہے، وہاں انتظام ہر وقت رہتا ہے لیکن ایک ہندو مہمان کے لئے خصوصیت سے انتظام کرنا پڑتا ہے اور چونکہ وہ انتظام دوسروں کے ہاں کرانا ہوتا

ہے اس لئے اس کی مشکلات ظاہر ہیں۔ تاہم حضرت اقدس ہمیشہ ایسے موقعہ پر بھی پورا التزام مہمان نوازی کا فرماتے تھے۔ ۶، اکتوبر کی شام کو اُس نے حضرت اقدسؑ سے ملاقات کی۔ آپؑ نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ یہ ہمارا مہمان ہے، اس کے کھانے کا انتظام بہت جلد کر دینا چاہیئے۔ ایک شخص کو خاص طور پر حکم دیا کہ ایک ہندو کے گھر اس کے لئے بندوست کیا جاوے۔ چنانچہ فوراً یہ انتظام کیا گیا۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ حصہ اول صفحہ ۱۳۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے ایک دفعہ کشمیر سے آئے ہوئے ایک مہمان کا ذکر ہوا کہ وہ چاول کھانے کے عادی ہیں اور یہاں نہ ملنے کی وجہ سے وہ تکلیف میں ہیں۔ آپؑ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (ص:۸۷) ہمارے مہمانوں میں سے جو تکلف کرتا ہے اسے تکلیف ہوتی ہے اس لئے جو ضرورت ہو کہہ دیا کرو۔"

پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کے لئے چاول پکوا دیا کرو۔ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۸۲)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت المہدی میں بروایت مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ لکھا ہے:

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ بیت الفکر میں (مسجد مبارک کے ساتھ والا حجرہ جو حضرت صاحب کے مکان کا حصہ ہے) لیٹے ہوئے تھے اور میں پاؤں دبا رہا تھا کہ حجرہ کی کھڑکی پر لالہ شرمپت یا شاید لالہ ملاوامل نے دستک دی۔ میں اُٹھ کر کھڑکی کھولنے لگا مگر حضرت صاحب نے بڑی جلدی اُٹھ کر تیزی سے جا کر مجھ سے پہلے زنجیر کھول دی اور پھر اپنی جگہ بیٹھ گئے اور فرمایا: آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہیئے۔"

(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر ۸۹ صفحہ ۶۵، ۶۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک بہت شریف اور بڑے غریب مزاج احمدی سیٹھی غلام نبی صاحب ہوتے تھے جو رہنے والے تو چکوال کے تھے مگر پنڈی میں دکان کیا کرتے تھے، انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ

ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ سردی کا موسم تھا اور کچھ بارش بھی ہو رہی تھی۔ میں شام کے وقت قادیان پہنچا تھا۔ رات کو جب میں کھانا کھا کر لیٹ گیا تو کافی رات گزر گئی اور تقریباً بارہ بجے کا وقت ہو گیا کسی نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے اُٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے تھے، ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ میں حضورؑ کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر حضورؑ نے بڑی شفقت سے فرمایا: کہیں سے دودھ آ گیا تھا، میں نے کہا کہ آپ کو دے آؤں آپ یہ دودھ پی لیں، آپ کو شاید دودھ کی عادت ہوگی اس لئے دودھ آپ کے لئے لے آیا ہوں۔ سیٹھی صاحب کہا کرتے تھے کہ میری آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔ سبحان اللہ! کیا اخلاق ہیں۔ خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے ادنیٰ خادموں تک کی خدمت اور دلداری میں کتنی لذت پا رہا ہے اور تکلیف اُٹھا رہا ہے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳، جولائی ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۵۱۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر سید حبیب اللہ صاحب (جو بطور مہمان آئے ہوئے تھے) کو مخاطب کر کے فرمایا:

"آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اُٹھا کر آیا ہے اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کیلئے باہر آ گیا ہوں۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

بَاب ۸۵: إِكْرَامُ الضَّيْفِ وَخِدْمَتُهُ إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ

مہمان کے ساتھ عزت سے پیش آنا اور خود اس کی خدمت کرنا

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ضَيْفِ إِبْرٰهِيمَ الْمُكْرَمِيْنَ (الذاریات:۲۵) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ يُقَالُ هُوَ زَوْرٌ وَهَؤُلَاءِ زَوْرٌ وَضَيْفٌ وَمَعْنَاهُ أَضْيَافُهُ وَزُوَّارُهُ لِأَنَّهَا مَصْدَرٌ مِثْلُ قَوْمٍ

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ابراہیم کے مہمان جن کے ساتھ عزت سے پیش آیا گیا۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: کہا جاتا ہے وہ مہمان ہے اور وہ سب مہمان ہیں۔ (لفظ زَوْرٌ اور ضَيْفٌ مفرد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے) اس کا معنی

رِضًا وَعَدْلٍ. وَ يُقَالُ مَاءٌ غَوْرٌ وَمَاءَانِ غَوْرٌ وَمِيَاهٌ غَوْرٌ وَيُقَالُ الْغَوْرُ الْغَائِرُ لَا تَنَالُهُ الدِّلَاءُ، كُلَّ شَيْءٍ غُرْتَ فِيهِ فَهُوَ مَغَارَةٌ. تَزْوَرُ (الكهف:١٨) تَمِيلُ مِنَ الزَّوَرِ وَالْأَزْوَرُ الْأَمْيَلُ.

ہے: وہ سب اس کے مہمان اور زیارت کرنے والے ہیں۔ کیونکہ یہ (لفظ) مصدر ہے۔ جیسے (کہا جاتا ہے:) قوم راضی ہے اور عادل ہے۔ اور کہا جاتا ہے: پانی بہت نیچے اُترا ہوا ہے۔ اور (اُن) دو کا پانی بہت نیچے اُترا ہوا ہے۔ اور (اُن) سب کا پانی بہت نیچے اُترا ہوا ہے۔ (یعنی لفظ غَوْر بھی مفرد، تثنیہ اور جمع استعمال ہوتا ہے) اور غَوْر اور غَائِر ایسے اُترے ہوئے (پانی) کو کہتے ہیں جو ڈول میں نہ آسکے۔ ہر وہ چیز جس کے تم اندر چلے جاؤ وہ مَغَارَۃٌ ہے۔ تَزَاوَرُ کے معنی ہیں وہ مائل ہوتی ہے۔ یہ زَوَرٌ سے ہے (یعنی ٹیڑھا پن) اور اَلْأَزْوَرُ کے معنی ہیں بہت زیادہ جھکا ہوا۔

٦١٣٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ.

۶۱۳۵: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے، سعید نے حضرت ابوشریح کعبیؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو چاہیئے کہ وہ اپنے مہمان کی میزبانی عزت سے کرے، جو ایک دن اور رات ہے اور مہمان نوازی تین دن ہے۔ اس کے بعد جو ہے وہ صدقہ ہے۔ اور اس کے لئے درست نہیں کہ وہ اس کے پاس اتنی دیر ٹھہرا رہے کہ اس کو تنگ کر ڈالے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ... مِثْلَهُ، وَزَادَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ

اسماعیل نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھ سے ایسی ہی حدیث بیان کی اور یہ بڑھایا کہ جو اللہ اور

الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔

اطرافُه: ٦٠١٩، ٦٤٧٦۔

٦١٣٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

۶۱۳۶: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ (عبدالرحمٰن) ابن مہدی نے ہمیں بتایا۔ سفیان نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے ابو حصین سے، ابو حصین نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ہمسایہ کو نہ ستائے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ مہمان سے عزت سے پیش آئے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔

أطرافُه: ٥١٨٥، ٦٠١٨، ٦١٣٨، ٦٤٧٥۔

٦١٣٧: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَنَا فَمَا تَرَى فِيهِ؟ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي

۶۱۳۷: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے، یزید نے ابوالخیر سے، ابوالخیر نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: ہم نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ ہمیں بھیجا کرتے ہیں تو ہم ایسے لوگوں کے پاس اُترتے ہیں کہ وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے۔ آپؐ کا کیا خیال ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: اگر تم کسی قوم کے پاس اُترو اور وہ تمہیں وہ دلوائیں جو مہمان کے لئے چاہیئے تو اُن سے قبول کر لو اور اگر وہ نہ دیں

يَنْبَغِي لَهُمْ.

تو اُن سے مہمان کا وہ حق لے لو جو اُنہیں دینا چاہیئے تھا۔

طرفہ: ۲٤٦١۔

٦١٣٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

۶۱۳۸: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زُہری سے، زہری نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو چاہیئے کہ اپنے مہمان سے عزت سے پیش آئے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو چاہیئے کہ وہ صلہ رحمی کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو چاہیئے کہ بھلی بات کرے یا خاموش رہے۔

أطرافہ: ٥١٨٥، ٦٠١٨، ٦١٣٦، ٦٤٧٥۔

تشریح: إِكْرَامُ الضَّيْفِ وَخِدْمَتُهُ إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ: مہمان کے ساتھ عزت سے پیش آنا اور خود اس کی خدمت کرنا۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلویؒ بیان فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمانِ مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اُتارے جائیں اور سامان لایا جائے۔ چارپائی بچھائی جائے... خادموں نے کہا: آپ خود اپنا سامان اُتروائیں۔ چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہوگئے اور فوراً یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہوگئے۔..... حضورؑ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہوگیا، حضورؑ اُن کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے، میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر اُن کا یکہ مل گیا اور حضورؑ کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اُتر پڑے اور حضورؑ نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا

کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا ہے۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے۔ حضورؑ نے یکہ پر سوار ہونے کے لئے اُنہیں فرمایا اور فرمایا کہ میں ساتھ ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ تھے اور وہ سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے۔ حضورؑ نے خود اُن کے بستر اُتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اُتار لیا۔ حضورؑ نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور اُن پر ان کے بستر ے کرائے اور ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کیونکہ اُس طرف چاول کھائے جاتے ہیں (اس لئے میں چاول خود ہی بھجوادوں گا) اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا۔ غرضیکہ اُن کی تمام ضروریات اپنے سامنے مہیا فرمائیں اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد حضورؑ نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے۔ راستہ کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب میں منزل پر پہنچ گیا ہوں۔ اگر یہاں آکر بھی اُس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دل شکنی ہوگی۔ ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد جب تک وہ مہمان ٹھہرے رہے حضورؑ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ ایک گھنٹے کے قریب ان کے پاس آکر بیٹھتے اور تقریر وغیرہ فرماتے۔ جب وہ واپس ہوئے تو صبح کا وقت تھا، حضورؑ نے دو گلاس دودھ کے منگوائے اور انہیں فرمایا: یہ پی لیجئے اور نہر تک انہیں چھوڑنے کے لئے ساتھ گئے۔ راستہ میں بار بار اُن سے فرماتے رہے کہ آپ تو مسافر ہیں آپ یکہ میں سوار ہو لیں مگر وہ سوار نہ ہوئے۔ نہر پر پہنچ کر انہیں سوار کرا کر حضور واپس تشریف لائے۔"

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱)

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴، دسمبر ۱۹۸۲، جلد اوّل صفحہ ۳۵۴، ۳۵۵)

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"کوئی شخص عیسائی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ حضرت نے اس کی بہت سی تواضع و خاطر داری کی۔ وہ بہت بھوکا تھا۔ حضرت نے اس کو خوب کھلایا کہ اس کا پیٹ بہت بھر گیا۔ رات کو اپنی رضائی عنایت فرمائی۔ جب وہ سو گیا تو اس کو بہت زور سے دست آیا کہ وہ روک نہ سکا اور رضائی میں ہی کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو

اس نے سوچا کہ میری حالت کو دیکھ کر کراہت کریں گے، شرم کے مارے وہ نکل کر چلا گیا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو حضرتؑ سے عرض کی کہ جو نصرانی عیسائی تھا وہ رضائی کو خراب کر گیا ہے۔ اس میں دست کیا ہوا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ مجھے دو تا کہ میں صاف کروں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپؑ کیوں تکلیف اُٹھاتے ہیں، ہم جو حاضر ہیں ہم صاف کر دیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ میرا مہمان تھا اس لیے میرا ہی کام ہے اور اُٹھ کر پانی منگوا کر خود ہی صاف کرنے لگے۔ وہ عیسائی جبکہ ایک کوس نکل گیا تو اُس کو یاد آیا کہ اس کے پاس جو سونے کی صلیب تھی وہ چارپائی پر بھول آیا ہوں۔ اس لیے وہ واپس آیا تو دیکھا کہ حضرت اس کے پاخانہ کو رضائی پر سے خود صاف کر رہے ہیں۔ اس کو ندامت آئی اور کہا کہ اگر میرے پاس یہ ہوتی تو میں کبھی اس کو نہ دھوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسا شخص کہ جس میں اتنی بے نفسی ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۷۰، ۳۷۱)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلویؓ بیان کرتے ہیں کہ

"ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر بہت سے آدمی آئے تھے جن کے پاس کوئی پارچہ سرمائی نہ تھا۔ ایک شخص نبی بخش نمبر دار ساکن بٹالہ نے اندر سے لحاف بچھونے منگوانے شروع کئے اور مہمانوں کو دیتا رہا۔ (میں) عشاء کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے تھے اور ایک صاحبزادہ جو غالباً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تھے، پاس لیٹے تھے اور ایک شتری چوغہ انہیں اوڑھا رکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ آپؑ نے بھی اپنا لحاف بچھونا طلب کرنے پر مہمانوں کے لئے بھیج دیا۔ میں نے عرض کی کہ حضورؑ کے پاس کوئی پارچہ نہیں رہا اور سردی بہت ہے۔ فرمانے لگے کہ مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہیئے اور ہمارا کیا ہے رات گزر جائے گی۔..... پھر میں مفتی فضل الرحمٰن صاحب یا کسی اور سے ٹھیک یاد نہیں رہا۔ لحاف بچھونا مانگ کر اُوپر لے گیا۔ آپؑ نے فرمایا: کسی اور مہمان کو دے دو۔ مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں آیا کرتی اور میرے اصرار پر بھی آپؑ نے نہ لیا اور فرمایا: کسی مہمان کو دے دو۔ پھر میں لے آیا۔" (اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۱۸۰)

بَاب ٨٦: صُنْعُ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفُ لِلضَّيْفِ

مہمان کے لئے کھانا تیار کرنا اور تکلیف برداشت کرنا

٦١٣٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكِ قَالَتْ أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ فَقَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمْ الْآنَ قَالَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ. أَبُو جُحَيْفَةَ وَهْبٌ

۶۱۳۹: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن عون نے ہمیں بتایا۔ ابوالعُمیس نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے، عون نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ اور حضرت ابو درداءؓ کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ حضرت سلمانؓ حضرت ابو درداءؓ کو ملنے گئے تو انہوں نے حضرت اُم درداءؓ کو کام کاج کرنے کے معمولی کپڑے پہنے دیکھا۔ حضرت سلمانؓ نے ان سے پوچھا: تمہاری یہ کیا حالت ہے؟ وہ کہنے لگیں: (تمہارا بھائی ابو درداءؓ) اس کو دنیا کی کوئی خواہش نہیں۔ اتنے میں حضرت ابو درداءؓ آ گئے تو انہوں نے ان کے لئے کھانا تیار کیا اور کہا: تم کھاؤ کیونکہ میں تو روزے دار ہوں۔ حضرت سلمانؓ نے کہا: میں تو نہیں کھاؤں گا جب تک کہ تم بھی نہ کھاؤ اور حضرت ابو درداءؓ نے کھایا، جب رات ہوئی تو حضرت ابو درداءؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت سلمانؓ نے کہا: سو جاؤ اور وہ سو گئے، پھر وہ اٹھنے لگے، انہوں نے کہا: سوئے رہو۔ جب پچھلی رات ہوئی حضرت سلمانؓ نے کہا: اب اُٹھو۔ (حضرت ابو جحیفہؓ) کہتے تھے: ان دونوں نے نماز پڑھی پھر حضرت سلمانؓ نے ان سے کہا: تمہارے ربّ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے نفس

السُّوَائِيُّ يُقَالُ وَهْبُ الْخَيْرِ.

کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے سو ہر حقدار کو اس کا حق دو، پھر حضرت ابو درداءؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے اس کا ذکر کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (سن کر) فرمایا: سلمانؓ نے سچ کہا۔ حضرت ابو جحیفہؓ وہب سوائی ہیں جنہیں وہب الخیر بھی کہتے تھے۔

طرفہ: ۱۹۶۸۔

تشریح: صُنْعُ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفُ لِلضَّيْفِ: مہمان کے لئے کھانا تیار کرنا اور تکلیف برداشت کرنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لیے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے۔ مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سے پیشتر میں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا مگر جب سے بیماری نے ترقی کی اور پرہیزی کھانا کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا۔ ساتھ ہی مہمانوں کی کثرت اس قدر ہو گئی کہ جگہ کافی نہ ہوتی تھی اس لیے بمجبوری علیحدگی ہوئی۔ ہماری طرف سے ہر ایک کو اجازت ہے کہ اپنی تکلیف کو پیش کر دیا کرے۔ بعض لوگ بیمار ہوتے ہیں، ان کے واسطے الگ کھانے کا انتظام ہو سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۹۲)

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میاں نجم الدین صاحب مہتمم لنگر خانہ کو بلوا کر فرمایا:

"دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو۔ سردی کا موسم ہے، چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا حُسنِ ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی کو گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کر دو۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۹۲)

بَاب ۸۷: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْجَزَعِ عِنْدَ الضَّيْفِ

مہمان کے سامنے ناراضگی اور گھبراہٹ کا اظہار کرنا جو ناپسندیدہ ہے

٦١٤٠: حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَضَيَّفَ رَهْطًا فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ دُونَكَ أَضْيَافَكَ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ أَنْ أَجِيءَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهُ فَقَالَ اطْعَمُوا فَقَالُوا أَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اطْعَمُوا قَالُوا مَا نَحْنُ بِآكِلِينَ حَتَّى يَجِيءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ فَإِنَّهُ إِنْ جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوا لَنَلْقَيَنَّ مِنْهُ فَأَبَوْا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَاءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ مَا صَنَعْتُمْ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَسَكَتُّ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَسَكَتُّ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِي لَمَّا جِئْتَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ سَلْ أَضْيَافَكَ فَقَالُوا صَدَقَ أَتَانَا بِهِ قَالَ فَإِنَّمَا

۶۱۴۰: عیاش بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے ہمیں بتایا۔ سعید جُرَیری نے ہم سے بیان کیا۔ سعید نے ابوعثمان سے، ابوعثمان نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت ابوبکرؓ نے چند لوگوں کی ضیافت کی اور عبدالرحمٰنؓ سے کہا: اپنے مہمانوں کا خیال رکھنا کیونکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جارہا ہوں۔ میرے آنے سے پہلے پہلے ان کی مہمانی سے فارغ ہو جانا۔ عبدالرحمٰنؓ گئے اور ان کے پاس ماحضر لائے اور کہنے لگے: کھانا کھالیں۔ انہوں نے کہا: صاحب خانہ کہاں ہیں؟ عبدالرحمٰنؓ نے کہا: آپ کھایئے۔ وہ بولے: ہم تو نہیں کھائیں گے جب تک کہ ہمارے صاحب خانہ نہ آجائیں۔ عبدالرحمٰنؓ نے کہا: آپ ہم سے جو آپ کی مہمانی ہے قبول کیجئے کیونکہ اگر وہ آئے اور آپ نے کھانا نہ کھایا تو ہمیں ان سے ڈانٹ پڑے گی۔ انہوں نے نہ مانا اور میں سمجھا کہ حضرت ابوبکرؓ مجھ پر ناراض ہوں گے۔ جب وہ آئے تو میں اُن سے ایک طرف ہوگیا۔ انہوں نے کہا: تم نے کیا کیا؟ تو گھر والوں نے انہیں بتایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے پکارا: عبدالرحمٰنؓ! میں خاموش ہو رہا۔ پھر انہوں نے کہا: عبدالرحمٰنؓ! پھر میں

انْتَظَرْتُمُونِي وَاللهِ لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ فَقَالَ الْآخَرُونَ وَاللهِ لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى تَطْعَمَهُ قَالَ لَمْ أَرَ فِي الشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ وَيْلَكُمْ مَا أَنْتُمْ؟ لِمَ لَا تَقْبَلُونَ عَنَّا قِرَاكُمْ هَاتِ طَعَامَكَ فَجَاءَهُ فَوَضَعَ يَدَهُ فَقَالَ بِاسْمِ اللهِ الْأُولَى لِلشَّيْطَانِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوا.

خاموش رہا۔ پھر کہنے لگے: ارے بیوقوف! میں تمہیں قسم دیتا ہوں اگر تم میری آواز سن رہے ہو تو ضرور ہی آجاؤ۔ میں سن کر باہر آیا۔ میں نے کہا: اپنے مہمانوں سے پوچھئے۔ وہ کہنے لگے: حضرت عبدالرحمٰنؓ نے سچ کہا ہے۔ وہ ہمارے پاس کھانا لائے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اچھا تم نے میرا انتظار کیا، اللہ کی قسم میں آج رات کھانا نہیں کھاؤں گا اور دوسروں نے کہا: اللہ کی قسم ہم بھی کھانا نہیں کھائیں گے جب تک کہ آپؓ نہ کھائیں۔ حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے: میں نے کبھی ایسی بُری رات نہیں دیکھی۔ تم پر افسوس! تم کیسے ہو؟ تم ہم سے جو تمہاری مہمانی ہے قبول کیوں نہیں کرتے؟ اپنا کھانا لاؤ۔ چنانچہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اپنا ہاتھ رکھا اور کہا: بسم اللہ، پہلی حالت شیطان کی تھی، اور حضرت ابوبکرؓ نے کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا۔

أطرافُه: ٦٠٢، ٣٥٨١، ٦١٤١۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْجَزَعِ عِنْدَ الضَّيْفِ: مہمان کے سامنے ناراضگی اور گھبراہٹ کا اظہار کرنا جو ناپسندیدہ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر کوئی مہمان آوے اور سبّ و شتم تک بھی نوبت پہنچ جاوے تو اس کو گوارا کرنا چاہیئے۔... پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیارت کرنے والے کا تیرے پر حق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر مہمان کو ذرا سا بھی رنج ہو تو وہ معصیّت میں داخل ہے۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۷۹، ۸۰)

بَاب۸۸: قَوْلُ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهِ وَاللهِ لَا آكُلُ حَتَّى تَأْكُلَ

مہمان کا اپنے میزبان سے کہنا: میں نہیں کھاؤں گا جب تک تم نہ کھاؤ

فِيهِ حَدِيثُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کے متعلق حضرت ابوجحیفہؓ کی حدیث ہے جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

٦١٤١: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا جَاءَ أَبُو بَكْرٍ بِضَيْفٍ لَهُ أَوْ بِأَضْيَافٍ لَهُ فَأَمْسَى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ أُمِّي احْتَبَسْتَ عَنْ ضَيْفِكَ أَوْ أَضْيَافِكَ اللَّيْلَةَ قَالَ أَوْ مَا عَشَّيْتِهِمْ فَقَالَتْ عَرَضْنَا عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا أَوْ فَأَبَى فَغَضِبَ أَبُو بَكْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ وَحَلَفَ لَا يَطْعَمُهُ فَاخْتَبَأْتُ أَنَا فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ فَحَلَفَ الضَّيْفُ أَوِ الْأَضْيَافُ أَنْ لَّا يَطْعَمَهُ أَوْ يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ كَأَنَّ هَذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوا فَجَعَلُوا لَا يَرْفَعُونَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا

۶۱۴۱: محمد بن مثنیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن ابی عدی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سلیمان (بن طرخان) سے، سلیمان نے ابو عثمان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ اپنے ایک مہمان کو یا (کہا) اپنے مہمانوں کو لائے اور شام کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ پھر جب وہ آئے تو میری ماں کہنے لگیں: آج رات آپؐ اپنے مہمان یا (کہا) مہمانوں سے رُکے رہے۔ کہنے لگے: کیا آپؐ نے انہیں کھانا نہیں کھلایا؟ وہ بولیں: ہم نے اس کے سامنے یا (کہا) اُن کے سامنے پیش کیا تھا انہوں نے انکار کیا یا (کہا) اس نے انکار کیا۔ یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ ناراض ہوئے اور بُرا بھلا کہا اور قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے۔ میں یہ سن کر چھپ گیا اور انہوں نے پکارا: ارے بیوقوف۔ پھر اُس عورت نے بھی قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائے گی جب تک کہ ابو بکرؓ نہ کھائیں گے اور اس مہمان نے یا (کہا) مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائے گا یا نہیں کھائیں

فَقَالَ يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ مَا هَذَا فَقَالَتْ وَقُرَّةِ عَيْنِي إِنَّهَا الْآنَ لَأَكْثَرُ قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ فَأَكَلُوا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا.

گے جب تک کہ ابو بکرؓ نہ کھائیں گے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو بکرؓ کہنے لگے: یہ حالت تو ایسی معلوم ہوتی ہے گویا شیطان سے ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے کھانا منگوایا۔ خود بھی کھایا اور انہوں نے بھی کھایا۔ وہ جس لقمہ کو بھی اٹھاتے تھے ضرور ہی اس کے نیچے سے اس سے بھی زیادہ بڑھتا جاتا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے (اپنی زوجہ سے) کہا: بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ وہ بولیں: میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم کہ یہ کھانا تو اب اس سے بھی زیادہ ہے کہ جو ہمارے کھانے سے پہلے تھا۔ ان مہمانوں نے کھایا اور حضرت ابو بکرؓ نے کچھ کھانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بھیجا۔ اور (حضرت عبد الرحمٰنؓ نے) ذکر کیا کہ آپؐ نے بھی اس سے کھایا۔

أطرافه: ٦٠٢، ٣٥٨١، ٦١٤٠۔

تشریح: قَوْلُ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهِ وَاللهِ لَا آكُلُ حَتَّى تَأْكُلَ: مہمان کا اپنے میزبان سے کہنا: میں نہیں کھاؤں گا جب تک تم نہ کھاؤ۔ اس باب میں امام بخاریؒ نے مہمان نوازی کے اس ادب کی طرف توجہ دلائی ہے کہ مہمان کو چاہیئے کہ وہ میزبان کو بھی کھانے میں اپنے ساتھ شریک کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"مہمانوں کی بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں جن کو اگر مہمان اچھی طرح ادا کریں تو معاشرے میں مزید نکھار پیدا ہوتا ہے، آپس کے تعلقات مزید نکھرتے ہیں۔ پس جہاں مومن کو یہ حکم ہے کہ مہمان کا خیال رکھو، اُس کو اُس کا حق دو، وہاں مہمانوں کو بھی ہدایات دی گئی ہیں کہ تم نے اپنے مہمان ہونے کے حقوق کس طرح استعمال کرنے ہیں اور فرائض کس طرح ادا کرنے ہیں۔... گھر والوں کے لیے تنگی کے سامان نہیں کرنے۔ اگر مہمان ان باتوں کو مدنظر رکھیں تو معاشرے کے ہر طبقے میں، مختلف حالات میں جو تعلقات ہیں ان کی وجہ سے جو بے چینیاں پیدا ہو رہی ہوتی ہیں وہ ختم ہو جائیں۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹، جولائی ۲۰۰۵، جلد ۳ صفحہ ۴۴۵، ۴۴۶)

بَاب ۸۹: إِكْرَامُ الْكَبِيرِ وَيَبْدَأُ الْأَكْبَرُ بِالْكَلَامِ وَالسُّؤَالِ

بڑے کی تعظیم کرنا اور جو بڑا ہو وہی پہلے بات کرے اور پوچھے

٦١٤٢، ٦١٤٣: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ أَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرِ الْكُبْرَ قَالَ يَحْيَى يَعْنِي لِيَلِيَ الْكَلَامَ الْأَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَسْتَحِقُّونَ قَتِيلَكُمْ أَوْ قَالَ صَاحِبَكُمْ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ فِي أَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ

۶۱۴۲، ۶۱۴۳: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہمیں بتایا جو زید کے بیٹے ہیں۔ حماد نے یحییٰ بن سعید سے، یحییٰ نے بُشَیر بن یسار سے جو انصار کے غلام تھے، بُشَیر نے حضرت رافع بن خدیجؓ اور حضرت سہل بن ابی حثمہؓ سے روایت کی کہ ان دونوں نے ان سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن سہلؓ اور حضرت محیّصہ بن مسعودؓ خیبر میں گئے اور نخلستان میں الگ ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن سہلؓ وہاں مار ڈالے گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سہلؓ اور حویّصہ اور محیّصہ جو حضرت مسعودؓ کے بیٹے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ تینوں اپنے ساتھی کے متعلق بات کرنے لگے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے شروع کیا اور وہ ان تینوں میں چھوٹے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بڑا ہے اس کو بڑا رہنے دو۔ یحییٰ (بن سعید) نے یوں کہا: جو بڑا ہے اس کو پہلے بات کرنے دو۔ انہوں نے اپنے ساتھی کے متعلق بات کی تو نبی ﷺ نے (سن کر) فرمایا: کیا تم میں سے پچاس آدمیوں کے قسم کھانے پر تم اپنے مقتول یا فرمایا: اپنے ساتھی کی دیت لینے کے مستحق ہو جاؤ گے؟ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! یہ ایسا امر ہے کہ ہم نے

فَوَدَاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِهِ.

اس کو دیکھا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر یہود اپنے میں سے پچاس کے قسم کھانے پر تمہارے سامنے بری ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! وہ کافر لوگ ہیں۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے (حضرت عبد اللہ بن سہلؓ کے) وارثوں کو دیت دی۔

قَالَ سَهْلٌ فَأَدْرَكْتُ نَاقَةً مِّنْ تِلْكَ الْإِبِلِ فَدَخَلَتْ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضَتْنِي بِرِجْلِهَا.

حضرت سہلؓ کہتے تھے: ان اونٹوں میں سے مجھے بھی ایک اونٹنی ملی اور وہ ان کے تھان میں جا گھسی اور اس نے مجھے ایک لات ماری۔

قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ يَحْيَى حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مَعَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ وَحْدَهُ.

لیث نے کہا: مجھے یحییٰ نے بُشَیر سے، بُشَیر نے حضرت سہلؓ سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ یحییٰ کہتے تھے: میں سمجھتا ہوں کہ بُشَیر نے یوں کہا: حضرت رافع بن خدیجؓ کے ساتھ۔ اور ابن عیینہ نے (یوں) کہا کہ ہم سے یحییٰ نے بُشَیر سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ بُشَیر نے اکیلے حضرت سہلؓ سے ہی روایت کی۔

أطرافه: ۲۷۰۲، ۳۱۷۳، ۶۸۹۸، ۷۱۹۲۔

۶۱۴۴: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ مَثَلُهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَلَا

۶۱۴۴: مسدّد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ (عمری) سے روایت کی کہ نافع نے مجھے بتایا۔ نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا درخت بتاؤ جس کی مثال مسلمان کی مثال ہے۔

تَحُتُّ وَرَقَهَا فَوَقَعَ فِي نَفْسِي النَّخْلَةُ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمَّا لَمْ يَتَكَلَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ أَبِي قُلْتُ يَا أَبَتَاهُ وَقَعَ فِي نَفْسِي النَّخْلَةُ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُولَهَا لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ مَا مَنَعَنِي إِلَّا أَنِّي لَمْ أَرَكَ وَلَا أَبَا بَكْرٍ تَكَلَّمْتُمَا فَكَرِهْتُ.

وہ اپنا پھل اپنے ربّ کے حکم سے ہر وقت دیتا ہے اور اس کے پتے نہیں گرتے۔ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور ہے مگر میں نے بُرا جانا کہ میں بات کروں اور وہاں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی ہیں۔ جب وہ نہ بولے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کھجور ہے۔ جب میں اپنے باپ کے ساتھ باہر نکلا تو میں نے کہا: ابا! میرے دل میں آیا تھا کہ وہ کھجور ہے۔ انہوں نے کہا: تمہیں یہ کہنے سے کس نے روکا؟ اگر تم نے کہہ دیا ہوتا تو یہ مجھے ایسی ایسی بات سے زیادہ پسند تھا۔ (حضرت ابن عمرؓ نے) کہا: مجھے صرف اسی بات نے روکا کہ میں نے آپؐ کو اور حضرت ابو بکرؓ کو بات کرتے نہیں دیکھا اس لئے میں نے بُرا جانا۔

أطرافه: ٦١، ٦٢، ٧٢، ١٣١، ٢٢٠٩، ٤٦٩٨، ٥٤٤٤، ٥٤٤٨، ٦١٢٢۔

تشریح: إِكْرَامُ الْكَبِيرِ وَيَبْدَأُ الْأَكْبَرُ بِالْكَلَامِ وَالسُّؤَالِ: بڑے کی تعظیم کرنا اور جو بڑا ہو وہی پہلے بات کرے اور پوچھے۔ اسلام نے معاشرتی آداب میں اس امر کو بہت اہمیت دی ہے کہ بڑوں کا احترام کیا جائے۔ معاشرہ میں محبت اور امن کو پروان چڑھانے کے لئے یہ انتہائی ضروری خلق ہے۔ بڑے عمر میں ہوں، عہدے میں ہوں، حیثیت میں ہوں یا رشتہ میں، اُن کا احترام کرنا اور ادب سے پیش آنا انسانی اخلاق اور اقدار میں بہت اہم ہے۔ اُردو زبان کا محاورہ ہے: "باادب بانصیب۔ بے ادب بے نصیب۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا۔[1] کہ جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اسلام یہ کہتا ہے کہ اپنے سے بڑوں کا احترام کرو اور چھوٹوں پر شفقت کرو۔ یہ احترام اور شفقت فعل سے بھی ہوتی ہے اور زبان سے بھی ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص

---

[1] (سنن الترمذی، أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الصِّبْيَانِ، جزء ۴ صفحہ ۳۲۱)

فعل سے تو بڑی شفقت کرے لیکن زبان کو غلط راہوں پر چلائے وہ بے باک وار کرنے والی ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص سے میرا کوئی تعلق نہیں۔" (خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹/ اپریل ۱۹۶۸، جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مجھے تو بڑوں کا ادب کرنے کی اِس قدر تلقین کی گئی تھی کہ میں اِس کے خلاف چل ہی نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچیرے بھائی جس قدر مخالفت سلسلہ کی کرتے تھے وہ ظاہر ہے، انہوں نے دیوار بنا کر مسجد کا رستہ روک دیا، سقوں کو پانی بھرنے اور حجاموں کو حجامت بنانے سے منع کر دیا، کمہاروں کو منع کر دیا کہ ان کے لئے برتن نہ بناؤ۔ اور بھی طرح طرح کے ظلم کرتے رہتے تھے لیکن باوجود اس کے بچپن میں مَیں نے ایک دفعہ میرزا نظام الدین صاحب کے متعلق کوئی بات کرتے ہوئے صرف نظام الدین کہہ دیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: وہ تمہارے چچا ہیں، تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس طرح اُن کا نام لو۔" (خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۶، ستمبر ۱۹۳۵ء، جلد ۱۶ صفحہ ۵۶۰)

بَاب ۹۰: مَا يَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ

شعر اور رجز اور حدی[1] کہنا جو جائز ہے اور جو ان میں سے ناپسندیدہ ہے

وَقَوْلُهُ: وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ○ وَ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَ سَيَعْلَمُ

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یعنی اور شعراء کی جماعت ایسی ہوتی ہے کہ ان کے پیچھے چلنے والے گمراہ ہوتے ہیں۔ (اے مخاطب) کیا تیری سمجھ میں (اب تک) نہیں آیا کہ وہ (شعراء) تو ہر وادی میں بے مقصود کے پھرتے ہیں اور وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں سوائے (شاعروں میں سے) مومنوں اور نیک

---

[1] رَجَز: جنگ میں پڑھنے کے اشعار۔ (فیروز اللغات)
حُدِی: عرب شُتربانوں کا نغمہ۔ (فیروز اللغات)

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ○ (الشعراء:۲۲۵ - ۲۲۸)

عمل کرنے والوں کے اور ان کے جو اللہ کا (اپنے شعروں میں) کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور (اگر ہجو کرتے ہیں تو ابتدا نہیں کرتے بلکہ) مظلوم ہونے کے بعد (جائز) بدلہ لیتے ہیں اور وہ لوگ جو کہ ظالم ہیں- ضرور جان لیں گے کہ کس مقام کی طرف ان کو لوٹ کر جانا ہو گا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي كُلِّ لَغْوٍ يَخُوضُونَ.

حضرت ابن عباسؓ نے کہا: (فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ سے) مراد یہ ہے کہ ہر ایک لغو بات میں گھستے ہیں۔

٦١٤٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً.

۶۱۴۵: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ زُہری نے کہا: مجھے ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ مروان بن حکم نے انہیں بتایا کہ عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث نے اُن سے بیان کیا۔ حضرت اُبَیّ بن کعبؓ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض شعروں میں بھی حکمت ہے۔

٦١٤٦: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي إِذْ أَصَابَهُ حَجَرٌ فَعَثَرَ فَدَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ:

۶۱۴۶: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسود بن قیس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جندب (بن عبداللہ بجلیؓ) سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلے جا رہے تھے کہ آپؐ کو ایک پتھر لگا جس سے آپؐ نے ٹھوکر کھائی اور آپؐ کی انگلی زخمی ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا:

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ
وَفِي سَبِيلِ اللهِ مَا لَقِيتِ

تو ایک انگلی ہی ہے نا جو زخمی ہوئی، اور اللہ ہی کی راہ میں ہے وہ تکلیف جو تجھے پہنچی ہے۔

طرفہ: ۲۸۰۲۔

٦١٤٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلُ

وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ.

اطرافہ: ۳۸۴۱، ٦٤٨٩۔

۶۱۴۷: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ (عبدالرحمٰن) ابن مہدی نے ہمیں بتایا۔ سفیان نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے عبدالملک سے روایت کی۔ ابوسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہایت ہی سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے وہ لبید کی یہ بات ہے:

سنو ہر شے اللہ کے سوا بے حقیقت ہے۔

اور امیہ بن ابی الصلت قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جائے۔

٦١٤٨: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لِعَامِرِ بْنِ الْأَكْوَعِ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ قَالَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ:

۶۱۴۸: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی عبید سے، یزید نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ ہم رات کو چلے تو لوگوں میں سے ایک شخص نے عامر بن اکوعؓ سے کہا: کیا آپؓ ہمیں اپنے شعروں سے کچھ نہیں سنائیں گے؟ (حضرت سلمہؓ) کہتے تھے: عامرؓ شاعر آدمی تھے۔ وہ نیچے اُترے اور لگے لوگوں کو حدی پڑھ کر سنانے۔ یہ شعر پڑھتے تھے:

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءٌ لَّكَ مَا اقْتَفَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا
وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَتَيْنَا
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا

اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم بھی کبھی ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ ہمارے گناہوں پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے ہم سے درگزر فرما، ہم تیرے قربان ہوں جب تک ہم باقی رہیں اور اگر ہماری مڈبھیڑ ہو تو قدموں کو مضبوط رکھیو اور ہمارے دلوں میں سکینت ڈال۔ ہمیں جب جنگ کے لئے للکارا گیا ہے تو ہم بھی اب آ گئے ہیں اور وہ تو ان للکاروں سے ہم پر چڑھ آئے ہیں۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَذَا السَّائِقُ قَالُوا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ قَالَ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيدَةٌ ثُمَّ إِنَّ اللهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذِهِ النِّيرَانُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ قَالُوا عَلَى لَحْمٍ قَالَ عَلَى أَيِّ لَحْمٍ قَالُوا عَلَى لَحْمِ حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِقُوهَا وَاكْسِرُوهَا فَقَالَ رَجُلٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: یہ اونٹوں کو چلانے والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا: عامر بن اکوعؓ۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم کرے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ تو اب شہید ہو چکے۔ کاش آپؐ ہمیں ان سے فائدہ اُٹھانے دیتے۔ انہوں نے کہا: ہم خیبر میں پہنچے اور ہم نے ان کا اتنی دیر تک محاصرہ کئے رکھا کہ ہمیں سخت بھوک لگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر کو ان (مسلمانوں) کے لے فتح کروا دیا۔ جب لوگ اس دن کی شام کو آئے کہ جس دن ان کے لئے وہ فتح کیا گیا تھا تو انہوں نے بہت سی آگیں جلائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا: یہ آگیں کیا ہیں؟ کیا چیز پکانے کے لئے جلا رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: گوشت پکانے کے لئے۔ آپؐ نے فرمایا: کس کا گوشت؟ انہوں نے کہا: پالتو گدھوں کا گوشت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان

يَا رَسُولَ اللهِ أَوْ نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيهِ قِصَرٌ فَتَنَاوَلَ بِهِ يَهُودِيًّا لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ فَأَصَابَ رُكْبَةَ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ رَآنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاحِبًا فَقَالَ لِي مَا لَكَ فَقُلْتُ فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ قَالَ مَنْ قَالَهُ قُلْتُ قَالَهُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَأُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ نَشَأَ بِهَا مِثْلَهُ.

ہانڈیوں کو اُنڈیل دو اور انہیں توڑ دو۔ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! ہم انہیں انڈیل دیتے ہیں اور انہیں دھو لیتے ہیں۔ فرمایا: یا یہی سہی۔ جب لوگ صف آراء ہوئے تو عامرؓ کی تلوار کچھ چھوٹی تھی۔ انہوں نے اس سے یہودی پر وار کیا کہ اس کو مار دیں تو کیا ہوا کہ ان کی تلوار کی نوک جو لوٹی تو عامرؓ کے گھٹنے میں لگی جس سے وہ فوت ہو گئے۔ جب لوگ لوٹے تو حضرت سلمہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ڈھیلا، رنگ بدلا ہوا دیکھا آپؐ نے مجھے فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ کے سب اعمال اکارت گئے۔ آپؐ نے فرمایا: کس نے یہ کہا؟ میں نے کہا: فلاں اور فلاں اور فلاں شخص اور اُسَید بن حُضَیر انصاریؓ نے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ بولا جس نے یہ کہا۔ اس کو تو دُہرا اجر ملے گا۔ اور آپؐ نے اپنی دونوں انگلیوں کو اکٹھا کیا۔ کیونکہ وہ تو عابد بھی تھا اور مجاہد بھی۔ کم ہی کوئی عرب ہے جو اس زمین میں اس جیسا پیدا ہوا ہو۔

أطرافه: ٢٤٧٧، ٤١٩٦، ٥٤٩٧، ٦٣٣١، ٦٨٩١۔

٦١٤٩: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى

۶۱۴۹: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت انسؓ نے کہا:

بَعْضِ نِسَائِهِ وَمَعَهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ فَقَالَ وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيرِ. قَالَ أَبُو قِلَابَةَ فَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوهَا عَلَيْهِ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج میں سے کسی کے پاس آئے اور ان کے ساتھ حضرت اُم سُلیم بھی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: افسوس اے انجشہ! ان شیشوں کو آہستہ آہستہ لے چلو۔ ابو قلابہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا فقرہ کہا اگر تم میں سے کوئی کہے تو تم اس کے لئے اسے معیوب گردانو۔ (یعنی آپؐ کا یہ قول: شیشوں کو آہستہ آہستہ لے چلو۔)

أطرافه: ٦١٦١، ٦٢٠٢، ٦٢٠٩، ٦٢١٠، ٦٢١١۔

تشریح: مَا يَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَاءِ: شعر اور رجز اور حدی کہنا جو جائز ہے۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں: أَمَّا الشِّعْرُ فَهُوَ فِي الْأَصْلِ اسْمٌ لِمَا دَقَّ وَمِنْهُ لَيْتَ شِعْرِي ثُمَّ اسْتُعْمِلَ فِي الْكَلَامِ الْمُقَفَّى الْمَوْزُونِ قَصْدًا... وَأَمَّا الرَّجَزُ فَهُوَ بِفَتْحِ الرَّاءِ وَالْجِيمِ بَعْدَهَا زَايٌ وَهُوَ نَوْعٌ مِنَ الشِّعْرِ عِنْدَ الْأَكْثَرِ وَقِيلَ لَيْسَ بِشِعْرٍ لِأَنَّهُ يُقَالُ رَاجِزٌ لَا شَاعِرٌ وَسُمِّيَ رَجَزًا لِتَقَارُبِ أَجْزَائِهِ وَاضْطِرَابِ اللِّسَانِ بِهِ... وَأَمَّا الْحُدَاءُ فَهُوَ بِضَمِّ الْحَاءِ وَتَخْفِيفِ الدَّالِ الْمُهْمَلَتَيْنِ يُمَدُّ وَيُقْصَرُ سَوْقُ الْإِبِلِ بِطَرْبٍ مَخْصُوصٍ مِنَ الْغِنَاءِ۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۶۶۱) یعنی شعر درحقیقت نام ہے (ان جذبات کے اظہار کا) جو بہت لطیف ہوں اور انہی معنوں میں لَيْتَ شِعْرِي کہا جاتا ہے۔ بعد ازاں اس لفظ (شعر) کا اطلاق بالارادہ کہے جانے والے مقفی اور موزون کلام پر ہونے لگا۔ جہاں تک "رَجز" جو 'ر' کی فتح اور 'ج' اور اس کے بعد 'ز' پر مشتمل لفظ ہے تو اکثر اہل علم کے نزدیک وہ شعر کی ایک قسم ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ شعر نہیں ہے کیونکہ اس کے کہنے والے کو "راجز" کہا جاتا ہے "شاعر" نہیں۔ اور بوجہ تقارب اجزاء اور زبان کے اضطراب کی وجہ سے اس کا نام "رجز" رکھا گیا۔ اور "حداء" اور 'د' مہمل پر مشتمل لفظ کا تعلق ہے تو اس سے مراد اونٹوں کو ہانکنے کے لئے لمبی یا چھوٹی نکالی جانے والی آواز ہے جو غناء کی خاص طرز پر ہوتی ہے۔

امام راغب نے لکھا ہے: فَالشِّعْرُ فِي الْأَصْلِ اسْمٌ لِلْعِلْمِ الدَّقِيقِ۔[1] شعر دراصل باریک علم کا نام ہے۔ یہ لفظ شعور سے ہے جس کے معنی معرفت کے ہیں۔ عام طور پر مقفّٰی، مسجع عبارتوں کو ایک خاص وزن میں ادا کرنا شعر کہلاتا ہے۔ کلام الٰہی میں بھی بعض اوقات ہم وزن عبارتیں وارد ہوتی ہیں مگر وہ شعر نہیں کہلاتیں۔ جیسا کہ قرآن کریم کے بارہ میں بیان ہوا ہے: وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ (الحاقة: ۴۲)[2] اس کی بہت سی اصناف ہیں۔ شعر اچھے بھی ہوتے ہیں، بُرے بھی۔ قرآن کریم نے دونوں قسم کے شعر کا ذکر کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے شعر سنے بھی

---

[1] (المفردات فی غریب القرآن - شعر)

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور یہ کسی شاعر کی بات نہیں۔"

اور بعض اوقات پڑھے بھی مگر ایسے شعروں کی مذمت کی جو انسان کو گندے خیالات اور ناپاک باتوں کی طرف لے جائیں۔ مگر عمدہ خیالات اور نفیس مضامین کو شعروں میں بیان کرنے کو آپؐ نے پسند فرمایا، جیسے لبید شاعر کے شعر أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ۔ یعنی سنو! ہر شے اللہ کے سوا بے حقیقت ہے۔ عصر حاضر میں امام الزمان نے حمد باری تعالیٰ، نعت رسول کریمؐ اور قرآن کریم کے حسن و جمال پر مشتمل بہت اعلیٰ کلام شعروں کی صورت میں ادا فرمایا اور اس کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق اِس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۵۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"نظم تو ہماری اس مجلس میں بھی سنائی جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک دفعہ ایک شخص خوش الحان کی تعریف سن کر اس سے چند ایک اشعار سنے پھر فرمایا کہ رَحِمَكَ اللّٰهُ۔ یہ لفظ آپؐ جسے کہتے تھے وہ جلد شہید ہو جاتا۔ چنانچہ وہ بھی میدان میں جاتے ہی شہید ہو گیا۔..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خود شعر پڑھے ہیں۔ پڑھنا اور کہنا ایک ہی بات ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی شاعر تھے۔ حضرت عائشہؓ، امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے قصائد مشہور ہیں۔ حسان بن ثابتؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر قصیدہ لکھا، سید عبد القادر صاحبؒ نے بھی قصائد لکھے ہیں۔ کسی صحابیؓ کا ثبوت نہ دے سکو گے کہ اس نے تھوڑا یا بہت شعر نہ کہا ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو منع نہ فرمایا۔ قرآن کی بہت سی آیات شعروں سے ملتی ہیں۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۶۲)

ایک شخص کے سوال کہ سورۃ الشعراء کے آخر پر شاعروں کی مذمت ہے کا جواب دیتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"وہ مقام پڑھو۔ وہاں خدا نے فسق و فجور کرنے والے شاعروں کی مذمت کی ہے اور مومن شاعر کا وہاں خود استثناء کر دیا ہے۔ پھر ساری زبور نظم ہے، یرمیاہ، سلیمان اور موسیٰ کی نظمیں تورات میں ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نظم گناہ نہیں ہے، ہاں فسق و فجور کی نظم نہ ہو۔ ہمیں خود الہام ہوتے ہیں بعض ان میں سے مقفیٰ اور بعض شعروں میں ہوتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

بَاب ۹۱ : هِجَاءُ الْمُشْرِكِينَ

مشرکوں کی ہجو کرنا

٦١٥٠ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ بِنَسَبِي فَقَالَ حَسَّانُ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ.

۶۱۵۰: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام بن عروہ نے ہمیں خبر دی۔ ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: حضرت حسان بن ثابتؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو کرنے کی اجازت مانگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے خاندان کی کیونکر ہجو کرو گے؟ حضرت حسانؓ نے کہا: میں آپؐ کو ان سے اس طرح نکال دوں گا جیسے بال آٹے سے نکالا جاتا ہے۔

وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور (اسی سند سے) ہشام بن عروہ سے مروی ہے۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں حضرت عائشہؓ کے سامنے حضرت حسانؓ کو بُرا بھلا کہنے لگا تو انہوں نے کہا: اسے بُرا نہ کہو کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کیا کرتا تھا۔

اطرافه: ٣٥٣١، ٤١٤٥۔

٦١٥١ : حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ الْهَيْثَمَ بْنَ أَبِي سِنَانٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي قَصَصِهِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۵۱: اصبغ (بن فرج) نے ہم سے بیان کیا، کہا: عبداللہ بن وہب نے مجھے خبر دی۔ یونس نے مجھ سے بیان کیا۔ یونس نے ابن شہاب سے روایت کی کہ ہیثم بن ابی سنان نے انہیں بتایا۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے ان کے واقعات کے بیان

يَقُولُ إِنَّ أَخًا لَّكُمْ لَا يَقُولُ الرَّفَثَ يَعْنِي بِذَالِكَ ابْنَ رَوَاحَةَ قَالَ:

کرنے کے اثنا میں سنا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تھے، کہتے تھے: تمہارا ایک بھائی ہے جو بیہودہ نہیں کہتا۔ آپ کی مراد اس سے حضرت ابن رواحہؓ تھے۔ انہوں نے (ہی یہ شعر) کہا ہے:

فِينَا رَسُولُ اللهِ يَتْلُو كِتَابَهُ إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمشركينَ الْمَضَاجِعُ

ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو اُس کی کتاب پڑھ کر سناتے ہیں اُس وقت جب صبح کی پَو پھوٹ رہی ہوتی ہے۔ اس نے ہمیں اندھے پن کے بعد سیدھا راہ دکھایا جس سے ہمارے دل یقین کئے ہوتے ہیں کہ جو اُس نے کہا وہ ہو کر رہے گا۔ وہ رات اس طرح گزارتا ہے کہ اس کا پہلو اس کے بستر سے الگ رہتا ہے جبکہ بستر کافروں سے بوجھل ہو رہے ہوتے ہیں۔

تَابَعَهُ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَالْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

(یونس کی طرح) عقیل نے بھی اس حدیث کو زُہری سے نقل کیا۔ اور زبیدی نے بھی زُہری سے نقل کیا۔ (انہوں نے اس کی سند یوں بیان کی) سعید اور اعرج سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔

طرفہ: ۱۱۵۵۔

٦١٥٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ

۶۱۵۲: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ نیز اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: مجھے میرے بھائی (عبدالحمید) نے بتایا۔ انہوں نے سلیمان سے، سلیمان نے محمد بن ابی عتیق سے، ابن ابی عتیق نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ سے سنا۔ وہ

أَبَا هُرَيْرَةَ فَيَقُولُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ نَشَدْتُكَ بِاللهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللهِ اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ.

اطرافُه: ٤٥٣، ٣٢١٢۔

حضرت ابوہریرہؓ سے شہادت لے رہے تھے، کہتے تھے: ابوہریرہؓ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے: اے حسان! رسول اللہ کی طرف سے جواب دو۔ اے اللہ! روح القدس سے اس کی تائید فرما۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: ہاں۔

٦١٥٣: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِحَسَّانَ اهْجُهُمْ أَوْ قَالَ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ.

أطرافُه: ٣٢١٣، ٤١٢٣، ٤١٢٤۔

۶۱۵۳: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عدی بن ثابت سے، عدی نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسانؓ سے فرمایا: ان کی ہجو کرو یا فرمایا: ان کی ہجو کا جواب دو اور جبریل تمہارے ساتھ ہوں گے۔

تشریح: هِجَاءُ الْمُشْرِكِينَ: ہجاء اور ہجو کے معنی ہیں شعر میں مذمت کرنا۔ اور جوہری نے کہا ہے کہ ہجو مدح کا متضاد ہے۔ اور امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کرکے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ شعر کی اس قسم میں سے بھی بعض مستحب ہوتے ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۸۶) قومی جنگوں میں جہاں سپاہیوں اور جرنیلوں کا کردار بہت مرکزی ہوتا ہے وہاں افراد جماعت اور عوام کی طاقت کی سپورٹ اور مدد بھی بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ہر زمانے میں شعراء، ادیب اور معاشرے کے دیگر طبقات فوجوں کے حوصلے بڑھانے اور ان کا مورال بلند کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اُس دور میں بھی عرب شعراء، مرد، عورتیں یہ رول ادا کرتی تھیں۔ مسلمان شعراء نے بھی یہ فریضہ خوب ادا کیا۔ مسلمان شعراء میں سے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اس میں بہت بڑا حصہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں جو تمام جنگوں میں فتح کی ضامن تھیں ان کا فیض جنگ لڑنے والوں تک محدود نہیں تھا بلکہ آپؐ کی دعاؤں کا فیض ان شعراء کے کلام میں قوت اور طاقت کا باعث تھا جو مشرکین کی ہجو میں شعر کہتے تھے۔ جیسا کہ زیر باب روایات میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے یہ الفاظ ہیں: اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ۔ یعنی اے اللہ! روح القدس سے اس کی تائید فرما۔ یہ روح القدس کی تائید ہی تھی جس سے وہ جنگیں جیتی گئیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اس زمانہ کے اشرار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کے خلاف نہایت گندی نظمیں اور اشعار بنا بنا کر پڑھا کرتے تھے۔ ایک مدت تک تو صحابہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق صبر سے کام لیتے رہے مگر جب وہ اِس خباثت میں حد سے بڑھ گئے تو بعض صحابہؓ نے حضرت حسانؓ سے خواہش کی کہ وہ ان کا جواب دیں۔ حضرت حسانؓ نے اُن کے کہنے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کے متعلق عرض کیا کہ یارسول اللہ! انہوں نے آپؐ پر بہت حملے کئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اُن کو جواب دوں اور اُن کے عیوب ظاہر کروں۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جواب دینا اچھی بات ہے مگر اس میں ایک دقت ہے اور وہ یہ کہ اُن کے اور ہمارے آباؤ اجداد ایک ہی ہیں۔ اگر تم اُن پر حملہ کروگے تو وہ حملہ ہم پر بھی ہوگا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپؐ کو اور آپؐ کے خاندان کو اُن سے اس طرح الگ کرلوں گا جس طرح مکھن میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ یہ اُن کے قادر الکلام ہونے کی دلیل تھی۔ کیونکہ قادر الکلام شاعر ہی اس رنگ میں شعر کہہ سکتا ہے کہ دوسرے کو جواب بھی دیدے اور اپنے بزرگوں پر بھی حملہ نہ ہونے دے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُهْجُ قُرَيْشًا وَرُوْحُ الْقُدُسُ مَعَكَ۔ (البحر المحیط جلد اول صفحہ ۲۹۹) یعنی اے حسّان! قریش کی ہجو کر، رُوح القدس تیرے ساتھ ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ، جلد ۲ صفحہ ۲۲)

بَاب ۹۲: مَا يُكْرَهُ أَنْ يَكُونَ الْغَالِبَ عَلَى الْإِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتَّى يَصُدَّهُ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ

جو مکروہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان پر شاعری اس قدر غالب ہو جائے کہ اس کو اللہ کے ذکر اور علم کے حاصل کرنے اور قرآن کی تلاوت کرنے سے روک دے

۶۱۵۴: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى ۶۱۵۴: عبید اللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ

أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا.

حنظلہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ شعر سے بھرے۔

٦١٥٥: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا حَتّٰى يَرِيَهِ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا.

۶۱۵۵: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے ابوصالح سے سنا۔ ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہاں تک کہ وہ اُسے خراب کر کے رکھ دے، یہ اس کے لئے بہتر ہو گا اس سے کہ وہ شعر سے بھرے۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ أَنْ يَكُونَ الْغَالِبَ عَلَى الْإِنْسَانِ الشِّعْرُ: جو مکروہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان پر شاعری اس قدر غالب ہو جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"شعراء پر ایسے لوگ ہی گرویدہ ہوتے ہیں جن کا تقویٰ اور روحانیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ چونکہ شعراء اپنے شعروں میں عموماً عشق اور محبتِ نفسانیہ اور شہوانیہ کا ذکر کرتے ہیں، اس لئے ایسے ہی لوگ اُن کے پیچھے چلتے ہیں جو خود بھی تقویٰ سے دور ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض آوارہ نوجوانوں کو اُن کے سینکڑوں اشعار یاد ہوتے ہیں اور بعض شاعروں کی غزلیں رنڈیاں گاتی ہیں کیونکہ اُن میں خدا اور اس کے رسول کا کہیں ذکر نہیں ہوتا بلکہ عموماً ان کے ذریعہ نوجوانوں کے شہوانی جذبات کو تحریک دی جاتی ہے اور واعظ اور ناصح پر پھبتیاں اڑائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے ان کی ایسے ہی لوگوں میں مقبولیت ہوتی ہے جن کا روحانیت سے

کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین تو ایسے ہیں جنہوں نے اپنی صداقت اور دیانت اور عفت اور پاکیزگی کا ایک بے مثال نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کر رکھا ہے۔ اُن کی راتیں قیام و سجود میں اور اُن کے دن ذکر الٰہی اور اعلاءِ کلمۂ اسلام میں بسر ہوتے ہیں۔..... پھر فرماتا ہے: اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ شاعر مختلف طبائع کو خوش کرنے کے لئے کبھی اِدھر کی بات کر دیتے ہیں کبھی اُدھر کی۔ اُن کے سامنے کوئی خاص مقصد اور مدّعا نہیں ہوتا بلکہ جو چیز بھی اُن کے ذہن میں آجائے اسی کے متعلق وہ کچھ نہ کچھ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ شاعروں کی کوئی غزل لے لو، فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ کا تمہیں ان کی ہر غزل میں نظارہ نظر آجائے گا۔ ایک شعر میں تو لکھا ہوگا: میں مر گیا، میرا معشوق مجھ سے بے وفائی کرتا ہے اور میں اُس کے ہجر میں اُس کی بے التفاتی کی وجہ سے جاں بلب ہوں۔ مگر ساتھ ہی اگلے شعر میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ مجھے اپنے معشوق کا وصال نصیب ہوا، میں جی اُٹھا اور میں زندہ ہو گیا۔ ساری غزل کا ایک شعر بھی دوسرے شعر سے جوڑ نہیں رکھتا۔ ایک شعر میں وہ کچھ اَور بیان کر رہے ہوتے ہیں اور دوسرے شعر میں وہ کہیں اَور نکل جاتے ہیں۔ ایک شعر میں تو وہ کہتے ہیں: میں محبوب سے ملنے کی تیاری کر رہا ہوں اور دوسرے میں کہتے ہیں: ہائے مرا جا رہا ہوں۔ غرض اُن کی غزلوں کا ہر شعر دوسرے سے متناقض ہوتا ہے اور ان کی باتوں کا کوئی سر پیر ہی نہیں ہوتا۔ کبھی ادھر کی کہتے ہیں کبھی اُدھر کی۔ کبھی کہتے ہیں میں اپنے محبوب کے عشق میں مر گیا حالانکہ وہ زندہ اپنے شعر سنا رہے ہوتے ہیں، کبھی کہتے ہیں میں اپنے معشوق کے عشق میں سرگرداں ہوں حالانکہ وہ اچھے بھلے دنیا کے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں معشوق ہر وقت ہمارے دل میں ہے اور یہ بالکل جھوٹ ہوتا ہے، کبھی کہتے ہیں کہ میں اپنے محبوب کے لئے خون کے آنسو پی رہا ہوں حالانکہ وہ آرام سے زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں۔ نہ مر رہے ہوتے ہیں نہ خون کے آنسو پی رہے ہوتے ہیں۔ اُن کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ لوگوں کے جذبات کو اُبھارا جائے، چاہے وہ اُبھارنا اچھے رنگ میں ہو یا بُرے رنگ میں۔ کبھی

وہ خوشی کی باتیں کرتے ہیں اور کبھی غمی کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ یعنی وہ ہر جنگل میں اور ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ ان کو کسی جگہ بھی جذبات کے اُبھارنے کا سامان مل جائے، چاہے کہیں سے ملے، لے لیتے ہیں۔ وہ عاشقوں کو بھی خوش کرتے ہیں اور معشوقوں کو بھی، وہ غریبوں کو بھی خوش کرتے ہیں اور امیروں کو بھی، وہ مظلوموں کو بھی خوش کرتے ہیں اور ظالموں کو بھی، وہ غالب کو بھی خوش کرتے ہیں اور مغلوب کو بھی۔ ان کو تو ہر کسی کی خوشی مطلوب ہوتی ہے چاہے ان کو اپنے شعروں میں کتنا بھی جھوٹ کیوں نہ بولنا پڑے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کوئی غریب ہمارے شعر پڑھے یا امیر، ظالم پڑھے یا مظلوم، عاشق پڑھے یا معشوق، غالب پڑھے یا مغلوب، سب کے سب خوش ہو جائیں، چاہے اُن کے اشعار حقیقت سے کتنے ہی دور ہوں۔ پس شعراء کا مقصد اور مدعا یہی ہوتا ہے کہ ہر خاص و عام اُن سے خوش ہو جائے اور ان کے شعروں کی داد دے۔..... پھر فرماتا ہے: وَ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ۔ شاعروں میں ایک یہ بات بھی پائی جاتی ہے کہ اُن کا قول اَور ہوتا ہے اور فعل اَور۔ اور وہ جو کچھ منہ سے کہتے ہیں عملاً وہ ایسا نہیں کرتے۔ یعنی اگر وہ اپنے اشعار میں لوگوں کو اَخلاقِ حسنہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں تو خود شرابیں پیتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتے ہیں تو آپ نماز اور روزہ کے قریب بھی نہیں جاتے... پھر فرماتا ہے: اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ہاں ان شاعروں کو ہم مستثنیٰ کرتے ہیں جو مومن ہیں اور مناسب حال عمل کرتے ہیں۔ وہ اگر شعر کہتے ہیں تو اُن کا شعر حقیقت پر مبنی ہوتا ہے اور وہ وہی کچھ شعر میں کہتے ہیں جو عملی زندگی میں اُن کے اندر پایا جاتا ہے۔ اس کی مثال کے طور پر ہم حضرت حسان بن ثابتؓ کے وہ اشعار پیش کرتے ہیں جو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں تو انہوں نے اپنے درد اور کرب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَیَّ النَّاظِرُ مَنْ شَآءَ بَعْدَكَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے محمد رسول اللہ! تُو تو میری آنکھوں کی پتلی تھا، آج تیرے مرنے سے میری آنکھیں اندھی ہوگئیں، اب خواہ کوئی مرے، میرا باپ مرے، میری ماں مرے، بیوی مرے، بھائی مرے، بیٹا مرے، مجھے ان میں سے کسی کی موت کی پرواہ نہیں۔ مَیں تو تیری موت سے ہی ڈرا کرتا تھا۔ حضرت حسان بن ثابتؓ جنہوں نے یہ شعر کہے، وہ خود بھی نیک تھے اور ان کے یہ اشعار بھی حقیقت پر مبنی تھے۔ پس یقیناً ایسے لوگ پہلے گروہ میں شامل نہیں۔ پھر فرمایا: اُن کی عادت میں یہ بات داخل ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور غیر مومن شاعروں کی طرح صرف منہ سے یہ نہیں کہتے رہتے کہ ہم اپنے محبوب کے لئے یہ یہ قربانیاں کریں گے بلکہ جب دین کے بارہ میں ان پر ظلم کیا جاتا ہے تو وہ عملاً اس کا بدلہ لیتے ہیں اور ثابت کر دیتے ہیں کہ جس فدائیت کا انہوں نے اپنے شعروں میں ذکر کیا تھا عملاً بھی وہ فدائیت اُن کے اندر پائی جاتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی اُن کا یہ رویہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے مخالف پر ظلم کریں بلکہ وہ ہمیشہ ظلم کے بعد بدلہ لیتے ہیں خود کسی دوسرے پر ظلم نہیں کرتے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ الشعراء، زیر آیت وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ، جلد ۷ صفحہ ۳۰۲ تا ۳۰۵)

بَاب ۹۳

قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِبَتْ يَمِينُكِ وَعَقْرَى حَلْقَى[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلمات فرمانا: تیرا بھلا ہو اور اے بھلی مانس

٦١٥٦: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ

۶۱۵۶: یحییٰ بن بُکَیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عُقَیل سے، عُقَیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں کہ

---

[1] عَقْرَی کا معنی ہے بانجھ اور حَلْقَی کا معنی ہے جس کے بال کٹے ہوں۔ یہ قریش کا محاورہ ہے۔ یہاں یہ الفاظ اپنے ظاہری معنوں میں نہیں بلکہ ان سے مراد اُس اضطراب کا اظہار ہے جو بعض وقت انسان ایسے موقع پر محسوس کرتا ہے۔ مفہوماً "اے بھلی مانس" یا "اللہ کی بندی" مراد ہے۔

بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا آذَنُ لَهُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ قَالَ ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ. قَالَ عُرْوَةُ فَبِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

افلح نے جو ابوالقعیس کے بھائی تھے حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا: بخدا میں اسے اس وقت تک اجازت نہ دوں گی جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لوں گی کیونکہ ابوالقعیس کا بھائی تو وہ نہیں ہے جس نے مجھے دودھ پلایا بلکہ ابوالقعیس کی بیوی نے مجھے دودھ پلایا ہے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے میں نے کہا: یارسول اللہ! یہ شخص تو وہ نہیں ہے جس نے مجھے دودھ پلایا تھا بلکہ اس کی بیوی نے مجھے دودھ پلایا۔ آپؐ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو، انہیں اجازت دو کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں۔ عروہ کہتے تھے: اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ کہا کرتی تھیں کہ دودھ پلانے کی وجہ سے وہ رشتے حرام سمجھو جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔

أطرافه: ٢٦٤٤، ٤٧٩٦، ٥١٠٣، ٥١١١، ٥٢٣٩۔

٦١٥٧: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنْفِرَ فَرَأَى صَفِيَّةَ عَلَى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيبَةً حَزِينَةً لِأَنَّهَا حَاضَتْ فَقَالَ عَقْرَى حَلْقَى لُغَةٌ لِّقُرَيْشٍ إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا ثُمَّ قَالَ أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ

۶۱۵۷: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ حکم نے ہم سے بیان کیا۔ حکم نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اسوَد سے، اسوَد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج سے واپسی کے لیے) کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت صفیہؓ کو اپنے خیمے کے دروازے پر اداس غمگین دیکھا کیونکہ انہیں حیض آگیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: عَقْرَی حَلْقَی یہ قریش کا محاورہ ہے۔ تم تو

النَّحْرِ يَعْنِي الطَّوَافَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِي إِذًا.

اَب ہمیں روکے رکھو گی۔ پھر آپؐ نے پوچھا: کیا تم نے قربانی کے دن طواف زیارت کر لیا تھا؟ کہنے لگیں: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر کوچ کرو۔

أطرافُه: ۳۲۸، ۱۷۳۳، ۱۷۵۷، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ٤٤٠١، ٥٣٢٩۔

تشریح: تَرِبَتْ يَمِينُكِ وَعَقْرَى حَلْقَى: تیرا بھلا ہو اور اے بھلی مانس۔ ابن السکیت نے تَرِبَتْ يَمِينُكِ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ تَرِبَتْ کے اصل معنی ہیں وہ محتاج ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بولا تو جاتا ہے لیکن یہ دعا اس سے مقصود نہیں ہوتی۔ محض فعل مذکور کی طرف راغب کرنا مراد ہوتا ہے اور یہ کہ اگر اس کے خلاف کرے گا تو بُرا کرے گا۔ علامہ نحاس نے اس کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے ہاتھوں میں صرف مٹی ہی آئے گی۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۶۷۶) الفاظ عَقْرَى حَلْقَى کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو زخمی کر دے اور اس کے حلق میں تکلیف ہو۔ اصمعی نے بیان کیا ہے کہ یہ الفاظ تعجب کے اظہار کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۹۰) حضرت ابن عباسؓ نے ان الفاظ کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ اُسے بال کٹنے سے تکلیف پہنچے اور اُس کا جسم زخمی ہو جائے۔ ان کے نزدیک یہ الفاظ جو ظاہر اً دعائیہ ہیں قریش کی زبان میں محاورہ ہے جس سے دعا مراد نہیں ہوتی۔

(هدی الساری مقدمة فتح الباری، الفصل الخامس فی سیاق الألفاظ الغریبة، حرف العین، صفحہ ۲۴۵)

بَاب ٩٤: مَا جَاءَ فِي زَعَمُوا

"زَعَمُوا" لفظ کے متعلق جو کچھ حدیثوں میں آیا ہے

٦١٥٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ

۶۱۵۸: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ابو نضر سے جو عمر بن عبید اللہ کے غلام تھے روایت کی کہ ابو مُرہ نے جو حضرت اُم ہانیؓ بنت ابی طالب کے غلام تھے انہیں بتایا کہ انہوں نے حضرت اُم ہانیؓ بنت ابی طالب سے سنا۔ وہ کہتی تھیں: جس سال مکہ فتح کیا گیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ میں نے آپؐ کو نہاتے ہوئے پایا اور آپؐ کی بیٹی فاطمہؓ نے آپؐ کو پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے آپؐ کو سلام کیا۔

عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ وَذَاكَ ضُحًى.

آپؐ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا: میں ابو طالب کی بیٹی اُمّ ہانی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا آنا ہو اُمّ ہانی، خوشی سے آئیں۔ جب آپؐ اپنے نہانے سے فارغ ہو گئے آپؐ کھڑے ہو گئے اور آپؐ نے ایک ہی کپڑے میں لپٹے ہوئے آٹھ رکعتیں نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہو کر مڑے میں نے کہا: یارسول اللہ! میری ماں کا بیٹا یہ کہتا ہے کہ وہ اس شخص کو مار ڈالے گا جس کو میں نے پناہ دی ہے یعنی فلاں بن ہُبَیرہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُمّ ہانی! ہم نے اس کو پناہ دی جس کو تم نے پناہ دی۔ حضرت اُم ہانیؓ کہتی تھیں: اور یہ چاشت کا وقت تھا۔

أطرافه: ۲۸۰، ۳۵۷، ۳۱۷۱۔

تشریح: مَا جَاءَ فِي زَعَمُوا: زَعَمُوا لفظ کے متعلق جو کچھ حدیثوں میں آیا ہے۔ لفظ زَعَم دراصل ایسے معاملہ کے متعلق بولا جاتا ہے جس کی حقیقت کا ادراک نہ ہو۔ ابن بطال نے کہا ہے کہ لفظ زَعَمَ اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی خبر کا ایسی حالت میں ذکر کیا جائے کہ اُس کے سچ یا جھوٹ ہونے کا علم نہ ہو۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ لفظ زَعَمَ کا زیادہ تر استعمال قول کے معنی میں ہے۔ ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ اس لفظ کے معنی ظن اور گمان کے قریب ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۱۹۱) علامہ ابن حجرؒ کے نزدیک امام بخاریؒ نے اس باب کو قائم کر کے حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے مروی ایک روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں ذکر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زَعَمُوْا کے استعمال کو بُری سواری پر سوار ہونے کے مترادف قرار دیا ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۶۷۶) معنونہ حدیث میں حضرت اُمّ ہانیؓ کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زَعَمَ لفظ استعمال کرنا اور آپؐ کا انہیں اس سے منع نہ فرمانا یقیناً اس کے جواز کا ثبوت ہے لیکن ایسا کہنے کو عادت بنالینا کہ "لوگوں کا یہ خیال ہے" یا بات بات میں یہ کہنا کہ "ایسا گمان کیا جاتا ہے" غیر مصدقہ باتوں کو رواج دینا ہے اور ایسی عادت کو مستحسن نہیں سمجھا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس حوالہ سے معین ہدایت دی ہے۔ فرماتا ہے: وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (بنی اسرائیل: ۳۷) یعنی اور (اے مخاطب) جس بات کا تجھے علم نہ ہو اس کی اتباع نہ کیا کر۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)

بَاب ۹۵: مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ

آدمی کے "وَيْلَكَ" (یعنی وائے افسوس) کہنے کے متعلق جو آیا ہے

٦١٥٩: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ.

اطرافہ: ١٦٩٠، ٢٧٥٤۔

۶۱۵۹: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کا اُونٹ ہانکے لئے جارہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگا: یہ تو قربانی کا اُونٹ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگا: یہ تو قربانی کا اُونٹ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم پر افسوس، اس پر سوار ہو جاؤ۔

٦١٦٠: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

أطرافہ: ١٦٨٩، ١٧٠٦، ٢٧٥٥۔

۶۱۶۰: قتیبہ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کا اُونٹ ہانکے لئے جارہا تھا۔ آپؐ نے اُسے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ اُس نے کہا: یارسول اللہ! یہ تو قربانی کا اونٹ ہے۔ آپؐ نے دوسری یا تیسری دفعہ فرمایا: وَيْلَكَ اس پر سوار ہو جاؤ۔

٦١٦١: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. وَأَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ

۶۱۶۱: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت بنانی سے، ثابت نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ نیز (حماد نے)

بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَكَانَ مَعَهُ غُلَامٌ لَهُ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ يَحْدُو فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيرِ.

ایوب سے، انہوں نے ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ آپؐ کے ساتھ آپؐ کا ایک حبشی غلام تھا جسے انجشہ کہتے تھے۔ وہ حُدِی گاتے ہوئے (اُونٹوں کو) چلا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُسے فرمایا: وَيْحَكَ، اے انجشہ! ان شیشوں کو آہستہ آہستہ چلاؤ۔

أطرافه: ٦١٤٩، ٦٢٠٢، ٦٢٠٩، ٦٢١٠، ٦٢١١۔

٦١٦٢: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيكَ ثَلَاثًا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللهُ حَسِيبُهُ وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَدًا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ.

۶۱۶۲: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ وُہَیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد سے، خالد نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے کسی شخص کی تعریف کی۔ آپؐ نے تین بار فرمایا: وَيْلَكَ، تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی۔ تم میں سے جس نے ضرور تعریف ہی کرنی ہو، اگر وہ اس کے متعلق علم رکھتا ہے تو وہ یہ کہے: میں فلاں کو یوں سمجھتا ہوں اور اللہ اس کو خوب جانتا ہے اور میں اللہ کے ہاں کسی کو پاک نہیں ٹھہراتا۔

اطرافه: ٢٦٦٢، ٦٠٦١۔

٦١٦٣: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالضَّحَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا

۶۱۶۳: عبدالرحمٰن بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا۔ ولید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اوزاعی سے، اوزاعی نے زُہری سے، زُہری نے ابو سلمہ اور ضحاک سے، دونوں نے حضرت ابو سعید خدریؓ

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْدِلْ قَالَ وَيْلَكَ مَنْ يَّعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ لَا إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمُرُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِينَ قَاتَلَهُمْ فَالْتُمِسَ فِي الْقَتْلَى فَأُتِيَ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ

سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک دن نبی ﷺ کوئی مال تقسیم کر رہے تھے۔ اتنے میں ذوالخویصرہ نے کہا جو بنی تمیم میں سے ایک شخص تھا: یارسول اللہ! انصاف کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: وَیْلَكَ، کون انصاف کرے گا اگر میں نے انصاف نہ کیا؟ حضرت عمرؓ بولے: مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اڑادوں، فرمایا: نہیں، اس کے کچھ ایسے ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ایک اپنی نماز کو اُن کی نمازوں کے مقابل پہ اور اپنے روزوں کو اُن کے روزوں کے سامنے حقیر سمجھے گا۔ وہ دین سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے کہ اس کے پیکان کو دیکھا جائے تو اس میں کچھ (خون) نہ پایا جائے۔ پھر اس کے پٹھے کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہ پایا جائے۔ پھر اس کی لکڑی کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہ پایا جائے۔ پھر پیکان کی نوک کے سرے کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہ پایا جائے۔ وہ تو لید اور خون سب کو چھوڑ کر نکل گیا۔ وہ ایسے وقت میں پیدا ہوں گے جب لوگوں میں تفرقہ ہو گا۔ ان کی نشانی یہ ہو گی کہ اُن میں ایک شخص ہو گا جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح تھل تھل ہل رہا ہو گا۔ حضرت ابوسعید (خدریؓ) کہتے تھے: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اس وقت

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت علیؓ کے ساتھ تھا جب انہوں نے اُن لوگوں سے جنگ کی۔ پھر مقتولوں میں اسے ڈھونڈا گیا۔ آخر اسے لایا گیا۔ بالکل وہی حلیہ تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا۔

أطرافُه: ٣٣٤٤، ٣٦١٠، ٤٣٥١، ٤٦٦٧، ٥٠٥٨، ٦٩٣١، ٦٩٣٣، ٧٤٣٢، ٧٥٦٢۔

٦١٦٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكْتُ قَالَ وَيْحَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ مَا أَجِدُهَا قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ مَا أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فَقَالَ خُذْهُ فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَعَلَى غَيْرِ أَهْلِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا بَيْنَ طُنُبَيْ الْمَدِينَةِ أَحْوَجُ مِنِّي فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ

۶۱۶۴: محمد بن مقاتل ابوالحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ اوزاعی نے ہمیں خبر دی، کہا: ابن شہاب نے مجھ سے بیان کیا۔ ابن شہاب نے حُمَید بن عبدالرحمٰن سے، حُمَید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میں ہلاک ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا: وَيْحَكَ۔ اس نے کہا: میں رمضان میں اپنی بیوی سے مباشرت کر بیٹھا۔ آپؐ نے فرمایا: ایک گردن آزاد کردو۔ اس نے کہا: میں تو اس کی قطعاً طاقت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر دو مہینے لگاتار روزے رکھو۔ بولا: میں یہ بھی نہیں کرسکتا۔ آپؐ نے فرمایا: پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ کہنے لگا: مجھے اس کی بھی طاقت نہیں۔ اتنے میں ایک ٹوکرا لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: اسے لو اور اسے صدقہ میں دو۔ کہنے لگا: یارسول اللہ! کیا اپنے گھر والوں کے سوا اوروں کو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ (یہ سن کر) نبی ﷺ اتنا ہنسے کہ آپؐ کے دانت نظر آئے۔ آپؐ نے

أَنْيَابُهُ قَالَ خُذْهُ.

فرمایا: تم ہی یہ لے لو۔

تَابَعَهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَيْلَكَ.

(اوزاعی کی طرح) یونس نے بھی زُہری سے روایت کی اور عبدالرحمٰن بن خالد نے زہری سے (وَيْحَكَ کی بجائے) وَيْلَكَ نقل کیا۔

أطرافه: ١٩٣٦، ١٩٣٧، ٢٦٠٠، ٥٣٦٨، ٦٠٨٧، ٦٧٠٩، ٦٧١٠، ٦٧١١، ٦٨٢١۔

٦١٦٥: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيدٌ فَهَلْ لَّكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللهَ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

٦١٦٥: سلیمان بن عبدالرحمٰن نے ہم سے بیان کیا کہ ولید نے ہمیں بتایا۔ ابوعمرو اوزاعی نے ہم سے بیان کیا، کہا: ابن شہاب زُہری نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عطاء بن یزید لیثی سے، عطاء نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک گنوار نے کہا: یارسول اللہ! مجھے ہجرت کے متعلق بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا: وَيْحَكَ۔ ہجرت کا معاملہ تو بہت ہی مشکل ہے۔ کیا تمہارے کچھ اُونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم اُن کا صدقہ دیتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر ان سمندروں کے پار رَہ کر بھی عمل کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے کسی عمل کا ثواب دینے میں تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کرے گا۔

أطرافه: ١٤٥٢، ٢٦٣٣، ٣٩٢٣۔

٦١٦٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنِ

٦١٦٦: عبداللہ بن عبدالوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن حارث نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے واقد بن محمد بن زید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے

ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ، قَالَ شُعْبَةُ شَكَّ هُوَ، لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. وَقَالَ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ وَيْحَكُمْ. وَقَالَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ.

سنا۔ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: وَيْلَكُمْ یا (فرمایا:) وَيْحَكُمْ۔ شعبہ نے کہا: (واقد) نے شک کیا (کہ کونسا لفظ فرمایا) تم میرے بعد پھر کافر نہ ہو جائیو کہ ایک دوسرے کی گردن اُڑاتے پھرو۔ اور نضر نے شعبہ سے وَيْحَكُمْ نقل کیا۔ اور عمر بن محمد نے اپنے باپ سے وَيْلَكُمْ یا وَيْحَكُمْ نقل کیا۔

أطرافه: ۱۷۴۲، ۴۴۰۳، ۶۰۴۳، ۶۷۸۵، ۶۸۶۸، ۷۰۷۷۔

٦١٦٧: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا أَعْدَدْتَّ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُّ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ قَالَ إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ فَقُلْنَا وَنَحْنُ كَذَلِكَ قَالَ نَعَمْ فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا فَمَرَّ غُلَامٌ لِلْمُغِيرَةِ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي فَقَالَ إِنْ أُخِّرَ هَذَا فَلَنْ يُّدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ. وَاخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ

۶۱۶۷: عمرو بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ اہل بادیہ میں سے ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا۔ کہنے لگا: یارسول اللہ! وہ گھڑی کب برپا ہونے والی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وَيْلَكَ، تم نے اس کے لئے کیا سامان تیار کر رکھا ہے؟ وہ کہنے لگا: میں نے اس کے لئے کوئی سامان تیار نہیں کیا۔ صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تم انہی کے ساتھ ہو گے جن سے تم محبت رکھتے ہو۔ (یہ سُن کر) ہم نے کہا: اور کیا ہم (کل) اسی طرح ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، تو ہم اس دن بہت ہی خوش ہوئے۔ اتنے میں مغیرہ کا ایک لڑکا گزرا اور وہ میرے ہم عمروں میں سے تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اگر یہ زندہ رہا تو اِس کو بڑھاپا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نہیں آئے گا کہ وہ گھڑی برپا ہو گی۔ اور شعبہ نے قتادہ سے روایت کرتے ہوئے اس حدیث کو مختصر بیان کیا۔ (انہوں نے اپنی سند میں یوں کہا:) میں نے حضرت انسؓ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔

أطرافُه: ٣٦٨٨، ٦١٧١، ٧١٥٣۔

تشریح: مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ: آدمی کے وَيْلَكَ کہنے کے متعلق جو آیا ہے۔ الفاظ وَيْلَكَ، وَيْحَكَ، ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ کے لفظی معنی تمہاری ہلاکت ہو، تمہارا برا ہو، تمہاری ماں تمہیں کھوئے وغیرہ ہیں۔ عربی محاورہ میں یہ الفاظ اپنے اصلی معانی کی بجائے زجر و توبیخ کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ایسی ناراضگی جس میں پیار، بے تکلفی اور اپنائیت کا رنگ بھی ہو۔ نیز موقع کلام اور امر واقعہ کے اعتبار سے ان الفاظ کے معنی مراد لئے جاتے ہیں۔ اور یہ صورت کسی قادر الکلام شخص کے استعمال پر منحصر ہے۔

بَاب ٩٦: عَلَامَةُ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی علامت

لِقَوْلِهِ تعالى: إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: ٣٢)

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو میری پیروی کرو۔ اللہ بھی تم سے محبت رکھے گا۔

٦١٦٨: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ.

٦١٦٨: بشر بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے سلیمان سے، سلیمان نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے، حضرت عبداللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: آدمی انہی کے ساتھ ہوتا ہے جن سے محبت رکھتا ہے۔

طرفُه: ٦١٦٩۔

٦١٦٩: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

٦١٦٩: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے،

قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. تَابَعَهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ وَأَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

طرفہ: ٦١٦٨۔

اعمش نے ابووائل سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! آپؐ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت رکھے اور ان سے ملا نہ ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی انہی کے ساتھ ہوتا ہے جن سے محبت رکھتا ہے۔ (جریر بن عبدالحمید کی طرح) اس حدیث کو جریر بن حازم اور سلیمان بن قرم اور ابوعوانہ نے بھی اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے، انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔

٦١٧٠: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. تَابَعَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ.

۶۱۷۰: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ سے کہا گیا کہ ایک شخص کچھ لوگوں سے محبت رکھتا ہے اور وہ ابھی تک ان سے ملا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: آدمی انہی کے ساتھ ہوتا ہے جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔ (سفیان کی طرح) اس حدیث کو ابومعاویہ اور محمد بن عبید نے بھی روایت کیا۔

٦١٧١: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ

۶۱۷۱: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ (عثمان مروزی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے عمرو بن مُرّہ سے، عمرو نے

رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَا أَعْدَدْتَّ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُّ لَهَا مِنْ كَثِيرِ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ.

سالم بن ابی جعد سے، سالم نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! وہ گھڑی کب ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا: تم نے اس کے لئے کیا سامان تیار کر رکھا ہے؟ وہ بولا: میں نے اس کے لئے کچھ بہت نمازیں تیار نہیں رکھیں اور نہ روزے اور نہ صدقے مگر یہ بات ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تم انہی کے ساتھ ہو گے جن سے محبت رکھتے ہو۔

أطرافه: ٣٦٨٨، ٦١٦٧، ٧١٥٣۔

تشریح: عَلَامَةُ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ: اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی علامت۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ: یعنی آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت کرے۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جس سے محبت ہو وہ ملایا جاتا ہے اس کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ لازماً خواہ کیسا ہی ہو ملا دیا جائے گا۔ سچی محبت کی بات ہو رہی ہے اور سچی محبت میں ملنے کا ایک طریقہ ہم صورت ہونا ہے، ہم شکل ہونا ہے یعنی مزاج اور اخلاق میں ایک جیسا ہونا پس فرمایا کہ اگر واقعۃً محبت ہے تو ان دونوں کے مزاج پھر ملنے شروع ہو جائیں گے اگر آخرین کو اوّلین سے محبت ہے تو وہ اوّلین کی نقل اُتاریں گے ویسا بننے کی کوشش کریں گے۔ پس جماعت احمدیہ کے لئے جہاں اس میں بڑی خوش خبریاں ہیں وہاں ذمہ داریاں بھی بہت ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کو ہمیشہ آئینہ اپنے پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ جب کہا جاتا ہے کہ مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔[1] تو عملاً سب سے بڑا آئینہ تو محمد رسول اللہ ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، آپؐ کے اخلاقِ حسنہ کو اپنے پیش نظر رکھیں تو اپنا چہرہ داغ داغ دکھائی دے گا۔ آئینے میں کوئی دوسرا وجود دکھائی نہیں دیا کرتا۔ محمد رسول اللہ کے آئینے میں دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس آئینے کے حوالے سے اپنی خرابیاں سامنے آئیں گی اور جہاں کہیں ویسا حسن ملے گا اسے اور

[1] (ابوداؤد، کتاب الادب، حدیث: ۴۲۷۲)

زیادہ نکھارنے کی تمنا پیدا ہو گی۔ پس یہ وہ طریق ہے جس کے ذریعے سے ہم اپنے اخلاق کو اخلاق حسنہ میں تبدیل کر سکتے ہیں اور اخلاق حسنہ کو ترقی دے کر مکارم الاخلاق میں تبدیل کر سکتے ہیں یعنی وہ اخلاق جن پر حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم تھا۔" (خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ جون ۱۹۹۴، جلد ۱۳ صفحہ ۴۷۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کامل محبت کی علامت یہ ہے کہ انسان اس کی خاطر ہر ایک چیز کو قربان کر دے۔ اگر اس بات کے لئے وہ تیار نہیں تو منہ کی باتیں اس کے لئے کچھ بھی مفید نہیں۔ یوں تو ہر شخص کہہ دیتا ہے کہ مجھے خدا سے محبت ہے اور اس کے رسولؐ سے محبت ہے بلکہ مسلمان کہلانے والا کوئی بھی شخص نہیں ہو گا جو یہ کہتا ہو کہ مجھے خدا اور اس کے رسول سے محبت نہیں ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس اقرار کا اثر اس کے اعمال پر اس کے جوارح پر اور اس کے اقوال پر کیا پڑتا ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا، جلد ۲ صفحہ ۳۲۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"کوئی انسان بجز پیروی اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔ اور مَیں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۲) یعنی اُن کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ بلکہ یک طرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف وگزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں

انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوت جذب اس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نُور اس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے تب خدا جو اس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلّی کے ساتھ اُس پر نازل ہوتا ہے اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے۔" (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۴، ۶۵)

نیز آپؑ نے فرمایا:

"اگر تم اللہ کے پیارے بننا چاہتے ہو تو رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرو وہ ہادی کامل وہی رسول ہیں جنہوں نے وہ مصائب اُٹھائیں کہ دنیا اپنے اندر نظیر نہیں رکھتی۔ ایک دن بھی آرام نہ پایا۔ اب پیروی کرنے والے بھی حقیقی طور سے وہی ہوں گے جو اپنے متبوع کے ہر قول و فعل کی پیروی پوری جدوجہد سے کریں۔ متبع وہی ہے جو سب طرح پیروی کرے گا۔ سہل انگار اور سخت گذار کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا، بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے غضب میں آوے گا۔ یہاں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا تو سالک کا کام یہ ہونا چاہیئے کہ اوّل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل تاریخ دیکھے اور پھر پیروی کرے۔ اسی کا نام سلوک ہے۔ اس راہ میں بہت مصائب و شدائد ہوتے ہیں ان سب کو اُٹھانے کے بعد ہی انسان سالک ہوتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۷)

بَاب ۹۷: قَوْلُ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ اخْسَأْ

کسی آدمی کا کسی آدمی سے یہ کہنا چل دور ہو

۶۱۷۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سَلَمُ بْنُ زَرِيرٍ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ سَمِعْتُ

۶۱۷۲: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ سلم بن زریر نے ہمیں بتایا۔ میں نے ابو رجاء سے سنا۔ (انہوں

ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَائِدٍ قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا فَمَا هُوَ قَالَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ.

نے کہا:) میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صائد سے فرمایا: میں نے تمہارے لئے ایک بات دل میں ٹھانی ہے وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: دُخّ۔ آپؐ نے فرمایا: چل دُور ہو۔

٦١٧٣: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدَهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فِي أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَرَضَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرَى قَالَ يَأْتِينِي

۶۱۷۳: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ زُہری نے کہا: مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے انہیں بتایا کہ حضرت عمر بن خطابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کے سمیت ابن صیاد کی طرف چلے گئے۔ آخر آپؐ نے اسے بنی مغالہ کے محلوں میں بچوں کے ساتھ کھیلتے پایا۔ اور ابن صیاد ان دنوں جوانی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اُسے علم نہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ مارا پھر فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپؐ کی طرف دیکھا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ ان اُمیوں کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے کہا: کیا آپؐ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دھکیلا۔ پھر فرمایا: میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ پھر ابن صیاد سے فرمایا: تم کیا دیکھتے ہو؟ کہنے لگا: میرے پاس سچا بھی آتا ہے اور جھوٹا بھی۔

صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا قَالَ هُوَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ أَتَأْذَنُ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ.

أطرافه: ١٣٥٤، ٣٠٥٥، ٦٦١٨۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بات تمہارے پر مشتبہ ہوگئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہارے لئے دل میں کچھ ٹھانا ہے۔ وہ کہنے لگا: وہ دُخّ ہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: چل دور ہو۔ تم اپنے اندازے سے ہرگز نہ بڑھ سکو گے۔ حضرت عمرؓ بولے: یارسول اللہ! آپؐ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ اس کی گردن اڑادوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو یہ وہی ہے تو تمہیں اس پر قابو نہیں دیا جائے گا اور اگر وہ نہیں ہوا تو اُس کے مارنے میں تمہارا کوئی بھلا نہیں۔

٦١٧٤: قَالَ سَالِمٌ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ انْطَلَقَ بَعْدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ أَوْ زَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ

۶۱۷۴: سالم نے کہا: میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اُبَیّ بن کعب انصاریؓ اس نخلستان کا قصد کرتے ہوئے گئے جس میں ابن صیاد تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کے تنوں کی آڑ میں بچتے ہوئے چلنے لگے اور آپؐ ابن صیاد سے چپکے سے کچھ سننا چاہتے تھے پیشتر کہ وہ آپؐ کو دیکھے۔ اور ابن صیاد اپنے بستر پر اپنی ایک چادر اوڑھے ہوئے لیٹا ہوا تھا جس میں سے کچھ گنگنانے یا بھنبھنانے کی سی آواز آرہی تھی۔ ابن صیاد کی ماں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا جبکہ آپؐ کھجوروں کے تنوں کی آڑ میں چھپتے ہوئے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيْ صَافِ وَهُوَ اسْمُهُ هَذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ.

چلے آرہے تھے۔ ابن صیاد سے کہنے لگی: اے صاف! اور یہ اس کا نام تھا۔ یہ تو محمدؐ آن پہنچے۔ یہ سن کر ابن صیاد چپ ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اسے رہنے دیتی تو ظاہر ہو جاتا۔

أطرافُه: ١٣٥٥، ٢٦٣٨، ٣٠٣٣، ٣٠٥٦۔

٦١٧٥: قَالَ سَالِمٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ. قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ خَسَأْتُ الْكَلْبَ بَعَّدْتُهُ. خٰسِـِٕيْنَ (البقرة:٦٦) مُبْعَدِينَ.

٦١٧٥: سالم کہتے تھے: حضرت عبد اللہ (بن عمرؓ) نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی وہ کچھ تعریف کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر آپؐ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: میں تمہیں اس کے خطرے سے آگاہ کئے دیتا ہوں اور کوئی بھی ایسا نبی نہیں ہے جس نے اپنی قوم کو اس کے خطرے سے نہ ڈرایا ہو۔ نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا۔ مگر میں تمہیں اس کے متعلق ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم یہ جان لو کہ وہ کانا ہے اور اللہ کانا نہیں۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: خَسَأْتُ الْكَلْبَ یعنی میں نے کتے کو دور کر دیا۔ خٰسِـِٕيْنَ کے معنی ہیں: دُور رکھے جانے والے۔

أطرافُه: ٣٠٥٧، ٣٣٣٧، ٣٤٣٩، ٤٤٠٢، ٧١٢٣، ٧١٢٧، ٧٤٠٧۔

بَاب٩٨: قَوْلُ الرَّجُلِ مَرْحَبًا

آدمی کا مرحبا کہنا

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

اور حضرت عائشہؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي وَقَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ.

حضرت فاطمہؓ کو کہا: مرحبا میری بیٹی۔ اور حضرت اُمّ ہانیؓ نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ نے فرمایا: مرحبا اُمّ ہانیؓ۔

٦١٧٦: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ الَّذِينَ جَاءُوا غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا حَيٌّ مِّنْ رَبِيعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مُضَرُ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنَدْعُو بِهِ مَنْ وَّرَاءَنَا فَقَالَ أَرْبَعٌ وَأَرْبَعٌ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَصُومُوا رَمَضَانَ وَأَعْطُوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ.

۶۱۷۶: عمران بن میسرہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ ابو تیاح نے ہم سے بیان کیا۔ ابو تیاح نے ابو جمرہ سے، ابو جمرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب عبدالقیس کے نمائندے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ نے فرمایا: ان نمائندوں کو مرحبا ہو جو آئے ہیں، نہ رسوا ہوں اور نہ پشیمان۔ نمائندوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم ربیعہ کا ایک قبیلہ ہیں اور ہمارے اور آپؐ کے درمیان مضر حائل ہیں اور ہم آپؐ تک صرف ماہِ حرام میں ہی پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے آپؐ ہمیں ایک فیصلہ کن بات کا حکم فرمائیں کہ جس سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور (اس پر عمل کرنے کے لئے) ہم ان کو بھی دعوت دیں جو ہمارے پیچھے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: چار باتیں ہیں: نماز کو سنوار کر پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور جو غنیمت تم حاصل کرو اُس کا پانچواں حصہ دو۔ اور کدو کے تونبے اور لاکھی مرتبان اور لکڑی کے کُریدے ہوئے برتن اور رال لگے ہوئے برتن میں نہ پیا کرو۔

أطرافه: ٥٣، ٨٧، ٥٢٣، ١٣٩٨، ٣٠٩٥، ٣٥١٠، ٤٣٦٨، ٤٣٦٩، ٧٢٦٦، ٧٥٥٦۔

تشریح: قَوْلُ الرَّجُلِ مَرْحَبًا: آدمی کا مرحبا کہنا۔ اسلام نے شرف انسانیت کا یہ ادب بھی بیان کیا ہے کہ جب کوئی تمہیں ملنے آئے تو اُسے خندہ پیشانی سے ملو اور اچھے الفاظ میں اس کا استقبال کرو بطور خاص اگر غیر قوموں کے افراد ملنے آئیں تو ان کا واجبی احترام کرنا اسلامی آداب میں سے ایک اہم ادب ہے۔ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ۔[1] یعنی جب کسی قوم کا عزت والا شخص آئے تو اس کی عزت کرنی چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل بعض خاص باتوں کی اُمت کو وصیت فرمائی ان میں سے ایک یہ تھی کہ جو باہر سے وفود آئیں ان کا اسی طرح احترام کرنا اور ان کی مہمان نوازی کے جملہ امور کا خیال رکھنا جس طرح میں کیا کرتا تھا۔ یہ امر افراد اور اقوام میں باہمی محبت اور اُلفت پیدا کرنے اور ایک دوسرے کو قریب کرنے کا نہایت حکیمانہ فعل ہے جس کی فی زمانہ ضرورت پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے کیونکہ دنیا گلوبل ویلج بن گئی ہے۔

بَاب ۹۹: مَا يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ

لوگوں کو ان کے باپوں کے نام لے کر جو پکارا جائے

٦١٧٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُرْفَعُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ.

أطرافه: ٣١٨٨، ٦١٧٨، ٦٩٦٦، ٧١١١۔

۶۱۷۷: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ سے، عبید اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: دغاباز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا اُٹھایا جائے گا۔ کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی دغابازی کا نشان ہے۔

٦١٧٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ هَذِهِ غَدْرَةُ

۶۱۷۸: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے عبد اللہ بن دینار سے، عبد اللہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دغاباز جو ہے اس کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی

[1] (سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ)

فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ. دغابازی کا نشان ہے۔

أطرافُه: ۳۱۸۸، ۶۱۷۷، ۶۹۶۶، ۷۱۱۱۔

تشریح: مَا يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ: یعنی لوگوں کو ان کے باپوں کے نام لے کر جو پکارا جائے۔ حدیث میں آتا ہے: إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ، وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ، فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ۔[1] یعنی قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے۔ پس اپنے اچھے نام رکھو۔ عامۃ الناس میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کے باپ کی بجائے ماں کی نسبت سے پکارا جائے گا۔ بعض ضعیف اور کمزور سند کی روایات میں اگرچہ اس کا ذکر ملتا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن ماؤں کی نسبت سے بلائے جانے کا ذکر حدیث میں آیا ہے: هُوَ حَدِيثٌ أخرجه الطَّبَرَانِيّ من حَدِيث بن عَبَّاس وَسَنَده ضَعِيف جدا وَأخرج بن عَدِيٍّ من حَدِيث أَنَس مِثْلَهُ۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۶۹۱) یعنی وہ حدیث طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ اس کی سند بہت کمزور ہے۔ اور بنی عدی نے بھی حضرت انسؓ سے ایسی ہی (ضعیف) سند سے روایت نقل کی ہے۔ مگر یہ بات قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں کہیں بیان نہیں کی گئی بلکہ ہر شخص کو اس کے باپ کی نسبت سے پکارنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ عنوان باب کے الفاظ سے ظاہر ہے: يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ۔ یعنی لوگوں کو ان کے باپوں کے نام لے کر پکارا جائے۔ اور اس علم کے باوجود کہ میرا باپ کون ہے اپنی ولدیت کسی اور سے منسوب کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معیوب قرار دیا ہے بلکہ اسے افتراء سے تعبیر کیا ہے۔ فرمایا ہے: إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرَى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ۔[2] یعنی یہ بھی نہایت ہی بڑا بہتان ہے کہ آدمی اپنے باپ کے سوا کسی اور کی منسوب ہو۔ مغربی دنیا میں بالعموم بچوں کی ابنیت کا اندراج ان کی ماں کی نسبت سے کیا جاتا ہے جس کی وجہ کوئی بھی ہو مگر اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی بلکہ یہ تاکید کی ہے کہ بچوں کو ان کے باپ کی نسبت سے پکارا جائے۔

عنوان باب کے الفاظ سے امام بخاری نے ان کمزور روایات کا رد کیا ہے اور زیر باب روایات سے اس شخص کو دھوکہ باز اور غادر ثابت کیا ہے جو ایسے فعل شنیع کا مرتکب ہوتا ہے۔ لیکن اگر باپ کی نسبت کا علم نہ ہو اور باپ چھپانا مقصود نہ ہو اور نہ اس میں کسی قسم کے دھوکہ یا خیانت کا ارتکاب ہو تو ماں کی طرف کسی بچے کا منسوب ہونا نہ صرف جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں پسندیدہ ہے۔ بطور خاص جب کسی شخص کی والدہ اپنے نام، مقام و مرتبہ اور عزت و شہرت میں ایک خاص امتیاز رکھتی ہو۔ اس کی سب سے بڑی مثال تو قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں حضرت مسیح ابن مریمؑ کی بیان ہوئی ہے کیونکہ ان کا تو کوئی مرد باپ نہیں تھا اور ان کی والدہ اس مقام کی تھیں کہ ہر مومن کو ویسا بننے کی تاکید کی گئی ہے۔ (التحریم: ۱۳) اسی طرح بعض صحابہؓ اپنی والدہ کے نام سے معروف ہوئے

---

[1] (سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، بَابٌ فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ، جزء ۴ صفحہ ۲۸۷)

[2] (صحیح البخاری، کتاب المناقب، روایت نمبر ۳۵۰۹)

جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جنہیں ابن اُم عبد کہا جاتا تھا اور حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم اور حضرت محمد بن حنفیہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے مگر حضرت فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد میں سے نہیں تھے انہیں فاطمی اولاد سے الگ دکھانے کے لئے ابن حنفیہ کہا جاتا تھا۔

بَاب ۱۰۰ : لَا يَقُلْ خَبُثَتْ نَفْسِي

(طبیعت کی خرابی کے لئے) خَبُثَتْ نَفْسِی (میرا نفس گندہ ہو گیا ہے) مت کہو

٦١٧٩ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي وَلَكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي.

۶۱۷۹: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی (طبیعت کی خرابی کے لئے) یوں ہرگز نہ کہے: خَبُثَتْ نَفْسِی۔ بلکہ یوں کہہ لے: لَقِسَتْ نَفْسِی۔ کہ میرے نفس میں غفلت پیدا ہو گئی ہے۔

٦١٨٠ : حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي وَلَكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي. تَابَعَهُ عُقَيْلٌ.

۶۱۸۰: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے زُہری سے، زہری نے حضرت ابوامامہ بن سہلؓ سے، حضرت ابوامامہؓ نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی (طبیعت کی خرابی کے لئے) یوں ہرگز نہ کہے کہ خَبُثَتْ نَفْسِی بلکہ یوں کہہ لے: لَقِسَتْ نَفْسِی۔ (یونس کی طرح) اس حدیث کو عقیل نے بھی بیان کیا۔

بَاب ۱۰۱: لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ

زمانے کو گالی مت دو

۶۱۸۱: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ يَسُبُّ بَنُو آدَمَ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ.

۶۱۸۱: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے روایت کی کہ ابو سلمہ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے: بنو آدم زمانے کو گالی دیتے ہیں حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں۔ میرے ہاتھ میں ہی رات اور دن ہیں۔

أطرافه: ٤٨٢٦، ٧٤٩١۔

۶۱۸۲: حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسُبُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ وَلَا تَقُولُوا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْرُ.

۶۱۸۲: عیاش بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے ابو سلمہ سے، ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: انگور کو کرم نہ کہو اور نہ یوں کہو: زمانے کا ستیاناس۔ کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے۔

طرفه: ٦١٨٣۔

تشریح: لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ: یعنی زمانے کو گالی مت دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ○ (الجاثیۃ:۲۵) اور وہ کہتے ہیں کہ یہی ورلی زندگی ہمارے لیے مقدر ہے۔ اسی زندگی کو گذارتے ہوئے ہم مریں گے اور اسی کا لطف اُٹھاتے ہوئے ہم زندہ رہیں گے اور زمانہ ہی ہمیں (اپنے اثر سے) ہلاک کرتا ہے لیکن اُن کو اس بات کا کوئی حقیقی علم نہیں، وہ صرف ڈھکوسلے مار رہے ہیں۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)

لفظ الدَّھْر کے بنیادی معنی غالب آنے کے ہیں۔ زمانہ کو دَھْر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ہر چیز پر سے گذرتا اور اس پر غالب آجاتا ہے۔ (مقاییس اللغۃ- دھر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی پُر حکمت ارشاد فرمایا ہے کہ لَاتَسُبُّوا الدَّھْرَ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الدَّھْرُ زمانہ کو گالی نہ دو کیونکہ خدا ہی زمانہ ہے۔ اِس کے یہ معنے نہیں کہ ٹائم اور خدا ایک ہی چیز ہے بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ کوئی ٹائم ایسا نہیں جس میں خدا اپنی صفات ظاہر نہیں کرتا اور جب وہ ظاہر کرتا ہے تو تمہارا کیا حق ہے کہ تم یہ کہو کہ زمانہ بُرا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس حدیث سے صاف پتا لگتا ہے کہ کسی دن کو بُرا کہنا درحقیقت خدا تعالیٰ کو بُرا کہنا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ فلاں دن بُرا ہے وہ دوسرے الفاظ میں اِس امر کا اظہار کرتا ہے کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ خدا بُرا ہے کیونکہ وہ دن خدا نے بنایا ہے کسی اَور نے نہیں بنایا۔ اگر ایک سیر دودھ میں کچھ چھینٹے پیشاب کے پڑے ہوئے ہوں تو تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اب وہ دودھ پینے کے قابل ہے۔ تمہیں بہرحال سارے دودھ کو گندا کہنا پڑے گا۔ اِسی طرح جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی کچھ صفات ایسے دن میں ظاہر ہوئیں جو منحوس تھا تو دوسرے الفاظ میں وہ اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ خدا تعالیٰ کی تمام صفات منحوس ہیں اور ایسا کہنا بدترین کفر ہے۔ کوئی دہریہ بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ کام کی رغبت پیدا کرنے اور قوم کی ہمت بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنا اچھے سے اچھا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ اور بجائے یہ کہنے کے کہ زمانہ بُرا ہے اُن کو اِس امر کی طرف توجہ دلائیں کہ زمانہ ترقی کی طرف دوڑتا چلا جارہا ہے تم بھی آگے بڑھو اور اس دوڑ میں شامل ہو کر دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ مگر آجکل لوگ بات شروع کرتے ہی کہنے لگ جاتے ہیں کہ کیا بتائیں زمانہ بہت بُرا ہے۔ تم لائبریریوں میں آج سے پانچ سو سال پہلے کی لکھی ہوئی کتابیں نکال کر پڑھو تو اُن میں بھی یہی لکھا ہو گا کہ آجکل کا زمانہ بہت بُرا ہے، آج سے تیرہ سو سال پہلے کی کتابیں نکال کر دیکھو تو اُن میں بھی یہی لکھا ہو گا کہ یہ زمانہ بہت بُرا ہے، یہودیوں کی کتابیں نکال کر دیکھ لو تو اُن میں بھی یہی لکھا ہو گا کہ یہ زمانہ بہت بُرا ہے، اس میں مسیحؑ جیسے گندے

لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ عیسائیوں کی کتابیں پڑھ لو تو ان میں بھی یہی لکھا ہو گا کہ یہ زمانہ بہت بُرا ہے، اس میں ہر قسم کے گندے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ غرض زمانہ کو بُرا کہنے والے آج ہی نہیں ہر زمانہ میں پائے جاتے رہے ہیں مگر اچھا کہنے والے بھی ہمیں ہر زمانہ میں نظر آتے ہیں۔ درحقیقت ہر شخص کی اپنی اپنی ذہنیت ہوتی ہے کسی وقت اُسے ایک چیز اچھی نظر آتی ہے اور کسی وقت وہی چیز اُسے بُری نظر آنے لگتی ہے۔"

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲، جولائی ۱۹۵۴ء، جلد ۳۵ صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱)

بَاب ۱۰۲: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: کرم تو مؤمن کا دل ہے

وَقَدْ قَالَ إِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِي يُفْلِسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَقَوْلِهِ إِنَّمَا الصُّرَعَةُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ كَقَوْلِهِ لَا مُلْكَ إِلَّا اللّٰهِ فَوَصَفَهُ بِانْتِهَاءِ الْمُلْكِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمُلُوكَ أَيْضًا فَقَالَ: إِنَّ الْمُلُوْكَ إِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا (النمل:۳۵)

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ مفلس تو وہی ہے جو قیامت کے دن مفلس ہو گا۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا: پہلوانی تو اس کی ہے جس نے غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھا۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا: کوئی بادشاہت نہیں مگر صرف اللہ ہی کی۔ یعنی آپؐ نے بتایا کہ تمام بادشاہیاں ختم ہو جائیں گی اس کی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بادشاہوں کا یوں بھی ذکر کیا ہے۔ فرمایا: بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اُسے خراب کر دیتے ہیں۔

۶۱۸۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُولُونَ الْكَرْمُ إِنَّمَا

۶۱۸۳: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ. اور لوگ (انگور کو) کرم کہتے ہیں۔ کرم تو مؤمن کا دل ہے۔

طرفہ: ۶۱۸۲۔

تشریح: إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ: یعنی کرم تو مؤمن کا دل ہے۔ عربی میں انگور کو بھی کَرْم کہتے ہیں لیکن اس کے بنیادی معانی یہ ہیں: شَرَفٌ فِي الشَّيْءِ فِي نَفْسِهِ أَوْ شَرَفٌ فِي خُلُقٍ مِنَ الْأَخْلَاقِ۔ (مقاییس اللغة- کرم) کرم کے معنی کسی چیز کا ذاتی مرتبہ یا اخلاق میں اعلیٰ خلق کے ہیں۔ نیز والكَرَمُ لَا يُقَالُ إِلَّا فِي المَحَاسِنِ الكَبِيرَةِ، كَإِنْفَاقِ مَالٍ فِي تَجْهِيزِ غَزَاةٍ، وتَحَمُّلِ حَمَالَةٍ يُوقَى بِهَا دَمُ قَوْمٍ، وقِيلَ الكَرَمُ: إِفَادَةُ مَا يَنْبَغِي لَا لِغَرَضٍ، فَمَنْ وَهَبَ المَالَ لِجَلْبِ نَفْعٍ أَوْ دَفْعِ ضَرَرٍ، أَوْ خَلَاصٍ من ذَمٍّ فَلَيْس بِكَرِيمٍ۔ (تاج العروس- کرم) اور کرم کا لفظ صرف بڑے اوصاف کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے جیسے کہ (جہاد کے لئے) لشکر کی تیاری میں مال خرچ کرنا یا قوم کے خون کی حفاظت کے لئے کوئی ذمہ داری اُٹھانا۔ اور کہا جاتا ہے کرم سے مراد بے لوث کسی کو کوئی فائدہ پہنچانا ہے۔ جو کوئی ذاتی مفاد کے لئے یا دفع شرّ کے لئے یا خون بہا کی چٹی سے نجات کے لئے مال دیتا ہے وہ کریم نہیں کہلاتا۔

جیسا کہ مذکورہ بالا معنی سے ظاہر ہے کرم بہت بڑے شرف کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عرب لوگ چونکہ شراب کے رسیّہ تھے اور شراب ان کے رگ وریشہ میں اس قدر سرایت کر چکی تھی کہ وہ سب سے زیادہ عزت، شرف اور فائدے والی چیز شراب کو ہی سمجھتے تھے اس لئے اسے "کرم" کا نام دے رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کرم یعنی حقیقی شرف، عزت اور اعلیٰ مرتبے اور اعلیٰ اخلاق والا تو مومن کا دل ہے یا مومن ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مومن کے لئے کرم کے لفظ کا اطلاق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قِيلَ اَلْكَرِيْمُ قَدْ يُطْلَقُ عَلَى الْجَوَادِ الْكَثِيْرِ النَّفْعِ۔ بعض ائمہ لُغت کہتے ہیں کہ کریم کا لفظ سخی اور نفع رساں شخص کیلئے بولا جاتا ہے۔ وَقَدْ يُطْلَقُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ عَلٰى اَحْسَنِهٖ كَمَا قِيْلَ اَلْكَرِيْمُ صِفَةٌ مَا يُرْضِيْ وَيُحْمَدُ فِيْ مَا بِهٖ۔ نیز کریم کا لفظ ہر اس وجود کیلئے بولا جاتا ہے جو کسی نوع میں سے اعلیٰ درجہ کا ہو۔ اسی طرح کریم کا لفظ ہر اُس چیز کی حقیقت کے طور پر استعمال ہوتا ہے جو اپنی نوع میں اعلیٰ درجہ کی ہو اور ہر شخص کو پسند آئے۔ چنانچہ کہتے ہیں رِزْقٌ كَرِيْمٌ یعنی اعلیٰ درجہ کا اور اتنا کثیر رزق جو پسند کیا جائے۔ نیز کہتے ہیں قَوْلٌ كَرِيْمٌ اور اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ نرم اور عمدہ بات اسی طرح کہتے ہیں كِتَابٌ كَرِيْمٌ اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایسی کتاب جو اپنے الفاظ، معانی اور فوائد میں بے نظیر اور اعلیٰ درجہ کی ہو۔ (اقرب)"

(تفسیر کبیر، سورۃ الفرقان، زیر آیت وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ، جلد ۶ صفحہ ۵۸۰)

بَاب ۱۰۳: قَوْلُ الرَّجُلِ فَدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

آدمی کا یوں کہنا: میرے ماں باپ تم پر قربان

فِيهِ الزُّبَيْرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کے متعلق حضرت زبیرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

٦١٨٤: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّي أَحَدًا غَيْرَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ارْمِ فَدَاكَ أَبِي وَأُمِّي أَظُنُّهُ يَوْمَ أُحُدٍ.

۶۱۸۴: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے روایت کی۔ سعد بن ابراہیم نے مجھے بتایا۔ سعد نے عبداللہ بن شداد سے، عبداللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی نہیں سنا کہ آپؐ سوائے حضرت سعدؓ کے کسی اور کو یوں کہتے ہوں کہ میرے ماں باپ تم پر قربان۔ میں نے آپؐ سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: تیر پھینکو۔ میرے ماں باپ تم پر قربان۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اُحد کا دن تھا۔

أطرافه: ۲۹۰۵، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹۔

بَاب ۱۰۴: قَوْلُ الرَّجُلِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاكَ

آدمی کا یوں کہنا: اللہ مجھے تمہارے قربان کرے

وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا.

اور حضرت ابوبکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ہم باپوں اور ماؤں کو آپؐ کے قربان کریں۔

٦١٨٥: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ

۶۱۸۵: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن مفضل نے ہمیں بتایا۔ یحییٰ بن ابی اسحاق نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ وہ اور حضرت ابوطلحہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ رہے تھے۔ اور نبی ﷺ کے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرْدِفَهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَأَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ.

ساتھ حضرت صفیہؓ تھیں جنہیں آپؐ نے اپنے پیچھے اپنی اُونٹنی پر سوار کیا ہوا تھا۔ جب راستے میں کسی جگہ پہنچے تو اُونٹنی نے ٹھوکر کھائی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ عورت بھی گر پڑی اور (حضرت انسؓ) کہتے تھے: میرا خیال ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ اپنے اُونٹ سے جلدی سے کود پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپؐ کے قربان کرے۔ کیا آپؐ کو کوئی چوٹ تو نہیں لگی؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ لیکن اس عورت کی خبر لو۔ تو حضرت ابو طلحہؓ نے اپنے منہ پر اپنا کپڑا ڈال لیا اور حضرت صفیہؓ کی طرف گئے اور اپنا کپڑا اُن پر ڈال دیا۔ وہ عورت اُٹھی اور حضرت ابو طلحہؓ نے ان دونوں کے لئے اُن کی اُونٹنی پر پالان مضبوطی سے باندھ دیا اور وہ دونوں سوار ہو کر چل پڑے۔ جب مدینہ کی اونچی سطح پر پہنچے یا کہا: مدینہ کے اُوپر پہنچے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم لوٹ کر آرہے ہیں، اپنے ربّ کے حضور توبہ کرتے ہیں، اپنے ربّ کی ہی عبادت کرنے والے، اسی کی ستائش کرنے والے ہیں۔ آپؐ یہی کلمات بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ مدینہ پہنچے۔

أطرافُه: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

بَاب ۱۰۵: أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللہ عزوجل کو جو نام نہایت ہی پیارے ہیں

٦١٨٦: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا كَرَامَةَ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ.

۶۱۸۶: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) ابن عیینہ نے ہمیں خبر دی۔ (محمد) ابن منکدر نے ہم سے بیان کیا۔ محمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم میں سے کسی شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اُس نے اُس کا نام قاسم رکھا۔ ہم نے کہا: ہم تو تمہیں ابوالقاسم کی کنیت سے نہیں پکاریں گے اور نہ تمہیں یہ عزت دیں گے۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا۔ آپؐ نے فرمایا: تم اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھو۔

أطرافه: ٣١١٤، ٣١١٥، ٣٥٣٨، ٦١٨٧، ٦١٨٩، ٦١٩٦۔

بَاب ۱۰۶: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوا بِكُنْيَتِي

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: تم میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو

قَالَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی۔

٦١٨٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوا لَا نَكْنِيهِ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۸۷: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ خالد نے ہمیں بتایا۔ حصین نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے سالم سے، سالم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اُس نے اس کا نام قاسم رکھا۔

فَقَالَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوا بِكُنْيَتِي.

لوگ کہنے لگے: ہم اس کو اس کنیت سے نہیں پکاریں گے جب تک کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہ لیں۔ آپؐ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر تم اپنی کنیت نہ رکھو۔

أطرافُه: ٣١١٤، ٣١١٥، ٣٥٣٨، ٦١٨٦، ٦١٨٩، ٦١٩٦۔

٦١٨٨: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي.

٦١٨٨: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے ابن سیرین سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا۔ (وہ کہتے تھے کہ) ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو۔

أطرافُه: ١١٠، ٣٥٣٩، ٦١٩٧، ٦٩٩٣۔

٦١٨٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوا لَا نَكْنِيكَ بِأَبِي الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ.

٦١٨٩: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے (محمد) ابن منکدر سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ اُس نے اس کا نام قاسم رکھا۔ لوگوں نے کہا: ہم تو تمہیں ابوالقاسم کی کنیت سے نہیں پکاریں گے اور تمہاری آنکھ ٹھنڈی نہیں کریں گے۔ تو (یہ سن کر) وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اُس نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: تم اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھو۔

أطرافُه: ٣١١٤، ٣١١٥، ٣٥٣٨، ٦١٨٦، ٦١٨٧، ٦١٩٦۔

بَاب ۱۰۷ : اسْمُ الْحَزْنِ

حَزن نام رکھنا

٦١٩٠: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ حَزْنٌ قَالَ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتِ الْحُزُونَةُ فِينَا بَعْدُ. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَمَحْمُودٌ هُوَ ابْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ بِهَذَا.

۶۱۹۰: اسحاق بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زُہری سے، زہری نے ابن مسیب سے، ابن مسیب نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ان کا باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا: حَزن۔ آپؐ نے فرمایا: تم سہل ہو۔ اُس نے کہا: میں وہ نام نہیں بدلتا جو میرا نام میرے باپ نے رکھا۔ (سعید) ابن مسیب کہتے تھے: تو پھر اس کے بعد ہم میں سختی[1] اور مصیبت ہمیشہ رہی۔ علی بن عبداللہ اور محمود نے ہم سے بیان کیا اور وہ غیلان کے بیٹے تھے۔ ان دونوں نے کہا: عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زُہری سے، زہری نے ابن مسیب سے، انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ان کے دادا سے روایت کرتے ہوئے یہی بتایا۔

طرفہ: ٦١٩٣۔

---

[1] حُزُونَةٌ: جگہ کا کُھردرا اور سخت ہونا۔ الْمَكَانُ حَزْنٌ: جگہ سخت ہے، کھردری ہے۔ أَحْزَنَ الْمَكَانُ: سخت ہونا۔ (قاموس الوحید - حزن)

بِفَتْحِ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُونِ الزَّاي: مَا غَلُظَ مِنَ الْأَرْضِ، وَهُوَ ضِدُّ السَّهْلِ، وَاسْتُعْمِلَ فِي الْخُلُقِ يُقَالُ: فِي فُلَانٍ حُزُونَةٌ أَيْ فِي خُلُقِهِ غِلْظَةٌ وَقَسَاوَةٌ۔ (فتح الباری جزء ۱۰ صفحہ ۷۰۴) ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادہ میں سختی، شدت اور کُھردرے پن کا پہلو ہوتا ہے۔ (لغات القرآن - حزن)

بَاب ۱۰۸: تَحْوِيلُ الِاسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ

ایک نام کا دوسرے نام میں جو اُس سے اچھا ہو تبدیل کرنا

٦١٩١: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَأَبُو أُسَيْدٍ جَالِسٌ فَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمَرَ أَبُو أُسَيْدٍ بِابْنِهِ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيُّ فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ قَلَّبْنَاهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا اسْمُهُ قَالَ فُلَانٌ قَالَ وَلَكِنْ أَسْمِهِ الْمُنْذِرَ فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ.

۶۱۹۱: سعید ابن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوغسان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ابوحازم نے مجھ سے بیان کیا۔ ابوحازم نے حضرت سہلؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے کہ منذر بن ابی اسیدؓ کو جب وہ پیدا ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپؐ نے اُس کو اپنی ران پر بٹھایا۔ اس وقت حضرت ابواسیدؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مشغول ہوئے جو آپؐ کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابواسیدؓ نے اپنے بیٹے کے متعلق کہا (کہ اسے اُٹھا لیا جائے۔) تو اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے اُٹھا لیا گیا۔ پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے آپؐ نے فرمایا: بچہ کہاں ہے؟ حضرت ابواسیدؓ کہنے لگے: یا رسول اللہ! ہم نے اس کو واپس بھیج دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اس کا نام منذر رکھو تو انہوں نے اسی دن اس کا نام منذر رکھا۔

٦١٩٢: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ

۶۱۹۲: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے عطاء بن ابی میمونہ سے، عطاء نے ابورافع سے، ابورافع نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی

اسْمُهَا بَرَّةَ فَقِيلَ تُزَكِّي نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ.

کہ حضرت زینب (بنت ابی سلمہؓ) کا نام برّہ تھا۔ (ان سے) کسی نے کہا: اپنے آپ کو پاک سمجھتی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

٦١٩٣: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِي أَنَّ جَدَّهُ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اسْمِي حَزْنٌ قَالَ بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا أَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِينَا الْحُزُونَةُ بَعْدُ.

٦١٩٣: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا۔ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا کہ ابن جریج نے انہیں خبر دی۔ کہا: عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ نے مجھے بتایا۔ کہا: میں سعید بن مسیب کے پاس بیٹھا۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ اُن کا دادا حزن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میرا نام حزن ہے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں، تم سہل ہو۔ کہنے لگا: میں تو نام بدلنے کا نہیں جو نام میرے باپ نے میرا رکھا۔ ابن مسیب کہتے تھے: پھر اس کے بعد ہم میں ہمیشہ ہی مصیبت اور سختی رہی۔

طرفہ: ٦١٩٠۔

تشریح: تَحْوِيلُ الِاسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ: ایک نام کا دوسرے نام میں جو اُس سے اچھا ہو تبدیل کرنا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم تفاؤل کے طور پر اچھے نام بچوں کے رکھا کرتے تھے اور آپ کو بھی اپنے بچوں کے نام محض سننے میں، خوبصورت نہ ہوں بلکہ معنی خیز ہوں اور بہت اچھے نام ہوں، ایسے نام رکھنے چاہئیں۔ بچہ بھی بسا اوقات اپنے نام کے مطابق ہی بنتا ہے۔“

(الازھار لذوات الخمار، خطاب لجنہ اماء اللہ بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی، ۲۵، اگست ۲۰۰۱ء، جلد ۲ صفحہ ۶۸۵)

بَاب ۱۰۹ : مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ

جس نے انبیاء کے ناموں پر نام رکھا

وَقَالَ أَنَسٌ قَبَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ يَعْنِي ابْنَهُ.

اور حضرت انسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمؑ یعنی اپنے بیٹے کو بوسہ دیا۔

٦١٩٤: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ.

۶۱۹۴: (محمد بن عبداللہ) ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن بشر نے ہمیں بتایا۔ اسماعیل (بن ابی خالد بجلی) نے ہم سے بیان کیا۔ (وہ کہتے تھے:) میں نے حضرت ابن ابی اوفیؓ سے پوچھا: کیا آپؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیمؑ کو دیکھا؟ انہوں نے کہا: وہ چھوٹے ہی فوت ہو گئے تھے۔ اور اگر یہ مقدر ہوتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو آپؐ کا بیٹا زندہ رہتا۔ مگر آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

٦١٩٥: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ.

۶۱۹۵: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عدی بن ثابت سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت براءؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: جب (صاحبزادہ) ابراہیم علیہ السلام فوت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں اس کی ایک دودھ پلانے والی بھی ہے۔

اطرافہ: ۱۳۸۲، ۳۲۵۵۔

٦١٩٦: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ

۶۱۹۶: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حصین بن

أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ. وَرَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عبدالرحمٰن سے، حصین نے سالم بن ابی الجعد سے، سالم نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو کیونکہ میں ہی قاسم ہوں جو تم میں تقسیم کرتا ہوں۔ حضرت انسؓ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا۔

أطرافه: ٣١١٤، ٣١١٥، ٣٥٣٨، ٦١٨٦، ٦١٨٧، ٦١٨٩-

٦١٩٧: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ صُورَتِي وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

۶۱۹۷: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ ابو حصین نے ہم سے بیان کیا۔ ابو حصین نے ابو صالح سے، ابو صالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر تم اپنی کنیت نہ رکھو اور جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو اُس نے مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت پر متمثل نہیں ہوتا۔ اور جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ بولا تو پھر وہ آگ ہی میں اپنا ٹھکانہ بنائے۔

أطرافه: ١١٠، ٣٥٣٩، ٦١٨٨، ٦٩٩٣-

٦١٩٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۹۸: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے برید بن عبداللہ بن ابی بُردہ سے، برید نے ابو بردہ سے، ابو بردہ نے حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ میں اس کو نبی صلی اللہ علیہ

فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوسَى.

وسلم کے پاس لایا اور آپؐ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور ایک کھجور سے گھٹی دی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی اور پھر مجھے دیا۔ اور وہ حضرت ابو موسیٰؓ کے بیٹوں میں سے سب سے بڑا تھا۔

طرفہ: ۵۴۶۷۔

٦١٩٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۱۹۹: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ زائدہ نے ہمیں بتایا۔ زیاد بن علاقہ نے ہم سے بیان کیا۔ (انہوں نے کہا:) میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: جس دن (صاحبزادہ) ابراہیمؓ فوت ہوئے سورج گرہن ہوا۔ اس حدیث کو حضرت ابو بکرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

اطرافہ: ۱۰۴۳، ۱۰۶۰۔

تشریح: مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ: جس نے انبیاء کے ناموں پر نام رکھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مسلمان لوگ جو اپنے بچوں کے نام احمد اور موسیٰ اور عیسیٰ اور سلیمان اور داؤد وغیرہ رکھتے ہیں تو درحقیقت اسی تفاول کا خیال انہیں ہوتا ہے جس سے نیک فال کے طور پر یہ ارادہ کیا جاتا ہے کہ یہ بچے بھی ان بزرگوں کی روحانی شکل اور خاصیت ایسی اتم اور اکمل طور سے پیدا کر لیں کہ گویا انہی کا روپ ہو جائیں۔"

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۹)

وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَّكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ۔ یعنی اور اگر یہ مقدر ہوتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو آپؐ کا بیٹا زندہ رہتا۔ مگر آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ زیر باب روایت نمبر ۶۱۹۴ میں جو کہا گیا ہے اس کے متعلق اول تو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہیں بلکہ ایک راوی کے الفاظ ہیں اور ان کا اپنا رجحان اور خیال ہے کیونکہ یہ الفاظ قرآن کریم کی ان آیات کے خلاف ہیں (جن کی تعداد کم از کم دس ہے) جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کی غلامی میں اُمت محمدیہ میں اُمتی نبی کی آمد کا بصراحت ذکر ہے۔ نیز یہ الفاظ ان احادیث صحیحہ کے بھی خلاف ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک خادم اسلام نبی کی بعثت کا ذکر فرمایا ہے جسے ابن مریم حکم عدل اور کاسر صلیب و دیگر کئی مقدس ناموں سے پکارا گیا ہے۔ نیز اس راوی کی یہ بات اسی روایت کے دیگر متون کو دیکھنے سے بھی خلاف واقعہ معلوم ہوتی ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو نبی اللہ قرار دیا۔ فرمایا: إِنَّهُ لَنَبِيٌّ ابْنُ نَبِيٍّ۔[1] کہ وہ نبی ہے اور نبی کا بیٹا ہے۔ اس لئے یہ محض راوی کا اپنا خیال اور تصور ہے جسے حجت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

بَاب ۱۱۰ : تَسْمِيَةُ الْوَلِيدِ

ولید نام رکھنا

٦٢٠٠ : أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ.

۶۲۰۰: ابو نعیم فضل بن دُکین نے ہمیں بتایا کہ ابن عیینہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے سعید سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر رکوع سے اُٹھایا تو دعا کی: اے اللہ! ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور وہ مؤمنین جنہیں مکہ میں کمزور سمجھا جاتا ہے نجات دے۔ اے اللہ! مضر کو سختی سے روند دے۔ اے اللہ! اُن کے لئے اُن کے سالوں کو ایسے سال بنا دے جو یوسفؑ کے سال جیسے ہوں۔

أطرافه: ٧٩٧، ٨٠٤، ١٠٠٦، ٢٩٣٢، ٣٣٨٦، ٤٥٦٠، ٤٥٩٨، ٦٣٩٣، ٦٩٤٠۔

بَاب ۱۱۱ : مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَنَقَصَ مِنِ اسْمِهِ حَرْفًا

جس نے اپنے ساتھی کو بلایا اور اس کے نام سے کوئی حرف کم کر دیا

وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

اور ابو حازم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یَا أَبَا هِرٍّ

[1] (کنز العمال، کتاب الفضائل، الباب الاول، الفصل الثالث فی فضائل متفرقة...، جزء ۱۱ صفحہ ۴۷۲)

وَسَلَّمَ يَا أَبَا هِرٍّ.

کہہ کر پکارا۔

٦٢٠١: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشُ هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرَى مَا لَا نَرَى.

۶۲۰۱: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی، کہا: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائش! یہ جبریلؑ ہیں۔ تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ۔ فرماتی تھیں: اور آپؐ وہ کچھ دیکھتے تھے جو ہم نہیں دیکھتے تھے۔

أطرافه: ٣٢١٧، ٣٧٦٨، ٦٢٤٩۔

٦٢٠٢: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِي الثَّقَلِ وَأَنْجَشَةُ غُلَامُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسُوقُ بِهِنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنْجَشُ رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ.

۶۲۰۲: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے ابوقلابہ سے، ابوقلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت اُم سُلیمؓ بھی اُن عورتوں میں تھیں جو اُونٹوں پر جارہی تھیں اور انجشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ان اونٹوں کو چلا رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انجش! آہستہ آہستہ۔ تم شیشوں کو لے جا رہے ہو۔

أطرافه: ٦١٤٩، ٦١٦١، ٦٢٠٩، ٦٢١٠، ٦٢١١۔

بَاب ۱۱۲: الْكُنْيَةُ لِلصَّبِيِّ وَقَبْلَ أَنْ يُولَدَ لِلرَّجُلِ

بچے کی کنیت رکھنا پیشتر اس کے کہ آدمی کے ہاں اولاد پیدا ہو

۶۲۰۳: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو عُمَيْرٍ قَالَ أَحْسِبُهُ فَطِيمًا وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَالَ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ فَرُبَّمَا حَضَرَ الصَّلَاةَ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ ثُمَّ يَقُومُ وَنَقُومُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا.

۶۲۰۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوالتیاح سے، ابوالتیاح نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے اخلاق میں اچھے تھے۔ اور میرا ایک بھائی تھا جسے ابوعمیر کہتے تھے۔ (حضرت انسؓ) کہتے تھے: میں سمجھتا ہوں کہ جس نے ابھی دودھ چھوڑا تھا۔ جب وہ آتا آپؐ فرماتے: ابوعمیر! وہ چڑیا نغیر کیسی ہے؟ نُغر ایک چڑیا تھی جس سے وہ کھیلا کرتا تھا۔ کبھی نماز کا وقت آجاتا اور اس وقت آپؐ ہمارے گھر میں ہی ہوتے تو آپؐ اس چٹائی کے متعلق جو آپؐ کے نیچے ہوتی حکم دیتے جسے جھاڑ کر دھو دیا جاتا۔ پھر آپؐ کھڑے ہوتے اور ہم بھی آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوتے اور ہمیں نماز پڑھاتے تھے۔

طرفہ: ۶۱۲۹۔

بَاب ۱۱۳: التَّكَنِّي بِأَبِي تُرَابٍ وَإِنْ كَانَتْ لَهُ كُنْيَةٌ أُخْرَى

ابوتراب کنیت رکھنا گو اُس کی اَور بھی کنیت ہو

۶۲۰۴: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَاءِ عَلِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَيْهِ

۶۲۰۴: خالد بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان نے ہمیں بتایا، کہا: ابوحازم نے مجھ سے بیان کیا۔ ابوحازم نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ناموں

لَأَبُو تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ أَنْ يُدْعَى بِهَا وَمَا سَمَّاهُ أَبُو تُرَابٍ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَاضَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَخَرَجَ فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجِدَارِ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُهُ فَقَالَ هُوَ ذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْجِدَارِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَامْتَلَأَ ظَهْرُهُ تُرَابًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ وَيَقُولُ اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ.

میں سے سب سے پیارا نام ان کو ابوتراب تھا اور وہ بہت ہی خوش ہوا کرتے تھے جو اُنہیں اس نام سے پکارا جاتا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اُن کا نام ابوتراب رکھا۔ ایک دن وہ حضرت فاطمہؓ سے ناراض ہو کر باہر چلے آئے اور مسجد میں دیوار کے ساتھ لگ کر لیٹ گئے۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ان کے پیچھے گئے۔ کسی نے کہا: وہ یہ دیوار کے ساتھ لیٹے ہوئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس آئے اور ان کی پیٹھ مٹی سے بھر گئی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی پیٹھ سے مٹی پونچھنے لگے اور فرماتے جاتے تھے: ابوتراب! اُٹھ بیٹھو۔

أطرافه: ٤٤١، ٣٧٠٣، ٦٢٨٠۔

بَاب ١١٤: أَبْغَضُ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ

جو نام اللہ کو نہایت ہی ناپسند ہیں

٦٢٠٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْنَى الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ.

٦٢٠٥: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ ابوالزناد نے ہم سے بیان کیا۔ ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک نہایت گھنونا نام اُس شخص کا ہے جو اپنا نام شہنشاہ رکھواتا ہے۔

طرفه: ٦٢٠٦۔

٦٢٠٦: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ

٦٢٠٦: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً قَالَ أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللهِ. وَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ أَخْنَعُ الْأَسْمَاءِ عِنْدَ اللهِ رَجُلٌ تَسَمَّى بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ, قَالَ سُفْيَانُ يَقُولُ غَيْرُهُ تَفْسِيرُهُ شَاهَانْ شَاهْ.

سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے (یوں) کہا: نہایت ہی ذلیل نام اللہ کے نزدیک۔ اور سفیان نے کئی بار (یوں) کہا: نہایت ہی ذلیل نام اللہ کے نزدیک اس شخص کا ہے جو مَلِك الْأَمْلَاك کہلاتا ہے۔ سفیان نے کہا کہ دوسرے راوی کہتے ہیں: اس کے معنی ہیں شہنشاہ۔

طرفہ: ٦٢٠٥۔

بَاب ١١٥: كُنْيَةُ الْمُشْرِكِ

مشرک کی کنیت رکھنا

وَقَالَ مِسْوَرٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ.

اور حضرت مسورؓ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: سوا اس کے کہ ابوطالب کا بیٹا چاہے۔

٦٢٠٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَأُسَامَةُ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي حَارِثِ

٦٢٠٧: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ اور اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم بیان کیا، کہا: میرے بھائی نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سلیمان سے، سلیمان نے محمد بن ابی عتیق سے، محمد نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اُنہیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدک کی چادر پڑی تھی اور حضرت اُسامہؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے

بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَا حَتَّى مَرَّا بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَفِي الْمُسْلِمِينَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ ابْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ وَقَالَ لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ فَاغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

تھے۔ آپؐ بنی حارث بن خزرج کے محلے میں حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کو جارہے تھے۔ یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے کا ہے۔ وہ دونوں چلے گئے۔ اتنے میں وہ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن اُبیّ ابن سلول بھی تھا اور یہ پیشتر اس کے ہے کہ عبداللہ بن ابی مسلمان ہوا۔ تو کیا دیکھا اس مجلس میں مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہود ملے جلے لوگ تھے۔ اور مسلمانوں میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی تھے۔ جب جانور کی گرد مجلس پر پڑنے لگی تو ابن اُبیّ نے اپنی چادر سے اپنی ناک ڈھانک لی اور کہا: ہم پر گرد مت اُڑاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو السلام علیکم کہا۔ پھر ٹھہر گئے اور نیچے اُتر آئے۔ آپؐ نے انہیں اللہ کی طرف بلایا اور ان کے سامنے قرآن پڑھا۔ عبداللہ بن اُبیّ ابن سلول سن کر کہنے لگا: آدمی جو تم کہتے ہو اُس سے بہتر اور کوئی بات نہیں۔ اگر یہ حق ہے تو پھر ہماری مجلسوں میں آکر ہمیں اس سے نہ ستایا کرو۔ جو تمہارے پاس آئے اُنہی کو یہ قصے سنایا کرو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا: نہیں یارسول اللہ! بلکہ آپؐ ہماری مجلسوں میں آیا کریں کیونکہ ہم یہ باتیں پسند کرتے ہیں۔ اس پر مسلمان، اور مشرک اور یہود نے ایک دوسرے کو گالیاں دینی شروع کیں یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ يُرِيدُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ أَيْ رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَوَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللهُ بِالْحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ وَيُعَصِّبُوهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذَلِكَ فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللهُ وَيَصْبِرُونَ عَلَى الْأَذَى قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ (آل عمران:۱۸۷) الْآيَةَ وَ قَالَ: وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (البقرة:۱۱۰) فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَأَوَّلُ فِي الْعَفْوِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے جوش کو دھیما کرتے رہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانور پر سوار ہو کر چلے گئے اور حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد! تم نے نہیں سنا جو ابو حباب نے کہا؟ یعنی عبداللہ بن اُبیّ نے۔ اُس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے (سن کر) کہا: یارسول اللہ میرے باپ آپؐ پر قربان۔ اسے معاف فرمائیں اور اس سے درگزر کریں۔ اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ پر کتاب نازل کی۔ اللہ اس حق کو لے آیا ہے جو اُس نے آپؐ پر نازل کیا۔ اس بستی کے لوگوں نے یہ ٹھہرالیا تھا کہ اس کو (یعنی عبداللہ بن اُبیّ کو) تاج پہنائیں اور اس کے سر پر سرداری کا عمامہ باندھیں۔ جب اللہ نے اسے اُس حق کی وجہ سے جو اُس نے آپؐ کو دیا منظور نہ کیا تو اس سے اس کا گلا گھٹ گیا۔ یہی وجہ ہے جو اُس نے کیا ہے جو آپؐ نے دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے درگزر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ مشرکوں اور اہل کتاب سے درگزر کیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ نے انہیں حکم دیا۔ اور اُن کی ایذا دہی پر صبر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور تم ضرور ان لوگوں سے جنہیں (تم سے پہلے) کتاب دی گئی تھی (بہت دکھ دینے والا

عَنْهُمْ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ حَتَّى أَذِنَ لَهُ فِيهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهَا مَنْ قَتَلَ مِنْ صَنَادِيدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ فَقَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مَنْصُورِينَ غَانِمِينَ مَعَهُمْ أُسَارَى مِنْ صَنَادِيدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَمَنْ مَّعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ هَذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايِعُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوا.

کلام) سنو گے۔ اور فرمایا: اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ چاہتے ہیں (کہ تمہیں پھر کافر بنادیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احکام کے مطابق جو اللہ نے آپؐ کو دیئے تھے ان سے عفو فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے آپؐ کو ان کے متعلق اجازت دی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں جنگ کے لئے گئے اور اللہ نے کفار کے جن سرکردہ لوگوں اور قریش کے سرداروں کو وہاں قتل کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ غالب ہو کر اپنے ساتھ کفار کے سرکردہ اور قریش کے سرداروں کو قید میں کئے ہوئے واپس لوٹے تو ابن اُبیّ ابن سلول اور جو اُس کے ساتھ مشرک بت پرست تھے کہنے لگے: یہ کام تو اَب بہت بڑا ہو گیا ہے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کر لی اور وہ مسلمان ہو گئے۔

أطرافه: ۲۹۸۷، ٤٥٦٦، ٥٦٦٣، ٥٩٦٤۔

٦٢٠٨: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ[1] وَيَغْضَبُ

۶۲۰۸: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ عبدالملک نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، عبداللہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپؐ نے ابوطالب کو کچھ فائدہ پہنچایا؟ کیونکہ وہ آپؐ

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ "يَحْفَظُكَ" ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۰ صفحہ ۷۲۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

لَكَ قَالَ نَعَمْ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ لَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.

کی حفاظت کیا کرتے تھے اور آپؐ کی خاطر ناراض ہوا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ وہ ٹخنوں تک آگ میں ہیں۔ میں اگر نہ ہوتا تو وہ آگ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے۔

اطرافہ: ۳۸۸۳، ۶۵۷۲۔

بَاب ۱۱۶: الْمَعَارِيضُ مَنْدُوحَةٌ عَنِ الْكَذِبِ

تعریض کے طور پر جو باتیں کی جاتی ہیں وہ جھوٹ میں شمار نہیں ہوتیں

وَقَالَ إِسْحَاقُ سَمِعْتُ أَنَسًا مَاتَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ هَدَأَتْ نَفْسُهُ وَأَرْجُو أَنْ يَّكُونَ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَنَّهَا صَادِقَةٌ.

اور اسحاق نے کہا: میں نے حضرت انسؓ سے سنا کہ حضرت ابو طلحہؓ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ انہوں نے پوچھا: لڑکا کیسا ہے؟ حضرت اُم سلیمؓ کہنے لگیں: اس کا سانس سکون میں ہے اور میں اُمید کرتی ہوں کہ اب اس کو آرام ہو گیا ہو گا۔ حضرت ابو طلحہؓ سمجھے کہ وہ سچ کہہ رہی ہیں۔

۶۲۰۹: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ لَهُ فَحَدَا الْحَادِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفُقْ يَا أَنْجَشَةُ وَيْحَكَ بِالْقَوَارِيرِ.

۶۲۰۹: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت بنانی سے، ثابت نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں جا رہے تھے تو اُونٹ کے چلانے والے نے حداء اونٹ کے چلانے کے گیت پڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انجشہ افسوس! ان شیشوں پر رحم کرو۔

أطرافہ: ۶۱۴۹، ۶۱۶۱، ۶۲۰۲، ۶۲۱۰، ۶۲۱۱۔

۶۲۱۰: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ.

۶۲۱۰: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے، ثابت

وَأَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ وَكَانَ غُلَامٌ يَحْدُو بِهِنَّ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ يَعْنِي النِّسَاءَ.

نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ نیز ایوب نے ابوقلابہ سے، ابوقلابہ نے حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور ایک غلام ان اونٹوں کو گیت گاتے ہوئے لے جارہا تھا، اسے انجشہ کہتے تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انجشہ! آہستہ آہستہ۔ خیال رکھو تم شیشوں کو لے جارہے ہو۔ ابوقلابہ نے کہا: یعنی عورتوں کو۔

أطرافه: ٦١٤٩، ٦١٦١، ٦٢٠٢، ٦٢٠٩، ٦٢١١۔

٦٢١١: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيرَ قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِي ضَعَفَةَ النِّسَاءِ.

۶۲۱۱: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ حبان (بن ہلال) نے ہمیں بتایا۔ ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ قتادہ نے ہمیں بتایا۔ حضرت انس بن مالکؓ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حادی تھا جسے انجشہ کہتے تھے اور وہ خوش آواز تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: انجشہ! آہستہ آہستہ۔ کہیں اِن شیشوں کو نہ توڑ ڈالیو۔ قتادہ نے کہا: یعنی کمزور عورتوں کو۔

أطرافه: ٦١٤٩، ٦١٦١، ٦٢٠٢، ٦٢٠٩، ٦٢١٠۔

٦٢١٢: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا

۶۲۱۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے روایت کی۔ شعبہ نے کہا: قتادہ نے مجھ سے بیان کیا۔ قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مدینہ میں کچھ گھبراہٹ ہوئی۔ رسول اللہ

مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا. صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا اور اس گھوڑے کو تو ایک دریا پایا ہے۔

أطرافُه: ٢٦٢٧، ٢٨٢٠، ٢٨٥٧، ٢٨٦٢، ٢٨٦٦، ٢٨٦٧، ٢٩٠٨، ٢٩٦٨، ٢٩٦٩، ٣٠٤٠، ٦٠٣٣۔

تشریح: الْمَعَارِيضُ مَنْدُوحَةٌ عَنِ الْكَذِبِ: یعنی تعریض کے طور پر جو باتیں کی جاتی ہیں وہ جھوٹ میں شمار نہیں ہوتیں۔ عَرَّضْتُ له وَعَرَّضْتُ به تَعْرِيضًا کے معنے ہیں إِذَا قُلْتَ قَوْلًا وَأَنْتَ تُعْنِيهِ فَالتَّعْرِيضُ ضِدُّ التَّصْرِيحِ مِنَ الْقَوْلِ۔ (اقرب الموارد - عرض) یعنی اشارۃً ایسی بات کہنا جس کا مفہوم کہنے والا ہی سمجھتا ہو تعریض کہلاتا ہے۔ یہ لفظ متضاد ہے تصریح (یعنی واضح بات) کا۔ معاریض سے مراد ایسی مبہم باتیں ہیں جن میں کسی خاص بات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہو۔

امام راغبؒ نے اس لفظ کی وضاحت میں آیت کریمہ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ (البقرۃ:۲۳۶) درج کی ہے۔ یعنی عورتوں سے (اُن کی عدت کے دوران) کوئی بات اشارۃً نکاح کی تجویز جیسی کہہ دینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ عَرَّضْتُمْ سے مراد یہ لیا گیا ہے کہ اس کی خوبصورتی کے متعلق کچھ کہہ دینا یا اسے پسند کرنے جیسی کوئی بات کر دینا۔ (المفردات فی غریب القرآن - عرض)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ”اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم ان عورتوں سے نکاح کے سلسلہ میں کوئی بات اشارۃً کہہ دو۔ مثلاً کسی بیوہ سے کہہ دیا کہ مشورہ سے کام کرنا بہتر ہو گا۔ آپ کو اگر کوئی ضرورت محسوس ہو تو میں ہمدردانہ مشورہ کے لیے حاضر ہوں۔ اب لفظ مشورہ عام ہے خواہ وہ اپنے لیے ہو یا کسی اَور کے لیے۔ اس طرح بات بھی مخفی رہتی ہے اور اشارۃً اس کا اظہار بھی ہو جاتا ہے۔..... شادی کی درخواست مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُس سے ہمدردی اور غمخواری کا اظہار کرو تا کہ اُس پر یہ اثر ہو کہ یہ شخص میرا خیر خواہ ہے اور مَیں اِس سے ضرورت پر مفید مشورہ لے سکتی ہوں۔ ورنہ یہ مطلب نہیں کہ اُسے صاف طور پر نکاح کے لیے کہہ دیا جائے۔ ایسا کہنا ہرگز جائز نہیں۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ، جلد ۲ صفحہ ۵۳۰، ۵۳۱)

بَاب ۱۱۷: قَوْلُ الرَّجُلِ لِلشَّيْءِ لَيْسَ بِشَيْءٍ

آدمی کا کسی چیز کے متعلق یہ کہنا کہ یہ کچھ نہیں

وَهُوَ يَنْوِي أَنَّهُ لَيْسَ بِحَقٍّ.

اور وہ یہ نیت رکھتا ہو کہ یہ سچ نہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ بِلَا كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ.

اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں کے متعلق فرمایا: انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے سزا نہیں دی جارہی ہے اور وہ بڑا بھی ہے۔

۶۲۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسُوا بِشَيْءٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُونَ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ.

۶۲۱۳: محمد بن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ مخلد بن یزید نے ہمیں بتایا۔ ابن جریج نے ہمیں خبر دی۔ ابن شہاب نے کہا: یحییٰ بن عروہ نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے عروہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت عائشہؓ نے کہا: کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: وہ کچھ بھی نہیں۔ وہ کہنے لگے: یارسول اللہ! وہ کبھی کبھی کوئی بات بتاتے ہیں جو سچی ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بات جو سچی ہوتی ہے جِنّی اس کو جھپٹ کر اُڑالیتا ہے اور پھر اسے اپنے دوست کے کان میں اسی طرح ڈال دیتا ہے جس طرح مرغی کڑکڑ کرتی ہے تو وہ اُس میں سو سے بھی زیادہ جھوٹ ملادیتے ہیں۔

أطرافه: ۳۲۱۰، ۳۲۸۸، ۵۷۶۲، ۷۵۶۱۔

بَاب ۱۱۸: رَفْعُ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ

آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ○ وَإِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ○ (الغاشية:۱۸، ۱۹)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: أَفَلَا يَنْظُرُونَ... یعنی کیا وہ اُونٹوں کو نہیں دیکھتے کیسے پیدا کئے گئے ہیں؟ اور اس بلندی کو، کہاں تک بلند کی گئی ہے۔

وَقَالَ أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ.

اور ایوب نے ابن ابی ملیکہ سے نقل کیا۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔

٦٢١٤: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثُمَّ فَتَرَ عَنِّي الْوَحْيُ فَبَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

۶۲۱۴: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ ابن شہاب نے کہا: میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے سنا۔ وہ کہتے تھے: مجھے حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: پھر اس کے بعد وحی مجھ سے بند رہی۔ ایک دفعہ اسی اثنا میں کہ میں چلا جارہا تھا۔ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے نگاہ جو آسمان کی طرف اُٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ ہے جو حراء میں میرے پاس آیا تھا۔ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔

أطرافه: ٤، ٣٢٣٨، ٤٩٢٢، ٤٩٢٣، ٤٩٢٤، ٤٩٢٥، ٤٩٢٦، ٤٩٥٤۔

٦٢١٥: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

۶۲۱۵: (سعید) ابن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا:

شَرِيكٌ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ○

(آل عمران: ۱۹۱)

شریک (بن عبداللہ بن ابی نمر) نے مجھے خبر دی۔ شریک نے کریب سے، کریب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے: میں حضرت میمونہؓ کے گھر میں رات رہا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہی کے پاس تھے۔ جب رات کی آخری تہائی یا (کہا:) اس کا کچھ حصہ رہ گیا، آپؐ بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف دیکھا اور یہ آیتیں پڑھیں: اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ... یعنی آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے یقیناً کئی نشان (موجود) ہیں۔

أطرافه: ۱۱۷، ۱۳۸، ۱۸۳، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۲۶، ۷۲۸، ۸۵۹، ۹۹۲، ۱۱۹۸، ۴۵۶۹، ۴۵۷۰، ۴۵۷۱، ۴۵۷۲، ۵۹۱۹، ۶۳۱۶، ۷۴۵۲۔

بَاب ۱۱۹: مَنْ نَّكَتَ الْعُودَ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ

جس نے پانی اور کیچڑ میں لکڑی ماری

۶۲۱۶: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِّنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ وَفِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودٌ يَضْرِبُ بِهِ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۶۲۱۶: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عثمان بن غیاث سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) ہم سے ابو عثمان (نہدی) نے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جسے آپؐ کبھی پانی اور کبھی کیچڑ میں مار رہے تھے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَذَهَبْتُ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا عُمَرُ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ أَوْ تَكُونُ فَذَهَبْتُ فَإِذَا عُثْمَانُ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ قَالَ اللهُ الْمُسْتَعَانُ.

اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لئے دروازہ کھولو اور اس کو جنت کی بشارت دو۔ میں گیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ اور ان کے لئے دروازہ کھول دیا اور انہیں جنت کی خوشخبری دی اور پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ آپؐ نے فرمایا: اس کے لئے دروازہ کھولو اور اس کو جنت کی بشارت دو، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمرؓ ہیں۔ میں نے اُن کے لئے دروازہ کھولا اور میں نے جنت کی بشارت دی۔ پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ اس وقت آپؐ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپؐ اُٹھ بیٹھے اور فرمایا: اس کے لئے دروازہ کھولو اور اس کو جنت کی بشارت دو، اُس مصیبت کے باوجود جو اُسے پہنچے گی یا (فرمایا:) ہو گی، تو میں گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمانؓ ہیں۔ میں نے اُن کے لئے دروازہ کھولا اور جنت کی بشارت دی اور اُن کو وہ بات بتائی جو آپؐ نے فرمائی تھی۔ کہنے لگے: اللہ ہی سے مدد مل جائے۔

أطرافه: ٣٦٧٤، ٣٦٩٣، ٣٦٩٥، ٧٠٩٧، ٧٢٦٢۔

بَاب ١٢٠: الرَّجُلُ يَنْكُتُ الشَّيْءَ بِيَدِهِ فِي الْأَرْضِ

آدمی زمین کو کسی چیز سے کریدے جو اُس کے ہاتھ میں ہو

٦٢١٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ

۶۲۱۷: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی عدی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ

سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ الْأَرْضَ بِعُودٍ فَقَالَ لَيْسَ مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ فُرِغَ مِنْ مَّقْعَدِهِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَقَالُوا أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ فَأَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ○ (اللیل:٦) الْآيَةَ.

نے سلیمان اور منصور سے، ان دونوں نے سعد بن عبیدہ سے، سعد نے ابو عبد الرحمٰن سُلمی سے، ابو عبد الرحمٰن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں تھے تو آپؐ ایک لکڑی سے زمین کو کریدنے لگے اور فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کا ٹھکانہ جنت میں یا آگ میں مقرر نہ کیا گیا ہو۔ صحابہ نے (یہ سن کر) کہا: کیا ہم پھر بھروسہ نہ کریں؟ آپؐ نے فرمایا: عمل کرتے رہو کیونکہ ہر ایک کو سہولت دی گئی ہے۔ پس جس نے (خدا کی راہ میں) دیا اور تقویٰ اختیار کیا۔

أطرافه: ١٣٦٢، ٤٩٤٥، ٤٩٤٦، ٤٩٤٧، ٤٩٤٨، ٤٩٤٩، ٦٦٠٥، ٧٥٥٢۔

بَاب ١٢١: التَّكْبِيرُ وَالتَّسْبِيحُ عِنْدَ التَّعَجُّبِ

تعجب کے وقت اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہنا

٦٢١٨: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجَرِ يُرِيدُ بِهِ أَزْوَاجَهُ حَتّٰى يُصَلِّينَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ.

٦٢١٨: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ (زہری نے کہا:) ہند بنت حارث نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور فرمایا: سبحان اللہ۔ کیا کیا خزانے اُتارے گئے ہیں اور کیا کیا فتنے اُتارے گئے ہیں۔ کون ان حجروں والیوں کو جگائے؟ آپؐ کی اس سے مراد اپنی ازواج تھیں تاکہ وہ نماز پڑھیں۔ کتنی ہی دنیا میں کپڑے پہنے ہوئے ہیں جو

وَقَالَ ابْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَّقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ لَا قُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ.

آخرت میں ننگی ہوں گی۔ ابن ابی ثور نے کہا: انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا آپؐ نے اپنی ازواج کو طلاق دی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: اللہ اکبر۔

أطرافه: ١١٥، ١١٢٦، ٣٥٩٩، ٥٨٤٤، ٧٠٦٩۔

٦٢١٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً مِّنَ الْعِشَاءِ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْلِبُهَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِي عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ

۶۲۱۹: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ اور اسماعیل نے بھی ہم سے بیان کیا، کہا: میرے بھائی نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سلیمان سے، سلیمان نے محمد بن ابی عتیق سے، محمد نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے (زین العابدین) علی بن حسین سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت صفیہ بنت حییؓ نے ان کو بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے آئیں اور آپؐ مسجد میں رمضان کی آخری دس راتوں میں اعتکاف بیٹھے تھے۔ تو وہ آپؐ کے پاس کچھ دیر باتیں کرتی رہیں۔ پھر اُٹھ کر لوٹنے لگیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ساتھ اُٹھے تاکہ انہیں گھر پہنچائیں۔ جب آپؐ مسجد کے اس دروازے کے پاس پہنچے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت اُم سلمہؓ کی جائے رہائش کے قریب تھا تو ان دونوں کے سامنے سے دو انصاری گزرے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ

مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا مَا قَالَ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ ابْنِ آدَمَ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَّقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا.

علیہ وسلم کو السلام علیکم کہا۔ پھر جلدی سے آگے بڑھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ذرا ٹھہر جاؤ۔ یہ صفیہ بنت حیی ہی ہے۔ وہ دونوں بولے: سبحان اللہ یارسول اللہ۔ اور اُن پر یہ بات شاق گزری۔ آپؐ نے فرمایا: شیطان تو ابن آدم میں وہاں تک چل کر پہنچتا ہے جہاں خون پہنچتا ہے۔ اور میں ڈرا کہ کہیں تمہارے دل میں کوئی وسوسہ نہ ڈال دیا جائے۔

أطرافُه: ۲۰۳۵، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۳۱۰۱، ۳۲۸۱، ۷۱۷۱۔

بَاب ۱۲۲: النَّهْيُ عَنِ الْخَذْفِ

ٹھیکریاں پھینکنے سے روکنا

۶۲۲۰: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ الْأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ وَإِنَّهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ السِّنَّ.

۶۲۲۰: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے قتادہ سے روایت کی۔ قتادہ نے کہا: میں نے عقبہ بن صہبان ازدی سے سنا۔ عقبہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل مزنیؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیکری پھینکنے سے روکا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ نہ تو شکار مارتی ہے اور نہ دشمن کو زخمی کرتی ہے۔ اور یہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ آنکھ کو پھوڑ دیتی ہے اور دانت توڑ دیتی ہے۔

اطرافُه: ۴۸۴۱، ۵۴۷۹۔

بَاب ۱۲۳: الْحَمْدُ لِلْعَاطِسِ

چھینکنے والے کا الحمد للہ کہنا

۶۲۲۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتْ الْآخَرَ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ هَذَا حَمِدَ اللهَ وَهَذَا لَمْ يَحْمَدِ اللهَ.

طرفہ: ۶۲۲۵۔

۶۲۲۱: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا، کہا: سلیمان نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں نے چھینکا تو آپؐ نے اُن میں سے ایک کو جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہیں دیا۔ آپؐ سے پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: اس نے اللہ کا شکر کیا تھا اور اس نے اللہ کا شکر نہیں کیا۔

بَاب ۱۲۴: تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللهَ

جب چھینک مارنے والا اللہ کی حمد کرے تو اسے جواب دینا

فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ.

اس کی بابت حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی۔

۶۲۲۲: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَرَدِّ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا

۶۲۲۲: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اشعث بن سُلیم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے معاویہ بن سُوَید بن مقرن سے سنا۔ انہوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے روکا۔ آپؐ نے ہمیں بیمار پرسی کرنے اور جنازے کے ساتھ جانے اور چھینک مارنے والے کا جواب دینے اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے اور سلام کا جواب

عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالسُّنْدُسِ وَالْمَيَاثِرِ.

دینے اور مظلوم کی مدد کرنے اور قسم دے کر مانگنے والے کی قسم کو پورا کرنے کا حکم دیا۔ اور آپؐ نے ہمیں سات باتوں سے روکا۔ یعنی سونے کی انگوٹھی یا کہا: سونے کا چھلا پہننے سے اور حریر[1] اور دیباج[2] اور سندس[3] کے پہننے سے اور ریشمی لال زین پوشوں سے۔

أطرافه: ١٢٣٩، ٢٤٤٥، ٥١٧٥، ٥٦٣٥، ٥٦٥٠، ٥٨٣٨، ٥٨٤٩، ٥٨٦٣، ٦٢٣٥، ٦٦٥٤۔

بَاب ١٢٥: مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

چھینک کو اچھا سمجھا جائے اور جمائی کو بُرا سمجھا جائے

٦٢٢٣: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ فَحَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يُشَمِّتَهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِذَا قَالَ هَاء ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ.

۶۲۲۳: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ سعید مقبری نے ہم سے بیان کیا۔ سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ جب کوئی چھینکے تو اللہ کا شکریہ کرے تو ہر ایک مسلمان پر جس نے اُسے سنا فرض ہے کہ اس کا جواب دے اور جو جمائی ہے تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ اسے جہاں تک ہو سکے روکے۔ اور جب جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔

اطرافه: ٣٢٨٩، ٦٢٢٦۔

[1] الْحَرِيرُ: ریشمی کپڑا۔ (القاموس الوحید)

[2] الدِّيبَاجُ: ریشمین قیمتی کپڑا جس کا تانا بانا ریشم کا ہوتا ہے۔ (القاموس الوحید)

[3] السُّنْدُسُ: ایک باریک ریشمین کپڑا۔ (القاموس الوحید)

بَاب ١٢٦ : إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ

جب کوئی چھینک مارے تو اُسے کیونکر جواب دیا جائے

٦٢٢٤ : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.

۶۲۲۴: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے ہمیں بتایا۔ عبداللہ بن دینار نے ہمیں خبر دی۔ عبداللہ نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی چھینکے تو وہ کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اور اس کا بھائی یا (فرمایا:) اس کا ساتھی اسے کہے: یَرْحَمُكَ اللّٰہُ۔ یعنی اللہ تم پر رحم کرے۔ اور جب وہ اُس سے یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہے تو وہ کہے: یَهْدِیكُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ۔ یعنی اللہ تمہاری راہنمائی کرے اور تمہاری حالت کو درست کرے۔

بَاب ١٢٧ : لَا يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللهَ

چھینکنے والے کو جواب نہ دیا جائے اگر اس نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا

٦٢٢٥ : حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللهِ شَمَّتَّ هَذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِي قَالَ إِنَّ

۶۲۲۵: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ سلیمان تیمی نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: دو آدمیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکا تو آپؐ نے اُن میں سے ایک کو جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہ دیا تو وہ شخص کہنے لگا: یارسول اللہ! آپؐ نے اُسے جواب دیا اور

هَذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ. مجھے نہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا: اُس نے تو اللہ کا شکر کیا تھا اور تم نے شکر نہ کیا تھا۔

طرفہ: ۶۲۲۱۔

تشریح: لَا يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ: چھینکنے والے کو جواب نہ دیا جائے اگر اس نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا۔ ذیل میں ہم مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب (چیف ایگزیکٹو آفیسر / کارڈیالوجسٹ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ پاکستان، چیئرمین ہیومینیٹی فرسٹ پاکستان، سابق چیف کمانڈنٹ قومی و عسکری ادارہ برائے امراض قلب راولپنڈی پاکستان) کے شکریہ کے ساتھ ان کا ایک مضمون درج کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کی ایک سائنسی تعبیر معلوم ہوتی ہے۔ محترم نوری صاحب تحریر فرماتے ہیں: ”جب بھی کوئی انسان چھینکتا ہے تو ہم یہی سوچتے ہیں کہ وہ جراثیم پھیلا رہا ہے اور ماحول کو گندا کر رہا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ چھینکنے سے ہم تقریباً دس ہزار جراثیم یا وائرس سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے تین سے پانچ فٹ کے فاصلہ تک بکھیر رہے ہیں اور ایک بیمار انسان ماحول کو آلودہ کر رہا ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ چھینکنے کے عمل سے اللہ تعالیٰ ہمارے جسم کو غیر معمولی طور پر محفوظ رکھتا ہے اور ماحول میں مضر ذرات و جراثیم جو ہمارے ناک یا منہ کے ذریعہ داخل ہوتے ہیں ان کو باہر نکال دیتا ہے۔ چھینکنے کے عمل سے ہمارے ناک، منہ اور سانس کی نالیوں کی نہایت احسن رنگ میں صفائی ہو جاتی ہے۔ کچھ اس قسم کی صفائی کا سسٹم Mechanical Air Blowers کے ذریعے مختلف فیکٹریوں میں گندے ذرات اور Gases کو باہر نکالنے میں استعمال ہوتا ہے۔ مغربی دنیا نے ’چھینک‘ کے عمل کو سمجھنے کے بعد Mechanical Air Blower کا طریقہ ایجاد کیا اور ان گنت جگہوں پر نصب کر کے ماحول کی صفائی کا نظام بہتر کیا ہے۔ اغلباً اس ترقی یافتہ دور میں چھینک کے عمل کو سمجھنے اور عوام الناس کے فائدہ پہنچانے کی طرف بھی یہ حدیث مبارکہ پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے۔

محترم نوری صاحب لکھتے ہیں: مجھے یاد ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ ملاقات کے دوران چھینک کے بارہ میں ایک نہایت عمدہ بات بتائی تھی جو علم طب کے ماہرین اور سب احباب کی معلومات میں اضافہ کی بات ہے۔ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”انسان کے ناک کے پچھلے حصہ کا دماغ کے ساتھ نہایت قریبی تعلق ہے۔ یہ تعلق ایک نہایت باریک سوراخوں والی پلیٹ (Plate) کے ذریعہ ہے جس کو Cribriform Plate کہتے ہیں، یہ پلیٹ (Plate) باہر کے ماحول (یعنی ناک) اور دماغ کے درمیان واقع ہے۔ اس کے ذریعے ناک کے بالوں پر موجود قوت شامہ Olfactory receptors، nerve fibres بناتے ہیں اور یہ برقی تاروں کے ذریعے Cribriform plate سے ہوتے ہوئے دماغ میں داخل ہوتے ہیں۔ جب بھی کوئی ذرات، جراثیم، irritants، تیز گرم یا سرد ہوا، تیز روشنی یا تیز smell ناک کے ذریعے ہمارے جسم میں داخل ہوتی ہے یا دماغ کی طرف رخ کرتی ہے تو ناک کے special receptors اور پلیٹ فوری

طور پر دماغ میں signal بھیجتے ہیں اور آناً فاناً چھینکنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اور ان سب ذرات وغیرہ کا فوری اخلاء ہوتا ہے۔ اور کسی قسم کا مضر ذرہ یا جراثیم دماغ یا جسم میں داخل نہیں ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ حیرت انگیز نظام انسان کی حفاظت کرتا ہے ورنہ انسان کئی جان لیوا دماغی وجسمانی امراض میں مبتلا ہو سکتا ہے۔"

اسی راز کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ (الرحمٰن:۱۴) ترجمہ: "پس (اے جن وانس) تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔"

محترم نوری صاحب لکھتے ہیں: تحقیق نے یہ بات بھی ثابت کی ہے کہ چھینکنے کا عمل ہمارے قوت مدافعت کے نظام کو بھی تقویت دیتا ہے اور ہم صحت مند رہتے ہیں۔ جب بھی کوئی بیرونی مضر اشیاء ناک میں داخل ہوتی ہے تو ہمارے دماغ میں "Sneeze Centre" متحرک ہو جاتا ہے اور مختلف Neurotransmitter release ہوتے ہیں جن کو میڈیکل اصطلاح میں Endorphins کہتے ہیں اور یہ ہمارے جسم کے مختلف اعضاء اور پٹھوں کو حرکت میں لاتے ہیں اس کے نتیجے میں ہم اپنی آنکھیں، منہ اور گلا بند کر لیتے ہوئے بڑے زور سے منہ اور ناک کے ذریعے ہوا میں مضر ذرات باہر نکالتے ہیں۔ چھینک کے آنے کے بعد ایک طبعی فرحت اور خوشی کا احساس ہوتا ہے اور ہر انسان اس کا تجربہ کر چکا ہے۔ یہ خوشی کا احساس Endorphins کی release کی وجہ سے ہے۔ اس لئے حدیث میں ہے کہ جب کوئی چھینکے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور الحمدللہ کہے۔ اب سوچیں کہ اس حدیث کے تناظر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کتنا گہرا راز اپنے اندر رکھتا ہے۔ گو چھینک ایک معمولی عمل ہے اسے معمولی نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ خالق کی رحمانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور ایک صاحب عقل انسان بر ملا کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (آل عمران:۱۹۲) ترجمہ: "وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ (اور بے ساختہ کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تُو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تُو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

اور پھر ہماری کسی کوشش کے بغیر چھینک بہت سی خطرناک بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ مزید یہ کہ ہمارے پیارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک بات ختم نہ کی بلکہ یہ بھی فرمایا کہ "ہر مسلمان جس نے اس کو سنا فرض ہے کہ اسے کہے یرحمك الله یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے۔" یہ ارشاد بھی ایک حکیمانہ پہلو اپنے اندر رکھتا ہے کہ اپنے لئے بھی رحم مانگو اور ایک دوسرے کے لیے بھی رحم مانگے۔ یہ آپس میں بھائی چارہ اور محبتیں بڑھانے کا ایک اور ذریعہ ہے۔

ماہرین ناک کان اور گلا (ENT Specialist) یہ بھی بتاتے ہیں کہ چھینکنے سے انسان کے ناک کی صفائی کا نظام دوبارہ تازہ دم ہو جاتا ہے۔ اس کو سائنسی اصطلاح میں re-boot ہونا بھی کہتے ہیں یہ اسی طرح ہے کہ جب کمپیوٹر میں کوئی خلل واقع ہو جائے تو اسے ایک دفعہ بند کر کے دوبارہ چلایا جائے اور وہ 'تازہ دم' ہو کر کام کرنے لگ جاتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ چھینک کے عمل کو روکنا نہیں چاہیئے اور یہی بات آج

سائنس بھی ثابت کر چکی ہے۔ چھینک کو روکنے سے جراثیم اور مضر ذرات پھیپھڑوں میں داخل ہو کر trap ہو جاتے ہیں اور ان ذرات کے جمع ہونے سے پھیپھڑوں میں مختلف بیماریاں جنم لیتی ہیں لیکن یہ بات بھی ضروری ہے کہ چھینکتے ہوئے احتیاط برتنی چاہیئے اور ہاتھ، بازو یا رومال سے منہ اور ناک کو ڈھانک لینا چاہیئے۔

چھینک کے عمل کو پرانی تہذیبوں نے بھی خوش آئند کہا ہے اور صحت کے مختلف علاج میں سے ایک علاج قرار دیا ہے۔ کبھی تو مصنوعی طور پر ناک میں گھاس کا تنکہ اور کبھی کوئی اور کھجلی دار چیز ڈالی جاتی تھی تا کہ چھینک آئے۔ اور اس کو فائدہ مند سمجھا جاتا تھا۔ قدیم یونانی تہذیب میں چھینک کو نیک شگون کے طور پر دیکھا جاتا تھا اور اس کو اپنے خداؤں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ یورپ میں Middle ages میں چھینک کو قریب المرگ مریضوں میں علاج کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ انگلستان کا بادشاہ King Charles II جب مرنے کے قریب ہوا تو اس کو چھینک دلانے والی ادویات کا استعمال کروایا گیا تا کہ زندگی بحال ہو سکے۔

مشرقی ایشیاء، چین، کوریا، جاپان، نیویارک، اٹلی، جرمنی اور دیگر کئی ممالک میں جب بھی چھینک آئے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ کوئی اچھے رنگ میں یاد کر رہا ہے اور Bless you کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث میں ایک اشارہ "ہر مسلمان" بلکہ ہر احمدی مسلمان دانشور اور ریسرچ سکالر کے لئے بھی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

"۔۔۔۔۔ہر مسلمان پر جس جس نے اسے سنا فرض ہے کہ اس کا جواب دے۔"

یہ حکم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے علاوہ ہمیں غور کرنے کی طرف بھی ترغیب دیتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں زیادہ تر مسلمان ممالک پستی کا شکار ہیں اس وجہ سے مختلف Air-borne diseases، ماحول کی آلودگی، گندگی اور احتیاطی تدابیر سے عدم توجہی کے باعث لامتناہی بیماریوں اور اموات سے بھرا پڑا ہے اور ناک، گلے، پھیپھڑوں کی بیماریاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔ اس لئے 'ہر مسلمان' سائنسدان کو اس طرف ریسرچ اور علاج کے نئے طریق معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کس طریق سے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ دفاعی نظام (Immune System) کو تقویت دی جا سکتی ہے تو ان گنت بیماریوں پر قابو پایا جا سکتا ہے اور یہ موذی مرض "Corona Pandemic" جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے اس سے جان چھڑائی جا سکتی ہے۔ اور اس کے علاوہ دیگر بیشمار بیماریوں کی وجوہات اور طریقہ علاج کا کھوج لگایا جا سکتا ہے۔"

(روزنامہ الفضل لندن (آن لائن ایڈیشن) ۲۷، جولائی ۲۰۲۰ء، صفحہ ۷)

بَاب ۱۲۸: إِذَا تَثَاءَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ

جب جمائی لے تو اپنے ہاتھ کو اپنے منہ پر رکھ لے

۶۲۲۶: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ ۶۲۲۶: عاصم بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللهَ كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ.

ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید مقبری سے، سعید نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی چھینکے اور اللہ کا شکر کرے تو ہر مسلمان پر جس نے اس کو سنا فرض ہے کہ اسے کہے: یَرْحَمُكَ اللهُ۔ یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اور جمائی جو ہے تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو جہاں تک ہو سکے اُس کو روکے کیونکہ تم میں سے کوئی جب جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔

اطرافہ: ۳۲۸۹، ۶۲۲۳۔

تشریح: إِذَا تَثَاءَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ: جب جمائی لے تو اپنے ہاتھ کو اپنے منہ پر رکھ لے۔

مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب (چیف ایگزیکٹو آفیسر / کارڈیالوجسٹ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ پاکستان، چیئرمین ہیومینیٹی فرسٹ پاکستان، سابق چیف کمانڈنٹ قومی و عسکری ادارہ برائے امراض قلب راولپنڈی پاکستان) تحریر فرماتے ہیں: ”جمائی ایک ایسا عمل ہے جس کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں انسان آہستہ آہستہ منہ کھول کر لمبا سانس اندر لیتا ہے۔ دوسرے حصے میں وہ بڑے خوفناک حد تک منہ کھولتا ہے جس سے اندرون منہ اور دانت صاف دکھائی دیتے ہیں۔ تیسرا حصہ جب وہ لمبا سانس باہر نکالتا ہے۔ ساتھ ساتھ ایک عجیب جانور جیسی آواز بھی نکالتا ہے۔ اکثر اسی عمل کے ساتھ گردن، بازوؤں اور جسم میں تناؤ پیدا کرتا ہے۔ یہ سارا عمل قریباً ۵ سیکنڈ کا ہوتا ہے۔ اگر یہی عمل جو ۵ سیکنڈ کے لئے ہوتا ہے Slow motion میں دیکھا جائے تو ہر دیکھنے والے کو یہ نظارہ ناپسندیدہ لگے گا اور لازماً ایک حد تک کراہت محسوس کرے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ ترین اخلاق کے مالک تھے انہوں نے انسانیت کو نہ صرف خدا تعالیٰ سے جوڑا بلکہ معاشرتی اقدار کو نہایت احسن رنگ میں ہمارے سامنے پیش کیا اور واضح طور پر روزمرہ کے اخلاق فاضلہ کا سبق سکھایا۔ جمائی کے بارہ میں ناپسندیدگی کا اظہار اپنے اندر نفسیاتی، اخلاقی اور طبی نقصانات رکھتا ہے۔

اس زمانہ میں خصوصاً جب دنیا سمٹ کر ایک Global village کا نقشہ پیش کرتی ہے اس لئے معاشرتی اور

اخلاقی اقدار ہماری زندگی کا اہم حصہ بن گئی ہیں۔ سکول کالج اور یونیورسٹیوں کا قیام، Meetings، سیمینارز، جلسہ اور دیگر تقریبات میں ہمارا باہمی تعلق آپس میں بہت بڑھ گیا ہے۔ یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ social skills اور social etiquettes کا بڑھ کر پاس رکھا جائے۔ کسی بھی میٹنگ یا social gathering میں جمائی لینا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ آس پاس کے لوگوں کا رجحان تبدیل ہو جاتا ہے۔ جمائی لینے والا اپنے عمل سے عدم دلچسپی، اکتاہٹ اور لاتعلقی کا اظہار کرتا ہے۔ وہ باتیں جو توجہ سے سننے والی ہوتی ہیں ان میں خلل واقع ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود، دیگر احباب اور منتظمین و مقررین کی توجہ بٹتی ہے۔ جمائی لینا یقیناً ایک ناپسندیدہ فعل ہے اور حسین معاشرہ نہیں کہا جا سکتا۔

جماعت احمدیہ جو اس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کو ساری دنیا میں پیش کرنا چاہتی ہے ان کو ان باتوں کا خصوصیت سے خیال رکھنا چاہیئے۔ ہمیں سب جماعتی تقریبات اور خصوصاً حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات میں ان بنیادی معاشرتی اخلاقی اقدار کا پاس رکھنا چاہیئے۔ اور ہمارے پیارے آقا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عمل کو ناپسندیدہ فرمایا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ یہ ایک معاشرتی خرابی ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں تاکید فرمائی کہ (وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ)

"۔۔۔۔۔۔ اور جو جمائی ہے تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ اسے جہاں تک ہو سکے روکے۔"

ان الفاظ میں بھی ایک گہرا پر حکمت راز مضمر ہے۔ یہ ایک فطرتی عمل ہے اور تحقیق کئی پہلوؤں سے yawning کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ صرف تھکاوٹ اور اکتاہٹ کا نتیجہ نہیں بلکہ موجودہ ریسرچ بتاتی ہے کہ جمائی oxygen اور carbon dioxide کے توازن کو قائم کرتی ہے۔ یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ جمائی خون کو دماغ تک پہنچانے میں مدد دیتی ہے اور دماغ کو ٹھنڈا (alert) کرتی ہے۔ غور کریں کہ جمائی کا لینا کسی کے بس میں نہیں ہے اور ہر انسان باوجود کوشش کے اس کو روک نہیں سکتا۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ عادت بنائے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے منہ کو بند رکھے، ہاتھ یا بازو کو منہ کے سامنے رکھے، منحوس آواز نہ نکالے اور اپنے جسم کو مختوں کی طرح بدنما انگڑائی نہ دے۔ جمائی کا یہ سارا منظر نہایت بدنما اور ناپسندیدہ ہے اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا:

"اور جب جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔"

ایک اور معاشرتی خرابی بھی جمائی لینے سے جنم لیتی ہے۔ ماہر نفسیات کے مشاہدہ میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جمائی contagious ہے۔ اور آس پاس کے احباب بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور وہ بھی جمائی لینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح ساری محفل کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ اور مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ یہ بات ماہر نفسیات کے تجربہ میں آئی ہے کہ جن گھروں میں کتے اور بلّیاں گھر کے افراد کو جمائی لیتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ بھی جمائی لینی شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ نہایت مضحکہ خیز منظر دکھائی دیتا ہے اور لفظ بہ لفظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "تو شیطان اس پر ہنستا ہے" پورا اُترتا ہے۔

جمائی لینے سے انسان بیماریوں کو بھی لوگوں میں پھیلاتا ہے۔ اس لئے ایک وجہ Air-borne diseases کی جمائی لینا بھی ہے۔ اور آجکل جب Covid-19 کی بیماری عروج پر ہے اس لئے جمائی کو روکنے کے لئے جو احتیاطی تدابیر کا ذکر ہے اس پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔

جمائی لینے والا ایک قبیح فعل کا اس وقت مظاہرہ کرتا ہے جب سب کے سامنے اپنا منہ کھول کر اپنا اندرون ظاہر کرتا ہے اور عفونت پھیلاتا ہے۔ یہ حرکت ساتھ بیٹھنے والوں کے لئے نفرت انگیز مناظر پیش کرتی ہے۔ Marriage counsellors نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں متواتر جمائی لینا دوری پیدا کر دیتی ہے اور مغربی معاشرہ میں بعض اوقات طلاق پر نوبت آجاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ مصر کا مشہور فرعون Ramesses II (جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت فرعون تھا) Excessive yawning کیا کرتا تھا جو کہ شدید دانتوں اور کمر کی تکلیف کی وجہ سے تھی۔ اس کی بیوی (جس نیک عورت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پالا) مذہبی اختلاف کے علاوہ اس کے منہ کی شدید عفونت کی وجہ سے علیحدہ رہتی تھی۔ مورخین کہتے ہیں کہ جس شاہی محل کے کمرے میں وہ جمائی لیتا تھا وہ کمرہ Putrid smell کی وجہ سے بیٹھنے کے قابل نہیں ہوتا تھا۔ یقیناً انسان کا حسن اس کا چہرہ اور منہ ہے اس پر مسکراہٹ اور خندہ پیشانی اس حسن کو دوبالا کر دیتی ہے۔ شائد اسی لئے منہ کھول کر بلند آواز سے قہقہہ لگانے کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا: "اور جب جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے" اس میں بھی ایک گہرا راز پوشیدہ ہے۔ "شیطان" لفظ کا اشارہ ذہنی، معاشرتی، جسمانی، روحانی اور طبی بیماریوں کے مجموعہ کی طرف ہے۔

شیطان جس کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "شیطان ہر انسان کے خون میں دوڑتا ہے" یعنی یہ بیماریوں کا مجموعہ (شیطان) یا تو انسان کے اندر سے پیدا ہوتا ہے یا باہر کے ماحول کے اثرات سے پیدا ہوتا ہے۔ طبی ماہرین نے حالیہ ریسرچ سے حتمی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ Excessive yawning متعدد بیماریوں کا یا تو پیش خیمہ ہے یا ان کا حصہ ہے۔ ان میں بعض مندرجہ ذیل ہیں:

ذہنی بیماریاں:

Sleep disorder, Depression, Anxiety, Stress, Autism, Schizophrenia

دماغی بیماریاں: Brain tumor, Stroke, Epilepsy

جسمانی بیماریاں:

Heart attack, Hypoglycaemia, Liver failure, Obstructive Sleep Apnoea

نشہ آور اشیاء: Drug Abuse

یہ چند ایک "شیطان" ہیں جو انسان پر حملہ کرتے ہیں اور وہ بدنصیب اس کے زیر اثر آجاتے ہیں۔

اس ضمن میں اس حدیث پر غور کرنے سے یہ بھی حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ ”جب جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے“ اور شیطان (یعنی بیماریاں) دور حاضر کے ایسے انسان کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے: ”اے بدبخت انسان تُو تو ایسا احمق ہے کہ باوجود دنیاوی ترقیات، مختلف دنیاوی علوم میں مہارت حاصل کرنے کے اور اپنی ذات پر فخر کرنے کے تیرے عمل کتنے مضحکہ خیز ہیں کہ ہنسی آتی ہے اور بظاہر چھوٹے سے چھوٹے انسانی عمل (یعنی جمائی) کو نہ سمجھنے میں میرا (یعنی شیطان کا) شکار ہو جاتا ہے۔“

پس ہمارے اطباء، ریسرچ سکالرز اور مربیان کے لئے بھی ایک توجہ طلب بات ہے کہ ”احمدیو! اس زمانہ میں جہاں تم روحانی میدان میں اللہ تعالیٰ سے اپنا رابطہ جوڑو وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی روشنی میں دُنیاوی میدان کے بھی رہبر بنو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے خود ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر غور کرو اور عمل کرو اور پھر ساری دنیا کو اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک حسین اسلامی معاشرہ کی تشکیل کرو۔“

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۹ - کِتَابُ الِاسْتِئْذَانِ

اِسْتِئْذَان اذن سے باب اِسْتِفْعَال ہے جس کے معنی اجازت لینے کے ہیں۔ کتاب الادب کے تسلسل میں اب ان آداب معاشرہ کا ذکر شروع ہو رہا ہے جن کا تعلق نجی زندگی اور پرائیویسی سے ہے جسے ممنوعہ علاقہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس کا دائرہ نجی، شخصی اور خاندانی زندگی سے شروع ہو کر دفتری حدود، دوسروں کی ملکیتی اور مخصوص حدود کے اندر کسی غیر کی مداخلت کو اجازت سے مشروط کیا گیا ہے اور ہر انسان کو اس کے دائرہ میں یہ حق دیا گیا ہے کہ اس کی حدود میں اس کی مرضی اور اجازت کے بغیر کوئی مداخلت نہ کرے مگر اس کی مختلف شرطیں اور صورتیں ہو سکتی ہیں جن کا فیصلہ موقع و محل کے مطابق کیا جائے گا۔ قرآن کریم نے حدود کے قریب جانے سے منع فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چراگاہ کی مثال دے کر واضح فرمایا کہ دوسرے کی چراگاہ یا کھیت کے قریب اپنے جانور نہ چراؤ ورنہ کوئی جانور حد سے تجاوز کر کے تمہارے اور دوسرے کے لئے نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ ان حدود میں اسلامی پردے کی تعلیم اور نامحرموں کے اختلاط سے منع کرنا اور غض بصر کا حکم بھی بہت اہم ہے۔

بَاب بَدْءُ السَّلَامِ

پہلے سلام کہنا

۶۲۲۷: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهُ[1] قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَئِكَ نَفَرٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٍ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ

۶۲۲۷: یحییٰ بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ عبدالرزاق نے معمر سے، معمر نے ہمام سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اُس کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ جب اللہ اُن کو پیدا کر چکا تو فرمایا: جاؤ اُن چند فرشتوں پر جو بیٹھے ہیں سلام کہو اور جو وہ تمہیں جواب دیں اس کو غور سے سنو۔ کیونکہ وہ تمہارا اور تمہاری

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ "اللہ" بھی ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ فَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللهِ فَكُلُّ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الْآنَ.

ذریت کا جواب ہو گا۔ آدم نے کہا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ تو انہوں نے کہا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ۔ تو انہوں نے اس (کے سلام) پر وَرَحْمَةُ اللهِ بڑھایا۔ اب جو بھی جنت میں داخل ہو گا وہ آدم ہی کی صورت پر داخل ہو گا۔ اس کے بعد اس وقت تک بناوٹ کم ہوتی گئی ہے۔

طرفہ: ۳۳۲۶۔

تشریح: بَابُ بَدْءِ السَّلَامِ: پہلے سلام کہنا۔ زیر باب حدیث سے ظاہر ہے کہ آدم کی تخلیق کے بعد پہلا حکم اسے سلام کرنے کا دیا گیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آدم کی تخلیق سلامتی اور امن کا پیغام لے کر آئی نہ کہ فتنہ و فساد کا۔ آدم نے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا اور جواباً فرشتوں نے السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ کہا۔ اس سے یہ پیغام دیا گیا ہے کہ سلامتی کی طرف ایک قدم اُٹھانے والے کی طرف دو قدم آگے بڑھ کر اس کے سلامتی کے پیغام کا جواب دینا چاہیئے۔ ایسا کرنے والے فرشتہ صفت ہوں گے اور سلامتی کے پیغام پر انکار اور تکبر کرنے والے شیطان کہلائیں گے۔

خَلَقَ اللهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا: یعنی اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اُس کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”امام ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ یہ ایسی مشکل بات ہے جو ابھی تک انہیں حل نہیں ہوئی۔ کیونکہ ثمود وغیرہ اقوام قدیمہ سے متعلق جو آثار اکتشافات کے ذریعہ معلوم ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ ان کی رہائش گاہیں اونچائی وغیرہ میں حسب معمول ہیں جن سے ان کے قد و قامت کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۴۴۳)“

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۱، جلد ۶ صفحہ ۱۷۲)

علامہ کرمانیؒ لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کے نزدیک اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ فرمانا ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ○ (التین: ۵، ۶)[1] ایک خیال یہ ہے کہ ہم نے انسان کو نکتۂ معراج تک پہنچایا اور انسانیت کا نکتۂ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے اور وہی سب سے پہلے پیدا کیا گیا جیسا کہ

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ارتقائی حالت میں پیدا کیا۔ پھر ہم نے اُسے نچلے درجے کی طرف لَوٹنے والوں میں سب سے نیچے لَوٹا دیا۔“

(الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری، جزء ۲۲ صفحہ ۷۳)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي۔[1] کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔ پس اس نکتۂ معراج تک تو پھر کوئی نہ گیا بلکہ حسب مراتب تنزل اور ادبار ہوتا گیا۔ ایک معنی یہ بھی کئے گئے ہیں کہ اس سے مراد انسانی پیدائش کے وہ مراحل ہیں جن سے ارتقائی منازل طے کرتے کرتے بالآخر انسان اس انسانی شکل و صورت کو پہنچا جو آدم اور بنی آدم کی دنیا میں جاری ہوئی۔ اس سے پہلے کے مراحل کو ساٹھ ہاتھ یعنی ایک بہت لمبے زمانہ سے تعبیر کیا گیا ہے جسے سائنسدان لاکھوں بلکہ کروڑوں برس پر محیط قرار دیتے ہیں۔

بَاب ۲: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے وہ جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں مت جاؤ جب تک کہ تم ان کی پسندیدگی کو معلوم نہ کر لو اور تم گھر والوں کو سلامتی کی دعا دو۔ اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اُمید ہے کہ تم یاد رکھو گے

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ○ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ○ (النور: ۲۸-۳۰)

اور اگر تم اُن میں کوئی نہ پاؤ تو اُن میں داخل مت ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے۔ اور اگر تمہیں کہا جائے واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ یہی تمہارے لئے زیادہ مناسب ہے۔ اور اللہ جو تم کرتے ہو اُسے خوب جانتا ہے۔ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اُن گھروں میں جو غیر آباد ہیں داخل ہو جاؤ، جن میں تمہارا سامان ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ إِنَّ نِسَاءَ الْعَجَمِ يَكْشِفْنَ صُدُورَهُنَّ وَرُءُوسَهُنَّ قَالَ اصْرِفْ بَصَرَكَ عَنْهُنَّ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

اور سعید بن ابی الحسن نے حسن (بصری) سے کہا کہ عجم کی عورتیں اپنے سینوں اور سروں کو کھولے رکھتی ہیں۔ انہوں نے کہا: تم اپنی نگاہ کو اُن سے پھیر لیا کرو۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: یعنی مؤمنوں

[1] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ، کِتَابُ الْإِیمَانِ، بَابُ الْإِیمَانِ بِالْقَدَرِ)

يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ (النور:۳۱) قَالَ قَتَادَةُ عَمَّا لَا يَحِلُّ لَهُمْ: وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ (النور:۳۲) خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ (المؤمن:۲۰) مِنَ النَّظَرِ إِلَى مَا نُهِيَ عَنْهُ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي النَّظَرِ إِلَى الَّتِي لَمْ تَحِضْ مِنَ النِّسَاءِ لَا يَصْلُحُ النَّظَرُ إِلَى شَيْءٍ مِّنْهُنَّ مِمَّنْ يُشْتَهَى النَّظَرُ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ صَغِيرَةً. وَكَرِهَ عَطَاءٌ النَّظَرَ إِلَى الْجَوَارِي الَّتِي يُبَعْنَ بِمَكَّةَ إِلَّا أَنْ يُّرِيدَ أَنْ يَّشْتَرِيَ.

سے کہو کہ وہ اپنی آنکھیں خوابیدہ رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو بچائیں۔ اور قتادہ نے کہا: یعنی ان سے جو اُن کے لئے حلال نہیں۔ اور مؤمن عورتوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو بچائیں۔ وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جن سے منع کیا گیا ہے ان کو دیکھنا۔ اور زُہری نے اس عورت کو دیکھنے کے متعلق کہا جس کو ابھی حیض نہ آیا ہو۔ ان عورتوں کو دیکھنا قطعاً درست نہیں کہ جن کے دیکھنے کو دل چاہتا ہو خواہ وہ چھوٹی کیوں نہ ہوں۔ اور عطاء نے ان لونڈیوں کو دیکھنا ناپسند کیا ہے جو مکہ میں بِکا کرتی تھیں سوائے اس کے کہ وہ خریدنا چاہے۔

۶۲۲۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرْدَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلَى عَجُزِ رَاحِلَتِهِ وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلًا وَضِيئًا فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ يُفْتِيهِمْ وَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ وَضِيئَةٌ تَسْتَفْتِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ

۶۲۲۸: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی، کہا: سلیمان بن یسار نے مجھے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن فضل بن عباسؓ کو اپنے پیچھے اُونٹنی کی پشت پر سوار کر لیا اور فضلؓ خوبصورت شخص تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لئے ٹھہر گئے کہ اُن کے سوالوں کا جواب دیں۔ اور خثعم (قبیلہ) کی ایک خوبصورت عورت سامنے سے آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھے۔ فضلؓ اس کو دیکھنے لگے اور ان کو اس کا حسن پسند آیا۔ نبی ﷺ

يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا فَأَخْلَفَ بِيَدِهِ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

أطرافه: ١٥١٣، ١٨٥٤، ١٨٥٥، ٤٣٩٩۔

نے مڑ کر جو دیکھا تو فضلؓ اس کو دیکھ رہے تھے۔ تو آپؐ نے اپنا ہاتھ پیچھے کر کے فضلؓ کی ٹھوڑی کو پکڑا اور اس کے منہ کو پھیر دیا تا کہ اسے نہ دیکھے۔ وہ کہنے لگی: یا رسول اللہ! اللہ کا فرض حج کے متعلق اپنے بندوں پر ایسے وقت مقرر ہوا کہ میرا باپ اتنا بوڑھا تھا کہ اونٹنی پر سیدھا نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ تو کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں تو یہ اس کے حج کو ادا کر دے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

٦٢٢٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا فَقَالَ إِذْ أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ.

طرفه: ٢٤٦٥۔

۶۲۲۹: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعامر نے ہمیں بتایا۔ زُہیر (بن محمد) نے ہم سے بیان کیا۔ زہیر نے زید بن اسلم سے، زید نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے اپنے آپ کو بچاتے رہو۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہمیں تو اپنی مجلسوں سے کوئی چارہ نہیں۔ ہم ان میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم نے بیٹھنا ہی ہے تو راستے کو اس کا حق دو۔ انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! راستے کا حق کیا ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا اور تکلیف دہ چیز کو ہٹانا اور سلام کا جواب دینا اور بھلی بات کا حکم دینا اور بُری بات سے روکنا۔

تشریح: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ: یعنی اے وہ جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں مت جاؤ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قرآن کریم کا طریق ہے کہ وہ اصلاح خلق کیلئے ایسی ہدایات دیتا ہے جو بدی کی جڑ کو کاٹنے والی ہوتی ہیں۔ چونکہ بعض لوگ بد ظنی کی طرف بہت جلد مائل ہو جاتے ہیں اس لئے اُس نے حکم دے دیا کہ اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں بغیر اجازت اور بغیر گھر والوں کو سلام کرنے کے داخل نہ ہوا کرو تا کہ کوئی شخص تم پر چوری یا بدکاری کی بد ظنی نہ کرے۔ اگر تم اجازت لے لوگے یا سلام کہہ لوگے تو پھر ہر ایک شخص کو پتہ لگ جائیگا کہ گھر کے تمام مردوں اور عورتوں کو تمہارے اندر داخل ہونے کا علم ہے اور اس صورت میں نہ تم پر کوئی چوری کا الزام لگا سکے گا اور نہ بدکاری کا۔ اور اگر یہ سوال ہو کہ گھر میں کوئی ہو ہی نہ تو پھر کیا کیا جائے؟ تو اِس کا جواب یہ دیا کہ اس صورت میں گھر میں داخل ہی نہ ہو جب تک کہ تمہیں اجازت نہ دی جائے۔ یعنی اُس وقت تک انتظار کرو جب تک کہ خاندان کے مرد وزن واپس نہ آجائیں تا کہ تم پر چوری کا الزام نہ لگ سکے۔ اور گھر کے افراد کے واپس آنے کے بعد اگر اجازت مل گئی تو تم بدکاری کے الزام سے بھی محفوظ ہو جاؤ گے۔ پھر سوال ہو سکتا تھا کہ اگر گھر کے افراد تو موجود ہوں مگر وہ اجازت نہ دیں تو پھر کیا کریں؟ اِس کا جواب یہ دیا کہ گھر والے اپنے گھر کے مالک ہیں، اگر وہ اجازت نہ دیں تو اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ....

یہ آیات جو تمدنی زندگی سے تعلق رکھنے والے بعض نہایت ہی لطیف احکام پر مشتمل ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت دی ہے کہ کسی دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت حاصل کر لیا کرو۔ استیناس کے معنے... اس بات کا علم حاصل کرنے کی کوشش کے ہیں کہ آیا گھر والے ملاقات کرنا پسند کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ (بحر محیط) اسی طرح اس کے ایک معنے اجازت حاصل کرنے کے بھی ہیں چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے یہی معنے مروی ہیں اور انہوں نے تَسْتَاْنِسُوْا کے معنے تَسْتَاْذِنُوْا یعنی اجازت مانگنے کے ہی کئے ہیں۔ (بحر محیط) اگر اس قرآنی ہدایت پر

عمل کیا جائے تو دنیا کے بہت سے فسادات اور جھگڑے مٹ جائیں۔ بعض لوگ بڑی سادگی سے کہہ دیا کرتے ہیں کہ یونہی ہماری نظر پڑ گئی تھی اور اس بنا پر وہ دوسرے پر اتہام لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کے ذریعہ اس قسم کی خرابیوں کو بھی دور کر دیا۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ النور، زیر آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا، جلد ۶ صفحہ ۲۹۲، ۲۹۳)

بَاب ۳: السَّلَامُ اسْمٌ مِّنْ أَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى

السلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے

وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا (النساء: ۸۷)

(اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) اور جب تمہیں کوئی دعا دی جائے تو تم اُس سے اچھی دعا دو یا (کم سے کم) اُسی کو لوٹا دو۔

۶۲۳۰: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ السَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ

۶۲۳۰: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا کہ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ اعمش نے کہا کہ شقیق نے مجھے بتایا۔ شقیق نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: ہماری عادت تھی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم یوں کہتے: اللہ پر سلامتی ہو پیشتر اس کے کہ اس کے بندوں پر سلامتی ہو، جبریل پر سلامتی ہو اور میکائیل پر سلامتی ہو اور فلاں اور فلاں پر سلامتی ہو۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اللہ ہی تو سلامتی ہے اس لئے جب کوئی تم میں سے نماز میں بیٹھے تو یوں کہے: تمام تحفے اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور تمام عبادتیں

عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرْ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَاءَ.

اور مالی قربانیاں۔ اے نبی تجھ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ ہم پر سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ کیونکہ جب وہ یوں کہے گا تو ہر نیک بندے کو جو آسمان اور زمین میں ہے یہ دعا پہنچے گی۔ پھر یہ کہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر اس کے بعد بہتر سے بہتر دعا جو مانگنا چاہے مانگے۔

أطرافه: ۸۳۱، ۸۳۵، ۱۲۰۲، ۶۲۶۵، ۶۳۲۸، ۷۳۸۱۔

تشریح: السَّلَامُ اسْمٌ مِّنْ أَسْمَاءِ اللهِ تَعَالٰی: السَّلَامُ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ہمارا خدا السَّلَام ہے ہمارا مذہب السَّلَام ہے ہمارا ملنے جلنے کا شعار السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ہے اور اس میں جان پہچان اور اپنے وغیر کی بھی کوئی تقسیم نہیں بلکہ ہر ایک کو السَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہنے کا حکم ہے۔ اور نہ صرف زندہ انسانوں کے تعلق میں یہ ہمارا شعار ہے بلکہ قبرستان میں داخل ہوتے ہوئے بھی ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کہو: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْر۔[1] گفتگو کا آغاز کرنے سے پہلے بھی یہ حکم ہے: السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَام۔[2] سلامتی اور امن کا یہ جھنڈا دنیا کے کسی مذہب کسی شریعت اور کسی اخلاقی تعلیم میں موجود نہیں۔ اس کے باوجود آج کی "تہذیب" کے پروردہ امن اور سلامتی کے اس مذہب کو دہشت گردی اور ظلم وستم کا نام دیتے ہیں۔ "جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے نام "السَّلَامُ" کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا ایک نام اَلسَّلَام ہے۔ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے اس لفظ سَلَام کو مختلف پیرایوں میں استعمال فرمایا ہے۔ اپنی صفت کے حوالے سے بھی بیان فرمایا ہے اور مومنوں کو اس صفت کو اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بھی فرمایا ہے۔

اس کے معانی مختلف مفسرین اور اہل لغت نے کئے ہیں۔ تفسیر الطبری میں

---

[1] (سنن الترمذی، ابواب الجنائز، باب مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ الْمَقَابِر)

[2] (سنن الترمذی، ابواب الأستئذان، باب مَا جَاءَ فِي السَّلَامِ قَبْلَ الْكَلَام)

علامہ ابو جعفر محمد کہتے ہیں کہ اَلسَّلَام وہ ذات ہے جس کی مخلوق اس کے ظلم سے محفوظ رہے۔

پھر ابوالحسن الترمذی کے نزدیک اَلسَّلَام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اَلسَّلَام اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ہر نقص، عیب اور فنا سے سلامت ہے۔ جبکہ بعض دوسرے علماء کے نزدیک وجہ تسمیہ یہ ہے یعنی اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان آفتوں سے سلامت ہے جو دوسروں کو تغیر اور فنا وغیرہ کی پہنچتی رہتی ہیں۔ نیز یہ کہ وہ ایسا باقی رہنے والا دائمی وجود ہے کہ تمام مخلوقات فنا ہو جائیں گی مگر اس پر فنا نہیں۔ وہ ہر ایک چیز پر دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔

پھر تفسیر رُوح البیان میں لکھا ہے اَلسَّلَام ہر قسم کی آفت اور نقص سے محفوظ ہے، تمام تر نقائص سے پاک ہونے کی وجہ سے اور سلامتی عطا کرنے میں بڑھا ہوا ہونے کی وجہ سے اُسے اَلسَّلَام کہا گیا ہے۔ اور اَنْتَ السَّلَام حدیث میں آتا ہے۔[1] نماز کے بعد جو دعا پڑھتے ہیں اس میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تُو وہ ذات ہے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہے اور ہر قسم کے نقص اور کمی سے مبرّا ہے۔ اور حدیث میں جو یہ ہے کہ مِنْكَ السَّلَام تو اس سے مراد یہ ہے کہ تُو وہ ذات ہے جو ایک بے کس شخص کو ناپسندیدہ اور تکلیف دِہ امور سے محفوظ کرتی ہے اور دونوں جہانوں کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے چھٹکارا دلاتی ہے اور تُو وہ ذات ہے جو ایمان لانے والوں کے گناہوں اور عیوب کی پردہ پوشی کرتی ہے جس کی وجہ سے وہ قیامت والے دن کی رسوائی سے سلامتی میں ہوں گے۔ یہ لکھتے ہیں کہ مِنْكَ السَّلَام کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جنت میں مومنوں پر سلامتی کا تحفہ عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ○ (یٰس:۵۹) یعنی ان کو سلام کہا جائے گا جو بار بار کرم کرنے والے ربّ کی طرف سے ان کے لئے پیغام ہو گا۔ تو اِس لفظ سَلَام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مکمل حفاظت کا پیغام اور وعدہ دے دیا ہے، اُس خدا کی طرف سے جو رحم کرنے والا خدا ہے اور بار بار رحم کرنے

---

[1] (سنن الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ما یقول اذا سلم من الصلاۃ، حدیث:۳۰۰)

والا خدا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی آیت ہے لیکن ایک عظیم پیغام اپنے اندر رکھتی ہے کہ اس سلامتی کے تحفے کو حاصل کرنے کے لئے، اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مورد بننے کے لئے اور اگلے جہان میں بھی اس سے فیض پانے کے لئے تم بھی اپنے اندر، آپس میں، یہ روح پیدا کرو۔ آپس کے تعلقات میں یہ روح پیدا کرو۔ ایک دوسرے کو سلامتی بھیجو تو یہ تحفہ تمہیں ملتا رہے گا۔ پھر اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ آپس کی سلامتی کے تحفے سے جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے جنت میں جگہ پاؤ گے وہاں اس دنیا میں بھی سلامتی کی وجہ سے اپنے روح و دماغ کو بھی امن میں رکھو گے اور تمہارے لئے، اپنی ذات کے لئے بھی اور اپنے ماحول کے لئے بھی مکمل خوشی پہنچانے والی چیز ہو گی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کا بھی یہ ایک عظیم راستہ ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک سَلَام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں رکھا ہے اس لئے تم آپس میں سَلَام کو پھیلاؤ۔[1]

پس یہ سلام کو پھیلانا، آپس کی محبت پیدا کرنے کا اور معاشرے میں امن قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس لئے بے شمار مواقع پر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس کے محبت و پیار کو قائم کرنے کے لئے سَلَام کو رواج دینے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس خدا کا سَلَام حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے معاشرے میں بھی حقیقی سلامتی پھیلانے والے بنیں گے تو تبھی اس کو حاصل کرنے والے ہو سکیں گے...

پس اللہ تعالیٰ کی سلامتی حاصل کرنے کے لئے، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی راستہ بتایا ہے کہ سلام کو رواج دو۔ اس سے آپس میں دلوں کی کدورتیں بھی دور ہوں گی، محبت بھی بڑھے گی، عفو اور درگزر کی عادت بھی پیدا ہو گی اور پھر اس سے معاشرے میں ایک پیار اور محبت کی فضا پیدا ہو جائے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کے

---

[1] (الادب المفرد للامام البخاری رحمہ اللہ، باب السلام من اسماء اللہ عز وجل، حدیث نمبر ۱۰۱۹)

حکموں میں سے ایک بڑا اہم حکم ہے جس سے حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ پیدا ہو جائے گی۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱، مئی ۲۰۰۷، جلد ۵ صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵)

بَاب ٤ : تَسْلِيمُ الْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ

تھوڑوں کا بہتوں کو سلام کرنا

٦٢٣١ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ.

۶۲۳۱: محمد بن مقاتل ابوالحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا کہ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ہمام بن منبہ سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے بہتوں کو سلام کریں۔

أطرافه: ٦٢٣٢، ٦٢٣٣، ٦٢٣٤۔

بَاب ٥ : يُسَلِّمُ[1] الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي

سوار کا پیدل کو سلام کرنا

٦٢٣٢ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّهُ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلَى ابْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ.

۶۲۳۲: محمد بن سلام نے مجھ سے بیان کیا کہ مخلد (بن یزید) نے ہمیں بتایا کہ ابن جریج نے ہمیں خبر دی۔ ابن جریج نے کہا: مجھے زیاد (بن سعد) نے بتایا کہ انہوں نے ثابت سے سنا جو کہ (عبدالرحمٰن) بن زید کے غلام تھے۔ ثابت نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار پیدل کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے بہتوں کو سلام کریں۔

أطرافه: ٦٢٣١، ٦٢٣٣، ٦٢٣٤۔

[1] عمدۃ القاری میں اس جگہ "تَسْلِيمُ الرَّاكِبِ" ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۲ صفحہ ۲۳۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بَاب ٦: يُسَلِّمُ[1] الْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ

چلنے والے کا بیٹھے ہوئے کو سلام کرنا

٦٢٣٣: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا أَخْبَرَهُ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ.

أطرافه: ٦٢٣١، ٦٢٣٢، ٦٢٣٤۔

۶۲۳۳: اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ روح بن عبادہ نے ہمیں بتایا کہ ابن جریج نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: مجھے زیاد نے بتایا کہ ثابت نے ان کو خبر دی جو کہ عبدالرحمٰن بن زید کے غلام تھے۔ ثابت نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے بہتوں کو۔

بَاب ٧: يُسَلِّمُ[2] الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ

چھوٹے کا بڑے کو سلام کرنا

٦٢٣٤: وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ.

أطرافه: ٦٢٣١، ٦٢٣٢، ٦٢٣٣۔

۶۲۳۴: اور ابراہیم بن طہمان نے کہا: ابراہیم نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے صفوان بن سلیم سے، صفوان نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے بہتوں کو۔

---

[1] عمدۃ القاری میں اس جگہ "تَسْلِيمُ الْمَاشِي" ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۲ صفحہ ۲۳۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

[2] عمدۃ القاری میں اس جگہ "تَسْلِيمُ الصَّغِيرِ" ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۲ صفحہ ۲۳۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بَاب ۸: إِفْشَاءُ السَّلَامِ

السلام علیکم کو رواج دینا

٦٢٣٥: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِيفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُومِ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَى عَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ وَنَهَى عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ رُكُوبِ الْمَيَاثِرِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ.

۶۲۳۵: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شیبانی سے، شیبانی نے اشعث بن ابی شعثاء سے، اشعث نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے، معاویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں یعنی بیمار پرسی کرنے، جنازوں کے ساتھ جانے، چھینک مارنے والے کو جواب دینے اور کمزور کی یاوری کرنے اور مظلوم کی مدد کرنے اور عام طور پر سلام کرنے اور قسم دے کر مانگنے والے کی قسم پورا کرنے کا حکم دیا اور آپؐ نے ہمیں چاندی کے برتن میں پینے، سونے کی انگوٹھی پہننے اور ریشمی لال زین پوشوں پر سوار ہونے اور حریر اور دیباج اور قسی اور استبرق کے پہننے سے منع فرمایا۔

أطرافه: ١٢٣٩، ٢٤٤٥، ٥١٧٥، ٥٦٣٥، ٥٦٥٠، ٥٨٣٨، ٥٨٤٩، ٥٨٦٣، ٦٢٢٢، ٦٦٥٤۔

تشریح: إِفْشَاءُ السَّلَامِ: السلام علیکم کو رواج دینا۔ باب نمبر ۴ سے ۸ تک السَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہنے کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ آج کے مہذب معاشروں میں کسی کو مخاطب کرنے سے پہلے Excuse Me یا Hello وغیرہ کے بے معنی کلمات سے بات شروع کی جاتی ہے یا اس کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے مگر اسلام بے معنی اور خشک کلمات کی جگہ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہنے کا حکم دیتا ہے جو دعا کی دعا ہے اور مخاطب کو اپنی طرف سے یہ ضمانت بھی دی جاتی ہے کہ میری طرف سے تم بے فکر رہو، میں تمہارے لئے کوئی خطرہ یا خوف بن کر نہیں آیا بلکہ امن اور سلامتی کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ اسلامی تعلیم کا یہ ایک حصہ ہی دنیا کے تمام معاشروں کو امن کا گہوارہ بنا سکتا ہے اگر أَفْشُوا السَّلَامَ کے مطابق سلام کو عام کیا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"مختلف معاشروں کے ایک دوسرے سے ملتے وقت مختلف حرکات کے ذریعے سے اظہار کے مختلف طریقے ہیں۔ کوئی سر جھکا کر اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے، کوئی رکوع کی پوزیشن میں جا کے اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے، کوئی دونوں ہاتھ جوڑ کر اپنے چہرے تک لے جا کر ملنے کی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ پھر حال احوال پوچھ کے لوگ مصافحہ بھی کرتے ہیں لیکن اسلام نے جو ہمیں طریق سکھایا ہے، جو مومنین کی جماعت کو، اسلامی معاشرے کے ہر فرد کو اپنے اندر رائج کرنا چاہیئے وہ ہے کہ سلام کرو، یعنی ایک دوسرے پر سلامتی کی دعا بھیجو اور پھر یہ بھی تفصیل سے بتایا کہ سلامتی کی دعا کس طرح بھیجو اور پھر دوسرا بھی جس کو سلام کیا جائے، اسی طرح کم از کم انہیں الفاظ میں جواب دے بلکہ اگر بہتر الفاظ میں گنجائش ہو جواب دینے کی تو بہتر جواب دے۔ اس طرح جب تم ایک دوسرے کو سلام بھیجو گے تو ایک دوسرے کے لئے کیونکہ نیک جذبات سے دعا کر رہے ہو گے اس لئے محبت اور پیار کی فضا بھی تمہارے اندر پیدا ہو گی۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳، ستمبر ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۶۲۵)

نیز فرمایا:

"ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم صاحب ایمان اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک باہم محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایک ایسا فعل نہ بتاؤں جو تم بجالاؤ تو باہم محبت کرنے لگو۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ یعنی آپس میں سلام کہنے کو رواج دو۔[1]...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محبت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ سلام کو رواج دو اور سلام کو رواج دینے کا یہ مطلب ہے کہ جب منہ سے سلام کہو تو اس وقت تمہارے دل سے بھی تمہارے بھائی کے لئے دعائے خیر نکل رہی ہو...

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر یہ بھی بتایا کہ ایک دوسرے پر

---

[1] (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المومنون...)

سلامتی بھیجنے کے موقعے کس طرح پیدا کرنے ہیں۔ اور پھر کس طریق سے سلام کرنا ہے کہ زیادہ سے زیادہ محبت بڑھے۔ ایک روایت میں آتا ہے حضرت عمران بن حُصَیْن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اُس نے السلام علیکم کہا۔ آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کو دس گنا ثواب ملا ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ حضورؐ نے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپؐ نے فرمایا: اس کو بیس گنا ثواب ملا ہے۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ آپؐ نے انہی الفاظ میں اس کو جواب دیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپؐ نے فرمایا: اس شخص کو تیس گنا ثواب ملا ہے۔"[1]

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳، ستمبر ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۶۳۰ تا ۶۳۲)

نیز فرمایا:

"سلام کو پھیلانے سے آپس کے محبت کے تعلقات ہوں گے اور یہ محبت کے تعلقات ایک جماعتی قوت پیدا کریں گے اور یہ جماعتی قوت اور مضبوطی ہی ہے جس سے پھر غلبہ کے سامان پیدا ہوں گے۔ ورنہ اگر آپس کی پھوٹ رہی، سلامتی نہ رہی، اس کے پھیلانے کی کوشش نہ کی تو ایک طرف تو آپس کی، ایک جماعت کی طاقت جاتی رہے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ (الانفال: ۴۷) یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہا کرو، آپس میں اختلاف نہ کیا کرو۔ ایسا کرو گے تو دل چھوڑ بیٹھو گے اور تمہاری طاقت جاتی رہے گی۔ اور صبر کرتے رہو، اللہ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵، مئی ۲۰۰۷، جلد ۵ صفحہ ۲۱۸)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ النور کی آیت نمبر ۶۲ کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً یعنی جب تم گھروں میں داخل ہو تو پہلے اپنے آپ کو سلام کر لیا کرو یعنی اپنے اُن

[1] (سنن الترمذی، ابواب الاستئذان، باب ما ذکر فی فضل السلام)

رشتہ داروں اور دوستوں کو سلام کہو جو اُن مکانوں میں رہتے ہیں اور یاد رکھو کہ یہ سلام تمہارے منہ کا سلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا تحفہ ہے یعنی سلام کا لفظ بظاہر تو معمولی معلوم ہوتا ہے لیکن ہے بڑے عظیم الشان نتائج پیدا کرنے والا کیونکہ سلام کے لفظ کے پیچھے خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی کا وعدہ ہے۔ پس جب تم کسی بھائی کو سلام کہتے ہو تو تم نہیں کہتے بلکہ خدا تعالیٰ کی دُعا اُسے پہنچاتے ہو۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں لوگ عموماً اپنے گھروں میں داخل ہوتے وقت السلام علیکم نہیں کہتے گویا اُن کے نزدیک دوسروں کیلئے تو یہ دُعا ہے لیکن اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کیلئے نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ جب بھی اپنے گھروں میں جائیں السلام علیکم کہا کریں۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جب بھی ایک شخص دوسرے شخص سے ملے اُسے سلام کرے خواہ اس کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ النور، زیر آیت فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا...، جلد ۶ صفحہ ۴۰۴)

بَاب ۹: السَّلَامُ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ

جسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو اسے سلام کہنا

۶۲۳۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَعَلَى مَنْ لَّمْ تَعْرِفْ.

أطرافه: ۱۲، ۲۸۔

۶۲۳۶: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ لیث نے کہا: یزید نے مجھ سے بیان کیا۔ یزید نے ابو الخیر سے، ابو الخیر نے حضرت عبد اللہ بن عمرو (بن عاصؓ) سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اسلام کی کون سی بات بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانتے ہو اس کو بھی سلام کہو اور اس کو بھی جسے تم نہ پہچانو۔

۶۲۳۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ

۶۲۳۷: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هَذَا وَيَصُدُّ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ. وَذَكَرَ سُفْيَانُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے عطاء بن یزید لیثی سے، عطاء نے حضرت ابو ایوب (انصاری) رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابو ایوبؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: کسی مسلمان کو یہ درست نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ آپس میں ملیں تو یہ بھی رُکے اور یہ بھی رکے اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کہے۔ اور سفیان نے ذکر کیا کہ انہوں نے یہ حدیث زُہری سے تین بار سنی۔

طرفہ: ۶۰۷۷۔

تشریح: السَّلَامُ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ: جسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو اسے سلام کہنا۔ عام معاشرتی رواج یہی ہے کہ صرف جان پہچان والوں سے آتے جاتے یا مخاطب ہوتے وقت السَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا جاتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد جو عنوان باب اور زیر باب حدیث میں بیان ہوا ہے اس میں اس دائرے کو وسعت دی گئی ہے جس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے۔ بانیٔ اسلام حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلے رسول ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا: قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ (الاعراف:۱۵۹)[1] اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر آپؐ نے فرمایا: بُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ۔[2] یعنی مجھے ہر سرخ وسیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ آپؐ کُل عالم خدا کی امان کے نیچے اکٹھا کرنے آئے۔ اس لئے آپؐ نے اپنی اُمت کو یہ تعلیم دی کہ تم یہ نہ دیکھو کہ تمہارا مخاطب یہودی ہے یا عیسائی، ہندو ہے یا سکھ، دہریہ ہے یا مشرک، غرض کس مذہب اور کس قوم سے اس کا تعلق ہے، تمہاری اس

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”تُو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے پس ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمّی پر جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اُسی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔“

[2] (مسلم، كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ، باب جُعلت لی الأرض مسجدًا وطهورًا)

سے جان پہچان ہے یا نہیں، اس کے لئے تمہاری سلامتی کی دعا اس کے تحفظ اور امن کی ضامن ہونی چاہیئے۔ اسلامی تعلیم کا یہ پہلو یکطرفہ نہیں بلکہ یہ گارنٹی کارڈ دوسرے فریق کو بھی دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء:۹۵)[1] پس جو تمہیں سلامتی کا پیغام دے تم اس کی طرف سے سے بھی عدم تحفظ کا شکار نہ ہو بلکہ اس پر اعتماد کرو اور اس کی دعوت امن کو قبول کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ (النساء:۸۷) اور اگر تمہیں کوئی خیر سگالی کا تحفہ پیش کیا جائے تو اُس سے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لوٹا دو، یقیناً اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

اس آیت میں اسلامی احکامات کا ایک ایسا بنیادی حکم دیا گیا ہے جو نہ صرف اپنوں سے اچھے تعلقات کی ضمانت ہے بلکہ غیروں کے ساتھ تعلقات کے لئے اور ان تعلقات میں وسعت پیدا کرنے کے لئے ایک بیمثال نسخہ ہے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کے لئے نیک جذبات کے اظہار کی نہ صرف تلقین فرمائی بلکہ فرمایا کہ اگر ملنے پر ایک شخص تمہارے لئے نیک جذبات کا اظہار کرے، تمہیں سلام کہے، ایک ایسی دعا تمہیں دے جو تمہاری دین و دنیا سنوارنے والی ہو تو تمہارا بھی فرض ہے کہ اس سے بڑھ کر اظہار کرو اور فرمایا کہ یہ تمہارا ایک ایسا اخلاقی اور معاشرتی فرض ہے کہ اگر اس کو انجام نہیں دو گے تو خدا تعالیٰ کے سامنے تمہیں اس کا جواب دینا ہو گا۔ یہ خوبی صرف اسلام میں ہے کہ ایک دوسرے سے ملنے کے وقت ایسے بامقصد الفاظ کے ساتھ جذبات کا اظہار ہے اور ایک دوسرے سے ملنے پر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہنے کا حکم ہے کہ تم پر سلامتی ہو یعنی تم ہر قسم کی پریشانیوں اور مشکلات سے محفوظ رہو۔ اب یہ دعا ایسی ہے کہ اگر دل کی گہرائی سے دوسرے کو دی جائے تو پیار، محبت اور بھائی چارے کے جذبات اُبھرتے ہیں، تمام قسم کی نفرتیں دُور ہوتی ہیں۔ اسی طرح جسے سلام کیا جائے اسے حکم ہے کہ تم ان سلامتی کے الفاظ کا ان جذبات کا بہتر رنگ میں جواب دو اور بہتر شکل کیا ہے۔... وَعَلَيْكُمُ السَّلَام جب انسان کہتا ہے تو اس کے لئے وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ بھی کہے کہ تم پر اللہ کی رحمتیں

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "جو تم پر سلام بھیجے اُس سے یہ نہ کہا کرو کہ تُو مومن نہیں ہے۔"

بھی ہوں اور برکتیں بھی ہوں یا فرمایا کہ کم از کم اتنا ہی اظہار کر دو جتنا تمہیں سلام میں پہل کرنے والے نے کیا ہے تو یہ عمل تمہیں جزا پہنچائے گا۔ پس یہ ایک ایسا اصول ہے جو معاشرے میں امن پیدا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے زور سے اور بڑی شدت سے مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ سلام کو رواج دو۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹، فروری ۲۰۱۰، جلد ۸ صفحہ ۹۰، ۹۱)

بَاب ۱۰: آيَةُ الْحِجَابِ

پردے کا حکم

٦٢٣٨: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَخَدَمْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا حَيَاتَهُ وَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أُنْزِلَ وَقَدْ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ وَكَانَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ فِي مُبْتَنَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوا وَبَقِيَ مِنْهُمْ رَهْطٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ

۶۲۳۸: یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن وہب نے ہمیں بتایا۔ یونس نے مجھ سے بیان کیا۔ یونس نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالکؓ نے مجھے بتایا کہ وہ دس برس کے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت دس برس کی۔ یعنی جب تک آپؐ زندہ رہے۔ اور میں سب لوگوں سے پردے کے حکم کو زیادہ جانتا ہوں۔ جب وہ نازل کیا گیا اور حضرت ابیؓ بن کعبؓ بھی مجھے اس کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔ اور سب سے پہلے جو یہ حکم نازل ہوا تو اس وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحشؓ کو اپنے گھر لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ان کے دلہا تھے۔ آپؐ نے لوگوں کو دعوت دی۔ انہوں نے کھانا کھایا اور پھر چلے گئے اور چند آدمی ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے رہے اور دیر تک

فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ كَيْ يَخْرُجُوا فَمَشَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ لَمْ يَتَفَرَّقُوا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَظَنَّ أَنْ قَدْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوا فَأُنْزِلَ آيَةُ الْحِجَابِ فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا.

بیٹھے رہے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور باہر چلے گئے اور میں بھی آپؐ کے ساتھ چلا گیا تا کہ وہ لوگ نکلیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے۔ میں بھی آپؐ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ آپؐ حضرت عائشہؓ کے حجرے کی دہلیز پر پہنچے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ وہ چلے گئے ہوں گے۔ یہ خیال کر کے رسول اللہ ﷺ لوٹے اور میں بھی آپؐ کے ساتھ لوٹا اور حضرت زینبؓ کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں ابھی تک منتشر نہیں ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر پھر لوٹے اور میں بھی آپؐ کے ساتھ ہی لوٹا اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کی دہلیز تک پہنچے اور پھر خیال کیا کہ اب تو وہ ضرور ہی نکل گئے ہوں گے۔ یہ خیال کر کے آپؐ لوٹے اور میں بھی آپؐ کے ساتھ لوٹا۔ کیا دیکھا کہ وہ چلے گئے ہیں۔ تب حجاب کے متعلق آیت نازل کی گئی اور آپؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا۔

أطرافه: ٤٧٩١، ٤٧٩٢، ٤٧٩٣، ٤٧٩٤، ٥١٥٤، ٥١٦٣، ٥١٦٦، ٥١٦٨، ٥١٧٠، ٥١٧١، ٥٤٦٦، ٦٢٣٩، ٦٢٧١، ٧٤٢١-

٦٢٣٩: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ دَخَلَ الْقَوْمُ فَطَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ

۶۲۳۹: ابوالنعمان نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا کہ میرے باپ نے کہا: ابو مجلز نے ہم سے بیان کیا۔ ابو مجلز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے

فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ وَقَعَدَ بَقِيَّةُ الْقَوْمِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ (الاحزاب:٥٤) الْآيَةَ. قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ فِيهِ مِنَ الْفِقْهِ أَنَّهُ لَمْ يَسْتَأْذِنْهُمْ حِينَ قَامَ وَخَرَجَ وَفِيهِ أَنَّهُ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَّقُومُوا.

نکاح کیا تو لوگ اندر آئے اور انہوں نے کھانا کھایا پھر باتیں کرنے بیٹھ گئے تو آپؐ نے یوں اظہار کیا گویا آپؐ اُٹھنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں مگر وہ نہ اُٹھے۔ جب آپؐ نے یہ دیکھا تو آپؐ کھڑے ہوئے جب آپؐ کھڑے ہوئے تو لوگوں میں سے وہ بھی کھڑے ہوئے جو کھڑے ہوئے اور باقی بیٹھ رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر جانے کے لئے آئے تو کیا دیکھا کہ وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر اس کے بعد وہ اٹھ کر چلے گئے اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ آپؐ آئے اور اندر چلے گئے اور میں بھی اندر جانے لگا مگر آپؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اُتارا۔ یعنی اے مؤمنو! نبی کے گھروں میں ہرگز داخل نہ ہوا کرو۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: یہ بات سمجھنے والی ہے کہ آپؐ نے ان سے اجازت نہیں لی۔ جب آپؐ کھڑے ہوئے اور باہر گئے۔ اور اس میں یہ ہے کہ آپؐ کھڑے ہونے کے لئے تیار ہوئے اور آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ وہ اُٹھ جائیں۔

أطرافه: ٤٧٩١، ٤٧٩٢، ٤٧٩٣، ٤٧٩٤، ٥١٥٤، ٥١٦٣، ٥١٦٦، ٥١٦٨، ٥١٧٠، ٥١٧١، ٥٤٦٦، ٦٢٣٨، ٦٢٧١، ٧٤٢١۔

٦٢٤٠: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ

۶۲۴۰: اسحاق (بن راہویہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ یعقوب بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے صالح سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے:

عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَاءَكَ قَالَتْ فَلَمْ يَفْعَلْ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجْنَ لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ عَرَفْنَاكِ [1] يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ الْحِجَابِ.

أطرافه: ١٤٦، ١٤٧، ٤٧٩٥، ٥٢٣٧۔

مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ نبی ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتے تھے: اپنی ازواج سے پردہ کرائیں۔ فرماتی تھیں: مگر آپؐ نے ایسا نہ کیا اور نبی ﷺ کی ازواج رات کو ہی مناصع کی طرف جایا کرتی تھیں۔ حضرت سودہ بنت زمعہؓ نکلیں اور وہ دراز قامت عورت تھیں تو حضرت عمر بن خطابؓ نے انہیں دیکھ لیا۔ وہ کسی مجلس میں تھے۔ کہتے تھے: سودہؓ! میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ اس لئے کہ انہیں یہ بہت ہی خواہش تھی کہ پردے کا حکم نازل کیا جائے۔ فرماتی تھیں: پھر اللہ عزوجل نے وہ آیت نازل کی جس میں حجاب کا حکم ہوا۔

تشریح: آیَةُ الْحِجَابِ: یعنی پردے کا حکم۔ شخصی آزادی کا فی زمانہ بہت واویلا کیا جاتا ہے اور اس آزادی کے نام پر عورت کی عزت و وقار کو تار تار کر دیا گیا ہے اور اس ظالمانہ کارروائی میں عورتوں کو ہی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور عورت کے پردے کو جو کہ اس کا تحفظ اور وقار قائم کرتا ہے اس سے اسے محروم کر کے مردوں نے اپنی نظروں کی ہوس کا نشانہ بنا کر عورتوں کو عدم تحفظ کا شکار بنا دیا ہے۔ اسلام اپنے روشن اصولوں میں بُرائی کی جڑ کو پکڑتا ہے اور مردوں عورتوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ غض بصر سے کام لیں اور ایک دوسرے کو بے محابا نہ دیکھیں اور باہمی اختلاط اور نامحرموں کے تنہائی میں ملنے اور اکٹھا ہونے کو منع کرتا ہے۔ انہی معاشرتی آداب کا ایک حصہ گھریلو زندگی سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی کسی دوسرے کے گھر اس کی اجازت کے بغیر داخل ہو۔ بلکہ باہر سے اندر جھانکنے کو بھی بہت معیوب اور ناپاک فعل قرار دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک شخص کو اپنے گھر جھانکتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: اگر میں جانتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں ضرور وہی (پُشت خار) تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا۔

(بخاری، کتاب الاستئذان، باب الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ، روایت نمبر ۶۲۴۱)

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ "عَرَفْتُكِ" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۲۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آج کل پردہ پر حملے کیے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زنداں نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہو گا، ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تامل اور بے محابا مل سکیں، سیریں کریں۔ کیونکر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے، انہی بد نتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقع پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جارہی ہے۔ یہ انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہو گی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۱، ۲۲)

بَاب ۱۱: الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

اندر آنے کی اجازت مانگنا اس لئے ہے کہ نظر نہ پڑے

۶۲۴۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَفِظْتُهُ كَمَا أَنَّكَ هَا هُنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

۶۲۴۱: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ زہری نے کہا کہ یہ حدیث میں نے حضرت سہل بن سعدؓ سے سن

قَالَ اطَّلَعَ رَجُلٌ مِّنْ جُحْرٍ فِي حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَقَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ.

کر ایسے ہی یاد رکھی ہے جیسے کہ تمہیں یہ یقین ہے کہ تم یہاں ہو۔ (حضرت سہلؓ نے) کہا کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں میں ایک سوراخ سے جھانک کر دیکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پشت خار تھا جس سے آپؐ اپنے سر کو کھجلا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر میں جانتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں ضرور وہی تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا۔ اجازت لینا اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ نظر نہ پڑے۔

أطرافه: ٥٩٢٤، ٦٩٠١۔

٦٢٤٢: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعُنَهُ.

۶۲۴۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ بن ابی بکر سے، عبید اللہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرے میں جھانک کر دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم چپٹے پھل کا ایک تیر یا کہا کچھ تیر لے کر اس کی طرف جانے کے لئے اٹھے۔ گویا میں آپؐ کو اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ دبے پاؤں اس شخص کی طرف جا رہے تھے تا کہ اس کو ماریں۔

أطرافه: ٦٨٨٩، ٦٩٠٠۔

تشریح: اَلِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ: اندر آنے کی اجازت مانگنا اس لئے ہے کہ نظر نہ پڑے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ خدا ہی کا کلام ہے جس نے اپنے کھلے ہوئے اور نہایت واضح بیان سے ہم کو ہمارے ہر یک قول اور فعل اور حرکت اور سکون میں حدود معینہ مشخصہ پر قائم کیا اور ادب انسانیت اور پاک روشی کا طریقہ سکھلایا۔ وہی ہے جس نے آنکھ اور کان اور زبان وغیرہ اعضاء کی محافظت کے لئے بکمال تاکید فرمایا: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا

مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۔ الجزو نمبر ۱۸۔ یعنے مومنوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو نامحرموں سے بچاویں اور ہر یک نادیدنی اور ناشنیدنی اور ناکردنی سے پرہیز کریں کہ یہ طریقہ ان کی اندرونی پاکی کا موجب ہوگا۔ یعنے ان کے دل طرح طرح کے جذبات نفسانیہ سے محفوظ رہیں گے کیونکہ اکثر نفسانی جذبات کو حرکت دینے والے اور قویٰ بہیمیہ کو فتنہ میں ڈالنے والے یہی اعضاء ہیں۔ اب دیکھئے کہ قرآن شریف نے نامحرموں سے بچنے کے لئے کیسی تاکید فرمائی اور کیسے کھول کر بیان کیا کہ ایماندار لوگ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو ضبط میں رکھیں اور ناپاکی کے مواضع سے روکتے رہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد اول، حاشیہ صفحہ ۲۰۹)

بَاب ۱۲ : زِنَا الْجَوَارِحِ دُونَ الْفَرْجِ

شرمگاہ کے علاوہ اور اعضا کا بھی زنا ہوتا ہے

۶۲۴۳: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَرَ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ.. وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ

۶۲۴۳: (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (عبداللہ) ابن طاؤس سے، انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابوہریرہؓ کے قول سے زیادہ مناسب اور کوئی قول میں لَمَم کی تفسیر میں نہیں پاتا۔ اور محمود (بن غیلان) نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا کہ معمر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے ابن طاؤس سے، ابن طاؤس نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے

فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَتَمَنَّى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ.

اس قول سے بڑھ کر لَمَم کے مفہوم کے مشابہ اور کوئی قول نہیں دیکھتا جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ اللہ نے ابن آدم کے لئے جو اس کا حصہ زنا سے ہے لکھ دیا ہے جس کو وہ ضرور پالے گا۔ آنکھ کا زنا نظر ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور نفس بھی آرزو کرتا ہے اور خواہش رکھتا ہے اور شرمگاہ ان سب کو سچا کرتی ہے یا جھٹلاتی ہے۔

طرفہ: ٦٦١٢۔

بَاب ١٣: التَّسْلِيمُ وَالِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثًا

تین بار سلام کہنا اور تین بار اجازت مانگنا

٦٢٤٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا.

أطرافه: ٩٤، ٩٥۔

۶۲۴۴: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالصمد نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ثمامہ بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا۔ ثمامہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب سلام کہتے تو تین بار سلام کہتے اور جب کوئی بات فرماتے تو اس کو تین بار دہراتے۔

٦٢٤٥: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ إِذْ جَاءَ أَبُو مُوسَى كَأَنَّهُ مَذْعُورٌ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى

۶۲۴۵: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا کہ یزید بن خُصیفہ نے ہم سے بیان کیا۔ یزید نے بسر بن سعید سے، بسر نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: میں انصار کی مجلسوں میں سے ایک مجلس میں تھا۔ اتنے میں حضرت ابوموسیٰؓ آئے جیسے وہ گھبرائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: میں

عُمَرَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِّي فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ قُلْتُ اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِّي فَرَجَعْتُ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَّهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ وَاللهِ لَتُقِيمَنَّ عَلَيْهِ بِبَيِّنَةٍ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاللهِ لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ بُسْرٍ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ بِهَذَا.

نے حضرت عمرؓ سے تین بار اندر آنے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے مجھے اجازت نہیں دی اس لئے میں لوٹ آیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا: تم کھڑے کیوں نہیں رہے؟ میں نے کہا: میں نے آپؓ سے تین بار اجازت مانگی اور آپؓ نے اجازت نہیں دی اس لئے میں لوٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی تین بار اجازت مانگے اسے اجازت نہ دی جائے تو پھر وہ لوٹ جائے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرمایا: اللہ کی قسم تمہیں اس حدیث پر کوئی ثبوت پیش کرنا ہو گا۔ کیا تم میں سے کوئی ہے جس نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا؟ حضرت اُبیّ بن کعبؓ نے کہا: اللہ کی قسم تمہارے ساتھ شہادت کے لئے وہ جائے گا جو لوگوں میں سب سے چھوٹا ہو گا۔ (حضرت ابو سعیدؓ کہتے تھے) میں سب لوگوں سے چھوٹا تھا میں اُٹھ کر ان کے ساتھ گیا۔ میں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ نبی ﷺ نے ایسا فرمایا۔ اور ابن مبارک نے کہا: مجھے ابن عیینہ نے بتایا کہ مجھ سے یزید (بن خصیفہ) نے بیان کیا کہ انہوں نے بُسر سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابو سعیدؓ سے یہ سنا۔

أطرافه: ۲۰۶۲، ۷۳۵۳۔

تشریح: التَّسْلِيمُ وَالِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثًا: یعنی تین بار سلام کہنا اور تین بار اجازت مانگنا۔ تین بار اجازت لینے کے لئے سلام کہنا یا فی زمانہ گھنٹی بجانا اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ یہ تسلی ہو جائے کہ گھر والوں نے یا مخاطب نے میری آواز سن لی ہے اور میری آمد کا اسے پتہ چل گیا ہے اور تینوں دفعہ میں کچھ وقفہ بھی کیا جاتا ہے تا کہ گھر والا اپنی مصروفیت سے فارغ ہو کر آسکے یا اسے پہلی اور دوسری دفعہ سننے میں غلطی یا شک کا امکان

ہو تو وہ دور ہو جائے مگر اس سے زیادہ بھی نہ کیا جائے تا کہ گھر والوں کا سکون اور آرام خراب نہ ہو اور ان کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنیں بلکہ واپس چلے جانے کا حکم ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"بعض دفعہ بے تکلف دوستوں اور بے تکلف عزیزوں کے گھروں میں لوگ بے دھڑک چلے جاتے ہیں۔ یہاں یورپ میں تو اکثر گھروں میں باہر کے دروازوں کو کیونکہ تالا لگا ہوتا ہے یا اس طرح کا لاک (Lock) ہوتا ہے جو خود بخود بند ہو جاتا ہے یا باہر سے کھل نہیں سکتا اس لیے اس طرح جا نہیں سکتے اور جن گھروں میں اس طرح کا نظام نہیں ہے یا اگر یہ نہ ہو اور گھر کھلے ہوں تو شاید ان گھروں میں گھسنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے لیکن پاکستان، ہندوستان وغیرہ میں بلکہ تمام تیسری دنیا جو کہلاتی ہے ان ملکوں میں یہی طریق ہے اور جب رو کو کہ اس طرح نہیں ہونا چاہیئے تو پھر بُرا مناتے ہیں۔ یہ حکم عورتوں کے لیے بھی اسی طرح ہے جس طرح یہ مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں میں بھی وہی قباحتیں پیدا ہو سکتی ہیں جس طرح مردوں میں پیدا ہو سکتی ہیں بلکہ بعض حالات میں عورتوں کے لیے زیادہ قباحتیں پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ اس لیے سلام کر کے، اعلان کر کے، اجازت لے کر گھر کے جس فرد کے پاس بھی آئی ہوں وہاں جائیں تا کہ تمام گھر والوں کو بھی پتہ ہو کہ فلاں اس وقت ہمارے گھر میں موجود ہے۔ پھر پردہ دار عورت کے لیے اور بھی آسانی پیدا ہو جاتی ہے کہ اس اعلان کی وجہ سے جہاں وہ گھر میں موجود ہو گی وہاں مرد آسانی سے آ جا نہیں سکیں گے یا آنے میں احتیاط کریں گے، پردہ کروا کر آئیں گے۔ تو اس طرح اور بھی بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن میں صرف سلام کہنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ گھر میں کوئی نہ ہو تو یہ نہیں کہ گھر یا کمرہ کھلا دیکھ کر وہاں جا کے بیٹھ جاؤ بلکہ اگر گھر میں کوئی نہیں تو تین دفعہ سلام کہو اور جب تین دفعہ سلام کہہ دیا اور کسی نے نہیں سنا تو واپس چلے جاؤ۔ اور پھر یہ کہ گھر میں اجازت ملے تو داخل ہونا ہے۔ اگر تم نے تین دفعہ سلام کیا اور اجازت نہیں ملی یا گھر میں کوئی نہیں ہے یا گھر والا پسند نہیں کرتا کہ تم اس وقت اس کے گھر آؤ تو واپس چلے

جاؤ۔ اگر کوئی گھر والا موجود ہو اور کھل کر یہ کہہ بھی دے کہ اس وقت مجبوری کی وجہ سے میں مل نہیں سکتا تو پھر برا نہ مناؤ بلکہ جو کہا گیا ہے وہ کرو۔ اور وہ یہی کہا گیا ہے کہ واپس چلے جاؤ، اس لیے بہتری اسی میں ہے کہ واپس چلے جاؤ۔ سلام تو اس لیے پھیلا رہے ہو کہ سلامتی کا پیغام پھیلے، امن کا پیغام پھیلے، آپس میں محبت اور اخوت قائم ہو، تمہارے اندر پاکیزگی قائم ہو تو پھر اگر کوئی گھر والا معذرت کر دے یا ملنا نہ چاہے تو اس کے باوجود ملنے والا بُرا نہ منائے اور گھر والے کی بات مان لے۔ تو یہ ہے اسلامی معاشرہ جو سلام کو رواج دے کر قائم ہو گا۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳، ستمبر ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۶۲۸، ۶۲۹)

بَاب ١٤ : إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ

جب آدمی کو بلایا جائے اور وہ آئے، کیا وہ اجازت مانگے؟

وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ إِذْنُهُ.

سعید نے قتادہ سے نقل کیا۔ قتادہ نے ابورافع سے، ابورافع نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اس کا بلانا ہی اس کی اجازت ہے۔

٦٢٤٦: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ. و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ أَخْبَرَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ أَبَا هِرٍّ الْحَقْ أَهْلَ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ قَالَ فَأَتَيْتُهُمْ

۶۲۴۶: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن ذر نے ہمیں بتایا اور محمد بن مقاتل نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا، (کہا:) عمر بن ذر نے ہم سے بیان کیا کہ مجاہد نے ہمیں بتایا۔ مجاہد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اندر گیا تو آپؐ نے پیالے میں کچھ دودھ پایا۔ آپؐ نے فرمایا: اباہر اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا لاؤ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے

فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا.

تھے: میں ان کے پاس آیا اور ان کو بلایا۔ وہ چلے آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور انہیں اجازت دی گئی۔ پھر وہ اندر آئے۔

أطرافه: ٥٣٧٥، ٦٤٥٢۔

بَاب ١٥: التَّسْلِيمُ عَلَى الصِّبْيَانِ

بچوں کو سلام کہنا

٦٢٤٧: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

۶۲۴۷: علی بن جعد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سیار (بن وردان) سے، سیار نے ثابت بنانی سے، ثابت نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ کچھ بچوں کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے ان کو السلام علیکم کہا اور کہنے لگے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

بَاب ١٦: تَسْلِيمُ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ

مردوں کا عورتوں کو سلام کہنا اور عورتوں کا مردوں کو

٦٢٤٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نَفْرَحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قُلْتُ لِسَهْلٍ وَلِمَ؟ قَالَ كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تُرْسِلُ إِلَى بُضَاعَةَ {قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ:[1]} نَخْلٍ بِالْمَدِينَةِ فَتَأْخُذُ مِنْ أُصُولِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي قِدْرٍ

۶۲۴۸: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی حازم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت سہلؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم جمعہ کے دن خوشی منایا کرتے تھے۔ میں نے حضرت سہلؓ سے کہا: کیوں؟ انہوں نے کہا: ہماری ایک بوڑھیا تھی جو بضاعہ کی طرف کسی کو بھیجتی۔ ابن مسلمہ نے کہا: بضاعہ مدینہ میں ایک نخلستان تھا۔ اور وہ چقندر کی جڑیں لیتی اور

[1] یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۴۱) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيرٍ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انْصَرَفْنَا وَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا فَنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ وَمَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

ان کو ہانڈی میں ڈالتی اور جَو کے کچھ دانے دلتی۔ جب ہم نماز پڑھ چکتے تو وہاں سے لوٹتے اور اس کو السلام علیکم کہتے تو وہ یہ کھانا ہمارے سامنے رکھتی اور ہم اس لئے خوش ہوتے اور ہم نہ قیلولہ کرتے اور نہ دوپہر کا کھانا کھاتے مگر جمعہ کے بعد۔

أطرافه: ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۱، ۲۳۴۹، ۵۴۰۳، ۶۲۷۹۔

۶۲۴۹: حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ هَذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ تَرَى مَا لَا نَرَى تُرِيدُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. تَابَعَهُ شُعَيْبٌ. وَقَالَ يُونُسُ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَبَرَكَاتُهُ.

۶۲۴۹: (محمد) ابن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا کہ معمر نے ہم سے بیان کیا۔ معمر نے زُہری سے، زہری نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے، ابوسلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاعائشہ! یہ جبریل ہیں جو تم کو السَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: میں نے کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ۔ آپؐ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے۔ حضرت عائشہؓ کی مراد اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ (معمر کی طرح) اس حدیث کو شعیب نے بھی روایت کیا۔ اور یونس اور نعمان نے بھی زہری سے یہی نقل کیا۔ اس میں وَبَرَكَاتُهُ بھی ہے۔

أطرافه: ۳۲۱۷، ۳۷۶۸، ۶۲۰۱۔

باب ۱۷: إِذَا قَالَ مَنْ ذَا فَقَالَ أَنَا

اگر کوئی پوچھے کون ہے تو جواب دے میں ہوں

۶۲۵۰: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ

۶۲۵۰: ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے ہم سے

بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا كَأَنَّهُ كَرِهَهَا.

بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن منکدر سے روایت کی۔ محمد نے کہا: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قرضے کے متعلق آیا جو میرے باپ کے ذمہ تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپؐ نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا: میں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تو میں ہوں۔ جیسے آپؐ نے اسے ناپسند فرمایا۔

أطرافه: ۲۱۲۷، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۴۰۵، ۲۶۰۱، ۲۷۰۹، ۲۷۸۱، ۳۵۸۰، ۴۰۵۳۔

باب ۱۸: مَنْ رَدَّ فَقَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ

جس نے جواب دیا اور یوں کہا: عَلَيْكَ السَّلَامُ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ الْمَلَائِكَةُ عَلَى آدَمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ.

اور حضرت عائشہؓ نے کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملائکہ نے آدم کو بھی جواب دیا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ۔

۶۲۵۱: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ

۶۲۵۱: اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن نمیر نے ہمیں بتایا کہ عبیداللہ نے ہم سے بیان کیا۔ عبیداللہ نے سعید بن ابی سعید مقبری سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے نماز پڑھی اور اس کے بعد آکر آپؐ کو سلام کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے

عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الَّتِي بَعْدَهَا عَلِّمْنِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا. وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ فِي الْأَخِيرِ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا.

کہا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ لوٹا اور نماز پڑھی۔ پھر آیا اور سلام کہا۔ آپؐ نے فرمایا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے دوسری بار یا اس کے بعد کہا: یارسول اللہ! مجھے سکھائیں۔ آپؐ نے فرمایا: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو پورے طور پر وضو کرو پھر قبلے کی طرف منہ کرو اور اللہ اکبر کہو۔ پھر قرآن سے وہ آیتیں پڑھو جو تم آسانی سے پڑھ سکو۔ پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع کی حالت میں تمہیں اطمینان حاصل ہو جائے۔ پھر سر اُٹھاؤ یہاں تک کہ تم سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے کی حالت میں تمہیں اطمینان حاصل ہو جائے۔ پھر سر اُٹھاؤ یہاں تک کہ تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے کی حالت میں تمہیں اطمینان حاصل ہو جائے۔ پھر سر اُٹھاؤ یہاں تک کہ تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ پھر ساری نماز میں اسی طرح کرو۔ اور ابو اسامہ نے (دوسرے سجدے کے ذکر کے) آخر میں یوں کہا: یہاں تک کہ تم سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔

أطرافه: ٧٥٧، ٧٩٣، ٦٢٥٢، ٦٦٦٧۔

٦٢٥٢: حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

۶۲۵۲: (محمد) ابن بشار نے ہم سے بیان کیا، کہا: یحییٰ (بن سعید قطان) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عبیداللہ (عمری) سے کہ سعید (مقبری) نے مجھ سے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا.

بیان کیا۔ سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم سر اُٹھاؤ یہاں تک کہ بیٹھ کر تمہیں اطمینان ہو جائے۔

أطرافُه: ۷۵۷، ۷۹۳، ۶۲۵۱، ۶۶۶۷۔

بَاب ۱۹: إِذَا قَالَ فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ

اگر کوئی یوں کہے: فلاں تمہیں سلام کہتا ہے

۶۲۵۳: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ.

۶۲۵۳: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے عامر سے سنا۔ عامر کہتے تھے: مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جبریل تمہیں سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ۔

أطرافُه: ۳۲۱۷، ۳۷۶۸، ۶۲۰۱، ۶۲۴۹۔

بَاب ۲۰

التَّسْلِيمُ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ

ایسی مجلس میں جا کر السلام علیکم کہنا جس میں مسلمان اور مشرک ملے جلے ہوں

۶۲۵۴: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ إِكَافٌ

۶۲۵۴: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے زُہری سے، زہری نے عروہ بن زبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مجھے حضرت اسامہ بن زیدؓ نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار

تَحْتَهُ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَأَرْدَفَ وَرَاءَهُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَهُوَ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَذَلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ حَتَّى مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَفِيهِمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا فِي مَجَالِسِنَا وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ اغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَّتَوَاثَبُوا فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہوئے جس پر پالان تھی۔ اس پر فدک کی چادر پڑی تھی اور آپؐ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو اپنے پیچھے سوار کیا اور آپؐ بنی حارث بن خزرج کے محلے میں حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کو جا رہے تھے۔ اور یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ جاتے ہوئے آپؐ ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان اور مشرک بُت پرست اور یہودی ملے جلے تھے اور ان میں عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول بھی تھا اور اس مجلس میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی تھے۔ جب مجلس پر جانور کی گرد پڑنے لگی تو عبداللہ بن اُبَیّ نے اپنی چادر سے اپنی ناک کو ڈھانپ لیا پھر کہا: ہم پر غبار مت اُڑاؤ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں السَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا۔ پھر ٹھہر گئے اور نیچے اُتر آئے۔ آپؐ نے ان کو اللہ کی طرف بلایا اور ان کے سامنے قرآن پڑھا۔ عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول بولا: بھلے آدمی! اگر جو تم کہتے ہو سچ ہے تو اس سے اچھی اور کوئی بات نہیں مگر ہمیں ہماری مجلسوں میں آکر تکلیف نہ دیا کرو۔ اپنے ڈیرے کو لوٹ جاؤ۔ جب ہم میں سے کوئی تمہارے پاس وہاں آئے تو اس کو یہ قصے سنانا۔ حضرت ابن رواحہؓ بولے: آپؐ ہماری مجلسوں میں آیا کریں کیونکہ ہم یہ باتیں پسند کرتے ہیں۔ اس پر مسلمان اور مشرک اور یہود ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے لگے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے پر حملہ

يُخَفِّضُهُمْ ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ يُرِيدُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ اعْفُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ وَاصْفَحْ فَوَاللهِ لَقَدْ أَعْطَاكَ اللهُ الَّذِي أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُونَهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذَلِكَ فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کرنے کے لئے بھی آمادہ ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جوش کو فرو کرتے رہے۔ پھر آپؐ اپنے جانور پر سوار ہو گئے اور حضرت سعد بن عبادہؓ کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا: سعدؓ تم نے سنا نہیں جو ابو حباب نے کہا؟ یعنی عبد اللہ بن اُبیّ نے ایسا ایسا کہا ہے۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ اس کو معاف کریں اور اس سے درگزر فرمائیں۔ اللہ کی قسم! اللہ نے آپؐ کو جو دیا ہے، اس بستی والوں نے آپس میں یہ ٹھہرا ہی لیا تھا کہ اس کو تاج پہنائیں اور اس کے سر پر سرداری کی پگڑی باندھیں۔ جب اللہ نے اس کو اس حق کی وجہ سے جو اِس نے آپؐ کو دیا منظور نہ کیا تو اس سے اس کا گلا گھٹ گیا اسی لئے اس نے ایسا کیا ہے جو آپؐ نے دیکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اس سے درگزر کیا۔

أطرافه: ۲۹۸۷، ٤٥٦٦، ٥٦٦٣، ٥٩٦٤، ٦٢٠٧۔

تشریح: التَّسْلِيمُ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ: ایسی مجلس میں جا کر السلام علیکم کہنا جس میں مسلمان اور مشرک ملے جلے ہوں۔ عنوان باب کے ان الفاظ سے غیر مسلموں اور مشرکوں وغیرہ کو سلام کرنے اور نہ کرنے کے جواز اور عدم جواز دونوں کا استدلال کیا گیا ہے۔ زیر باب روایت سے غیر مسلموں وغیرہ کو سلام نہ کرنے والوں کا مؤقف یہ ہے کہ چونکہ اس مجلس میں مسلمان بھی موجود تھے اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سلام کیا وہ مسلمانوں کو تھا مگر اس مؤقف والوں کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے جبکہ دوسرا مؤقف زیادہ درست، وسیع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلامتی اور امن کے پیغام کا حامل ہے اور اس کی تائید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہی کافی ہے: وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَعَلَى مَنْ لَّمْ تَعْرِفْ۔[1] یعنی جس کو پہچانتے ہو اس کو بھی سلام کہو اور اس کو بھی جسے تم نہ پہچانو۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ اللعالمین کے فیض کو مسلمانوں تک محدود رکھا جائے اور آپؐ کی سلامتی کی دعا سے مشرک اور یہودی وغیرہ کو محروم سمجھا جائے۔ یہ آپؐ کی تعلیم، اسوہ اور شان کے خلاف ہے۔

[1] (بخاری، کتاب الاستئذان، باب السَّلَامُ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ، روایت نمبر ۶۲۳۶)

بَاب ٢١: مَنْ لَّمْ يُسَلِّمْ عَلَى مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا

جو اُس شخص کو السلام علیکم نہ کہے جس نے کوئی گناہ کیا ہو

وَلَمْ يَرُدَّ سَلَامَهُ حَتَّى تَتَبَيَّنَ تَوْبَتُهُ وَإِلَى مَتَى تَتَبَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِي.

اور اس کے سلام کا بھی جواب نہ دے جب تک کہ اس کی توبہ کھلے طور پر معلوم نہ ہو جائے اور کب تک گناہ گار کی توبہ معلوم ہو سکتی ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو لَا تُسَلِّمُوا عَلَى شَرَبَةِ الْخَمْرِ.

اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے کہا: اور تم شراب خوروں کو بھی السلام علیکم نہ کہو۔

٦٢٥٥: حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَنَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا وَآتِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَأَقُولُ فِي نَفْسِي هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا حَتَّى كَمَلَتْ خَمْسُونَ لَيْلَةً وَآذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى الْفَجْرَ.

۶۲۵۵: (یحییٰ) بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے، عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن کعب سے، عبداللہ نے کہا: میں نے حضرت کعب بن مالکؓ سے سنا۔ وہ اس واقعہ کے متعلق بیان کرتے تھے جبکہ وہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بات چیت کرنا منع کر دیا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور آپؐ کو السلام علیکم کہتا اور پھر اپنے دل میں کہتا: کیا آپؐ نے سلام کا جواب دینے میں اپنے ہونٹوں کو ہلایا یا نہیں۔ آخر اس طرح پچاس راتیں پوری ہو گئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ ہماری توبہ قبول ہو گئی اس وقت جبکہ آپؐ نے صبح کی نماز پڑھی۔

أطرافه: ٢٧٥٧، ٢٩٤٧، ٢٩٤٨، ٢٩٤٩، ٢٩٥٠، ٣٠٨٨، ٣٥٥٦، ٣٨٨٩، ٣٩٥١، ٤٤١٨، ٤٦٧٣، ٤٦٧٦، ٤٦٧٧، ٤٦٧٨، ٦٦٩٠، ٧٢٢٥۔

تشریح: مَنْ لَّمْ يُسَلِّمْ عَلَى مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا: جو اُس شخص کو السلام علیکم نہ کہے جس نے کوئی گناہ کیا ہو۔ امام بخاری جو باب 'مَنْ' سے شروع کرتے ہیں اس میں اس کا جواب معین اشخاص کو مدنظر رکھتے ہوئے استدلالی صورت میں روایتوں کے انتخاب اور اُن کی ترتیب میں مقدر ہوتا ہے۔ عنوان باب کے یہ الفاظ مَنْ لَّمْ يُسَلِّمْ عَلَى مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا یعنی جو اُس شخص کو السلام علیکم نہ کہے جس نے کوئی گناہ کیا ہو، اس سے یہ سمجھنا کہ اسلام کسی گناہگار کو سلام کرنے کی اجازت نہیں دیتا، اسلام کا یہ عام قاعدہ اور اصول نہیں ہے مگر استثنائی صورت میں بسا اوقات ایسا کرنا تربیت اور تادیب کا تقاضا ہوتا ہے کہ ناراضگی کی صورت میں بسا اوقات انسان سلام کا جواب نہیں دیتا یا کھل کر اظہار نہیں کرتا جس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہمارے درمیان کچھ چشمک اور ناراضی ہے جیسا کہ زیر باب روایت میں حضرت کعب بن مالکؓ سے ان کی سزا کے ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور یہ بھی اسلامی اخلاق کا ایک عمدہ اظہار ہے۔ غصہ، ناراضگی یا عدم توجہ اگر بر محل ہو تو یہ بھی ایک خلق ہے نہ کہ بداخلاقی۔ پس اسلام جو دین فطرت ہے انسانی فطرت کے ہر تقاضے کو پورا کرتا ہے اور اس کے مناسب حال تعلیم دیتا ہے۔ یہی کامل تعلیم کی شان ہے۔

بَاب ۲۲: كَيْفَ الرَّدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ بِالسَّلَامُ

ذمی کو سلام کا جواب کیونکر دیا جائے

٦٢٥٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قُلْتُ عَلَيْكُمْ.

۶۲۵۶: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ زہری نے کہا: مجھے عروہ نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: یہودیوں میں سے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: السَّامُ عَلَيْكَ۔ میں سمجھ گئی۔ میں نے بھی کہا: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: عائشہ! ٹھہرو۔ اللہ ہر معاملہ میں نرمی پسند کرتا ہے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپؐ نے سنا نہیں جو انہوں نے کہا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بھی تو جواب دے چکا ہوں عَلَيْكُمْ۔

أطرافه: ٢٩٣٥، ٦٠٢٤، ٦٠٣٠، ٦٣٩٥، ٦٤٠١، ٦٩٢٧۔

٦٢٥٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُودُ فَإِنَّمَا يَقُولُ أَحَدُهُمْ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ وَعَلَيْكَ.

طرفہ: ٦٩٢٨۔

۶۲۵۷: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے، عبد اللہ بن دینار نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہود تمہیں سلام کریں۔ ان میں سے ایک یہی کہتا ہے: السَّامُ عَلَيْكُمْ۔ تم کہو: وَعَلَيْكَ یعنی تم ہی پر۔

٦٢٥٨: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ.

طرفہ: ٦٩٢٦۔

۶۲۵۸: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا کہ عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے ہم سے بیان کیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا۔ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم کہو: وَعَلَيْكُمْ۔ یعنی تم ہی پر۔

تشریح: كَيْفَ الرَّدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ بِالسَّلَامِ: ذمی کو سلام کا جواب کیونکر دیا جائے۔ علامہ ابن حجر اور علامہ بدر الدین عینی دونوں بیان کرتے ہیں کہ عنوان باب میں یہ اشارہ ہے کہ اہل ذمہ کے سلام کا جواب دینا منع نہیں ہے اس لئے عنوان باب میں كَيْفَ سے سلام کے جواب کی کیفیت کا بیان ہے نہ کہ مناہی کا اور اس کی تائید قرآن کریم کی آیت وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا (النساء:۸۷)[1] سے ہوتی ہے کہ کوئی سلام کا تحفہ دے تو اُس جیسا یا اس سے بہتر جواب دینے کا حکم ہے اور اس کی وضاحت میں وہ حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت لائے ہیں جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: مَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ فَرُدَّ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ مَجُوسِيًّا کہ جو تمہیں سلام کرے اس کا جواب دو چاہے سلام کرنے والا مجوسی ہو۔ امام مالک اور جمہور کے نزدیک ذمی کے سلام کا جواب دینا منع ہے اور عطاء کہتے ہیں: یہ آیت (وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ...) مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۵۱) مگر اس کی انہوں نے کوئی دلیل نہیں دی۔ ابن ابطال کہتے ہیں ایک گروہ نے کہا ہے کہ اس آیت کا عام مفہوم یہ ہے کہ اہل ذمہ کے سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۲ صفحہ ۲۴۸)

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور اگر تمہیں کوئی خیر سگالی کا تحفہ پیش کیا جائے تو اس سے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لَوٹا دو۔“

بَاب ۲۳

مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ مَنْ يُّحْذَرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ لِيَسْتَبِينَ أَمْرُهُ

جس شخص سے مسلمانوں کو اندیشہ ہو اس کے خط کو جس نے دیکھا
تاکہ اس کی اصل حقیقت معلوم ہو

٦٢٥٩: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ بُهْلُولٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ حَدَّثَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِّنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِّنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكِ قَالَتْ مَا مَعِي كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا فَابْتَغَيْنَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا قَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرَى كِتَابًا قَالَ قُلْتُ

۶۲۵۹: یوسف بن بہلول نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن ادریس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: مجھے حصین بن عبدالرحمٰن نے بتایا۔ حصین نے سعد بن عبیدہ سے، سعد نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے، سلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور زبیر بن عوامؓ اور ابومرثد غنویؓ کو بھیجا اور ہم میں سے ہر ایک شہسوار تھا۔ آپؐ نے فرمایا: چلے جاؤ یہاں تک کہ جب روضہ خاخ میں پہنچو تو وہاں مشرکوں کی ایک عورت ہے اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہؓ سے مشرکوں کے نام ایک خط ہے۔ حضرت علیؓ کہتے تھے: ہم نے اس کو وہیں پایا جہاں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا، اپنے ایک اونٹ پر سوار جارہی تھی۔ کہتے تھے، ہم نے کہا: وہ خط کہاں ہے جو تمہارے پاس ہے؟ کہنے لگی: میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے اُس کا اونٹ بٹھادیا اور ہم اس کے کجاوے میں ڈھونڈنے لگے مگر ہم نے کچھ نہ پایا۔ میرے دونوں ساتھیوں نے کہا: ہم تو کوئی خط نہیں دیکھتے۔ حضرت علیؓ کہتے تھے: میں نے کہا: میں خوب جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے

لَقَدْ عَلِمْتُ مَا كَذَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ قَالَ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ مِنِّي أَهْوَتْ بِيَدِهَا إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ قَالَ فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ يَا حَاطِبُ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ مَا بِي إِلَّا أَنْ أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَمَا غَيَّرْتُ وَلَا بَدَّلْتُ أَرَدْتُ أَنْ تَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ هُنَاكَ إِلَّا وَلَهُ مَنْ يَدْفَعُ اللهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ قَالَ صَدَقَ فَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ فَقَالَ يَا عُمَرُ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ قَالَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا

غلط نہیں کہا۔ اسی ذات کی قسم ہے کہ جس کی قسم کھائی جاتی ہے، تمہیں اس خط کو نکالنا ہو گا ورنہ میں تمہاری جامہ تلاشی لوں گا۔ کہتے تھے: جب اس نے مجھ سے سنجیدگی کو دیکھا تو اس نے اپنا ہاتھ اپنے نیفے کی طرف جھکایا اور اس نے موٹی چادر باندھی ہوئی تھی اور اس خط کو نکالا۔ حضرت علیؓ کہتے تھے: ہم وہ خط لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ آپؐ نے فرمایا: حاطبؓ! تمہیں اس کام پر جو تم نے کیا ہے کس نے آمادہ کیا؟ وہ کہنے لگے: مجھے کیا جنون تھا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ رکھوں؟ میں نے کوئی اور دین نہیں اختیار کیا نہ ہی اپنے دین کو بدلا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ ان لوگوں پر میرا کوئی احسان ہو جس کے ذریعہ سے اللہ میرے گھر بار اور مال سے شر کو دور کرے اور آپؐ کے ساتھیوں میں سے یہاں کوئی بھی ایسا نہیں جس کا کوئی ایسا نہ ہو کہ جس کے ذریعہ سے اللہ اس کے گھر بار اور مال سے مدافعت کر رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس نے سچ کہا اِس لئے اس کے متعلق سوائے بھلی بات کے کچھ نہ کہو۔ حضرت علیؓ کہتے تھے: حضرت عمر بن خطابؓ نے یہ سن کر کہا: اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنوں سے خیانت کی ہے اس لئے مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اُڑا دوں۔ کہتے تھے: آپؐ نے فرمایا: عمرؓ! تمہیں کیا پتہ شاید اللہ نے بدر والوں کو جھانک کر دیکھا ہو اور فرمایا ہو: اب جو چاہو کرو، تمہارے لئے جنت

عُمَرَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. تو ہو چکی۔ حضرت علیؓ کہتے تھے: یہ سن کر حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

أطرافُه: ۳۰۰۷، ۳۰۸۱، ۳۹۸۳، ٤٢٧٤، ٤٨٩٠، ٦٩٣٩۔

تشریح: مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ مَنْ يُحْذَرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ: جس شخص سے مسلمانوں کو اندیشہ ہو اس کے خط کو جس نے دیکھا۔ امام بخاریؒ نے عنوان باب لفظ 'مَنْ' سے شروع کر کے مخصوص واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آداب معاشرہ میں اس بات کو مہذب معاشروں میں بہت اہمیت دی جاتی ہے اور آج کی روشنی کے زمانہ کے لوگ بھی اس امر کا خاص خیال رکھتے ہیں کہ کسی کا خط نہ کھولا جائے اور مکتوب الیہ کی اجازت کے بغیر اس کا خط کھولنا اس کی پرائیویسی کے خلاف قرار دیا جاتا ہے۔ اسلام نے اس خلق کو آج سے چودہ سو سال پہلے نہ صرف بیان کیا بلکہ اس کے دوسرے پہلو پر بھی روشنی ڈالی کہ اگر کوئی خط کسی قومی مفاد کے خلاف ہو اور قوم کے لئے خطرے اور نقصان کا باعث ہو تو اس خط کو کھول کر امر واقعہ کی حقیقت تک پہنچنا سیکیورٹی اور خود حفاظتی کا لازمہ ہے اور پوری قوم کو خطرے میں ڈالنا کسی فرد واحد کی ذاتی اور پرائیویٹ زندگی سے زیادہ اہم ہے۔ جبکہ یہ بھی یقینی خبر مل چکی ہو کہ وہ خط لے جانے والا جاسوس ہے اور اس خط کا پہنچ جانا دونوں قوموں کے سینکڑوں لوگوں کی زندگیوں کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔ یہ واقعہ اس جاسوس عورت کا ہے جو مدینہ بھیک مانگنے کے بہانہ آئی اور اسلامی حکومت کے اندر کے حالات کا جائزہ لے کر واپس جا رہی تھی اور اس کی جاسوسی کو پکڑنے کا خدا تعالیٰ نے یہ انتظام کیا کہ حاطب بن ابی بلتعہؓ نے اپنی سادگی میں اس کے ہاتھ اہل مکہ کے نام خط دے دیا۔ اس ساری صورت حال سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اطلاع کر دی جس پر آپؐ نے تین شتر سواروں کو اس کے تعاقب میں بھیجا جو اس عورت کو اس خط سمیت پکڑ کر لے آئے جو وہ اہل مکہ کے لئے لے کر جا رہی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ''اس جگہ سارہ والے واقعہ کا بیان کر دینا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اور وہ اس طرح سے ہے کہ سارہ نام ایک عورت جو کہ مکہ میں رہتی تھی اور خاندان بنی ہاشم کے زیرِ سایہ پرورش پایا کرتی تھی۔ اُن ایام میں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے واسطے کوچ کی تیاری کی، آپؐ کے پاس مدینہ میں آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا کہ کیا تُو مسلمان ہو کر مکہ سے بھاگ آئی ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ نہیں، میں مسلمان ہو کر نہیں آئی بلکہ بات یہ ہے کہ میں اِس وقت محتاج ہوں اور آپؐ کا خاندان ہمیشہ میری پرورش کیا کرتا ہے۔ اس واسطے مَیں آپؐ کے

پاس آئی ہوں تا کہ مجھے کچھ مالی امداد مل جائے۔ اس پر آنحضرتؐ نے بعض لوگوں کو فرمایا اور انہوں نے اُس کو کچھ کپڑا اور روپیہ وغیرہ دیا جس کے بعد وہ واپس اپنے وطن کو روانہ ہو گئی۔ جب روانہ ہونے لگی تو حاطبؓ نے جو کہ اصحاب میں سے تھا، اُس کو دس درہم دیئے اور کہا کہ میں تجھے ایک خط دیتا ہوں، یہ خط اہل مکہ کو دے دینا۔ اس بات کو اس نے قبول کیا اور وہ یہ خط بھی لے گئی۔ اس خط میں حاطبؓ نے اہل مکہ کو خبر کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا ہے، تم ہوشیار ہو جاؤ۔ وہ عورت ہنوز مدینہ سے روانہ ہی ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی الٰہی خبر مل گئی کہ وہ ایک خط لے کر گئی ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بمعہ عمارؓ اور ایک جماعت کے روانہ کر دیا کہ اس کو پکڑ کر اس سے خط لے لیں اور اگر نہ دے تو اسے ماریں۔ چنانچہ اس جماعت نے اُس کو راہ میں جا پکڑا۔ اس نے انکار کیا اور قسم کھائی کہ میرے پاس کوئی خط نہیں، جس پر حضرت علیؓ نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ ہم کو جھوٹ نہیں کہا گیا۔ بذریعہ وحیٔ الٰہی کے خبر ملی ہے۔ خط ضرور تیرے پاس ہے۔ تلوار کے ڈر سے اُس نے خط اپنے سر کے بالوں میں سے نکال دیا۔ جب خط آ گیا اور معلوم ہوا کہ وہ حاطبؓ کی طرف سے ہے تو حاطبؓ بلایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ یہ تو نے کیا کیا؟ اُس نے کہا: مجھے خدا کی قسم ہے کہ جب سے میں ایمان لایا ہوں کبھی کافر نہیں ہوا۔ بات صرف اتنی ہے کہ مکہ میں میرے قبائل کا کوئی حامی اور خبر گیر نہیں۔ میں نے اس خط سے صرف یہ فائدہ حاصل کرنا چاہا تھا کہ کفار میرے قبائل کو دُکھ نہ دیں۔ حضرت عمرؓ نے چاہا کہ حاطبؓ کو قتل کر دیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اصحابِ بدر پر خوشنودی کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ کرو جو بھی ہو، مَیں نے تمہیں بخش دیا۔"

(حقائق الفرقان، جلد ۴ صفحہ ۵۲۸، ۵۲۹)

بَاب ٢٤: كَيْفَ يُكْتَبُ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ

اہل کتاب کی طرف خط کیسے لکھا جائے

٦٢٦٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا تِجَارًا بِالشَّأْمِ فَأَتَوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِئَ فَإِذَا فِيهِ

۶۲۶۰: محمد بن مقاتل ابوالحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہم سے بیان کیا۔ یونس نے زُہری سے روایت کی۔ زہری نے کہا: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے مجھے بتایا کہ حضرت ابن عباسؓ نے اُن سے بیان کیا۔ ابوسفیان بن حرب نے انہیں خبر دی کہ ہرقل نے اُن کو قریش کے کچھ آدمیوں سمیت بلا بھیجا اور وہ شام میں تجارت کے لئے گئے تھے۔ وہ اس کے پاس آئے۔ پھر حضرت ابن عباسؓ نے ساری حدیث ذکر کی۔ ابوسفیان نے کہا: پھر ہرقل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا اور وہ پڑھا گیا۔ اس میں یہ مضمون تھا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ السَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ..

اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ محمد جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف۔ اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اس کے بعد...

أطرافه: ٧، ٥١، ٢٦٨١، ٢٨٠٤، ٢٩٤١، ٢٩٧٨، ٣١٧٤، ٤٥٥٣، ٥٩٨٠، ٧١٩٦، ٧٥٤١۔

بَاب ٢٥: بِمَنْ يُّبْدَأُ فِي الْكِتَابِ

خط لکھتے وقت کس سے ابتداء کی جائے

٦٢٦١: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ

۶۲۶۱: اور لیث نے کہا: مجھے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ وَصَحِيفَةً مِّنْهُ إِلَى صَاحِبِهِ. وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجَرَ خَشَبَةً فَجَعَلَ الْمَالَ فِي جَوْفِهَا وَكَتَبَ إِلَيْهِ صَحِيفَةً مِّنْ فُلَانٍ إِلَى فُلَانٍ.

انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ اس نے ایک لکڑی لی، اس کو کُریدا اور اس میں ہزار دینار اور اپنی طرف سے ایک خط اپنے ساتھی کے نام ڈال دیا۔ اور عمر بن ابی سلمہ نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے ایک لکڑی اندر سے کرید کر خالی کی اور مال اس کے اندر رکھ دیا اور اس کی طرف ایک خط لکھا: فلاں کی طرف سے فلاں کو۔

أطرافه: ١٤٩٨، ٢٠٦٣، ٢٢٩١، ٢٤٠٤، ٢٤٣٠، ٢٧٣٤۔

بَاب ٢٦: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: اپنے سردار کے استقبال کے لئے اُٹھو

٦٢٦٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ أَهْلَ قُرَيْظَةَ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فَجَاءَ فَقَالَ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ أَوْ قَالَ خَيْرِكُمْ فَقَعَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّي

۶۲۶۲: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعد بن ابراہیم سے، سعد نے ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے، ابوامامہ نے حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کی کہ قریظہ والے حضرت سعدؓ کے فیصلہ پر اُتر آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا بھیجا۔ وہ آئے اور آپؐ نے فرمایا: اپنے سردار کے استقبال کے لئے اُٹھو یا فرمایا: اپنے میں سے بہتر کے لئے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے اور آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے فیصلہ پر اُترے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے کہا: پھر میں

أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ فَقَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ بِمَا حَكَمَ بِهِ الْمَلِكُ. قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ أَفْهَمَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ مِنْ قَوْلِ أَبِي سَعِيدٍ إِلَى حُكْمِكَ.

یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں سے جو لڑنے والے تھے ان کو قتل کیا جائے اور ان لڑنے والوں کے بال بچے قید کر لئے جائیں۔ آپؐ نے سن کر فرمایا: تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو اس بادشاہ (یعنی خدا) نے فیصلہ کیا۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: میرے بعض ساتھیوں نے ابوالولید سے حضرت ابو سعیدؓ کا قول نقل کرتے ہوئے یوں بتایا: یعنی عَلٰی حُکْمِكَ کی بجائے إِلَى حُكْمِكَ۔

أطرافه: ۳۰۴۳، ۳۸۰۴، ۴۱۲۱۔

بَاب ۲۷: الْمُصَافَحَةُ

مصافحہ کرنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ. وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي.

اور حضرت ابن مسعودؓ نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد سکھایا اور میرا ہاتھ آپؐ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔ اور حضرت کعب بن مالکؓ نے کہا: میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اٹھ کر دوڑتے ہوئے میرے پاس آئے اور آکر مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک دی۔

۶۲۶۳: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ.

۶۲۶۳: عمرو بن عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں مصافحہ کرنے کا رواج تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

٦٢٦٤: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

أطرافه: ٣٦٩٤، ٦٦٣٢۔

۶۲۶۴: یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: (عبداللہ) بن وہب نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: حیوہ نے مجھے بتایا، کہا: ابوعقیل زہرہ بن معبد نے مجھ سے بیان کیا۔ ابوعقیل نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپؐ حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

بَاب ٢٨: الْأَخْذُ بِالْيَدِ[1]

دونوں ہاتھوں کو پکڑنا

وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ.

اور حماد بن زید نے ابن مبارک کو دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

٦٢٦٥: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ

۶۲۶۵: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سیف نے ہمیں بتایا۔ سیف نے کہا: میں نے مجاہد سے سنا۔ وہ کہتے تھے: عبداللہ بن سخبرہ ابومعمر نے مجھ سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھایا جبکہ میرا ہاتھ آپؐ کے ہاتھوں کے درمیان تھا۔ مجھے آپؐ نے اس طرح تشہد سکھایا جس طرح آپؐ مجھے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے۔ تمام تحفے اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور تمام بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبی تجھ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ ہم پر سلامتی ہو

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ "بِالْيَدَيْنِ" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۶۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا السَّلَامُ يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور آپؐ اس وقت ہمارے درمیان موجود تھے۔ جب آپؐ کی وفات ہوگئی ہم نے کہا: سلامتی ہو، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

أطرافه: ۸۳۱، ۸۳۵، ۱۲۰۲، ۶۲۳۰، ۶۳۲۸، ۷۳۸۱۔

بَاب ۲۹: الْمُعَانَقَةُ

ایک دوسرے کو گلے لگا کر ملنا

وَقَوْلُ الرَّجُلِ كَيْفَ أَصْبَحْتَ.

اور آدمی کا یہ کہنا کہ آج صبح کیسا مزاج ہے؟

۶۲۶۶: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. . ح. و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ

۶۲۶۶: اسحاق (بن راہویہ) نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن شعیب نے ہمیں بتایا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے کہا: عبداللہ بن کعب نے مجھے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان کو خبر دی کہ حضرت علیؓ یعنی ابن ابی طالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے۔ اور احمد بن صالح نے بھی ہم سے بیان کیا کہ عنبسہ (بن خالد) نے ہمیں بتایا کہ یونس (بن یزید) نے ہم سے بیان کیا۔ یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے کہا: عبداللہ بن کعب بن مالک نے مجھے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان کو بتایا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اس بیماری میں جس میں آپؐ فوت ہوئے، باہر نکلے تو لوگوں نے

النَّاسُ يَا أَبَا حَسَنٍ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللهِ بَارِئًا فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ فَقَالَ أَلَا تَرَاهُ أَنْتَ وَاللهِ بَعْدَ الثَّلَاثِ عَبْدُ الْعَصَا وَاللهِ إِنِّي لَأَرَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيُتَوَفَّى فِي وَجَعِهِ وَإِنِّي لَأَعْرِفُ فِي وُجُوهِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ فَاذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْأَلَهُ فِيمَنْ يَكُونُ الْأَمْرُ فَإِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذَلِكَ وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا آمَرْنَاهُ فَأَوْصَى بِنَا قَالَ عَلِيٌّ وَاللهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا[1] لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ أَبَدًا وَإِنِّي لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا.

طرفہ: ٤٤٤٧۔

پوچھا: ابوحسنؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج صبح کیسے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: الحمد للہ آپؐ آج صبح اچھے ہیں۔ حضرت عباسؓ نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور کہا: کیا تم نہیں سمجھتے کہ تم اللہ کی قسم تین دن کے بعد ڈنڈے کے غلام ہو گے؟ اللہ کی قسم! میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ عنقریب آپؐ اس بیماری میں فوت ہو جائیں گے اور میں عبدالمطلب کے بیٹوں کے چہروں سے موت پہچان لیتا ہوں۔ چلو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپؐ سے پوچھیں کہ یہ امر کس کے لئے ہو گا؟ اگر تو ہمارے لئے ہو گا تو ہمیں اس کا علم ہو جائے گا اور اگر ہمارے سوا کسی اور کے لئے ہوا تو آپؐ ہمارے متعلق وصیت کریں گے۔ حضرت علیؓ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا اور آپؐ ہمیں محروم کر دیں تو پھر لوگ ہمیں یہ کبھی نہ دیں گے اور میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کبھی نہیں پوچھوں گا۔

بَاب ٣٠: مَنْ أَجَابَ بِلَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ

جس نے بلانے پر یوں جواب دیا: میں حاضر ہوں اور آپ کی خدمت میں ہوں

٦٢٦٧: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

۶۲۶۷: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ "فَيَمْنَعُنَا" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۱ صفحہ ۶۹)

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ قَالَ مِثْلَهُ ثَلَاثًا هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ قُلْتُ لَا قَالَ حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَّعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.

حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت معاذ (بن جبلؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کے پیچھے آپؐ کے ساتھ سوار تھا۔ آپؐ نے فرمایا: معاذ! میں نے کہا: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔ پھر آپؐ نے اسی طرح تین بار فرمایا۔ (اس کے بعد پوچھا:) کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کا کسی چیز کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر تھوڑی دور چلتے رہے اور پھر فرمایا: معاذ! میں نے کہا: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ جب وہ اس کے حق کو ادا کریں یہ کہ وہ ان کو سزا نہ دے۔

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ. . بِهَذَا.

ہدبہ (بن خالد) نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا کہ قتادہ (بن دعامہ) نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت معاذؓ سے یہی روایت کی۔

أطرافه: ٢٨٥٦، ٥٩٦٧، ٦٥٠٠، ٧٣٧٣۔

٦٢٦٨: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا وَاللهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ

۶۲۶۸: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن وہب نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا) کہ اللہ کی قسم حضرت ابوذرؓ نے ہم سے ربذہ میں یہ بیان کیا۔ وہ کہتے تھے: میں عشاء کے وقت نبی صلی اللہ

عِشَاءً اسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا لِي ذَهَبًا تَأْتِي عَلَيَّ لَيْلَةٌ أَوْ ثَلَاثٌ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا وَأَرَانَا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْأَكْثَرُونَ هُمُ الْأَقَلُّونَ إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا ثُمَّ قَالَ لِي مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ يَا أَبَا ذَرٍّ حَتَّى أَرْجِعَ فَانْطَلَقَ حَتَّى غَابَ عَنِّي فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عُرِضَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْرَحْ فَمَكُثْتُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عُرِضَ لَكَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ فَقُمْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ

علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے پتھریلے میدان میں چلا جارہا تھا۔ اتنے میں اُحد کا پہاڑ ہمارے سامنے ہوا تو آپؐ نے فرمایا: ابوذرؓ! میں پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس اُحد برابر سونا ہو، مجھ پر ایک رات یا فرمایا: تین رات ایسی گزر جائیں کہ اس میں سے میرے پاس ایک دینار باقی رہے سوائے اس کے کہ جو میں نے قرض کے چکانے کے لئے رکھ چھوڑا ہو۔ میں تو ضرور ہی اس کو اللہ کے بندوں میں اس طرح اس طرح اس طرح تقسیم کر دوں اور حضرت ابوذرؓ نے ہم کو اپنے ہاتھ کے اشارہ سے سمجھایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ابوذرؓ! میں نے کہا: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، یارسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا: جو بہت مال دار ہیں وہی نادار ہوں گے سوائے اُن کے جو یوں اور یوں تقسیم کریں۔ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا: ابوذرؓ! تم اپنی جگہ کھڑے رہنا، یہاں سے جانا نہیں جب تک میں لوٹ نہ آؤں۔ آپؐ چلے گئے اور میری نظر سے غائب ہو گئے۔ اتنے میں میں نے ایک آواز سنی اور میں ڈرا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی حادثہ نہ پیش آیا ہو۔ میں نے ارادہ کیا کہ جاؤں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا خیال کیا کہ یہاں سے جانا نہیں، اس لئے میں ٹھہرا رہا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے ایک آواز سنی، میں ڈرا کہ کہیں کوئی حادثہ پیش نہ آیا ہو۔ پھر میں نے آپؐ کے ارشاد کا خیال کیا اور

قُلْتُ لِزَيْدٍ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَشْهَدُ لَحَدَّثَنِيهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ. قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ نَحْوَهُ. وَقَالَ أَبُو شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ يَمْكُثُ عِنْدِي فَوْقَ ثَلَاثٍ.

میں کھڑا رہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبریل تھے جو میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت میں سے جو ایسی حالت میں فوت ہو جائے کہ وہ کسی چیز کو بھی اللہ کا شریک نہ ٹھہراتا ہو گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! گو اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو؟ آپؐ نے فرمایا: گو اس نے زنا بھی کیا ہو اور چوری بھی کی ہو۔ (اعمش کہتے تھے:) میں نے زید سے کہا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ راوی حضرت ابو درداءؓ تھے تو انہوں نے کہا: میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ حضرت ابو ذرؓ نے مجھ سے یہ واقعہ ربذہ میں بیان کیا۔ اعمش نے کہا اور ابو صالح (سمان) نے مجھے حضرت ابو درداءؓ سے روایت کرتے ہوئے اسی طرح کا واقعہ بتایا اور ابو شہاب نے بھی اعمش سے اسے نقل کیا۔ انہوں نے یہ الفاظ کہے کہ میرے پاس تین دن سے زیادہ ٹھہرا رہے۔

أطرافه: ۱۲۳۷، ۱۴۰۸، ۲۳۸۸، ۳۲۲۲، ۵۸۲۷، ٦٤٤٣، ٦٤٤٤، ۷۴۸۷۔

بَاب ۳۱: لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ

کوئی شخص کسی شخص کو اس کی جگہ سے نہ اُٹھائے

٦٢٦٩: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيمُ

٦٢٦٩: اسماعیل بن عبداللہ نے ہم سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ. کی۔ آپؐ نے فرمایا: کوئی شخص کسی شخص کو اُس کی جگہ سے نہ اُٹھائے اور پھر خود اس جگہ بیٹھے۔

أطرافُه: ۹۱۱، ۶۲۷۰۔

تشریح: لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهِ: کوئی شخص کسی شخص کو اس کی جگہ سے نہ اُٹھائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے، وہ اس تاک میں بیٹھے ہوتے ہیں کہ فلاں جگہ اگر خالی ہو تو میں جا کر بیٹھوں یا بعض دفعہ کسی مجلس میں کسی کی کوئی پسندیدہ شخصیت یا کوئی دوست وغیرہ ہو تو اس کے ارد گرد اگر جگہ نہیں ہوتی تو اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے بھی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ کسی طرح حاصل کیا جائے۔ تو جب بھی موقع ملے کوئی جگہ خالی ہو چاہے کوئی عارضی طور پر پانی پینے کے لئے وہاں سے اُٹھا ہو، کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہاں پہ بیٹھ جایا جائے۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ چاہے یہ دینی مجالس ہیں یا دعوتوں وغیرہ پر آپ اکٹھے ہوئے ہوئے ہیں یا کہیں بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔ جو کسی کام سے عارضی طور پر اُٹھ کر اپنی جگہ سے گیا ہے تو یہ اُسی کی جگہ ہے کسی دوسرے کا حق نہیں پہنچتا کہ اس کی جگہ پر بیٹھ جائے۔ یہ بڑی غلط چیز ہے۔ اور اگر وہ واپس آئے اور آپ ایک دو منٹ کے لئے بیٹھ بھی گئے ہیں تو فوراً اُٹھ کر اُس کو جگہ دینی چاہئے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶، جولائی ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۴۹۸، ۴۹۹)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مجالس کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

"مجالس میں بیٹھنے کے ضمن میں ایک روایت میں آتا ہے کہ تم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اُس کی جگہ سے اس غرض سے نہ اُٹھائے کہ تا وہ خود اس جگہ بیٹھے۔ وسعت قلبی سے کام لو اور کھل کر بیٹھو۔ چنانچہ ابن عمرؓ کا طریق تھا کہ جب کوئی آدمی آپ کو جگہ دینے کے لئے اپنی جگہ سے اُٹھتا تو آپؓ اُس کی جگہ پر نہ بیٹھتے۔[1]

---

[1] (بخاری، کتاب الاستئذان، باب إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجْلِسِ)

خود تو ہر مومن کو یہی چاہیئے کہ دوسرے کا خیال رکھے اور اپنے بھائی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دے لیکن کسی دوسرے آنے والے کا حق نہیں بنتا کہ زبردستی کسی کو اُٹھائے کہ یہ جگہ میرے لئے خالی کرو۔ یہ بھی مجلس کے آداب کے خلاف ہے اور اس بیٹھنے والے کے حق کے خلاف ہے سوائے اس کے کہ جہاں اجازت ہے، ایسی مجالس میں جہاں مجبوری ہو، اُٹھانے کے لئے کہا جائے۔ وہ تو قرآن شریف میں بھی حکم آیا ہے...

تو جہاں قرآن کریم میں یہ کشادگی کا حکم ہے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ اگر مجلس سے اُٹھایا جائے اور انتظامیہ اگر کہے کسی وجہ سے کہ یہاں سے بعض لوگ چلے جائیں، اُٹھ جائیں، تو اُٹھ جایا کرو۔ کیونکہ بعض مجالس مخصوص ہوتی ہیں ان میں ہر ایک کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ تو یہاں بھی ہر احمدی کو کھلے دل کا مظاہرہ کرنا چاہیئے...

پھر بعض مجالس ایسی ہیں مثلاً انتخاب وغیرہ میں بھی بعض لوگ حسب قواعد نہیں بیٹھ سکتے، ان میں بعض کمیاں ہوتی ہیں تو اِس پر شکوے بھی نہیں کرنے چاہئیں، بڑی خاموشی سے چلے جانا چاہیئے یا پھر جو ذمہ داریاں ہیں اُن کو پورا ادا کرنا چاہیئے۔ وہ قواعد جن کی پابندی ضروری ہے اور جماعت نے مقرر کئے ہیں وہ کرنے چاہئیں۔ اگر قواعد پہ عمل نہیں کیا پھر شکوے بھی نہ کریں۔ یہ بھی اس مجلس کا حق ہے کہ اگر اُٹھایا جائے تو اُٹھ جائیں۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶، جولائی ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۴۹۶ تا ۴۹۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اگر مجلسوں میں تمہیں کہا جائے کہ کشادہ ہو کر بیٹھو یعنی دوسروں کو جگہ دو تو جلد جگہ کشادہ کر دو تا دوسرے بیٹھیں اور اگر کہا جائے کہ تم اُٹھ جاؤ تو پھر بغیر چون وچرا کے اُٹھ جاؤ۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۶)

بَاب ۳۲: اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا (المجادلة: ۱۲) الْآيَةَ

(اللہ تعالیٰ کا فرمانا:) جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھو اللہ تمہارے لئے کشائش کرے گا اور جب تمہیں کہا جائے اُٹھو تو تم اُٹھ کھڑے ہوا کرو

۶۲۷۰: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُّقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَّجْلِسِهِ وَيَجْلِسَ فِيهِ آخَرُ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ أَنْ يَّقُومَ الرَّجُلُ مِنْ مَّجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسَ مَكَانَهُ.

أطرافه: ۹۱۱، ۶۲۶۹۔

۶۲۷۰: خلاد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ سے، عبید اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے منع فرمایا کہ آدمی کو اس کی جگہ سے اُٹھایا جائے اور دوسرا وہاں بیٹھ جائے بلکہ تم کھل کے بیٹھا کرو اور تم فراخدلی سے پیش آیا کرو اور حضرت ابن عمرؓ ناپسند کیا کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنی مجلس سے اُٹھے، پھر کوئی اور اُس کی جگہ بیٹھے۔

تشریح: اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ: یعنی جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کھل کر بیٹھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (المجادلة: ۱۲) یعنی اے مؤمنو! جب تم سے یہ کہا جائے کہ مجالس میں کھل کر بیٹھ جاؤ تو کھل کر بیٹھ جایا کرو اللہ بھی تمہارے لئے کشادگی کے سامان پیدا کرے گا۔ اور جب تمہیں کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔ اللہ اُن کو جو مؤمن ہیں اور علم حقیقی رکھنے والے ہیں درجات میں بڑھا دے گا اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب خبردار ہے۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فَسَحَ کے مصدر اور ف س ح کے مادہ کے معنی بھی لغوی لحاظ سے وُسعت کے ہیں اور یہاں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تمہیں کہا جائے کہ تم اپنی مجالس میں وسعت پیدا کرو تو تم اپنی مجالس میں وُسعت پیدا کر دیا کرو۔ اس کے

نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اپنے رحم اور اپنے فضل سے تمہارے لئے حقیقی وسعتیں پیدا کرتا چلا جائے گا... اس آیہ کریمہ میں جس وسعت کا ذکر ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مجلس پہلے 20x20 فٹ کے ایریا اور جگہ میں ہو رہی تھی اب وہ 50x50 فٹ کے ایریا میں ہوتی ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر پہلے 20x20 فٹ کے ایریا میں 20 آدمی بیٹھے ہوئے تھے تو اَب اس قدر جگہ میں اس حکم کی تعمیل کے نتیجہ میں مثلاً تیس یا چالیس آدمی بیٹھ گئے پس تَفَسَّحُوْا کھل جاؤ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تنگ ہو کر بیٹھو تا دوسرے لوگ بھی بیٹھ جائیں دوسرے آنے والوں کے لئے جگہ کھول دیں...

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جب تمہیں یہ کہا جائے کہ مجلس میں اور آدمی آگئے ہیں تم اُن کے لئے جگہ بناؤ۔ فَافْسَحُوْا تم تنگ ہو کر بیٹھو اور آنے والوں کو جگہ دو یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے وسعت کے سامان پیدا کر دے گا۔ اس آیت کا جو مفہوم ہے اس سے یہ معلوم ہو گا کہ یہاں کوئی معین وسعت مراد نہیں۔ بلکہ وسعت مکان کی بھی ہوتی ہے، وسعت اولاد کی بھی ہوتی ہے، وسعت اولاد سے خوشی میں بھی ہوتی ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے تم اپنی اولاد کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ انہیں تمہاری آنکھوں کے لئے "قرۃ العین" یعنی ٹھنڈک بنائے۔ اب اگر اس ٹھنڈک میں زیادتی ہو جائے تو یہ بھی ایک وسعت ہے۔ پھر وسعت دل کے حوصلہ میں بھی ہوتی ہے، وسعت نیکیوں کی توفیق میں بھی ہوتی ہے، وسعت خدا تعالیٰ کے فضل میں بھی ہوتی ہے، اس کی برکت میں بھی ہوتی ہے، اس کی رحمت میں بھی ہوتی ہے۔ یہ ہر قسم کی وسعتیں اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔"

(خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳، دسمبر ۱۹۶۶، جلد اول صفحہ ۵۲۹، ۵۳۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"مجلس میں بیٹھنے کے آداب ہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اس طرح بیٹھے ہیں ایسا زاویہ ہوتا ہے کہ دائیں بائیں (اگر کہیں رش ہے تو) کوئی دوسرا بیٹھ نہ سکے، باوجود اس کے کہ جگہ ہو سکتی ہے۔ تو ایسی مجالس میں جہاں رش کا زیادہ امکان ہو ہمیشہ اس طریق سے بیٹھنا چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لئے جگہ بنا سکے۔

اس سے وسعت قلبی بھی پیدا ہوتی ہے اور ایک مومن کی یہی شان ہے کہ اپنے دل کو وسیع کرے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین مجالس وہ ہیں جو کشادہ ہوں۔[1]

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ہر فعل اور آپؐ کا ہر خلق قرآن کریم کے مطابق تھا تو یہ بھی تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ کی ہی تشریح ہے کیونکہ اگر یہ کشادگی پیدا ہو گی اور خوش دلی سے جگہ کو کشادہ کرو گے تو آپس میں محبت اور اخوت بھی بڑھے گی اور اس وجہ سے شیطان تمہارے اندر رنجشیں پیدا نہیں کر سکے گا بلکہ تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے ہو گے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶، جولائی ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۴۹۶)

نیز فرمایا:

"مجلس میں جگہ دینے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر خیال فرماتے تھے۔ اس کا اظہار ایک روایت سے ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا، حضور علیہ السلام اسے جگہ دینے کے لئے اپنی جگہ سے کچھ ہٹ گئے، وہ شخص کہنے لگا: حضورؐ جگہ بہت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کا حق ہے کہ اس کے لئے اس کا بھائی سمٹ کر بیٹھے اور اسے جگہ دے۔[2]

تو دیکھیں جب ہمارے آقا و مطاع اپنے عمل سے یہ دکھا رہے ہیں تو ہمیں کس قدر ان باتوں پر عمل کرنا چاہئے بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں آجائے تو بعض لوگ اور زیادہ چوڑے ہو کے اور پھیل کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ہمارے بیٹھنے میں تنگی نہ ہو۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶، جولائی ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۴۹۸)

---

[1] (سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی سعة المجلس)

[2] (شعب الإیمان للبیهقی، ۶۱- مقاربة اهل الدین و موادتهم، فصل فی قیام المرء لصاحبه علی وجه الإکرام، روایت نمبر ۸۵۳۴)

بَاب ۳۳: مَنْ قَامَ مِنْ مَّجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ

جو شخص اپنی جگہ سے یا گھر سے اُٹھ کر چلا جائے

وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ أَصْحَابَهُ أَوْ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ لِيَقُومَ النَّاسُ.

اور اپنے ساتھیوں سے اجازت نہ مانگے یا اُٹھنے کی تیاری کرے تاکہ لوگ بھی اُٹھ کر چلے جائیں۔

٦٢٧١: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا النَّاسَ طَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ قَالَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا قَالَ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى قَوْلِهِ: اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ

۶۲۷۱: حسن بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ انہوں نے ابو مجلز (لاحق بن حمید) سے روایت کی۔ ابو مجلز نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح کیا تو آپؐ نے لوگوں کو دعوت دی۔ انہوں نے کھانا کھایا اور پھر بیٹھ گئے، لگے باتیں کرنے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے کہ آپؐ نے یوں ظاہر کیا کہ گویا کہ اُٹھنے کی تیاری کرتے ہیں مگر وہ نہیں اُٹھے۔ جب آپؐ نے یہ دیکھا تو آپؐ کھڑے ہو گئے۔ جب آپؐ کھڑے ہو گئے تو لوگوں میں سے آپؐ کے ساتھ جو اُٹھ کر چلے گئے چلے گئے اور تین آدمی رہ گئے۔ اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اندر جانے کے لئے آئے تو کیا دیکھا کہ وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر اس کے بعد وہ بھی اُٹھ کر چلے گئے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: میں آیا اور میں نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خبر کر دی کہ وہ اب چلے گئے ہیں۔ تب آپؐ آئے اور اندر گئے۔ میں بھی اندر جانے لگا تو آپؐ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

عَظِيمًا ○ (الاحزاب: ٥٤).

اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا... یعنی اے مومنو! نبی کے گھروں میں سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کے لئے بلایا جائے ہرگز داخل نہ ہوا کرو، وہ بھی اس شرط سے کہ کھانا پکنے کے انتظار میں نہ بیٹھے رہا کرو اور نہ باتیں کرنے کے شوق میں بیٹھے رہا کرو۔ ہاں! جب تم کو بلایا جائے تو پھر ضرور چلے جایا کرو، پھر جب کھانا کھا چکو تو اپنے اپنے گھروں کو چلے جایا کرو۔ یہ امر (یعنی بے فائدہ بیٹھے رہنا یا پہلے آجانا) نبی کو تکلیف دیتا تھا مگر وہ (تمہارے جذبات کا خیال کر کے) تم (کو منع کرنے) سے حیا کرتا تھا۔ مگر اللہ سچی بات بیان کرنے سے (لوگوں کے خیالات کی وجہ سے) باز نہیں رہتا اور (چاہیئے کہ) جب تم اُن (یعنی نبی کی بیویوں) سے کوئی گھر کی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ بات تمہارے دلوں اور اُن کے دلوں کے لئے بہت اچھی ہے اور اللہ کے رسول کو تکلیف دینا تمہارے لئے جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اس کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی بھی شادی کرو۔ یہ بات اللہ کے فیصلہ کے مطابق بہت بُری ہے۔

أطرافُه: ٤٧٩١، ٤٧٩٢، ٤٧٩٣، ٤٧٩٤، ٥١٥٤، ٥١٦٣، ٥١٦٦، ٥١٦٨، ٥١٧٠، ٥١٧١، ٥٤٦٦، ٦٢٣٨، ٦٢٣٩، ٧٤٢١۔

بَاب ٣٤: الِاحْتِبَاءُ بِالْيَدِ وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ

ہاتھوں سے گوٹھ مار کر بیٹھنا اور یہی ہے جسے قرفصاء کہتے ہیں

٦٢٧٢: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْح عَنْ أَبِيهِ عَنْ

۶۲۷۲: محمد بن ابی غالب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابراہیم بن منذر حزامی نے ہمیں بتایا کہ محمد بن فلیح نے ہم سے بیان کیا۔ محمد نے اپنے باپ سے، ان کے

نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدِهِ هٰكَذَا.

باپ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے صحن میں اپنے ہاتھ سے اس طرح گوٹھ مارے ہوئے بیٹھے دیکھا۔

بَاب ۳۵: مَنِ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ

جو اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھے

وَقَالَ خَبَّابٌ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُوَسِّدٌ بُرْدَةً فَقُلْتُ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ.

حضرت خباب (بن ارتؓ) نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ ایک چادر پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ میں نے کہا: کیا آپؐ اللہ سے دعا نہیں کریں گے؟ آپؐ یہ سنتے ہی بیٹھ گئے۔

۶۲۷۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ.

أطرافه: ۲۶۵۴، ۵۹۷۶، ۶۲۷۴، ۶۹۱۹۔

۶۲۷۳: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن مفضل نے ہمیں بتایا کہ (سعید بن ایاس) جُریری نے ہم سے بیان کیا۔ جُریری نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ گناہ نہ بتاؤں جو بڑے سے بڑے ہیں؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں یارسول اللہ ضرور بتلائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی۔

۶۲۷۴: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ مِثْلَهُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.

أطرافه: ۲۶۵۴، ۵۹۷۶، ۶۲۷۳، ۶۹۱۹۔

۶۲۷۴: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ بشر (بن مفضل) نے بھی ایسا ہی بتایا اور آپؐ اس وقت تک تکیہ لگائے ہوئے تھے اور آپؐ بیٹھ گئے اور فرمایا: سنو اور جھوٹ بولنا بھی۔ آپؐ اس کو دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا: کاش آپؐ چپ ہو جائیں۔

بَاب٣٦: مَنْ أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ

جو شخص کسی ضرورت سے یا غرض سے اپنی رفتار کو تیز کرے

٦٢٧٥: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَأَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ.

٦٢٧٥: ابوعاصم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمر بن سعید سے، عمر نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ عقبہ بن حارث نے ان سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور پھر جلدی جلدی چلے اور گھر کے اندر گئے۔

أطرافه: ٨٥١، ١٢٢١، ١٤٣٠۔

بَاب٣٧: السَّرِيرُ

تخت

٦٢٧٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَسْطَ السَّرِيرِ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ تَكُونُ لِيَ الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَقُومَ فَأَسْتَقْبِلَهُ فَأَنْسَلُّ انْسِلَالًا.

٦٢٧٦: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابوالضحیٰ سے، ابوالضحیٰ نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخت کے درمیان نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپؐ کے اور قبلے کے درمیان لیٹی ہوتی۔ مجھے ضرورت ہوتی تو میں اُٹھنا ناپسند کرتی کہ کہیں آپؐ کے سامنے نہ ہو جاؤں، اس لئے ایک طرف سے کھسک جاتی۔

أطرافه: ٣٨٢، ٣٨٣، ٣٨٤، ٥٠٨، ٥١١، ٥١٢، ٥١٣، ٥١٤، ٥١٥، ٥١٩، ٩٩٧، ١٢٠٩۔

بَاب٣٨: مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وِسَادَةٌ

جس کے لئے گدّار کھا گیا

٦٢٧٧: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ

٦٢٧٧: اسحاق (بن شاہین واسطی) نے ہم سے

ح. و حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ زَيْدٍ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَقَالَ لِي أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِحْدَى عَشْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ.

بیان کیا کہ خالد (طحان) نے ہمیں بتایا۔ نیز عبداللہ بن محمد (مسندی) نے مجھ سے بیان کیا کہ عمرو بن عون نے ہم سے بیان کیا کہ خالد (بن عبداللہ طحان) نے ہم سے بیان کیا۔ خالد بن عبداللہ نے خالد (حذاء) سے، خالد نے ابوقلابہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مجھے ابو ملیح نے بتایا، کہا: میں تمہارے باپ زید کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو (بن عاصؓ) کے پاس گیا۔ انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس میرے روزے کا ذکر کیا گیا تو آپؐ میرے پاس آئے اور میں نے آپؐ کے لئے چمڑے کا گاؤ تکیہ رکھ دیا جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔ آپؐ زمین پر بیٹھ گئے اور وہ گدا میرے اور آپؐ کے درمیان رہا تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہیں ہر مہینے میں تین دن کافی نہیں؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: پانچ دن؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: سات دن سہی۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: نو دن سہی۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: گیارہ دن سہی۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: حضرت داؤدؑ کے روزوں سے بڑھ کر اور کوئی روزہ نہیں جو آدھی عمر کے روزے تھے یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار۔

أطرافه: ١١٣١، ١١٥٢، ١١٥٣، ١٩٧٤، ١٩٧٥، ١٩٧٦، ١٩٧٧، ١٩٧٨، ١٩٧٩، ١٩٨٠، ٣٤١٨، ٣٤١٩، ٣٤٢٠، ٥٠٥٢، ٥٠٥٣، ٥٠٥٤، ٥١٩٩، ٦١٣٤۔

٦٢٧٨: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ

۶۲۷۸: یحییٰ بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ یزید

حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ قَدِمَ الشَّأْمَ. و حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَى الشَّأْمِ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي جَلِيسًا فَقَعَدَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي كَانَ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ يَعْنِي حُذَيْفَةَ أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ كَانَ فِيكُمْ الَّذِي أَجَارَهُ اللهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي عَمَّارًا أَوَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ وَالْوِسَادِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللهِ يَقْرَأُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى(الیل:۲) قَالَ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى فَقَالَ مَا زَالَ هَؤُلَاءِ حَتَّى كَادُوا يُشَكِّكُونِي وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(بن ہارون) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے مغیرہ (بن مقسم) سے، مغیرہ نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ (بن قیس) سے روایت کی کہ وہ شام میں آ گئے اور ابوالولید نے بھی ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مغیرہ سے، مغیرہ نے ابراہیم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: علقمہ شام کو گئے اور مسجد میں جا کر دو رکعتیں نماز پڑھی اور یہ دعا کی: اے اللہ! مجھے کوئی ہمنشین عطا کیجیو اور پھر جا کر حضرت ابو درداءؓ کے پاس بیٹھ گئے تو انہوں نے پوچھا: تم کن لوگوں سے ہو؟ انہوں نے کہا: میں کوفہ کے باشندوں میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا تم میں اس راز کے وہ محرم نہیں جس کو ان کے سوا اور کوئی نہ جانتا تھا۔ اس سے ان کی مراد حضرت حذیفہؓ سے تھی۔ کیا وہ شخص تم میں نہیں جس کو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان سے، شیطان سے اپنی پناہ میں رکھا تھا یعنی حضرت عمارؓ یا تم میں وہ شخص نہیں جو مسواک اور گدا لئے رہتے تھے یعنی حضرت ابن مسعودؓ۔ حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى کو کس طرح پڑھا کرتے تھے؟ علقمہ نے کہا: یوں پڑھا کرتے تھے: وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى۔ حضرت ابو درداءؓ کہنے لگے: یہ لوگ میرے پیچھے پڑے رہے یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ مجھے شک میں ڈال دیتے حالانکہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سنا تھا۔

أطرافه: ۳۲۸۷، ۳۷۴۲، ۳۷۴۳، ۳۷۶۱، ۴۹۴۳، ۴۹۴۴۔

بَاب ۳۹: الْقَائِلَةُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا

٦٢٧٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ. . .

۶۲۷۹: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو حازم سے، ابو حازم نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جمعہ کے بعد ہی ہم قیلولہ کیا کرتے تھے اور دن کا کھانا کھایا کرتے تھے۔

أطرافه: ٩٣٨، ٩٣٩، ٩٤١، ٢٣٤٩، ٥٤٠٣، ٦٢٤٨۔

بَاب ۴۰: الْقَائِلَةُ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں قیلولہ کرنا

٦٢٨٠: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهِ إِذَا دُعِيَ بِهَا جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ

۶۲۸۰: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن ابی حازم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو حازم سے، ابو حازم نے حضرت سہل بن سعد (ساعدیؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علیؓ کو ابو تراب سے بڑھ کر پیارا نام اور کوئی نہ تھا۔ وہ اس نام سے تو بہت ہی خوش ہوا کرتے تھے۔ اگر اس سے ان کو پکارا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ علیہ السلام کے گھر میں آئے اور آپؐ نے گھر میں حضرت علیؓ کو نہ پایا۔ آپؐ نے پوچھا: تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ تو وہ کہنے لگیں: میرے اور ان کے درمیان کوئی جھگڑا ہوا تھا تو وہ مجھ سے ناراض ہو کر باہر چلے گئے اور میرے پاس قیلولہ بھی نہیں کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی

يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ.

سے فرمایا: دیکھو وہ کہاں ہے؟ وہ آیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور وہ لیٹے ہوئے تھے۔ ان کی چادر ان کے ایک پہلو سے گر گئی تھی جس سے ان کو مٹی لگ گئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مٹی پونچھنے لگے اور یہ فرماتے جاتے تھے: اُٹھو ابوتراب، اُٹھو ابوتراب۔

أطرافه: ٤٤١، ٣٧٠٣، ٦٢٠٤۔

بَاب ٤١: مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ

جو کسی قوم کو ملنے جائے اور انہی کے پاس قیلولہ کرے

٦٢٨١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا عَلَى ذَلِكَ النِّطَعِ قَالَ فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعَرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُورَةٍ ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ وَهُوَ نَائِمٌ. قَالَ فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ أَوْصَى إِلَيَّ أَنْ يُجْعَلَ فِي حَنُوطِهِ مِنْ ذَلِكَ السُّكِّ قَالَ فَجُعِلَ فِي حَنُوطِهِ.

۶۲۸۱: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ انصاری نے ہمیں بتایا، کہا: میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے ثمامہ سے، ثمامہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ حضرت اُم سلیمؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چمڑہ بچھاتی تھیں اور آپؐ ان کے ہاں اس چمڑے پر ہی قیلولہ کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تو حضرت اُم سلیمؓ آپؐ کا پسینہ اور آپؐ کے کچھ بال لیتیں اور انہیں ایک شیشی میں محفوظ رکھتی جاتیں۔ پھر ان میں خوشبو ملا لیتیں۔ ثمامہ کہتے تھے کہ جب حضرت انس بن مالکؓ فوت ہونے لگے، انہوں نے وصیت کی کہ اسی خوشبو کو اُن کے حنوط میں ڈالا جائے۔ کہتے تھے: چنانچہ وہ خوشبو اُن کے حنوط میں ڈالی گئی۔

٦٢٨٢، ٦٢٨٣: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ قَالَ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ يَشُكُّ إِسْحَاقُ قُلْتُ ادْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقُلْتُ ادْعُ اللهَ

۶۲۸۲-۶۲۸۳: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، اسحاق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے اُن کو کہتے ہوئے سنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد قبا کو جاتے تو حضرت اُم حرام بنت ملحانؓ کے ہاں جاتے۔ وہ آپؐ کو کھانا کھلاتیں اور وہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بیوی تھیں۔ ایک دن آپؐ ان کے ہاں گئے اور حضرت اُم حرامؓ نے آپؐ کو کھانا کھلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے پھر ہنستے ہوئے جاگے۔ حضرت اُم حرامؓ کہتی تھیں: میں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپؐ کو کیا بات ہنسا رہی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میری اُمت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں غازی ہیں۔ اس سمندر میں سوار جا رہے ہیں، بادشاہ ہیں تختوں پر بیٹھے ہوئے یا فرمایا: جیسے بادشاہ ہوتے ہیں تختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسحاق نے ان الفاظ کے متعلق شک کیا۔ میں نے کہا: اللہ سے دعا کریں کہ مجھے بھی انہی میں سے کرے۔ آپؐ نے دعا کی اور پھر سر رکھ کر سو گئے۔ پھر جاگے تو ہنس رہے تھے۔ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپؐ کو کیا بات ہنسا رہی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میری اُمت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں غازی ہیں۔ اس سمندر میں سوار جا رہے ہیں۔ بادشاہ ہیں تختوں پر بیٹھے ہوئے۔ یا

أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ زَمَنَ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

(فرمایا:) بادشاہوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا: اللہ سے دعا کریں کہ مجھے بھی ان میں سے کرے۔ آپؐ نے فرمایا: تم تو پہلوں میں ہو۔ چنانچہ انہوں نے بھی حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں سمندر میں سفر کیا اور جب سمندر سے باہر آئیں تو اپنے جانور پر سے گر کر فوت ہو گئیں۔

أطرافُ الحديث ٦٢٨٢: ٢٧٨٨، ٢٧٩٩، ٢٨٧٧، ٢٨٩٤، ٧٠٠١۔
أطرافُ الحديث ٦٢٨٣: ٢٧٨٩، ٢٨٠٠، ٢٨٧٨، ٢٨٩٥، ٢٩٢٤، ٧٠٠٢۔

بَاب ٤٢: الْجُلُوسُ كَيْفَمَا تَيَسَّرَ

جیسے بھی آسانی ہو بیٹھنا

٦٢٨٤: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِ الْإِنْسَانِ مِنْهُ شَيْءٌ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ. تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بُدَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۶۲۸۴: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے عطاء بن یزید لیثی سے، عطاء نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے پہننے اور دو قسم کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ کپڑے کو اس طرح لپیٹنا کہ دونوں ہاتھ اندر ہی ہوں اور ایک کپڑے میں گوٹھ مار کر بیٹھنا کہ آدمی کی شرمگاہ پر کوئی کپڑے کا حصہ نہ رہے اور چیز کو چھو کر اور پھینک کر لینا دینا۔ (سفیان کی طرح) معمر اور محمد بن ابی حفص اور عبداللہ بن بدیل نے بھی زہری سے یہی روایت کی۔

أطرافُه: ٣٦٧، ١٩٩١، ٢١٤٤، ٢١٤٧، ٥٨٢٠، ٥٨٢٢۔

بَاب ٤٣ : مَنْ نَّاجَى بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ

جو لوگوں کے سامنے راز داری سے بات کرے

وَمَنْ لَّمْ يُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهِ فَإِذَا مَاتَ أَخْبَرَ بِهِ.

اور جو اپنے ساتھی کے راز کو نہ بتائے۔ جب وہ فوت ہو جائے تو اس راز کو بتائے۔

٦٢٨٥، ٦٢٨٦ : حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ أَبِي عَوَانَةَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَّسْرُوقٍ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ جَمِيعًا لَمْ تُغَادَرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَمْشِي لَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفَى مِشْيَتُهَا مِنْ مِّشْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَّمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَأَى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَإِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا أَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ خَصَّكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۶۲۸۵، ۶۲۸۶: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو عوانہ (وضاح یشکری) سے کہ فراس (بن یحییٰ) نے ہم سے بیان کیا۔ فراس نے عامر سے، عامر نے مسروق سے روایت کی کہ مجھے حضرت عائشہ اُم المؤمنینؓ نے بتایا۔ انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تمام کی تمام آپؐ کے پاس تھیں۔ ہم میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھی جو نہ بلائی گئی ہو۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام سامنے سے چلتی ہوئی آئیں۔ اللہ کی قسم اُن کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے ایسی مشابہ تھی کہ چھپی نہ رہتی تھی۔ جب آپؐ نے اُن کو دیکھا تو آپؐ نے خوشی سے استقبال کیا، فرمایا: مرحبا میری بیٹی۔ پھر آپؐ نے ان کو اپنی دائیں طرف بٹھا لیا یا (کہا:) اپنی بائیں طرف۔ پھر آپؐ نے ان سے پوشیدہ بات کی اور وہ بہت ہی روئیں۔ جب آپؐ نے اُن کے اس غم کو دیکھا تو آپؐ نے دوبارہ اُن سے پوشیدگی میں بات کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہنس رہی تھیں۔ تو آپؐ کی ازواج میں سے مَیں نے ان سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوشیدگی میں تم سے خصوصیت سے بات کی ہے، پھر تم رو رہی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ لَهَا عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِي قَالَتْ أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ فَأَخْبَرَتْنِي قَالَتْ أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِي فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ.

ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر چلے گئے تو میں نے اُن سے پوچھا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے چپکے سے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا: میں تو ایسی نہیں ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (منع کرنے کے باوجود آپؐ کے) راز کا افشاء کروں۔ جب آپؐ فوت ہو گئے تو میں نے ان سے کہا: میں تمہیں اسی حق کی قسم دیتی ہوں جو میرا تم پر ہے کہ تمہیں مجھے ضرور ہی بتانا ہو گا۔ جب انہوں نے مجھے بتایا تو کہا: ہاں اب تو بتاتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بتایا۔ کہنے لگیں: جب آپؐ نے پہلی بار مجھ سے راز میں بات کی تھی تو آپؐ نے مجھے بتایا تھا کہ جبرائیل ہر سال آپؐ کے ساتھ ایک دفعہ قرآن کا دور کیا کرتے تھے اور اس سال انہوں نے میرے ساتھ دو دفعہ دور کیا ہے اور میں یہی سمجھتا ہوں کہ اجل قریب پہنچ چکی ہے۔ تمہیں اللہ ہی کو اپنا سپر بنانا ہو گا اور صبر کرنا ہو گا کیونکہ میں تمہارے لئے بہت ہی اچھا پیش خیمہ ہوں گا۔ کہتی تھیں: یہ سن کر میں رو پڑی، وہی جو آپؓ نے دیکھا تھا۔ جب آپؐ نے میری بے قراری کو دیکھا تو دوبارہ آپؐ نے مجھے راز بتایا۔ فرمایا: فاطمہؓ کیا تم پسند نہیں کرتی کہ تم مؤمن عورتوں کی سردار بنو یا فرمایا: اس اُمت کی عورتوں کی سردار بنو؟

أطرافُ الحديث ٦٢٨٥: ٣٦٢٣، ٣٦٢٥، ٣٧١٥، ٤٤٣٣۔
أطرافُ الحديث ٦٢٨٦: ٣٦٢٤، ٣٦٢٦، ٣٧١٦، ٤٤٣٤۔

بَاب ٤٤ : الِاسْتِلْقَاءُ

چت لیٹنا

٦٢٨٧: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

أطرافه: ٤٧٥، ٥٩٦٩۔

۶۲۸۷: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا کہ زہری نے ہم سے بیان کیا۔ زُہری نے کہا: عباد بن تمیم نے اپنے چچا (عبداللہ بن زید انصاری) سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں دیکھا کہ آپؐ اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے چت لیٹے ہیں۔

بَاب ٤٥ : لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ

تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَى إِلَى قَوْلِهِ وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ○

(المجادلة: ١٠، ١١)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اے مومنو! جب کبھی خفیہ مشورہ کرو تو گناہ کی بات اور زیادتی کی بات پر خفیہ مشورے نہ کیا کرو اور نہ رسول کی نافرمانی کی باتوں پر بلکہ نیکی کی باتوں پر اور تقویٰ کی باتوں پر مشورہ کیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کیا کرو جس کی طرف تم سب کو (زندہ کر کے) لوٹایا جائے گا۔ خفیہ مشورہ کرنے کا طریق شیطان کی طرف سے آیا ہے اور اس کی غرض یہ ہے کہ مومنوں کو فکر میں ڈالے اور وہ ان کو اللہ کے حکم کے بغیر کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور چاہیئے کہ مومن صرف اللہ پر توکل کریں۔

وَقَوْلُهُ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ

اور اللہ کا فرمانا: اے ایمان دارو! جب تم رسول سے الگ مشورہ کرنا چاہو تو اپنے مشورہ سے پہلے کچھ

صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ إِلَى قَوْلِهِ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

(المجادلة:۱۳، ۱۴)

صدقہ دیا کرو، یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا اور دل کو پاک کرنے کا موجب ہوگا (مگر یہ حکم انہی کے لئے ہے جن کو توفیق ہو) اگر تم (کوئی چیز بھی صدقہ کے لئے) نہ پاؤ تو (ڈرو نہیں) اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ کیا تم مشورہ کرنے سے پہلے صدقہ دینے سے ڈر گئے؟ سو چونکہ تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے تم پر فضل فرما دیا ہے، پس تم نمازیں قائم کرو اور زکوتیں دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔

۶۲۸۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح. و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ.

۶۲۸۸: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ نیز اسماعیل (بن ابی اویس) نے بھی ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبد اللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو دو تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشیاں نہ کریں۔

تشریح: لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ: تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"مجالس کے آداب اور اس کے حقوق میں یہ بھی شامل ہے کہ جب مجلس میں بیٹھیں تو مجلس میں اگر بات کر رہے ہیں تو اس طرح کریں کہ سب سن رہے ہوں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو افراد اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر آپس میں کھسر پھسر نہ کریں کیونکہ ایسا کرنا تیسرے شخص کو رنجیدہ کر دے گا۔[1]

[1] (ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی التناجی)

تو بعض دفعہ یہ رنجیدگی بعض طبائع کی وجہ سے لڑائیوں اور جھگڑوں کی وجہ بن جاتی ہے، بدظنیوں کی وجہ بن جاتی ہے۔ تو ہمیشہ مجلسوں میں اس طرح کرنے سے بچنا چاہیئے۔ اور اگر کسی سے انتہائی ضروری بات کرنی بھی ہے تو جو ساتھ بیٹھا ہوا شخص ہے اس سے اجازت لے کر کہ میں فلاں شخص سے فلاں ضروری بات کرنا چاہتا ہوں، ایک طرف لے جا کے کرنی چاہیئے تا کہ کسی بھی قسم کی بدظنی پیدا نہ ہو کیونکہ شیطان جو ہے ہر وقت اس تاک میں ہے کہ کسی طرح فساد پیدا کرے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جولائی ۲۰۰۴، جلد ۲ صفحہ ۴۹۵)

بَاب ٤٦ : حِفْظُ السِّرِّ

راز کو محفوظ رکھنا

٦٢٨٩ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ وَلَقَدْ سَأَلَتْنِي أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ.

۶۲۸۹: عبداللہ بن صباح نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر بن سلیمان نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا۔ (وہ کہتے تھے) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک راز کی بات بتائی تو میں نے آپؐ کے بعد وہ کسی کو بھی نہیں بتائی۔ اور حضرت اُم سُلیمؓ نے بھی مجھ سے پوچھا تو میں نے اُن کو بھی وہ بات نہیں بتائی۔

بَاب ٤٧ : إِذَا كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ

جب تین سے زیادہ آدمی ہوں تو پوشیدگی میں بات کرنے اور سرگوشی کرنے میں کوئی حرج نہیں

٦٢٩٠ : حَدَّثَنِي عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى

۶۲۹۰: عثمان (بن ابی شیبہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور (بن معتمر) سے، منصور نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ

رَجُلَانِ دُونَ الْآخَرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ أَجْلَ أَنْ ذَلِكَ يُحْزِنَهُ.

عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر اُس وقت تک آپس میں سرگوشی نہ کریں کہ تم میں اَور لوگ شامل ہو جائیں۔ اس لئے کہ کہیں یہ بات اس کو رنجیدہ نہ کر دے۔

٦٢٩١: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِنَّ هَذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ قُلْتُ أَمَا وَاللهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي مَلَإٍ فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَى مُوسَى أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ.

۶۲۹۱: عبدان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو حمزہ (محمد بن میمون) سے، ابو حمزہ نے اعمش سے، اعمش نے شقیق سے، شقیق نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مال تقسیم کیا تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا: یہ تو ایسی تقسیم ہے کہ اس سے اللہ کی رضامندی نہیں چاہی گئی۔ میں نے کہا: دیکھو! اللہ کی قسم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ میں آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ اس وقت بھری مجلس میں تھے۔ میں نے چپکے سے (آپؐ کے کان میں) وہ بات کہی تو آپؐ (سن کر) اس قدر غصے میں آئے کہ آپؐ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: موسیٰؑ پر اللہ کی رحمت ہو۔ اُنہیں اس سے زیادہ دکھ دیا گیا اور انہوں نے صبر کیا۔

أطرافه: ٣١٥٠، ٣٤٠٥، ٤٣٣٥، ٤٣٣٦، ٦٠٥٩، ٦١٠٠، ٦٣٣٦۔

بَاب ٤٨: طُولُ النَّجْوَى

دیر تک سرگوشی کرنا

وَقَوْلُهُ: وَإِذْهُمْ نَجْوَى (بنی اسرائیل:۴۸) مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: یعنی جب وہ آپس میں سرگوشیاں کر رہے ہوتے ہیں۔ نَجْوَى مصدر ہے نَاجَيْتُ

وَالْمَعْنَى يَتَنَاجَوْنَ.

سے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی مصدر سے ان کو موصوف کیا اور اس کے معنی ہیں کہ وہ آپس میں سرگوشیاں کر رہے ہوتے ہیں۔

٦٢٩٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَجُلٌ يُنَاجِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى.

أطرافه: ٦٤٢، ٦٤٣۔

۶۲۹۲: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے عبدالعزیز (بن صہیب) سے، عبدالعزیز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نماز کے لئے تکبیر ہوگئی اور ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کر رہا تھا۔ اور وہ آپؐ سے اتنی دیر تک سرگوشی کرتا رہا کہ آپؐ کے صحابہ سو گئے۔ پھر اس کے بعد آپؐ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔

بَاب ٤٩: لَا تُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

سوتے وقت گھر میں آگ نہ رہنے دی جائے

٦٢٩٣: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ.

۶۲۹۳: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے سالم سے، سالم نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جب تم سونے لگتے ہو تو اپنے گھروں میں آگ نہ رہنے دیا کرو۔

٦٢٩٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ

۶۲۹۴: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُرید بن عبداللہ سے، بُرید نے ابوبُردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰ

عَنْهُ قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ.

رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مدینہ میں رات کو ایک گھر جل گیا جس میں گھر والے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے متعلق بتایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ آگ تمہاری دشمن ہے۔ اس لئے جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا کر بے فکر ہو جایا کرو۔

٦٢٩٥: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ كَثِيرٍ هُوَ ابْنُ شِنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ.

۶۲۹۵: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کثیر سے جو ابن شنظیر ہیں، کثیر نے عطاء (بن ابی رباح) سے، عطاء نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور دروازوں کو بند کر لیا کرو اور چراغوں کو بجھا دو کیونکہ چوہا کبھی کبھی بتی گھسیٹ کر لے جاتا ہے اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔

أطرافه: ٣٢٨٠، ٣٣٠٤، ٣٣١٦، ٥٦٢٣، ٥٦٢٤، ٦٢٩٦۔

بَاب ٥٠: غَلْقُ الْأَبْوَابِ بِاللَّيْلِ

رات کو دروازے بند کرنا

٦٢٩٦: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ بِاللَّيْلِ إِذَا رَقَدْتُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ. قَالَ هَمَّامٌ

۶۲۹۶: حسان بن ابی عباد نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام (بن یحییٰ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عطاء (بن ابی رباح) سے، عطاء نے حضرت جابر (بن عبداللہ انصاریؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم سونے لگو تو رات کو چراغ بجھا دیا کرو اور دروازوں کو بند کر لیا کرو اور

وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ بِعُودٍ يَعْرُضُهُ.

مشکوں کے منہ باندھو اور کھانے اور پینے کی چیزوں کو ڈھانپو۔ ہمام نے کہا: اور میں سمجھتا ہوں (کہ عطاء نے یہ بھی) کہا: گو ایک لکڑی سے ہی جو وہ اُس پر آڑی رکھ دے۔

أطرافُه: ٣٢٨٠، ٣٣٠٤، ٣٣١٦، ٥٦٢٣، ٥٦٢٤، ٦٢٩٥۔

بَاب ٥١: الْخِتَانُ بَعْدَ الْكِبَرِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ

بڑھاپے کے بعد ختنہ کروانا اور بغل کے بال صاف کرنا

٦٢٩٧: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ.

٦٢٩٧: یحییٰ بن قزعہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: فطری باتیں پانچ ہیں۔ ختنہ کرانا اور زیر ناف بال صاف کرنا اور بغل کے بال صاف کرنا اور مونچھیں کاٹنا اور ناخن تراشنا۔

أطرافُه: ٥٨٨٩، ٥٨٩١۔

٦٢٩٨: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ ثَمَانِينَ سَنَةً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُومِ مُخَفَّفَةً. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ عَنْ

٦٢٩٨: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب بن ابی حمزہ نے ہمیں بتایا۔ ابوزناد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ نے اسّی سال کے بعد ختنہ کروایا تھا اور تیشے سے ختنہ کروایا تھا۔ (یہ لفظ قَدُوْم ہے دال کی) تخفیف سے۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ

أَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقَدُّومِ وَهُوَ مَوْضِعٌ مُشَدَّدٌ.

مغیرہ (بن عبدالرحمٰن) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوزناد سے روایت کی اور انہوں نے کہا: یہ لفظ قَدُّوم ہے تشدید کے ساتھ اور یہ ایک جگہ ہے۔

طرفُه: ٣٣٥٦۔

٦٢٩٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ مَنْ أَنْتَ حِينَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُونٌ. قَالَ وَكَانُوا لَا يَخْتِنُونَ الرَّجُلَ حَتَّى يُدْرِكَ.

٦٢٩٩: محمد بن عبدالرحیم نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن موسیٰ نے ہمیں بتایا۔ اسماعیل بن جعفر نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اسرائیل سے، اسرائیل نے ابواسحاق (سبیعی) سے، ابواسحاق نے سعید بن جبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا گیا: آپؓ کس عمر کے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی؟ تو انہوں نے کہا: میں ان دنوں ختنہ شدہ تھا۔ (ابواسحاق نے) کہا: اور وہ آدمی کا ختنہ نہیں کیا کرتے تھے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جاتا۔

طرفُه: ٦٣٠٠۔

٦٣٠٠: وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا خَتِينٌ.

٦٣٠٠: اور (عبداللہ) ابن ادریس (بن یزید) نے اپنے باپ سے نقل کیا۔ انہوں نے ابواسحاق (سبیعی) سے، ابواسحاق نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور میرا ختنہ ہو چکا تھا۔

طرفُه: ٦٢٩٩۔

بَاب ٥٢: كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللهِ

ہر مشغلہ باطل ہے جب وہ انسان کو اللہ کی اطاعت سے غافل کر دے

وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ

اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے: آؤ میں تم سے جوا کھیلوں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: یعنی لوگوں میں سے

لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (لقمان:۷).

ایسے بھی ہیں جو بے ہودہ بات اختیار کرتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کریں۔

۶۳۰۱: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

۶۳۰۱: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حمید بن عبدالرحمٰن نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو کوئی قسم کھائے اور اپنی قسم میں لات اور عزیٰ کا نام لے تو وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کرے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ میں تم سے جوا کھیلوں تو وہ صدقہ دے۔

أطرافه: ٤٨٦٠، ٦١٠٧، ٦٦٥٠۔

تشریح: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ: یعنی لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو بے ہودہ بات اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ (لقمان:۷) اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو (اپنا روپیہ ضائع کرکے) کھیل تماشہ کی باتیں لیتے رہتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکیں اور اس (یعنی اللہ کے راستہ) کو ہنسی کے قابل چیز بنا لیتے ہیں ان لوگوں کے لئے ذلت والا عذاب ہوگا۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)

آج کے زمانہ میں نئی ایجادات ٹی وی، انٹرنیٹ اور کھیلوں کے بہت سے مشاغل انسان کو اپنی چمک اور کشش میں اس طرح جکڑتے جارہے ہیں کہ گھنٹوں بلکہ سارا سارا دن اور ساری ساری رات ایک بہت بڑی تعداد مردوں، عورتوں اور نوجوان لڑکے لڑکیوں کی ہے جو اس انہماک سے ان مشاغل میں لگے ہوتے ہیں کہ ساتھ والے کے حال سے غافل اور بے نیاز ہوتے ہیں۔ بار بار دیکھا گیا ہے کھانے کی ٹیبل پر بیٹھے پانچ چھ افراد ہر ایک اپنے اپنے موبائل کے ساتھ مصروف ہے۔ رشتوں کی پہچان، قدر اور بے شمار انسانی قدروں کو اس عادت نے ختم کر دیا ہے۔ مطالعہ کتب یا ذکر الٰہی، تنہائی میں دعا کرنے اور اپنے خالق ومالک کے حضور حاضر ہونے اور محبت الٰہی اور خشیت اللہ سے آبدیدہ ہونے کے اعلیٰ روحانی مواقع اب ان فضول اور بے کار مشاغل کی نظر ہو گئے ہیں۔ اسی امر کا زیر باب آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لَهْوَ الْحَدِيْثِ: ایسی بات جو انسان کو خدا سے غافل کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کافر نضر بن حارث نام تھا جو لوگوں کو کہتا کہ تم قرآن سننے کیا جاتے ہو۔ آؤ میں تم کو رُستم و اسفندیار کے قصّے سناؤں جو بڑے لمبے اور بہت عجائب ہیں۔ اس زمانہ کے اکثر ناول نویس اور قصّہ خواں اس نضر بن حارث کے روحانی شاگرد ہیں جو بیہودہ قصّوں میں لوگوں کو مصروف کر کے حکمت کی سنجیدہ باتوں سے دور ڈال دیتے ہیں۔" (حقائق الفرقان، جلد ۳ صفحہ ۳۶۰، ۳۶۱)

بَاب ۵۳: مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ

عمارت بنانے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ إِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبُهْمِ فِي الْبُنْيَانِ.

حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ اُس گھڑی کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے جب اُونٹوں کے چرانے والے ایک دوسرے سے بڑھ کر اُونچی اُونچی عمارتیں بنائیں گے۔

۶۳۰۲: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَيْتُ بِيَدِي بَيْتًا يُكِنُّنِي مِنَ الْمَطَرِ وَيُظِلُّنِي مِنَ الشَّمْسِ مَا أَعَانَنِي عَلَيْهِ أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ.

۶۳۰۲: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق نے جو کہ سعید کے بیٹے ہیں ہمیں بتایا۔ اسحاق نے سعید (بن عمرو) سے، سعید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دیکھا جبکہ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک گھر بنایا تھا جو مجھے بارش سے بچاتا اور دھوپ سے مجھ پر سایہ کرتا۔ اللہ کی مخلوق سے کسی نے بھی مجھے اس کے بنانے میں مدد نہیں دی۔

۶۳۰۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

۶۳۰۳: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاللهِ مَا وَضَعْتُ لَبِنَةً عَلَى لَبِنَةٍ وَلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُفْيَانُ فَذَكَرْتُهُ لِبَعْضِ أَهْلِهِ قَالَ وَاللهِ لَقَدْ بَنَى قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ فَلَعَلَّهُ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَّبْنِيَ.

سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا کہ عمرو (بن دینار) نے کہا: حضرت ابن عمرؓ کہتے تھے: اللہ کی قسم جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی اور نہ ہی کھجور کا کوئی درخت لگایا۔ سفیان نے کہا: میں نے ان کے گھر والوں میں سے کسی سے اس کا ذکر کیا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم انہوں نے گھر بنایا تھا۔ سفیان کہتے تھے: میں نے کہا: شاید انہوں نے گھر بنوانے سے پہلے کہا ہو۔

تشریح: مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ: عمارت بنانے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں۔ عنوان باب میں امام بخاری نے لفظ "مَا" سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ عام قانون بیان نہیں کیا گیا بلکہ مخصوص امر کی طرف اشارہ ہے۔ زیر باب حدیث میں ان عربوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بیان کی گئی ہے جو اُونٹوں کے چرواہے تھے کہ ایک زمانہ آئے گا یہ تفاخر اور مقابلہ کے لئے اُونچی اُونچی عمارتیں بنائیں گے۔ آج عرب ریاستیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے من و عن پورا کرنے میں لاتعداد اُونچی عمارتیں جن میں سرفہرست برج الخلیفہ ہے منہ بولتا ثبوت ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات سے امام بخاری نے اس روح اور فلسفہ کی طرف اشارہ کیا ہے جو صحابہؓ کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ نے پیدا کیا تھا جو اینٹ روڑے پر خرچ کرنے کو معیوب سمجھتے تھے۔ کاش آج اُمت محمدیہ بالخصوص اور اقوام عالم بالعموم اس روح کو سمجھیں کہ انسان کی اصل ضرورت تو ایسی چھت یا گھر میسر ہونا ہے جو اُسے موسمی تکالیف سے محفوظ رکھے اور اس کے لئے سکون و امن کا باعث ہو اور مقابلہ بازی میں صرف اینٹ روڑے پر خرچ کرنے کی بجائے دیگر انسانی ضرورتوں کو ملحوظ رکھا جائے۔ آج دنیا میں لاکھوں انسان بے گھر ہیں، بے یار و مددگار ہیں۔ اُن کی ضروریات ان میل بامیل اُونچی عمارتوں سے بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ کاش بڑے بڑے ایوانوں میں بیٹھنے والے بے گھر (Home Less) اور بے سہارا لوگوں کے درد کو سمجھیں۔

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتابیات

قرآنِ کریم وتفاسیر

★ تفسیر صغیر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفة المسیح الثاني رضی اللہ عنہ

★ قرآن کریم اُردو ترجمہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ

★ تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود ومہدي معہود علیہ السلام

★ حقائق الفرقان: تفسیري نکات حضرت خلیفة المسیح الأول رضی اللہ عنہ

ناشر: نظارت اشاعت ربوہ پاکستان، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

★ تفسیر کبیر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفة المسیح الثاني رضی اللہ عنہ

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔

☆☆☆

★ المفردات فی غریب القرآن للراغب:

أبو القاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب الأصفهاني (المتوفی: ۵۰۲ھ)

الناشر: دار القلم، الدار الشامیة۔ دمشق بیروت۔ الطبعة الأولی - ۱۴۱۲ھ

کتب لِمتونِ الحدیث

★ صحیح البخاری: أبو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاري (المتوفی۲۵۶ھ)

(۱) فتح الباري: احمد بن علی بن حجر العسقلاني (المتوفی۸۵۲ھ)

مطبوعہ دار السلام الریاض۔ الطبعة الاولی -۲۰۰۰ء

المطبعة الأمیریة ببولاق بمصر ۱۳۰۱ھ

المطبع الأنصاري دهلی ۱۳۰۵ھ

(۲) صحیح البخاري: مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی- ۱۳۵۷ھ

(۳) عمدة القاري: بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العیني (المتوفی۸۵۵ھ)

دار احیاء التراث العربي۔ بیروت لبنان

(۴) صحیح الإمام البخاري باختلاف الروایات مطبوعة عن النسخة الیونینیة

مطبوعہ دار طوق النجاة۔ الطبعة الأولی۔ ۱۴۲۲ھ

(۵) صحیح البخاري مطبوعہ مکتبة الرشد الریاض۔ الطبعة الثانیة ۲۰۰۶ء

★ صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (المتوفى٢٦١هـ)
دار السلام۔ الرياض۔ الطبعة الاولىٰ۔ ١٩٩٨ء

★ سنن الترمذی: ابو عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي (المتوفى ٢٧٩هـ)
دار السلام۔ الرياض۔ الطبعة الاولىٰ۔ ١٩٩٩ء

★ سنن ابی داود: ابو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الأزدي (المتوفى٢٧٥هـ)
دار السلام ۔ الرياض۔ الطبعة الاولىٰ۔ ١٩٩٩ء

★ سنن النسائی: ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعيب بن على النسائي (المتوفى ٣٠٣هـ)
دار السلام ۔ الرياض۔ الطبعة الاولىٰ۔ ١٩٩٩ء

★ سنن ابن ماجه: ابو عبد الله محمد بن يزيد القزوينى (المتوفى٢٧٣هـ)
دار السلام۔ الرياض۔ الطبعة الاولىٰ۔ ١٩٩٩ء

★ مسند احمد بن حنبل: احمد بن محمد بن حنبل ابو عبد الله الشيباني (المتوفى٢٤١هـ)
دار الفكر العربي ، المكتب الاسلامى بيروت۔
مسند أحمد مذيلة بأحكام شعيب الأرنؤوط، مؤسسة قرطبة ، القاهرة۔

★ الصحیح لابن حبان: الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان
محمد بن حبان بن أحمد التميمى (المتوفى: ٣٥٤هـ)
الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت۔

★ الأدب المفرد للبخاری
أبو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري (المتوفى٢٥٦هـ)
مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ / ١٩٩٨ء

★ الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية:
محمد بن عيسى الترمذي (المتوفى ٢٧٩هـ)
المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز ۔ مكة المكرمة ۔ الطبعة الأولى ١٤١٣هـ/ ١٩٩٣ء

★ مسند البزار-البحر الزخار
أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق، المعروف بالبزار (المتوفى٢٩٢هـ)
الناشر: مكتبة العلوم والحكم ۔ المدينة المنورة،
الطبعة: الأولى، (بدأت ١٩٨٨ء وانتهت ٢٠٠٩ء)

★ تهذیب الآثار: أبو جعفر محمد بن جرير الطبري (المتوفى٣١٠هـ)
دار المأمون للتراث ۔ دمشق / سوريا ۔ الطبعة الأولى، ١٤١٦هـ / ١٩٩٥ء

★ المعجم الكبير: أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (المتوفى٣٦٠هـ)
مكتبة العلوم والحكم الموصل- الطبعة الثانية ١٩٨٣ء
مكتبة ابن تيمية القاهرة- الطبعة الثانية-

★ المعجم الأوسط: أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (المتوفى٣٦٠هـ)
الناشر: دار الحرمين - القاهرة

★ المستدرك على الصحيحين:
أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله النيسابوري (المتوفى٤٠٥هـ)
دار الكتب العلمية - بيروت- الطبعة الأولى، ١٤١١ هـ / ١٩٩٠ء

★ شعب الإيمان: أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقى (المتوفى٤٥٨هـ)
مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية
ببومباي بالهند- الطبعة الأولى، ١٤٢٣ هـ / ٢٠٠٣ء

★ المدخل إلى السنن الكبرى: أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقى (المتوفى٤٥٨هـ)
الناشر: دار الخلفاء للكتاب الإسلامى - الكويت

★ مشكاة المصابيح: محمد بن عبد الله الخطيب العمري، التبريزي (المتوفى٧٤١هـ)
المكتب الإسلامى – بيروت - الطبعة الثالثة، ١٩٨٥ء

★ كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال:
علاء الدين على بن حسام الدين، الشهير بالمتقى الهندي (المتوفى٩٧٥هـ)
مؤسسة الرسالة - الطبعة الخامسة، ١٤٠١هـ / ١٩٨١ء

★ الكافى: أبو جعفر محمد بن يعقوب بن إسحاق الكلينى (المتوفى٣٢٩هـ)
منشورات الفجر - بيروت لبنان – الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ / ٢٠٠٧ء

★ الأسرار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى:
على بن (سلطان) محمد أبو الحسن نور الدين، الملا الهروي القاري (المتوفى١٠١٤هـ)
دار الأمانة / مؤسسة الرسالة - بيروت

كتب لشرح الحديث وعلوم الحديث

★ فتح الباری: احمد بن على بن حجر العسقلاني (المتوفى ٨٥٢هـ)
مطبوعه دار السلام الرياض، الطبعة الاولى – ٢٠٠٠ء

★ هدى الساری مقدمة فتح الباری: احمد بن على بن حجر العسقلاني (المتوفى ٨٥٢هـ)
مطبوعه دار السلام الرياض، الطبعة الاولى – ٢٠٠٠ء

★ عمدۃ القاری: بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی (المتوفی ۸۵۵ھ)
دار احیاء التراث العربي بیروت لبنان

★ إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری:
أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك القسطلاني (المتوفی ۹۲۳ھ)
المطبعة الكبرى الأميرية، مصر ـ الطبعة السابعة، ۱۳۲۳ھ

★ الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری:
محمد بن يوسف بن على بن سعيد، شمس الدين الكرماني (المتوفی ۷۸۶ھ)
دار إحياء التراث العربي، بيروت ـ لبنان ـ الطبعة الثانية، ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء

★ شرح صحیح البخاری لابن بطال:
أبو الحسن على بن خلف بن عبد الملك، ابن بطال (المتوفی ۴۴۹ھ)
مكتبة الرشد ـ السعودية، الرياض ـ الطبعة الثانية، ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۳ء

★ المنہاج شرح صحیح مسلم:
يحيى بن شرف النووي، أبو زكريا محيى الدين (المتوفی ۶۷۶ھ)
دار إحياء التراث العربي – بيروت ـ الطبعة الثانية، ۱۳۹۲

★ ذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی (شرح سنن النسائي):
محمد بن على بن آدم بن موسى الإثيوبي الوَلَّوِي
دار المعراج الدولية للنشر ، دار آل بروم للنشر والتوزيع
الطبعة الأولى، ۱۹۹۶ء إلى ۲۰۰۳ء

★ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح:
على بن (سلطان) محمد، أبو الحسن، الملا الهروي القاري (المتوفی ۱۰۱۴ھ)
دار الفكر، بيروت لبنان . الطبعة الأولى، ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفائہ

★ براہین احمدیہ حصہ سوم ..... روحانی خزائن جلد ۱
★ توضیح مرام ..... روحانی خزائن جلد ۳
★ جنگِ مقدس ..... روحانی خزائن جلد ۶
★ نور القرآن نمبر ۲ ..... روحانی خزائن جلد ۹
★ کتاب البریہ ..... روحانی خزائن جلد ۱۳
★ آئینہ کمالاتِ اسلام ..... روحانی خزائن جلد ۵
★ ازالہ اوہام ..... روحانی خزائن جلد ۳
★ نور الحق حصہ اول ..... روحانی خزائن جلد ۸
★ اسلامی اصول کی فلاسفی ..... روحانی خزائن جلد ۱۰
★ البلاغ ..... روحانی خزائن جلد ۱۳

★ روئیداد جلسہ دعا ..... روحانی خزائن جلد۱۵
★ کشتی نوح ..... روحانی خزائن جلد۱۹
★ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے ..... روحانی خزائن جلد۲۰
★ قادیان کے آریہ اور ہم ..... روحانی خزائن جلد۲۰
★ براہینِ احمدیہ حصہ پنجم ..... روحانی خزائن جلد۲۱
★ حقیقۃ الوحی ..... روحانی خزائن جلد۲۲
★ چشمہ معرفت ..... روحانی خزائن جلد۲۳

Published by:
Islam International Publications Limited,
Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, GU10 2AQ, UK 2009.

★ تذکرہ (مجموعہ الہامات، کشوف ورؤیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام) ناشر نظارت اشاعت ربوہ
مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء۔
★ ملفوظات حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام - نظارت اشاعت ربوہ۔
★ مکتوباتِ احمد - حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے خطوط اور مکاتیب
مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ، ایڈیشن دوم، ۲۰۰۸ء
★ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انسان کی حیثیت میں ..... انوار العلوم جلد ۱۰
★ دنیا کا محسن ..... انوار العلوم جلد ۱۰
★ دنیا میں سچا مذہب صرف اسلام ہی ہے ..... انوار العلوم جلد ۱۳
★ مستورات سے خطاب ..... انوار العلوم جلد ۱۳
★ تربیتِ اولاد کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو ..... انوار العلوم جلد ۱۵
★ اُسوۂ حسنہ ..... انوار العلوم جلد ۱۷
★ خدام الاحمدیہ کے لیے تین اہم باتیں ..... انوار العلوم جلد ۱۷
★ فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین ..... انوار العلوم جلد ۱۸
★ دیباچہ تفسیر القرآن ..... انوار العلوم جلد ۲۰
★ اللہ تعالیٰ سے سچا اور حقیقی تعلق قائم کرنے میں ہی ہماری کامیابی ہے ..... انوار العلوم جلد ۲۱
★ سیر روحانی نمبر ۶ ..... انوار العلوم جلد ۲۲
★ سیر روحانی نمبر ۹ ..... انوار العلوم جلد ۲۵
★ منافقین کے تازہ فتنہ کے متعلق پیغامات و اعلانات ..... انوار العلوم جلد ۲۵

تصانیف سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
فضل عمر فاؤنڈیشن

Published by:
Islam International Publications Limited,
Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, GU10 2AQ, UK.

★ خطباتِ محمود (خطباتِ جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
زیر اہتمام فضل عمر فاؤنڈیشن۔
★ فرمودات مصلح موعود (دربارہ فقہی مسائل) مرتبہ سید شمس الحق مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ
★ خطبات ناصر (خطباتِ جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ
نظارت اشاعت ربوہ
★ خطباتِ طاہر (خطباتِ جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
طاہر فاؤنڈیشن- بلیک ایرو پرنٹرز لاہور۔
★ الأزھار لذوات الخمار جلد ۲ (مجموعہ خطابات از مستورات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)
لجنہ اماء اللہ پاکستان- ۲۰۰۹ء
★ Revelation, Rationality, Knowledge and Truth
By: Mirza Tahir Ahmad (Supreme Head of the Ahmadiyya Muslim Community)
Islam International Publications Limited,
'Islamabad' Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, UK, 1998.
★ الہام، عقل، علم اور سچائی - مرزا طاہر احمد
(Urdu Translation of Revelation, Rationality, Knowledge and Truth
Islam International Publications Limited,
'Islamabad' Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, UK, 2007.
★ خطباتِ مسرور: خطبات جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
نظارت اشاعت ربوہ۔

كتب السيرة والتاريخ

★ الطبقات الكبرى:
أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع، المعروف بابن سعد (المتوفى٢٣٠هـ)
دار الكتب العلمية - بيروت - الطبعة الأولى، ١٤١٠هـ / ١٩٩٠ء
★ الشفا بتعريف حقوق المصطفى:
أبو الفضل القاضى عياض بن موسى اليحصبى (المتوفى٥٤٤هـ)
دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع، ١٤٠٩هـ / ١٩٨٨ء
★ تاريخ دمشق: أبو القاسم على بن الحسن، المعروف بابن عساكر (المتوفى٥٧١هـ)
دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، ١٤١٥هـ / ١٩٩٥ء

★ سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم - مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد (ایم اے) رضی اللہ عنہ
Islam International Publications Limited,
Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, UK. 2003.

★ سیرت المہدی مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد (ایم اے) رضی اللہ عنہ
نظارت اشاعت ربوہ۔ ۲۰۰۸ء

★ سیرت طیبہ (سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درخشاں پہلو):
از حضرت مرزا بشیر احمد (ایم اے) رضی اللہ عنہ

★ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ

★ اصحاب احمد: مؤلفہ ملک صلاح الدین (ایم اے)
باہتمام شیخ محمد اسماعیل پانی پتی در مطبع گیلانی لاہور طبع شدہ ۱۹۵۱ء۔

☆☆☆

کتب اللّغۃ والمعاجم

★ مقاييس اللغة: أحمد بن فارس بن زكرياء القزويني (المتوفى ۳۹۵ھ)
دار الفكر۔ ۱۹۷۹ء۔

★ لسان العرب: محمد بن مكرم بن على ، ابن المنظور (المتوفى ۷۱۱ھ)
دار صادر بيروت۔ الطبعة الثالثة ۔ ۱٤۱٤ھ۔

★ تاج العروس من جواهر القاموس:
محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق، الملقّب بمرتضى الزَّبيدي (المتوفى ۱۲۰۵ھ)
الناشر: دار الهداية

★ أقرب الموارد فى فصح العربية والشوارد: سعيد الخوري الشرتوني اللبناني
منشورات مكتبة آية الله العظمى المرعشي النجفى ۔ايران ۔ ۱٤۰۳ھ

★ النهاية فى غريب الحديث والأثر:
مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد ، ابن الأثير (المتوفى ٦۰٦ھ)
المكتبة العلمية ۔ بيروت، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

★ لغات القرآن: غلام احمد پرویز
طلوع اسلام ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور پاکستان، ایڈیشن ۱۹۹۸ء

★ القاموس الوحيد: علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی (المتوفی ۱۹۹۵ء)
ادارۂ اسلامیات لاہور۔ اشاعت اوّل ۲۰۰۱ء

★ فیروز اللغات (اردو جامع): مرتبہ الحاج مولوی فیروز الدین
پرنٹر و پبلشر: ظہیر سلام۔ مطبوعہ: فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور، ۲۰۱۰ء۔
★ اردو لغت: اردو لغت بورڈ۔ ترقی اردو بورڈ کراچی۔ ایڈیشن اوّل ۔ ۱۹۹۲ء

الکتب الأخرٰی والرسائل

★ بائیبل: کتابِ مقدس (یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ)
برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی-انارکلی لاہور، ۱۹۲۲ء
پاکستان بائبل سوسائٹی-انارکلی لاہور، ۱۹۹۳ء
★ الطب النبوی لابن القیم:
محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد ، ابن قيم الجوزية (المتوفى ۷۵۱ھ)
الناشر: دار الهلال - بيروت
★ طبِ نبوی اور جدید سائنس: مصنفہ ڈاکٹر خالد غزنوی
ناشر: محمد فیصل۔ مطبع زاہد بشیر پرنٹرز ریٹی گن روڈ، لاہور۔ ۱۹۸۹ء
★ فقہ المسیح: مرتبہ انتصار احمد نذر ناشر: نظارت اشاعت ربوہ
★ مضامین بشیر (حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ عنہ)
ناشر: عبد المنان کوثر، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ شائع کردہ: مجلس انصار اللہ پاکستان۔
★ حیات قدسی: از حضرت مولانا غلام رسول قدسی راجیکی رضی اللہ عنہ
مطبوعہ رفیق مشین پریس حیدر آباد دکن۔ ۱۹۵۱ء
★ الحکم (۱۷/جولائی ۱۹۰۳ء)-ایڈیٹر حضرت شیخ یعقوب علی رضی اللہ عنہ ..... مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان
★ الفضل قادیان (۲۶ فروری ۱۹۲۴ء، ۴ مارچ ۱۹۲۴ء) - ایڈیٹر غلام نبی ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان
★ روزنامہ الفضل قادیان (۲ فروری ۱۹۴۰ء)-ایڈیٹر غلام نبی ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان
★ روزنامہ الفضل قادیان (۲۰/اگست ۱۹۴۰) - ایڈیٹر غلام نبی ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان
★ روزنامہ الفضل قادیان (۵/اگست ۱۹۴۴ء)- ایڈیٹر غلام نبی ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان
★ روزنامہ الفضل ربوہ (۱۴/اکتوبر ۱۹۶۰ء) -ایڈیٹر: روشن دین تنویر ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
★ روزنامہ الفضل ربوہ (۵ نومبر ۱۹۶۰ء)-ایڈیٹر: روشن دین تنویر ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
★ روزنامہ الفضل ربوہ (۲۵ نومبر ۲۰۰۰ء) -ایڈیٹر: عبد السمیع خان ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
★ روزنامہ الفضل ربوہ (۴ دسمبر ۲۰۰۲ء) -ایڈیٹر: عبد السمیع خان ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

★ روزنامہ الفضل ربوہ (۱۰ مئی ۲۰۱۰ء) - ایڈیٹر: عبد السمیع خان ..... مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

★ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (۲۴ مارچ ۲۰۰۰ء) ایڈیٹر: نصیر احمد قمر

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressenhall Road, London SW18 5QL (U.K.)

★ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (۱۴ جولائی ۲۰۰۰ء) ایڈیٹر: نصیر احمد قمر

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressenhall Road, London SW18 5QL (U.K.)

★ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (مؤرخہ ۱۱ / مارچ ۲۰۱۱ء) ایڈیٹر: نصیر احمد قمر

Al Fazl International Weekly, London
Tahir House – 22 Deer Park Road, London SW19 3TL (U.K.)

★ روزنامہ الفضل لندن (آن لائن ایڈیشن) - مدیر: ابو سعید
https://www.alfazlonline.org

★ Why empathy has a beneficial impact on others in medicine,
By: Jean Decety & Aikaterini Fotopoulou,
Front. Behav. Neurosci., 14 January 2015
https://doi.org/10.3389/fnbeh.2014.00457

★ A framework of comfort for practice,
By: Cynthia Wensley, Mari Botti, Ann Mckillop, & Alan F. Merry,
International Journal for Quality in Health Care, Volume 29, Issue 2, April 2017, https://doi.org/10.1093/intqhc/mzw158.

★ Empathy in Medicine: What It Is, and How Much We Really Need It,
By: Jean Decety,
The American Journal of Medicine, Volume: 133, Issue 5, (1st May 2020), https://doi.org/10.1016/j.amjmed.2019.12.012

★ The use of touch in developing a therapeutic relationship,
By: Stonehouse, DP.
University of Salford, Manchester. Published Date 2017.
http://usir.salford.ac.uk/46574/

★ Evidence-Based Complementary and Alternative Medicine,
By: Karin Jors, Arndt Büssing, Niels Christian Hvidt, Klaus Baumann
Hindawi Publishing Corporation, Volume 2015, Article ID 927973,
http://dx.doi.org/10.1155/2015/927973

★ Does prayer really help?
By: Leslie Furlow, & Josie Lu O'quinn,
Journal of Christian Nursing: April 2002 - Volume 19 - Issue 2.

★ The Use of Prayer by Coronary Artery Bypass Patients.
By: Amy L. Ai, Steven F. Bolling & Christopher Peterson
The International Journal for the Psychology of Religion,
Vol. 10, Issue 4, 2000, published online 16 Nov 2009.
https://doi.org/10.1207/S15327582IJPR1004_01

★ The Role of Private Prayer in Psychological Recovery Among Midlife and Aged Patients Following Cardiac Surgery,
By: Amy L. Ai, Ruth E. Dunkle, Christopher Peterson, & Steven F. Bolling,
The Gerontological Society of America,
The Gerontologist, 1998 Oct, Vol 38.

★ Nutritional and Therapeutic Characteristics of Camel Milk in Children,
By: Said Zibaee, Syed Musa al-reza Hosseini, Mahdi Yousefi, Ali Taghipour, Mohammad Ali Kiani, Mohammad Reza Noras,
Electronic Physician (ISSN: 2008-5842),
November 2015, Vol. 7, Issue 7.

★ Medicinal values of bioactive constituents of camel milk,
By: Zafar Rasheed (Qassim University), ISSN: 1658-3639
International Journal of Health Sciences, 11(5):1-2, November 2017, www.ijhs.org.sa

★ A review of the therapeutic characteristics of camel urine,
By: Osama A. Alkhamees & Saud M. Alsanad,
African Journal of Traditional, Complementary and Alternative Medicines, 14(6), (2017), https://doi.org/10.21010/ajtcam.v14i6.12

★ The antiplatelet activity of camel urine,
By: Abdulqader Alhaidar, Abdel Galil M., Abdel Gader & Shaker A. Mousa,
The Journal of Alternative and Complementary Medicine, Vol. 17, No 9, (29 Aug 2011), https://doi.org/10.1089/acm.2010.0473

★ Urokinase: Past, present, and future,
By: MD Arthur A. Sasahara
Techniques in Vascular and Interventional Radiology, Vol. 1, Issue 4, (December 1998). https://doi.org/10.1016/S1089-2516(98)80223-0

★ The Medical Perspective of Cupping Therapy: Effects and Mechanisms of action,
By: Abdullah M.N. Al-Bedah, Ibrahim Elsubai, Naseem A. Qureshi, et al,
Journal of Traditional and Complementary Medicine 9(2),
April 2018, https:// doi.org/10.1016/ j.jtcme.2018.03.003

★ Methods of Wet Cupping Therapy (Al-Hijamah): In Light of Modern Medicine and Prophetic Medicine,
By: El Sayed SM, Mahmoud HS, and Nabo MMH,
Alternative & Integrative Medicine (2013), 2(3).
http://dx.doi.org/10.4172/2327-5162.1000111

★ Cupping Therapy: An Overview from a Modern Medicine Perspective,
By: Tamer S Aboushanab, Saud Al Sanad.
Journal of Acupuncture and Meridian Studies. Volume 11, Issue 3,
(June 2018), https://doi.org/10.1016/j.jams.2018.02.001

★ Medical and Scientific Basis of Cauterization (KAI),
Dr Asia Sultana and Dr Shabnam Ansari:
International Journal of Current Research, (ISSN: 0975-833X)
vol. 8 Issue 05, (May 2016),
https://www.researchgate.net/publication/303895537

★ Plants of the Quran,
By: Dr. M.I.H. Farooqi (Dr. Mohammed Iqtedar Husain Farooqi)
9th edition, Sidrah Publisher, Luckhnaw, India (2011)

★ Mushrooms and Truffles-Historical Biofactories for Complementary Medicine in Africa and in the Middle East,
By: Hesham El Enshasy, Elsayed Ahmed Elsayed, R. A. Aziz, M A Wadaan
Article from Evidence-Based Complementary and Alternative Medicine, Hindawi Publishing Corporation, Volume 2013,
Article ID 620451, http://dx.doi.org/10.1155/2013/620451

★ Potentials of truffles in nutritional and medicinal applications,
BY: Heayyean Lee, Kyungmin Nam, Zahra Z et al
Fungal Biology and Biotechnology 7:9, (June 2020),
https://doi.org/10.1186/s40694-020-00097-x

★ Tib-e-Nabi: Science & Hadees Regarding Truffles & Mushrooms,
By: Dr. Mohammed Shakeel Shamsi
http://www.tib-e-nabi-for-you.com/kamaat.html

★ Forced Medication:
Justice Action, Productivity Commission Mental Health Inquiry 2020, http justiceaction.org.au (accessed on 29 July 2020)

Involuntary treatment:
en.wikipedia.org (accessed on 29 July 2020)

★ Tepid Sponging,
By: Alice M. Donahue,
Journal of Emergency Nursing, Volume 9, Issue 2, Pages 78-82, March 1983,

★ Honey in the Treatment of Infantile Gastroenteritis
By: Ismail Haffejee, Allie Moosa,
BMJ: British Medical Journal 290(6485):1866-7, 22 June 1985.

★ Effect of Honey on Diarrhea and Fecal Microbiotain in Critically Ill Tube-Fed Patients,
A Single Center Randomized Controlled Study.
By: Zahra Vahdat Shariatpanahi, Fatemeh Jamshidi, Javad Nasrollahzadeh,
Anesthesiology and Pain Medicine, the Official Journal of Iranian Society of Regional Anesthesia and Pain Medicine (ISRAPM)
Anesth Pain Med. 8(1): e 62889, published online 2018 Feb 21.
doi: 10.5812/aapm.62889

★ Honey may have a laxative effect on normal subjects because of incomplete fructose absorption,
By: Ladas SD, Haritos DN, Raptis SA,
The American Journal of Clinical Nutrition, Volume 62, Issue 6, December 1995, https://doi.org/10.1093/ajcn/62.6.1212

★ Honey, fructose absorption and the laxative effect,
By: Ladas SD, Raptis SA,
Review Nutrition, Jul-Aug 1999, 15(7-8),
https://doi.org/10.1016/S0899-9007(99)00092-1

★ Antimicrobial Activity of Costus Plant Extract Against Methicillin-Resistant Staphylococcus aureus (MRSA, I 3),
By: Sidkey Nagwa M, Aytah Ameera A, Al – Ahmadi Hind A,
International Journal of Science and Research (IJSR),
Volume 4, Issue 11, November 2015.

★ Determination of Scientific Name of Bitter "Qust", An Important Controversial Plant Source in the Iranian Medicinal Plants Market for Neurological Complications,
By: Nastaran Ebadi, Sahar Bagheri, Azadeh Manayi,
Research Journal of Pharmacognosy (RJP) Vol:5, Issue: 4, 25-32, Published online 15 Sep 2018

★ Evaluating the therapeutic efficacy, tolerability and safety of an aqueous extract of Costus speciosus rhizome in acute pharyngitis and acute tonsillitis. A pilot study.
By: Zainab A Bakhsh , Talal A Al-Khatib, Saad M Al-Muhayawi, et al,
Saudi Medical Journal: 36 (8), Aug (2015)

★ What does Al-Qanun Fi Al-Tibb (The Canon of Medicine) say on head injuries,
By: Ahmet Aciduman, Berna Arda, Fatma G Ozakturk, et al,
Neurosurgical Review: 32, 255-263 (2009).

★ Healing with the Medicine of the Prophet
By: Muhammad Ibn Abi Bakr Ibn Qayyim Al-Jawziyah,
Translated by: Jalal Abual Rub, Darussalam 2003, Amazon.com
Edited by: Abdul Rahman Abdullah
(Formerly Raymond J Manderola, Fordham University USA)

★ Wound Healing Activity of Elaeis Guineensis Leaf Extract Ointment,
By: Sreenivasan Sasidharan, Selvarasoo Logeswaran, Lachimanan Yoga L,
Int. J. Mol. Sci, 13(1), 336 – 347, (2012), doi:10.3390/ijms13010336

★ The Prophet's guidance on treating wounds and cuts,
Publish date 05/12/2012. Section: Miraculous Sunnah, Islamweb.net

★ Sarcoptic mange of camel in Upper Egypt: Prevalence, risk assessment, and control measures,
By: Saber Kotb, Ahmed AR,
J. Adv. Vet. Anim. Res, 2(4), Dec 2015.

★ Prevalence of Sarcoptic mange in camels in Punjab, Pakistan,
By: Zahid MI, Maqbool A, Anjum S, et al,
Journal of Animal and plant Sciences 25(5), Oct 2015, (ISSN:1018-7081)

☆☆☆